

فتاویٰ محمودیہ

فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی نور اللہ مرقدہ

تبویب، تخریج اور تعلیق

زیر سرپرستی

شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب زید مجدہم

زیر نگرانی

دار الافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست عنوانات

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
	باب الفرق	
	مایتعلق بالروافض	
	(شیعوں کے عقائد کا بیان)	
۲۲	شیعہ کے عقائد وافعال اوران سے متعلق شرعی فیصلہ	۱
۲۵	شیعوں کے انیس سوالات اوران کے جوابات	۲
۳۱	شیعوں کے بعض اعتراضات کے جوابات	۳
۳۳	کیا شیعہ فرقہ ناجیہ ہے؟	۴
۳۵	فرقہ شیعہ امامیہ	۵
۳۸	بوہرہ کی اصل	۶
۳۹	شیعہ بوہرہ کے پیشوا کے ہاتھوں مفید الاسلام کی عمارت کا افتتاح	۷
۳۹	ایک گمراہ فرقہ کے عقائد	۸

مایتعلق بمشاجرات الصحابة

(صحابہ کرام کے آپس کے اختلافات)

(حضرتِ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور یزید کے اختلافات)

مایتعلق بالقادیانیة

(قادیانی فرقے کا بیان)

مایتعلق بالشیوعیة والاشتراکیة

(کمیونزم اور سوشلزم)

مایتعلق بالمودودیة

(مودودیوں کے عقائد کا بیان)

(رسالہ)

متفرقات الفِرق

باب الکفریات

(کفریات کا بیان)

2

مایتعلق بألفاظ الکفر

(الفاظِ کفر کا بیان)

مایتعلق بتکفیر المسلم

(تکفیر مسلم کا بیان)

مایتعلق بالاستخفاف باللہ تعالیٰ وشعائرہ

(اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی اور شعائر کی توہین)

مایتعلق بأحکام المرتدین

(مرتد کے احکام کا بیان)

متفرقات الکفر

باب التقلید

(تقلید کا بیان)



باب الفرق

ما یتعلق بالروافض

(شیعوں کے عقائد کا بیان)

شیعوں کے عقائد وافعال اوران کا شرعی حکم

سوال[۴۰۹]: ۱...... اہل سنت والجماعت ہونے کے لئے کیا شرط ہے؟ کیا وہ آدمی بھی سنی ہوسکتا ہے جو یہ کہے کہ میری والدہ سنی تھیں اور میرے باپ شیعہ، اور شخص مذکور نے جس عورت سے نکاح کیا ہے وہ کٹر قسم کی شیعہ ہے اور حتی کہ ان صاحب نے اپنی لڑکی کا نکاح شیعہ مجتہد کے لڑکے سے کیا ہے، یہ صاحب شیعوں کے ماتمی جلسوں میں باقاعدگی سے شریک ہوتے ہیں اور سنی ہونے کا بھی دم بھرتے ہیں، موجودہ امام صاحب سے پہلے امام مسجد کا فیصلہ تھا کہ یہ شخص شیعہ ہے اور اگر یہ اپنے آپ کو سنی کہتا ہے تو اس کا نکاح شیعہ عورت کے ساتھ نہیں ہوسکتا۔ اور موجودہ امام مسجد صاحب کا بھی یہی فتوی ہے کہ یہ غالی قسم کا شیعہ ہے اور تقیہ باز ہے اور اس کی بات ناقابل اعتماد ہے۔ کیا شیعہ سنی کا نکاح آپس میں ہوسکتا ہے یا نہیں؟

۲...... ایک شخص جو خود ساختہ سنی ہونے کا دعویدار ہے حالانکہ یہ ثابت ہو چکا ہے کہ یہ شخص شیعہ ہے اور امام صاحب شیعوں اور رافضیوں کو دائرہ اسلام سے خارج تصور کرتے ہیں اور امام صاحب نے مسلمانوں کی کثیر جماعت کی موجودگی میں جمعۃ المبارک کے دن اعلان کیا کہ میں کسی شیعہ کی نماز جنازہ نہیں پڑھاؤں گا اور نہ کسی سنی کو جنازہ شیعہ ورافضی میں کھڑا ہونے دوں گا، ورنہ وہ سنی اسلام سے خارج ہوجائے گا اور تجدید اسلام اور قبول نکاح دوبارہ کرنا ہوگا، کیا سنی مسلمان شیعہ رافضی کی نماز جنازہ پڑھ سکتا ہے کہ نہیں؟ اور ایسا کرنے والوں کے لئے شرعی حکم کیا ہے؟

۳...... کوئی سنی ہونے کا دعویدار کسی ذاتی مخالفت کی بناء پر شیعہ سنی مسئلہ پر کسی امام مسجد کے بارے میں یہ کہے کہ میں نے فلاں مسلمان کے جنازہ کی نماز امام مسجد کے پیچھے نہیں، شیعان کی اقتداء میں پڑھی ہے تو ایک

دوسرے مسلمان نے سوال کیا کہ سوچ سمجھ کر کہہ رہے ہو؟ تو اس نے کہاہاں، بلکہ فرض عین کی اقتداء بھی شیعان کے پیچھے کی ہے اور میں نماز فرض اور دیگر نمازیں اس امام کی بجائے شیعان کی اقتداء میں پڑھتا ہوں، اس فعل سے تین توہین کے پہلو نکلے: ا۔ فرض نماز، ۲۔ نماز جنازہ، ۳۔ میت کی توہین۔ امام مسجد جس کے پیچھے خلق کثیر نماز پڑھتی ہے ایسے شخص کے لئے شرعی حکم کیا ہے؟ مسلمانان ورکنگ نے تو اس کو اپنی جماعت سے خارج کر دیا ہے اور میل جول ختم کر دیا ہے، شرعی طور پر اس کا حل فرمایا جاوے۔

۴...... کیا شیعہ کے پیچھے نماز جنازہ، شیعہ میت کی ہوسکتی ہے کہ نہیں؟ اگر سنی اہل سنت کے امام کے انکار کی وجہ سے دوستی ہونے کے سبب شیعہ کی نماز جنازہ میں شریک ہو جائیں تو ان کے لئے شرعی حکم کیا ہے؟

۵...... شیعہ کا ذبح کیا ہوا جانور حلال ہے یا نہیں؟ اور ان سے لین دین کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ جب کہ ایک سنی مسلمان کی دوکان موجود ہو تو کون سی بہتر ہے؟

۶...... کیا یہ ثابت ہے کہ شیعہ سنی کو چائے پانی وغیرہ میں تھوک کر کے پینے کو دیتے ہیں؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو عقائد، اعمال واخلاق تعلیم فرمائے ان کو اختیار کرنے والے حضرات اہل سنت کہلاتے ہیں، اولاصحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان کو اختیار کیا پھر اس کے بعد دوسروں نے اس کی پیروی کی (هم ما أنا عليه وأصحابي)(۱)۔ مذہب شیعہ کا بانی ابن سبا (یہودی) تھا، اس نے انتہائی تلبیس سے اس کا پرچار کیا، اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر کے مسلمانوں میں گھسا اور اعتقادی وعملی بددینی پھیلائی، شیعوں کی کتاب اصول میں لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تین صحابہ اسلام پر باقی رہے تھے، اور (بقیہ) سب مرتد ہو گئے تھے (نعوذ باللہ)(۲) نیز قرآن کریم کو یہ لوگ محرف مانتے ہیں "فصل الخطاب" میں

(۱) (مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الإیمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنة، ص: ۳۰، قدیمی)

(۲) "مسلمان می گوید: علی (علیه السلام) فرمود: همه مردم بعد از پیامبرؐ از دین برگشتند بجز چهار نفر، (اسرار آل محمد صلی الله علیه وسلم، ترجمه اولین کتاب شیعه درزمان امیر المؤمنین) حدیث ارتداد اصحاب جز چهار نفر، .... عیاش نے بسند امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا سے رحلت فرمائی، چار اشخاص: علی ابن ابی طالب، مقداد، سلمان اور ابوذر رضی اللہ عنہم کے سوا سب مرتد ہو گئے، راوی نے پوچھا عمارؓ کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ان کو پوچھتے ہو جن کے دلوں میں مطلق شک داخل نہ ہوا ہو تو وہ یہی تین اشخاص تھے"۔ (حیات القلوب، اردو ترجمہ جلد دوئم، مؤلف علامہ باقر مجلسی، ص: ۹۲۳، اٹھارواں باب، بعض اکابر =

تصریح ہے(۱) ان کا عقیدہ ہے کہ جو قرآن اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا تھا اس کو لے کر امام مہدی غار سرمن رائ میں روپوش ہوگئے، اس کے بعد جو قرآن کریم کے نام سے موجود ہے وہ بیاضِ عثمانی (حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نوٹ بک) ہے(۲)۔ نیز حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر زنا کی تہمت لگانا ان لوگوں میں عام طور پر واضح ہے، ان کے بنیادی مسلک میں ہے۔ جہاں تک ہو سکے اہل سنت والجماعت کو اذیت پہنچاؤ، نجاست میں ملوث کرو، نجاست کھلاؤ پلاؤ، ان کی نمازیں خراب کرو وغیرہ وغیرہ۔

ایک شیعہ مسجد میں سنی بن کر نماز کے لئے آتا تھا، صف اول میں کھڑا ہوتا اور اقامت کی حالت میں اپنی داڑھی کو ہاتھ سے حرکت دیتا تھا جو بھیگی ہوئی رہتی تھی، اس میں سے قطرات داہنے اور بائیں نمازیوں پر اور مسجد کی صف پر پڑتے تھے وہ قطرات پانی کے نہیں تھے، بلکہ داڑھی کو پیشاب میں بھگو کر لاتا تھا، تحقیق ہونے پر اس کی مرمت کی گئی، یہ شیعہ اسلام سے بالکل خارج ہیں(۳) ان کا نکاح کسی بھی سنی مرد وعورت سے

=صحابہ کے فضائل، امامیہ کتب خانہ لاہور)

(۱) "عن أبي جعفر عليه السلام قال: نزل جبرئيل بهذه الآية على محمد صلى الله عليه وسلم (هكذا فبدل الذين ظلموا ال محمد حقهم قولاً غير الذى قيل لهم، فأنزلنا على الذين ظلموا آل محمد حقهم) ...... سئلت ماهكذا الخ". (فصل الخطاب فى تحريف كتاب رب الأرباب، ص: ۲۵۳، ۲۵۲)

حضرت امام باقر سے روایت کی ہے کہ خدا نے زمین میں تین محترم چیزیں قرار دی ہیں: قرآن، میری عزت اور خانہ خدا ہے، لیکن قرآن میں لوگوں نے تحریف کی اور تغیر کر دیا"۔ (ترجمہ حیات القلوب، جلد سوئم، باب: ۱، فصل حدیث ثقلین اور اس کے مثل حدیثیں، ص: ۸۷، امامیہ کتب خانہ)

(۲) "الخامس أنه قداستغاض فى الأخبار أن القرآن كما أنزل لم يؤلّفه إلا أمير المؤمنين عليه السلام بوصية فى النبى صلى الله عليه وسلم ...... فلما جمعه كما أنزل أتى به إلى المتخلفين ...... فقال لهم: هذا كتاب الله كما أنزل، فقال له عمر بن الخطاب: لاحاجة بنا إليك ولا إلى قرآنك، عندنا قرآن كتبه عثمان، فقال على عليه السلام: لم تره بعد هذا اليوم ولا يراه أحد حتى يظهر ولدى المهدى عليه السلام". (الأنوار النعمانية: ۲/۳۶۰، نور فى الصلوٰة، مؤسسة الأعلمى، بيروت)

(۳) "ان الرافضى إن كان ممن يعتقد الألوهية فى علي رضى الله تعالىٰ عنه، أو أن جبرئيل غلط فى الوحي، أو كان ينكر صحبة الصديق، أو يقذف السيدة الصديقة فهو كافر". (رد المحتار، كتاب الجهاد، مطلب مهم فى سب الشيخين: ۴/۲۳۷، سعيد) .... =

جائز نہیں (۱) یہ مرجائیں تو ان کے جنازہ کی نماز بھی نہیں (۲) ایسے شخص کو امام بنانا بھی اپنی نماز کو برباد کرنا ہے (۳)۔

ان کے مذہب میں تقیہ ایسی چیز ہے کہ جب چاہیں اپنے آپ کو کافر کہدیں، جب چاہیں مسلمان، اپنے آپ کو شیطان بھی کہہ سکتے ہیں اور ایسے ہی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو بھی شیطان سے تعبیر کرتے ہیں جن کے ایمان پر حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پورا اطمینان ظاہر فرمایا، ایسے لوگوں کا ذبیحہ بھی درست نہیں (۴)۔ امید ہے کہ آپ کے سب سوالات کا جواب آ گیا ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲۸/۹/۹۹ھ۔

شیعوں کے انیس سوالات اوران کے جوابات

سوال: [۴۱۰] ۱...... معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جنم دیوس کب ہوا؟ ان کے باپ کا کیا نام ہے؟ کیا معاویہ صحابیٔ رسول تھا؟ معاویہ کے معنی کیا ہیں؟

۲...... ام المومنین جناب عائشہ رضی اللہ عنہا کی زوجیت سے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کیا فائدہ پہنچا؟ جناب عائشہ کا مزار کہاں ہے؟

۳...... اجماع آپ لوگ تسلیم کرتے ہیں، ذرا معرکۂ کربلا میں بتائیں کہ اجماع کدھر ہے؟

= "وهؤلاء القوم خارجون عن ملة الإسلام، و أحكامهم أحكام المرتدين". (الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير ، الباب التاسع في أحكام المرتدين : ۲/۲۶۴، رشيديه)

(۱) "و لا يصلح أن ينكح مرتد أومرتدة أحداً من الناس مطلقاً". (الدر المختار ، كتاب النكاح ، باب نكاح الكافر : ۳/۲۰۰، سعيد كراچی)

(۲) "وسببها (أي مسبب صلاة الجنازة) الميت المسلم، فإنها وجبت قضاءً لحقه". (فتح القدير ، كتاب الجنائز : ۲/۱۰۳، مصطفى البابي الحلبي)

(۳) "وإن أنكر بعض ماعلم من الدين ضرورةً كفر بها، فلا يصح الإقتداء به أصلاً". (ردالمحتار، باب الإمامة : ۱/۵۶۱، سعيد)

(۴) "و شرط كون الذابح مسلماً حلالاً خارج الحرم إن كان صيداً". (الدرالمختار، كتاب الذبائح: ۶/۲۹۷، سعيد)

۴......کیا تینوں خلفاء کو حالاتِ زندگی کے دستور سے صاف ستھرا ثابت کر سکتے ہیں؟

۵......مسلمانوں نے جمہوریت کے نام پر سقیفہ کانفرنس کو کامیاب بنا کر لفظِ جمہوریت بدنام کر کے ابو بکر، عمر، عثمان کو خلیفہ بنایا، کیوں؟ جمہوریت کا بنیادی اصول کیا ہے؟

۶......وفات رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد درِ بنتِ رسول پر آگ اور لکڑیاں جلانے کے لئے کیوں اور کس نے جمع کیا؟ نیز پہلوئے بنت رسول کا دروازہ کس نے گرایا؟

۷......جنگِ جمل میں عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا لڑنے کے لئے کیوں آئیں؟

۸......اہل سنت کا وجود کب سے ہوا؟ قرآن وحدیث سے ثابت کریں۔

۹......رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد ابوبکر، عمر، عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) خلیفہ ہوئے، اس کو قرآن وحدیث سے ثابت کریں۔

۱۰......آپ کے عقائد سے علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) چوتھے خلیفہ تھے، کیا اس کی بشارت پیغمبر (علیہ الصلوۃ والسلام) دے گئے تھے؟

۱۱......کیا ابوبکر، عمر، عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کے خلیفہ ہونے کی بشارت رسول اپنی زندگی میں دے گئے تھے؟

۱۲......جب زمانۂ رسول ہی میں ﴿أليوم أكملت لكم﴾ کی آیت آچکی تھی یعنی اسلام مکمل ہوگیا تھا، بعد رسول جب خلافت کا دور آیا تو خلفاء نے اپنی طرف سے منطق کی اینٹ کیوں جوڑ دی؟ اسلام میں ترمیم کیوں کی، کچھ بڑھایا کچھ گھٹایا؟

۱۳......رسول کو معصوم مانتے ہیں یا نہیں؟ ان کو علم غیب تھا یا نہیں؟

۱۴...... جناب جبرئیل علیہ السلام رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں آیت وسورت لے کر نازل ہوتے تھے، اسی طرح قرآن اکٹھا کیا گیا، مگر قرآن کو تیس پاروں میں کب اور کس نے منقسم کیا؟

۱۵......یزید کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے، کیا خدا اس کے گناہوں کو معاف کرسکتا ہے اور اس کی قسمت میں جنت ہے یا نہیں؟

۱۶......غالباً رسول کی بیماری سے نجات پانے کی وجہ سے آپ لوگ آخری چہار شنبہ مناتے ہیں، شاید

اس دن رسول کو بیماری سے چھٹکارا ملا۔ حضور رسول اپنی زندگی میں کتنی مرتبہ بیماری سے تندرستی کے ساحل پر پہنچے، آپ کو ہر موقعہ پر ان کی صحت یابی پر یادگار منانی اور نیاز دلوانی چاہئے۔

۱۷..... بارہ وفات کے کیا معنیٰ ہیں؟ یومِ ولادتِ رسول کو بارہ وفات کیوں مناتے ہیں؟ اگر رسول کی ولادت اور وفات ایک ہی تاریخ کو ہوئی، اس موقعہ پر آپ کو خوشی اور غم دونوں کرنا چاہئے بلکہ آپ لوگ اس روز عید مناتے ہیں، کیوں؟

۱۸..... کفن میں عطر لگانے کی رسم کب سے شروع ہوئی؟

۱۹..... مسلمانوں کے چار امام (چار مصلے ہیں)، چاروں کے خیالات متفرق کیوں تھے؟

الجواب حامداً و مصلياً:

۱..... اہل سنت والجماعت کا مسلک قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔ امور مندرجہ سوال میں بعض چیزیں بالکل غلط اور بے بنیاد ہیں، بعض امور کا مسلک کے حق یا ناحق ہونے سے کوئی تعلق نہیں۔

اگر واقعۃً کوئی صاحب تحقیق چاہتے ہیں اور ان کا مقصود شبہات کو دور کرنا ہے، مناظرہ ومکابرہ مقصود نہیں تو بنیادی امور میں جس چیز پر شبہ ہو اول اس کو دریافت کریں، پھر فروعی امور کا نمبر ہے، بنیاد کو تسلیم نہ کرتے ہوئے فروع سے بحث کرنا لاحاصل ہے، مثلاً سوال نمبر: ا سے مسلک کے حق یا ناحق ہونے کا کیا تعلق ہے۔

سوال نمبر: ۲ بھی بنیادی حیثیت نہیں رکھتا، تاہم ان کے فضائل میں احادیثِ صحیحہ صریحہ موجود ہیں (۱)، قرآن کریم میں ان کی برأت وپاکدامنی کے لئے سورہ نور میں آیات نازل ہوئی ہیں (۲)۔

---

(۱) "عن أبي موسى قال: ما أشكل علينا أصحاب رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم حديث قط، فسألنا عائشة رضي الله عنها إلا وجدنا عندها منه علماً." رواه الترمذي".

"وعن موسى بن طلحة قال: ما رأيت أحداً أفصح من عائشة رضي الله عنها". رواه الترمذي" (مشكوة المصابيح، باب مناقب أزواج النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: ۵۷۴/۲، قديمي)

"وعن أنس بن مالك قال: سمعت رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: يقول: "فضل عائشة -رضي الله عنها- على النساء كفضل الثريد على سائر الطعام". (الصحيح لمسلم، باب فضائل عائشة أم المؤمنين: ۵۸۲/۲، قديمي)

(۲) (سورة النور: آيت: ۱۱ - ۲۰)

سوال نمبر:۳ کے متعلق عرض ہے کہ معرکۂ کربلا میں کس نے اجماع کا دعویٰ کیا ہے؟

۴...... بالکل ثابت کر سکتے ہیں، احادیث صحیحہ موجود ہیں (۱)۔

۵...... جمہوریت کا نام کس نے بدنام کیا؟ سقیفہ بنی ساعدہ میں کونسی بات جمہوری اصول کے خلاف پیش آئی، کیا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت بھی سقیفہ بنی ساعدہ میں تجویز ہوئی؟

۶...... ایسا کسی نے نہیں کیا، کسی مستند روایت سے ثابت نہیں، یہ تو شیعوں کے کذبات وہفوات ہیں۔

۷...... وہ لڑنے نہیں آئی تھیں، بلکہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کا یہ مطالبہ تھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قصاص لیا جائے، خوارج کی فتنہ پردازی نے جنگ کی صورت اختیار کر لی (۲)۔

۸...... ''حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''میری امت کے تہتر فرقے ہوں گے، ایک کے سوا سب جہنم میں جائیں گے''، صحابہ کرام نے عرض کیا کہ وہ نجات پانے والا فرقہ کون ہے؟ تو فرمایا کہ ''جو فرقہ میرے اور میرے اصحاب کے طریقہ پر ہوگا وہ نجات پائے گا''، یہ حدیث مشکوۃ شریف، ص:۳۰ میں ہے (۳)، یہی فرقہ اہل سنت کا ہے جو کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وقت سے موجود ہے

---

(۱) (الصحیح لمسلم، کتاب الفضائل، باب فضائل أبی بکر، عمر، عثمان: ۲/۲۷۲-۲۷۸، قدیمی)

(صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب مناقب أبی بکر، عمر، عثمان: ۱/۵۱۶-۵۲۵، قدیمی)

(۲) "قال ابن سعد: بویع علي بالخلافة الغد من قتل عثمان بالمدینة، فبایعه جمیع من کان بها من الصحابة رضی الله تعالیٰ عنهم، و یقال: إن طلحة والزبیر بایعا کارهین و غیرطائعین، ثم خرجا إلی مکة و عائشة رضی الله تعالیٰ عنها بها، فأخذاها و خرجا بها إلی البصرة یطالبون بدم عثمان". (تاریخ الخلفاء للسیوطی، فصل فی مبایعة عليّ رضی الله تعالیٰ عنه بالخلافة و ما نشأ عن ذلک، ص:۱۴۴، مؤسسة الکتب الثقافیة)

(۳) "و عن عبد الله بن عمرو رضی الله تعالیٰ عنهما قال: قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: "لیأتین علی أمتي کماأتی علی بنی إسرائیل حَذوَ النعل بالنعل، حتی إن کان منهم من أتی أمه علانیةً لکان فی أمتي من یصنع ذلک، و إن بني إسرائیل تفرقت ثنتین و سبعین ملةً، وتفترق أمتي علی ثلاث و سبعین ملةً کلهم فی النار إلا ملةً واحدةً"، قالوا: من هی یا رسول الله! ؟ قال: "ما أنا علیه و أصحابی". رواه الترمذي".

(مشکوة المصابیح، کتاب الإیمان، باب الإعتصام بالکتاب والسنة، الفصل الثانی: ۱/۳۰، قدیمی)

2

اور اپنی سنت اور خلفائے راشدین کی سنت پر عمل کی حضرت (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے تاکید بھی فرمائی ہے اور قرآن کریم میں ''خیر امت''، جس کو فرمایا گیا ہے اس کے طرز پر چلنے والا فرقہ اہل سنت ہے۔

۹......ان حضرات کا خلیفہ ہونا واقعاتی چیز ہے جو کہ دنیا میں ثابت ومسلّم ہے، نیز قرآن وحدیث سے ان حضرات کا مستحق ہونا نیز حدیث سے ترتیب وتعیین ثابت ہے، ایسی احادیث پیش کی جاسکتی ہیں۔ کیا شیعہ تسلیم کریں گے؟ حضرت شاہ ولی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ''ازالۃ الخفاء'' اسی موضوع پر ہے، بڑی تفصیل سے احادیث اس میں مذکور ہیں (۱)۔

۱۰......واقعہ اسی طرح پیش آیا اور خلفاء راشدین کی ترتیب اسی طرح ہے (۲) احادیث میں اشارات بھی ہیں۔

۱۱......جی ہاں، بشارتیں موجود ہیں، کیا شیعہ تسلیم کریں گے؟

۱۲......منطق کی اینٹ بالکل نہیں جوڑی، اسلام کی بنیاد جن امور پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تجویز فرمائی تھی بالکل اسی طرح یہ حضرات اس پر قائم رہے اور دوسروں کو قائم کیا۔

۱۳......رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معصوم مانتے ہیں (۳) بہت سی ایسی باتوں کا آپ کو علم دیا گیا جو کہ دوسروں کو نہیں ملا، جب جب اللہ تعالیٰ چاہتے علم عطا فرمادیتے (۴)۔

---

(۱) ''مسلک سوم: اجماع امت است بر افضلیتِ مشایخ ثلثہ بترتیبِ خلافت، و اجماع است را بدو وجہ تقریر نمائیم .... و اما وجہ اول دو مرتبہ است: مرتبہ اولی نقل صریح اجماع از حدیث عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال: ''کنا نخیر بین الناس فی زمان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، فخیر أبا بکر ثم عمر ثم عثمان بن عفان رضی اللہ عنہم '' أخرجہ البخاری .... الخ ''. (إزالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء، مسلک سوم اجماع امت بر افضلیت خلفاء ثلاثہ بترتیب خلافت: ۱/ ۳۱۱، سهیل اکیڈمی لاهور)

(۲) (راجع رقم الحاشیۃ: ۱)

(۳) ''والأنبیاء علیهم الصلاۃ والسلام کلهم منزهون عن الصغائر والکبائر و الکفر والقبائح''. (الفقه الأکبر للإمام أبی حنیفۃ رحمه اللہ تعالیٰ، ص: ۲، قدیمی)

(۴) ''قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم: ''أعطیت خمساً لم یعطهن أحد قبلی ...... الخ''. (مشکوۃ المصابیح، باب فضائل سید المرسلین صلوات اللہ و سلامه علیه: ۲/ ۵۱۲، قدیمی)

۱۴...... یہ تیس پاروں میں پاروں کے ثلث، ربع، نصف کی تقسیم بھی بنیادی چیزیں نہیں ہیں، بنیادی چیز یہ ہے کہ تمام قرآن پاک حق ہے، اللہ پاک کا نازل فرمودہ ہے، اس میں کسی قسم کی تحریف نہیں ہوئی (۱)۔

۱۵...... معاف فرمانا، قدرت سے خارج ہرگز نہیں (۲)، اللہ تعالیٰ چاہے تو اس کو یا اس سے بھی بڑے گنہگار کو جنت میں داخل فرمادے۔ جس شخص کا خاتمہ ایمان پر ہوا ہو وہ جنت میں جائے گا خواہ ابتداءً ہی جائے خواہ سزا بھگت کر جائے (۳)۔

۱۶...... ہم لوگ آخری چہار شنبہ کو کوئی اہمیت نہیں دیتے، جیسے اَور دن ویسا ہی آخری چہار شنبہ، لہذا یہ سوال ہم پر عائد نہیں ہوتا۔

۱۷...... مشہور یہ ہے کہ ۱۲/ ربیع الاول کو وفات شریف ہوئی تھی (۴) اس لئے عوام اس کو بارہ وفات کہتے ہیں۔ ہم لوگ اس دن اگر ہوسکے تو روزہ رکھ لیتے ہیں، نہ عید مناتے ہیں نہ غم۔

۱۸...... حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وقت سے ہی یہ سنت جاری ہے۔

۱۹...... خیالات سے مراد اگر عقائد ہیں تو چاروں اماموں: ابوحنیفہ، مالک، شافعی، احمد رحمہم اللہ کے عقائد مختلف نہیں تھے، بلکہ متفق تھے اور سب اہل حق تھے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند۔

---

(۱) قال الله تعالیٰ: ﴿إنا نحن نزلنا الذكر و إنا له لحافظون﴾. (الحجر : ۹)

(۲) قال الله تعالیٰ: ﴿ألم تعلم أن الله له ملک السموات والأرض يعذب من يشآء و يغفر لمن يشآء والله على كل شيء قدير﴾ (المائدة : ۴۰)

(۳) ﴿و يغفر ما دون ذلک لمن يشآء﴾ فيه إيماء إلى أنه سبحانه يعفو عن أرباب الذنوب ...... و إذا عذبه فإنه لا يؤبده كما تدل عليه الأحاديث : منها : "من قال لا إله إلا الله دخل الجنة، و إن زنى و إن سرق"، و هو قول أكثر الصحابه والتابعين و أهل السنة والجماعة". (شرح الفقه الأكبر : ۱۵۶، قديمى)

(۴) " قال: توفي رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم لا ثنتى عشرة ليلةً مضت من شهر ربيع الأول، اليوم الذي قدم فيه المدينة مهاجراً". (دلائل النبوة للبيهقى ، باب ما جاء فى الوقت واليوم والشهر والسنة التى توفي فيها رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم و فى مدة مرضه: ۲۳۵/۷، دار الكتب العلمية)

شیعوں کے بعض اعتراضات کے جوابات

سوال[۴۱۱]: آج کل ایک بَلا مسلط ہے، یہاں کے تھانہ انچارج آج کل ایک شیعہ اقتدار حسین جعفری ہیں، اپنے مذہب کے سلسلہ میں بحث ومباحثہ بہت کرتے ہیں، بندہ کو بہت مجبور کیا تو جواب دینا پڑا۔ بحث کے دو دور ہو چکے ہیں، پہلے دور میں طے ہوا کہ کتابوں کے حوالے صرف قرآن پاک، بخاری ومسلم اور تاریخ کے سلسلہ میں تاریخ الخلفاء، اس کے علاوہ کسی کتاب کا اعتبار نہیں۔ دوسری دفعہ امور ذیل پر بحث ہوئی، انہوں نے بیان کیا:

۱......حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ بلافصل تھے، حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مستحق خلافت نہ تھے، ان کے ہاتھ پر صرف ۱۸/نفر بیعت کرنے والے تھے، وجہ یہ تھی کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ چچا کے لڑکے بچپن سے ہی مسلمان، کبھی کفر کا دور نہیں آیا، باقی لوگوں نے کفر کا بھی زمانہ دیکھا، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو قتل کے ارادہ سے ہی آئے تھے، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے ارشاد ہے: "علی منی وأنا منه" یہ داماد رسول تھے، ان کے علاوہ کوئی دوسرا داماد بھی نہیں تھا۔

۲......فدک حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نہ دے کر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرابت کا بھی خیال نہ کیا اور باپ کی جائیداد سے محروم رکھا، اس وجہ سے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا چھ مہینے تک حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نہ بولیں۔

۳......اگر کسی سے کوئی غلطی ہوئی ہے وہ اگر چہ صحابی رسول ہی کیوں نہ ہو اس کو بُرا کیوں نہ کہا جائے۔

۴......حضرت عائشہ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں اور زوجۂ رسول مگر خلیفہ کے مقابلہ پر آئیں، جنگ کرنا ان کی شان سے بعید تھا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جنگ ہی نہیں کی، نہ ساتھ کے لوگ جنگ کے لئے آئے تھے، کیونکہ کھانا ایک طرف کھاتے اور نماز دوسرے کے پیچھے پڑھتے تھے، دوسرے خون عثمان کے سلسلہ میں ایک مطالبہ لے کر آنا ہوا، رات کو یہ سن کر قاتلوں نے کہ صبح قتل کردیئے جائیں گے حملہ کردیا اور دونوں فوجیں بھڑ گئیں، اس غلط فہمی میں کہ دوسرے نے بدعہدی کی، معاملہ صاف ہوا تو کچھ بھی نہیں تھا۔ خون عثمان کا مطالبہ ہر مسلمان کا حق تھا، خواہ وہ مسلمان مرد ہو یا عورت۔

اس سلسلہ میں ضروری ہدایات وتوجہ کی درخواست ہے، نیز شیعہ مذہب کے کچھ مسائل جو صحیحین کی رو سے خلاف ہے چند نقل کر کے ارشاد فرمائیں۔ ظہیر الاسلام بنی گنج۔ ہردوئی۔

الجواب حامداً و مصلیاً :

اگر آپ کے حریف نے قرآن کریم، بخاری ومسلم، تاریخ الخلفاء کے حوالہ کو تسلیم کرنے کا اقرار کرلیا تو بہتر ہے، معاملہ بہت سہل ہے۔

۱...... ''عن الحسن رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه قال: قال علیّ: لما قبض رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم، نظرنا فی أمرنا فوجدنا النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم قد قدّم أبابکر فی الصلوة، فرضینا لدنیانا عمن رضی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم عنه لدیننا، فقدمنا أبابکر''۔ فصل فی بیان کونه صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم لم یتخلف ذلك (تاریخ الخلفاء، ص: ۵۰) (۱)۔

یہی تفصیل، ص: ۱۲٤، فصل فی نبذ من أخبار علی و قضایاه و کلماته میں ہے (۲)۔

۲...... بخاری شریف، ص: ۹۹۵، کتاب الفرائض، باب قول النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''لا نورث، ما ترکناه صدقة'' اسی میں ہے ''قال: فهجرته فاطمة فلم تکلمه حتی ماتت'' یعنی حدیثِ پاک سن کر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنا مطالبہ میراث ترک کر دیا اور اخیر وقت تک اس کو زبان پر نہیں لائیں (۳) یہ حدیث ''لا نورث ما ترکناه صدقة'' شیعہ کی سب سے معتبر کتاب ''کافی'' میں بھی

---

(۱) (تاریخ الخلفاء للسیوطی، فصل فی بیان کونه ﷺ لم یستحلف و سر ذلک، ص: ۱۴، مؤسسة الکتب الثقافیة)

(۲) (تاریخ الخلفاء للسیوطی، فصل فی نبذ من أخبار علیّ و قضایاه و کلماته رضی اللہ تعالیٰ عنه، ص: ۱۴۶۔۱۴۷، موسسة الکتب الثقافیة)

(۳) ''عن عائشة – رضی اللہ تعالیٰ عنها– أن فاطمة والعباس أتیا أبا بکر یلتمسان میراثهما من رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم و هما حینئذ یطلبان أرضیهما من فدک و سهمهما من خیبر. فقال لهما أبو بکر: سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم یقول: ''لا نورث، ما ترکنا صدقة، إنما یأکل آل محمد من هذا المال''. قال أبو بکر: واللہ لا أدع أمراً رأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم یصنعه فیه إلا صنعته، قال: فهجرته فاطمة، فلم تکلمه حتی ماتت''. (صحیح البخاری، کتاب الفرائض، باب=

ہے، نیز "محجاج السالکین" میں ہے: کہ "حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب واپس تشریف لے گئیں، تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی خدمت میں گئے کہ میں آپ سے معافی مانگنے اور راضی کرنے کے لئے آیا ہوں، اس پر انہوں نے فرمایا کہ میں راضی ہوں (۱)۔ (حدیث کو سن کر کر ناراض ہونے کا کیا محل ہے)۔

۳...... جب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمادیا کہ "میرے صحابہ کو بُرا مت کہو" (۲) تو پھر کسی کا کیا منہ ہے؟

۴...... حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مطالبۂ قصاصِ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے آئی تھیں، تفصیل تاریخ الخلفاء میں ہے (۳)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۱۸/۱۱/۹۵ھ۔

کیا شیعہ فرقہ ناجیہ ہے؟

انجم رومانی دفتر روزنامہ اردو ٹائمز، مولانا آزاد روڈ، بمبئی ۱۵/اگست

سوال [۴۱۲]: حضور سرورِ کائنات (صلی اللہ علیہ وسلم) کا قول ہے کہ "میری وفات کے بعد میری

= قول النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم : لا نورث، ما ترکنا صدقة : ۲/۹۹۵، ۹۹۶، قدیمی)

(۱) محجاج السالکین بحوالہ تحفہ اثنا عشریہ (اردو) باب خلفاء ثلاثہ وکبار صحابہ پر مطاعن اور ان کے جواب، ص: ۵۴۵، دارالاشاعت کراچی)

(وکذا فی تالیفات رشیدیہ، ہدیة الشیعہ : ۵۶۵، ادارہ اسلامیات لاہور)

(۲) "عن أبی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم :"لا تسبوا أصحابی فلو أن أحدکم أنفق مثل أحد ذهباً، ما بلغ مد أحدهم و لانصیفه". متفق علیه". (مشکوة المصابیح، باب مناقب الصحابة : ۲/۵۵۳، قدیمی)

(۳) "قال ابن سعد :بویع علیّ بالخلافة الغد من قتل عثمان بالمدینة ، فبایعه جمیع من کان بها من الصحابة رضی اللہ تعالیٰ عنهم ، و یقال : إن طلحة والزبیر بایعا کارهین و غیر طائعین ، ثم خرجا إلی مکة و عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنها بها ، فأخذاها و خرجا بها إلی البصرة یطالبون بدم عثمان .... الخ". (تاریخ الخلفاء للسیوطی، فصل فی مبایعة علیّ رضی اللہ تعالیٰ عنه بالخلافة و ما نشأ عن ذلک، ص : ۱۴۴، مؤسسة الکتب الثقافیة)

امت کے تہتر فرقے ہونگے، ایک فرقہ ناجی ہوگا اور بہتر ناری ہوں گے'' اس حضور کے قول پر تمام برادران اسلام متفق ہیں اور عام طور پر مسلمانوں میں صرف دو کلمہ چل رہے ہیں: ایک تو وہ ہے جو شیعہ فرقہ پڑھتا ہے اور دوسرا کلمہ وہ ہے جو ہم بہتر فرقے کے لوگ پڑھتے ہیں۔ حضور کے قول کی روشنی میں شیعہ فرقہ ناجی ہو جاتا ہے اور ہم بہتر فرقے والے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قول کی روشنی میں نجات سے دور ہوئے جاتے ہیں۔ اس سلسلہ میں کیا فرماتے ہیں مفتی شرع؟ جلد سے جلد اس مسئلہ کا جواب اوپر لکھے ہوئے پتہ پر ارسال فرمادیں۔ فقط انجم رومانی۔

الجواب حامداً و مصلیاً:

جو فرقہ ناجی ہے اس کے متعلق سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا۔ ''من ھی''؟ وہ فرقہ کون ہے تو ارشاد فرمایا: ''ما أنا علیه و أصحابی''(۱) جس پر میں اور میرے اصحاب ہیں، یعنی جو فرقہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے طریقے وسنت پر ہے وہ ناجی ہے۔ جس وقت یہ ارشاد فرمایا شیعہ تو اس وقت موجود ہی نہیں تھے، نہ ان کا کلمہ تھا اور نہ وہ اب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طریقہ وسنت پر ہیں، نہ حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے طریقہ وسنت پر ہیں تو وہ اس حدیث پاک کی رو سے ناجی کیسے ہو سکتے ہیں؟ وہ فرقہ اگر حدیث کی روشنی میں اپنا مقام سمجھنا چاہے تو اس کو چاہئے کہ: ''کل محدثة بدعةً'' اور ''کل بدعة ضلالةً'' اور ''کل ضلالة فی النار''(۲) میں غور کرے، نیز اس حدیث میں غور کرے:

''عن عبد اللّٰه بن مغفل رضی اللّٰه تعالیٰ عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم: ''اللّٰه اللّٰه فی أصحابی، لا تتخذوهم من بعدی غرضاً، فمن أحبهم فبحبی أحبهم، ومن أبغضهم فببغضی أبغضهم، و من اٰذاهم فقد اٰذانی، و من اٰذانی فقد اٰذی اللّٰه، و من اٰذی اللّٰه فیوشك أن یأخذه''۔

---

(۱) (مشکوٰة المصابیح، کتاب الإیمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنة، ص: ۳۰، قدیمی)

(۲) (سنن النسائی، کتاب صلاة العیدین، باب کیف الخطبة: ۱/۲۳۴، قدیمی)

نیز اس حدیث میں غور کرے:

"عن ابن عمر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنهما قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم:

"إذا رأيتم الذين يسبون أصحابی، فقولوا: لعنة اللّٰہ علی شركم اهـ".

یہ دونوں حدیثیں مشکوۃ شریف، ص:۵۵۴ میں مذکور ہیں (۱)، اَور بھی ایسی احادیث موجود ہیں، ان میں غور کرنے سے اس فرقہ کو اپنا مقام معلوم ہو جائے گا۔ فقط واللّٰہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ۔

فرقہ شیعہ امامیہ

[۴۱۳] بسم اللّٰہ الرحمن الرحيم

الحمد للّٰہ رب العالمين والصلوة والسلام علی سيد الأنبياء والمرسلين وعلی اله الطاهرين وأصحابه الطيبين أجمعين إلی يوم الدين، أما بعد:

جب سے فرقہ شیعہ امامیہ اثنا عشریہ نے جنم لیا اسی وقت سے علمائے حق نے اس کی تردید کی، اس کے زیغ وضلال کو واضح کیا، کسی نے اس پر مختصر لکھا، کسی نے تفصیل سے بیان کیا، شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے ''منہاج السنۃ'' میں اس پر بسط سے کلام کیا۔

بادشاہ ہمایوں کے دور میں یہ فرقہ منظم شکل میں جماعتی حیثیت سے ہندوستان آیا اور اپنے مخصوص نظریات (بغض صحابہ اوران پر لعن وطعن) کی اشاعت کرنے لگا، ہمایوں نے علامہ ابن حجر مکی کو خط لکھا جس پر "تطهير اللسان والجنان" تصنیف کی گئی، نیز دوسری کتاب "الصواعق المحرقة "تصنیف فرمائی۔

اس کے بعد اکبر کا دور آیا تو یہ فرقہ ترقی کرنے لگا، یہاں تک کہ جو دین حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نازل ہوا اس کے مقابلہ میں دوسرا دین مستقل بنایا گیا۔

اسی زمانہ میں شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ تھے، ان کو قتل کرنے کی تجویز کی گئی مگر وہ تجویز

---

(۱) (مشكوة المصابيح، باب مناقب الصحابة: ۵۵۴/۲، قديمی)

(والترمذی، أبواب المناقب، باب فی من يسب أصحاب النبی صلی الله تعالیٰ عليه وسلم: ۲۲۵/۲، ایچ ایم سعید)

کامیاب نہیں ہوئی، یہاں تک کہ اکبر کا انتقال ہوگیا۔

پھر جہانگیر تخت نشین ہوا تو اس نے حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ کو اجین ریاست گوالیار میں قید کروادیا اور برسوں قید میں رکھا۔ پھر ایک خواب کی بنا پر متنبہ ہوکر اپنی غلطی کا اقرار کیا اور ان کو جیل سے نکال کر معافی مانگی۔

حضرت مجدد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرق ضالہ میں اس فرقہ کو سب سے زیادہ خطرناک بتایا ہے، تحریر فرمایا ہے کہ ''قرآنی اسلام کے مقابلہ میں اس فرقہ نے دوسرا اسلام تیار کیا ہے''، اس کے عقائد کو شمار کرایا ہے کہ یہ عقائد قرآن کریم اور احادیثِ متواترہ اور اجماع امت کے خلاف ہیں، جن اکابر نے اس پر کفر کا حکم نہیں لگایا انہوں نے اس احتیاط کی بنا پر کف اللسان والقلم کیا ہے کہ ممکن ہے مرنے سے پہلے توبہ نصیب ہوجائے بغیر توبہ کے مرنے پر یہ احتیاطی پہلو بھی ختم ہوگیا۔ ''فتاویٰ عالمگیری'' میں ہے، جس کو پانچ سو علماء کی جماعت کے ذریعہ اورنگ زیب عالمگیر نے تصنیف کرائی۔

"الرافضي إذا كان يسب الشيخين، و يلعنهما والعياذ بالله فهو كافر، ولو قذف عائشة رضي الله تعالىٰ عنها بالزنا كفر بالله، و من أنكر إمامة أبي بكر الصديق رضي الله تعالىٰ عنه فهو كافر، و على قول بعضهم هو مبتدع و ليس بكافر، والصحيح أنه كافر، وكذلك من أنكر خلافة عمر رضي الله تعالىٰ عنه في أصح الأقوال، كذا في الظهيرية۔ و يجب إكفارهم بإكفار عثمان و علي و طلحة و زبير و عائشة رضي الله تعالىٰ عنهم، و يجب إكفار الزيدية كلهم في قولهم بانتظار نبي من العجم ينسخ دين نبينا و سيدنا محمد صلى الله تعالىٰ عليه وسلم كذا في الوجيز للكردري، و يجب إكفار الروافض في قولهم برجعة الأموات إلى الدنيا و بتناسخ الأرواح، و بانتقال روح الإله إلى الأئمة، و بقولهم في خروج إمام باطن، و بتعطيلهم الأمر والنهي إلى أن يخرج الإمام الباطن وبقولهم: إن جبرئيل عليه السلام غلط في الوحي إلى محمد صلى الله تعالىٰ عليه وسلم دون علي بن أبي طالب رضي الله تعالىٰ عنه، و هؤلاء القوم خارجون عن ملة الإسلام، و أحكامهم أحكام المرتدين، كذا في الظهيرية". فتاوى عالمگیری

مختصراً: ۲۸۳/۲ (۱)۔

مشہور مفسر ومحدث حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ فتح کی آیت ﴿ لیغیظ بهم الكفار ﴾ کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو روافض کے کفر کی ایک قرآنی دلیل قرار دیا ہے (۲) تفسیر خازن (۳) اور معالم التنزیل (۴) میں بھی امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے استدلال کی طرف اجمالی اشارہ موجود ہے۔

حضرت شاہ ولی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''ازالۃ الخفاء'' میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مناقب اور دینی کارنامے تفصیل سے بیان فرمائے ہیں اور اس فرقہ امامیہ پر شد و مد سے رد فرمایا ہے۔ حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''تحفۂ اثنا عشریہ'' میں اس فرقہ باطلہ کے عقائد شنیعہ لکھ کر ان کو خوب رد فرمایا ہے۔ حضرت مولانا رشید احمد محدث گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس فرقہ کی تردید میں ''ہدیۃ الشیعہ'' تصنیف فرمائی۔

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''هدية الشيعه'' میں بڑے دلائل سے اس فرقہ کے معتقدات کا رد کیا ہے۔

حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''ہدایۃ الرشید'' میں تفصیل سے اس فرقہ کا رد فرمایا ہے۔

---

(۱) (الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، الباب التاسع في أحكام المرتدين: ۲۶۴/۲، رشيديه)

(۲) "و من هذه الآية انتزع الإمام مالك رحمه الله تعالیٰ، في رواية عنه، بتكفير الروافض الذين يبغضون الصحابة رضی الله تعالیٰ عنهم، قال: لأنهم يغيظونهم، و من غاظ الصحابة رضی الله تعالیٰ عنهم فهو كافر لهذه الآية، و وافقه طائفة من العلماء رضی الله تعالیٰ عنهم على ذلك، والأحاديث في فضل الصحابة رضی الله تعالیٰ عنهم، والنهي عن التعرض لهم بمساءة كثيرة". (تفسير ابن كثير (الفتح: ۲۹): ۲۶۱/۴، مكتبه دار الفيحاء)

(۳) "قال مالك بن أنس: من أصبح و في قلبه غيظ على أصحاب رسول الله صلى الله تعالیٰ عليه وسلم فقد أصابته هذه الآية". (تفسير الخازن (الفتح: ۲۹): ۱۷۳/۴، حافظ كتب خانه كوئٹه)

(۴) (معالم التنزيل للبغوى (الفتح: ۲۹): ۲۰۷/۴، اداره تاليفات اشرفيه)

علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے:

"نعم لا شك فی تكفیر من قذف السیدة عائشة رضی اللّٰه تعالیٰ عنها، أو أنكر صحبة الصدیق رضی اللّٰه تعالیٰ عنه، أو اعتقد الألوهیة في علي، أو أن جبرئیل غلط فی الوحي، أو نحو ذلك من الكفر الصریح المخالف للقراٰن"۔ شامی: ۳/۲۹٤ (۱)۔

الغرض اپنے اپنے دور میں اہل سنت والجماعت (هم ما أنا علیه وأصحابی) اس فرقے پر رد کرتے چلے آئے ہیں، اس فرقہ کی کتابیں کمیاب یا نایاب تھیں، مگر اب چھپ چکی ہیں، جو شخص ان کا مطالعہ کرے گا وہ خود بھی دیکھ لے گا کہ وہ کس قدر کفریات پر مشتمل ہیں، مثلاً: کافی ، منهج الصادقین ، البرهان فی تفسیر القرآن ، فصل الخطاب فی إثبات تحریف كتاب رب الأرباب ، حیات القلوب ، كشف الأسرار" وغیرہ وغیرہ۔فقط واللّٰہ الهادی إلی صراط مستقیم ۔ املاہ العبد محمود غفرلہ۔

بوہرہ کی اصل

سوال[۴۱۴]: بواہیر کون لوگ ہیں؟ ان کی بنیاد کس نے ڈالی اور کہاں ڈالی؟ ان کے بنیادی عقائد مختصراً بیان فرمائیں۔

الجواب حامداً و مصلیاً:

بواہیر عربی قاعدہ سے بوہرہ کی جمع بنالی گئی ہے جو کہ بہوار سے ہے، جس کے معنیٰ "تاجر" ہے، یہ تو لغت کے اعتبار سے ہے، جیسا کہ صاحب مجمع البحار کے تذکرہ میں ہے (۲)، لیکن یہ مستقل خاندان یا قوم ہے، کچھ سنی ہیں اکثر شیعہ ہیں، غالباً یہ سنی بھی پہلے شیعہ تھے پھر سنی ہوگئے، ان کی نسل بوہرہ سنی ہے، بوہرہ کے عقائد کی تفصیلات ان سے ہی دریافت کیجئے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۱/۶/۹۱ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۲/۶/۹۱ھ۔

---

(۱) (ردالمحتار، باب المرتد، مطلب مهم فی حكم سب الشیخین: ۴/۲۳۷، سعید)

(۲) "البوهرة وهی مشتقة من "بیوهار" فی لغة أهل الهند معناه التجارة". (مجمع البحار، ترجمة المصنف: ۱/۲۰، دارالإیمان المدینة المنورة)

شیعہ بوہرہ کے پیشوا کے ہاتھوں مفید الاسلام کی عمارت کا افتتاح

سوال[۴۱۵] : ایک رفاہ عام ادارہ ہے، جس کے ماتحت ایک تعلیم گاہ ہے، جس میں مسلم بچیوں کے لئے پردہ کے ساتھ پرائمری سے ہائر سیکنڈری تک تعلیم کا انتظام ہے اور دو ہزار بچیاں تعلیم حاصل کر رہی ہیں، اس کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم بھی ہے اور اس اسکول کو اس سال کالج بنا دیا گیا ہے، شبینہ مدرسہ بھی ہے، دوسرا شعبہ لا وارث لاش کا روزانہ پانچ سے دس تک تجہیز و تکفین کرتا ہے، اس کے لئے ۱۳/ ایمبولینس گاڑیاں ہیں، دو غسال دو غسالہ ہیں، مساکین جو بالکل بے سہارا ہیں، ماہانہ وظیفہ دیا جاتا ہے۔

اس ادارہ کے اخراجات بہت ہیں، بوہرہ کے پیشوا سیدنا برہان الدین کلکتہ سے تشریف لاتے ہیں، انجمن مفید الاسلام کی عمارت کی نئی تعمیر ہوئی ہے، سیدنا سے اس عمارت کا افتتاح کرایا جائے اور خواص کو جمع کیا جائے اور اس طرح ہمارے مدرسہ ندائے اسلام کا معائنہ کرایا جائے اور اس طریقہ پر اعزاز و احترام کیا جائے یا ان کی معاونت کو لیا جائے، آیا شرعی قباحت تو نہیں؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

آپ ہرگز اس کا ارادہ نہ کریں، مفید الاسلام کی عمارت کا افتتاح مضر الاسلام سے کرانا سخت ممنوع ہے، حق تعالیٰ آپ کی اعانت فرمائے (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۹۵/۱۲/۳۰ھ۔

ایک گمراہ فرقہ کے عقائد

سوال[۴۱۶] : ۱......ایک جماعت قرآن پاک کے متعلق یہ اعتقاد رکھتی ہے کہ قرآن پاک کے چالیس پارے ہیں، تیس پاروں کا تو علم سب پر ظاہر ہے اور دس پاروں کا علم صرف ہماری جماعت کو ہے اور کو نہیں کیا اس قسم کا اعتقاد رکھنے والا فرقہ مسلمان ہے؟

---

(۱) "تبجیل الکافر کفر". (الدر المختار، کتاب الحظر والإباحة، فصل فی البیع: ۴۱۳/۶، سعید)

"و فی البحر: (و یرد السلام علی الذمی و لا یزده علی قوله: وعلیک ...... و لا یبدأه بالسلام؛ لأن فیه تعظیماً له". (البحر الرائق، کتاب الکراهیة، فصل فی البیع: ۳۷۴/۸، رشیدیه)

۲......یہی فرقہ کہتا ہے کہ ہر رات اللہ تعالیٰ کا دیدار کرتے ہیں، ایسے فرقہ کے متعلق شرع میں کیا حکم ہے؟

۳......یہی فرقہ پانچ وقت کی نمازوں کو فرض اور ضروری نہیں کہتا ہے، بلکہ صرف رات میں نماز پڑھنے کو ضروری سمجھتا ہے، بلکہ اگر نماز کو کہا جاتا ہے کہ بھائی تم نماز کیوں نہیں پڑھتے؟ تو کہتا ہے اللہ تعالیٰ کیا مرگیا ہے جو ہم اللہ تعالیٰ کی نماز پڑھیں؟ العیاذ باللہ۔ اور بعض مرتبہ کہتے ہیں کہ ہم کیا دکھا کر نماز پڑھتے ہیں، ہم تو صرف رات میں نماز پڑھتے ہیں بلکہ مراقبہ نماز کو کہتے ہیں کہ نماز تو ذکر کا نام ہے وہ دل سے کرتے ہیں۔ ان تمام صورتوں کا کیا حکم ہے؟ کیا رات میں نماز پڑھنا ضروری ہے اور پانچوں وقت نماز پڑھنا ضروری نہیں ہے؟ اور ایسے کہنا کہ اللہ تعالیٰ کیا مرگیا جو اس کی نماز پڑھیں گے، کہتے ہیں کہ ہم دکھا کر نماز نہیں پڑھتے، نماز اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا ہے، اللہ کا ذکر کرنا ہے وہ دکھا کر نہیں کرنا چاہئے، صرف دل سے کرلینا کافی ہے، اللہ کوئی بہرہ تھوڑا ہی ہے۔ نعوذ باللہ۔

۴......قبر یا مزار پر سجدۂ تعظیمی معیوب نہیں، بلکہ ضروری تصور کرتے ہیں اور ایسا نہ کرنے والوں کو اچھا خیال نہیں کرتے، ایسے ہی زندہ پیروں کے قدموں پر سر رکھنا ضروری سمجھتے ہیں خاص طور سے عورتوں کے لئے، ان دونوں صورتوں میں شرع کا کیا حکم ہے؟ نیز ان سے اپنی رشتہ داری کے تعلقات رکھنا روا ہے یا نہیں؟

۵......ہر ہفتہ مزار پر اپنے اپنے کھانے لے جاتے ہیں اور سال بھر میں ۶/ ربیع الثانی کو سالانہ عرس کرتے ہیں، چڑھاوے چڑھاتے ہیں اور خصوصی طور پر کھانے تیار کرتے ہیں اور وہی کھاتے پیتے ہیں، ان کا ایسا کرنا کہاں تک درست ہے؟

ہر ایک مسئلہ کا الگ الگ حکم تحریر فرمائیں، نیز یہ بھی تحریر فرمائیں کہ کون سی صورت میں رشتہ داری یا تعلقاتِ شرعی ان کے ساتھ جائز ہو سکتے ہیں؟ تسلی بخش جواب تحریر فرمائیں۔ محمد اسلام الدین ابن سلیم الدین مقام و پوسٹ پور بالیان مظفر نگر

الجواب حامداً و مصلیاً :

۱......جو قرآن شریف حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وقت سے امت میں برابر شائع ہے، تلاوت کیا جاتا ہے، مصاحف میں لکھا ہوا ہے وہ سب متواتر اور قطعی ہے، اس کے متعلق یہ اعتقاد رکھنا کہ اس میں سے دس پارے غائب ہیں، ان کا کسی کو علم نہیں، وہ صرف نیا ایک فرقہ پیدا ہونے والے کے پاس ہے، یہ

عقیدہ غلط ہے(۱) اس کے ماننے والے لوگ تواتر قطعی کے منکر اور اسلام سے خارج ہیں، ان سے مناکحت اہل اسلام کے لئے حرام ہے(۲)۔

۲......اس فرقہ کی بنیاد ہی غلط ہے، خلاف اسلام ہے تو اس کی ہر ہر بات کو دریافت کرنا بیکار ہے، یہ فرقہ اگر بیداری کی حالت میں اپنے چہرے کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کا دعویٰ کرتا ہے تو یہ دعویٰ باطل ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نہیں دیکھ سکے تو اس فرقے کی مجال کیا ہے(۳)۔

۳...... پانچ وقت کی نماز فرض عین ہے، اس کا انکار کفر ہے، حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اخیر حیات تک اس کی پابندی کی اور امت کو پابندی کی ہدایت فرمائی(۴)۔ اللہ تعالیٰ کے متعلق ایسا لفظ کہنا انتہائی

---

(۱) ایسا عقیدہ رکھنا قرآن کی آیت سے متصادم ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿إنا نحن نزلنا الذكر وإنا له لحافظون﴾. (الحجر: ۹)

قال الحافظ ابن كثير رحمه الله تعالىٰ: "ثم قرّر تعالىٰ أنه هو الذي أنزل عليه الذكر وهو القرآن، وهو الحافظ له من التغيير والتبديل". (تفسير ابن كثير، (الحجر: ۹): ۲/۲۲۷، دار الفيحاء)

(وكذا في روح المعاني (سورة الحجر: ۹): ۱۴/۱۶، دار إحياء التراث العربي بيروت)

(۲) قال في الدر المختار: "(من ارتد عرض) الحاكم (عليه الإسلام استحباباً) على المذهب، لبلوغه الدعوة (وتكشف شبهته) بيان لثمرة العرض (و يحبس ثلاثة أيام فإن أسلم، و إلا قتل) لحديث: "(من بدل دينه فاقتلوه)". (كتاب الجهاد، باب المرتد: ۴/۲۲۵، ۲۲۶، سعيد كراچی)

(۳) "واتفقت الأمة على أنه لا يراه (أى لايرى الله تعالىٰ) أحد في الدنيا بعينه". (شرح العقيدة الطحاوية لابن أبى العز، ص: ۱۹۶، قديمى)

وقال الحافظ ابن كثير: "ولهذا كانت أم المؤمنين عائشة رضى الله تعالىٰ عنها تُثبت الرؤية في الدار الآخرة وتنفيها في الدنيا، و تحتج بهذه الأية: "﴿لا تدركه الأبصار و هو يدرك الأبصار﴾. (تفسير ابن كثير، (سورة الانعام: ۱۰۳): ۲/۲۱۸، دار الفيحاء)

(۴) "ومنها أن استحلال المعصية صغيرةً أو كبيرةً كفر، إذا ثبت كونها معصيةً بدلالة قطعية .... و كذا مخالفة ما أجمع عليه، و إنكاره بعد العلم به: يعنى من أمور الدين". (شرح الفقه الأكبر، استحلال المعصية و لو صغيرةً كفر، ص: ۱۵۲، قديمى)

(وكذا فى رسائل الكاشميرى رحمه الله تعالىٰ، إكفار الملحدين، ص: ۲، ادارة القرآن كراچی)

(وكذا فى رد المحتار على الدر المختار، كتاب الصلوة: ۱/۳۵۲، سعيد)

بد دینی ہے، اللہ تعالیٰ تو موت کا خالق ہے، قدیم ہے، اس پر موت طاری نہیں ہوسکتی (۱)۔

۴...... قبروں کو سجدۂ تعظیمی کرنا حرام ہے، زندہ پیر کو بھی سجدۂ تعظیمی کرنا حرام ہے، عورتوں کو پیروں کے قدموں پر سر رکھنا دوہرا گناہ ہے، بیعت ہونے سے پیر محرم نہیں بن جاتا، ایسے فرقے سے پورا پرہیز لازم ہے (۲)۔

۵...... ان کا ایسا کرنا جہالت ہے، ضلالت ہے، ہرگز ان کا ساتھ نہ دیا جائے (۳)، اہل علم اور متبع سنت حضرات کے ذریعہ ان کو فہمائش کی جائے، حق تعالیٰ ہدایت دے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۷/۵/۱۴۰۱ھ۔

کیا شیعہ حافظ قرآن ہوسکتا ہے؟

سوال [۴۱۷]: کیا شیعہ حافظ قرآن ہوسکتا ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

شیعوں کا قرآن کریم پر ایمان نہیں، وہ تحریف کے قائل ہیں (۴)، نیز صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جو

---

(۱) قال اللہ تعالیٰ: ﴿کل شیء ھالک إلا وجھه﴾. (سورۃ القصص: ۸۸)

(۲) "عن أبی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنه قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم: "لو کنت آمر أحداً أن یسجد لأحد، لأمرت المرأۃ أن تسجد لزوجھا". (مشکاۃ المصابیح، کتاب النکاح، باب عشرۃ النساء و ما لکل واحد من الحقوق: ۲/۲۸۱، قدیمی)

وقال القاری: "فإن السجدۃ لا تحل لغیر اللہ". (مرقاۃ المفاتیح، کتاب النکاح، باب عشرۃ النساء و ما لکل واحدۃ من الحقوق: ۶/۴۰۲، رشیدیه)

(۳) قال اللہ تعالیٰ: ﴿و تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الإثم والعدوان﴾. (المائدۃ: ۲)

قال الحافظ: "یأمر تعالیٰ عبادہ المؤمنین بالمعاونة علی فعل الخیرات وھو البر، وترک المنکرات وھو التقوی، و ینھاھم عن التناصر علی الباطل والتعاون علی المآثم والمحارم". (تفسیر ابن کثیر، (المائدۃ: ۲): ۲/۱۰، دار الفیحاء)

(۴) "کید سیزدھم: آنست که گویند: عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنه بلکه ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما، نیز قرآن را تحریف کردند، و آیات وسور بسیار را که در احکام و فضائل اھل بیت =

کہ ابتداءً حضرت رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے قرآن پاک کو سیکھنے اور لینے والے ہیں، شیعہ ان کو مومن نہیں مانتے، بلکہ ناحق کی تہمت ان پر لگاتے ہیں (۱) اس وجہ سے وہ حافظ قرآن نہیں ہوتے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۹/۶/۹۶ھ۔

تعزیہ وعلم

سوال [۴۱۸]: ماہ محرم میں تعزیہ مع علم کے نکالنا، اوراس کے ساتھ مرثیہ پڑھنا، نیز جلوس کے ساتھ شریک ہونا اورنذر حسین کی سبیل نکالنا، اس کا پینا اور پلانا اوراس کو ثواب سمجھنا، یہ سب افعال جائز ہیں، یا ناجائز ہیں؟ جواب حوالہ کتاب وسنت سے تحریر فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ جملہ امور بدعت وناجائز ہیں (۲) اورروافض کا شعار ہیں، ان میں شرکت ناجائز ہے (۳) البتہ

= نزول یافته بود اسقاط نمودند ...... الخ". (تحفه اثنا عشریه، باب دوم در مکائد شیعه و طریق اضلال و تلبیس و اغوا و مردم را بمذهب خود مائل کردن، ص: ۳۸، سهیل اکیڈمی لاهور)

(۱) "اول احکام ایشان حکم است بتکفیر صحابه و خلفائے ثلاثه و چندے از امهات المؤمنین که احب ازواج بسوئے پیغمبر بودند بالاجماع، ومخالفت این حکم بما انزل الله بر ظاهر و روشن است". (تحفهٔ اثنا عشریه، باب نهم در احکام فقهیه، ص: ۲۴۶، سهیل اکیڈمی لاهور)

(۲) "تعزیه داری در عشرهٔ محرم، وساختن ضرائح، وصورت وغیره درست نیست، زیرا که تعزیه داری عبارت ازین است که ترک لذائذ وترک زینت کند، وصورت محزون وغمگین نماید، یعنی مانند صورت زنان سوگ دارنده بنشیند، ومرد را هیچ جااین قسم در شرح ثابت نمیشود ...... این هم بدعت است ...... بلکه بدعت سیّئه است، وحال بدعت سیئه این ست که در حدیث وارد ست: "شر الأمور محدثاتها، وکل بدعة ضلالة". رواه مسلم". (فتاوی عزیزی (فارسی)، مسئله تعزیه داری محرم وصورت: ۱/۷۵، کتب خانه رحیمیه دیوبند)

(۳) سیأتی تخریجه تحت عنوان: "تعزیہ کی شرکت"

ایصالِ ثواب بلا تقییداتِ مخترعہ کے درست ہے(۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ۔

تعزیہ کی شرکت

سوال[۴۱۹]: تعزیہ کے جلوس میں شامل ہوکر باجہ سننا، چڑھاوا چڑھانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

بالکل ناجائز ہے، شرک کے قریب ہے(۲)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۹۰/۳/۲۳ھ۔

تعزیہ کے سامنے لاٹھی چلانے کی مشق اور اس کا وظیفہ

سوال[۴۲۰]: محرم منانے اور پنجہ بٹھانے والے(پانچ اہل بیت کے نام پر کپڑے اوڑھانا، مزین کرنا)، بارہ امام ماننے والے کو شاہی زمانے سے لے کر اب تک وظیفہ ملتا رہا ہے یا زمین ملی ہوتی ہے، اگر چھوڑا جاتا ہے تو زمین اور وظیفہ چھن جائے گا جس سے بہت سے مسلمان پل رہے ہیں، اس لئے عالم صاحب کا کہنا ہے کہ کچھ خرافات مثلاً ڈھول بجانا، پنجہ وغیرہ چھوڑ کر اعتقاد درست کر کے صرف لاٹھی تلوار چلانا سیکھو اور عود بتی

---

(۱) "والأصل فيه أن الإنسان له أن يجعل ثواب عمله لغيره صلوٰةً أو صوماً أو صدقةً أو قراءة قرآن أو ذكراً أو طوافاً أو حجاً أو عمرةً أو غير ذلك عند أصحابنا للكتاب والسنة". (البحر الرائق: ۱۰۵/۳، كتاب الحج، باب الحج عن الغير، رشيديه)

(۲) "تعزیه داری در عشرهٔ محرم یا غیرِ آں، وساختنِ ضرائح وصورتِ قبور، وعلم تیار کردن وغیر ذلک این همه امور بدعت است، نه در قرنِ اول بود، نه در قرن ثانی، نه در قرن ثالث". (مجموعة الفتاوى على هامش خلاصة الفتاوى، كتاب الكراهية، باب ما يحل استعماله وما لا يحل: ۳۴۴/۴، امجد اکیڈمی لاهور)

"تعزیہ داری کی رسم سرتا سر ناجائز ہے، اس میں بعض چیزیں حرام اور بعض افعال شرک اور بعض بدعات محدثہ ہیں، یہ رسم واجب الترک ہے۔" (کفایت المفتی، کتاب العقائد، نواں باب: بدعات اور اقسام شرک: ۲۴۰/۱، دار الاشاعت)

2

جلاؤ، تاکہ حکومت سے وظیفہ بھی ملتا رہے اور خرافات ختم ہو جائیں۔ کیا اس کی شریعت مطہرہ اجازت دیتی ہے کہ عالم صاحب ایسا مشورہ دیں، نیز اگر خرافات کرتے رہیں تو یہ وظیفہ لینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

وظیفہ کی خاطر عقائد واعمال کو تباہ کرنے کی کب گنجائش ہوسکتی ہے، ہاں اگر مستقلاً تمام سال تلوار چلانے اور لاٹھی چلانے کی مشق کی جائے اور اس فن میں مہارت پیدا کرلیں اور جہاد کی نیت رہے تو ٹھیک ہے، خرافات کو بہر حال ختم کرنا چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیو بند۔

الجواب صحیح، بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیو بند۔

تعزیہ کے سامنے گتگا کھیلنا

سوال[۴۲۱]: محرم کے مہینے میں گتگا فری سے کھیل کھیلتے ہیں، یہ جائز ہے یا ناجائز، اس کی کیا اصلیت ہے؟ سنا جاتا ہے کہ یہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جاری کیا ہے جان کی حفاظت کے لئے۔

الجواب حامداً و مصلیاً:

محرم میں تعزیہ کے سامنے جو کھیلتے ہیں، شرعاً یہ بے اصل اور ناجائز ہے، یہ روافض کا طریقہ ہے، حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ہرگز ثابت نہیں (۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۳/۱/۵۷ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ۔

صحیح: عبد اللطیف، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۶/محرم/۵۷ھ

تعزیہ اور ماتم شیعہ

سوال[۴۲۲]: ۱...... ہمارے بزرگوں نے منت مانی تھی کہ ہم تعزیہ بنایا کریں گے، اس وقت تک

---

(۱) "تعزیہ داری در عشرہ محرم یا غیر آن و ساختن ضرائح .... این ہمہ امور بدعت است" الخ (مجموعة الفتاوی علی ہامش خلاصة الفتاوی: ۳۴۴/۴، امجد اکیڈمی لاہور)

اس پر عمل ہوتا چلا آ رہا ہے، ہم اور ہمارے بزرگ سنی اور حنفی ہیں، اب بعض لوگ منع کرتے ہیں کہ تعزیہ بنانا منع ہے اور اہل سنت یہ یقین رکھتے ہیں کہ اگر اپنے بزرگوں کی رسم کو چھوڑیں گے تو ضرر ضرور پہونچے گا، سائل ملتمس ہے کہ شرع شریف تعزیہ بنانے کا کیا حکم دیتی ہے؟

۲...... تعزیہ بنا کر رکھنا اور اس کی پرستش کرنا، ملیدہ (۱) وغیرہ چڑھانا، بخورات جلانا وغیرہ کا کیا حکم ہے؟

۳...... خالی مقام پر مصنوعی قبر جیسے تعزیہ مدار چلہ بڑے پیر صاحب کا روضہ وغیرہ بنا کر فاتحہ پڑھنا کیسا ہے؟

۴...... ایام محرم میں مجالس منعقد کرنا، اماموں کے نام کا کھچڑا پکانا، شربت پلانا، اپنی اولاد کو اماموں کا فقیر وغیرہ بنانا زندگی کی خاطر کیسا ہے اور ایسے شخص کا شرع میں کیا حکم ہے؟ اور بانی تعزیہ کا یہ عقیدہ رکھنا کہ تعزیہ نہ بنائیں گے تو کوئی نقصان جانی مالی پہنچ جائے گا، تو ایسا شخص از روئے قرآن پاک وحدیث رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیسا ہے؟

۵...... کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وصحابہ وتابعین وتبع تابعین دیگر سلف صالحین سے کہیں منقول ہے یا نہیں؟ اگر بنانا جائز ہے تو کس طریقہ سے بنایا جائے؟

۶...... کیونکہ ہم لوگ اپنے گاؤں کے مولویوں سے پوچھتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ اس حیلہ سے جو کچھ صدقہ خیرات کرتے ہیں اس کو بھی بند کر دیں گے، ویسے کون کرتا ہے؟

۷...... پھر یہ طریقہ ہندوستان میں از روئے تاریخ کس زمانے سے رائج ہے اور علماء نے اس وقت کیوں نہیں منع کیا؟ بینوا وتوجروا۔ سہرت خان، تراب علی صاحب، موضع جوندھروا ضلع گرزہ۔

الجواب حامداً و مصلیاً :

۱...... تعزیہ کی منت درست نہیں ہوتی، جن بڑوں نے اس کی منت مان کر بنانا شروع کیا وہ غلطی پر تھے اور اس فعل کی وجہ سے گنہگار ہوئے اور آپ کو اس فعل میں ان کا اتباع کرنا جائز نہیں، تعزیہ وغیرہ ہرگز نہ بنائیے، قطعاً ترک کر دیجئے، ہرگز کوئی ضرر نہیں ہوگا۔ تعزیہ بنانا اور اس پر نذر و نیاز چڑھانا، اس سے منت مانگنا حرام و

(۱) ''روٹی کو ریزہ ریزہ کر کے اس میں گھی اور شکر ملا لیتے ہیں''۔ (فیروز اللغات، ص: ۱۲۸۵، فیروز سنز لاہور)

شرک ہے(۱)۔

۲..... حرام وشرک ہے(۲)۔

۳..... یہ بھی سخت گناہ ہے اور شرک ہے(۳)۔

۴..... یہ جملہ افعال تعلیم اسلام کے خلاف اور اللہ پاک اور اس کے سچے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ناراضی کا سبب ہیں، سب سے توبہ لازم ہے(۴) ایسی چیزوں سے ایمان سالم نہیں رہتا، کچھ کھانا غرباء کو کھلا

---

(۱) "واعلم أن النذر الذی يقع للأموات من أكثر العوام، و ما يؤخذ من الدراهم و الشمع و الزيت و نحوها إلى ضرائح الأولياء الكرام تقرباً إليهم، فهو بالإجماع باطل و حرام مالم يقصدوا صرفها لفقرآء الأنام، و قد ابتلى الناس بذلک.

قوله: (باطل و حرام) بوجوه: منهاأنه نذر لمخلوق ،والنذ للمخلوق لا يجوز ؛ لأنه عبادة ،والعبادة لا تكون لمخلوق ،و منها أن المنذور له ميت ،والميت لا يملک،و منها أنه إن ظن أن الميت يتصرف فی الأمور دون الله تعالیٰ ،و اعتقاده ذلک كفر". (الدر المختار مع رد المحتار،باب ما يفسد الصوم و ما لا يفسد، مطلب فی النذر الذی يقع للأموات: ۴۳۹/۲، سعيد کراچی)

(۲) اکثر اقوام کے مشرکین کا عمل یہ رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ماننے کے باوجود وہ بت پرستی کر کے بتوں کو بعض امور میں متصرف مانتے تھے اور بت پرستی کی ابتداء بھی اسی طرح ہوتی تھی کہ اپنے بزرگوں کی صورتوں کو رکھ کر پہلے تبرک سمجھتے تھے اور بعد میں اس کی پرستش شروع کی جاتی تھی۔ قال الله تعالیٰ: ﴿و لا تجعلوا لله أنداداً وأنتم تعلمون﴾. (البقرة: ۲۲)

"قيل: الند المشارک فی الجوهرية ......(أنداداً) والحال أنهم مازعموا أنها تماثله فی ذاته تعالیٰ وصفاته ،و لا تخالفه فی أفعاله ،و إنما عبدوها لتقربهم إليه سبحانه زلفی .... فإن المشركين جعلوا الأصنام بحسب أفعالهم و أحوالهم مماثلةً له تعالیٰ فی العبادة ،و هی خطة شنعآء و صفة حمقآء، فی ذكر ها ما يستلزم تحميقهم والتهكم بهم". (روح المعانی: ۱۹۰/۱، دار إحياء التراث العربی)

(۳) قوم نوح علیہ السلام کے مشرکین کا عمل ہے.......... قال الله تعالیٰ: ﴿و قالوا: لا تذرنّ وداً و لا سواعاً و لايغوث ويعوق و نسراً ، و قد أضلوا كثيراً﴾ .الآية (النوح: ۲۳)

"قال: كانوا قوماً صالحين من بنی آدم، و كان لهم أتباع يقتدون بهم، فلما ماتوا ، قال أصحابهم الذين كانوا يقتدون بهم: لو صوّرناهم كان أشوق لنا إلى العبادة إذا ذكرناهم ، فصوّروهم ، فلما ماتوا و جاء آخرون، دبّ إليهم إبليس ، فقال : إنما كانوا يعبدونهم ،و بهم يسقون المطر، =

کر یا نقد دے کر یا قرآن پاک پڑھ کر یا کوئی عبادت کر کے مردوں کو ثواب پہونچانا بغیر کسی تاریخ و ہیئت کے التزام کے شرعاً درست ہے(۱)۔

۵......تعزیہ بنانا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ اور تابعین میں کسی سے ثابت نہیں۔

۶......صدقہ خیرات جو کچھ کرنا ہو شریعت کے موافق محض خدا کے لئے کر دیا جائے، تعزیہ پر چڑھانے اور اس سے منت ماننے اور غیر اللہ کے نام پر کھانا کھلانے سے وہ کھانا بھی ناجائز ہو جاتا ہے، اس کا ثواب نہیں ہوتا بلکہ اس سے گناہ ہوتا ہے(۲)۔

۷......"**سوال**: زیارت تابوت تعزیہ و فاتحہ خواندن بر آں، و مرثیہ خواندن، و گفتن و شنیدن آں، و فریاد و نوحہ کردن، و سینہ کوبی نمودن، و جرح خوردن بماتم امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ، چہ حکم دارد؟

جواب: ایں چیزہا، ناروا ست، در کتاب السراج بروایۃ خطیب آوردہ: "لعن اللّٰه من زار بلا مزار، ولعن اللّٰه من زار شبحاً بلا روح "و مرثیہ گفتن و خواندن و شنیدن آں بشرطیکہ متضمن تحقیر و اہانت اہل بیت یا نسبت بجناب الٰہی نباشد بخانۂ خود باکے ندارد، (الی قولہ): و فریاد و نوحہ کردن، و سینہ کوبی نمودن، و جرح

= فعبدوهم". (تفسير ابن جرير الطبرى (النوح): ۲۲/۲۹، دار المعرفة بيروت، ودار إحياء التراث العربى، بيروت)

(وكذا فى روح المعانى: ۲۹/۷۷، داراحياء التراث العربى، بيروت)

(۴) "لفظ غلامی بدو معنی استعمال میکنند .... دوم: بمعنی خادم نسبت کردن ...... و بمعنی دم میتوان گفت، لیکن چوں لفظ موہم باشد، اہل اسلام را ایں قسم الفاظ استعمال کردن نشاید، زیرا کہ شرک چنانچہ در عبادت و قدرت میشود، ہمیں قسم شرک در تسمیہ ہم میشود، و ایں قسم نام نہادن شرک در تسمیہ است، ازیں ہم احتراز لازم ست، چنانچہ در ترجمہ قرآن مسمی بفتح الرحمٰن در تحت آیت: ﴿فلما آتاهم صالحاً الخ﴾...... مذكور است كه: درينجا دانسته شد كه شرك در تسميه نوعيست از شرك الخ". (فتاوى عزيزى، اقرار غلامى بزرگان كه نه بزر خريدن: ۱/۵۰، كتب خانه رحيمه ديوبند)

(۱) "والأصل فيه أن الإنسان له أن يجعل ثواب عمله لغيره صلوةً أو صوماً أو صدقةً أو قرآءةً قرآن أو ذكراً أو طوافاً أو حجاً أو عمرةً أو غير ذلك عند أصحابنا للكتاب والسنة". (البحر الرائق، باب الحج عن الغير: ۳/۱۰۵، رشيديه)

(۲) (راجع، ص: ۴۷، رقم الحاشية: ۱)

خوردن ہمہ حرام است ودرحدیث است:"لیس منا من حلق و سلق و خرق"۔ ترجمہ:یعنی نیست از ما شخصے کہ جرح خوردوگریہ بآ واز نوحہ کندوگریباں درد، ونیز درحدیث است:"لیس منا من ضرب الخدود وشق الجیوب، و دعا بدعوی الجاھلیة" ایں ہردوحدیث درمشکوۃ المصابیح است(۱) فقط اھ"۔فتاویٰ عزیزی(۲)۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبدمحمودگنگوہی عفااللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہرعلوم سہارنپور،۲۹/۱۲/۶۰ھ۔

الجواب صحیح:سعیداحمدغفرلہ،مفتی مدرسہ مظاہرعلوم سہارنپور،یکم/محرم/۶۱ھ۔

صحیح:عبداللطیف،مدرسہ مظاہرعلوم سہارنپور،۲/محرم/۶۱ھ۔

تعزیہ،مسجد،کعبہ میں فرق

سوال[۴۲۳] : ۱......ایک شخص نے کہا ہے جوتعزیہ بناتے ہیں وہ لکڑیاں اورکاغذ ہے،اس میں کوئی ثواب نہیں یعنی فضول ہے،اس کے جواب میں دوسرے شخص نے کہا جیسے تعزیہ بدعت ہے اورلکڑی اورکاغذ کا بنا ہوا ہے،ایسے ہی مسجدمٹی کی اورکعبہ شریف پتھر کا بنا ہوا ہے وہ بھی بدعت ہے،اس کے متعلق شرعاً کیا حکم ہے؟

۲......جوشخص تعزیہ بہ نیتِ ثواب اورتعظیم بنائے اوراہل السنّت والجماعت سے ہو،اس کے لئے شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً :

۱،۲......جوشخص مسجداورکعبہ شریف کوبدعت کہتا ہے وہ بدعت کے معنی نہیں سمجھتا،وہ جاہل ہے،جس کام کوحضورصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اورآپ کے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ثواب سمجھ کرکیا ہو،قرآن شریف اور حدیث شریف میں اس کی فضیلت ہووہ ہرگز بدعت نہیں ہوسکتا وہ عین ثواب ہے،بدعت وہ ہے جوان اکابرنے

(۱) (مشکوٰۃ المصابیح فی الحدیث الأول: بلفظ : أنا بری ممن خلق الخ، ص: ۱۵۰، باب البکاء علی المیت الفصل الاول، کتاب الجنائز، قدیمی)

(۲) (فتاوی عزیزی، زیارت قبر فرضی و تابوتِ تعزیہ و نوحہ و جرح خوردن : ۱/۱۴۴، کتب خانہ رحیمیہ دیوبند)

نہ کیا ہو، نہ اس کے کرنے کا حکم دیا ہو، نہ شریعت نے اس کے کرنے کو ثواب کہا ہو(۱) چنانچہ تعزیہ ایسا ہی ہے، بلکہ اس کی ممانعت کتب فقہ میں مصرح ہے(۲) لہذا تعزیہ بنانا گناہ اور روافض کا شعار ہے اس سے ہر مسلم کو اجتناب ضروری ہے اور اس کو ثواب سمجھنا تو بہت بڑا گناہ ہے(۳)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۷/۱/۵۷ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبد اللطیف، ۲۰/محرم/۵۷ھ۔

مجلس حسینی میں شرکت

سوال[۴۲۴]: ۱...... یادگار حسینی میں اہل سنت کی شرکت کا شرعاً کیا حکم ہے؟

۲...... جب کہ شیعہ اس کو بین الاقوامی جلسہ کہتے ہیں تو شرعاً اس کی تکذیب وتردید کرنے کا کیا حکم ہے؟

۳...... جو اہل سنت مقررین اس میں شریک ہوتے ہیں، ان کے متعلق عام مسلمانوں کو شرعاً کیا حکم ہے؟

۴...... اگر شرعاً یادگار حسینی کی شرکت جائز نہ ہو تو اس کے خلاف تبلیغ وسعی کرنے کا شرعاً کیا حکم ہے؟

۵...... جو سنی فتویٰ کے شائع ہوجانے کے بعد فتویٰ کے مطابق نہ کرے تو مسلمانوں کو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟ المستفتی ناظر حسین۔

---

(۱) "تعريف الشمني لها (أى البدعة) بأنها ما أحدث على خلاف الحق الملتقى عن رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم من علم أو عمل أو حال بنوع شبهة واستحسان وجعل ديناً قويماً وصراطاً". (رد المحتار، كتاب الصلاة، مطلب البدعة خمسة أقسام: ۱/۵۶۰، سعيد كراچی)

(۲) "تعزیہ داری در عشرہ محرم، وساختن ضرائح، وصورت وغیرہ درست نیست، این ہمہ بدعت است بلکہ بدعت سیئہ است"۔ (فتاوی عزیزی، مسئلہ تعزیہ داری محرم وصورت: ۱/۷۵، کتب خانہ رحیمیہ دیوبند)

"تعزیہ داری در عشرہ محرم وغیرہ آن وساختن وصورت قبور......... وغیرہ ذلک این ہمہ بدعت است، نہ در قرن اول بود، نہ در قرن ثانی، نہ در قرن ثالث"۔ (مجموعة الفتاوى على هامش خلاصة الفتاوى، كتاب الكراهية: ۴/۳۴۴، امجد اکیڈمی)

(۳) تفصیل کے لے ملاحظہ ہو "بدعات محرم اور تعزیہ داری" تالیف مولانا محمد یامین صاحب قاسمی۔

الجواب حامداً و مصلیاً:

اس تحریک کا لٹریچر ہم نے خود بھی پڑھا ہے اور کچھ ان کی تقریرات ورسائل کے اقتباسات جناب حکیم ریاض احمد صاحب ناظم مجلس حسینی گونڈہ کے مذکورہ بالا استفتاء کے ساتھ پہنچے تھے، ان کے لٹریچر سے ہم کو یہ بات واضح ہوگئی کہ یہ تحریک سنی مسلمانوں کو شیعیت کا شکار کرنے کے لئے جاری کی گئی ہے اور اس کا مقصد بجز روافض کی تبلیغ کے کچھ نہیں ہے، حکیم صاحب موصوف کا یہ استفتاء تقریباً دو ماہ ہوئے دارالافتاء مظاہر علوم سہارنپور میں آیا تھا، ہم اسی وقت تفصیل سے ان سوالات کے جوابات لکھ چکے ہیں اور ان میں ہی خیالات کا اظہار کر چکے ہیں جو حضرت علامہ مولانا عبدالشکور صاحب مدظلہ نے اس تحریک کے متعلق اظہار فرمائے ہیں، اس لئے ہم مولانا ممدوح کی تائید ونصرت کرتے ہیں اور اہل سنت سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اس تحریک سے خود بھی اجتناب کریں اور دوسروں کو بھی اس کے مفاسد سے بچائیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود حسن گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: عبداللطیف۔

الجواب صحیح: بندہ ظہور الحق مدرسہ مظاہر علوم

پنجتن پاک کا مصداق

سوال[۴۲۵]: حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت علی، فاطمہ، حسن، حسین رضی اللہ عنہم کو شامل کرکے پنجتن پاک کہنا صحیح ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

پنجتن کا مطلب اگر یہ ہے کہ ان سب کا مقام ودرجہ متحد ہے تو یہ غلط ہے(۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

(۱) "و منها: أن الولي لا يبلغ درجة النبي؛ لأن الأنبياء عليهم السلام معصومون مأمونون عن خوف الخاتمة، مكرمون بالوحي حتى في المنام و بمشاهدة الملائكة الكرام، مأمورون بتبليغ الأحكام و إرشاد الأنام بعد الاتصاف بكمالات الأولياء العظام، فما نقل عن بعض الكرامية من جواز كون الولي أفضل من النبي كفر وضلالة و إلحاد و جهالة". (شرح الفقه الأكبر للملا علي القاري، ص: ۱۲۱، قديمي كتب خانه)

کیا شیعہ لوگ سنیوں کو نجاست کھلاتے ہیں؟

سوال [۴۲۶]: میں نے اکثر سنا ہے کہ شیعہ لوگ کھانے کی چیزیں تھوک کر اہل سنت والجماعت کو کھلاتے ہیں، کیا ان کے گھر کا کھانا کھا سکتے ہیں؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

شیعہ لوگ عامۃً اہل سنت والجماعت کو نجاست کھانے میں ملا کر کھلانے کے عادی ہوتے ہیں، اگر موقع نہ ملے تو اس میں تھوک دیتے ہیں، اس لئے ان کے کھانے سے پرہیز کرنا چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیوبند، ۱۵/ ۶/ ۹۵ھ۔

شیعہ کے گھر کا کھانا

سوال [۴۲۷]: اہل تشیع کے گھر کا کھانا اور اس سے برتاؤ کیسا ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

اہل تشیع کے اکثر واقعات سنے ہیں کہ وہ اہل سنت والجماعت کو نجاست کھلا دیتے ہیں اس لئے ان کے گھر کا کھانا خلاف احتیاط ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۷/ ۱/ ۵۷ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبد اللطیف، ۲۰/ محرم/ ۵۷ھ۔

مذہب شیعہ اختیار کرنے والے کے ساتھ کیا برتاؤ کیا جائے؟

سوال [۴۲۸]: ۱...... ایک شخص سنی مذہب کا ہے اس نے مذہب شیعہ کا اختیار کیا ہے اور کسی سنی مذہب والے نے اس کے تمام کاروبار آمد و رفت برادرانہ کو قطع نہیں کیا اور ایسی حالت میں دوسرے سنی مذہب والے کو کیا کرنا چاہئے اور اس شیعہ ہو جانے والے کے ساتھ کیا برتاؤ برادرانہ کرنا چاہئے؟

۲...... شادی، ختنہ، عقیقہ وغیرہ تقریبات میں اس شیعہ ہونے والے کو بلا سکتے ہیں، یا نہیں نیز اس کے یہاں تقریبات میں شامل ہونا چاہئے یا نہیں؟

الجواب حامداً و مصلیاً :

۱،۲......شیعہ کے مختلف فرقے ہیں: جو فرقہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر تہمت زنا لگاتا ہے، یا حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صحابی ہونے کا منکر ہے، یا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں اللہ تعالیٰ کا حلول مانتا ہے، یا ان کو نبی آخر الزماں اعتقاد کر کے حضرت جبرئیل علیہ السلام کے متعلق وحی پہنچانے میں غلطی کا معتقد ہے، یا قرآن کریم میں تحریف مانتا ہے وہ کافر ہے، اس سے تعلقات رکھنا، اس کے یہاں کھانا، پینا، آنا، جانا قطعاً ناجائز ہے۔

جو شخص ایسے فرقہ شیعہ سے تعلق رکھتا ہے اولاً اس کو نرمی سے مسئلہ سمجھا دیا جائے، اگر وہ نرمی سے نہ مانے تو اس سے قطع تعلق بھی کر دیا جائے تاکہ وہ تنگ آکر باز آجائے:

"لا شك في تكفير من قذف السيدة عائشة رضي الله تعالىٰ عنها، أو أنكر صحبة الصديق رضي الله تعالىٰ عنه، أواعتقد الألوهية في علي رضي الله تعالىٰ عنه، أو أن جبريل عليه السلام غلط في الوحي، أو نحو ذلك من الكفر الصريح المخالف للقرآن اهـ". شامي: ۳/۴۵۳ (۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبداللطیف، ۹/ شعبان/ ۵۵ھ۔

شیعہ کا رد فتاوی عالمگیری میں

سوال [۴۲۹]: کیا اورنگ زیب رحمہ اللہ تعالیٰ کے دور میں تعزیہ داری ہوتی تھی، اگر ہوتی تھی تو انہوں نے اس کو بند کیوں نہیں کیا؟ اور تعزیہ داری کہاں سے شروع ہوئی اور اس کی ایجاد کس نے کی؟ فقط۔

الجواب حامداً و مصلیاً :

اورنگ زیب عالمگیر رحمہ اللہ تعالیٰ نے فتاویٰ عالمگیری تصنیف کرائی اور اس کے لئے پانچ سو علماء کو منتخب کیا، اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے والد بزرگوار حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب رحمہ اللہ

---

(۱) (رد المحتار، باب المرتد، مطلب مهم في حكم سب الشيخين: ۴/۲۳۷، سعيد)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، الباب التاسع في أحكام المرتدين: ۲/۲۶۴، رشيديه)

تعالیٰ کونگراں مقرر کیا، اس کتاب میں روافض کی شدید تردید کی گئی ہے اور ان پر سخت حکم لگایا ہے، جیسا کہ اسی کتاب میں موجود ہے(۱)۔

جہاں تک یاد پڑتا ہے ساتویں صدی ہجری میں بعض شیعہ بادشاہوں سے تعزیہ داری شروع ہوئی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیو بند، ۸/۱/۸۹ھ۔

جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصیت لکھنے کے لئے مرض الوفات میں قلم دوات طلب فرمانا

سوال[۴۳۰]: یہاں پر لوگوں میں یہ بات مشہور ہے کہ جب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کا وقت تھا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جانکنی کا عالم تھا، آپ نے قلم دوات منگایا، اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہزیان بحران ہوگیا ہے۔ کیا یہ روایت بخاری شریف

---

(۱) "الرافضی إذا كان يسب الشيخين و يلعنهما -والعياذ بالله- فهو كافر، وإن كان يفضل علياً كرم الله تعالىٰ وجهه على أبي بكر رضي الله تعالىٰ عنه لا يكون كافراً، إلا أنه مبتدع ...... و لو قذف عائشة رضي الله تعالىٰ عنها بالزنا كفر بالله، و لو قذف سائر نسوة النبي ﷺ لا يكفر و يستحق اللعنة، و لو قال: عمر و عثمان و علي رضي الله عنهم لم يكونوا أصحاباً، لا يكفر و يستحق اللعنة ، كذا في خزانة الفقه. و من أنكر إمامة أبي بكر الصديق رضي الله تعالىٰ عنه فهو كافر، وعلى قول بعضهم: هو مبتدع و ليس بكافر، والصحيح أنه كافر، وكذلك من أنكر خلافة عمر رضي الله تعالىٰ عنه في أصح الأقوال كذا في الظهيرية. و يجب إكفارهم بإكفار عثمان و علي و طلحة و زبير و عائشة رضي الله تعالىٰ عنهم، و يجب إكفار الزيدية كلهم في قولهم بانتظار نبي من العجم ينسخ دين نبينا و سيدنا محمد صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، كذا في الوجيز للكردري. و يجب إكفار الروافض في قولهم برجعة الأموات إلى الدنيا و بتناسخ الأرواح و بانتقال روح الإله إلى الأئمة، و بقولهم في خروج إمام باطن، و بتعطيلهم الأمر والنهي إلى أن يخرج الإمام الباطن، وبقولهم: إن جبرئيل عليه السلام غلط في الوحي إلى محمد صلى الله تعالىٰ عليه وسلم دون علي بن أبي طالب رضي الله تعالىٰ عنه، و هؤلاء القوم خارجون عن ملة الإسلام، و أحكامهم أحكام المرتدين كذا في الظهيرية". (الفتاوى العالمكيرية ، كتاب السير ، الباب التاسع في أحكام المرتدين : ۲/۲۶۴، رشيديه)

وغیرہ میں ملتی ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً :

"حدثنا قتيبة قال: حدثنا سفيان عن سليمان الأحول عن سعيد بن جبير قال: قال ابن عباس رضی اللّٰه تعالیٰ عنهما: يوم الخميس و ما يوم الخميس؟ اشتد برسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالیٰ عليه وسلم وجعه فقال: "ائتونی أكتب لكم كتاباً لن تضلوا بعده أبداً". فتنازعوا و لا ينبغی تنازع، فقالوا: ما شانه أهجر استفهموه، فذهبوا يردّون عنه، فقال: دعونی أنا فيه خير مما تدعوننی إليه" وأوصاهم بثلاث: قال: "أخرجوا المشركين من جزيرة العرب، و أجيزوا الوفد بنحو ما كنت أجيزهم". و سكت عن الثالثة أو قال: فنسيتها اهـ"۔ بخاری شریف: ۲/۶۳۸، پارہ: ۱۸ (۱)۔

بخاری شریف کی حدیث نقل کر دی گئی، اس میں غور کرلیا جائے کہ کیا مطلب ہے؟ اور جو کچھ لوگوں میں مشہور ہے اس کی حقیقت و اصلیت کیا ہے؟ اگر اس کے بعد بھی کوئی بات دریافت طلب ہو تو اس کو خط بھیج کر دریافت کرلیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۲/۱۰/۸۵ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۲/۱۰/۸۵ھ۔

صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر طعن وتشنیع

سوال [۴۳۱]: جو شخص صحابہ میں سے کسی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کافر، مردود، ملعون یا دوزخی (نعوذ باللہ) بتلائے وہ کافر ہے یا مسلمان؟ اور کیا وہ شخص اہل سنت والجماعت سے خارج ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً :

وہ شخص اہل سنت والجماعت سے خارج ہے، جس کا ایمان نصوص قطعیہ سے ثابت ہو (۲) اس کو کافر

---

(۱) (صحيح البخاری، كتاب المغازی، باب مرض النبی صلی الله تعالیٰ عليه وسلم وقول الله تعالیٰ: ﴿إنک ميت و إنهم ميتون﴾: ۲/۶۳۸، قديمی)

(۲) قال الله تعالیٰ: ﴿ والسابقون الأولون من المهاجرين والأنصار والذين اتبعوهم بإحسان، رضي الله عنهم =

کہنے سے خود اس کا ایمان باقی نہ رہے گا (۱) شرح فقہ اکبر میں اس کی مفصل بحث مذکور ہے (۲)۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے متعلق کوئی کلمہ ادب کے خلاف ہرگز نہ کہا جائے (۳)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۵/ ۷/ ۸۷ھ۔

باغ فدک کے مطالبہ پر ناراضگی

سوال [۴۳۲]: حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے باغ فدک کی آمدنی نہ ملنے سے ناراض ہوجانا اور رحلت سے قبل حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے گفتگو و میل ملاپ ہوا یا نہیں؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

تحفہ اثنا عشریہ (۴) اور فتاویٰ عزیزی (۵) میں شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے

= ورضوا عنه، و أعدلهم جنات تجري تحتها الأنهر، خالدين فيها أبداً، ذلک الفوز العظيم﴾ (التوبة: ۱۰۰)

و قال تعالیٰ: ﴿لقد رضي الله عن المؤمنين إذ يبايعونک تحت الشجرة، فعلم ما في قلوبهم، فأنزل السكينة عليهم و أثابهم فتحاً قريباً﴾ (الفتح: ۱۸)

(۱) "عن أبي ذر رضي الله تعالیٰ عنه أنه سمع النبي صلی الله تعالیٰ عليه وسلم يقول: "لا يرمي رجل رجلاً بالفسوق، و لا يرميه بالكفر، إلا ارتدت عليه إن لم يكن صاحبه كذلک". (صحيح البخاري، كتاب الأدب، باب ما ينهی عن السباب واللعن: ۲/ ۸۹۳، قديمي)

(۲) (شرح الفقه الأكبر للملا علي القاري، ص: ۷۰، قديمي)

(۳) "ويكف عن ذكر الصحابة رضي الله تعالیٰ عنهم إلا بخير لما ورد من الأحاديث الصحيحة في مناقبهم، ووجوب الكف عن الطعن فيهم كقوله عليه السلام: "لا تسبوا أصحابي، فلو أن أحدكم إن أنفق مثل أحد ذهباً ما بلغ مد أحدهم و لا نصيفه". و كقوله عليه السلام: "أكرموا أصحابي، فإنهم خياركم". الحديث (شرح العقائد النسفية للتفتازاني، ص: ۱۱۶، المطبع اليوسفي)

(و كذا في شرح الفقه الأكبر للملا علي القاري، ص: ۷۱، قديمي)

(۴) (تحفہ اثنا عشریہ (اردو) باب خلفاء ثلاثہ و کبار صحابہ پر مطاعن اور ان کے جواب ص: ۵۴۴، ۵۴۵، دار الاشاعت)

(۵) "شیخ عبدالحق رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ اس واقعہ کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا =

تحریر فرمایا ہے کہ ’’پھر آپس کی صفائی ہوگئی تھی اور بی بی فاطمہ نے فرمادیا تھا کہ میں اب (اس حدیث کو سن کر جس میں ہے کہ انبیاء کے ترکہ میں میراث جاری نہیں ہوتی، بلکہ وہ صدقہ ہوتا ہے) آپ سے ناراض نہیں ہوں‘‘۔

اہل تشیع کی معتبر کتاب ”محجاج السالکین“ میں یہ موجود ہے(۱)۔

بخاری شریف وغیرہ میں جو مذکور ہے کہ پھر کلام نہیں کیا یہاں تک کہ وفات ہوگئی، اس کے علماء نے دو مطلب بیان کئے ہیں: ایک یہ کہ اس معاملہ میں کلام نہیں کیا، دوسرا یہ کہ حضرت ابوبکر ان کے محرم نہیں ہیں، نیز مکان بھی متصل نہیں تھا (کیونکہ حضرت ابوبکر عوالی میں رہتے تھے) پھر نامحرم اور غیر پڑوسی سے کلام کرنے کی کیا ضرورت تھی، تو کلام نہ کرنا اصل ہوا، صرف ایک مرتبہ بضرورت کلام کیا تھا، پھر کبھی کلام کی نوبت نہیں آئی (۲)۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

= کے گھر تشریف لے گئے، دھوپ میں دروازہ پر کھڑے ہوئے عذر خواہی کی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خوش ہوگئیں‘‘۔(فتاوی عزیزی (اردو)، ص: ۲۶، سعید)

(۱) ”إن أبا بكر رضی الله تعالیٰ عنه لما رأى أن فاطمة انقبضت عنه و هجرته و لم يتكلم بعد ذلک فی أمر فدک، كبر ذلک عنده، فأراد استرضائها، فأتاها فقال لها: صدقت يا ابنة رسول الله فيما ادعيت و لكنی رأيت رسول الله صلی الله تعالیٰ عليه وسلم يقسمها فيعطی الفقرآء والمساكين وابن السبيل بعد أن يؤتی منها قوتكم والصانعين بها، فقالت: افعل فيها كما كان أبی رسول الله صلی الله تعالیٰ عليه وسلم يفعل فيها، فقال: ولک الله علیّ أن أفعل فيها ما كان يفعل أبوک، فقالت: والله لتفعلن، فقال: والله لأفعلن، فقالت: أللهم اشهد، فرضيت بذلک و أخذت العهد عليه، وكان أبو بكر يعطيهم منها قوتهم و يقسم الباقي فيعطی الفقرآء والمساكين وابن السبيل“.(محجاج السالكين بحوالہ تحفہ اثنا عشریہ (اردو) باب نمبر۱۰،’’خلفاء ثلاثہ وکبار صحابہ پر مطاعن اور ان کے جواب، ص: ۵۴۵، دار الاشاعت کراچی)

(و كذا فی تالیفات رشیدیہ، هداية الشيعة، ص: ۵۶۵، ادارہ اسلامیات)

(۲)” أن معنی قول فاطمة رضی الله تعالیٰ عنها لأبی بكر و عمر: لا أكلمكما: أی فی هذا الميراث“.

(فتح الباری، كتاب الجهاد، باب فرض الخمس: ۲۴۸/۶، قدیمی)

”قال المهلب: إنما كان هجرها انقباضاً عن لقائه و ترک مواصلته، و ليس هذا من الهجران المحرم، و أما المحرم من ذلک أن يلتقيا فلا يسلم أحدهما على صاحبه، و لم يرو أحد أنهما التقيا و امتنعا عن التسليم، ولو فعلا ذلک لم يكونا متهاجرين إلا أن تكون النفوس مظهرةً للعداوة والهجران، و =

باغ فدک

سوال[۴۳۳]: باغ فدک کیا تھا؟ اس پر کس کا حق تھا؟ اس کو کس نے غصب کیا؟ ذرا انصاف سے بتائیے۔

الجواب حامداً و مصلياً :

باغ فدک کا لفظ ہی بتارہا ہے کہ یہ باغ تھا، حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اہل بیت اور ازواج مطہرات کے نفقات اس سے پورے کئے جاتے تھے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے متولی ہوئے اور حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نائب اور خلیفہ برحق ہونے کی حیثیت سے آپ کی ہی طرح اس کی آمدنی خرچ کرتے تھے، پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی یہی عمل کیا، البتہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منتظم تجویز فرمادیا تھا(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند۔

الجواب صحیح، بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند۔

= إنما لازمت بيتها فعبر الراوي عن ذلك بالهجران". (عمدة القاري، كتاب الجهاد، باب فرض الخمس: ۱۵/ ۲۰، إدارة الطباعة المنيرية دمشق)

"فغضبت فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم فهجرت أبابكر فلم تزل مهاجرته حتى توفيت". (صحيح البخاري، كتاب الجهاد، باب فرض الخمس: ۱/ ۴۳۵، قديمي)

(۱) صحیح بخاری میں ایک طویل حدیث کے آخر میں یہ الفاظ ہیں:

"قال عمر: ثم توفى الله نبيه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، فقال أبو بكر: أنا ولي رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فقبضها أبو بكر، فعمل فيها بما عمل رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، والله يعلم إنه فيها لصادق بارٌّ راشد تابع للحق، ثم توفى الله أبا بكر فكنت أنا ولي أبي بكر فقبضتها سنتين من إمارتي، أعمل فيها بما عمل رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم و بما عمل فيها أبو بكر، والله يعلم إني فيها لصادق بار راشد تابع للحق. ثم جئتماني تكلماني و كلمتكما واحدةً و أمرُكما واحد، جئتني يا عباس! تسألني نصيبك من ابن أخيك و جاء ني هذا "يريد علياً"، يريد نصيب امرأته من أبيها، فقلت لكما: إن رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم قال: "لا نورث ما تركنا صدقةً". فلما بدالي أن أدفعه إليكما، قلت: إن شئتما دفعتها إليكما على أن عليكما عهد الله و ميثاقه، لتعملان فيها بما عمل فيها =

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ناراضگی

سوال[۴۳۴]: صحیح بخاری ''باب فضیلة فاطمة ''میں ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کی منکر تھیں، جب تک زندہ رہیں ان سے باتیں نہیں کیں، اس لئے کہ ان لوگوں نے مجھے بہت اذیت دی ہے، وفات کے قریب حضرت سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ یہ لوگ میرے جنازہ پر نہ آئیں، بلکہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جنازہ رات کی تاریکی میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنت البقیع میں دفن کیا۔ اس حدیث کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

صحیح بخاری شریف میں اس طرح نہیں ہے، جس نے یہ کہا اس نے بہتان باندھا، ورنہ وہ صحیح بخاری شریف کی اصل عبارت پیش کرے(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند۔

الجواب صحیح، بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے جنازہ میں صحابہ کرامؓ کی شرکت

سوال[۴۳۵]: رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تجہیز وتکفین میں بجز امیر المومنین علی وعباس کے کوئی شریک نہ تھا، کیا یہ صحیح ہے؟ اگر صحیح ہے تو اس کی کیا وجہ ہے۔

چوں صحابہ حب دنیا داشتند مصطفیٰ را بے کفن انداختند

کیا سیدہ خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور علی مرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرات شیخین سے ہمیشہ کبیدہ

= رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم و بما عمل فيها أبو بكر و بما عملت فيها منذ وليتها، فقلتما: ادفعها إلينا، فبذلك دفعتها إليكما ، فأنشدكم بالله هل دفعتها إليهما بذلك؟ قال الرهط : نعم ، ثم أقبل على عليّ و عباس ، فقال : أنشد كما بالله هل دفعتها إليكما بذلك؟ قالا : نعم .... اهـ''.(صحيح البخارى ، كتاب الجهاد ، باب فرض الخمس : ۱/۴۳۵، ۴۳۶، قديمى)

(۱) ''بل الحديث على غير هذا المعنى، و ليست تلك الواقعة بمذكورة فى مناقب فاطمة رضى الله تعالىٰ عنها، بل ذكر الواقعة البخارىؒ فى كتاب الجهاد ، كما مر تحت عنوان : باغ فدک''۔

خاطر رہتے تھے؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

تجہیز وتکفین سب کی عادۃً اہل خاندان ہی کیا کرتے ہیں، البتہ جنازہ لے جانے، نماز پڑھنے، دفن کرنے میں اَور سب بھی شریک ہوتے ہیں، اس کو کینہ پر محمول کرنا کینہ پَرور لوگوں کا کام ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو حضرات شیخین کے بے حد معتقد تھے، وہاں کینہ کا کیا کام ہے؟ (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۹/۳/۸۸ھ۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت

سوال[۴۳۶]: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کچھ عرصہ بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مسجد میں بیعت کی تھی اور فرمایا تھا کہ خلیفہ اول بننے کے مستحق آپ ہیں اور تصدیق کی کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حق پر تھے، جو فدک کی آمدنی مجھ کو نہ دی اور وراثت میں، مجھ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کوئی رنج نہ تھا۔

الجواب حامداً و مصلیاً:

یہ کچھ عرصہ بعد جو مسجد میں بیعت کی تھی، یہ دوبارہ علی الاعلان بیعت کی تھی تا کہ کسی کو یہ شبہ نہ رہے کہ انہوں نے بیعت نہیں کی، ورنہ اولاً اس سے عرصہ پہلے سے بیعت کر چکے تھے (۲)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

---

(۱) "عن ابن عباس رضي الله تعالیٰ عنهما قال: إني لواقف في قوم فدعَوُا الله لعُمَرَ و قد وُضِع على سريره، إذا رجل من خلفي قد وضع مرفقه على منكبي، يقول: يرحمك الله إني لأرجو أن يجعلك مع صاحبيك؛ لأني كثيراً ما كنت أسمع رسول الله صلى الله تعالیٰ عليه وسلم يقول: "كنت و أبوبكر و عمر، وفعلت وأبوبكر وعمر، وانطلقت و أبو بكر و عمر، و دخلت و أبو بكر و عمر، و خرجت و أبو بكر و عمر". فالتفتُ فإذا علي ابن أبي طالب". (مشكاة المصابيح، كتاب المناقب، باب مناقب أبي بكر و عمر رضي الله تعالیٰ عنهما: ۲/۵۵۹، قديمي)

(۲) ایک روایت میں تصریح ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سعد بن عبادۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر میں بیعت کر چکے تھے۔

"عن أبي سعيد الخدري رضي الله تعالیٰ عنه قال: قبض رسول الله صلى الله تعالیٰ عليه وسلم و اجتمع الناس في دار سعد بن عبادة رضي الله تعالیٰ عنه و فيهم أبو بكر و عمر .... ثم نظر في وجوه =

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دختر علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نکاح

سوال[۴۳۷] : ایک اہل تشیع نے کہا تھا کہ حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پانچ سال کی لڑکی سے نکاح کیا تھا، کہاں تک درست ہے؟

الجواب حامداً و مصلياً:

وہ لڑکی کون تھی اور صرف نکاح کیا تھا یا ہمبستری بھی جب ہی کرلی تھی تو ثبوت دیا جائے۔ اگر ہمبستری جب نہیں کی تھی، بلکہ بعد بلوغ کی تھی تو یہ کونسا جرم ہے؟ جب کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کیا تو اس وقت ان کی عمر چھ سال کی تھی، مگر ہمبستری اس وقت نہیں کی بلکہ بعد بلوغ کی ہے(۱) اگر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اعتراض ہے تو یہ لوگ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق کیا کہیں گے؟ نیز جس لڑکی سے نکاح کیا تھا وہ خود تو اپنا عقد شرعاً (نابالغہ ہونے کی وجہ سے) کر نہیں سکتی تھی، لامحالہ اس کے ولی نے کیا ہوگا تو یہ اعتراض ولی پر ہوگا۔

اس اہل تشیع سے دریافت کیجئے کہ اس لڑکی کا ولی کون تھا؟ تب اس کو معلوم ہوگا کہ اعتراض کہاں تک پہونچتا ہے؟ اور اس ولی پر اعتراض کرنے کو تیار ہے یا نہیں؟ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

تطہیر اہل بیت

سوال[۴۳۸] : آیت تطہیر کے مصداق ومخاطب حضرت علی، فاطمہ، حسن، حسین ہیں یا نہیں؟ صرف ازواج پاک کو اہل بیت قرآنی کہنا اوران حضرات کو اہل بیت قرآنی نہ کہنا صحیح ہے یا نہیں؟

= القوم فلم یر علیاً رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فدعا بہ فجاء، فقال : قلت: ابن عم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و ختنہ علی ابنتہ، أردت أن تشق عصا المسلمین! فقال : لا تثریب یا خلیفة رسول اللہ! فبایعه". (تاریخ الخلفاء، فصل فی مبایعته رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ص: ۲۰، مؤسسة الکتب الثقافیة)

(۱) " عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنها أن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم تزوجها و هي بنت ست سنین، و بنی بها و هي بنت تسع سنین ".(صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب تزویج الأب ابنته من الإمام : ۲/ ۷۷۱، قدیمی)

الجواب حامداً و مصلیاً:

آیت تطہیر: ﴿ إنما یرید الله لیذهب عنكم الرجس أهل البیت و یطهركم تطهیراً﴾(۱) میں اہل بیت کا مصداق ازواج النبی ہیں جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: "نزلت فی نساء النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم خاصةً اهـ". در منثور"(۲) البتہ حدیث سے ان دیگر حضرات کا بھی اہل بیت ہونا ثابت ہے: "ألـلهم هؤلاء أهل بیتی، فاذهب عنهم الرجس و طهرهم تطهیراً"۔ الحدیث (۳) فقط واللہ سبحانہ اعلم۔

بارہ امام

سوال[۴۳۹]: ازروئے مذہب اہل سنت والجماعت کیا یہ حدیث صحیح ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ

---

(۱) (الأحزاب: ۳۳)

(۲) (الدر المنثور (الأحزاب: ۳۳): ۵/۱۶۸، مؤسسة الرسالة)

(۳) (الد المنثور المصدر السابق)

"عن ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنهما فی قوله تعالیٰ: ﴿إنما یرید الله لیذهب عنكم الرجس أهل البیت﴾. قال: نزلت فی نساء النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم خاصةً".

"عن أم سلمة رضی الله تعالیٰ عنها قالت: جاء ت فاطمة رضی الله تعالیٰ عنها إلی رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ببرمة لها قد صنعت فیها عصیدةً، تحملها علی طبق، فوضعتها بین یدیه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فقال: "أین ابن عمک وابناک؟" فقالت رضی الله تعالیٰ عنها: فی البیت، فقال صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: "ادعیهم" فجاء ت إلی علي رضی الله تعالیٰ عنه فقالت: أجب رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم أنت و ابناک، قالت أم سلمة رضی الله تعالیٰ عنها: فلما رآهم مقبلین مدّ صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یده إلی كساء كان علی المنامة، فمده و بسطه و أجلسهم علیه، ثم أخذ بأطراف الكساء الأربعة بشماله، فضمه فوق رؤوسهم، و أومأ بیده الیمنی إلی ربه فقال: "أللهم هؤلاء أهل بیتی، فاذهب عنهم الرجس و طهرهم تطهیراً". (تفسیر ابن كثیر (الأحزاب: ۳۳): ۳/ ۶۳۸، ۶۳۹، مكتبه دار الفیحاء بیروت)

(وكذا فی روح المعانی (الأحزاب: ۳۳): ۲۲/۱۳، ۱۴، دار الفیحاء بیروت)

تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ بعد میرے بارہ خلیفہ ہوں گے؟ اگر یہ حدیث صحیح ہے تو ان کے نام تحریر فرمائیں۔

الجواب حامداً و مصلیاً:

یہ حدیث صحیح ہے(۱)، بارہ خلفاء کے نام حدیث شریف میں مذکور ہیں (۲)، اس حدیث کے مطلب میں مختلف اقوال ہیں: ایک قول یہ ہے کہ جمیع مدت اسلام میں بارہ خلفاء ہوں گے اور قیامت سے پہلے پہلے پورے ہوجائیں گے، یہ ضروری نہیں کہ وہ مسلسل ہوں، یہ بھی ضروری نہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد ہی متصل ہوں۔ ایک قول یہ ہے کہ بارہ کے بارہ ایک وقت میں خلافت کے مدعی ہوں گے۔ ایک یہ ہے کہ بارہ امام مہدی کے بعد ہوں گے اور ان کے بعد گویا قیامت شروع ہوجائے گی۔ ایک یہ ہے کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ

---

(۱) "عن جابر بن سمرة رضی الله تعالیٰ عنه قال: سمعت رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم يقول: "لايزال الإسلام عزيزاً إلى اثنى عشر خليفةً كلهم من قريش، و فی رواية: لا يزال أمر الناس ماضياً ما وليهم اثنا عشر رجلاً كلهم من قريش، وفی رواية: "لا يزال الدين قائماً حتى تقوم الساعة أو يكون عليهم اثنا عشر خليفةً، كلهم من قريش". متفق عليه". (مشكوة المصابيح، باب مناقب قريش و ذكر القبائل، ص: ۵۵۰، قديمی)

(۲) بارہ خلفاء کے نام حدیث شریف میں تو نہیں ملے البتہ دوسری کتب میں موجود ہیں۔

"والذی وقع أن الناس اجتمعوا على أبي بكر ثم عمر ثم عثمان ثم عليّ إلى أن وقع أمر الحكمين فی صفين، فسمي معاوية يومئذ بالخلافة، ثم اجتمع الناس على معاوية عند صلح الحسن، ثم اجتمعوا على ولده يزيد، و لم ينتظم للحسين أمر بل قتل قبل ذلك، ثم لما مات يزيد وقع الاختلاف إلى أن اجتمعوا على عبد الملك بن مروان بعد قتل ابن الزبير، ثم اجتمعوا على أولاده الأربعة: الوليد ثم سليمان ثم يزيد ثم هشام، وتخلل بين سليمان و يزيد عمر بن عبد العزيز، فهؤلاء سبعة بعد الخلفاء الراشدين، والثاني عشر هو الوليد بن يزيد بن عبد الملك اجتمع الناس عليه لما مات عمه هشام". (فتح الباری، كتاب الأحكام، باب بعد باب الاستخلاف: ۱۳/۲۶۴، ۲۶۵، قديمی كتب خانه)

(و كذا فی تاريخ الخلفاء للسيوطی، فصل فی مدة الخلافة فی الإسلام، ص: ۱۰، مؤسسة الكتب الثقافية)

(و كذا فی النبراس، ص: ۳۰۸، امداديه ملتان)

تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد متصلاً ان کا سلسلہ شروع ہوجائے گا(۱)۔ خلفاء بارہ ہوں گے، چنانچہ وہ بارہ خلیفہ مسلسل گزر چکے ہیں جن کو سب جانتے ہیں .... عربی، فارسی، اردو سب تاریخوں میں سلسلہ وار ان کے نام موجود ہیں، جن میں یزید ابن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی داخل ہیں اور اس صورت میں اس حدیث سے ان بارہ خلفاء کی کچھ فضیلت مقصود نہیں کہ وہ سب سے افضل ہوں گے، بلکہ مطلب یہ ہے کہ ان کو تسلط تام ہوگا اور یہ ایک پیشینگوئی ہے(۲)۔

روافض کی رائے ہے کہ وہ ائمہ معصومین ہیں (۳) اور بھی اقوال ہیں۔ بذل المجہود شرح ابوداود شریف ۵/۱۰۰، فتح الباری شرح بخاری ۱۳/۱۸۴، تاریخ الخلفاء، ص:۱۲ میں اس حدیث کی شرح تفصیل سے مذکور ہے(۴) یزید کے متعلق امام اعظم ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ سکوت اور توقف کرنا چاہئے، نہ اس کو کافر کہا جائے نہ

---

(۱) "فقوم قالوا: يكونون بتوالي إماراتهم، و قوم قالوا: يكونون في زمن واحد، كلهم يدعي الإمارة .... ويحتمل أن يكون المراد أن يكون "اثنا عشر" في مدة عزة الخلافة و قوة الإسلام واستقامة أموره والاجتماع على من يقوم بالخلافة ...... فقال أبو الحسين بن المنادى فى الجزء الذى جمعه في المهدي: يحتمل في معنى حديث "يكون اثنا عشر خليفةً" أن يكون هذا بعد المهدي الذي يخرج فى آخر الزمان .... أن المراد وجود اثني عشر خليفةً في جميع مدة الإسلام إلى يوم القيامة يعملون بالحق و إن لم تتوالي أيامهم". (فتح البارى، كتاب الأحكام، باب بعد باب الاستخلاف: ۱۳/۲۶۲، ۲۶۴، قديمى)

(۲) "قال القاضي عياض: لعل المراد بالإثنى عشر فى هذه الأحاديث و ما شابهها أنهم يكونون فى مدة عزة الخلافة و قوة الإسلام و استقامة أموره والاجتماع على من يقوم بالخلافة، و قد وجد هذا فيمن اجتمع عليه الناس إلى اضطراب أمر بني أمية، و وقعت بينهم الفتنة زمن الوليد بن يزيد". (تاريخ الخلفاء للسيوطى، فصل فى مدة الخلافة فى الإسلام، ص:۱۶، مؤسسة الكتب الثقافية)

(و كذا فى فتح البارى، كتاب الأحكام، باب بعد باب الاستخلاف: ۱۳/۲۶۳، قديمى)

(۳) "وشيعه، خصوصاً اماميه و اسماعيليه گويند كه عصمت از خطا در علم و از گناه در عمل بمعنى امتناع صدور كه خاصهٔ انبياء ست شرط امامت است". (تحفهٔ اثنا عشريه، باب هفتم در امامت، ص:۱۷۸، سهيل اكيڈمى لاهور)

(۴) (بذل المجهود شرح أبي داؤد، أول كتاب المهدى: ۶/۱۰۰، ۱۰۱، قاسميه ملتان)

(وفتح البارى، كتاب الأحكام، باب بعد باب الاستخلاف: ۱۳/۲۶۱، قديمى)

(وتاريخ الخلفاء للسيوطى، فصل فى مدة الخلافة فى الإسلام، ص:۱۶، مؤسسة الكتب الثقافية)

اس پرلعنت کی جائے، بلکہ اس کے امر کو خداوند تعالیٰ کے حوالہ کر دینا چاہئے (۱)۔

جن علماء کو تحقیق سے ثابت ہے کہ یزید بن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں کفریہ افعال موجود ہیں وہ لعن یزید اور تکفیر کو جائز قرار دیتے ہیں، پس حنفی کو اس بارے میں توقف کرنا چاہئے اور تکفیر منع ہے، تاہم اگر لعنت اور تکفیر کرے گا تب بھی دائرہ اسلام سے خارج نہ ہوگا، کیونکہ امام احمد بن حنبل، علامہ کیاہراسی شافعی سے تکفیر منقول ہے (۲)، لیکن امام غزالیؒ اور دوسرے علماء شافعیہ اور اکثر احناف نے تصریح کی ہے کہ اس کی تکفیر اور اس پرلعنت کرنا منع ہے، پس سکوت چاہئے، واجب کسی نے نہیں کہا (۳)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبداللطیف، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۲/ رجب/ ۵۷ھ۔

بارہ امام

سوال [۴۴۰]: علماء تشیع کا بیان ہے کہ بارہ امام خدا کے مقرر کردہ ہیں اور دوسروں کے امام ہیں، جن کا نام امام بندوں نے انتخاب کیا ہے، لیکن صرف تین سے کام نہ چل سکنے کی بنا پر ایک اَور کو شامل کرلیا، اس طرح اماموں کی تعداد چار ہوگئی۔ ہر زمانہ میں امام کا انتخاب عمل میں آتا ہے، اس لئے تین کو رضوان اللہ علیہم اجمعین کہتے ہیں، اور چوتھے کو کرم اللہ وجہہ کہتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ بارہ امام جن کا انتخاب خدا نے کیا ہے وہ صحیح ہیں اور دوسرے غلط ہیں، من گڑھت ہیں۔

---

(۱) " و قيل : لا (يكون كافراً) إذا لم يثبت لنا عنه تلك الأسباب الموجبة: أي لكفره، و حقيقة الأمر التوقف فيه، و مرجع أمره إلى الله سبحانه". (شرح الفقه الأكبر للملا علي القاري، ص: ۷۳، قديمى)

(۲) "و اختلف في إكفار يزيد، قيل: نعم، يعني لما ورد عنه ما يدل على إكفاره من تحليل الخمر، و من تفوهه بعد قتل الحسين و أصحابه: إني جازيتهم بما فعلوا بأشياخ قريش وصناديدهم في بدر و أمثال ذلک، و لعل وجه ما قال الإمام أحمد رحمه الله تعالىٰ بتكفيره بما ثبت عنده من نقل تقريره". (شرح الفقه الأكبر للملا علي القاري، ص: ۷۳، قديمى)

(۳) "فإن قيل: هل يجوز لعن يزيد؛ لأنه قاتل الحسين أو آمربه؟ قلنا: هذا لم يثبت أصلاً، فلا يجوز أن يقال: إنه قتله أو أمر به مالم يثبت، فضلاً عن اللعنة". (إحياء علوم الدين، كتاب آفات اللسان، الآفة الثامنة اللعن : ۳/ ۱۵۱، حقانيه پشاور)

کربلا کی جنگ کی اصل وجہ بھی یہی ہے کہ یزید نے حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مطالبہ کیا تھا کہ آپ اپنی فہرست سے ۱۲ میں ایک کم کر کے میرا نام درج کرلیں، بعد شہادت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سکینہ سے بھی یہی مطالبہ کیا گیا ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ مندرجہ بالا بیان کیا واقعی صداقت پر مبنی ہے؟ اگر نہیں تو قرآن و حدیث سے مطلع فرمائیں۔

الجواب حامداً و مصلیاً:

ان علمائے تشیع سے پوچھ کر قرآن پاک کی وہ آیت لکھیں جس میں بارہ اماموں کو نام بنام متعین کیا گیا ہو۔ اگر حدیث شریف میں ان کے نام حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائے ہوں تو وہ حدیث ان سے دریافت کر کے الفاظ حدیث مع تعیین کتاب وسندِ حدیث تحریر کریں۔ وہ علماء نہ نص قرآنی پیش کرسکیں گے، نہ حدیث مستند ﴿فإن لم تفعلوا و لن تفعلوا فاتقوا النار﴾ (۱)۔ اگر ہم کوئی دعویٰ کریں تو دلیل کا مطالبہ ہم سے کیا جاوے، اگر شیعہ دعویٰ کریں تو ان سے دلیل کا مطالبہ کیا جاوے۔ آپ کا تحریر کردہ دعویٰ شیعہ کی طرف سے ہے، اس کی دلیل کا مطالبہ ان سے کیا جائے گا، جب وہ دلیل پیش کریں گے تو آگے پھر کسی دوسری بات کا نمبر ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۴/۴/۹۰ھ۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں ایک شعر

سوال[۴۴۱]: وعلی الغالب کل الغالب أمیر المؤمنین علی ابن أبی طالب

یہ عبارت کیسی ہے؟ اس کا مصنف اور پڑھنے والے کے لئے کیا فتویٰ ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

اس عبارت میں تاویل کر کے مطلب بنالینا اگر چہ ممکن ہے، لیکن ظاہری لفظ کے اعتبار سے اس میں ایک فرقہ ضالہ باطلہ کے ساتھ تشبہ ہے اور اس کے عقیدہ فاسدہ کی اس سے تائید ہوتی ہے (۲) لہذا اس سے پرہیز لازم ہے، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعریفیں حدیث شریف میں موجود ہیں جو کہ واقعی اور صحیح ہیں، ان کو

(۱) (البقرة : ۲۴)

(۲) ''وہ فرقہ ضالہ مذہب شیعہ ہے، ان کا عقیدہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد خلافت کے مستحق حضرت علی کرم اللہ وجہہ تھے اور ان کا یہ خیال باطل ہے''۔ .... =

بیان کیا جائے (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۱۰/۱/۸۹ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۰/۱/۸۹ھ۔

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام

سوال [۴۴۲]: جو شخص حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صحابی نہ مانے اور ان کی برائی کرے، وہ شخص کیسا ہے اور ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی تھے یا نہیں اور اگر صحابی تھے تو کس مرتبہ پر تھے اور ان کے صحابی ہونے کی کیا دلیل ہے؟

محب اللہ گیاوی امام مسجد شاہ جی کی سرائے۔

= كما قال القاري رحمه الله تعالىٰ تحت قوله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم لعلى رضى الله تعالىٰ عنه: "(أنت منى بمنزلة هارون من موسى)". الحديث: "و فى شرح مسلم : قال القاضى عياض : هذا مما تعلقت به الروافض وسائر فرق الشيعة أن الخلافة كانت حقاً لعلى رضى الله تعالىٰ عنه أنه وصى له بها، فكفّرت الروافض سائر الصحابة بتقديمهم غيره ،و زاد بعضهم : فكفر علياً ؛ لأنه لم يقم فى طلب حقه .... و لا شك فى تكفير هؤلاء ؛ لأن من كفر الأمة كلها والصدر الأول خصوصاً، فقد أبطل الشريعة و هدم الإسلام ،و لا حجة فى الحديث لأحد منهم ،...... و ليس فيه دلالة على استخلافه بعده ؛ لأن النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم إنما قال هذا حين استخلفه على المدينة فى غزوة تبوک ، و يؤيد هذا أن هارون المشبه به لم يكن خليفةً بعد موسى ؛ لأنه توفى قبل وفاة موسى بنحو أربعين سنةً، و إنما استخلفه حين ذهب لميقات ربه للمناجات". (المرقاة شرح المشكاة ،كتاب المناقب ، باب مناقب على بن أبى طالب رضى الله تعالىٰ عنه ، الفصل الأول: ۱۰/۴۵۵، مكتبه حقانيه پشاور)

(۱) من جملہ فضائل میں سے یہ ہے:

"وعن ابن عمر رضى الله تعالىٰ عنه قال: آخى رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم بين أصحابه ، فجآء عليّ تدمع عيناه ، فقال : آخيت بين أصحابک ، ولم تؤاخ بينى و بين أحد، فقال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم : "أنت أخى فى الدنيا والآخرة". رواه الترمذى". (مرقاة المفاتيح، باب مناقب علي رضى الله تعالىٰ عنه ،الفصل الثانى : ۱۰/۴۶۵، رشيديه)

الجواب حامداً و مصلیاً :

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی ابن صحابی ہیں، صحیح مسلم شریف میں روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ’’جاؤ میرے پاس معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر لاؤ‘‘ (۱)، ترمذی شریف میں روایت ہے:

’’أن النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم قال لمعاویة: ’’ أللهم اجعله هادیاً مهدیاً واهدبه ‘‘(۲)۔

اس سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا صحابی ہونا اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ان کے لئے دعا کرنا، نیز ان کا مرتبہ بھی ثابت ہو گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب حضرت عمیر بن اسد کو حمص سے معزول کیا تو حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو والی بنایا، بعض لوگوں میں ان کا تذکرہ ہوا، حضرت عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ’’لا تذکروا معاویة إلا بخیر، فإنی سمعت النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم قال: ’’أللهم اهد به ‘‘(۳) یعنی حضرت امیر معاویہ کا جب تذکرہ کرو، خیر کے ساتھ کرو، برائی کے ساتھ ہرگز مت کرو، کیونکہ میں نے خود سنا ہے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو دعا دی ہے۔ یہ سب روایات جمع الفوائد: ۲/ ۲۲۷، میں مذکور ہیں (۴)۔ جو شخص حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برا کہتا ہے وہ سخت وعید کا مستحق ہے:

---

(۱) ’’عن ابن عباس رضی اللہ عنهما قال: کنت ألعب مع الصبیان فجاء رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فتواریت خلف باب، قال: فجاء فحطا فی مطأة وقال: ’’اذهب أدع لی معاویة‘‘ قال: فجئت فقلت: هو یأکل، قال: ثم قال لی: ’’اذهب فادع لی معاویة‘‘: قال فجئت فقلت: هو یأکل فقال: ’’لا أشبع اللہ بطنه‘‘. الحدیث. (الصحیح لمسلم: ۲/ ۳۲۵، باب من لعنه النبی صلی اللہ علیه وسلم أو سبه أو دعا علیه، ولیس هو أهلاً لذلک کان له زکوةً وأجراً ورحمةً، کتاب البر والصلة، قدیمی)

(۲) (جامع الترمذی أبواب المناقب، باب مناقب معاویة رضی اللہ تعالیٰ عنه : ۲/ ۲۲۴، سعید)

(۳) ’’عن أبی إدریس الخولانی قال: لما عزل عمر بن الخطاب عمیر بن سعد عن حمص، ولی معاویة، فقال الناس: عزل عمیراً و ولی معاویة، فقال عمیر: لا تذکروا معاویة إلا بخیر، فإنی سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم یقول: ’’أللهم اهد به‘‘. (جامع الترمذی، أبواب المناقب، باب مناقب معاویة رضی اللہ تعالیٰ عنه : ۲/ ۲۲۴، سعید)

(۴) (جمع الفوائد من جامع الأصول و مجمع الزوائد ، مناقب حارثة ابن سراقة ...... و أبی سفیان وابنه =

"إذا رأيتم الذين يسبون أصحابی، فقولوا: لعنة الله على شركم اهـ". ترمذی شریف(۱)۔

"لم ينقل عن السلف المجتهدين والعلماء الصالحين جواز اللعن على معاوية رضی الله تعالیٰ عنه وأحزابه اهـ". شرح عقائد، ص: ١١٦(۲)۔

شخص مذکور فی السوال کی امامت مکروہ ہے(۳)۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۵/۲/۵۷ھ۔

صحیح: عبداللطیف، الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اشکالات اوران کے جوابات

سوال[۴۴۳]: ۱......کیا حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے زمانۂ خلافت میں یزید کو خلیفہ مقرر کئے جانے کی کوشش کی اور کس حد تک؟

۲......کیا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زر کثیر خرچ کرکے بہت آدمیوں کو یزید سے بیعت کے لئے آمادہ کیا؟

۳......کیا امیر موصوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسی موقعہ پر حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اوران کے ساتھیوں کے سروں پر ننگی تلوار رکھوادیں اور حکم دیا کہ دوران تقریر جو شخص کلمہ تصدیق وتکذیب نکالے گا اس کا

= معاوية: ۲/۳۹۳، ۳۹۴، المكتبة الاسلامية باكستان)

(۱) (جامع الترمذی، أبواب المناقب، باب فی من يسب أصحاب النبی صلی الله تعالیٰ عليه وسلم: ۲/۲۲۵، سعيد كراچی)

(۲) (شرح العقائد، ص: ١١٦، المطبع اليوسفی)

(۳) "ويكره إمامة عبد و أعرابی و فاسق و أعمی". (الدر المختار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۱/۵۵۹، ۵۶۰، قديمی)

(وكذا فی مجمع الأنهر، كتاب الصلاة، فصل الجماعة سنة مؤكدة: ۱/۱۰۸، دار إحياء التراث العربی، بيروت)

سرقلم کردیا جائے گا، اوراس پرحضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یزید کی خلافت کا اعلان کیا؟

۴......کیا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنے بعد حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوخلافت دینے کا وعدہ نہیں کیا تھا، اگر کیا تو اس وقت حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوخلافت دینے میں کون سا امر مانع تھا؟

۵......کیا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسی وقت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوگالیاں دیں اور باوجود منع کرنے کے وہ باز نہ آئے اور ہمیشہ موجودگی وعدم موجودگی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ایسا کرتے تھے؟

۶......اگرحضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اورحضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اوران کے ہمراہیوں کوایسا کہا توان کا یہ فعل کس حد تک درست سمجھا جاتا ہے؟ (حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اورحضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جنگ کے متعلق کچھ استفسار نہیں ہے)۔

محمد احمد کہار پار۔

الجواب حامداً و مصلیاً :

۱......نہیں۔ ۲......نہیں۔ ۳......نہیں۔ ۴......نہیں

۵......فحش گالیاں نہیں دیں، سخت کلامی ہوئی ہے(۱)۔

۶......خطا اجتہادی تھی، خواہش نفسانی نہ تھی (۲)۔

---

(۱) "فقول معاوية هذا ليس فيه تصريح بأنه أمر سعداً بسبه، وإنما سأله عن السبب المانع له من السب كأنه يقول : "بل امتنعت منه تورعاً" أو غير ذلك، فإن كان تورعاً و إجلالاً له عن السب فأنت مصيب محسن، وإن كان غير ذلك فله جواب آخر ...... و يحتمل تاويلان آخران معناه: ما منعك أن تخطيه في رأيه واجتهاده و تظهر للناس حسن رأينا و اجتهادنا وأنه خطأ". (النووی علی الصحيح لمسلم، كتاب المناقب، باب فضائل علی بن أبی طالب : ۲/۲۷۸، قدیمی)

(۲) "و أما ما وقع من امتناع جماعة من الصحابة عن نصرة علی رضی الله تعالیٰ عنه والخروج معه إلى المحاربة ومن محاربة طائفة منهم له كما فی حرب الجمل و صفين ...... إذ لم يكن ذلك عن نزاع في حقية إمارته، بل كان عن خطاء، فی اجتهادهم اهـ". (شرح الفقه الأكبر، ص: ۶۵، قدیمی)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں، ان کی شان میں کوئی گستاخی کا کلمہ کہنا جائز نہیں، اسی طرح کوئی براگمان جوان کی شان کے خلاف ہو دل میں رکھنا درست نہیں، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے لئے دعا فرمائی ہے:

"عن عبد الرحمن بن أبی عمیرة عن النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم أنه قال لمعاویة رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه: "أللهم اجعله هادیاً و مهدیاً و اهد به"۔ رواہ الترمذی" مشکوۃ شریف،ص:۵۷۹ (۱)۔

قال فی الهامش بعد تحقیق ألفاظ الروایة: "و لا ارتیاب أن دعائه صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم مستجاب، فمن کان هذا حاله کیف یرتاب فی حقه الخ"(۲)۔

وقال القاری فی شرح الفقه الأکبر، ص:۸۲: "فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم: "لا تسبوا أحداً من أصحابی، فلو أن أحدکم أنفق مثل أحد ذهباً ما أدرك مد أحدهم و لا نصیفه"(۳)۔

اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں جو مناقشات تھے ان کے متعلق جہاں تک ہو سکے محمل حسن نکالنا چاہئے، اگر کوئی محمل حسن سمجھ میں نہ آئے تو پھر اس میں گفتگو کرنے اور ایک کو حق اور دوسرے کو ناحق کہنے کی ضرورت نہیں (۴) کہ دار و مدار نجات کا اس پر نہیں ہے، نہ اس کے ساتھ کچھ عمل کا تعلق ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کا فیصلہ ہوگا وہ ہر ایک کی پوری حقیقت سے خوب واقف ہیں، آپ سے اس کے متعلق سوال نہ ہوگا کہ ان میں سے کون حق پر تھا اور کون ناحق پر (۵)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی، ۲۵/۱/۵۴ھ۔

صحیح: عبداللطیف، ۲۶/محرم/۵۴ھ۔

---

(۱) (جامع الترمذی، أبواب المناقب، باب مناقب معاویة رضی الله تعالیٰ عنه: ۲/۲۲۴، سعید کراچی)

(۲) (هامش جامع الترمذی المصدر السابق آنفاً)

(۳)(شرح الفقه الأکبر، ص:۲۸، قدیمی)

(و کذا فی شرح العقائد، ص:۱۱۶، المطبع الیوسفی)

(۴) "و یکف عن ذکر الصحابة رضی الله تعالیٰ عنهم إلا بخیر، لما ورد عن الأحادیث الصحیحة فی مناقبهم". (شرح العقائد، ص:۱۱۶، المطبع الیوسفی)

(۵) "قال الله تعالیٰ: ﴿ تلك أمة قد خلت لها ما کسبت و لکم ما کسبتم، و لا تسئلون عما کانوا =

کسی شیعہ کا حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ کو زک پہونچانا

سوال[۴۴۴]: کیا کسی شیعہ نے حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ محدث دہلوی کو کوئی زک پہونچائی ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

شیعوں نے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو اذیت پہونچائی ہے جیسا کہ ان کے تذکرۂ سوانح میں موجود ہے(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۹/۶/۹۶ھ۔



= یعملون﴾ (البقرۃ: ۱۳۴، ۱۴۱)

(۱) (تذکرہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ: ۲۹۰، نفیس اکیڈمی حیدر آباد دکن)

ما يتعلق بمشاجرات الصحابة

(صحابہ کرام کے آپس کے اختلافات)

مقابلۂ علی ومعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما

سوال[۴۴۵]: کس وجہ سے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جنگ ہوئی تھی اور کون حق پر تھا؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد اکابر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور ارباب حل وعقد نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر کے ان کو خلیفہ تسلیم کر لیا تھا، حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت ملک شام پر گورنر تھے، ان کے کان میں یہ بات ڈالی گئی کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سازش سے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کا واقعہ پیش آیا، انہوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مطالبہ کیا کہ آپ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاتلوں سے قصاص لیجئے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فی الحال اس میں تأمل کیا، دو وجہ سے: اول یہ کہ قاتل کا صحیح علم نہیں، جب شہادتِ شرعیہ سے ثبوت نہ ہو تو قصاص نہیں لیا جا سکتا۔ دوسرا یہ کہ اگر تمام خوارج اور باغیوں کو سزا دیجائے تو چونکہ یہ جماعت بہت بڑی ہے، ان سب کو فی الحال سزا دینا دشوار ہے جب تک کہ اسلامی فوجیں جو کہ باہر گئی ہوئی تھیں واپس نہ آ جائیں، ورنہ عام بدامنی پیدا ہو کر سخت فتنہ پیدا ہونے کا قوی اندیشہ ہے جس کا سنبھالنا سخت مشکل بلکہ قابو سے باہر ہوگا۔

اس جواب سے امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سمجھے کہ یہ ٹال رہے ہیں اور قصاص لینا نہیں چاہتے، شکایت کرنے والوں نے بھی یہی کہا تھا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قصاص بھی نہیں لیتے، امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اصل شکایت اور اس جواب پر شبہ قوی ہو گیا اور فرمایا کہ جب آپ میں اتنی قوت ہی نہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قصاص لے سکیں اور ظالم کو سزا دے سکیں تو آپ ملک اور خلافت کے دیگر انتظامات

کیسے کریں گے، لہذا آپ خلافت کے مستحق نہیں، آپ دست بردار ہوجائیں، میں خلیفہ بنتا ہوں، قصاص بھی لوں گا اور انتظامات بھی کروں گا، اس پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب میرے ہاتھ پر بیعت ہوگئی اور مجھ کو خلیفہ تسلیم کرلیا گیا تو آپ خلیفہ نہیں بن سکتے، حدیث شریف میں ہے:

"إذا بويع لخليفتين، فاقتلوا الآخر منهما"۔ رواه مسلم (۱)۔

"من أتاكم و أمركم جميعاً على رجل واحد، و يريد أن يشق عصاكم أو يفرق جماعتكم فاقتلوه"۔ رواه مسلم (۲)۔

یعنی جب ایک خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت کرلی جائے اور پھر دوسرا شخص خلافت کا دعویدار بنے تو دوسرے کو قتل کردیں۔ اس بنا پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لڑائی کے لئے آمادہ ہوگئے اور بات بڑھ گئی، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی مقابلہ کیا، تاریخ ابن جریر، تاریخ الخمیس (۳)، روضۃ الصفا وغیرہ کے بغور مطالعہ سے یہ خلاصہ حاصل ہوا، اس کے علاوہ جو اور بعض باتیں تاریخی کتب غیر معتبرہ میں فریقین کے متعلق درج ہیں، نہ وہ قابل ذکر ہیں نہ قابل اعتماد۔

اس مضمون سے یہ بھی ظاہر ہے کہ نیت ہر دو فریق کی صحیح تھی فاسد نہ تھی اور فی الجملہ حق و ناحق ہونا بھی معلوم ہوسکتا ہے اس سے زیادہ لکھنا خلاف ادب ہے (۴)۔

---

(۱)(الصحيح لمسلم، كتاب الإمارة، باب إذا بويع لخليفتين: ۱۲۸/۲، قديمي)

(۲)(الصحيح لمسلم، كتاب الإمارة، باب حكم من فرق أمر المسلمين و هو مجتمع: ۱۲۸/۲، قديمي)

(۳) "(وفي هذه السنة) وجّه على رضى الله تعالىٰ عنه عند منصرفه من البصرة إلى الكوفة و فراغه من الجمل جريرَ بنَ عبد الله البجلي إلى معاوية رضى الله تعالىٰ عنه يدعوه إلى بيعته .... الخ". (تاريخ الطبرى لابن جرير الطبرى، توجيه على بن ابى طالب رضى الله تعالىٰ عنه ...... إلى معاوية رضى الله تعالىٰ عنه و خروج على بن أبى طالب رضى الله تعالىٰ عنه إلى صفين: ۵۶۰/۳، ۵۶۹، مؤسسة الأعلمى بيروت)

(وكذا فى تاريخ الخميس فى أحوال أنفس نفيس، ذكر خلافة على رضى الله تعالىٰ عنه: ۲۷۶/۲، مؤسسة شعبان للنشر، بيروت)

(۴) "أجمع أهل السنة و الجماعة على وجوب السكوت عن الخوض فى الفتن التى جرت بين الصحابة رضى الله تعالىٰ عنهم بعد قتل عثمان رضى الله تعالىٰ عنه، و الاسترجاع على تلك المصائب التى =

امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ مسئلہ دریافت کیا گیا تھا تو جواب میں فرمایا کہ ''اللہ پاک نے ہمارے ہاتھوں کو ان اکابر کے خون سے محفوظ رکھا (اس شکریہ میں) ہم زبانوں کو بھی ملوث نہیں کرتے'' (۱) اس مختصر سوال میں آپ نے بڑی لمبی تاریخ پوچھی، خیر، خدا نے مجھے بھی آسانی فرمائی کہ مختصر جواب بتلا دیا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفی عنہ۔

محاربۂ علی رضی اللہ عنہ وعائشہ رضی اللہ عنہا

سوال [۴۴۶]: کیا وجہ ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ میں جب جنگ ہوئی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا ساتھ دیا تھا اور ان کے گروہ میں شامل تھیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ نہ دیا، اگر دونوں حق پر تھے تو صلح کرا دینی تھی یا کسی کا ساتھ نہ دیتیں یا برابر دونوں کو سمجھاتیں، برخلاف اس کے ایسا نہیں کیا، کیوں؟

= أصيبت بها هذه الأمة ، والاستغفار للقتلى .... و أما الحروب التي جرت فكان لكل طائفة شبهة اعتقدت تصويب نفسها بسببها ،و كلهم عدول و متأولون في حروبهم و غيرها، و لم يخرج شيء من ذلك أحداً منهم عن العدالة؛ لأنهم مجتهدون اختلفوا في مسائل من محل الاجتهاد كما يختلف المجتهدون بعدهم في مسائل من الدماء و غيرها ، و لا يلزم من ذلك نقص أحدهم'' .(معارج القبول : ۵۹۹/۲ — ۶۰۱، الرياض)

(وكذا في شرح مسلم للنووي رحمه الله تعالىٰ، كتاب الفتن و أشراط الساعة : ۳۹۶/۲، قديمي)

(وكذا في شرح الفقه الاكبر ،ص: ۷۱، قديمي)

(۱) یہ مقولہ امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کا نہیں، بلکہ حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالیٰ کا ہے، چنانچہ ''مرقاۃ شرح مشکاۃ'' میں ہے:'' قال عمر بن عبد العزيز : تلك دماءٌ طهر الله أيدينا منها، فلا نلوّث ألسنتنا بها''. (المرقاة شرح المشكاة ، كتاب الفتن، الفصل الثاني : ۲۸۳/۹، رشيديه)

(وكذا في شرح مشكوة للطيبي ، كتاب الفتن ، فتنة الاستنظاف : ۶۵/۱۰، إدارة المعارف كراچي)

(وكذا في حاشية جامع الترمذي ، كتاب الفتن ، باب ما جاء في الرجل يكون في الفتنة : ۴۱/۲، سعيد)

الجواب حامداًومصلیاً:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ساتھ نہیں دیا، بلکہ اصل واقعہ یہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مکہ مکرمہ میں تھیں، وہاں جا کر لوگوں نے کہا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی گئی اور وہ باوجود خلیفہ ہونے کے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قصاص نہیں لیتے اور خدا جانے کیا کیا کہا، بجائے مدینہ طیبہ کی واپسی کے لوگ ان کو بصرہ لے گئے، پھر وہاں سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص کے مطالبہ کرنے کیلئے تجویز ہوئی، ساتھ ایک بڑی جماعت تھی، ادھر سے حضرت علی رضی اللہ عنہ آگے بڑھے تا کہ ان کی غرض معلوم کریں اور ان کے مطالبات پر غور کریں ورنہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کا لشکر ایک دم حملہ نہ کر دے، جس سے فتنہ پیدا ہو جائے، ملاقات پر مطالبات معلوم کئے اور قرار پایا کہ کل تمام باغیوں کو سزا اور جو قتل میں شریک تھے ان کو سزا قتل دی جائے، اس پر ان باغیوں نے کمیٹی کی کہ کل ہمارا وہ حال ہوگا جو مذبح میں بکروں کا ہوتا ہے اس لئے رات میں سب نے مل کر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لشکر پر جا کر حملہ کر دیا، پھر ان کے لشکر نے مدافعانہ حملہ کیا تو یہ باغی بھاگ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں آگئے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا لشکر بھی تعاقب کرتا ہوا آیا، جس وقت زبردست جنگ ہوئی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لشکر نے اعتراض کیا کہ رات میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر نے ہم پر حملہ کیا، حالانکہ دن میں ہم سے وعدہ کیا تھا کہ باغیوں کو سزا دیں گے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ شکایت ہوئی کہ جب ہم نے باغیوں کو سزا دینے کا وعدہ کر لیا تھا تو رات میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لشکر نے ہم پر کیوں حملہ کیا؟ پس باغیوں کی اس حرکت سے دونوں کو غلط فہمی لاحق ہوئی (۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ۔

---

(۱) دیکھئے: (الکامل فی التاریخ، ذکر مسیر علیّ إلی البصرة والوقعة: ۳/۱۲۱، ۱۲۳، دارلکتب العربی بیروت) (وتاریخ الطبری، خروج علی إلی الربذة یرید البصرة: ۳/۴۷۳، ۵۴۵، مؤسسة الاعلمی للمطبوعات، بیروت)

(و تاریخ الخلفاء، فصل فی مبایعة علی رضی اللہ عنه بالخلافة، ومانشأ عن ذلک: ص: ۱۴۴، مؤسسة الکتب الثقافیه، بیروت)

2

(حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور یزید کے اختلافات کا بیان)

محاربہ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ویزید

سوال[۴۴۷]: حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یزید کی بیعت سے انکار کیا اس میں حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قرآن وحدیث کی انحرافی ہوتی ہے یا نہیں؟ آیت: ﴿یا أیها الذین امنوا أطیعوا الله وأطیعوا الرسول وأولی الأمر منکم﴾(۱)۔

بیعت کے معنیٰ ہیں کہ حاکم وقت کی حکومت تسلیم کی جائے یا کچھ اَور، حاکم وقت خواہ اسی قوم و مذہب کا ہو اور اس کے افعال جس طرح کے ہوں؟ فقط۔

الجواب حامداً و مصلیاً:

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک وہ مستحق خلافت نہیں تھا اور اس کی حکومت مستقر نہیں ہوئی تھی، اسی وجہ سے اس کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی تھی، اگر ان کے نزدیک اس کی خلافت مستقر ہوجاتی اور بیعت کرکے پھر خلاف کرتے تو آیت کی مخالفت ہوتی (۲)۔

استقرارِ خلافت اور اہلیت خلافت کی شرائط میں تفصیل ہے، نہ آپ نے دریافت کی، نہ مجھے لکھنے کی ضرورت، اسی طرح اطاعت اولی الامر کا مسئلہ بھی بہت مبسوط ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہ۔

حضرت حسین اور یزید کی جنگ کا محمل

سوال[۴۴۸]: یزید اور شریکان قتل امام حسین فاسق وفاجر ہیں یا نہیں، کربلا کی جنگ کو حق و باطل کی

---

(۱) (سورة النساء: ۵۹)

(۲) "فقال عبد الله بن الزبير للحسين رضى الله تعالىٰ عنه: ظن فيما تراه، بعث إلينا فى هذه الساعة التى لم يكن يجلس فيها، فقال حسين: قد ظننت أرى طاغيتهم قد هلك، فبعث إلينا ليأخذنا بالبيعة قبل أن يفشو فى الناس الخبر، فقال: و أنا ما أظن غيره اهـ". (تاريخ الطبرى لابن جرير، خلافة يزيد بن معاوية: ۲۵۱/۴، مؤسسة الأعلمى للمطبوعات)

جنگ کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً و مصلیاً :

فاسق ہونے کی تشریح شرح عقائد وغیرہ میں ہے (۱) ظالم کے تسلط سے مخلوق کو بچانے کے لئے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنگ کی ہے، جیسا کہ فتاویٰ عزیزی (۲) اور تحفہ اثنا عشریہ میں ہے (۳)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور یزید کا معاملہ

سوال [۴۴۹] : یزید کے اشارہ سے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ معرکہ کربلا پیش آیا، اس کے بارے میں اہل سنت کا خیال کیا ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

اس معاملہ میں یزید کی روش حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ اہل سنت والجماعت کے نزدیک ان کی شان کے خلاف اور توہین آمیز رہی (۴)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲۴/۱/۸۸ھ۔

---

(۱) "ولاينعزل الإمام بالفسق: أي الخروج عن طاعة الله تعالىٰ الجور: أي الظلم على عباد الله تعالىٰ؛ لأنه قد ظهر الفسق، وانتشر الجور من الأئمة والأمراء بعد الخلفاء الراشدين، والسلف كانوا ينقادون لهم و يقيمون الجُمُع والأعياد بإذنهم اهـ". (شرح العقائد النسفية، ص: ۱۱۴، المطبع اليوسفي)

(۲) خروج حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ بنا بر دعوی خلافتِ راشدہ پیغامبر کہ بمرورِ سی سال منقضی گشت نبود، بلکہ بنا بر تخلیص رعایا از دست ظالم بود" و إعانة المظلوم على الظالم من الواجبات". (فتاوی عزیزی (فارسی)، کیفیت خروج امام حسین براعانۃ اہل کوفہ: ۱/۳۴، کتب خانہ رحیمیہ دیوبند)

(۳) "تا مشقت ایذائے ایشاں بردارد، وچرا مخالفت میکند با ائمہ ماضیین خصوصاً با امام صابر کہ آنہا را ظلمہ وفجرہ بیش از حد ترسانیدند، بلکہ نوبت بقتل وخون رسانیدند، وآنہا نہ ترسیدند امر بالمعروف ونہی عن المنکر بجا آوردند، حالانکہ آنہا را طول عمر خود معلوم نبود، وتسلط خود نیز معلوم نبود"۔ (تحفہ اثنا عشریہ، باب ہفتم در امامت، ص: ۱۷۵، سہیل اکیڈمی لاہور)

(۴) "و بعث أهل العراق إلى الحسين الرسل والكتب، يدعونه إليهم، فخرج من مكة إلى العراق في عشر ذي الحجة و معه طائفة من آل بيته رجالاً و نساءً و صبياناً، فكتب يزيد إلى واليه بالعراق عبيد الله =

کیا حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ باغی تھے؟

سوال[۴۵۰]: زید کا کہنا ہے کہ جب حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ عربی تھے اور کوفے کے رہنے والے نہیں تھے، محض مہمانی و مسافرت و مدعو کئے ہوئے پہنچے، جب یزید کے حاکم مثلاً کوتوال شہر ابن زیاد دخولی وغیرہ نے یزید کی بیعت کرنے پر مجبور کیا اور فرمان دکھلایا تو اس پر حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ''میں تو مدعو مہمان تھا، مجھ کو اپنے وطن جانے دو'' تو ایسے وقت میں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حاکم وقت کا حکم ماننا ضروری تھا یا نہیں؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس مسئلہ میں مجتہد تھے، جب وہ یزید کی بیعت کو ناجائز سمجھتے تھے تو ان کا بیعت کرنا درست نہیں تھا، یزید کو حق نہیں تھا کہ وہ ان کو مجبور کرتا کہ اپنے اجتہاد کے خلاف بیعت کریں، بلکہ ایسی حالت میں اس کو چاہئے تھا کہ خلافت سے معزول ہو کر اہل اسلام کو اختیار دیدیتا کہ جس کو چاہیں خلیفہ تسلیم کرلیں، اس میں نہ کوئی فتنہ ہوتا نہ قتل وخونریزی کی نوبت آتی جیسا کہ اس فتنہ اور کشت وخون کے خیال سے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلافت سے دست بردار ہوگئے تھے (۱) حالانکہ یزید کو ان کے ساتھ فضائل اور مناقب کے لحاظ سے کوئی نسبت ہی نہیں تھی۔

= بن زیاد بقتله ، فوجه إليه جيشاً أربعة آلاف الخ". (تاريخ الخلفاء، ترجمة يزيد بن معاوية أبو خالد الأموی : ۱۶۹ ، مؤسسة الكتب الثقافية)

(۱) قال العلامة السيوطی رحمه الله تعالىٰ: " وَلِّی الحسن رضی الله تعالىٰ عنه الخلافة بعد قتل أبيه بمبايعته أهلُ الكوفة، فأقام فيها ستة أشهر و أياماً، ثم سار إليه معاوية . والأمر إلى الله، فأرسل إليه الحسن يبذل له تسليم الأمر إليه على أن تكون له الخلافة من بعده ...... فأجابه معاوية إلى ما طلب ، فاصطلحا على ذلک، فظهرت المعجزة النبوية فی قوله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم "يصلح الله به فئتين من المسلمين" و نزل له عن الخلافة .... ثم ارتحل الحسن عن الكوفة إلى المدينة، فأقام بها". (تاريخ الخلفاء للسيوطی رحمه الله تعالىٰ ،ص: ۱۵۸ ، الحسن بن علی رضی الله تعالىٰ عنه ، مؤسسة الكتب الثقافية)

(وكذا فی تاريخ الطبری، سنة إحدى و أربعين...... فما كان فيها من ذلک التسليم الحسن بن علی رضی الله تعالىٰ عنه الأمر إلى معاوية رضی الله تعالىٰ عنه اهـ: ۱۲۳/۴ ، مؤسسة الأعلمی بيروت)

حاکم وقت کو حق نہیں ہوتا کہ مجتہد کو خلاف اجتہاد کرنے پر مجبور کرے اور ایسی حالت میں مجتہد کو اطاعت درست نہیں "لا طاعة لمخلوق فی معصية الخالق "الحدیث مشکوۃ،ص:۳۲۱(۱) اس لئے ان کو باغی کہنا بھی درست نہیں۔کذا فی شرح الفقہ الاکبر(۲)۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ۔

کیا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ظالم تھے؟ نعوذ باللہ

سوال[۴۲۱]: کیا امام حسین علیہ السلام کو ظالم کہہ سکتے ہیں؟

الجواب حامداً و مصلیاً :

اہل سنت والجماعت کے نزدیک وہ ظالم نہیں تھے، ان کے مناقب وفضائل حدیث پاک میں موجود ہیں، ان کو جنت کے نوجوانوں کا سردار فرمایا گیا ہے(۳)۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند،۲/۳/۹۵ھ۔

واقعہ کربلا جہاد ہے یا لڑائی؟

سوال[۴۵۲]: کربلا میں پیش آنے والے واقعہ کو جہاد کہیں گے یا صرف لڑائی؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

عموماً جہاد کا اطلاق وہاں ہوتا ہے جہاں کفر و اسلام کا مقابلہ ہو اور مقصود بھی اعلائے

---

(۱) (مشكاة المصابيح ، كتاب الإمارة والقضاء ،الفصل الثاني : ۲/۳۲۱، قديمى)

(۲) "و أما ما تفوه به بعض الجهلة من أن الحسين كان باغياً فباطل عند أهل السنة والجماعة ، و لعل هذا من هذيانات الخوارج عن الجادة". (شرح الفقه الأكبر ، الكبيرة لا تخرج المؤمن عن الإيمان ،ص: ۲۷، قديمى)

(۳) "عن أبي سعيد رضي الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم : "الحسن والحسين سيدا شباب أهل الجنة". رواه الترمذى".

(مشكوة المصابيح ، كتاب المناقب، باب مناقب أهل بيت النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم و رضي الله عنهم: ۲/۵۷۰، قديمى)

کلمۃ اللہ ہو(۱) جہاں یہ چیز نہ ہو وہ محاربہ ہے(۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲/۳/۹۵ھ۔

کیا کربلا کا واقعہ اسلامی جہاد تھا؟

سوال[۴۵۳]: کربلا میں پیش آنے والے واقعات سیاسی نوعیت کے تھے یا اسلامی حیثیت کے تھے؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

حضرت سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے لئے سیاسی اقتدار حاصل کرنے کی خاطر کربلا تشریف نہیں لے گئے تھے بلکہ اسلامی نقطۂ نظر سے وہ جانا ضروری سمجھتے تھے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲/۳/۹۵ھ۔

کربلا میں کام آنے والے کیا دین کی حفاظت کے لئے لڑے ہیں؟

سوال[۴۵۴]: کیا کربلا میں گلستانِ نبوت کے نونہالوں کی تمام قربانیاں ہوسِ اقتدار کی خاطر تھیں یا حفاظت دین کے لئے؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اسلامی نقطہ نظر سے کربلا گئے تھے نہ کہ حصول اقتدار کے لئے، واقعہ کربلا کے متعلق آپ نے کیا نظریہ قائم کر رکھا ہے، مجھے علم نہیں۔ اس تحریر سے آپ کو کچھ مدد مل سکے گی یا نہیں اس کا بھی علم نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲/۳/۹۵ھ۔

---

(۱) "من قاتل لتكون كلمة الله هى العليا، فهو فى سبيل الله". متفق عليه". (مشكوة المصابيح، كتاب الجهاد: ۲/۳۳۱، قديمى)

(۲) "فيفهم أن من قاتل للدنيا أو للغنيمة أو لإظهار نحو شجاعة أو ذب عن نفس أو مال، فليس فى سبيل الله، ولا ثواب له". (فيض القدير شرح الجامع الصغير: ۱۱/۵۹۳۱، مكتبه نزار مصطفى الباز، رياض)

کربلا میں کون حق پر تھا؟

سوال[۴۵۵]: کربلا میں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ حق پر تھے یا یزید؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

یہ اجتہادی چیز ہے، اہل سنت والجماعت کے نزدیک حضرت سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ حق پر تھے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲/۳/ ۹۵ھ۔

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیا شہید ہوئے؟

سوال[۴۵۶]: کیا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کہہ سکتے ہیں؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

چونکہ واقعہ کربلا اجتہادی چیز ہے، اور اہل سنت والجماعت کے نزدیک حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ حق پر تھے، لہٰذا وہ شہید تھے، رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

کیا حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نعش کو روندا گیا؟

سوال[۴۵۷]: کیا حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کربلا میں برہنہ کردیا گیا تھا اور آپ کی لاش مبارک کو گھوڑوں سے روندا گیا اور قیمہ کردیا گیا تھا؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کربلا میں برہنہ کر کے آپ کی نعش مبارک کو گھوڑوں سے روندا اور قیمہ بنایا گیا تھا یا نہیں؟ مجھے اس کی تحقیق نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند۔

الجواب صحیح، بندہ نظام الدین غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

کیا حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقام محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے لیا؟

سوال[۴۵۸]: محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے بعد شہادت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جو انتقام

لیا ہے، آپ بھی اس میں شریک تھے؟ یہ بات صاف طور سے تحریر فرما دیجئے۔

الجواب حامداً و مصلیاً :

محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے ہیں، ان کی والدہ کا نام خولہ بنت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہے، جنگ یمامہ میں ان کی والدہ گرفتار کر کے لائی گئی تھیں اور مال غنیمت میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حصہ میں آئی تھیں۔ کذا فی تحفة اثنا عشریه :ص:٤٣ (١)۔ محمد بن حنفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کے بعد انتقام کے لئے آئے تھے۔ کذا فی روضۃ الصفاء: ۸۶/۳ (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ۔

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت پر عیسائی کا اشکال

سوال [۴۵۹]: ایک معترض عیسائی کہتا ہے کہ جب حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت حضرت اسماعیل علیہ السلام سے لے کر، تا امام مذکور پروردگار عالم نے امانۃً محفوظ رکھ کر بعد میں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرمائی تو اس میں یزید پلید کا کیا قصور ہوا، آخر کار وہ شہادت جو ازل میں امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے مخصوص ہو چکی تھی کسی نہ کسی سے وقوع میں ضرور آتی۔ معترض کو آیت: ﴿و من يقتل مؤمناً﴾ (۳) سے اگر جواب دیا گیا تو منظور نہیں کیا، اس کا عقلی و نقلی جواب تحریر فرمائیں۔

الجواب حامداً و مصلیاً:

اگر اس عیسائی کے منہ پر کوئی شخص نجاست میں بھرا ہوا جوتہ زور سے مارے تو اس کو غصہ تو نہیں آئے گا اور اس مارنے والے کو تو کچھ برا نہیں کہے گا، کیونکہ تقدیر میں لکھا ہوا تھا کہ منہ پر جوتہ لگے گا، وہ کسی نہ کسی کے ہاتھ سے تو لگتا ہی۔

عیسائی اس بات کے قائل ہیں کہ یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی دی اور ان پر ظلم کیا، اس

---

(۱) "تحفة اثنا عشرية (اردو)، ص: ۵۰۲، دار الاشاعت کراچی)

(۲) (تحفة اثنا عشريه (اردو) ص: ۳۱، دار الاشاعت کراچی)

(۳) (النسآء : ۹۳)

وجہ سے یہودیوں سے بغض رکھتے ہیں تو وہ لوگ کیوں بغض رکھتے ہیں یہ تو پیش آنا ہی تھا، تقدیر میں لکھا ہوا تھا، تقدیر میں لکھا ہوا ہونے سے اختیار سلب نہیں ہوتا (۱) ورنہ تمام مجرم دنیا اور آخرت میں چھوٹ جائیں کسی کو سزا نہ ملے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ۔

کیا حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت سے اسلام کی تکمیل ہوئی؟

سوال [۴۲۰]: ایک سنی المذہب نے ایک ایسی مجلس میں جس میں شیعوں کے خواص وعوام شریک وسامع تھے، اپنی تقریر کے دوران نہایت شد ومد سے کہا کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت سے اسلام کی تکمیل ہوئی ورنہ اسلام غیر مکمل رہتا، اور یہ بھی کہا کہ جو مسلمان واقعۂ شہادت حضرت امام حسین پر نہ روئے وہ شقی ازلی ہے، تقریر کے بعد اس کو سمجھایا تب بھی اس نے یہی کہا کہ میرا عقیدہ یہی ہے۔

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس شخص کا کیا حکم ہے اور اگر وہ علمائے اسلام کے فتویٰ کی پروا نہ کرے تو ایسے شخص سے حنفی المذہب اہل سنت والجماعت مسلمانوں کو تعلقات قائم رکھنا جائز ہے یا نہیں؟

راقم: احمد میاں فرخ آباد۔

الجواب حامداً و مصلياً:

اہل سنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات دنیوی ہی میں دین اسلام کی تکمیل کردی گئی تھی یعنی ایسی دینی بات کوئی باقی نہیں رہی تھی جس کو خود یا اس کی اصل اور بنیاد کو بیان نہ کردیا گیا ہو جیسا کہ نص قرآن ﴿ أليوم أكملت لكم دينكم ﴾ (۲) اس پر شاہد ہے اور احادیث کثیرہ سے

---

(۱) "وإذا عرفت ذلک فللعباد أفعال اختيارية يثابون عليها إن كانت طاعةً، و يعاقبون عليها إن كانت معصيةً، لا كما زعمت الجبرية أن لا فعل للعبد أصلاً كسباً و لا خلقاً". (شرح الفقه الأكبر للملاعلی القاري، ص: ۴۲، قديمی)

(و كذا فی شرح العقائد النسفية للتفتازانی: ص: ۶۴، المطبع اليوسفی)

(و كذا فی روح المعانی (البقرة): ۱/۱۳۳، دار إحياء التراث العربی)

(۲) (المائدة: ۳)

بھی اس کی تائید ہوتی ہے(۱) لہذا زید کا یہ عقیدہ اہل حق کے سراسر خلاف ہے اور اگر اس شہادت سے اسلام کی تکمیل ہی ہوئی ہے تو پھر اس پر رونے کی کیا ضرورت ہے؟ یہ تو بڑی مسرت کی بات ہے، تمام عالم کو اس پر خوش ہونا چاہئے کیوں کہ اگر شہادت نہ ہوتی تو خدانخواستہ اسلام کی تکمیل نہ ہوتی، غیر مکمل رہ جاتا تو یہ شہادت جملہ اہل اسلام کے لئے باعث رحمت ہے۔

ایسے لوگوں سے تعلقات رکھنا درست نہیں جن کے عقائد اس قدر خطرناک ہوں، اگر اپنے عقائد سے ایسا شخص باز نہ آئے اور توبہ نہ کرے تو اس سے تعلقات قطع کر دیئے جائیں (۲)۔

رونا اختیاری فعل نہیں، اگر قلب میں درد وغم ہے تو رونا آتا ہے ورنہ نہیں اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات رحمت للعالمین ہے، دنیا سے رخصت ہو جائے، اس پر نہ رونا تو شقاوت ازلی نہ ہو اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت پر نہ رونا شقاوت ازلی ہو، یہ عجیب بات ہے، خود بخود کسی کو اگر رونا آوے اور آنسو جاری ہو جائیں تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں لیکن بالقصد رونا اور اس طرح کہ گریبان چاک کیا جاوے، سینہ اور منہ کو پیٹا جاوے، مرثیئے پڑھے جائیں، جیسا کہ روافض اور اہل تشیع کا شیوہ ہے ہرگز ہرگز جائز نہیں، سخت گناہ ہے، اس پر وعید بھی آئی ہے (۳)۔

بہر حال ایسے شخص کو توبہ اور تجدید ایمان ونکاح کر لینا چاہئے (۴) کیوں کہ یہ عقائد روافض کے ہیں۔

---

(۱) ''کما ثبت فی الصحیح لمسلم عن جابر بن عبد اللہ أن رسول اللہ ﷺ قال فی خطبته یومئذ: ''أیها الناس! إنکم مسئولون عنی فما أنتم قائلون''؟ قالوا: نشهد أنک قد بلغت و أدیت و نصحت، فجعل یرفع إصبعه إلی السماء و ینکسها إلیهم، و یقول: ''أللهم هل بلغت''. (تفسیر ابن کثیر: ۲/۷۷، (المائدة: ۶۷) سهیل اکیڈمی)

(۲) قال اللہ تعالیٰ: ﴿ لا تجد قوماً یؤمنون باللہ والیوم الآخر یوآدون من حآد اللہ و رسوله ﴾ الآیة. (المجادلة: ۲۲)

(۳) ''عن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنه قال: قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم: ''لیس منا من لطم الخدود و شق الجیوب و دعا بدعوی الجاهلیة''. (صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب لیس منا من شق الجیوب: ۱/۱۷۲، قدیمی)

(۴) ''ما کان فی کونه کفراً اختلاف، فإن قائله یؤمر بتجدید النکاح و بالتوبة والرجوع عن ذلک بطریق الاحتیاط''. (الفتاوی العالمکیریة، کتاب السیر، الباب التاسع فی أحکام المرتدین: ۲/۲۸۳، رشیدیه)

اگر علمائے حق کے فتوی کو نہیں مانتا تو یہ گنہ گار ہے اور اس کی تکفیر اور توہین کرتا ہے تو کفر ہے: "رجل عرض علیه خصمه فتویٰ الأئمة فردها و قال: "**چه بار نامهٔ آورده**، قیل: یکفر؛ لأنه رد حکم الشرع، و کذا لو لم یقل شیئاً لکن ألقی الفتویٰ علی الأرض و قال: **این چه شرع است، کفر**". عالمگیری: ۲/ ۲۸۱ (۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲/۲/۵۳ھ۔

صحیح: عبد اللطیف عفا اللہ عنہ، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲/صفر/۵۳ھ۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت اللہ کے لئے ہوئی یا امت کے لئے؟

سوال[۴۶۱]: حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت امت کے لئے ہوئی یا اللہ کے لئے، لوگ کہتے ہیں کہ آپ نے امت کی خاطر جان دیدی؟

الجواب حامداً و مصلياً:

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت ایک ظالم کے ظلم سے امت کو بچانے کے لئے ہوئی (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیوبند۔

الجواب صحیح، بندہ نظام الدین غفرلہ، دار العلوم دیوبند۔

اگر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت نہ ہوتی تو کیا اسلام مٹ جاتا؟

سوال[۴۶۲]: ا...... پیر صاحب ہی کہتے ہیں کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت نہ ہوتی تو قرآن اور حدیث مٹادی جاتی۔ کیا یہ صحیح ہے؟

---

(۱) (الفتاوی العالمكيرية، كتاب السير، الباب التاسع في أحكام المرتدين: ۲/۲۷۲، رشيديه)

(۲) "خروج حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بناء بر دعوی خلافتِ راشدہ پیغامبر کہ بمرور سی سال منقضی گشت نبود، بلکہ بنا بر تخلیص رعایا از دست ظالم بود، و إعانة المظلوم على الظالم من الواجبات". (فتاوی عزیزی، کیفیت خروج امام حسین براعانتِ اہل کوفہ: ۱/۳۴، کتب خانہ رحیمیہ دیوبند)

ایضاً

سوال[۴۶۳] : ۲...... کیا یہ بھی صحیح ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت نہ ہوتی تو اسلام ہی مٹ جاتا؟ اسلام کو حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زندہ کیا، گویا وہ توحید کی بنیاد ہیں، یہ کہاں تک صحیح ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً :

۱...... یہ غلط ہے کہ ان کی شہادت نہ ہوتی تو قرآن وحدیث مٹ جاتے (۱)۔

۲...... یہ بھی غلط ہے کہ ان کی شہادت نہ ہوتی تو اسلام ہی مٹ جاتا (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح : بندہ نظام الدین غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت حضرت یزید پر

سوال[۴۶۴] : ایک شخص حافظ عالم ہونے کے باوجود سیدنا حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقابلہ میں یزید بن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ترجیح دیتا ہے۔ ایسے شخص کی اقتداء کیسی ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً :

کس بات میں ترجیح دیتا ہے، اگر نسب کی فضیلت یا اعمال صالحہ واخلاق فاضلہ میں ترجیح دیتا ہے تو یہ ترجیح غلط ہے۔ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے جنتی بلکہ نوجوان جنتیوں کے سردار ہونے کی فضیلت حدیث شریف میں موجود ہے، خطبہ میں بھی وہ روایت موجود ہے "سیدا شباب أهل الجنة الحسن والحسين" (۳)۔ ایسی فضیلت یزید کے لئے کہیں موجود نہیں اور پھر یزید صحابی نہیں، تمام امت کا اجماع اس پر ہے۔

---

(۱) قال الله تعالىٰ: ﴿إنا نحن نزلنا الذكر و إنا له لحافظون﴾ (الحجر : ۹)

(۲) قال الله تعالىٰ: ﴿إنا نحن نزلنا الذكر و إنا له لحافظون﴾ (الحجر : ۹)

(۳) (أخرجه الترمذي في أبواب المناقب ، مناقب أبي محمد الحسن بن علي بن أبي طالب، والحسين بن علي بن أبي طالب رضي الله تعالىٰ عنهم : ۲/۲۱۷، سعيد)

"وقال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم : "حسين مني و أنا من حسين، أحب الله من أحب حسيناً ، حسين سبط من الأسباط". (مشكاة المصابيح، باب مناقب أهل البيت : ۲/۵۷۱، قديمي)

اگراس امام حافظ کا مقصد ایسا ہے جو کہ جمہور امت کے خلاف ہے تو اس کو اپنی اصلاح لازم ہے ورنہ وہ مقتدیٰ اور امام بننے کے لائق نہیں ہوگا اور اگر کسی اَور بات میں ترجیح دیتا ہے تو بغیر معلوم ہوئے کیا حکم لکھا جائے، اسی سے تفصیل دریافت کر لی جائے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۸۹/۶/۱۷ھ۔

یزید کی ولی عہدی

سوال[۴۶۵]: کیا وجہ ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی حیات میں اپنے نالائق فرزند یزید پلید کو امام مسند تخت نشین بنایا اور تخت پر بٹھلا کر ولی عہد بنانے کی اطلاع کا ہر ایک شہر میں حکم روانہ کیا تاکہ عوام کو معلوم ہو جائے، جب کہ وہ عیاش، دائم الخمر، بدکردار، ظالم، زانی، شرابی، فاسق، فاجر حرام کار تھا؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

ان کے سامنے یہ افعال نہیں تھے جیسا کہ فتاویٰ رشیدیہ ۲/۱۰ میں ہے(۱) اگر چہ ورع اور زہد کے اعتبار سے دوسرے بہت سے حضرات اس سے بہتر موجود تھے اور بعض منکرات کا وہ مرتکب بھی تھا لیکن زیادہ خراب حالت بعد میں ہوئی، ان کے نزدیک وہ نہایت مدبر اور بہادر تھا، حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے درحقیقت ابتداء اس چیز کا مشورہ دیا ہے کہ یزید کو ولی عہد بنایا جائے، اب صدیوں بعد اس کو گالیاں دینے سے کیا نتیجہ۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ۔

یزید کی ولی عہدی

سوال[۴۶۶]: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سلطنت میں یزید سے زیادہ کوئی قابل حکمراں موجود نہ تھا جس کو وہ تخت پر بٹھاتے اور حکومت سپرد کرتے؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

اس سے زیادہ مدبر اور بہادر ان کی نظر میں کوئی نہ تھا۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ۔

---

(۱)(فتاوی رشیدیه، ص: ۷۶، ۷۷، ۷۸، سعید)

خلافت یزید

سوال[۴۶۷]: کیافرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امامت کیسے قائم ہوئی؟ نیز آپ کی امامت پر کب اجماع ہوا اور آپ کو کس بنا پر امام کہا گیا؟ جب امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت کرلی تو پھر امامت کہاں باقی رہی؟ نیز حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ویزید میں خلیفہ برحق کون تھا، اگر امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے تو یزید کو علماء نے خلفائے اثناعشر میں کیوں شمار فرمایا؟ دیکھو شرح فقہ اکبر، ص:۸۴: "الخلفاء الراشدون الأربعة و معاوية وابنه يزيد و عبد الملك بن مروان و أولاده الأربعة و بينهم عمر بن عبد العزيز" (۱)۔ اور ابن حجر خلفائے اثناعشر کو یوں گناتے ہیں: ابوبکر، عمر، عثمان، علی، معاویہ، یزید، عبدالملک، ولید، سلیمان، عمر بن عبد العزیز، یزید ثانی، ہشام۔ (سیرت النبی :۳/۶۴۱) (۲) ایسا ہی قاضی اور حافظ سیوطی کا قول ہے (تاریخ الخلفاء)(۳)۔

اگر یزید خلیفہ برحق تھا تو امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیوں مخالفت کی اور اکابرین صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم مثل ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما وابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما وغیرہما نے کیوں بیعت کرلی اور خلع کو ناجائز قرار دیا جیسا کہ بخاری پارہ نمبر:۲۹ کتاب الفتن میں ہے: "و انا قد بايعنا هذا الرجل على بيع الله ورسوله، وأني لا أعلم غدراً أعظم من أن يبايع رجل على بيع الله و رسوله، ثم ينصب له القتال، و أني لا أعلم أحداً منكم خلعه، و لا تابع في هذا الأمر إلا كانت الفيصل بيني و بينه"(٤).

---

(۱) (شرح الفقه الأكبر، ص: ۷۰، قبيل قوله : "غابرين على الحق و مع الحق كما كانوا نتولاهم جميعا" قديمی)

(۲) (سیرۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، اخبار غیب یا پیشین گوئی، خلفاء کی بشارت: ۳/۷۰۲، مطبع معارف اعظم گڑھ)

(۳) (تاريخ الخلفاء، فصل في مدة الخلافة في الإسلام، ص: ۱۶، ۱۷، مؤسسة الكتب الثقافية)

(۴) (صحيح البخاري، كتاب الفتن، باب إذا قال عند قوم شيئاً ثم خرج فقال بخلافه : ۲/۱۰۵۳، قديمي كتب خانه)

مولانا اسلم تحریر فرماتے ہیں: ''ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما وابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے جب دیکھا کہ یزید کی خلافت پر اجماع عام ہوگیا تو ان لوگوں نے بیعت کرلی'' (تاریخ الامت، ص:۴۳۱) (۱) علی جلال لکھتے ہیں کہ: ''یزید کی امامت پر کثیر التعداد لوگوں کا اتفاق تھا'' (ترجمۃ الحسین: ۹/۲) (۲) حدیث مسلم میں آیا ہے: "من جاء كم و أمركم جميع على رجل واحد يريد أن يفرق جماعتكم، فاقتلوه اه"۔ ص: ۱۲۸ (۳)۔

اگر کہا جائے کہ یزید فاسق تھا اس لئے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خروج جائز ہوا تو حدیث بخاری پارہ نمبر: ۲۹ کتاب الفتن: "من كره من أميره شيئاً فليصبر، فإنه من خرج من السلطان شبراً مات ميتةً جاهليةً"، ص: ۱۰٤٥ (۴) کی خلاف ورزی ہوگی، نیز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے متعدد پیشین گوئیاں فرمائی ہیں جن سے یزید کا جنتی مغفور ہونا ثابت ہوتا ہے، ان احادیث وآثار، تاریخی شواہد کا کیا جواب ہوگا جو درج ذیل ہیں؟ ملاحظہ ہوں:

"فحدثتنا أم حرام أنها سمعت النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يقول: "أول جيش من أمتي يغزون البحر قد أوجبوا". قالت أم حرام: قلت: يا رسول الله! أنا فيهم؟ قال: "أنت فيهم"

---

(۱) قال ابن جرير: "ثم إن الوليد بعث إلى عبد الله بن عمر رضي الله عنهما فقال: بايع ليزيد، فقال: إذا بايع الناس بايعت، فقال رجل: مايمنعك أن تبايع؟ إنما تريد أن يختلفوا الناس بينهم فيقتتلوا و يتفانوا، فإذا جهدهم ذلك، قالوا: عليكم بعبد الله بن عمر لم يبق غيره بايعوه، قال عبد الله: ما أحب أن يقتتلوا و لا يختلفوا و لا يتفانوا، ولكن إذا بايع الناس و لم يبق غير، بايعتُ .... و أما ابن عمر فقدم فأقام أياماً فانتظر حتى جاء ت البيعة من البلدان، فتقدم إلى الوليد بن عتبة فبايعه، و بايعه ابن عباس". (تاريخ الطبري سنة: ٦٠: ٢٥٤/٤، مؤسسة الأعلمي بيروت)

(۲) (تقدم في الحاشية رقمها: ۱)

(۳) (الصحيح لمسلم، كتاب الإمارة، باب حكم من فرق أمر المسلمين و هومجتمع: ١٢٨/٢، قديمي، بلفظ: "من أتاكم وأمركم جميع على رجل واحد يريد أن يشق عصاكم أو يفرق جماعتكم فاقتلوه")

(۴) (صحيح البخاري، كتاب الفتن، باب من كره من أميره شيئاً الخ: ١٠٤٥/٢، قديمي)

قالت: ثم قال النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم: "أول جیش من أمتی یغزون مدینة قیصر مغفور لهم"۔ کتاب الجهاد، پ: ۱۱ (۱) "قال القسطلانی: کان أول من غزا مدینة قیصر یزید ابن معاویة و معه جماعة من سادات الصحابة۔...... کذا قاله فی الخیر الجاری۔ و فی الفتح: قال المهلب فی هذا الحدیث: منقبة لمعاویة؛ لأنه أول من غزا البحر، و منقبة لولده؛ لأنه أول من غزا مدینة قیصر"۔ حاشیه بخاری ص: ۴۱۰ (۲)۔

"قال محمود بن ربیع: فحدثتها قوماً فیهم أبو أیوب الأنصاری صاحب رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم فی غزوته التی توفی فیها، و یزید بن معاویة علیهم بأرض الروم"۔ بخاری، پ: ۵، کتاب التهجد (۳)" أول مارکب المسلمون البحر مع معاویة، فلما انصرفوا من غزوهم قافلین تنزلوا الشام"۔ بخاری، پ: ۱۱، کتاب الجهاد ص: ۱۲۸ (۴) "دخل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم علی بنت ملحان فاتکأ عندها، ثم ضحك فقالت: لم تضحك یا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم؟ فقال: "ناس من أمتی یرکبون البحر الأخضر فی سبیل اللّٰہ، مثلهم مثل الملوك علی الأسرة"۔ بخاری، کتاب الجهاد، پ: ۱۱ (۵)۔

علامہ شبلی تحریر فرماتے ہیں کہ "یہ بشارت سب سے اول امیر معاویہ کے عہد میں پوری ہوئی، دیکھا گیا کہ دمشق کی سرزمین پر اسلام میں سب سے اول تخت شاہی بچھایا جاتا ہے اور دمشق کا شہزادہ یزید سپہ سالاری میں مسلمانوں کا پہلا لشکر لے کر بحر اخضر میں جہازوں کے بیڑے ڈالتا ہے اور دریا کو عبور کر کے قسطنطنیہ کی چہار دیواری پر تلوار مارتا ہے"۔ (سیرۃ النبی: ۳/ ۲۳۷) (۶)۔

---

(۱) (صحیح البخاری، کتاب الجهاد، باب ما قیل فی قتال الروم: ۱/ ۴۱۰، قدیمی)

(۲) (صحیح البخاری المصدر السابق، رقم الحاشیة: ۱)

(۳) (صحیح البخاری، کتاب التهجد، باب صلوة النوافل جماعة: ۱/ ۱۵۸، قدیمی)

(۴) (صحیح البخاری، کتاب الجهاد، باب فضل من یصرع فی سبیل اللّٰہ فمات فهو منهم: ۱/ ۳۹۳، قدیمی)

(۵) (صحیح البخاری، کتاب الجهاد، باب غزوة المرأة فی البحر: ۱/ ۴۰۳، قدیمی)

(۶) (سیرۃ النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم، اخبار غیب، بحر روم کی لڑائیاں: ۳/ ۶۹۷، ۶۹۸، معارف اعظم گڑھ)

''البدایہ والنہایہ'' میں ہے کہ: ''قیصر کے ملک پر سب سے اول یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ کے لشکر نے حملہ کیا''۔ (ترجمۃ الحسین: ١/٧٦) (١)۔

ابن کثیر کا بیان ہے کہ ''اول غزوہ قسطنطنیہ کا یزید بن معاویہ نے کیا تھا'' (الحسین ص: ٧٦) (٢)۔

''جب ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت ہوئی تو یزید بن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کوئی وصیت ہو تو ارشاد فرمایئے''۔ (استیعاب: ٢/ ٦٣٨) بحوالہ سیرت معاویہ ص: ٣٩) (٣)۔ ''یزید بن معاویہ قسطنطنیہ کی ہر دو جنگ میں فوج کا امیر تھا''۔ (الحسین: ٢/١)۔ ''یزید ایک لشکر جرار لے کر قسطنطنیہ روانہ ہوا جس میں ابن الزبیر، ابن عمر، ابن عباس، ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے، موقعہ پر پہنچ کر زبردست لڑائی ہوئی''۔ (ابن خلدون: ٥/٢٤ بحوالہ سیرۃ معاویہ ص: ٤١) (٤) ''جب یزید قسطنطنیہ پر برائے جہاد حملہ آور ہوا تو ابوایوب

---

(١) "فيها (سَنة تسع و أربعين) غزا يزيد بن معاوية بلاد الروم حتى بلغ قسطنطنية، وكان معه جماعة من سادات الصحابة .... و قد ثبت في صحيح البخاري أن رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم قال: "أول جيش يغزون مدينة قيصر مغفور لهم". فكان هذا الجيش أول من غزا ها". (البداية والنهاية، سنة تسع و أربعين: ٥/٨/٥١، دار الفكر)

(٢) "و قد كان يزيد أول من غزا مدينة قسطنطينة في سنة تسع و أربعين". (البداية والنهاية، ترجمة يزيد بن معاوية: ٥/٢٤٢، دار الفكر)

(٣) "توفي أبو أيوب مجاهداً سنة خمسين .... و كان في جيش، و أمير ذلك الجيش يزيد بن معاوية، فمرض أبو أيوب، فعاده يزيد فدخل عليه يعوده، فقال: ما حاجتك الخ". (أسد الغابة، ترجمة خالد بن زيد بن كليب، رقم: ١٣٦١، ٢/١٢٣، دار الكتب)

(٤) مذکورہ غزوہ میں یزید کی شرکت کا حال ملاحظہ فرمائیں:

"ثم بعث معاوية سنة خمسين جيشاً كثيفاً إلى بلاد الروم مع سفيان بن عوف، و ندب يزيد ابنه معهم فتثاقل فتركه، ثم بلغ الناس أن الغزاة أصابهم الجوع و مرض، و بلغ معاوية أن يزيد أنشد في ذلك:

ما إن أبالي بما لاقت جموعهم　　بالفدفد البيد من حمىّ و من شوم

إذا تطأت على الأنماط مرتفقاً　　بدير مرّان عندي أم كلثوم

وهي امرأته بنت عبد الله بن عامر، فحلف ليلحقن بهم، فسار في جمع كثير، جمعهم إليه معاوية، فيهم ابن عباس و ابن عامر و ابن الزبير و أبو أيوب الأنصاري، فأغلوا في بلاد الروم و بلغوا =

بھی مجاہدین کے ساتھ تھے''۔ (تذکرۃ الانصار ص:۲۱۴) (۱) ''امیر معاویہ نے یزید کو دوبار امیر حج مقرر کیا، ایک بار صالقہ فوج کا سردار لشکر بنا کر رومیوں کے مقابلہ کے لئے روانہ کیا، قسطنطنیہ پر جو لشکر بھیجا گیا اس میں یہ بھی شامل تھا''۔ (تاریخ الامت:۲/۴۳۰) (۲)۔

''امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دستہ فوج کا امیر بنایا، چونکہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: ''أول جیش الخ'' اس موعودہ مغفرت کو حاصل کرنے کے لئے مدینہ سے اکثر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس لشکر میں جا کر شریک ہوئے''۔ (تاریخ الامت:۳/۴۱۸)۔

''امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یزید کو جو کہ صالقہ کے فوج کا افسر تھا ایک حصہ فوج کا سپہ سالار بنا کر قسطنطنیہ روانہ کیا''۔ (تاریخ الاسلام اکبر خان:۲/۱۳) (۳)۔

''چونکہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: ''أول جیش الخ'' اس موعودہ مغفرت حاصل کرنے کے لئے بیشمار لڑائیاں ہوئیں جس میں ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوئے، یہ فوج کشی امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں ہوئی''۔ (حالات قسطنطنیہ ص:۱،۲) (۴) ''جو فوج قسطنطنیہ روانہ کی گئی تھی اس میں

= القسطنطنية، و قاتلوا الروم عليها، فاستشهد أبو أيوب الأنصاري الخ". (تاريخ ابن خلدون، طوائف الشام: ۳/۹، ۱۰، مؤسسة الأعلمي بيروت)

(و كذا في البداية والنهاية: ۵/۸/۵۱، سنة تسع و أربعين، دار الفكر)

(۱) (راجع، ص: ۹۲، رقم الحاشية: ۴)

(۲) غزوہ قسطنطنیہ میں یزید کی شرکت تصریحات، ص:۹۲، حاشیہ:۱،۲،۴ میں گزر چکی ہیں۔

ایک مرتبہ ۵۱ھ میں تو یزید کے امیر حج ہونے کی تصریح موجود ہے: "و حج بالناس في هذه السنة (سنة إحدى و خمسين) يزيد بن معاوية، حدثني بذلك أحمد بن ثابت عمن ذكره عن إسحاق بن عيسى عن أبي معشر، وكذلك قال الواقدي". (تاريخ الطبري، سنة: ۵۱، ۴/۲۱۳، موسسة الأعلمي بيروت)

اس سے قبل سنہ ۵۰ھ میں امیر حج کے متعلق دو قول ہیں: "واختلف فيمن حج بالناس في هذه السنة، فقال بعضهم: حج بهم معاوية، و قال بعضهم: بل حج بهم ابنه يزيد". (تاريخ الطبري سنة: ۵۰ھ، ۴/۱۷۹)

(۳) (تاریخ اسلام، قسطنطنیہ پر حملہ:۱/۴۶۴، دارالاشاعت کراچی)

(۴) (راجع، ص: ۹۲، رقم الحاشية: ۳)

بڑے بڑے صحابہ شامل تھے، ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے''۔(مختصر تاریخ اسلامی:۳/۹)(۱)''اور جس میں حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے، ان کا سپہ سالار یزید بن معاویہ تھا''۔دیکھو بخاری، پ:۵، بحوالہ بالا(۲)۔

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:''کیا اچھا وہ امیر ہوگا، کیا اچھی وہ فوج ہوگی جو قسطنطنیہ پر حملہ کرے گی''۔(سیرۃ معاویہ ص:۳۸)"تفتحن القسطنطنية، و نعم الأمير أميرها، و نعم الجيش جيشها". (حالات قسطنطنیہ ص:۱،۲)

پس ان تصریحات جلیلہ و بشارات نبویہ کے بناء پر یزید کو خلیفہ برحق و مغفور جنتی کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟ علماء کرام مدلل مفصل جواب باصواب سے مستفیض فرمائیں۔فقط بینوا توجروا۔

المستفتی: کبیر الدین، اوری پورہ بنارس، ۱۰/ربیع الاول/۶۰ھ۔

الجواب حامداً و مصلیاً:

آپ کے سوال کا مختصر حاصل جہاں تک میں سمجھا ہوں یہ امور ہیں:

۱......امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امامت ثابت ہے یا نہیں؟

۲......یزید خلیفہ برحق تھا یا نہیں، اگر تھا تو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خروج کیوں کیا؟ اگر نہیں تھا تو اس کو خلفاء اثنا عشر میں شمار کیوں کیا گیا؟

۳......اخبار مذکورہ فی السوال کی بنا پر یزید مغفور ہو سکتا ہے یا نہیں؟

خدا جانے آپ کا مقصود بھی یہی ہے یا کچھ اَور، تاہم اپنی فہم کے مطابق اسی ترتیب سے جواب تحریر کرتا ہوں۔

۱......اگر آپ کی مراد امامت سے خلافت ہے جیسا کہ سوال کی دوسری سطر سے معلوم ہوتا ہے:''حسین اور یزید میں خلیفہ برحق کون تھا'' تب تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلافت کا دعویٰ نہیں فرمایا، نہ کسی نے آپ کے ہاتھ پر اس نیت سے بیعت کی۔اور اگر امامت سے خلافت کے علاوہ کچھ اَور مراد ہے تو اس کو واضح کیجئے، لفظ''امام'' کا کسی پر اطلاق کرنے کے لئے نہ بیعت کی شرط ہے، نہ اجماع کی۔

---

(۱) (راجع، ص: ۹۲، رقم الحاشیۃ: ۴)

(۲) (راجع، ص: ۹۲، رقم الحاشیۃ: ۳)

ائمہ اربعہ: امام ابوحنیفہ، امام مالک، شافعی، احمد رحمہم اللہ، پھر امام ابو یوسف، امام محمد، امام زفر رحمہم اللہ وغیرہم کے ہاتھ پر کس نے خلافت کی بیعت کی، کب اجماع ہوا؟ مگر ان حضرات پر لفظ امام کا اطلاق ہوتا ہے، اسی طرح امام بخاری، امام مسلم رحمہما اللہ وغیرہما اور امام نافع، عاصم وغیرہما سب پر امام کا اطلاق ہوتا ہے۔

۲...... یزید نے خلافت کا دعویٰ کیا، بلکہ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زندگی میں یزید کو اپنا ولی عہد بنادیا تھا (۱) مگر حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک نہ وہ مستحق تھا خلافت کا اور نہ اس کی خلافت مستقر ہوئی (استقرار خلافت کے طرق ازالۃ الخفاء کے ص:۵ پر درج ہیں) (۲) اس بناء پر مخلوق کو ظالم کے پنجہ سے بچانے کے لئے انہوں نے سعی فرمائی کہ اعانت مظلوم حتی الوسع واجب ہے (۳) پھر بعد میں یزید کو تسلط تام حاصل ہوگیا تھا اور خلافت مستقر ہوگئی تھی۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما وغیرہ کی بیعت جن روایات میں مذکور ہے وہ مابعد پر محمول ہے،

---

(۱) "وفیها (سنة ست و خمسین) ودعا معاوية الناس إلى بيعة ابنه يزيد من بعده، و جعله ولي العهد".
(تاريخ الطبری، سنة ست و خمسين: ۲۲۴/۴، مؤسسة الأعلمی بيروت)

"و لم يكن ليزيد همة حين ولي إلا بيعة النفر الذين أبوا على معاوية الإجابة إلى بيعة يزيد حين دعا الناس إلى بيعته .... فكتب: إلى الوليد (بسم الله الرحمن الرحيم، من يزيد أمير المؤمنين إلى الوليد بن عتبة الخ". (تاريخ الطبری، خلافة معاوية: ۲۵۰/۴)

(۲) "انعقاد خلافت بچہار طریق واقع شود: طریق اول: بیعت اہل حل وعقد است از علماء وقضاۃ وامراء ووجوہ ناس کہ حضور ایشاں متیسر شود.......... طریق دوم: استخلاف خلیفہ ست مستجمع شروط را یعنی خلیفہ عادل بمقتضائے نصح مسلمین شخصی را از بیان مستجمعین شروط خلافت اختیار کند، وجمع نماید مردمانرا، ونص کند باستخلاف وے، ووصیت نماید باتباع وے...... طریق سوم: شوریٰ ست، و آن است کہ خلیفہ شائع گرداند خلافت را درمیان جمعی از مستجمعین شروط گوید از میان این جماعہ ہر کرا اختیار کنند خلیفہ او باشد .... وطریق چہارم: استیلا است چوں خلیفہ بمیرد، وشخصی متصدی خلافت گردد بغیر بیعت واستخلاف، وہمہ را برخود جمع ساز، و بایتلاف قلوب یا بقہر ونصب قتال خلیفہ شود الخ"۔ (ازالۃ الخفاء، مسئلہ درطرق انعقاد خلافت: ۱/۵، سہیل اکیڈمی)

(۳) "قسم خرجوا غضباً للدين من أجل جور الولاة و ترك عملهم بالسنة النبوية، فهولاء أهل الحق، و منهم الحسين بن علی و أهل المدينة فی الحراء". (فتح الباری: ۲۴۰/۱۲، بحوالہ یزید کی شخصیت، مصنفہ مولانا عبدالرشید نعمانی، ص: ۱۵۳، ۱۵۴، مجلس نشریات اسلام)

اولاً ان سے انکار ثابت ہے، صرح بہ الحافظ فی فتح الباری (۱)۔

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے فتاویٰ سے ایک سوال مع جواب نقل کرتا ہوں جس سے اس مسئلہ کی کافی وضاحت ہوجائے گی:

سوال:

''باوصف صحت حدیث خلافت "الخلافة بعدی ثلاثون سنةً" وترک خلافت حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بجہت استماع ہمیں حدیث، پس حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بکدام دعویٰ از مکہ معظّمہ برآمدہ درکربلا شہید شدند، وعلاوہ حدیث متواتر درمشکوۃ وغیرہ موجوداست کہ ''اکثر پادشاہان ظالم خواہند بود، بسیار ظلم خواہند کرد''، صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم عرض نمودند کہ دراں وقت مسلمانان تعرض از بادشاہان نخواہند کرد؟ حضرت علیہ السلام فرمود کہ ''مسلمانا رانمی رسد کہ از بادشاہ وقت کہ بہ تسلط سلطنت گرفتہ باشد، تعرض نماید، ورنہ آن مسلمانان خود ظالم و باغی خواہند'' گردید پس حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ چرا مقابلہ کردند، وسلطنت یزید از روئے سلطنت ظاہر وثابت است''؟

جواب:

''خروج حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بناء برخلافت راشدہ پیغامبر علیہ التحیۃ والسلام کہ برسی سال منقضی گشت نبود، بلکہ بنابرتخلیص رعایا از دست ظالم بود" وإعانة المظلوم عن الظالم من الواجبات" وآنچہ درمشکوۃ ثابت است کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ازبغی وخروج بربادشاہ وقت اگرچہ ظالم باشد منع فرمودند، پس دران وقت است کہ

---

(۱) قال: "عن نافع أن معاوية أراد ابن عمر على أن يبايع ليزيد، فأبى و قال: لا أبايع لأميرين الخ". (فتح الباری، کتاب الفتن، باب إذا قال عند قوم شيئاً الخ: ۸۷/۱۳، قدیمی)

"و امتنع من بيعته الحسين بن علي و عبد الله بن عمر و عبد الله بن الزبير رضي الله تعالىٰ عنهم...... و أما ابن عمر رضي الله تعالىٰ عنهما فقال: إذا اجتمع الناس بايعت الخ". (لسان المیزان: ۲۹۳/۶، بحوالہ یزید کی شخصیت، ص: ۱۱۶، نشریات اسلام)

آن بادشاہ ظالم بلا تنازع ومزاحم تسلط تام پیدا کردہ باشد، وہنوز اہل مدینہ واہل مکہ واہل کوفہ بتسلط یزید پلید راضی نشدہ بودند: مثل حضرت امام حسین وعبداللہ بن عباس وعبداللہ بن عمرو عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہم بیعت نکردہ بودند، بالجملہ خروج حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ برائے دفع تسلط او بود، نہ برائے رفع تسلط، وآنچہ در حدیث ممنوع است آن خروج است کہ برائے رفع تسلط سلطان جائز باشد، و الفرق بين الدفع والرفع ظاهر مشهور في المسائل الفقهية اهـ". فتاویٰ عزیزیہ: ۱/۲۱، ۲۲(۱)۔

یہ تو خروج کا حال ہوا، یزید کو بعض علماء نے خلفائے اثنا عشر میں شمار کیا ہے، بعض نے نہیں کیا، چنانچہ علامہ سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تاریخ الخلفاء میں ایک دوسرا قول نقل کیا ہے، اس میں یزید کا نام نہیں ہے(۲)۔

ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر میں تو وہ لکھا ہے جس کو آپ نے نقل کیا ہے، لیکن مرقاۃ شرح مشکوۃ میں حدیث: "هلكة أمتي على يدي غلمة من قريش" (رواہ البخاری) کے تحت میں یزید کو بھی انہیں غلمہ میں گنایا ہے جن کے ہاتھ پر امت کی ہلاکت بتلائی گئی ہے(۳)۔

---

(۱) (فتاوی عزیزی (فارسی)، کیفیت خروج امام حسین برائے اعانت اهل کوفه، ص: ۳۴، ۳۵، کتب خانه رحیمیه دیوبند)

(۲) قال: "و قيل: إن المراد وجود اثني عشر خليفةً في جميع مدة الإسلام إلى يوم القيامة يعملون بالحق و إن لم تتوال أيامهم، و يؤيد هذا ما أخرجه مسدد في مسنده الكبير عن أبي خلد أنه قال: "لا تهلك هذه الأمة حتى يكون منها اثنا عشر خليفةً، كلهم يعمل بالهدى و دين الحق، منهم رجلان من أهل بيت محمد صلى الله تعالىٰ عليه وسلم". .... قلت: وعلى هذا فقد وجد من الإثني عشر خليفةً الخلفاء الأربعة، والحسن، و معاوية وابن الزبير وعمر بن عبد العزيز، هؤلاء ثمانية. و يحتمل أن يضم إليهم المهتدي من العباسيين؛ لأنه فيهم كعمر بن عبد العزيز في بني أمية، وكذلك الطاهر لما أتاه من العدل، و بقي الإثنان المنتظران: أحدهما: المهدي؛ لأنه من آل بيت محمد صلى الله تعالىٰ عليه وسلم". (تاريخ الخلفاء، فصل في مدة الخلافة في الإسلام، ص: ۱۷، مؤسسة الكتب الثقافية)

(۳) قال: "و قال المظهر: لعله أريد بهم الذين كانوا بعد الخلفاء الراشدين مثل يزيد و عبد الملك بن مروان وغيرهما". (مرقاة المفاتيح، كتاب الفتن، الفصل الأول: ۹/۲۲۶، رقم الحديث: ۵۳۸۸، رشيديه) =

اصل یہ ہے کہ جس حدیث شریف میں بارہ خلفاء کا ذکر آیا ہے اس کے طرق اور الفاظ کو جمع کر کے غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں معانی متعددہ کا احتمال ہے، اسی لئے اس سے متعدد فرقوں نے مختلف مقاصد پر استدلال کیا ہے، چنانچہ امامیہ کہتے ہیں کہ بارہ امام جو معصوم ہیں وہ مراد ہیں، قاضی عیاض مالکی اور حافظ ابن حجر شافعی کے نزدیک راجح وہی ہے جو آپ نے نقل کیا۔

تورپشتی رحمہ اللہ تعالیٰ کی رائے یہ ہے کہ بارہ اماموں کا مسلسل ہونا ضروری نہیں، بلکہ قیامت سے پہلے ہونا ضروری ہے۔ بعض علماء کی رائے ہے کہ بارہ خلفاء حضرت امام مہدی رحمہ اللہ تعالیٰ کے بعد ہوں گے۔ بعض فرماتے ہیں کہ ان بارہ کا ایک عصر میں ہونا ضروری ہے۔ دیکھو فتح الباری: ۱۳/۱۸۱ (۱) اور اشعۃ اللمعات: ۴/۶۸۶ (۲)۔

= قال الحافظ: "وفی هذا إشارة إلى أن أول الأغيلمة كان في سنة ستين و هو كذلک، فإن يزيد بن معاوية استخلف فيها .... و أن أولهم (أى الغلمان المذكورين) يزيد كما دل عليه قول أبى هريرةؓ : رأس الستين و إمارة الصبيان". (فتح الباری، كتاب الفتن ، باب قول النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم : "هلاک أمتى على يدى أغيلمة سفهاء" :۱۳/ ۱۲ ، ۱۳ ، قديمى)

(۱) قال الحافظ عن ابن بطال عن المهلب : "فقوم قالوا: يكونون بتوالى إمارتهم ...... (نقل عن القاضى) فيحتمل أن يكون المراد من يستحق الخلافة من أئمة العدل،و قد مضى منهم الخلفاء الأربعة، ولا بد من تمام العد ة قبل قيام الساعة،و قد قيل: إنهم يكونون فى زمن واحد يفترق الناس عليهم ...... و يحتمل أن يكون المراد أن يكون "الإثنا عشر" فى مدة عزة الخلافة و قوة الإسلام ...... (نقل عن ابن الجوزى عن الحسين بن المنادى) يحتمل فى معنى حديث "يكون إثنا عشر خليفةً" أن يكون هذا بعد المهدى الذى يخرج فى آخر الزمان .... قال : إبن الجوزى: والوجه الثالث أن المراد وجود إثنى عشر خليفةً فى جميع مدة الإسلام إلى يوم القيامة، يعملون بالحق و إن لم تتوالى أيامهم". (فتح البارى ، كتاب الأحكام، باب بلا ترجمة قبل باب إخراج الخصوم الخ :۱۳/ ۲۶۲-۲۶۴ ، قديمى)

(۲) "ثانی آنکہ مراد خلفائے عادل وامرائے صلاح اند کہ مستحق خلافت اند بحقیقت، ولیکن لازم نیست کہ بعد از ان حضرت در پے ہم متصل باشند، شاید کہ این عدد تمام شود تا زمانے اگر چہ تا قریب قیام ساعت ست باشد، تورپشتی گفتہ کہ راہ راست درین حدیث و ہرچہ درین معنی وردد یافتہ ہمیں ست، ثالث آں کہ مراد وجود ایشاں ست بعد از موت مہدی .... رابع آنکہ مراد وجود این عدد ست و در عصر واحد الخ"۔ (اشعۃ اللمعات، کتاب الفتن، باب فی مناقب قریش، الفصل الأول: ۴/۴۲۰، ۴۲۱، نوریہ رضویہ سکھر)

۳......آپ نے جو حاشیہ بخاری شریف ص:۴۱۰ کی عبارت نقل کی ہے، اس کا یہ حاشیہ پورا دیکھ لیجئے کہ ابن التین اور ابن المنیر نے کس طرح تعقب کیا ہے، یہ حاشیہ فتح الباری:۶/۴۷ سے ماخوذ ہے(۱)، نیز یزید کے مغفرت وعدم مغفرت کا مسئلہ اس کے اسلام وکفر کی فرع ہے، جن کے نزدیک اس کے احوال: استحلال خمر وزنا واہانت اہل بیت واہانت مسجد نبوی وغیرہ (جنکی تفصیل جذب القلوب الی دیار المحبوب وغیرہ میں ہے) محقق ہوگئے وہ لعنت وغیرہ کی بھی اس پر اجازت دیتے ہیں جیسا کہ علامہ ابوالحسن ثانی غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول علامہ دمیری نے حیٰوۃ الحیوان:۳/۲۲۶ میں نقل کیا ہے، ایسا ہی فتاویٰ عزیزیہ:۱/۱۰۵ میں ہے(۲) اور علامہ تفتازانی نے لکھا ہے: "والحق أن رضا يزيد بقتل الحسين و استبشاره بذلك و إهانة أهل بيت النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم مما تواتر معناه وإن كان تفاصيله أحاد، فنحن لا نتوقف في شانه بل في إيمانه لعنة الله عليه و على أنصاره و أعوانه اهـ"۔ شرح العقائد النسفيه، ص:۱۱۷(۳)۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مسلک اس میں تعارض روایات کی بنا پر توقف ہے(۴)، آپ کے سوال کا جواب نہایت مختصر جواب کی جگہ اور محصول کی رعایت کرتے ہوئے تحریر کیا ہے، بسط وتفصیل کی نہ کاغذ میں گنجائش ہے، نہ محصول میں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم بالصواب وعلمہ اتم واحکم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۶۰/۳/۱۷ھ۔

(۱) قال: "و تعقبه ابن التين وابن المنير بما حاصله: أنه لا يلزم من دخوله في ذلك العموم أن لا يخرج بدليل خاص إذ لا يختلف أهل العلم أن قوله ﷺ: "مغفور لهم" مشروط بأن يكونوا من أهل المغفرة حتى لو ارتد واحد ممن نزاها بعدذلك لم يدخل في ذلك العموم اتفاقاً،فدل على أن المراد مغفور لهم لمن وجد شرط المغفرة فيه متهم الخ". (فتح الباري ،كتاب الجهاد ، باب ما قيل في قتال الروم :۶/۱۲۸ ، قديمي)

(۲) (فتاوی عزیزی (فارسی) وجه تکفیر از سب شیخین و عدم تکفیر از سب ختنین، ص:۱۰۰، ۱۰۱، رحیمه دیوبند)

(۳) (شرح العقائد تحت قوله: "ويكف عن ذكر الصحابة" ص:۱۱۷، مطبعه يوسفيه لكهنو)

(۴) "و جماعتے از علماء کہ نزد آنہا ہر دو روایت متعارض شدند ترجیح یکطرف بر دیگر حاصل نشد، بنا بر احتیاط توقف نمودند، ہمیں است واجب بر علماء عند التعارض وہو قول ابی حنیفۃ"۔ (فتاوی عزیزی (فارسی)، وجہ تکفیر از سب شیخین، ص:۱۰۱، رحیمیہ دیوبند)

صحیح ہے: سعید احمد غفرلہ مفتی مدرسہ عالیہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۲/ ربیع الاول/ ۶۰ ھ۔
صحیح: عبد اللطیف مدرسہ عالیہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۳/ ربیع الاول/ ۶۰ ھ۔

جوابات پر چند اعتراض

جواب: ۱، ۲، ۳: جب یزید نے دعوی خلافت کیا اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زندگی میں اس کو ولی عہد بنایا اور اکثریت نے اس کو تسلیم کیا اور بیعت کی تو پھر کیا وجہ تھی جو امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک وہ مستحق خلافت نہ تھا، حالانکہ اس کی خلافت مستقر ہو چکی تھی، اس کو تسلط حاصل تھا، بادشاہت مل چکی تھی؟ دیکھو: سر الشہادتین: "لما تملك يزيد و تسلطن و ذلك في رجب سنة ستين بدمشق" دیکھو "سر الشہادتین ص: ۵۰: "مالک و بادشاہ شد و یزید تسلط یافت برمملکت و آن در ماہ رجب سال شصتم از ہجرت بشہر دمشق"۔

علامہ ابواسحاق اسفرائنی نور العین میں لکھتے ہیں کہ یزید دمشق میں اپنے والد کی جگہ خلیفہ تھا، سب عرب اس کی اطاعت کرتے تھے، تمام بادشاہ اس کو تحائف بھیجتے تھے، سب خلقت اس کی مطیع تھی۔ حافظ اسلم تحریر فرماتے ہیں کہ: "ابن عباس، ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے جب دیکھا کہ یزید کی خلافت پر اجماع عام ہو گیا تو ان لوگوں نے بیعت کر لی"۔ تاریخ الامت ص: ۱۴۳۱۔ "امامت بطریق ثلاثہ منعقد میشود: یکے بیعت اہل حل و عقد۔ ودوم: استخلافِ خلیفہ سابق۔ سوم: تسلط: میگویم در یزید این ہر سہ طریق محقق بودند۔ اول بیعت کردند بدست یزید ابن عمر و ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم وغیرہما کہ ہمہ از اہل حل وعقد بودند، اما ثانی کہ ثابت است کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یزید را خلیفہ کرد۔ سوم تسلط غلبہ ثابت است"۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

"امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ مظلوم کو ظالم کے پنجے سے بچانے گئے تھے" مگر واقعات بتلاتے ہیں کہ آپ خلافت کے لئے گئے تھے، جب امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صلح کی تو آپ راضی نہ تھے، یہ پہلی دلیل ہے۔ کوفیوں نے خط لکھا تھا کہ آپ آیئے خلافت آپ کا حق ہے، خلافت کیجئے، ہم آپ کے شیعہ ہیں، آپ کی بیعت کرنے کے لئے تیار ہیں، آپ یزید سے جنگ کیجئے، ہم آپ کے ساتھ ہیں، یہ دوسری دلیل ہے۔ اور امام مسلم کے ہاتھ پر چالیس ہزار جنگی کا بیعت ہونا تیسری دلیل ہے، دیکھو تاریخ اسلام، واقعات کربلا، عامہ کتب۔ ان واقعات سے کیا ظاہر ہوتا ہے تو ایسی حالت میں جو مخالفت کرے گا وہ باغی سمجھا جائے گا یا نہیں اور

اس کا قتل واجب ہے یا نہیں؟ ملاحظہ ہو:

"و قال علیه السلام: "إذا بويع لخليفتين فاقتلوا الآخر منهما" كذا في شرح فقه اكبر ص: ۱۷۹ (۱)، "من أتاكم وأمركم جميع على رجل واحد يريد أن يشق عصاكم أو يفرق جماعتكم فاقتلوا"۔ رواه مسلم (۲) "وستكون خلفاء فتكثروا قالوا: فما تأمرنا؟ قال: "فوافوا بيعة الأول"۔ مسلم: ۱۲۶/۲ (۳) وقال:" من مات و ليس في عنقه بيعة مات ميتةً جاهلية" رواه مسلم(٤)۔

"و لا يجوز نصب الإمامين في عصر واحد". شرح فقه اكبر، ص: ۱۷۹ (٥)، "فالإمام من انعقدت له البيعة من أكثر الخلق، والمخالف باغ". شرح فقه اكبر ص: ۱۷۹ (٦) "ان طاعته كانت واجبةً على الحسين رضى الله تعالىٰ عنه". ابو شكور سالمى "ان يزيد كان إماماً مطاعاً والحسين باغياً، فقتل بسيف جده صواعق"، ص: ۲٦ و قال ابن عربى: ما قتل الحسين إلا بسيف جده: أى لأنه الخليفة، والحسين باغ عليه، وأول خارج في الإسلام حسين بن على". شرح قصيده همزيه"۔

آپ لکھتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما وغیرہ کی بیعت مابعد پر محمول ہے، اگر یہ صحیح ہے تو کیا مابعد میں یزید فرشتہ ہوگیا تھا اور ماقبل میں شیطان تھا، کیا جب اہل مدینہ نے خلع بیعت کیا تو ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنے حشم کو جمع کر کے یہ نہیں کہا کہ جو خلع کرے گا وہ غدار ہوگا، میں نے اللہ ورسول کی بیعت سمجھ کر کی ہے۔ دیکھو بخاری، پ: ۲۹۔ اب آپ بتلایئے کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیعت کر کے اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیعت نہ کر کے کیا ہوئے؟

---

(۱) (شرح الفقه الأكبر للقارى و منها: مسئلة نصب الإمام ص: ۱۴٦، قديمى)

(۲) (الصحيح لمسلم، كتاب الإمارة، باب حكم من فرق أمر المسلمين و هو مجتمع: ۱۲۸/۲، قديمى)

(۳) (الصحيح لمسلم، كتاب الإمارة، باب وجوب الوفاء ببيعة الخليفة الأول فالأول: ۱۲٦/۲، قديمى)

(۴) (الصحيح لمسلم، كتاب الإمارة، باب وجوب ملازمة جماعة المسلمين عند ظهور الفتن: ۱۲۸/۲، قديمى)

(۵) (شرح الفقه الأكبر للقارى، ومنها : مسئلة نصب الإمام، ص: ۱۴٦، قديمى)

(٦) (شرح الفقه الأكبر للقارى، ومنها : مسئلة نصب الإمام، ص: ۱۴۷، قديمى)

آپ لکھتے ہیں .... کہ بارہ خلفاء میں اختلاف ہے، میں کہتا ہوں بہرحال اختلاف صحیح، مگر کسی نے آج تک امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پانچواں خلیفہ لکھا؟ اگر لکھا اور اکثریت نے تو صرف یزید کو لکھا تو پھر جھگڑا کیسا؟ مطلع صاف ہے، جب امام حسین کو کوئی پانچواں خلیفہ لکھتا، کوئی یزید کو، تب اختلاف ہوتا یہاں تو خدا کے فضل سے صاف ہے۔

آپ نے حدیث: "هلكة أمتي على يدي غلمة من قريش" میں یزید کو خلاف جمہور شمار کیا اور اس حدیث کو نظر انداز کر دیا ہے جس سے جمہور کے نزدیک یزید کا مغفور وجنتی ہونا ثابت ہو رہا ہے، حدیث اول: "جيش من أمتي يغزون مدينة قيصر مغفور لهم" اس پر آپ لکھتے ہیں کہ ابن التین وابن منیر نے تعقب کیا ہے: "حتى لو ارتد واحد ممن غزاه بعد ذلك لم يدخل في ذلك العموم اتفاقاً" میں کہتا ہوں کہ یہ تعقب باطل ہے، اس لئے کہ یزید کا ارتداد ثابت نہیں، بلکہ ایمان ثابت ہے: "ان إيمان يزيد محقق، و لا يثبت كفره" شرح فقہ اکبر ص: ۸۸۔ اور وہی قول صحیح ہے جو حاشیہ بخاری ص: ۴۱۰ میں ہے: "كان أول من غزا مدينة قيصر يزيد ابن معاوية، و قال المهلب في هذا الحديث: منقبة لولده؛ لأنه من غزا مدينة قيصر" اور بخاری، پ: ۵ سے جس کی تائید ہوتی ہے: "في غزوته التي توفي فيها و يزيد بن معاوية عليهم بأرض الروم" ۔ بخاری کتاب التہجد اور علامہ تفتازانی کا جواب ملاعلی قاری نے شرح فقہ اکبر، ص: ۸۷ میں دے دیا ہے یعنی یزید قتل پر راضی نہ تھا: "انه لا يثبت أصلاً" شرح فقہ اکبر ص: ۸۷ (۱) اگر قتل پر راضی تھا تو یہ کفر نہیں: "إن الرضا بقتل الحسين ليس بكفر" شرح فقہ اکبر ص: ۸۷ (۲) اور یزید نے قتل کا حکم بھی نہیں دیا: "وقلنا: هذا مما لم يثبت أصلاً" شرح فقہ اکبر ص: ۸۶ (۳) اگر حکم قتل دیا بھی تو کفر نہیں: "لأن الأمر بقتل الحسين لا يوجب الكفر" شرح فقہ اکبر ص: ۸۷ (۴)۔

جب امام اعظم کا مذہب سکوت ہے تو "فاسق، فاجر، ملعون، مردود یزید پلید" کیوں کہا جاتا ہے اور جواز

---

(۱) (شرح الفقه الأكبر، ص: ۷۳، قديمي)

(۲) (شرح الفقه الأكبر، ص: ۷۳، قديمي)

(۳) (شرح الفقه الأكبر، ص: ۷۲، قديمي)

(۴) (شرح الفقه الأكبر، ص: ۷۲، قديمي)

لعن تک کا فتویٰ دیا جاتا ہے، کیا امام اعظم کا مسلک صحیح نہیں اور اس بارہ میں امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے واضح ارشادات کیوں نہیں نقل کئے جاتے ہیں؟ فقط والسلام۔

مدلل مفصل ہر شق پر اعتراض، ہر دلیل، ہر عبارت، ہر حدیث کا جواب با صواب مرحمت فرماویں۔

المستفتی کبیر الدین اوری پورہ بنارس۔

بسط وتفصیل کے ساتھ جواب دیجئے اور اس مسئلہ پر کافی غور کیجئے، لکیر کے فقیر کی ضرورت نہیں، تحقیق کی ضرورت ہے، اگر یہ پرچہ ناکافی ہو تو جواب دیگر پرچہ پر دیجئے۔

غور فرمایئے کیا یزید پر طرح طرح کے الزامات لگا کر ان بشاراتِ نبویہ کو رد کر دیا جائے گا جس طرح رافضی تمام بشارات نبوی کو رد کر دیتے ہیں صحابہ کرام کو الزامات لگا کر، اگر وہ الزامات نہ لگائیں تو صحابہ کرام کو ''فاسق، فاجر، غاصب، ظالم'' کیسے کہیں گے، جیسے آج ہمارے علماء یزید پر الزامات عائد کرتے ہیں، حالانکہ احادیث صحیحہ نبویہ کے مقابل چند غیر معتبر حکایات کی کوئی حقیقت نہیں، البتہ وہ راوی وہ حدیث جھوٹی کہی جا سکتی ہے، مگر پیشین گوئی رسول جھوٹی نہیں ہوسکتی، سمجھ کر جواب دیجئے۔ فقط والسلام۔

المستفتی کبیر الدین اودی پورہ بنارس، المرقوم، ۳۱/مئی، ۴۲ھ۔

جناب مولانا محترم.............................السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

استفتاء روانہ کر رہا ہوں اس کو دوسرے پرچے پر نقل کروا کر بسط وتفصیل سے جواب لکھ کر روانہ فرمایئے، محصول کے لئے ٹکٹ ۱۰۲ کا رکھ دیا ہے۔ برائے جواب، برائے مہربانی واپس نہ فرمایئے گا مسئلہ یزید پر بسط وتفصیل کی سخت ضرورت ہے آپ کا پہلا فتویٰ آیا میں بیمار تھا اور کچھ پریشانیوں کی وجہ سے بہت عرصہ ہوگیا خیر جواب مرحمت فرمایئے اور کامل جواب دیجئے واپس نہ فرمایئے۔ ﴿وأما السائل فلا تنهر﴾۔

الجواب حامداً و مصلیاً:

۱......فتاویٰ ناواقف اور جاہل کے لئے ہوتے ہیں، اہل علم جن کے سامنے ہر نوع کی نصوص موجود ہوں ان کو کسی سے دریافت کرنے اور پھر جواب پر اعتراض کرنے کی کیا ضرورت ہے؟

آپ کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ بہت بڑا پہلوان اکھاڑے میں کھڑا ہو کر ''هل من مبارز'' کی صدا بلند کر رہا ہے، طرز تحریر نہ سائلانہ ہے، نہ مستفتیانہ ہے، بلکہ مناظرانہ اور مکابرانہ ہے، ہم لوگ نہ اس کے لئے تیار

ہیں نہ ہمارے پاس اتنا وقت ہے، تقریباً سو کتابیں حدیث، عقائد، تاریخ کی دیکھی اور جواب تحریر کیا ہے، مگر آپ کی خشونت مزاجی و درشتی لہجہ اور آزاد طبعی سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ ہرگز تسلیم نہیں کریں گے، اس لئے اس جواب کو بھیجنا اضاعت علم اور "وضع العلم فی غیر أهله" تصور کر کے مختصر جواب پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

۲......جواب نمبر:۱، اور جواب نمبر:۲، کے متعلق کچھ گوہر افشانی نہیں فرمائی، کیا بات ہے؟

۳......اس کو پہلے ہی سے ولی عہد بنادیا گیا تھا۔

۴......اس لئے کہ وہ فاسق تھا جیسا کہ حضرت عائشہ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم وغیرہ نے بھی فرمایا تھا۔

۵......یہ کس کی تصنیف ہے، ایک تو اس نام کی کتاب حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب نے تصنیف فرمائی ہے جس میں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کو بہت سی احادیث سے ثابت فرمایا ہے۔

۶......کیا ابواسحٰق اسفرائنی نے اردو میں اس نام کی کوئی کتاب تصنیف کی ہے؟

۷......شروع ہی سے مطیع ہوگئی تھی یا اخیر میں، اگر شروع سے سب خلقت مطیع ہوگئی تھی تو چالیس ہزار جنگی نے امام مسلم کے ہاتھ پر بیعت کیوں کی تھی اور اہل مدینہ نے خلع بیعت کیوں کیا؟ کیا یہ واقعات غلط ہیں، حالانکہ یہ آپ نے خود بھی لکھے ہیں؟

۸......حافظ اسلم یہ وہی ہیں نا! جن کا مضمون کچھ عرصہ ہوا حدیث کی مخالفت میں شائع ہوا تھا کہ حدیث قابل اعتبار نہیں، تاریخ کے مقابلہ میں حدیث کی کوئی حیثیت نہیں، جب ان کے خلاف احتجاج کیا گیا تو معافی طلب کی، مگر اب بھی دوسروں کے نام سے ان کے مضامین شائع ہوتے رہتے ہیں اور یہ جامعہ ملیہ دہلی میں ملازم ہیں، کیا آپ نے ان کی تاریخ امت پوری دیکھی اور اس کے مضامین حدیث کے مطابق ہیں؟

۹......اس سے معلوم ہوا کہ اولاً بیعت نہیں کی، بلکہ ان کی بیعت مابعد پر محمول ہے یعنی جب موافقت کی قوت اپنے اندر نہ دیکھی۔ میں نے یہی چیز لکھ دی تھی تو آپ ناراض ہوگئے۔

۱۰......ان کی بیعت مابعد میں ہوئی جیسا کہ آپ کے حافظ اسلم نے لکھا اور آپ نے تسلیم کیا، اگرچہ میرے لکھے ہوئے کو رد کردیا۔

۱۱......تمام اہل حل وعقد کا بیعت کرنا ابتداءً ثابت نہیں۔

۱۲......مگر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے بھی بعض حضرات نے صاف انکار کردیا جیسے کہ عبدالرحمٰن بن ابی بکر نے، ابن جریر کو دیکھئے کہ اخیر وقت میں امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یزید کو مخالفین کی فہرست بتائی اور ان سے حفاظت کی ترکیب سمجھائی، تب معلوم ہوگا کہ تمام اہل حل وعقد نے بیعت کی تھی یا نہیں اور جن سے بیعت لی گئی اس کی تفصیل ''فتح الباری وروضۃ الصفاء'' میں دیکھئے کہ بعض کو اسّی ہزار دینار پیش کر کے بیعت کی درخواست کی گئی، نیز امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اخیر وقت میں ولی عہد بنانے پر اپنی غلطی کا اعتراف اور ندامت کا اظہار فرما کر استغفار بھی کیا۔ کذا فی روضۃ الصفاء۔

۱۳......کیا اس کی تائید میں امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی کوئی مقولہ پیش کر سکتے ہیں؟

۱۴...... یہ دلیل کی کونسی قسم ہے؟

۱۵......اس خط کے جواب میں تحریراً یا تقریراً امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا فرمایا؟

۱۶......اور یہ کونسی قسم ہوئی دلیل کی؟

۱۷...... یہ قسم کونسی ہے؟ افسوس آپ نے کسی کی بھی تعیین نہ کی۔

۱۸...... یہ یزید کی خلافت پر اجماع کی بھی دلیل ہوگی اور غالباً چوتھی دلیل ہوگی، اس کا بھی عدد بتلا دیتے تو اچھا تھا۔

۱۹......امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر تو بیعت نہیں کی گئی، اس لئے وہ مستحق قتل نہیں ہوئے۔

۲۰...... یہاں نہ امر شخص واحد پر مجتمع تھا، کیونکہ چالیس ہزار جنگی نے امام مسلم کے ہاتھ پر بیعت کی تھی جیسا کہ آپ نے لکھا اور ارباب حل وعقد میں سے عبداللہ بن عمر وعبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بیعت نہیں کی تھی، بلکہ بعد انعقاد اجماع کی ہے جیسا کہ حافظ اسلم سے آپ نے نقل کیا اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے تو انکار فرما ہی دیا تھا اور ایک فہرست جس میں عبداللہ بن زبیر، امام حسین، عبدالرحمٰن بن ابی بکر وغیرہم ہیں امیر معاویہ نے بتلائی تھی جیسا کہ تاریخ ابن جریر طبری میں ہے، نیز جو لوگ بیعت کر چکے تھے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے پاس تشریف نہیں لے گئے تاکہ ان میں تفریق ڈالیں، بلکہ ایسے لوگوں کے پاس گئے جنہوں نے بیعت نہیں کی تھی، لہذا وہ مستحق قتل نہیں تھے۔

۲۱...... جو لوگ امام حسین کے ساتھ تھے انہوں نے یزید کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی، نیز امام حسین رضی

اللہ تعالیٰ عنہ نے دعویٰ خلافت نہیں کیا جو کثرت خلفاء صادق آ سکے۔

۲۲......اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب خلیفہ موجود ہو۔ اور جب کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک وہ خلیفہ ہی نہیں تھا تو اس کی بیعت واجب نہیں تھی، لہذا ان کے حق میں ایسی حدیث پیش کرنا اعلیٰ درجہ کی جہالت ہے۔

۲۳...... یہاں دو امام بنائے ہی نہیں گئے۔

۲۴...... یہ کوئی قرآن کریم کی آیت ہے یا حدیث شریف جس پر عمل کرنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذمہ فرض تھا؟

۲۵......کیا ابوشکور سالمی کی اتنی حیثیت ہے کہ اس کا قول امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حجت ہو؟

۲۶...... یہ کوئی خدائی کتاب ہے یا حدیث شریف ہے جس سے امام حسین پر الزام قائم کیا جا سکے؟

۲۷......شاید ابن عربی کی آپ نے پوری کتاب نہیں دیکھی، ورنہ صرف اتنا فقرہ نقل کرنے کی جرأت نہ فرماتے۔

۲۸......شارح قصیدہ ہمزیہ کا مجموعہ فتاوی حدیثیہ دیکھئے کہ یزید کے متعلق کیا کچھ لکھا ہے تب آنکھیں کھلیں گی، کہیں ایسا نہ ہو کہ اس میں سراسر آپ کے خلاف ہی خلاف ہو۔

۲۹......میرا کہنا گرانی خاطر کا باعث ہو تو حافظ اسلم کے کہنے سے مان لیجئے، مرد باید کہ گیرد اندر گوش ورنبشت است پند بر دیوار۔

۳۰......فرشتہ تو نہیں بلکہ بذریعہ جبر وتشدد غالب وحاوی ہو گیا تھا۔

۳۱......میں نے تو شیطان نہیں کہا۔

۳۲......کیا تسلط تام، کامل بادشاہت، اجماع عام کے بعد ہی خلع بیعت کی نوبت آئی؟ سخت حیرت ہے۔

۳۳......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے کسی قول یا فعل سے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حجت قائم نہیں کی جا سکتی جب کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے یزید کا تسلط اور اپنا ضعف محسوس کر لیا تو بیعت کر لی، یہ ان کا اجتہاد تھا اور بیعت کے بعد خلع کرنا غدر ہے، امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شروع سے

ہی بیعت نہیں کی، ان پر غدر کا الزام عائد نہیں ہوسکتا، اگر بیعت کر کے توڑتے تو ہوتا۔

۳۴......دونوں ماجور ہوئے۔

۳۵......میں نے تو اس کا دعویٰ نہیں کیا۔

۳۶......میں تو خود ہی جھگڑا پسند نہیں کرتا: لقولہ تعالیٰ ﴿و لا تنازعوا﴾ الایة(۱)۔

۳۷......میرا بھی یہی خیال ہے کہ خدا کے فضل سے مطلع آپ کا صاف ہے، اگر خدا کے فضل کا ابر سایہ فگن ہوتا تو جس کو خدا کے رسول نے "سید شباب أهل الجنة" (۲) فرمایا ہے اس کو واجب القتل، خارجی، جاہلیت کی موت مرنے والا نہ لکھتے: ﴿کبرت کلمة تخرج من أفواههم﴾ الایة(۳)۔

۳۸......میں خلاف جمہور کیوں شمار کرتا، میں نے تو فتح الباری (۴) سے نقل کیا ہے، دیکھئے اس میں کس قدر دلیلیں اس کی مذکور ہیں۔

۳۹......میں نے ان کو نظر انداز نہیں کیا اور ان کو بھی نظر انداز نہیں کیا جن سے یزید پر لعنت کا استدلال کیا جاتا ہے، دونوں قسم کی روایتیں سامنے ہیں، تیسری قسم کی وہ روایات بھی سامنے ہیں جن میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر سب وشتم کی ممانعت اور ان کے فضائل بالخصوص حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل اور شہادت کے درجات مذکور ہیں۔

۴۰......کیا میں نے جھوٹ لکھا، کیا ان دونوں نے تعقب نہیں کیا؟ (۵)

---

(۱) (الأنفال: ۴۶)

(۲) " عن أبی سعید رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم : " الحسن والحسین سیدا شباب أهل الجنة" رواه الترمذی". (مشکوٰة المصابیح، ص: ۵۷۰، کتاب المناقب، باب مناقب أهل بیت النبی صلی الله علیه وسلم ، قدیمی)

(۳) (الکهف: ۵)

(۴) (فتح الباری: ۱۳/۹-۱۱، کتاب الفتن، باب قول النبی صلی الله علیه وسلم: " هلاک أمتی علی یدی أغیلمة سفهاء، دارالمعرفة، بیروت)

(۵) "وتعقبه ابن التین وابن المنیر بما حاصله اهـ". (صحیح الباری: ۲/۱۰۲، کتاب الجهاد، باب ماقیل فی قتال الروم، رقم الحدیث: ۲۹۲۴، دارالمعرفة، بیروت)

۴۱......نہ میں نے اس کو مرتد لکھا، نہ ابن التین اور ابن المنیر نے۔ اگر آپ یہ مطلب سمجھے تو بریں فہم و دانش بباید گریست۔

۴۲......میں نے اس کا انکار نہیں کیا جو اثبات کی ضرورت ہو۔

۴۳...... مجھے اس پر اصرار نہیں کہ یہی صحیح ہے، بلکہ میں نے قول نقل کیا تھا کہ اس میں اس طرح اختلاف ہے، اس قول کو راجح نہیں کہا تھا۔

۴۴......میں نے اپنی طرف سے کوئی لفظ نہیں کہا، نہ ایسا کہنے کو ترجیح دی۔

۴۵...... میں نے اس کا فتویٰ نہیں دیا، صرف آپ کے غلو کو دیکھ کر نقل کیا تھا تا کہ آپ اعتدال پر آ جائیں، صرف تصویر کا ایک ہی رخ سامنے نہ رکھیں۔

۴۶...... بالکل صحیح ہے، یہ ہی ہم کو بھی بلا چون و چرا تسلیم ہے۔

۴۷......ہم نے تو صاف صاف ان کا ارشاد نقل کر دیا کہ ان کا مسلک توقف اور سکوت ہے۔

۴۸......آپ کی ہر چیز لا جواب ہے۔

۴۹...... بسط و تفصیل کے ساتھ ضرور لکھتا، مگر کیا کروں آپ کی تحریر دیکھ کر توقع نہیں رہی کہ آپ حق کو قبول کریں گے، دوسرے آپ ناواقف ہوتے یا آپ کی طبیعت میں کوئی تردد ہوتا تو لکھنا مفید بھی ہوتا، جب آپ کا مذہب ہی یہ ہے تو اس کا بدلنا مشکل ہے جیسا کہ خوارج کا اپنے مذہب کو چھوڑنا مشکل ہے۔

۵۰......ضرور ایسا ہی کرتا مگر ڈر یہ ہے کہ آئندہ آپ اس سے زیادہ گالیاں امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سنائیں گے۔

۵۱......تقریباً سو کتابیں اس مسئلہ کے متعلق مطالعہ کرنے کے بعد بھی میں تو اسی اعتقاد پر ہوں کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنتی ہیں، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو جنت کی بشارت دی ہے اور وہ شہید ہوئے ہیں اور یزید کے حق میں لعنت وغیرہ سے سکوت چاہئے، ہم تو ایسے لکیر کے فقیر ہیں کہ اب سے ساڑھے تیرہ سو سال قبل کی باتیں اپنا عقیدہ اور راہ عمل بنائے ہوئے ہیں۔

۵۲......اللہ پاک ایسی تحقیق سے محفوظ رکھے جس میں صحابہ اور اہل بیت پر سب وشتم ہو اور حدیث کی مخالفت ہو مجھے بھی اور آپ کو بھی اور جملہ اہل اسلام کو۔

2

۵۳......دوسرا پرچہ کونسا، آپ نے تو کوئی سادہ پرچہ بھیجا نہیں؟

۵۴......میں نے کوئی الزام نہیں لگایا، امام احمد بن حنبل (۱) جو کہ بہت بڑے محدث ہیں وہ کچھ فرماتے ہیں، نیز شیخ عبدالحق (۲)، ابن جریر (۳) حافظ ابن حجر صاحب خمیس وغیرہم نے کچھ کچھ لکھا ہے۔ واللہ اعلم کہاں تک صحیح ہے، اتنا خیال ضرور ہے کہ ان حضرات کی دیانت کا تقاضا نہیں کہ از خود کسی پر الزام لگائیں، ان حضرات کو متدین تصور کرتے ہوئے بھی میں یزید پر لعنت نہیں کرتا، اس لئے کہ فائدہ کچھ نہیں، نہ مجھ سے قیامت میں اس کا

---

(۱) ''قيل للإمام أحمد : أتكتب الحديث عن يزيد ؟ فقال: لا، و لا كرامة، أوليس هو الذى فعل بأهل الحرة مافعل ؟!و قيل له: أى فى ما يقولون ، أما تحب يزيد ؟ فقال: و هل يحب يزيدَ أحدٌ يؤمن بالله واليوم الآخر؛ فقيل: فلماذا لا تلعنه؟ فقال: و متى رأيت أباک يلعن أحداً''. (مجموعة الفتاوى لشيخ الإسلام ، كتاب الفقه الزيادة ، فصل فى التدليل على أن مشهد الحسين ليس فيه رأسه :۲۷/۲۵۲، منكتبه العبيكان)

(۲) ''و بالجملة وی مبغوض ترین مردم است نزد ما، وکارہا کہ این بدبخت بی سعادت درین امت کردہ، ہیچکس نکردہ الخ''۔ (تکمیل الإیمان، ذکر یزید، ص:۱۷۳، الرحیم اکیڈمی)

(۳) قال ابن جرير: ''و بعث (عثمان بن محمد بن أبى سفيان) إلى يزيد وفداً من أهل المدينة فيهم عبد الله بن حنظلة الغسيل الأنصارى، و عبد الله بن أبى عمر و ابن حفص بن المغيرة المخزومى، والمنذر بن الزبير، و رجالاً كثيراً من أشراف أهل المدينة. فقدموا على يزيد بن معاوية فأكرمهم و أحسن إليهم و أعطى جوائزهم .... فلما قدم أولئک النفر الوفد المدينة ، قاموا فيهم فأظهروا شتم يزيد و عتبه،و قالوا: إنا قدمنا من عند رجل ليس له دين، يشرب الخمر، و يعزف بالطنابير، و يضرب عنده القيان، ويلعب بالكلاب، و يسامر الخراب والفتيان، و إنا نشهدكم إنا قد خلعناه فتابعهم الناس .... فأتى (منذر بن الزبير) أهل المدينة فكان فيمن يحرض الناس على يزيد، و كان من قوله يومئذ : إن يزيد و الله أجازنى بمائة ألف درهم و إنه لا يمنعنى ماصنع إلى أن أخبركم خبره و أصدقكم عنه، والله ! إنه يشرب الخمر و إنه يسكر حتى يدع الصلاة ، عابه بمثل ماعابه به أصحابه الذين كانوا معه .... قال(مغيرة): كتب يزيد إلى ابن مرجانة (عبيد الله بن زياد من خواص أمراء دولته) أن أغز ابن الزبير، فقال: لا أجمعها للفاسق أبداً الخ''. (تاريخ الطبرى، سنة: ۶۳ھ، مقدم وفد أهل المدينة :۴/۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۱، مؤسسة الأعلمى بيروت)

سوال ہوگا، اس کے اعمال اس کے ساتھ، میرے اعمال میرے ساتھ۔

۵۵.....اگر وہ مستحق ہیں تو کون رد کرسکتا ہے۔

۵۶.....رافضی اکابر اہل اللہ پر الزامات لگاتے ہیں خود قیامت میں مزہ چکھیں گے اور ان کے رد کرنے سے بشارت رد نہیں ہوتیں۔

۵۷.....ہمارا خیال تو یہ نہیں کہ جن اکابر محدثین نے یزید کے مظالم کو تحریر و نقل کیا ہے انہوں نے محض ظالم و غاصب کہنے کی نیت سے اس پر ان مظالم کا اپنی طرف سے الزام لگایا ہے۔

۵۸.....آج تو الزامات نہیں لگائے جاتے، پرانے واقعات بیان کئے جاتے ہیں، تاہم جو الزام لگائے وہ یقیناً گنہ گار ہے خواہ وہ آج لگائے خواہ پہلے لگائے ہوں۔

۵۹.....امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق ایسے الفاظ استعمال کرنے والا کن درجات کا مستحق ہے، جیسے آپ نے لکھے ہیں، کبھی اس کے متعلق بھی غور کی نوبت آئی ہے یا نہیں؟

۶۰.....جن احادیث میں نام لے کر امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جنتی اور شہید فرمایا گیا ہے، کیا آپ کے نزدیک وہ سب قابل رد ہیں؟

۶۱.....غیر معتبر تو ہر حال میں غیر معتبر ہے خواہ وہ یزید کے متعلق ہو، خواہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق ہو، خواہ کسی اَور کے متعلق ہو۔

۶۲.....کونسا راوی جس نے یزید کے مظالم کی روایت ذکر کی یا وہ حدیثیں روایت کی ہیں جن سے یزید کا مستحق لعنت ہونا معلوم ہوتا ہے یا کوئی ا؟ ور راوی مراد ہے؟ جھوٹے راوی کی روایت یقیناً قابل رد ہے۔

۶۳.....کونسی حدیث جھوٹی ہوسکتی ہے، کس طرف اشارہ ہے؟

۶۴.....حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیشین گوئی کیا حدیث کے علاوہ بھی کہیں پائی جاسکتی ہے، جو پیشین گوئی ہوگی وہ حدیث ضرور ہوگی، پھر اس کا کیا مطلب ہے کہ حدیث جھوٹی ہوسکتی ہے، پیشین گوئی جھوٹی نہیں ہوسکتی؟

۶۵.....''سمجھ کر'' کا کیا مطلب ہے کہ آپ کی ڈانٹ ڈپٹ اور ترش کلامی سے مرعوب ہوکر یا اس ڈر سے کہ آپ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں گستاخی، دریدہ دہنی، بدزبانی سے کام لیں گے، آپ کی ہاں میں ہاں ملادوں؟ آپ کے پرچہ میں جگہ نہیں رہی: دوسرے۔

گفتگو آئینِ درویشی نبود ورنہ باتو ماجراہاداشتیم اھ۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، نزیل مدرسہ انواریہ شاہی مسجد کمیٹی باغ لودھیانہ۔

محترمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کا استفتاء نہیں بلکہ نامۂ عتاب پہونچا آپ کے طرز تحریر اور مناظرانہ پہلو اور اکابر کی شان میں ناشائستہ الفاظ کے استعمال کی بناء پر احقر کے اکابر کی رائے ہرگز نہیں تھی کہ جواب تحریر کیا جائے، مگر ہمرشتہ چوانگشت۔ پرچہ پر اخیر میں آیت بھی آپ نے لکھی تھی ﴿واما السائل فلاتنہر﴾ محض اس کلام الٰہی کے پیش نظر جواب ارسال ہے۔

(گزارش) اگر کسی مسئلہ یا بحث کے متعلق کوئی شبہ ہو تو اس کے دریافت کرنے میں مضائقہ نہیں مگر برائے خدا بہ نیت مناظرہ ومکابرہ آئندہ کوئی خط آپ تحریر نہ فرماویں کہ یہ ہم لوگوں کے مسلک کے خلاف ہے اس لئے کہ مناظرہ کے حدود کی آج کل رعایت نہیں کی جاتی اور یہ صورت کچھ نتائج بہتر پیدا نہیں کرتی نہ دنیا میں نہ آخرت میں، جو سخت کلمات جواب میں تحریر کئے گئے ہیں ان میں کوئی وزن نہیں بہ نسبت ان کلمات کے جو کہ آپ نے حضرت امام حسینؓ کی شان میں تحریر فرمائے۔ تاہم میں آپ سے معافی چاہتا ہوں، میرے سامنے ان صحیح احادیث کا ذخیرہ موجود تھا جن میں صحابہؓ پر سب وشتم کرنے والے کو لعنت کی گئی ہے اور امام حسینؓ کی فضیلت وبشارت جنت مذکور ہے، اگر آپ میری ذات خاص کو سخت سست کہیں تو اس پر اتنا رنج وصدمہ نہ ہو جتنا کہ اکابر کی شان میں سن کر ہوتا ہے۔ یہاں لدھیانہ میں ایک مدرسہ میں اس کے مدرس چلے گئے جس کی وجہ سے مدرسہ کے ویران ہونے کا اندیشہ تھا۔ یہاں کے مدرسہ والوں نے اربابِ مظاہر علوم سے درخواست کی اس بناء پر کچھ مدت کے لئے احقر کو لدھیانہ بھیج دیا گیا۔ اطلاعاً تحریر ہے تاکہ اگر دوبارہ مراجعت کی نوبت آئے تو خط صحیح طریق پر پہونچ سکے۔ (فقط والسلام)

محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

یزیدکوامیر المومنین اور خلیفۃ المسلمین کہنا

سوال[۴۶۹]: کیا یزید کو امیر المومنین وخلیفۃ المسلمین کہہ سکتے ہیں؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

امیر بمعنی حاکم ظالم بھی ہوتا ہے، عادل بھی ہوتا ہے۔ خلیفہ کا مقام بلند ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲/۳/ ۹۵ھ۔

یزیدکوظالم کہنا

سوال[۴۷۰]: کیا یزید کو برا کہنا شرعاً جرم ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

اگر اس کا کوئی غلط اور خلاف شرع کام مثلاً اہل بیت رضی اللہ عنہم پر ظلم وغیرہ صحیح روایات سے ثابت ہو تو بوقتِ ضرورت اس کو بیان کردینا اور ظلم سے بیزاری ونفرت کا اظہار کردینا شرعاً درست ہے، مشغلۂ مجلس نہ بنایا جائے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲/۳/ ۹۵ھ۔

کیا یزید واجب التعظیم ہے؟

سوال[۴۷۱]: کیا یزید واجب التعظیم ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

غلط کام کی وجہ سے کوئی واجب التعظیم نہیں ہوتا۔ علم، عمل، اخلاق، احسان کی وجہ سے واجب التعظیم ہوتا ہے۔ اسی ضابطہ پر یزید کا حال ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲/۳/ ۹۵ھ۔

یزیدکوایصال ثواب

سوال[۴۷۲]: کیا یزید کی روح کو ایصال ثواب درست ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

ہر مسلمان کی روح کو ایصالِ ثواب درست ہے(۱) گنہگار زیادہ محتاج ثواب ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم وعلمہ أتم وأحکم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیوبند، ۲/۳/۹۵ھ۔

کیا یزید جنتی ہے؟

سوال[۴۷۳]: کیا یزید بزبان رسالت جنتی ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

یزید کا نام لے کر اس کو جنتی فرمانا کسی حدیث شریف میں آنا میرے علم میں نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیوبند، ۲/۳/۹۵ھ۔



(۱)"فللإنسان أن يجعل ثواب عمله لغيره عند أهل السنة والجماعة صلوةً كان أو صوماً أو حجاً أو صدقةً أو قراءةً للقرآن أو الأذكار أو غير ذلك من أنواع البر، و يصل ذلك إلى الميت، و ينفعه".

(مراقی الفلاح، كتاب الصلوة، فصل فی زيارة القبور: ص: ۶۲۱، ۶۲۲، قديمی)

(و كذا فی البحر الرائق، كتاب الحج، باب الحج عن الغير: ۳/۱۰۵، رشيديه)

(و كذا فی الهداية، كتاب الحج، باب الحج عن الغير: ۱/۲۹۶، مكتبه شركة علمية ملتان)

(و كذا فی الدر المختار: ۲/۵۹۵، ۵۹۶، كتاب الحج، باب الحج عن الغير، سعيد)

ما یتعلق بالقادیانیة

(قادیانی فرقے کا بیان)

جھوٹا مدعیٔ نبوت اور اس کی تصدیق کرنے والے کا حکم

سوال[۴۷۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین بیچ اس مسئلہ استفتاء کے کہ

کیا حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، آپ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والا اور اس دعوی کی تصدیق کرنے والا مومن ہے یا کافر؟

نوٹ: جواب قرآنی دلائل سے دیا جائے۔

حکیم سید عبدالمجید دہلوی مالک شاہی مطب، منڈی پھدوان، شاہ پور، صوبہ پنجاب، پاکستان۔

الجواب حامداً و مصلیاً:

حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا قرآن کریم میں مذکور ہے: ﴿ما کان محمد أبا أحد من رجالکم و لکن رسول اللّٰه و خاتم النبیین﴾ الآیة (۱) لہذا جو شخص آپ کے بعد نبوت کا دعوی کرے وہ شخص نص قرآنی کا منکر ہے اور قرآن شریف کی کسی ایک آیت کا انکار بھی کفر ہے (۲) یہی حال اس شخص کا ہے جو ایسے مدعی نبوت پر ایمان لائے اور اس کی تصدیق کرے (۳)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفا اللہ گنگوہی معین مفتی مظاہر علوم سہارنپور، ۳/ جمادی الاولی/ ۷۱ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ مفتی مظاہر علوم سہارنپور، ۴/ جمادی الاولی/ ۷۱ھ۔

---

(۱) (الأحزاب: ۴۰)

(۲) "ودعوی النبوة بعد نبینا صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم کفر بالإجماع". (شرح الفقه الأکبر للملاعلی القاري: ۱۶۴، قدیمی)

"ومن جحد القرآن: أی کله أو سورةً منه أو آیةً، قلت: وکذا کلمةً أو قرأةً متواترةً، أو زعم أنها لیست من کلام اللّٰه تعالیٰ کفر". (شرح الفقه الأکبر لملاعلی القاري، فصل فی القرآءة، ص: ۱۶۷، قدیمی)

(۳) "إذا رأی منکراً معلوماً من الدین بالضرورة فلم ینکره و لم یکرهه و رضي به واستحسنه، کان =

کیا قادیانی وغیرہ کلمہ گو مسلمان ہیں؟

سوال[۴۷۵]: ایک شخص کہتا ہے کہ مسلمانوں میں جتنے بھی فرقے ہیں، قادیانی ہوں یا شیعہ سب کلمہ گو ہیں اور سب قبلہ والے ہیں، سب مسلمان ہیں۔ کیا یہ بات درست ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً :

عقائد، فقہ اور نصوص قطعیہ کے خلاف فرقے اسلام سے خارج ہیں، محض کلمہ گو ہونے یا نماز پڑھنے سے وہ اہل قبلہ ہو کر مسلمان نہیں ہونگے۔ کذا فی إکفار الملحدین(۱) ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۵/ ۷/ ۸۷ھ۔

قادیانی کا حکم

سوال[۴۷۶]: ایک شخص جو پہلے سے پختہ مسلمان تھا وہ اب قادیانی ہوگیا ہے اور اپنی بہن کو زبردستی کر کے قادیانی بنالیا اور اپنی والدہ کو بھی قادیانی ہوجانے پر مجبور کر رہا ہے اور بیوی کو بھی قادیانی کرلیا ہے، صرف ایک چھوٹا بھائی قادیانی نہیں ہے، گزارش ہے کہ قادیانی کے متعلق کیا حکم ہے؟ کیا وہ مرتد ہوجاتا ہے اور اس کا نکاح باقی رہتا ہے یا نہیں؟

اگر کوئی قادیانی ہوجانے کے بعد توبہ کرلے تو اس کا دوبارہ نکاح ہوسکتا ہے یا نہیں؟ قادیانی کے ساتھ

= کافراً". (مرقاة المصابیح ، کتاب الآداب ، باب الأمر بالمعروف : ۸/ ۸۶۱، رشیدیه)

"و لا ینجو من الکفر إلا من أکفر ذلک الملحد (أی غلام أحمد القادیانی) بلا تلعثم و تردد". (مجموعه رسائل الکشمیری ،ج: ۳، رساله: إکفار الملحدین، ص: ۱۰ ، إدارة القرآن)

(۱) "لا خلاف فی کفر المخالف فی ضروریات الإسلام و إن کان من أهل القبلة المواظب طول عمره علی الطاعات کما فی "شرح التحریر". (مجموعة رسائل الکشمیری، ج:۳، إکفار الملحدین ،ص: ۱۷ ، إدارة القرآن کراچی)

"إذ لا خلاف فی کفر المخالف فی ضروریات الإسلام من حدوث العالم و حشر الأجساد و نفی العلم بالجزئیات و إن کان أهل القبلة المواظب طول عمره علی الطاعات کما فی شرح التحریر". (رد المحتار ، باب الإمامة ، مطلب البدعة خمسة أقسام : ۱/ ۵۶۱، سعید)

بیع وشراء اور کھانا پینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

مرزا غلام احمد قادیانی نے عقائد کفریہ اختیار کئے جس کی وجہ سے وہ اسلام سے خارج اور مرتد ہوگیا (۱) جو شخص بھی اس کے کفریہ عقائد کی تصدیق کرے گا اس کا بھی حکم یہی ہوگا (۲)، اگر کوئی شخص مرتد ہوجائے تو اس کا نکاح فسخ ہوجاتا ہے، بیوی نکاح سے خارج ہوجاتی ہے (۳) ایسے شخص سے سلام وکلام، بیع وشراء سب ختم کردینا لازم ہے، اس کو مسجد میں آنے سے بھی روک دیا جائے (۴)، اس سے وہ شخص بات کرے جو اس کے غلط عقائد کی تردید کرسکتا ہو، اگر وہ توبہ کرکے اسلام میں دوبارہ داخل ہوچکا ہے تو نکاح دوبارہ کیا جائے (۵)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفی عنہ دار العلوم دیوبند۔

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ، دار العلوم دیوبند، ۱۹/۱/۸۸ھ۔

---

(۱) "و قد أخبر الله تبارک و تعالیٰ فی کتابه ورسوله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فی السنة المتواترة عنه أنه لا نبی بعده، لیعلموا أن کل من ادعی هذا المقام بعده، فهو کذاب و أفاک دجال ضال مضل". (تفسیر ابن کثیر (الأحزاب: ۴۰): ۳/۶۵۲، مکتبه دار الفیحاء بیروت)

"ودعوی النبوة بعد نبینا صلی الله تعالیٰ علیه وسلم کفر بالإجماع". (شرح الفقه الأکبر لملاعلی القاري: ۱۶۴، قدیمی)

(۲) "إذا رأی منکراً معلوماً من الدین بالضرورة، فلم ینکره و لم یکرهه و رضي به واستحسنه، کان کافراً". (مرقاة المصابیح، کتاب الآداب، باب الأمر بالمعروف: ۸/۸۶۱، رشیدیه)

(۳) "وارتداد أحدهما) أی الزوجین فسخ(عاجل) بلا قضاء". (الدر المختار، باب نکاح الکافر: ۳/۱۹۳، سعید)

"وإذا ارتد أحد الزوجین عن الإسلام وقعت الفرقة بغیر طلاق". (الهدایة، کتاب النکاح، باب نکاح أهل الشرک: ۲/۳۴۸، مکتبه شرکة علمیة)

"ارتد أحد الزوجین عن الإسلام وقعت الفرقة بغیر طلاق فی الحال قبل الدخول و بعده".
(الفتاوی العالمکیریة، کتاب النکاح، الباب العاشر فی نکاح الکفار: ۱/۳۳۹، رشیدیه)

(۴) "فإن هجرة أهل الأهواء والبدع واجبة علی مر الأوقات ما لم یظهر منه التوبة والرجوع إلی الحق".
(مرقاة المفاتیح، کتاب الآداب، باب ما ینهی عنه من التهاجر والتقاطع ..... الخ: ۸/۷۵۹، رشیدیه)

(۵) "ماکان فی کونه کفراً اختلاف، فإن قائله یؤمر بتجدید النکاح و بالتوبة والرجوع عن ذلک بطریق =

قادیانی ہوجانے کاحکم

سوال[۴۷۷]: میری لڑکی شادی شدہ ہے، حاملہ ہےمگر بدقسمتی سے میرے داماداوراس کے سب گھر والے قادیانی ہوگئے ہیں تواب شرعاًلڑکی کا نکاح باقی ہے یافسخ ہوگیا،اب ہماری لڑکی کے لئے کیاحکم ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

مرزاغلام احمد قادیانی پرعلمائے اسلام کی طرف سے کفرکافتوی ہے،اس لئے کہ اس کے عقائدقرآن و حدیث کےخلاف تھے،وہ ختم نبوت کامنکرتھا،اس لئے انبیاءعلیہم السلام کی شان میں سخت قسم کی گستاخیاں کی ہیں، وہ اپنے لئے نبوت کامدعی تھا(۱)،اس کے عقائدکوتفصیل سےلکھ کراس پرکفرکافتویٰ دیاگیا ہے کہ ایساشخص مرتد اوراسلام سے خارج ہے،جوشخص اس پرایمان لاتا ہے اوراس کواپنا مقتدیٰ تسلیم کرتا ہے اس کا بھی یہی حکم ہے(۲)۔قادیانی مذہب اختیارکرتے ہی نکاح فسخ ہوگیا،ہرگزہرگزاس کے یہاں اپنی لڑکی کونہ بھیجیں،تین حیض گزرنے پراس کی شادی دوسری جگہ کردیں(۳)۔

"ارتداد أحدهما فسخ فی الحال" (کنز)(٤)۔

= الاحتیاط". (الفتاوی العالمکیریة، کتاب السیر، الباب التاسع فی أحکام المرتدین، قبیل الباب العاشر فی البغاة: ۲/۲۸۳، رشیدیه)

(۱) "و قال القاضی عضد الدین فی المواقف: و لا یکفر أحد من أهل القبلة إلا فیما فیه نفي الصانع القادر العلیم أو شرک أو إنکار للنبوة، أو ماعلم مجیئه بالضرورة، أو المجمع علیه کاستحلال المحرمات". (شرح الفقه الأکبر لملا علی القاري، ص: ۱۶۲، قدیمی)

"ودعوی النبوة بعد نبینا صلی الله تعالیٰ علیه وسلم کفر بالإجماع". (شرح الفقه الأکبرلملاعلی القاري، ص: ۱۶۴، قدیمی)

(۲) "إذا رأی منکراً معلوماً من الدین بالضرورة، فلم ینکره و لم یکرهه و رضي به واستحسنه، کان کافراً". (مرقاة المفاتیح، کتاب الآداب، باب الأمر بالمعروف: ۸/۸۶۱، رشیدیه)

(۳) تین حیض عدت اس وقت ہوگی جب وہ حاملہ نہ ہو،اگرحاملہ ہوگی تواس کی عدت وضع حمل ہوگی،چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿و أولات الأحمال أجلهن أن یضعن حملهن﴾ (سورة الطلاق: ۴)

(۴) (کنز الدقائق، کتاب النکاح، باب نکاح الکافر، ص: ۱۱۱، رشیدیه)................................... =

"قال فی الجامع الصغیر: و تعتد بثلاث حیض"۔ ۳/۲۱۵"(۱)۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲۸/۱/۸۸ھ۔

قادیانی جماعت کے متعلق تفصیلی احکام

سوال[۴۷۸] : ۱...... قادیانی مذہب کی لاہوری، محمودی دونوں جماعتیں کافر ہیں یا کوئی ایک؟

۲...... مرزا صاحب کی جماعت کیوں کافر ہوئی حالانکہ وہ ایمان مفصل کی تمام باتوں پر اعتقاد رکھتے ہیں؟

۳...... قادیانی کو لڑکی دینا لینا، ان کو اپنی قوم میں داخل وشامل رکھنا، ان کی غمی وشادی میں خود شریک ہونا یا اپنی شادی وغیرہ میں ان کو برادری کی طرف سے شرکت کی دعوت دینا، ان کے اموات اپنے قبرستان میں داخل کرنا جائز ہے یا نہیں؟

۴...... ایک مسلمان کا اگر قادیانی سے کچھ نسبتی رشتہ ہو تو اس کو برقرار رکھنا اور رشتہ داری کے حقوق اپنے اوپر عائد جان کر ادا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

۵...... قادیانی سے اپنے تمام نسبتی تعلقات اور برادری وقومیت کے علاقے منقطع کرنا جب تک کہ وہ تائب نہ ہو، از روئے شرع شریف ہر مسلمان کو ضروری ہے یا نہیں؟ مدلل تحریر ہو۔ محمد ولی اللہ غفرلہ۔

الجواب حامداً و مصلیاً:

اتنا تو آپ بھی جانتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی تکفیر کی گئی ہے اور یہ تکفیر اہل حق متدین علماء نے کی ہے، یہ بھی آپ کو معلوم ہے کہ فی الحال قادیانیوں کی دو پارٹیاں ہیں، ایک مرزا غلام احمد کو نبی اعتقاد کرتی ہے، دوسری مجدد اور بہت بڑے درجہ کا ولی مانتی ہے۔

یہ بھی آپ پر شاید مخفی نہیں کہ اسباب تکفیر کیا ہیں: جگہ جگہ نبوت کا دعوی (۲) اپنے اوپر وحی کا

= (الدر المختار ، باب نکاح الکافر: ۳/۱۹۳، سعید)

(والفتاوی العالمکیریة ، کتاب النکاح ، الباب العاشر فی نکاح الکفار: ۱/۳۳۹، رشیدیه)

(۱) "قال فی جامع الفصولین : و تعتد بثلاث حیض". (البحر الرائق کتاب النکاح، باب نکاح الکافر: ۳/۳۷۵، رشیدیه)

(۲) "و قد أخبر الله تبارک و تعالیٰ في کتابه، و رسوله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فی السنة المتواترة=

نزول(۱) کتب سابقہ سماویہ میں اپنی نبوت کی بشارت، حضرت نوح علیہ السلام کے معجزات پر اپنے معجزات کی زیادتی اور فوقیت، انبیاء سابقین علیہم السلام کی توہین وتحقیر، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تکذیب وسب وشتم اور آپ کے خاندان پر زنا کا افتراء(۲)، اللہ پاک سے ہمبستری وغیرہ وغیرہ جیسا کہ اعجاز احمدی ''ازالۃ الاوہام، حقیقۃ الوحی، ضمیمہ انجام آتہم، دافع البلاء، حاشیہ کشتی نوحؒ'' وغیرہ کتب کے مطالعہ سے ظاہر ہے۔ اگر ان اشیاء میں سے کوئی شی فی الحال آپ کے علم میں نہ ہوتو کتب بالا کے مطالعہ سے استحضار ہوسکتا ہے۔

آپ کے استفتاء سے معلوم ہوتا ہے کہ بظاہر منشاء شبہ دو چیزیں ہیں: اول یہ کہ ایمان مفصل کا قائل ہوکر آدمی کیسے کافر ہوسکتا ہے؟ دوم یہ کہ جو پارٹی مرزا غلام احمد کو نبی نہیں مانتی وہ کس بنا پر کافر ہے؟ سوامر اول کے متعلق عبارات ذیل ملاحظہ فرمایئے:

۱- ''من أنكر شيئاً من شرائع الإسلام، فقد أبطل قول ''لا إله إلا الله''۔ السير الكبير: ٤/٣٦٥ (٣)۔

۲- ''إذا لم يعرف الرجل أن محمداً صلى الله تعالىٰ عليه وسلم آخر الأنبياء عليهم و على نبينا السلام، فليس بمسلم كذا في اليتيمية اهـ. قال أبو حفص الكبير: كل من أراد بقلبه بغض نبي كفر، و كذا لو قال: أنا رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، أو قال بالفارسية، **من پيغام برم**'' يريد: ''**من پيغام مى برم**'' يكفر، و لو أنه حين قال هذه المقالة، طلب غيره منه

= عنه أنه لا نبي بعده، ليعلموا أن كل من ادعى هذا المقام بعده، فهو كذاب و أفاك دجال ضال مضل''. (تفسير ابن كثير (الاحزاب: ۴۰) ۳/۲۵۲، مكتبه دار الفيحاء بيروت)

(۱) ''قال الطيبي: أغلق باب الوحي و قُطع طريق الرسالة وسُدّ''. (مرقاة المفاتيح، كتاب الفضائل، باب فضائل سيد المرسلين صلوات الله و سلامه عليه: ۱۰/۱۴، رشيديه)

(۲) ''و لو عاب نبياً كفر''. (الفتاوىٰ البزازية، أحكام المرتدين، الثالث في الأنبياء: ۶/۳۲۷، رشيديه)

''أجمع العلماء على أن شاتم النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم والمنتقص له كافر''. (مجموعة رسائل ابن عابدين، تنبيه الولاة والحكام على أحكام شاتم خير الأنام: ۱/۳۱۶، سهيل اكيڈمى لاهور)

(۳) (شرح كتاب السير الكبير، بدون لفظ ''قول'': ۵/۳۶۸، باب ۲۱۳، مايكون الرجل به مسلماً يدرأ عنه القتل و السبي، عباس احمد الباز)

المعجزة قيل: يكفر الطالب، والمتأخرون من المشايخ قالوا: إن كان غرض الطالب تعجيزه وافتضاحه لايكفر"۔ فتاوی عالمگیری، ج:۲(۱)۔

۳- "و فی البزازية: يجب الإيمان بالأنبياء بعد معرفة معنى النبی وهو المخبر عن الله تعالیٰ بأوامره و نواهيه وتصديقه بكل ما أخبر عن الله تعالیٰ، و أما الإيمان بسيدنا محمد صلی الله تعالیٰ عليه وسلم، فيجب بأنه رسولنا فی الحال و خاتم الأنبياء والرسل، فإذا امن بأنه رسول و لم يؤمن بأنه خاتم الأنبياء لا يكون مؤمناً. و فی فصول العمادی: من لم يقر ببعض الأنبياء بشیء أو لم يرض بسنة من سنن المرسلين عليهم السلام، فقد كفر"۔ مجمع الأنهر: ۱/ ٦٩٩(۲)۔

٤- "و لوعاب نبياً كفر"۔ أوجز: ۳/ ۳۲۷(۳)۔

٥- "دعوی النبوة بعد نبيناصلی الله تعالیٰ عليه وسلم كفر بالإجماع"۔شرح فقه اكبر، ص:۲۰۲(٤)۔"ثم لانزاع فی أن من المعاصی ما جعله الشارع أمارة التكذيب، و علم كونه كذلك بالأدلة الشرعية كالسجود للصنم و إلقاء المصحف فی القاذورات والتلفظ بكلمة الكفر و نحو ذلك مما ثبت بالأدلة أنه كفر، و بهذا يندفع ما يقال: إن الإيمان إذا كان عبارةً عن التصديق والإقرار فينبغی أن لا يصير المقر باللسان المصدق بالجنان كافر بشی من أفعال الكفر و ألفاظه مالم يتحقق منه التكذيب أو الشك اهـ". شرح فقه أكبر، ص: ۹۳"(٥)۔

دیکھئے اس میں کتنی صورتیں ہیں کہ باوجود ایمان مفصل کی تمام باتوں پر ظاہراً اعتقاد رکھتے ہوئے فقہاء نے اجماعاً تکفیر فرمائی ہے۔ اگر محض آمنت باللہ الخ کا اعتراف زبان سے کافی ہوتا اور یہ کفر کے منافی ہوتو فقہاء قاطبۃً کیوں تکفیر فرماتے ہیں۔

(۱) (الفتاوی العالمكيرية، كتاب السير، الباب التاسع فی أحكام المرتدين: ۲/ ۲۶۳، رشيديه)

(۲) (مجمع الأنهر، باب المرتد، ثم إن ألفاظ الكفر أنواع: ۱/ ۶۹۱، دار احياء التراث العربی)

(۳)"ولو عاب نبياً كفر". (الفتاویٰ البزازية: ۶/ ۳۲۷، كتاب ألفاظ تكون إسلاما أو كفراً أو خطأً، مايتعلق بالانبياء، رشيديه)

(۴) (شرح الفقه الأكبر، ص: ۱۶۴، قديمی)

(۵) (شرح الفقه الأكبر، ص: ۷۷، قديمی)

اگر دعوی نبوت منافی ایمان نہیں تو مسیلمہ کذاب کی تکفیر بھی بے محل ہوگی اور پھر اس کا قتل جو اکابر صحابہ کے ارشاد سے قرون اولیٰ میں ہوا ہے محتاج تأمل ہوگا حالانکہ وہ اجماعی ہے، اس نے چند آیات بنائی تھیں، مرزا غلام احمد نے بھی قصیدہ اعجازیہ پیش کیا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع جسمانی اور بغیر باپ کے پیدا ہونا قطعی اور اجماعی ہے، مرزا غلام احمد نے اپنی تصانیف میں متعدد مقامات پر ہر دو کا انکار کیا ہے۔ ملائکہ کے متعلق بھی مرزا غلام احمد کی بہت سی تحریرات میں خلافِ تصریحاتِ اسلام خرافات موجود ہیں۔ اگر چہ بعض شرائع کو تسلیم بھی کیا ہے اور بعض کا انکار کیا ہے یہ بالکل وہی شان ہے:

﴿ يقولون نؤمن ببعض و نكفر ببعض، و يريدون أن يتخذوا بين ذلك سبيلاً، أولئك هم الكافرون حقاً، واعتدنا للكافرين عذاباً مهيناً﴾ الاية(۱)۔

جو شخص ملائکہ اور رسل کو سب وشتم کرے اور ان سے عداوت رکھے اس کے متعلق کلام پاک میں ارشاد ہے:﴿من كان عدواً لله و ملائكته و رسله و جبريل و ميكئل، فإن الله عدو للكفرين ﴾ الآية(۲)۔

امید ہے کہ اب دل میں کوئی شبہ نہیں رہا ہوگا، اگر اب بھی کوئی شبہ ہو تو ''شرح شفاء''(۳)،

---

(۱)(النساء : ۱۵۰)

(۲)(البقرة : ۹۸)

(۳) (وحكم من سبّ سائر أنبياء الله تعالىٰ وملائكة): أى جميعهم (واستخفّ بهم أو كذبهم فيما أتوابه) من وحيهم وفعلهم (أو أنكرهم): أى وجودهم (وجحدهم): أى نزولهم ...... (حكم نبيّنا صلى الله عليه وسلم على مساق ماقد مناه): أى نهجه وسبيله فى وجوب قتله كفراً إن لم يتب، وحدّاً إن تاب ...... (وقال أبو حنيفة وأصحابه المعتمد عندهم وجمهور أهل العلم (من كذب بأحد من الأنبياء أو تنقص أحداً منهم أو برى منه): أى تبرأمن أحد منهم (فهو مرتد) يقتل ، إن لم يتب ...... (وهذا كله فمن تكلم فيهم): أى فى الأنبياء والملائكة (بما قلناه على جملة الملائكة والنبيين): أى عموماً أو إجمالاً بأن شتم نبيًا أو ملكاً غير معيّن (أو على معين ممن حققنا كونه من الملائكة و النبيين ممن نصّ الله تعالىٰ عليه فى كتابه الخ". (شرح الشفاء للقاضى عياض، شرحه الملا على القارى: ۲/۵۴۱، ۵۴۲، الباب الثالث، القسم الرابع، فصل و حكم من سب سائر أنبياء الله تعالىٰ وملائكته الخ، دارلكتب العلمية)

خفاجی (۱)، الصارم المسلول (۲)، ردالمحتار (۳) شرح مقاصد (۴) کو تفصیل سے دیکھئے کہ کن اشیاء سے ارتداد کا حکم ہوجاتا ہے۔ اور خصوصیت سے مرزا غلام احمد قادیانی کے متعلق "إکفار الملحدین" (۵) اور "فیصلہ مقدمہ بہاولپور" (۶) میں کافی تفصیل موجود ہے۔ جو جماعت مرزا کی ہم عقیدہ ہے اور اس کو نبی مانتی ہے اس کا حکم عبارات مذکورہ سے ظاہر ہوگیا۔

---

(۱) ﴿من كان عدواً لله، وملائكته ورسله وجبريل وميكل فإن الله عدو للكفرين﴾ (البقرة: ۹۸) أراد بعد اوة الله مخالفة عناداً أو معادا ة المقربين من عباده ...... وضع الظاهر موضع المضمر للدلالة على أنه تعالىٰ عاداهم لكفرهم وأن عداوة الملائكة والرسل كفر". (حاشية الشهاب، المسماة بعناية الخفاجي وكفاية الراضي، للقاضي شهاب الدين بن احمد الخفاجي: ۲/۳۴۳، (سورة البقرة: ۹۹)، دارالكتب العلمية، بيروت)

(۲) "أجمعت الأمة على قتل متنقصه (أى متنقص النبى) من المسلمين وسابه وكذا لک حكى عن غير واحد الإجماع على قتله وتكفيره .... أجمع المسلمون على أن من سب الله أو سب رسوله صلى الله عليه وسلم أو دفع شيئاً مما أنزل الله عزوجل أو قتل نبياً ...... أنه كافر بذلک .... وقال محمد بن سحنون: أجمع العلماء على أن شاتم النبى صلى الله عليه وسلم والمتنقّص له كافر .... أنه من شتم النبى صلى الله عليه وسلم فهو مرتد عن الإسلام..........وأما الآيات الدالات على كفر الشاتم وقتله .... منها قوله تعالىٰ: ﴿ومنهم الذين يؤذون النبى﴾ الاية الخ". (الصارم المسلول على شاتم الرسول من مجموعة رسائل عابدين ،ص: ۱، إلى آخره ، المسئلة الأولى، دارالكتب العربى، بيروت)

(۳) (ردالمحتار: ۴/۲۲۲، باب المرتد، كتاب الجهاد، سعيد)

(۴) "فإن قيل: من استخف بالشرع أو الشارع أو ألقى المصحف فى القاذورات أو شد الزنار بالإختيار كافرٌإجماعاً .... قلنا .... يجوز أن يجعل الشارع بعض محظورات الشرع علامة التكذيب فيحكم بكفر مَن ارتكبه وبوجود التكذيب فيه وانتفاء التصديق عنه كالا ستخفاف بالشرع وشد الزنار". (شرح المقاصد: ۳/۴۵۸، المقصد السادس، فصل فى الأسماء والأحكام، المبحث السادس فى تعريف الكفر، دارالكتب العلمية، بيروت)

(۵) (رسائل الكشميرى، ج:۳، رساله إكفار الملحدين، ص: ۱۰، ۱۱، إدارة القرآن)

(۶) (ملفوظات انور شاه كشميرى، مقدمۂ بهاولپور، ص: ۴۸-۵۱، إداره تاليفات اشرفيه)

امر دوم: جس شخص کی تکفیر کے متعلق نصوص بالا ناطق ہوں اس کو مجدد، ولی اعتقاد کرنا بھی کفر ہے۔ خود خیال کیجئے کہ اللہ تعالیٰ جس کے عدوّ ہوں اس سے محبت اور اعتقاد صراحۃً اللہ تعالیٰ کی مخالفت ہے یا نہیں، مرزا غلام احمد کی حیثیت صرف کافر اصلی کی نہیں بلکہ مرتد کی تھی اور ارتداد بھی وہ جو کہ زندیق میں ہوتا ہے، آج بھی جو شخص مرزا کے عقائد کو اختیار کرے گا اس پر بھی شریعت مرتد کا حکم لگائے گی، زندیق اور مرتد کے احکام ردالمحتار، ص: ٤٥٧ (١) میں دیکھئے۔ اجمالی طور پر آپ کے جملہ سوالات کا جواب ظاہر ہوگیا۔ تاہم تفصیل سے نمبروار سنئے۔

۱...... ہر دو کا حکم ایک ہے۔

۲...... قطعیات اور اجماعیات کے انکار کی وجہ سے۔

۳...... یہ جملہ امور شرعاً ناجائز ہیں: "و لا الوثنیات و هو بالإجماع والنص، و یدخل فی عبدة الأوثان عبدة الشمس والنجوم والصور التی استحسنوا، والمعطلة، والزنادقة، والباطنیة، والإباحیة. و فی شرح الوجیز: و کل مذهب یکفر به معتقده اهـ" فتح القدیر: ٢/٣٧٣ (٢)۔

"و لا یجوز للمرتد أن یتزوج مرتدةً و لا مسلمةً و لا کافرةً أصلیةً، و کذلك لا یجوز نکاح المرتدة مع أحد، کذا فی المبسوط اهـ" هندیه، ص: ٢٨٢ (٣)۔

" موتی المسلمین إذا اختلطوا بموتی الکفار، أو قتلی المسلمین بقتلی الکفار، إن کان للمسلمین علامة یعرفون بها یمیز بینهم، و إن لم تکن علامة إن کانت الغلبة للمشرکین فإنه لا یصلی علی الکل، و لکن یغسلون و یکفنون و یدفنون فی مقابر المشرکین اهـ" عالمگیری: ١/١٠٩، مختصراً (٤)۔

---

(١) (رد المحتار، کتاب الجهاد، باب المرتد: ۴/۲۲۱، سعید)

(۲) (فتح القدیر، کتاب النکاح، فصل فی بیان المحرمات: ۳/۲۳۱، مصطفی البابی الحلبی مصر)
(و کذا فی رد المحتار، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات: ۳/۴۵، سعید)

(۳) (الفتاوی العالمکیریة، الباب الثالث فی بیان المحرمات، القسم السابع المحرمات بالشرک: ۲/۲۸۲، رشیدیه)

(۴) (الفتاوی العالمکیریة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الثانی فی الغسل: ۱/۱۵۹، رشیدیه)

"أما المرتد فيلقى فی حفرة کا لکلب اھـ" در مختار، ص:۹۳(۱)۔

۴......مرتد کا رشتہ تو باقی رہتا ہے مگر حقوق رشتہ داری منقطع ہوجاتے ہیں حتی کہ اگر کسی کا کوئی رشتہ دار نعوذ باللہ قادیانی ہوتو اس کا نفقہ واجب نہیں ہوگا:

"و لا نفقة مع الاختلاف ديناً إلا للزوجة والأصول والفروع الذميين اهـ" تنویر۔

"قوله: مع الاختلاف ديناً :أی کالکفر والإسلام فلا يجب على أحدهما الإنفاق على الاخر، و فيه إشعار بأن نفقة السنی على الموسر الشيعی كما أشير إليه فی التكميل قهستانی، والمراد الشيعی المفضل، بخلاف الساب القاذف فإنه مرتد يقتل إن ثبت عليه ذلك، فإن لم يقتل تساهلاً فی إقامة الحدود فالظاهر عدم الوجوب؛ لأن مدار نفقة الرحم المحرم على أهلية الإرث و لا توارث بين مسلم و مرتد، نعم لو كان يجحد ذلك و لا بيّنة يعامل بالظاهر وإن اشتهر حاله بخلافه، والله اعلم"۔ رد المحتار: ۲/۱۵۷ (۲)۔

۵......اگر تعلقات باقی رکھنے سے ان کی اصلاح اور ہدایت کی توقع ہوتو تعلقات کو برقرار رکھنا مناسب ہے اور ایسی حالت میں نرمی وتلطف سے ان کے عقائد کی خرابی کو آہستہ آہستہ ان پر ظاہر کرتے رہنا چاہئے، اگر تعلقات رکھنے سے اپنے اوپر خراب اثر پڑنے کا اندیشہ ہو یا ان کی اصلاح کی توقع نہ ہو یا دوسرے لوگوں کی بدگمانی کا خطرہ ہو یا ترک تعلق سے ان کی توبہ اور اصلاح کی توقع ہوتو تعلق منقطع کردیا جائے، یہ چیز ایسی ہے کہ ہر شخص کے لئے یکساں نہیں بلکہ ماحول کے اختلاف سے مختلف ہوتی رہتی ہے۔ جس صورت میں اخروی نفع کی توقع ہو اس کو اختیار کرنا چاہئے اور دنیاوی نفع کو اخروی نفع پر ترجیح دینا درست نہیں۔ البتہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے دشمن سے قلبی محبت رکھنا حرام ہے:

قال الله تبارك و تعالیٰ: ﴿يا أيها الذين امنوا لا تتخذوا عدوی و عدوكم أولياء تلقون

---

(۱) (الدر المختار، باب صلاة الجنازة: ۲/۲۳۰، سعيد)

"وأما المرتد فلا يغسل و لا يكفن، و إنما يلقى في حفرة كالكلب". (البحر الرائق، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته: ۲/۳۳۴، رشيديه)

(۲) (الدر المختار مع رد المحتار، باب النفقة: ۳/۶۳۱، سعيد)

2

إلیهم بالمودة﴾ الآیة۔

"روی أنها فی حاطب بن أبی بلتعة رضی اللّٰه تعالیٰ عنه حین کتب إلی کفار قریش ینصح لهم، فاطلع اللّٰه نبیه علی ذلك فدعاه النبی صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم، فقال: "أنت کتبت هذا الکتاب"؟ قال: نعم، قال: "وما حملك علی ذلك"؟ قال: أما واللّٰه! ماارتبت فی اللّٰه منذ أسلمت، ولکنی کنت امرأً غریباً فی قریش، و کان لی بمکة مال و بنون، فأردت أن أدافع بذلك عنهم، فقال عمر رضی اللّٰه تعالیٰ عنه: ائذن لی یا رسول اللّٰه! فأضرب عنقه، فقال النبی صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم: "مهلاً یا ابن الخطاب! إنه قد شهد بدراً، و ما یدریك لعل اللّٰه قد اطلع علی أهل بدر فقال: ﴿اعملوا ما شئتم﴾ فإنی غافر لکم الخ". أحکام القرآن للجصاص: ۵۳۳/۳، (۱)۔

"وفیه دلیل علی أن الکبیرة لا تسلب إسم الإیمان الخ". تفسیر مدارك التنزیل: ۱۸۶/٤ (۲)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، ۶۱/۲/۲۴ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۸/صفر/۶۱ھ۔

صحیح: عبد اللطیف، مدرسہ مظاہر علوم

قادیانی اوراس کی کتابیں

سوال[۴۷۹]: میں تبلیغی جماعت کا ایک خادم ہوں، ایک سفر میں میری ملاقات ایک قادیانی سے ہوگئی، میں نے اس سے دریافت کیا کہ علمائے دیوبند تم لوگوں کو کافر کہتے ہیں، اس نے کہا کہ ان لوگوں نے ہماری کتابوں کا مطلب غلط سمجھا، حالانکہ ان حضرات کو ہم سے مطلب معلوم کرنا چاہئے تھا اور کافر نہیں کہنا چاہئے تھا۔ میں نے کہا کہ ان کتابوں کے نام کیا ہیں؟ انہوں نے ان کتابوں کے نام بتائے "ایک غلطی کا ازالہ، انجام آتھم، حقیقت وحی، ازالۃ الاوہام"۔ سوال یہ ہے کہ یہ کتابیں کیسی ہیں اوراس پر عمل کرنا کیسا ہے، اس شخص کا کہنا درست ہے یا غلط؟ فقط۔

---

(۱) (أحکام القرآن للجصاص (الممتحنة: ۱): ۴۵۱/۳، قدیمی)

(۲) (تفسیر المدارک (الممتحنة: ۱): ۶۷۲/۲، قدیمی)

الجواب حامداً و مصلیاً:

مرزا غلام احمد قادیانی نے دعوائے نبوت کیا اور ختم نبوت کا انکار کیا ہے، حالانکہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب سے آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور یہ مسئلہ قرآن پاک اور احادیثِ مشہورہ اور اجماع سے ثابت ہے (۱)، اس دعویٰ کی وجہ سے مرزا کافر ہے اور جو شخص اس کے اس دعویٰ کی تصدیق کرتا ہے وہ بھی اس کے حکم میں ہے (۲)۔

مرزا کی زندگی میں اس سے مناظرہ کیا گیا اور اس کے ہر غلط دعویٰ کی تردید قرآن پاک اور احادیث کے ذریعہ سے کی گئی اور اس پر کفر کا فتویٰ لگایا گیا، وہ خود اپنی عبارات اور کتابوں کا کوئی صحیح مطلب نہیں بیان کرسکا تو آج اس کے ماننے والے کس شمار میں ہیں، اگر وہ کوئی ایسا مطلب بیان بھی کریں جس کے خلاف صراحۃً مرزا نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے تو وہ خود انکا مطلب ہے مرزا کا مطلب نہیں ہوگا۔ اس کی تردید کے لئے ''هدية المفتری، إكفار الملحدين ، دفع الأوهام، عقيدة الإسلام فی حيٰوة عيسىٰ عليه السلام ، ختم نبوة ، عشرهٔ كامله'' وغیرہ بہت سی کتابیں تصنیف ہوکر عرصہ ہوا شائع ہوچکی ہیں، جن میں ان کی کفریات ایک دو نہیں بلکہ بڑی مقدار میں پوری تفصیل کے ساتھ درج ہیں، اس لئے اس کی کتابوں کا مطالعہ عوام ہرگز نہ

---

(۱) قال الله تعالیٰ: ﴿ما كان محمد أبا أحد من رجالكم و لكن رسول الله و خاتم النبيين﴾ (الأحزاب: ۴۰)

''عن جابر رضی الله عنه أن النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم قال: ''أنا قائد المرسلين و لا فخر، و أنا خاتم النبيين و لا فخر .... الخ''. (مشكوة المصابيح، باب فضائل سيد المرسلين صلوات الله و سلامه عليه: ۵۱۴/۲، قديمی)

''و أن محمداً عبده المصطفى، و نبيه المجتبى، و رسوله المرتضى، خاتم الأنبياء و إمام الأتقياء''. (العقيدة الطحاوية: ۶، قديمی)

''و لا ينجو من الكفر إلا من أكفر ذلک الملحد (أی غلام أحمد القاديانی) بلا تلعثم و تردد''. (مجموعه رسائل الكشميری، إكفار الملحدين: ۱۰، إدارة القرآن)

(۲) ''إذا رأى منكراً معلوماً من الدين بالضرورة، فلم ينكره و لم يكرهه، و رضي به و استحسنه، كان كافراً''. (مرقاة المفاتيح، كتاب الآداب ،باب الأمر بالمعروف :۸۶۱/۸، رشيديه)

کریں۔اہل علم حضرات تردید کے لئے ان کی کتابوں کا مطالعہ کر کے اس کی اَور کفریات کو ظاہر کرتے ہیں۔مرزا غلام احمد نے ایک شعر کہا ہے۔

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق لکھا ہے کہ انہوں نے اپنے باپ یوسف کے ساتھ سترہ سال کی عمر تک نجاری (بڑھئی) کا کام سیکھا اور خود ان کی قبر کشمیر میں ہے اور ان کی تین دادیاں اور تین نانیاں زانیہ تھیں حالانکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے (۱) اور زندہ آسمان پر اٹھائے گئے (۲) اور ان کی والدہ اوران کی نانی کا تذکرہ قرآن شریف میں احترام کے ساتھ کیا گیا (۳) اور فرمایا گیا ہے ﴿وأمه صديقة﴾ (٤) غرض مرزا غلام احمد قادیانی نے کفریات لکھنے میں کچھ کمی نہیں کی اس لئے وہ تمام علماء کے نزدیک کافر ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند،۱۵/ ۸/ ۸۷ھ۔

الجواب صحیح، بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند،۱۵/ ۸/ ۸۷ھ۔

قادیانیوں سے تعلق

سوال[۴۸۰]: بدقسمتی سے ہمارے قصبہ کے دوتین شخص مرتد ہوکر مرزائی فرقہ ضالہ میں شریک ہوگئے اور ہندوستان کے دیگر علاقوں کی طرح ہمارے قصبہ میں بھی ابتداء اس فرقہ کے استیصال کی طرف توجہ نہ کی گئی اور مرتدین کے ساتھ خلط ملط اور اکل وشرب وغیرہ کا سلسلہ بدستور جاری رہا،تقریباً دس سال ہوئے مولانا مولوی محمد ایوب صاحب بیگ فاضل دیوبند نے اہل قصبہ کو اس فرقہ کے دجل سے آگاہ کرتے ہوئے اہل قصبہ کو ان سے انقطاع تعلقات کی تلقین فرمائی،بحمد للہ تعالیٰ اس مردحق کی پندونصیحت کا اچھا اثر ہوا اور اہل قصبہ نے مرتدین سے

---

(۱) قال الله تعالیٰ: ﴿قالت أنّى يكون لي غلام، ولم يمسسني بشر، و لم أک بغياً، قال كذلک قال ربک هو علي هين﴾ (مريم : ۲۰، ۲۱)

(۲) قال الله تعالیٰ: ﴿ و ما قتلوه يقينا بل رفعه الله ﴾ (النسآء : ۱۵۷، ۱۵۸)

(۳) قال الله تعالیٰ: ﴿ يا أخت هٰرون ما كان أبوک امرأ سوء وما كانت أمک بغياً﴾ (مريم : ۲۸)

(۴) قال الله تعالیٰ: ﴿ وأمه صديقة ﴾ (المائدة : ۷۵)

یہاں تک مقاطعہ کیا کہ قصبہ میں ان کے لئے رہنا دشوار ہوگیا اور کچھ عرصہ کے لئے قصبہ چھوڑ کر مرتدین کے چلے جانے سے قصبہ پاک ہوگیا، عوام ان کے دامِ تزویر سے بچ گئے اور آج تک قصبہ میں مرتدین کو کسی نے رشتہ وغیرہ نہیں دیا۔

اب کچھ عرصہ سے مرتدین کے رشتہ دار اور دیگر ضعیف الایمان لوگ چھپ چھپ کر مرتدین سے ملتے ہیں اور سوائے تعلقات مناکحت کے جو آشکارا کئے بغیر نہیں ہوسکتے، دیگر ہر قسم کے تعلقات رکھتے ہیں، بظاہر مقاطعہ کئے ہوئے ہیں، چند خدام دین جو یہ چاہتے ہیں کہ یہ دجل وضلالت کا پودا اس قصبہ میں نشونما نہ پائے بلکہ ہر ممکن کوشش سے قصبہ کو اس فتنہ سے پاک کیا جائے، عوام کو مرتدین سے مقاطعہ کرنے کی تلقین کرتے ہیں، نہ صرف یہ بلکہ جو لوگ مرتدین سے براہِ راست تعلق رکھتے ہیں ان سے بھی مقاطعہ کرنے کو کہتے ہیں۔ براہ نوازش اپنا قیمتی وقت اس کارِ خیر میں صرف فرما کر تمام مضمون کو بغور ملاحظہ فرماویں اور مندرجہ ذیل مسائل کا مفصل جواب حوالہ جات کے ساتھ فرما کر عنداللہ ماجور وعندالناس مشکور ہوں۔

۱...... وہ لوگ جو مرتدین سے تعلقات اکل وشرب اور ہر قسم کے تعلقات رکھتے ہیں آیا وہ بھی مرتد ہوجاتے ہیں یا صرف گنہگار؟ اگر گنہگار ہوتے ہیں تو کس درجہ میں؟ آیا عام فاسق وفاجر یا بے نمازیوں اور ان لوگوں میں کچھ فرق ہے یا سب یکساں گنہگار ہیں؟ ایسے لوگوں سے جو مرتدین سے میل جول اور اکل وشرب وغیرہ تعلقات رکھتے ہیں، قصبہ کے عام مسلمان میل ملاپ رکھیں یا اس غرض سے تعلقات منقطع کردیں کہ وہ مرتدین سے میل جول چھوڑنے پر مجبور ہوجائیں؟

۲...... وہ لوگ جو مرتدین سے تعلقات اکل وشرب ومناکحت وغیرہ تو نہیں رکھتے، لیکن نشست وبرخاست گفت وشنید اور خلط ملط رکھتے ہیں وہ کس درجہ میں گنہگار ہیں، عام گنہگاروں اور ان میں کیا فرق ہے اور ان کے ساتھ قصبہ کے دیگر مسلمان تعلق رکھیں یا نہیں؟

۳......ایک شخص جس کا داماد مرزائی ہے، برادری کے انقطاعِ تعلقات کی وجہ سے متعدد بار توبہ کرچکا ہے اور قسم کھاچکا ہے کہ میں اپنی بیٹی اور داماد سے آئندہ کوئی تعلق نہ رکھوں گا، لیکن ہر توبہ کے بعد یہ ہوتا ہے کہ داماد اور بیٹی کے پاس آتا جاتا ہے اور ان سے ہر قسم کے تعلقات رکھتا ہے، ایسے شخص کی توبہ پر کب تک اعتماد کیا جائے؟

۴......ایک لڑکی جس کا خاوند مرتد ہوگیا وہ برادری کے شور وغوغا کی وجہ سے اپنے والد اور تایا سے کہتی ہے کہ اگر میرے نان ونفقہ کا انتظام کردو تو میں اپنے خاوند کو جو مرتد ہونے کی وجہ سے خاوند بھی شرعاً نہیں رہا چھوڑ دوں گی لیکن اس کا باپ اور تایا باوجود قدرت رکھنے کے اس کے نان ونفقہ کی کفالت سے انکار کرتے ہیں، یہ دونوں کس درجہ کے گنہگار ہیں اور ان سے قصبہ کے عام مسلمان تعلقات رکھیں یا منقطع کردیں اور اگر رکھیں تو کس قسم کے تعلقات رکھ سکتے ہیں؟ احقر یار محمد عفی عنہ۔

برائے نوازش بغور مطالعہ فرمانے کے بعد تمام سوالات کا مفصل جواب علیحدہ علیحدہ تحریر فرمادیں، قرآن وحدیث کا حوالہ حتی الامکان دیا جائے۔ مسلم جنرل ٹریڈنگ کمپنی پوسٹ نمبرا کراچی۔

الجواب حامداً و مصلیاً:

قال الله تعالیٰ: ﴿و لا ترکنوا إلی الذین ظلموا فتمسکم النار﴾ الآیة. والرکون إلی الشيء هو السکون إلیه بالأنس والمحبة، فاقتضی ذلك النهي عن مجالسة الظالمین و مؤانستهم والإنصات إلیهم و هو مثل قوله تعالیٰ: ﴿فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین﴾ اهـ". أحکام القرآن: ۲۰۵/۳(۱)۔

وقال تعالیٰ: ﴿یاأیها الذین امنوا لا تتخذوا الذین اتخذوا دینکم هزواً و لعباً﴾ (۲).

وقال تعالیٰ: ﴿فأعرض عمن تولی عن ذکرنا و لم یرد إلا الحیوٰة الدنیا، ذلك مبلغهم من العلم، إن ربك هو أعلم بمن ضل عن سبیله و هو أعلم بمن اهتدی﴾(۳)۔

مرزائی لوگ بفتویٰ علمائے حق کافر و مرتد ہیں، ان کے ساتھ رشتۂ مناکحت قطعاً ناجائز ہے(۴) اور ایسا

(۱)(احکام القرآن للجصاص، (هود: ۱۱۳): ۲۴۳/۳، قدیمی)

(۲) (المائدة: ۵۷)

(۳)(النجم: ۲۹، ۳۰)

(۴) "(ولا) یصلح (أن ینکح مرتد أو مرتدة أحداً) من الناس مطلقاً". (الدر المختار، باب نکاح الکافر: ۲۰۰/۳، سعید)

"و لا ینکح مرتد أو مرتدة أحداً". (کنز الدقائق، باب نکاح الکافر، ص: ۱۱۰، رشیدیه)

(و کذا في الاختیار، کتاب النکاح: ۱۲۶/۳، دارالکتب العلمیة، بیروت)

نکاح منعقد نہیں ہوتا بلکہ وہ زنا کے حکم میں ہے، جتنے لوگ ایسے نکاح میں شریک ہوں یا باوجود قدرت کے ایسے نکاح کو نہ روکیں وہ سب حسبِ حیثیت گنہگار ہوں گے(۱)۔

مرتد کے ساتھ اکل وشرب ومجالست وغیرہ بھی ناجائز ہے قلبی محبت بھی قطعاً ممنوع ہے(۲) جو مسلم عورت کسی مرزائی کے نکاح میں ہے تمام اہل قدرت پر حسب قدرت اس کو چھڑانا واجب ہے خاص کر جب کہ وہ خود بھی اس سے علیحدہ ہونے کی خواہشمند ہو، جو شخص جس قدر صاحبِ اختیار ہے اور اس کے چھڑانے میں کوتاہی کرے اسی قدر وہ گنہگار ہے۔ اگر کوئی مرتد صدق دل سے توبہ کرے اور تجدید ایمان کرے تو اس کی توبہ قبول ہو جائے گی(۳) اگر ترک تعلقات کے ذریعہ سے اس کی توقع ہے کہ کوئی مسلمان کسی مرزائی سے تعلق نہیں رکھے گا تو ضرور ایسے شخص سے ترک تعلق کر دیا جائے۔ اگر یہ خیال ہے کہ نرمی سے سمجھانے اور اخلاق کے ساتھ پیش آنے پر اپنی حرکت سے باز آ جائے گا اور ترک تعلق سے اس کی ضد اور زیادہ ہوگی تو اس سے نرمی کا معاملہ کیا جائے۔

الغرض مرتد خدا کے دشمن ہیں ان سے جس قدر کوئی محبت کا تعلق رکھے گا اسی قدر وہ خدا کی رحمت سے دور ہوگا۔ "المرء مع من أحب"(٤) کے ماتحت اسی جماعت میں اس کا حشر ہوگا، اور دنیا وآخرت میں خدا کے دشمنوں کا شریک ورفیق سمجھا جائے گا اور یہ گناہ ان گناہوں سے بڑھ کر ہے جن کا تعلق محض اپنے نفس سے ہے کیونکہ ایسا شخص خدائی باغیوں کا ہم پلہ ہے والعیاذ باللہ۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۹/ ۸/ ٦٤ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، صحیح: عبد اللطیف، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

---

(۱) "ما من قوم يعمل فيهم بالمعاصي ثم يقدرون على أن يغيروا، ثم لا يغيرون إلا يوشك أن يعمهم الله بعقاب". (مشكوة المصابيح، باب الأمر بالمعروف: ۲/ ٤۳٦، ٤۳۷، قديمي)

(۲) قال الله تعالىٰ: ﴿لا تجد قوماً يؤمنون بالله واليوم الآخر يوآدون من حاد الله و رسوله﴾. (المجادلة: ۲۲)

(۳) "و كل مسلم ارتد فتوبته مقبولة". (الدر المختار، باب المرتد: ٤/ ۲۳۱، سعيد)

(٤) (فيض القدير: ۱۲/ ٦۱۱۳، ٦۱۱٤، رقم الحديث: ۹۱۹۰، ۹۱۹۱، مكتبه نزار مصطفىٰ الباز)

(و مشكوة المصابيح، ص: ٤۲٦، باب الحب في الله، الفصل الأول، قديمي)

(و جامع الترمذي: ۲/ ٦٤، أبواب الزهد، باب المرء مع من أحب، سعيد)

قادیانی کا مسجد میں نماز کے لئے آنا

سوال[۴۸۱]: قادیانی مذہب کے اشخاص بروقت ہونے جماعت مسجد سنت والجماعت علیحدہ کھڑے ہوکر نماز خود ادا کرتے ہیں اور وضوبھی آفتابہ مسجد و پانی مسجد سے کرتے ہیں، بوجہ فتویٰ کفر ہونے کے قادیانی فرقہ کے لوگ نماز مسجد سنت والجماعت میں ادا کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اور ادا کر سکتے ہیں تو اہل سنت والجماعت پر تو کوئی مؤاخذہ نہیں ہے؟　　ریاض الحق کلیانوی از تھانہ بھون

الجواب هوالموفق للصواب:

قادیانی جب مسلمان نہیں تو ان کی نماز نہیں، ان کو مسجد میں آکر نماز ادا کرنے سے روک دینا چاہئے اگر اندیشہ فساد نہ ہو۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہ، ۲۳/۳/۵۳ھ۔

صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبداللطیف عفا اللہ عنہ، ۲۶/ ربیع الاول/ ۵۳ھ۔

بیمار قادیانی کی تیمارداری

سوال[۴۸۲]: مرزائی مفلوج الجسم اور مفلس، تنگ دست رشتہ دار کی خدمت جسمانی یا امداد مالی مثلاً ماموں ہے، کرنا اور کوئی اس کا رشتہ دار خدمت کرنے والا نہ ہو، محض مخلوق خدا کافر اور پلید سمجھ کر جیسے کتے وغیرہ کی خدمت ہے جائز ہے یا نہیں؟　　سائل: صوفی علی محمد مسجد نور جالندھر شہر، ۳۱/ مارچ/ ۴۵ء۔

الجواب حامداً و مصلیاً:

مرزائی صرف کافر ہی نہیں بلکہ مرتد ہیں، جو معاملہ دیگر کفار کے ساتھ کیا جاتا ہے، مرتد کے ساتھ شرعاً نہیں کیا جاتا اس لئے مرتد کے ساتھ کوئی ہمدردی نہیں چاہئے، البتہ اگر یہ توقع ہو کہ وہ خوش اخلاقی اور تیمارداری سے متأثر ہوکر ارتداد سے تائب ہوجائے گا اور اسلام قبول کرلے گا تو پھر یہ تیمارداری مستقل تبلیغ کا حکم رکھتی ہے، بشرطیکہ نیت یہی ہو(۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

---

(۱) "قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: " إنما الأعمال بالنيات وإنما لامرىء مانوى". (صحيح البخاري، باب كيف كان بدء الوحي إلى رسول الله صلى الله تعالیٰ عليه وسلم: ۱/۲، قديمي)

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور
الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۴/ ربیع الثانی ۶۴ھ۔
صحیح عبد اللطیف، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

قادیانیوں کا مرتب کردہ قاعدہ ''یسرنا القرآن''

سوال [۴۸۳]: قاعدہ ''یسرنا القرآن'' جو قادیانیوں کا بنایا ہوا ہے جس میں کوئی عقیدہ قادیانی کی بات نہیں کہ جس سے فساد عقیدہ اور فساد عمل شرعی ہوتا ہو، بلکہ اس کی ترکیب وترتیب اور ہدایات بابت طریقہ تعلیم ایسی ہے جس کے باعث بچہ بسہولت پانچ چھ ماہ میں بلکہ اس سے کم مدت میں ناظرہ ختم کر لیتا ہے، چنانچہ راقم کا خود تجربہ ہے کہ بہت سے بچوں کو تین تین چار چار ماہ میں ختم کرایا ہوں۔ تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا اس قاعدہ کا پڑھنا جائز ہے، اور کیا کفار کی بنائی ہوئی چیز کو اس کے کمال اور کسی خوبی اور عمدگی کی وجہ سے عمدہ اور اچھا کہنا جائز ہے یا نہیں مثلاً یوں کہنا کہ متھرا کا پیڑا اور بھگوان پور کا پیڑا بہت اچھا ہے اس لئے کہ اچھا مشہور ہے تو اچھا کہنا کیسا ہے کیونکہ اس کے بنانے والے کافر ہیں یا یوں کہنا کہ امریکن لالٹین یا جرمنی کوئی چیز اچھی ہے تو اس کو اچھا کہنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

امریکن لالٹین اور قاعدہ یسرنا القرآن میں بہت فرق ہے، اول خالص دنیاوی چیز ہے اور ثانی تعلیم قرآن اور دینیات کی ابتداء واجراء ہے، اول کی تعریف سے کفار کے دین کی تعریف نہیں ہوتی ہے اور ثانی کی تعریف سے دل میں یہ بات بیٹھ جاتی ہے کہ جن لوگوں نے بچوں کی تعلیم وتربیت کے لئے اتنا بہترین انتظام کیا ہے جس سے بچہ بہت جلد ناظرہ رواں اور حفظ پڑھنے پر قادر ہو جاتا ہے اور اس کا وقت ضائع ہونے سے محفوظ رہتا ہے، وقت جیسی قیمتی چیز کی حفاظت کرنا اور اس کو ضائع ہونے سے بچانا یہ لوگ خوب جانتے ہیں، لامحالہ دینی اصول وفروع میں بھی یہ لوگ ماہر ہونگے اور ان کا طریقہ تعلیم بہت اچھا ہے، لہٰذا ان کو اپنے مدارس میں ملازم رکھنا چاہئے یا ان کے مدارس میں اپنے بچوں کو داخل کرنا چاہئے۔

علی ہذا القیاس بچہ جو کہ عقائد قادیانی سے بالکل بے خبر ہے جب وہ ان کا بنایا ہوا قاعدہ پڑھے گا پھر آئندہ وہ دوسرے قواعد یا کتب میں وہ سہولت نہ پائے گا اور بعد میں معلوم کرے گا کہ وہ پہلا قاعدہ قادیانی کا

تصنیف کردہ ہے تو لامحالہ اس کی طبیعت میں قادیانی کی نہ صرف تعریف بلکہ قدر پیدا ہوگی اور یہ خواہش کرے گا کہ میں ان کی دوسری تصانیف بھی پڑھوں، وہ بھی اسی طرح سہل اور دل نشین طریق پر ہونگی اور ان کی کتابیں پڑھنے سے جو نتیجہ ہوگا وہ ظاہر ہے۔

پھر اگر خراب نتیجے سے والدین منع بھی کریں اور قادیانی کی بُرائی بھی سمجھادیں تب بھی بچہ کہے گا کہ یہ کسی عداوت نفسانی کی وجہ سے منع کر رہے ہیں ورنہ واقعتاً اگر قادیانی خراب ہوتا تو اس کا بنایا ہوا قاعدہ کیوں پڑھاتے؟ اور جب اس قاعدے سے اس قدر نفع ہوا جس کا میں تجربہ کر چکا ہوں اور اس کی تعریف اپنے ابتدائی استاذ صاحب قاری خدابخش سے سن چکا ہوں تو لامحالہ دوسری کتابیں بھی ایسی ہی ہونگی، تلبیس کی بنا پر روحانی اور معنوی غیر محسوس طریقہ پر جو اثر پڑتا ہے وہ غلط ہے، اس لئے اہل تقوی کفار کی دوکانوں سے اشیاء خریدنے سے احتراز کرتے ہیں اور اہل اسلام کی دوکانوں سے خریدتے ہیں (۱)۔

پھر جب آپ اس قاعدہ "یسرنا القرآن" کو رواج دے کر سب جگہ شائع کردیں گے تو اس سے قادیانیت کی بہت بڑی تبلیغ ہوگی اس لئے کہ یہ قاعدہ رجسٹرڈ ہے، کوئی دوسرا اس کو نہیں چھپوا سکتا اور لامحالہ قادیانیوں سے خریدنا ہوگا اور وہ روپیہ مبلغین کو دیا جائے گا کہ اہل اسلام کی تردید کر کے قادیانی مذہب کو پھیلایا جائے اور مسلمانوں سے مجمع عام میں مناظرہ کیا جائے اور اہل اسلام کے خلاف کتابیں چھپوا کر شائع کی جائیں۔ نیز بغدادی قاعدہ اور نورانی قاعدہ جن کو مخلص دینداروں نے تصنیف کیا ہے، وہ بیکار اور موقوف ہوجائیں گے۔ آج آپ کو یہ قاعدہ پسند آیا اس کے نتائج یہ ہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

---

(۱) "عن عامر قال: سمعت النعمان بن بشير رضى الله تعالىٰ عنه يقول: سمعت رسول الله يقول: "الحلال بيّن والحرام بيّن و بينهما مشتبهات، لا يعلمها كثير من الناس فمن اتقى المشبهات استبرأ لدينه و عرضه". (الصحيح للبخارى: ۱۳/۱، كتاب الإيمان، باب فضل من إستبرأ لدينه، قديمى)

قال الملا على القارى:"و فى شرح السنة : هذا الحديث أصل فى الورع، وهو أن ما اشتبه أمره فى التحليل والتحريم، و لا يعرف له أصل متقدم، فالورع أن يتركه و يجتنبه، فإنه إذا لم يتركه و استمر عليه و اعتاده جر ذلك إلى الوقوع فى الحرام .... و يدخل فى هذا الباب معاملة من فى ماله شبهة أو خالطه ربا ، فالأولى أن يحترز عنها و يتركها .... عن ابن شهاب قال: "كنت ليلةً مع سفيان الثورى ، فرأى ناراً من بعيد فقال: ما هذا ؟ فقلت: نار صاحب الشرطة، فقال: اذهب بنا فى طريق آخر ؛ لأنه =

مرزا کے قول کا حوالہ

سوال[۴۸۴]: ایک دفعہ جناب والا نے قادیانی ملعون کا تذکرہ فرماتے ہوئے اس کا ایک الہام ذکر فرمایا تھا کہ ''آج رات خدا نے میرے سے قوتِ رجولیت کا اظہار کیا (ہمبستری کی) جس کے نتیجہ میں مجھے حمل قرار پا گیا'' یہ الہام کس کتاب میں ہے؟ جناب والا کو یاد ہو تو تحریر فرمادیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

صفحہ تو محفوظ نہیں لیکن مرزا کی کتابوں سے عشرۂ کاملہ میں بھی نقل کیا ہے(۱)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۶/۱۱/۸۵ھ۔

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند، ۶/۱۱/۸۵ھ۔

الجواب صحیح: سید احمد علی سعید نائب مفتی دارالعلوم دیوبند، ۶/۱۱/۸۵ھ۔



= يستضيء بنارهم. قلت: و ما أنسب قوله تعالىٰ: ﴿و لا تركنوا إلى الذين ظلموا فتمسكم النار﴾. (مرقاة المفاتيح، كتاب البيوع، باب الكسب وطلب الحلال، رقم الحديث: ۲۷۶۲، ۶/۱۵، رشيديه)

(۱) عشره كامله في إبطال الفتنة المرزائيه. مصنفہ: مولانا یعقوب صاحب پٹیالوی رحمۃ اللہ علیہ، ص: ۳۱، ۳۲ میں ہے:

''خدا کی بیوی اور اس کے لوازمات۔ الہاماتِ ذیل پر غور کریں:

(الف) **مرزا کا حیض اور بچہ** – يريدون أن يروا طمثك. اس الہام کی تشریح مرزا صاحب یوں بیان کرتے ہیں: ''بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے یا کسی پلیدی اور ناپاکی پر اطلاع پائے، مگر اللہ تعالیٰ تجھے اپنے انعامات دکھلائے گا، جو متواتر ہوں گیا اور تجھ میں حیض نہیں بلکہ وہ بچہ ہو گیا ہے جو بمنزلۂ اطفال اللہ کے ہے۔ (تتمة حقيقت الوحی، ص: ۱۴۳)

(ب) **اللہ تعالیٰ کا نطفہ** – أنت من ماء وهم من فثل: یعنی اے مرزا تو ہمارے پانی (نطفہ) سے ہے اور دوسرے لوگ خشکی سے (اربعین: ۳/۳۴)

(ج) **اللہ تعالیٰ سے ہمبستری (نعوذ باللہ)**: زناشوئی کے فعل کا وقوع۔ مرزا صاحب! کے ایک خاص مرید یار محمد صاحب بی۔ او۔ ایل۔ پلیڈر اپنے سٹریکٹ نمبر: ۳۴، موسوم بہ اسلامی قربانی مطبوعہ ریاض ہند پریس امرتسر میں لکھتے ہیں کہ ''جیسا کہ حضرت مسیح موعود (مرزا) نے ایک موقعہ پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی ہے کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت (مردانہ) طاقت کا اظہار فرمایا، سمجھنے والے کے لئے اشارہ کافی ہے''۔ (اسلامی قربانی)

(د) **استقرار حمل**: مرزا صاحب کشتیٔ نوح کے ص: ۴۷ پر لکھتے ہیں کہ ''مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور کئی ماہ بعد جو دس ماہ سے زیادہ نہیں بذریعہ الہام مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا''۔

(عشرہ کاملہ، مطبوعہ مطبعہ اسلامیہ، لاہور، ماہ ذی الحجہ/۱۳۴۲ھ)

ما يتعلق بالشيوعية والاشتراكية

(کمیونزم وسوشلزم)

کمیونزم

سوال [۴۸۵] : ہم لوگ کمیونسٹ پارٹی ہیں، جو چین اور روس میں ہے اور جس کا موجد ''لینن'' اور ''مارکس'' ہیں اس کے موجدین کے کیا کیا اصول وضوابط ہیں؟ کس مذہب کے ماننے والے ہیں؟ اس پارٹی میں قرآنی حکم اور حدیث کی عظمت یا وقار باقی رہ سکتی ہے یا نہیں؟ اور ہم مسلمانوں کو کمیونسٹ پارٹی کو تسلیم کر کے اس میں شرکت جائز ہے یا نہیں؟ غرض اس کے متعلق اسلامی نقطۂ نظر سے اس میں فتویٰ عنایت فرمائیں۔

الجواب حامداً و مصلياً :

کمیونزم کی بنیاد ہی اس پر ہے کہ انسان کو مذہب سے لڑایا جائے، چنانچہ ''واٹ کمیونزم از دیب'' میں ہے ص:۸۱۲ کہ ''کمیونزم کا ممبر اس شخص کے علاوہ کوئی نہیں بن سکتا جو صدق دل سے صاف صاف اس کا اعلان نہ کرے کہ وہ دہریہ ہے یعنی منکر خدا ہے''۔

''اینجلز'' لکھتا ہے کہ:

''ہماری پارٹی طبقہ وار شعور رکھتی ہے اور مزدوروں کی آزادی کے لئے جدوجہد کرتی ہے، ایسی پارٹی مذہبی اعتقادات سے پیدا کردہ جہالت سے غفلت نہیں برت سکتی ہیں، ہمارا بنیادی مقصد ہے کہ مذہبی فریب خوردگی کو دور کیا جائے''۔ (اینجلز، ص:۱۵)

مارکس نے مذہب کے انفرادی معاملہ پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ:

''ہمیں قدم آگے بڑھا کر انسانیت کو مذہب کے اقتدار سے آزاد کرنا ہے، مذہب پر تنقید علم تنقید کا مبدأ ہے''۔ (مارکس سوشلزم، ص:۱۹۲)

''مذہب عوام کے حق میں افیون کا اثر رکھتا ہے'' (بحوالۂ سابق) ''مذہب آواز قدیم کی نظامی غلامی کی بازگشت ہے''۔ (کمیونسٹ مینوفیسٹو کی تشریح، دفعہ نمبر: ۵۵، از

ریزنیوف) بحوالہ الحق، ص:۹، ۱۰/ جمادی الاولیٰ/ ۸۹ھ۔

کمیونزم پر بحث کرتے ہوئے: "حکم الإسلام فی الاشتراکیة" کے مصنف لکھتے ہیں:

" إن العقيدة الأساسية للنظام الاشتراكي هي العقيدة المادية التي تقول: إن المادة هي أصل الأشياء، و لا شيء لغير المادة، و هذا يعني إنكار وجود الخالق العظيم سبحانه وتعالىٰ، وبالتالي إنكار كل دين سماوي و اعتبارها الإيمان بذلك أفيوناً يخدر الشعوب كما يعتقد بذلك الماركسيون والتيتويون وأمثالهم"(۱)۔

یعنی کمیونزم کی بنیادی عقیدہ مادیہ ہے جو کہتا ہے کہ مادہ ہی اصل چیز ہے اور مادہ کے علاوہ کوئی چیز نہیں اور یہ یعنی باری تعالیٰ کا انکار اور انجام کار ہر دین سماوی کا انکار اور ایمان کے حق میں نشہ آور افیون سمجھنا ہے جیسا کہ مارکس اور ٹیٹو کے ماننے والے سمجھتے ہیں (حکم الإسلام فی الاشتراکیة ص: ۱۱۹) ۔اور کمیونزم بھی ایک تحریک ہی نہیں بلکہ ایک جدید مذہب ہے جس کے بانی "مارکس"، "لینن"، وغیرہ یہودی تھے، چنانچہ علامہ طنطاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے۔

ان مختصر جوابات سے آپ نے اندازہ لگالیا ہوگا کہ کمیونزم صرف ایک معاشی تحریک نہیں، بلکہ ایک جدید مذہب ہے جو تمام ادیانِ سابقہ اور الٰہی تعلیمات اور اخلاقی اقدار اور دین حق یعنی ذات خداوندی کے خلاف ہے اور کامریڈوں کی درندگی کی راہ میں سے ہر رکاوٹ کو دور کرنا اس دینِ جدید یا دین یہود کا مسلک و مقصد ہے۔ دینِ سوشلزم جو دشمنِ انسانیت ہے، اس کے بانی شیونن ہار، مارکس، ولینن جو یہودی تھے اور جن کا قول تھا کہ "ہم نے بے زبان حیوانات پر تو سواری کی اب ہم نے اس زمانے میں انسانوں کو سواری بنادیا جن کو جانوروں کی طرح استعمال کریں گے"۔ (جواہر:۲/ ۱۲۸، بحوالہ الحق)

یہ کمیونزم کا اجمالی خاکہ ہے جس سے بخوبی واضح ہوگیا کہ اعتقاد کے اعتبار سے بھی وہ صراحۃً اسلام کے خلاف ہے، سیاسی حیثیت سے اس میں شرکت وقتی طور اگر مفید بھی نظر آتی ہو پھر بھی دینی حیثیت سے اس کا ضرر واضح ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

---

(۱) (حكم الإسلام في الاشتراكية، اختلاف العقائد بين الإسلام والاشتراكية، ص: ۱۱۹، المكتبة العلمية، المدينة المنورة)

کمیونزم کیسی جماعت ہے؟

سوال [۴۸۶]: ہندوستان میں کمیونزم جماعت آپ کے اسلامی نقطۂ نظر سے کیسی جماعت ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

ابتداء تو اس کی خدا اور دین سے بغاوت پر ہے مگر اس کے اصول میں ترمیم بھی ہوتی رہتی ہے، اگر کوئی شخص اصول اسلام کا پابند رہ کر اس میں شرکت کرے تو اس کو اسلام سے خارج نہیں قرار دیا جائے گا، جماعت کے تمام افراد پر ایک حکم نہیں لگایا جائے گا اور اس جماعت کو اسلامی جماعت بھی نہیں کہا جائے گا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۹۰/۴/۲۴ھ۔

کانگریس اور کمیونزم کی تفصیل

سوال [۴۸۷]: زید ایک مسلمان معتقد خدا و رسول اور پابند صوم وصلوۃ ہے، لیکن وہ سیاسی حیثیت سے کمیونسٹ پارٹی کو پسند کرتا ہے، اس کا ممبر اور اس پارٹی کو ووٹ دینا چاہتا ہے، ایک مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ زید گنہگار ہے کیونکہ کمیونزم کا اصل الاصول انکار خدا و مذہب ہے۔ کیا مولوی صاحب مذکور کا فتویٰ صحیح ہے؟

۲...... عمر ایک عالم دین ہے موجودہ دور میں فرقہ پرستی کی بلائے عظیم کا مشاہدہ کر کے اور کانگریسی حکومت کو جن سنگھ سے مغلوب و بے حس سمجھ کر اور کانگریس کی اصلاح سے مایوس ہوکر کہتا ہے کہ کمیونسٹ پارٹی میں شامل ہوکر فرقہ پرستی کو ختم کرنا چاہئے اور شرعی نقطہ نظر سے کمیونسٹ پارٹی میں شامل ہو جانا چاہئے، کیونکہ گاندھی کے گاندھی ازم کے باوجود سیاسی حد تک علماء کرام کانگریس میں شامل ہوئے۔ کیا عمر کا خیال صحیح ہے؟

۳...... بکر بھی ایک عالم دین ہے اس کا کہنا ہے کہ کانگریس کے اصول میں گاندھی جی کے فلسفہ کو لازم نہیں قرار دیا گیا ہے اور اسی طرح خدا پرستی یا دہریت کو بھی لازم نہیں کیا گیا ہے لیکن کمیونسٹ پارٹی میں انکار خدا و مذہب کو لازم ٹھہرایا گیا ہے، کیونکہ کمیونزم کا اصل الاصول انکار خدا و مذہب ہے اس لئے کمیونسٹ پارٹی میں شامل ہونا ناجائز وحرام ہے اور کانگریس میں شامل ہونا جائز ومباح ہے۔ کیا بکر کا یہ خیال صحیح ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

۱...... کمیونزم کی بنیاد خدا اور مذہب کے انکار پر ہے، اعتقاداً اس کے مسلک کو تسلیم کرنا دین اسلام سے خروج کے مرادف ہے، مگر بعض مسلمان جن کو اس حقیقت اور بنیاد کی خبر بھی نہیں وہ محض ایک سیاسی پارٹی کی حیثیت سے شریک ہوجاتے ہیں، ان کو اصل حقیقت سے باخبر کر کے روکنا بہت ضروری ہے ورنہ انجام کار ممکن ہے کہ رفتہ رفتہ اعتقاداً بھی وہ اس مسلک کو اختیار کرلیں جیسا کہ عامۃً ہر شخص پارٹی کے اثرات سے متاثر ہو ہی جاتا ہے الا نادراً اور جو شخص صوم وصلوۃ کا پابند پکا مسلمان ہے اس کی شرکت سے دوسروں پر نہایت خطرناک اثر پڑتا ہے وہ سمجھتے ہیں کہ اگر پارٹی میں خرابی ہوتی تو فلاں پکا دیندار آدمی اس میں کیوں شریک ہوتا اس لئے پوری کوشش کر کے روکا جائے مگر کفر کا فتویٰ لگانے میں جلدی نہ کی جائے کہ اس میں انتہائی احتیاط ضروری ہے(۱)۔

۲...... گاندھی اور نہرو مذہبی نقطۂ نظر سے جو بھی حیثیت رکھتے ہوں مگر کانگریس کی بنیاد خدا اور مذہب کے انکار پر نہیں، اس وجہ سے کہ اس میں شریک ہونے والے ہر مکتب فکر کے لوگ ہیں، وہ بھی ہیں جو خدا کے منکر ہے وہ بھی ہیں جو خدا کو تسلیم کرتے ہیں۔ اشخاص کے اثرات سے کچھ لوگ متاثر ہوئے ان کے تاثر کو دیکھ کر ایک طبقہ بالکل کانگریس سے علیحدہ رہا، کچھ لوگ اتنے پختہ تھے کہ شرکت کے باوجود متاثر نہیں ہوئے انہوں نے متاثر ہونے والے کے تاثر کو خود ان کی کمزوری قرار دیا کہ علیحدہ رہ کر بھی کچھ پختہ نہیں تھے، اس لئے کمیونزم کو کانگریس پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے۔

۳...... یہ تفریق وتقسیم اصولاً صحیح ہے مگر اتنا اضافہ ضروری ہے کہ ضروریاتِ دین کی تعلیم کو مقدم کرنا اور دینی استحکام کا انتظام کرنا ضروری ہے تب شرکت کی اجازت دی جائے، ورنہ اکثریت کے ساتھ مل کر بالکل ان کے افکار وخیالات منضم ہوجائیں گے جس کی نظیریں کچھ کم نہیں۔ واللہ یھدی من یشاء إلی صراط مستقیم۔

---

(۱) "واعلم أنه (لایفتی بکفر مسلم أمکن حمل کلامه علی محمل حسن أو کان في کفره خلاف و لو) کان ذلک (روایةً ضعیفةً) کما حرره فی البحر و عزاه فی الأشباه إلی الصغری".

"و فی الدرر وغیرها : إذا کان في المسألة وجوه :توجب الکفر وواحد یمنعه، فعلی المفتي المیل لما یمنعه". (الدر المختار: ۴/۲۲۹، ۲۳۰، باب المرتد، سعید)

الجواب: نمبر۲ نوٹ: سائل کو جواب ارسال کیا گیا پہلے جواب کی نوعیت مشورہ کی ہے، اسلام کے بنیادی اصول تو جیسے بذریعہ وحی نازل کئے گئے تھے ویسے ہی بدستور قائم ہیں اور ہمیشہ قائم رہیں گے ان میں ترمیم کا کسی کو حق نہیں جو شخص ان میں ترمیم کرے گا وہ خود ہی اسلام سے بعید ہو جائے گا۔ دوسری پارٹیوں کے اصول خود ان کے ذہن کی پیداوار ہیں، ان میں آئے دن ترمیم ہوتی رہتی ہے جیسا کہ مشاہدہ ہے۔ کانگریس اور کمیونسٹ کے موجودہ اصول جن پر ایمان لانا ضروری ہے اور فارم کے دفعات کی تفاصیل جن پر پابندی سے عمل کرنا ضروری ہے ہمارے پاس ارسال کیجئے ان سب کو بغور دیکھ کر جواب تحریر کیا جائے گا کہ ان کے تسلیم کرنے سے اسلام روکتا ہے یا نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۱۱/ ۸/ ۸۸ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند، ۱۳/ ۸/ ۸۸ھ۔

کمیونزم اور سوشلزم

سوال [۴۸۸]: ۱...... کمیونزم اور اس کی دوسری شاخ سوشلزم کفر ہے یا نہیں؟

۲...... سوشلزم جو کہ ایک یہودی کا خود ساختہ عزم ہے، ایک مستقل ضابطۂ جماعت ہے یا محض اقتصادی نظام ہے؟

۳...... کمیونزم اور سوشلزم پسند جماعتوں سے اشتراک کرنا کیسا ہے؟

۴...... کمیونزم اور سوشلزم پسند جماعتوں سے اگر چند علماء اشتراک وتعاون کریں اور تقریری وتحریری طور پر ان کی حمایت کریں تو وہ علماء شرعاً کس حکم میں ہیں اور ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

کمیونزم کی جب ابتداء ہوئی اس کا حال جو کچھ تھا (خدا اور مذہب سے بغاوت) وہ حال بعد میں باقی نہیں رہا، دفعوں میں رفتہ رفتہ ترمیم کی گئی حتیٰ کہ مذہب کے اعتبار سے بالکل پابندی ہٹا کر ہر ایک کو عام آزادی دیدی گئی کہ ہر مذہب کا آدمی اپنے دینی نظریات کو برقرار رکھتے ہوئے اس میں شرکت کرسکتا ہے، اس لئے کمیونزم اور سوشلزم کے موجودہ نظریات جن کی پابندی لازم ہے ان کی تشریح اور تفصیل معلوم ہونی ضروری ہے، اس کے جو اصول اسلام سے ٹکرائیں گے ان کو تسلیم کرنے کی اجازت نہیں ہوگی، اگر اسلام کے بنیادی عقائد پر

ضرب لگے گی تو اسلام کا باقی رہنا مشکل ہوجائے گا، اگر بنیادی عقائد برقرار رہیں گے تو اسلام باقی رہے گا، پھر جو امور شرعاً ناجائز ہوں گے شرعاً ان کی اعانت ناجائز ہوگی۔

کفر کا فتویٰ بغیر پوری تفصیل معلوم ہوئے دینا دشوار ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

اسلامی سوشلزم

سوال[۴۸۹]: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں:

زید ایک ایسی جماعت سے تعلق رکھتا ہے جو کہ اسلامی سوشلزم یعنی اسلامی مساوات چاہتا ہے، مساوات سے مراد یہ ہے کہ غریب انسان اور عوام کو روٹی وغیرہ اور اپنا اپنا حق اسلام کی روشنی میں ملے، اور جماعت کا ہر فرد اور زید بھی خدا، رسول، یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے، نماز، روزہ، زکوۃ ادا کرتا ہے، علماء کرام میں سے کچھ علماء دین نے اسلامی سوشلزم یعنی اسلامی مساوات کو اسلام کی روشنی میں چاہنے والوں کو کافر، مرتد قرار دیا ہے، کچھ علماء دین نے اسلامی سوشلزم یعنی اسلامی مساوات کو جائز قرار دیا ہے اور کچھ علماء دین نے اس اسلامی مساوات کی مخالفت کی ہے۔ ان دونوں علماء دین میں سے کون حق پر ہیں، میں کس کی بات تسلیم کروں؟ ان دونوں علماء دین کی باتوں سے میرا ایمان کمزور ہوگیا ہے۔ برائے کرم صحیح بات کی وضاحت فرما کر میرے ایمان کو تقویت بخشیں، میں کس کی بات پر عمل کروں؟ مظفر علی۔ گجرانوالہ

الجواب حامداً و مصلیاً:

کسی مسلم فرد یا مسلم جماعت کو کافر یا مرتد قرار دینا بڑی ذمہ داری کی بات ہے، جب تک نصوص قطعیہ سے اس کا کفر ثابت نہ ہو اس پر اقدام نہیں کیا جاسکتا (۱) بلا قطعی دلائل کے اگر ایسا کیا جائے تو اندیشہ قوی ہے کہ یہ

---

(۱) "قد ذكروا أن المسئلة المتعلقة بالكفر إذا كان لها تسع و تسعون احتمالاً للكفر واحتمال واحد في نفيه، فالأولى للمفتي والقاضي أن يعمل بالاحتمال النافي". (شرح الفقه الأكبر للملا علي القاري، ص: ۱۶۲، قديمي)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، الباب التاسع في أحكام المرتدين: ۲/۲۸۳، رشيديه)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب السير، باب أحكام المرتدين: ۵/۲۱۰، رشيديه)

کفر اقدام کرنے والے پر عود کر آئے (۱)۔

جو علماء حدود شرع سے واقف ہیں اور کفر و اسلام کی سرحد کو پہچانتے ہیں وہ کبھی ایسا اقدام نہیں کریں گے، اگر کسی غلط بیانی سے یا فریب دے کر ان سے کوئی تحریر حاصل کر لی جائے اور اس طرح تحریر پر دستخط لے لئے جائیں اور پھر تشہیر کر دی جائے کہ کفر کا فتویٰ فلاں عالم یا فلاں فلاں علماء نے دیدیا ہے تو یہ نہایت مکروہ، اور مذموم طریقہ ہے۔

آپ نے دریافت کیا ہے کہ ان دونوں علماء دین میں سے کون حق پر ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ آپ دونوں علماء دین کی وہ مکمل تحریرات یہاں بھیجیں ان کو دیکھ کر معلوم ہو سکے گا کہ کس کے دلائل کس درجہ کے ہیں؟ اس قسم کے شدید اختلافات میں یقیناً عوام کا ایمان کمزور ہو جاتا ہے اور یہ ان کے لئے زبردست فتنہ ہے، سیاسی مقاصد کے تحت کسی کو بلا دلیل کافر بنا دینے والوں کے حق میں یہ فتنہ اس سے بھی زیادہ خطرناک ہے جس قدر عوام کے حق میں ہے، کیونکہ اس کا ایمان بالکل ہی رخصت ہو کر اس جگہ پر کفر قبضہ کر لیتا ہے (العیاذ باللہ)۔

وہاں کے ایسے سیاسی پیچیدہ مسائل کو بہتر یہ ہے کہ وہیں حل کر لیا جائے، ہم لوگ وہاں کی سیاست پر بصیرت نہیں رکھتے کیونکہ ہم کو وہاں کا مشاہدہ حاصل نہیں، یہاں کے ایڈیٹر صاحبان جو کچھ لکھتے ہیں وہ بھی کسی خاص نظریہ سے متأثر ہو کر کسی نظریہ کی تردید یا تائید کرتے ہیں، محض اسلامی نقطۂ نظر سے نہیں کرتے، اس لئے ان پر کوئی فقہی رائے قائم نہیں کی جاسکتی، وہاں کے اخبارات و رسائل کی آمد یہاں بند ہے، وہاں کی موجودہ جماعتوں کا موجودہ دستور اور نصب العین بھی ہمارے پاس نہیں۔ امید کہ ہم کو معذور قرار دیا جائے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیوبند۔



(۱) "عن أبي ذر رضي الله تعالىٰ عنه أنه سمع النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يقول: "لا يرمي رجل رجلاً بالفسوق و لا يرميه بالكفر، إلا ارتدت عليه إن لم يكن صاحبه كذلك". (صحيح البخاري، كتاب الأدب، باب ما ينهى عن السباب واللعن : ۸۹۳/۲، قديمي)

ما یتعلق بالمودودیة

(مودودیوں کے عقائد کا بیان)

جماعت اسلامی کے عقائد

باسمہ تعالیٰ حامداًومصلیاً:

[۴۹۰] کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین حسب ذیل امور میں؟

۱......کیا جماعت اسلامی کے بنیادی عقائد اہل سنت والجماعت کے مطابق ہیں یا اس کے خلاف؟ مع دلائل تحریر کریں۔

۲......کیا جماعت اسلامی فرقہ ضالہ میں ہے یا فرقہ ہدی میں ہے؟ مع دلائل تحریر کریں۔

۳......کیا جماعت اسلامی کے ارکان ومتعلقین کی امامت ان کے پیچھے نماز صحیح طور پر ادا ہوگی یا نہیں یعنی کسی کا امام ہوسکتا ہے یا نہیں؟ تو کیونکر مع الدلائل تحریر کریں۔

۴......کیا جماعت اسلامی کے جلسہ میں شرکت اوران کے ارکان ومتعلقین کی تقریر سننا یا انکی تحریر کا مطالعہ کرنا یا ان لوگوں کی صحبت اختیار کرنا مناسب ہے؟ مع دلائل تحریر کریں۔

المستفتی: محمد مطہر الحسن مبارک پوری مورخہ، ۲۸/ جمادی الاولی/ ۸۸ھ۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

۱......جماعت اسلامی کے بانی اوراونچے ذمہ داروں کی کتابوں میں ایسی چیزیں بھی کثیر تعداد میں موجود ہیں جو اہل السنّت والجماعت کے مسلک کے خلاف ہیں، وہ اپنی اصطلاحات مستقل رکھتے ہیں سنت، اسوہ، بدعت کے جو مفہومات اب تک امت میں شائع ہیں، یہ لوگ ان کو غلط اور دین میں تحریف کا موجب قرار دیتے ہیں، ایمان، اسلام، توحید، رسالت کا شائع شدہ مفہوم بھی ان کے نزدیک قابل تسلیم نہیں۔ انہوں نے دین کو ماضی اور حال کی شخصیتوں سے نہیں سمجھا بلکہ براہ راست کتاب وسنت سے سمجھا ہے اور کتاب اللہ کی تعلیم کیلئے سخت تاکید

ہے کہ حدیث وتفسیر کے پُرانے ذخیرہ سے نہ دی جائے، محدثین جس حدیث کو خوب پرکھ کر صحیح قرار دیں ان لوگوں کے نزدیک اس حدیث کو قول رسول کہنا جائز نہیں جب تک وہ اس کو اپنے معیار پر خود نہ جانچ لیں۔

ان کے نزدیک نئے اور پُرانے متکلمین قرآن پاک سے محروم تھے، ان کا مذاق فاسد تھا، وہ دین آباء کی حیثیت سے اسلام کو مانتے تھے، انہوں نے اسلام کی غلط وکالت کر کے اسلام کو اتنا سخت نقصان پہنچایا کہ اسلام کے مخالفین نے بھی نہیں پہنچایا، ان کے نزدیک خلفائے راشدین اور دیگران صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین پر بھی جاہلیت کے اور غیر اسلامی جذبے حملہ کرتے تھے جن کے جنتی ہونے کی بشارت حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے(۱)۔

غرض ان کی کتابوں کا خلاصہ یہ ہے کہ پورے اسلام کو کسی نے بھی نہیں سمجھا، نہ موجودہ وقت میں کوئی سمجھتا ہے، نہ اب سے چند صدی پیشتر کسی نے سمجھا، محدثین، فقہاء، صوفیاء، مفسرین، متکلمین، تابعین، صحابہ کوئی شخص بھی ان کے نزدیک ایسا نہیں جس نے پورے اسلام کو اور پورے دین کو سمجھا ہو۔ ترجمان القرآن جلد: ۲۶ کے چار شمارے ایک ساتھ شائع ہوئے اس میں یہ اکثر چیزیں موجود ہیں، ''رسائل ومسائل''، ''معرکۂ اسلام وجاہلیت''، ''تنقیدات تفہیمات'' اور ''ترجمان'' کے دوسرے شماروں میں بھی یہ چیزیں پھیلی ہوئی ہیں۔ ''خلافت وملوکیت'' کے نام سے جو کتاب شائع ہوئی ہے، اس میں بہت تفصیل سے ثابت کیا گیا ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلافت کے اہل نہیں تھے، ان امور میں سے جن میں آپ کو شبہ ہو محولہ کتب میں مطالعہ کر لیں، اگر مطالعہ کے باوجود کوئی چیز نظر سے اوجھل رہ جائے تو لکھیں، یہاں سے انشاء اللہ تعالیٰ صفحہ کا حوالہ بھی دیدیا جائے گا، عبارتیں ان کی بہت طویل ہوتی ہیں، اس لئے کتابوں کے نام پر اکتفا کیا گیا، تاہم بوقت ضرورت نقل

---

(۱) ''عن عبد الرحمٰن بن عوف رضی الله عنه أن النبی صلی الله علیه وسلم قال: ''أبوبکر فی الجنة، وعمر فی الجنة، وعثمان فی الجنة، وعلی فی الجنة و طلحة فی الجنة و زبیر فی الجنة، وعبد الرحمٰن بن عوف فی الجنة، وسعد بن أبی وقاص فی الجنة، وسعید بن زید فی الجنة، وأبو عبیدة بن الجراح فی الجنة ''رواه الترمذی''. (مشکوٰة المصابیح، کتاب المناقب، باب مناقب العشرة رضی الله تعالیٰ عنهم، الفصل الثانی، ص: ۵۶۶، قدیمی)

(ورواه الترمذی فی جامعه فی أبواب المناقب، مناقب عبد الرحمٰن بن عوف رضی الله تعالیٰ عنه: ۲/۲۱۵، سعید)

بھی کی جا سکتی ہیں۔امید ہے کہ اب نمبر وار ہر سوال کے جواب کی حاجت نہیں رہے گی، آپ خود ہی اپنے ہر سوال کا جواب پالیں گے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیوبند، ۲۹/۹/۸۸ھ۔

مولانا سید ابوالأعلیٰ مودودی کی جماعت اوران کے عقیدہ کا حکم

سوال[۱۴۹۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس باب میں کہ ابوالأعلیٰ مودودی کی جماعت اوران کے عقیدہ کے متعلق شرعاً کیا حکم ہے؟ جو شخص ان کی جماعت میں شریک ہوں، ان کے مسلک پر عمل کریں تو ایسے شخص کے پیچھے نماز صحیح ودرست ہوگی یا نہیں؟ جواب بالتشریح وبحوالہ کتب عنایت فرمایا جائے۔

مرسلہ:عبدالمجید کمال مظفر پوری۔

الجواب حامداًومصلیاً:

مولانا ابوالاعلیٰ مودودی اوران کی جماعت کے لٹریچر میں بہت سی باتیں ایسی ہیں جو اہل سنت والجماعت کے خلاف ہیں، کچھ باتیں معتزلہ کی ہیں، کچھ خوارج کی ہیں، کچھ روافض کی ہیں، کچھ غیر مقلدین کی ہیں، کچھ منکرین حدیث کی ہیں۔دین، اسلام، ایمان، توحید، رسالت،تقوی، عبادت،سنت، اسوہ، بدعت، وغیرہ کی تشریح وہ سب سے الگ کرتے ہیں اوراب تک انکا جو کچھ مفہوم امت میں شائع ہے اس کو غلط اوردین میں تحریف قراردیتے ہیں، حاصل یہ ہے کہ ان کا پیش کردہ دین اسلام گویا ایک جدید قسم کا دین اسلام ہے اوروہ اس پر اپنے اجتہاد کے ذریعہ استدلال بھی کرتے ہیں، استدلال میں بھی کسی مجتہد ومحدث وغیرہ کے پابند نہیں، جس دلیل کو چاہیں رد کریں جس کو چاہیں اختیار کرلیں۔اس سلسلہ میں بہت کتابیں تصنیف کی گئی ہیں، اوراس جماعت میں پرانے کام کرنیوالے بڑے بڑے ذمہ دار آہستہ آہستہ جماعت سے الگ ہوچکے ہیں، پھر بعض نے خاموشی سے علیحدگی اختیار کرلی،بعض نے علیحدگی کے اسباب پر بھی روشنی ڈالی،بعض نے مستقل کتابیں تردید میں لکھی ہیں،''الفرقان''،''المنبر''(۱)''المیثاق''(۲) وغیرہ رسائل واخبارات میں دیر تک بیانات آئے۔

(۱)(المنبر:تالیف الحکیم عبد الرحیم اشرف)

(۲) (المیثاق :تالیف مولا نا امین صاحب اصلاحی)

''تعبیر کی غلطی''(۱) میں نہایت مفصل بیان موجود ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند۔

عصمت انبیاء علیہم السلام کے متعلق مودودی کا مسلک

سوال[۴۹۲]: عصمت انبیاء کے بارے میں اہل سنت والجماعت کا کیا عقیدہ ہے؟ عبارتوں اور نص حدیث سے مدلل فرمائیں، مودودی صاحب کس کتاب میں کس عبارت سے عصمت انبیاء کے خلاف ہیں؟ جواب تفصیلی مرحمت فرمائیں، کرم ہوگا۔

الجواب حامداً ومصلياً:

عصمت انبیاء علیہم السلام کا مسئلہ کتب عقائد وتفسیر میں مفصل موجود ہے، شرح فقہ اکبر میں چار پانچ صفحات میں اس کو بیان کیا ہے (۲) اسی طرح شرح عقائد نسفی (۳) اوراس کے حواشی کافی

---

(۱) (تعبیر کی غلطی: تاليف: وحيد الدين خان)

(۲) "والأنبياء عليهم الصلوة والسلام كلهم منزّهون من الصغائر والكبائر، والكفر والقبائح، وقد كانت منهم زلات وخطيئات". (الفقه الأكبر للإمام الأعظم رحمة الله تعالى عليه

وفي شرحه للقاري: "(منزهون): أي معصومون (عن الصغائر والكبائر) من جميع المعاصي(والكفر)خص؛ لأنه أكبر الكبائر...... (القبائح)...... والمراد بها القتل، والزنا، واللواطة، والسرقه، وقذف المحصنة، والسحر، والفرار من الزحف...... ثم هذه العصمة ثابتة للأنبياء قبل النبوة وبعدها على الأصح ......

(وقد كانت منهم): أي من بعض الأنبياء قبل ظهور مراتب النبوة أو بعد ثبوت مناقب الرسالة (زلات): أي تقصيرات (أو خطيئات): أي عثرات بالنسبة إلى مالهم من أعلى المقامات وأسنى الحالات. اهـ.

وفي شرح العقائد: إن الأنبياء عليهم الصلاة والسلام معصومون من الكذب، خصوصاً فيما يتعلق بأمر الشرع، وتبليغ الأحكام، وإرشاد الأمة، أما عمداً فبالإجماع، وأما سهواً فعند الأكثرين، وفي عصمتهم عن سائر الذنوب تفصيل، وهو أنهم معصومون عن الكفر قبل الوحي وبعده بالإجماع، وكذا عن نعمد الكبائر عند الجمهور خلافاً للحشوية". (شرح الفقه الأكبر، ص: ۵۶، ۵۷، ۵۹، قديمى)

(۳)(شرح العقائد النسفية، ص: ۱۰۲؛قبيل قول الماتن :"والملائكة عباد الله تعالى عاملون بأمره" سعيد)

ونبراس (۱) وغیرہ میں نیز شرح مقاصد (۲)، الیواقیت والجواہر (۳) تفسیر کبیر (۴) بیضاوی (۵) اوراس کے حواشی شیخ زادہ (۶) وغیرہ میں ہے، فرقہ باطلہ حشویہ منکر عصمت ہے، اس کے اوہام کو بیضاوی میں لکھ کر

(۱) (النبراس ، ص: ۲۸۳، مکتبہ امدادیہ ملتان)

(۲) "الأنبياء معصومون عما ينا في مقتضى المعجزة كالكذب فى التبليغ ...... وعن الكفر ...... وعن الصغائر المنفردة، وكذا تعمد غير المنفردة ...... والمختار عن سهو الكبيرة أيضاً الخ". (شرح المقاصد، ص: ۳۰۸-۳۳۴، المقصد السادس، المبحث السادس، فصل فى النبوة، دار الكتب العلميه، بيروت)

(۳) "قال أئمة الأصول: الأنبياء كلهم معصومون، لايصدر عنهم ذنب ولو صغيرةً سهواً، ولا يجوز عليهم الخطاء في دين الله قطعاً ...... ويشترط فى حق الرسول العصمة ...... يجب تنزيه الأنبياء عليهم الصلوٰة والسلام عن كل مايتبا در إلى أفهامنا من ذكر خطايا هم الخ". (اليواقيت والجواهر: ۲/۳۰۵-۳۳۴، المبحث الحادى والثلاثون: فى بيان عصمة الأنبياء عليهم الصلوٰة والسلام، دار إحياء التراث العربى، بيروت)

(۴) (التفسير الكبير للرازى رحمه الله تعالىٰ: ۳/۷، ۱۴، تحت آية (سورة البقرة رقم :۳۶)، المسئلة الثانية، دار الكتب العلمية بيروت)

(۵) "وقد تمسكت الحشوية بهذه القصة على عدم عصمة الأنبياء عليهم الصلوٰة والسلام لوجوه: الأول أن آدم صلوات الله عليه كأنبياء ارتكب المنهى عنه، والمرتكب له عاص، والثانى أنه جعل بارتكابه من الظالمين، والظالم ملعون لقوله تعالىٰ: ﴿ألا لعنة الله على الظٰلمين﴾ الخ ...... والجواب عن وجوه: الأول أنه لم يكن نبيّاً حنيئذٍ، والمدعى مطالب بالبيان، والثانى أن النهى للتنزيه الخ". (تفسير البيضاوى، ص: ۱۷، (البقرة: ۳۹) سعيد)

(وأيضاً تفسير البيضاوى ، ص: ۱۷،۲۷، تحت آية سورة البقرة رقم : ۳۹، سعيد)

(۶) قال الشيخ زاده فى حاشيته : "(قوله : وقد تمسكت الحشوية) وهم طائفة يجوّزون على الأنبياء الكبائر على جهة العمد، (قوله: فسيأتى الجواب عنه فى موضعه): أى فى "سورة طه" فى تفسير قوله تعالىٰ: ﴿وعصىٰ آدم ربّه فغوى﴾ ...... ثم قال: وفى النعى عليه بالعصيان والغواية مع صغر زلته تعظيم للغرلة أورجز بليغ لأولاده عنها، انتهى كلامه، فكانه قيل لهم: انظر وا واعتبر وا كيف يكتب على النبى المعصوم حبيب الله لايجوز عليه اقتراف الصغيرة المنفرة زلة بهذه الغلطة، وفي هذا اللفظ الشنيع دلالة على قبح ما يفرط منكم من السيئات والصغائر فضلاً عن أن يتجا سروا على التورط فى الكبائر". (حاشية محى الدين شيخ زاده على تفسير القاضى البيضاوى: ۱/۲۷۷، (سورة البقرة: ۳۹)، المكتبة الإسلامية)

خوب رد کیا ہے، جو حصہ بیضاوی کا موقوف علیہ میں داخل درس ہے اس میں موجود ہے، اہل علم فاضل دارالعلوم کیلئے حوالہ کافی ہے۔

مودودی صاحب نے متعدد انبیاء علیہم السلام پر اپنی کتابوں میں اس طرح کلام کیا ہے جو کہ اہل سنت والجماعت کے مسلک کے خلاف ہے، حضرت آدم علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت یونس علیہ السلام پر ان کا تبصرہ ایسا ہی ہے، دیکھئے: "تفہیم القرآن (۱) تفہیمات، ترجمان القرآن"۔

آپ قاسمی ہیں اجنبی نہیں، اس لئے عرض کروں گا کہ اپنی دینی کتب میں مطالعہ کر کے اہل سنت والجماعت کے مسلک کی خوب تحقیق کرلیں، بے خبر نہ رہیں، پھر دیکھیں کہ مودودی صاحب نے کیا لکھا ہے۔ مجمل ومختصر بات آپ کیلئے کافی نہیں، ایک دو عبارات نقل کر دینا بھی آپ کے لئے کافی نہیں، اگر وقت مل جائے اور یہاں تشریف لاسکیں تو یہاں آکر کتب خانہ میں مطالعہ کرلیں، امید ہے کہ اس مطالعہ کی ترغیب پر ناخوش نہیں ہوں گے۔ فقط والسلام۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۹۵/۴/۱۷ھ۔

جماعت اسلامی کا مسلک

سوال[۴۹۳]: جماعت اسلامی والے ایک مسجد میں اپنا ہفتہ واری اجتماع کیا کرتے تھے، اجتماع میں یہ لوگ "تفہیم القرآن" اس کے بعد احادیث پھر مودودی صاحب کے خطبات کا مطالعہ کیا کرتے تھے، تبلیغی جماعت سے تعلق رکھنے والوں نے مسجد ہی میں ہنگامہ کر کے جماعت اسلامی والوں کا یہ اجتماع یہ کہہ کر بند کرا دیا کہ یہ لوگ اسلام سے ہٹے ہوئے گمراہ ہیں، کافر ہیں، فاسق ہیں وغیرہ وغیرہ، ان کا یہ کہنا کہاں تک درست ہے؟

---

(۱) حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق لکھا ہے: "یہاں اس بشری کمزوری کی حقیقت کو سمجھ لینا چاہئے جو آدم علیہ السلام سے ظہور میں آئی .... جب شیطان نے ان کو ناصح مشفق اور خیر خواہ دوست کے بھیس میں آکر ایک بہتر حالت...... کا لالچ دیدیا، تو اس کی تحریص کے مقابلہ میں نہ جم سکے اور پھسل گئے ...... پس ایک فوری جذبے نے ...... ان پر ذہول طاری کر دیا اور ضبط نفس کی گرفت ڈھیلی ہوتے ہی وہ طاعت کے مقام بلند سے معصیت کی پستی میں جا گرے اھ"۔ (تفهيم القرآن: ۱۷۳/۳، تحت آية سورة طٰهٰ، رقم: ۱۲۱، رقم الحاشية: ۱۰۲، مكتبه تعمير انسانيت لاهور)

الجواب حامداً ومصلیاً:

مودودی صاحب کی جماعت اسلامی کے متعلق ساتھ والے (آئندہ) فتوی میں تحریر کر دیا گیا اس کو دیکھ لیں، اس جماعت کو کافر نہیں کہنا چاہئے، کفر کا فتوی نہیں دیا گیا، تبلیغی جماعت کو کافر کہنے سے پورا پرہیز کرنا لازم ہے، اس کا یہ کام ہرگز نہیں کہ کفر کا فتوی دے (۱) وہ نہ جماعت اسلامی کو کافر کہے (۲) نہ ان سے بحث ومباحثہ کرے (۳)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۱/۴/۹۵ھ۔

جماعت اسلامی شریعت کی روشنی میں

سوال [۴۹۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین وشرع متین ان مسائل ذیل میں کہ آجکل ایک گروہ یا جماعت مودودی جس کو ابوالاعلی مودودی صاحب نے جاری کیا ہے، یہ جماعت کیسی ہے؟ شریعت مطہرہ کی روشنی میں قرآن کریم کا حکم اور حدیث وفقہ سے مشرح ومدلل اس کا جواب جلدی عنایت فرما کر دینی احسان فرمائیں۔

اس مذہب یا جماعت کے ماننے والے اور اتباع کرنے والے صحیح مسلمان بھی ہیں یا نہیں؟ ہم اہل

---

(۱) "قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: "من أفتی بغیر علم کان إثمه علی من أفتاه". (سنن أبی داؤد: ۲/۱۵۸، کتاب العلم، باب التوقي في الفتیا، امدادیه)

قال العلامة السهارنفوری: "(من أفتی) بصیغة المجهول (بغیر علم): أی من أفتاه رجل جاهل (بغیر علم کان إثمه علی من أفتاه) أی إن عمل علی فتوی الجاهل فلیس الإثم علی العامی الذی استفتی من الجاهل الذي کان بصورة العلماء، و لکن الإثم فیه علی المفتی". (بذل المجهود، کتاب العلم، باب التوقي فی الفتیا: ۵/۳۲۶، امدادیه)

(۲) "عن أبی ذر أنه سمع النبی صلی الله علیه وسلم یقول: "لایرمی رجل رجلاً بالفسوق، ولایرمیه بالکفر، إلا ارتدت علیه إن لم یکن صاحبه کذالک". (صحیح البخاری، کتاب الأدب، باب ماینهی عن السباب واللعن: ۲/۸۹۳، قدیمی)

(۳) "عن المغیرة رضی الله تعالیٰ عنه، عن النبی صلی الله علیه وسلم قال: " إن الله حرم علیکم عقوق الأمهات، ومنعاً وهات، ووأدالبنات، وکره لکم قیل وقال وکثرة السوال وإضاعة المال". (صحیح البخاری، کتاب الأدب، باب حقوق الوالدین من الکبائر: ۲/۸۸۴، قدیمی)

سنت والجماعت ہیں، ہم اپنی لڑکی کا نکاح مودودی جماعت کے عقیدہ رکھنے والے فرقہ کے ساتھ کر سکتے ہیں یا نہیں؟ ایسے نکاح میں اہل سنت والجماعت کی اتباع کرنے والا مودودی جماعت کے لڑکے کے نکاح میں شرکت کرنے پر شریعت کا کوئی الزام تو نہیں آتا ہے، اگر شرکت کر لی تو اس پر شرعی کیا جرم کا ارتکاب ہوا؟ اس مسئلہ کا خلاصہ شرح وبسط کے ساتھ مدلل ثبوت پیش فرما کر جواب عنایت فرمائیے۔ فقط والسلام۔

خادم اللہ دیا، منصوری نگینہ قصبہ جیور محلہ جوہان چولا ہان ضلع نینی تال۔

الجواب حامداً و مصلیاً:

سید ابوالاعلیٰ مودودی نے نئے طرز میں اسلام کی جو تشریحات کی ہیں وہ عامۂ اہل سنت والجماعت کے مسلک سے ہٹی ہوئی ہیں، چنانچہ ان کی ایک چھوٹی سی کتاب ہے جس کا نام ہے" قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں" اس کو سامنے رکھ کر وحیدالدین خان صاحب نے اعتراضات اور شبہات پیش کیے، ہندوستانی جماعت اسلامی کے سربرآوردہ حضرات کو خطوط لکھے، مگر کسی نے جواب دیکر تشفی نہیں کی، بلکہ ان کے اعتراضات سے سخت ناراضگی کا اظہار کیا، پھر سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کی خدمت میں وہ اعتراضات بھیجے اور وعدہ کیا کہ میں سمجھنے کیلئے ان کے جوابات چاہتا ہوں، سمجھ میں آجانے پر ضرور قبول کروں گا، اور خدا کا واسطہ دیکر جوابات لکھنے کی درخواست کی، مگر مودودی صاحب نے اس کو مشورہ دیا کہ آپ جماعت سے علیحدہ ہو جائیں، حالانکہ یہ چودہ برس جماعت کی طرف سے نشر واشاعت کے ذمہ دار اور بہت سرگرم کارکن تھے۔ سب طرف سے مایوس ہو کر وہ جماعت سے علیحدہ ہو گئے اور انہوں نے"تعبیر کی غلطی" کتاب شائع کر دی، پانچ سو سے زائد صفحات پر ہے، اس میں وہ سب خط وکتابت بھی ہے جو کہ جماعت کے ذمہ داروں سے اس سلسلہ میں کی ہے، اور اس میں بتلایا ہے"اسلام" کی جو تشریح مودودی صاحب نے کی ہے، وہ قرآن کے بالکل خلاف ہے۔

اسی طرح سے"رب" کا جو مفہوم مودودی صاحب نے بتلایا ہے وہ بھی اس کے خلاف ہے جو کہ قرآن کریم سے ثابت ہے۔

وحیدالدین خان صاحب سے پہلے وہ حضرات جنہوں نے جماعت اسلامی کی تشکیل کی اور دستور بنایا تھا، آہستہ آہستہ علیحدہ ہو چکے۔ مولانا امین احسن صاحب اصلاحی نے لکھا ہے کہ"میں سولہ برس تک اس راہ گم کردہ قافلہ (جماعت اسلامی) کا ساتھ دے کر علیحدہ ہوا ہوں، پرانے سنگ بنیاد رکھنے والوں میں شاید ایک دو

آدمی موجود ہوں، ورنہ سب علیحدہ ہو چکے ہیں۔ پھر میثاق (۱) اور المنبر (۲) وغیرہ میں ان علیحدہ ہونیوالے حضرات نے بہت تفصیل سے بتایا ہے کہ یہ جماعت اپنے دستور و بنیاد کی حیثیت سے کتاب وسنت اور اہل سنت والجماعت سے کتنی ہٹی ہوئی ہے۔

جوشخص ان کی پوری باتوں کو تسلیم کرتا ہے، وہ امام بنانے کے لائق نہیں (۳) ایسے شخص سے اپنی لڑکی کی شادی کردی جائے گی تو وہ بھی اس سے متأثر ہوگی اور غلط قسم کے خیالات کی اشاعت ہوگی جس سے گمراہی پھیلے گی، خاص کر صحابہ کرام اور سلف صالحین کے بارے میں تنقید وتخریب کا مرض پیدا ہوگا، جس سے نجات دشوار ہو جائے گی۔

تفصیلات خط میں نہیں آسکتی، ان کیلئے کتابیں لکھی گئی ہیں، ان کا مطالعہ کیجئے۔ ''کشف حقیقت''، ''مودودی دستور''، ''مودودی مذہب''، ''جماعت اسلامی کا دینی رخ''، ''مولانا مودودی کی تحریک اسلامی'' ''تعبیر کی غلطی''، وغیرہ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفی عنہ، ۶/ ۷/ ۹۰ھ۔

کیا جماعت اسلامی گمراہ جماعت ہے؟

سوال [۴۹۵]: ۱......کیا جماعت اسلامی گمراہ جماعت ہے؟

۲......اہل حدیث کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں اور اہل سنت والجماعت میں شامل ہے یا نہیں؟

---

(۱) ملاحظہ فرمائیں ''المیثاق''، تالیف حضرت محمد امین صاحب اصلاحی۔

(۲) ''المنبر'' تالیف حکیم عبدالرحیم صاحب اشرف۔

(۳) "ویکره إمامة عبد ...... وفاسق الخ": (قوله: وفاسق) من الفسق: وهو الخروج عن الإستقامة، ولعل المراد به من يرتكب الكبائر الخ". (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۱/ ۵۵۹، ۵۶۰، سعید)

(وكذا في الفتاویٰ العالمكيرية، كتاب الصلاة، الفصل الثالث في بيان من يصلح إماماً لغيره، ۱/ ۸۵، رشيديه)

الجواب حامداً ومصلیاً:

سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کی جماعت اسلامی کی تشکیل ۱۹۴۱ء میں ہوئی اور بہت سے اہل قلم واہل فہم بھی اس کے ساتھ شریک ہوگئے تھے، دستور، دعوی، دعوت، طریق کار، نصب العین میں دیر تک تعاون کرتے رہے، اوران حضرات کی شرکت ومعاونت کوامیر جماعت سید صاحب نے اپنے اوراپنی جماعت کے برحق ہونے کی دلیل وسند کے طور پر پیش کیا تھا کہ ''اگر میں غلطی پر ہوتا تو یہ حضرات میرا ساتھ نہ دیتے، میرے ساتھ تعاون نہ کرتے، اور میرے ساتھ ایسے ایسے اہل علم اور اہل قلم موجود ہیں، جو کسی طرح غلط بات میں ساتھ نہیں دے سکتے، اور آئندہ بھی اگر میرا کوئی قدم غلط رہے گا تو مجھے فوراً روک دیں گے، یہ کھلی دلیل ہے کہ میں جو کچھ کررہا ہوں اور جس چیز کی دعوت دے رہا ہوں وہ حق ہے''۔

جن حضرات کے نام گنوائے تھے اورانہوں نے سرجوڑ کر دستور بنایا اور جماعت کی تشکیل کی تھی اور مودودی صاحب کے نزدیک وہ پہلے ہی سے حق کے جویاں تھے اور حق سامنے آتے ہی بغیر کسی تربص کے فوراً ابوبکر اور خدیجہ الکبری رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی طرح حق کو قبول کرلیا اور یہ سوسائٹی کے مکھن کی حیثیت رکھتے تھے، ان حضرات نے بہت نزدیک سے سید ابوالاعلیٰ صاحب کو دیکھا اور پرکھا، ایک ایک چیز کی جانچ کی، غلطیوں پر سید صاحب کو متنبہ کیا، بار بار مراسلت ومکاتبت کی مگر مودودی صاحب اپنی جگہ پختہ رہے، اوران کے اشکالات کا تشفی بخش جواب دینے کے بجائے ان کو جماعت سے علیحدہ ہوجانیکا مشورہ دیا کہ آپ کا ہمارے ساتھ نباہ نہیں ہوسکتا۔

مولانا امین صاحب اصلاحی سے کسی نے معلوم کیا:

سوال: ''جو اصحاب ۱۹۴۱ء میں آپ کے ہمراہ جماعت اسلامی سے منسلک ہوئے ان میں سے اب کتنے جماعت اسلامی میں رہ گئے؟

جواب: جہاں تک میرا خیال ہے ممکن ہے کہ ان میں سے دو ایک اصحاب بطور تبرک ابھی جماعت اسلامی سے منسلک ہوں، باقی سارے دیرینہ کارکن یکے بعد دیگرے علیحدہ ہوچکے ہیں۔

سوال: آپ کا آئندہ پروگرام کیا ہے؟

جواب: میں نے سولہ سال بعد ایک گم کردہ راہ قافلہ کا ساتھ چھوڑ دیا

ہے الخ''۔

مولانا اصلاحی پر سید صاحب امیر جماعت کو بہت اعتماد تھا، ان کو اپنا نائب بھی تجویز فرمایا کرتے تھے، ان کو صحیح العلم اور صحیح الفہم بھی فرمایا کرتے تھے، ان کی رائے غالباً سید صاحب اور ان کی جماعت کے متعلق زیادہ وزنی ہوگی، انہوں نے سولہ سال تک ذمہ دارانہ کام کرنے کے بعد اسی جماعت کو''گم کردہ راہ'' بتایا ہے اور جماعت کے اغلاط اور کتاب وسنت سے انحراف پر''میثاق'' میں دیر تک مدلل وموثق طریق سے بہت سے امور کی نشان دہی کی ہے۔

اسی طرح حکیم عبدالرحیم صاحب اشرف نے مدت تک جماعت میں رہنے اور پورا تعاون کرنے کے بعد علیحدگی اختیار کی، اور''المنبر'' میں ایک ایک چیز کو واشگاف کیا۔ وحیدالدین خان صاحب نے بڑی ذمہ داری کے ساتھ جماعت میں رہ کر نشر واشاعت کی خدمت انجام دی، اشکالات پیدا ہوئے، ان کو حل کرنے کیلئے اکابر جماعت مولانا صدرالدین اصلاحی، مولانا جلیل احسن صاحب ندوی، مولانا ابواللیث صاحب امیر جماعت اسلامی ہند سے خط وکتابت کی اور ہر ایک کو اشکالات سے رنج ہوا، چنانچہ مولانا جلیل احسن صاحب ندوی نے فرمایا کہ''اس تحریر کو پڑھ کر میں سخت کبیدہ خاطر ہوا''۔ ایک تحریر کے جواب میں لکھا:

> ''جس آدمی کو اطمینان نہ رہے جماعتی فکر پر تو اس کیلئے اچھی راہ یہ ہے کہ اس سے خاموشی کیساتھ الگ ہوجائے اور اپنے پسندیدہ طریق پر دین کا کام کرے۔ رہی یہ صورت کہ وہ اس کی اشاعت کیلئے قلم سنبھالے قلم کو تیر ونشتر بنائے اور میثاق نکالے یہ راہ اچھی نہیں''۔

وحیدالدین خان صاحب نے سید ابوالاعلیٰ مودودی کی خدمت میں جو خط لکھا تھا، اس میں تحریر ہے:

> ''اکتوبر ۵۶ء میں مجھے یہاں کی جماعت کے شعبہ تصنیف وتالیف میں معاونت کی غرض سے رام پور بلالیا گیا، یہاں آنے کے بعد جو مجھے تحریری کام کرنا تھا اس کیلئے ضروری ہوا کہ میں قرآن کا باقاعدہ مطالعہ کروں، جس کا موقع اس سے پہلے کی زندگی میں مجھے بہت کم ملا تھا، میں نے قرآن کو از سرنو پڑھنا شروع کیا تو میں نے دیکھا کہ میں ایک نئے احساس سے دوچار ہو رہا ہوں، میں نے محسوس کیا کہ قرآن کریم میرے موجودہ

خیالات کی تصدیق نہیں کر رہا ہے، قرآن میں مجھے اسلام کی تصویر اس سے مختلف نظر آئی جو میں نے جماعت اسلامی کے لٹریچر میں اب تک دیکھی تھی، اس چیز نے مجھے ایک طویل ذہنی کشمکش میں مبتلا کر دیا، جس کا ہر اگلا دن میری اس کیفیت کو شدید تر کرتا رہا''۔

سید ابوالاعلیٰ مودودی نے جواب سے معذوری ان الفاظ میں دی:

''میں نے محسوس کیا کہ مسئلہ چند اعتراضات کا نہیں ہے، بلکہ آپ کا مطالعہ آپ کو بالکل ہی اس سمت کے خلاف سمت میں لے گیا ہے جس سمت میں میرا آج تک کا مطالعہ مجھے لے گیا ہے، اس حالت میں یہ بات کچھ فضول ہی محسوس ہوتی ہے کہ میں اور آپ کسی بحث میں الجھیں، میں اپنا نقطۂ نظر پوری وضاحت کے ساتھ اپنی کتابوں اور اپنے مضامین میں بیان کر چکا ہوں، ان کو پڑھ کر اگر آپ اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ میں نے دین کو سرے سے ٹھیک سمجھا ہی نہیں، اس نقطہ نظر سے برأت کا اعلان کر دیجئے اور جو کچھ آپ سمجھتے ہیں اس کی تبلیغ مثبت طور پر شروع کر دیجئے، تاہم اگر آپ میری ''تعبیر کی غلطیاں'' ہی واضح کرنا ضروری سمجھتے ہوں تو میں اس سے بھی آپ کو روکتا نہیں ہوں، آپ اپنی یہ کتاب شائع کر سکتے ہیں''۔

اس کے بعد خان صاحب نے سید صاحب کی خدمت میں خدا کا واسطہ دے کر اور آخرت کی جواب دہی کا احساس دلا کر لکھا کہ:

''اگر آپ کے نزدیک میں ناحق پر ہوں اور آپ حق پر ہیں تو حق ایک امانت ہے اور اس کا مستحق وہ ہے، جو اس سے محروم ہے، اور آپ کے نزدیک میرے پاس حق نہیں ہے اور میں اس کو آپ سے مانگ رہا ہوں، آپ کے ذمہ لازم ہے کہ مجھے حق عنایت فرمائیں، میں وعدہ کرتا ہوں کہ اس پر سنجیدگی سے غور کروں گا اور سمجھ میں آجانے پر اس کے قبول کرنے سے کوئی چیز رکاوٹ نہیں ہوگی''۔

مگر سید صاحب نے وہ حق عنایت نہیں فرمایا اور جواب میں عتاب کا اظہار فرما کر اعتراضات کو حل کرنے سے انکار فرما دیا جس پر خان صاحب نے ان اعتراضات کو شائع کر دیا، جس کا نام ہے ''تعبیر کی غلطی''

اس میں یہ سب مراسلت بھی مذکور ہے، پانچ سو سے زائد صفحات پر مشتمل ہے۔ سید صاحب کی کتاب ''قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں'' پر پورا تبصرہ اوراس کا رد ہے، اس میں بتلایا گیا ہے کہ:

''سید صاحب نے اپنی تمام تحریک کی بنیاد اس بات کو قرار دیا کہ ہے کہ ''الٰہ، رب، عبادت، دین'' یہ چار بنیادیں ہیں''، جن کا مفہوم عرب تو قرآن کے نزول کے وقت سمجھتے تھے، لیکن کچھ روز کے بعد اکثر امت سے ان کا مفہوم اوجھل ہوگیا، تین چوتھائی امت کے ذہن سے صحیح مفہوم رخصت ہوکر محدود اور غیر واقعی مفہوم ذہنوں میں سما گیا، پھر ان چاروں کا مفہوم سید صاحب نے بیان فرمایا تو گویا تیرہ صدی تک امت اصل مفہوم سے ناآشنا رہی اور اب مودودی صاحب نے اصل مفہوم سے آشنا کیا اوراس پر خان صاحب نے بتایا ہے کہ ''سید صاحب نے جو کچھ ان چاروں اصطلاحات کی تشریح کی ہے وہ خود ہی غلط ہے اور قرآن کی رو سے غلط ہے، نہ ''الٰہ'' کا صحیح مفہوم بتایا، نہ ''رب'' کا، نہ ''عبادت'' کا، نہ ''دین'' کا''۔

یعنی مودودی صاحب جس چیز کو ''الٰہ'' کہتے ہیں وہ قرآن کی روشنی میں الٰہ نہیں، جس کو ''رب'' کہتے ہیں وہ رب نہیں، جس کو ''عبادت'' کہتے ہیں وہ عبادت نہیں، جس کو ''دین'' کہتے ہیں وہ دین نہیں۔ امید ہے کہ اس کتاب سے کافی بصیرت حاصل ہوگی۔

۲......اہل حدیث اگر ائمہ مجتہدین پر سب وشتم نہ کریں اور فرائض وواجبات میں حنفی مسلک کی رعایت کرکے نماز پڑھائیں تو ان کے پیچھے نماز درست ہوجائے گی (۱)۔

ایسے اہل حدیث بھی اہل سنت والجماعت سے الگ نہیں جو کہ دیانت داری سے حدیث پر عمل کرتے

---

(۱) "وأما الاقتداء بالمخالف في الفروع كالشافعي، فيجوز مالم يعلم منه ما يفسد الصلاة على إعتقاد المقتدي، عليه الإجماع. إنما إختلف في الكراهة ......ذهب عامة مشايخنا إلى الجواز إذا كان يحتاط في موضع الخلاف وإلا فلا، والمعنى أنه يجوز في المراعي بلا كراهة و في غيره معها". (رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في الاقتداء بشافعي ونحوه هل يكره أم لا: ۱/۵۶۳، سعيد)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل: ۲/۸۱، ۸۲، رشيدية)

ہیں اور فقہاء سے بغض نہیں رکھتے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ۔

تبلیغی جماعت، جمعیۃ العلماء اور جماعت اسلامی کا تعارف

سوال[۴۹۶]: بندہ اپنے نزدیک جماعت اسلامی اور تبلیغی جماعت و جمعیۃ العلماء ہرسہ کو مسلم جماعتیں سمجھتا ہے اور دل سے قدر کرتا ہے اور عملاً حصہ بھی لیتا ہے، ان میں سے کسی کو بے دین و گمراہ جماعت نہیں سمجھتا، ہمارے یہاں بعض لوگ تبلیغی جماعت کو مسلم لیگی اور اس کے چلہ کو بدعت کہتے ہیں اور جماعت اسلامی کو گمراہ اور بے دین جماعت بتلاتے ہیں۔ میں اپنے بارے میں دریافت کرتا ہوں کہ میرا فیصلہ از روئے شرع کیسا ہے؟ بعض لوگ میرے اس فیصلہ سے برہم ہیں اور کہتے ہیں کہ مودودی اور جمعیۃ العلماء سب جماعتیں قابل ترک ہیں اور جو ان جماعتوں کو مسلم جماعت سمجھتا ہے وہ گمراہ ہے۔

الجواب حامداً و مصلیاً:

تبلیغی جماعت تو مروجہ طریقہ پر کوئی باقاعدہ جماعت نہیں ہے، نہ اس کا کوئی ممبر سازی کا فارم ہے، نہ فیس ہے، نہ سکریڑی، نہ رجسڑ میں اندراج، بلکہ اپنے دین کی پختگی اور مشق کیلئے چھ باتوں پر عمل کرتے ہیں، ان کو یاد کرنے، ان کو پھیلانے اور اپنی عملی زندگی میں جاری کرنے کیلئے حسب توفیق وقت لگا کر باہر جاتے ہیں، تین دن، ایک ہفتہ، دس دن، ایک چلہ، دو چلہ، تین چلہ، سات چلہ حتی کہ بعض آدمیوں نے اپنی پوری زندگی اسی کام میں لگادی ہے، دوسری کسی جماعت سے لڑائی اکھاڑ پچھاڑ سے بچتے ہیں۔ جو چھ باتیں ان لوگوں نے اختیار کی ہیں وہ سب قرآن پاک اور حدیث شریف سے ثابت ہیں(۱)، ان میں کسی کا اختلاف ہی نہیں، اگر کوئی

---

(۱) "عن أنس رضی الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم. "دخلت الجنّة فرأيت فی عارضتی الجنّة مكتوباً ثلاثة أسطر بالذهب: السطر الأول: لا إله إلا الله محمد رسول الله اهـ". (فيض القدير ۲/ ۳۲۳۲، رقم الحديث: ۴۱۸۶، مصطفى الباز مكة)

قال الله تعالىٰ: ﴿أقيموا الصلوة وأتوا الزكوة واركعوا مع الراكعين﴾. (سورة البقرة: ۴۳)

و قال تعالىٰ: ﴿يرفع الله الذين آمنوا منكم والذين أوتوا العلم درجات﴾ (سورة المجادلة: ۱۱)

و قال تعالىٰ: ﴿يأيها الذين آمنوا اذكروا الله ذكراً كثيراً﴾ (سورة الأحزاب: ۴۱) .... =

شخص کم علمی اور نا تجربہ کاری کی بنا پر کوئی غلطی کرتا ہے تو وہ اس کی ذاتی غلطی ہے، اس کو اصول نہیں قرار دیا جا سکتا ہے، ایسے شخص کو دوسرے لوگ تنبیہ کرتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ یہ بات غلط ہے، آئندہ ایسا نہ کیا جائے۔

جمعیۃ العلماء ایک مستقل جماعت ہے، صدر، سیکریڑی، دفتر، رجسٹر، ممبر سب کچھ موجود ہے، جگہ جگہ اس کی شاخیں ہیں، اس کا اپنا اخبار ہے، ممبری فارم مطبوعہ ہے، دستور چھپا ہوا ہے، وقتاً فوقتاً انتخاب بھی ہوتا ہے، اس جماعت نے سیاسی کام بھی کیا ہے اور اب بھی کرتی رہتی ہے۔ دوسری جماعتوں سے مقابلہ بھی آئے دن ہوتا رہتا ہے، اس کا کام زیادہ تر ملک اور قوم کی خدمت ہے، اس میں ہر قسم کے مسلمان شامل ہیں۔

جماعت اسلامی موجودہ جماعتوں میں سب سے زیادہ منظّم اور باوضع ہے، اس کی رکنیت کی شرطیں بھی سخت ہیں، یہ جماعت الیکشنوں میں حصہ باضابطہ نہیں لیتی، حکومت کی ہر قسم کی ملازمت کو ناجائز کہتی اور ہر قسم کی آمدنی کو حرام کہتی ہے، موجودہ وقت میں جب تک حکومت حاصل نہ کرے، اس کے نزدیک کوئی عبادت بھی کار آمد نہیں، اس کا مقصد سارے عالم کی اصلاح کرنا ہے، اس کے نزدیک ایمان، اسلام، توحید، رسالت، اسوہ، سنت، بدعت کا مفہوم سب سے جداگانہ ہے۔ اس کا دعویٰ ہے کہ کسی نے بھی اسلام کو صحیح نہیں سمجھا، نہ اب، نہ گذشتہ زمانوں میں، حتیٰ کہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں عامۃً اور خلفاء راشدین میں خاصۃً غیر اسلامی اور غیر دینی

= ''عن جابر بن عبد الله رضی الله تعالیٰ عنهما قال: قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: ''إن من موجبات المغفرة إطعام المسلم الشغبان''. (شعب الإیمان للبیهقی: ۳/۲۱۷)

''عن عبد الله عمر رضی الله تعالیٰ عنهما أن رجلاً سأل النبی صلی الله علیه وسلم: أیّ الإسلام خیر؟ فقال: ''تطعم الطعام، و تقرأ السلام علی من عرفت ومن لم تعرف''. (صحیح البخاری: ۱/۶، کتاب الإیمان، باب إطعام الطعام من الإسلام، قدیمی)

قال الله تعالیٰ: ﴿وادعوه مخلصین له الدین﴾. (سورة الأعراف: ۲۹)

و قال تعالیٰ: ﴿لن ینال الله لحومها ولا دماؤها ولکن یناله التقوی منکم﴾. (سورة الحج: ۳۷)

وقال الله تعالیٰ: ﴿ادع إلی سبیل ربک بالحکمة والموعظة الحسنة﴾ (سورة النحل: ۱۲۵)

وقال الله تعالیٰ: ﴿کنتم خیر أمة أخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنهون عن المنکر وتؤمنون بالله﴾. (آل عمران ۱۱۰)

چیزیں موجود تھیں اوران پر بار بار جاہلیت کے حملے ہوتے تھے جس کی وجہ سے وہ ناکردنی حرکات کرجاتے تھے۔ اس کے نزدیک قرآن پاک کا مطلب سمجھانے کیلئے تفسیر وحدیث کا ذخیرہ کارآمد نہیں اورضروری نہیں، وہ ایسی حکومت قائم کرنا چاہتی ہے جس کے تصور سے دنیا ہمیشہ ناآشنا رہی ہے اورآج تک ناآشنا ہے۔

امید ہے کہ اس مختصر سے تعارف کے بعد ہر سہ کے مقاصد اورنظریات کے متعلق رائے قائم کرنے میں سہولت ہوگی اور سب کا فرق بھی سمجھ میں آئے گا، طویل بحث کو آپ خود بھی پسند نہیں کرتے اور کچھ اس کی ضرورت بھی نہیں۔فقط واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستیقم۔ واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند، ۲۸/ ۵/ ۸۸ھ۔

مودودی صاحب اور جماعت اسلامی

سوال[۴۹۷] :۱...... کیا جماعت اسلامی کے بنیادی عقائد اہل سنت والجماعت کے مطابق ہیں یا اس کے خلاف؟ مع دلائل تحریر فرمائیں۔

۲...... کیا جماعت اسلامی فرق ضالہ میں سے ہے یا فرق ھدی میں سے یعنی ہدایت یافتہ میں سے ہے؟ مع دلائل تحریرفرمائیں۔

۳...... جماعت اسلامی کے ارکان ومتعلقین کی امامت میں ان کے پیچھے نماز صحیح طور پر ادا ہوگی یا نہیں؟ یعنی کسی مسجد وغیرہ کا امام ہوسکتا ہے یا نہیں؟ اگر نہیں ہوسکتا تو کیونکر؟ مع دلائل تحریرفرمائیں۔

۴...... جماعت اسلامی کے جلسہ میں شرکت اوران کے ارکان ومتعلقین کی تقریریں سننا، یاان کی تحریر کا مطالعہ کرنا، ان لوگوں کی صحبت اختیار کرنا کیسا ہے؟ المستفتی انعام الحق۔

الجواب حامداًومصلیاً:

شعبان ۱۳۶۰ھ میں جماعت اسلامی کی تشکیل ہوئی، اسی وقت تحریک امارت پیش ہوکر سید ابوالاعلی مودودی صاحب امیر جماعت تجویز ہوئے، اس سے قبل مودودی صاحب کے مضامین ''ترجمان القرآن'' میں شائع ہوتے رہے اورذہنوں کو اس کیلئے ہموار کیا جاتا رہا، حیدرآباددکن میں دیر تک ترجمان کا دفتر رہا، پھر پٹھان کوٹ میں منتقل ہوا۔ اس سے بھی پہلے دہلی سے طلوع اسلام ''پرویز'' سے مودودی صاحب کو کافی ربط تھا، حدیث کو ناقابل اعتماد قرار دینے کیلئے دونوں کی متحدہ کوشش رہی، پھر ایک موڑ پر اختلاف ہوا، کچھ مدت فریقین میں

خاموشی رہی، اس کے بعد جب فتنۂ انکار حدیث نے زور پکڑا اور ہر طرف سے اس کی تردید شروع ہوئی تو مودودی صاحب اور ان کی جماعت کی طرف سے بھی تردیدی مضامین آئے، حتی کہ دونوں میں کافی مراسلت اور مقابلہ کی صورت رہی، منکرین حدیث اپنی تائید میں جگہ جگہ مودودی صاحب کی عبارات پیش کرتے تھے کہ ہم نے جو کچھ کہا ہے وہ آپ ہی کے خیالات ہیں۔

مودودی صاحب اور انکی جماعت کے ذمہ دار حضرات کی کتابوں میں ایسی چیزیں بھی موجود ہیں، جو اہل سنت والجماعت کے مسلک کے مطابق ہیں اور بالکل حق ہیں، اور ایسی چیزیں بھی ہیں جو اسلام کا نام لینے والے گمراہ فرقوں خوارج، نواصب، روافض، منکرین حدیث، قادیانی وغیرہ کے مسلک کے مطابق ہیں، جو شخص ان کی ان تمام باتوں کو تسلیم کرتا ہے اور اس پر ایمان رکھتا ہے ظاہر ہے کہ وہ خالص اہل سنت والجماعت میں سے نہیں ہے(۱)۔ ایسے شخص کو جس نے باقاعدہ دین کو حاصل کیا ہو، اسی طرح سے اللہ پاک نے دین کو نازل و مکمل فرمایا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو سمجھایا اور عمل کرایا، صحابہ رضی اللہ عنہم نے بعد کے لوگوں کو سمجھایا، پھر اسی طرح جو مابعد طبقہ نے ماقبل طبقہ سے سیکھا اور یہ توارث وتواتر قائم رہا، ایسا ہی شخص حق وناحق میں تمیز کر سکے گا، ورنہ وہ خود مبتلا ہو جائے گا۔

مودودی صاحب فرماتے ہیں کہ:

---

(۱) "وعن عبدالله بن عمرو رضی الله تعالیٰ عنهما قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: "لیأتین علی أمتی كما أتی علی بنی اسرائیل حَذوَ النعل بالنعل حتی إن كان منهم من أتی أمه علانیة لكان فی أمتی من یصنع ذلک، وإن بنی إسرائیل تفرقت علی ثنتین وسبعین ملةً وتفترق أمتی علی ثلث وسبعین ملة كلهم فی النار إلاملةً واحدةً". قالوا: من هی یارسول الله؟ قال: "ما أنا علیه وأصحابی". (مشكوٰة المصابیح، كتاب الإیمان، باب الاعتصام بالكتاب والسنة: ۱/۳۰، قدیمی)

"فكذا هنا المراد: هم المهتدون المتمسكون بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین من بعدی، فلا شک ولا ریب أنهم هم أهل السنة والجماعة، وقیل: التقدیر أهلها من كان علی ما أنا علیه وأصحابی من الإعتقاد والقول والفعل، فإن ذلک یعرف بالإجماع فما أجمع علیه علماء الإسلام فهو حق، وما عداه باطل". (مرقاة المفاتیح، كتاب الإیمان، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، تحت حدیث عبد الله بن عمرو رضی الله تعالیٰ عنه، رقم الحدیث: ۱۷۱، ۱/۴۱۹، رشیدیه)

''فقہ وکلام کے مسائل میں میرا ایک خاص مسلک ہے، جو میں نے اپنی ذاتی تحقیق کی بناء پر حاصل کیا ہے''۔

نیز فرماتے ہیں کہ:

''میں نے دین کو حال یا ماضی کے اشخاص سے سمجھنے کے بجائے ہمیشہ قرآن وسنت ہی سے سمجھنے کی کوشش کی ہے، اس لئے میں نے کبھی یہ معلوم کرنے کیلئے کہ خدا کا دین مجھ سے اور ہر مؤمن سے کیا چاہتا ہے، یہ دیکھنے کی کوشش نہیں کی کہ فلاں اور فلاں بزرگ کیا کہتے ہیں بلکہ خود یہ دیکھنے کی کوشش کرتا ہوں کہ قرآن کیا کہتا ہے اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کیا کہا، اسی ذریعہ معلومات کی طرف میں آپ لوگوں کو توجہ دلاتا ہوں''۔

آپ ہی غور کریں کہ جس نے نہ باقاعدہ اساتذہ سے قرآن وسنت کی تعلیم حاصل کی ہو نہ ماضی وحال کے اشخاص سے دین کو سیکھا ہو، محض کالج میں ۱۶، ۱۷/ سال کی عمر تک پڑھ کر براہ راست کتاب وسنت کا مطالعہ عربی زبان پر عبور حاصل کر کے دین کو سیکھا ہو اور پونے چودہ سو سال کے تمام اکابر پر بے لاگ تحقیقی وتنقیدی نگاہ ڈال کر تخریبی تنقید کر ڈالی ہو، محض اسکے فہم پر اعتماد کر کے آدمی کہاں پہونچے گا، تازہ شاہکار ''خلافت وملوکیت'' بھی ملاحظہ ہو۔ اس مختصر سے خط میں مزید تفصیل کی گنجائش نہیں، حق تعالیٰ ہوائے نفس سے بچائے اور آخرت کی جواب دہی کے تصور کو مستحکم فرمائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

احقر محمود عفی عنہ دار العلوم دیوبند، ۲۲/ محرم/ ۸۸ھ۔

مولانا مودودی نے کس مدرسہ میں تعلیم پائی؟

سوال [۴۹۸]: ۱...... بہت سارے علماء کا کہنا ہے کہ مولانا سید ابوالاعلی مودودی فاسق ہیں، اور انکی ''جماعت اسلامی'' بھی فاسق ہے، وہ جماعت والے اگر ڈاڑھی نہیں رکھتے تو نماز روزہ کے بھی پابند نہیں ہیں، اس جماعت میں زیادہ تر سیاسی لوگ ہیں جن کا کردار اچھا نہیں ہے، اس لئے اس جماعت کی کتابوں کا مطالعہ نہ کرنا چاہئیے اور مولانا ابوالاعلی مودودی کا اور علمائے دیوبند کا نظریہ الگ ہے، اس لئے مولانا مودودی کی کتاب نہ پڑھنا چاہئے اور نہ اپنے پاس رکھے اور نہ لائبریری میں منگائی جائے، یہ بات کہاں تک سچ ہے؟

۲...... مولانا محمود الحسن مدنی اور مولانا ابوالاعلی مودودی میں کس بات پر نااتفاقی تھی اور مولانا مودودی

نے کس مدرسہ میں تعلیم پائی اوران کے استاد کون تھے؟ لوگوں کا کہنا ہے کہ مولانا محمودالحسن مدنی اورسید ابوالاعلی مودودی ایک مدرسہ میں ایک ہی استاد کے متعلم ہیں، لیکن دونوں کا نظریہ مختلف اور الگ الگ ہے، اور مولانا محمودالحسن اور مولانا مودودی صاحب اس بات پر جھڑپے ہیں کہ مولانا مودودی صاحب کہتے ہیں کہ امام مہدی جو ظہور ہونگے تو پینٹ، کوٹ، سوٹ، کیساتھ ہونگے، جبہ کے ساتھ نہ ہوں گے، یعنی انگریزی لباس میں ظاہر ہوں گے۔ اور کہتے ہیں کہ ڈاڑھی ایک مشت رکھنا ثابت نہیں، جتنا چاہے رکھے خواہ ایک مشت ہو یا اس سے کم، قلعی ڈاڑھی رکھے سب جائز ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ شہید لوگ زندہ نہیں رہتے، بلکہ لوگ جنگ میں جائیں گے نہیں، بول کے خدا نے شوق دلانے کیلئے وعدہ کیا کہ شہید لوگ مرتے نہیں، زندہ رہتے ہیں، اصل میں وہ زندہ نہیں بلکہ خدا ان کو بہت بڑا اجر دے گا اور انکا مرتبہ بلند کرے گا، ''شہید لوگ مر گئے ہیں'' کہنے سے لوگوں کا دل چھوٹا ہوگا اور پست ہمت ہو جائیں گے، بول کے خدا نے ان کا حوصلہ بلند کرنے کیلئے ان سے وعدہ کیا کہ شہید لوگ زندہ رہیں گے، یہ کہاں تک سچ ہے۔

مولانا محمودالحسن اور مودودی صاحب کی نا اتفاقی کی وجہ سے مولانا محمودالحسن نے جمعیۃ العلماء ہند کی پارٹی بنائی اور مولانا مودودی نے جماعت اسلامی کی پارٹی بنائی۔ مولانا محمودالحسن ہندوستان کے حامی اور کانگریس کے بانی تھے، مولانا مودودی پاکستان کے حامی اور مسلم لیگ کے طرفدار تھے، یہ بات کہاں تک سچ ہے؟

۳...... دونوں عالموں کی سوانح حیات مختصر سے لکھنا، والد کا نام، کہاں پیدا ہوئے، کس مدرسہ میں تعلیم پائی ان کے استاد کون تھے، دونوں کا نظریہ کیسا ہے؟

۴...... مولانا مودودی جو بات کہتے ہیں وہ کام آج بھی مسلمان کر سکتے ہیں یا نہیں، ان کا کہنا غلط ہے یا صحیح؟ مودودی حق پر ہے یا نہیں یا غلط رائے پر، جماعت اسلامی غلط رائے پر ہے یا صحیح؟ مولانا مودودی ہی پاکستان کے بڑے عالم ہیں یا ان سے بھی بڑا کوئی عالم پاکستان میں ہے، مولانا مودودی بھی زمانہ کے بڑے عالم ہیں یا نہیں، دنیا کے بڑے عالموں میں ان کا شمار ہوتا ہے یا نہیں؟

۵...... جماعت اسلامی والوں کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں؟ یہاں کے ایک عالم مجھے منع کرتے ہیں، کہتے ہیں کہ جس طرح بدعتیوں کے پیچھے نماز درست نہیں، اسی طرح جماعت اسلامی کے علماء کے پیچھے جماعت درست

نہیں ہوگی، میرے تمام ساتھی جماعت اسلامی والے ہیں، نماز ان کے پیچھے پڑھنا پڑتی ہے، ان کے پیچھے نماز پڑھوں یا نہیں؟ اور اسی جماعت کی کتابوں کا مطالعہ کروں یا نہیں؟ مولانا مودودی کا مسئلہ اور دیوبندی عالم کا مسئلہ بہت سارا دیکھ چکا ہوں سب ایک ہیں، بدعت، شرک، کے بارے میں ایک بیان ہے، دوسرے کے بارے میں نہیں جانتا ہوں، اور میرے ساتھی جماعت اسلامی کا ممبر بننے کو کہتے ہیں، میں ممبر بنوں یا نہیں، اسلئے کہ بچپن سے میں دیوبندی عقیدہ کا ہوں، اس لئے ممبر بننے سے میرے عقیدے پر تو کوئی اثر نہیں پڑے گا؟

۶......مولانا ابواللیث جو ہندوستان کی جماعت اسلامی کے عالم ہیں، ان کو لوگ فاسق کہتے ہیں، وہ فاسق ہیں یا نہیں؟ فقط۔

شیخ کفیل الدین بالباہ، صالح پور، کٹک، اڑیسہ۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

۱......سید ابوالاعلی مودودی نے جو کتابیں لکھ کر شائع کردی ہیں ان میں بہت سی چیزیں اہلسنت والجماعت کے مسلک کے خلاف ہیں، وہ کلام اور فقہ میں ایک خاص مسلک رکھتے ہیں، وہ ائمہ سلف میں سے کسی کے متبع اور پابند نہیں ہیں، بعض جگہ معتزلہ اور خوارج کی باتیں ان کی کتابوں میں ملتی ہیں، اس لئے انکی کتابوں کا مطالعہ دینی اعتبار سے مضر ہے، عبارتیں بہت شستہ اور دلفریب انداز میں ہوتی ہیں، لیکن ان کے اثرات یہ ہیں کہ آدمی کے مزاج میں آزادی پیدا ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے وہ براہ راست قرآن وحدیث سے مسائل استنباط کرنا شروع کردیتا ہے اور اس میں اپنی سمجھ پر اعتماد کرتا ہے، نہ یہ دیکھتا ہے کہ مفسرین اور محدثین وفقہاء ومجتہدین اور اکابر اہل اللہ نے اس کا مطلب یہی سمجھا ہے یا کچھ اُور سمجھا ہے۔

اس کو نہ مفسرین پر اعتماد رہتا ہے، نہ محدثین پر، نہ فقہاء پر، نہ مجتہدین پر، بلکہ بسا اوقات صحابہ کرام کے علم وفہم پر بھی اعتماد نہیں رہتا، اور سب پر نہایت غلط قسم کی تنقید کر گذرتا ہے۔ جس حدیث کو اس کا دل قبول کرتا ہے اس کو معتبر سمجھتا ہے، جس کو اس کا دل قبول نہ کرے اس کو یہ کہہ کر رد کر دیتا ہے کہ یہ مزاج نبوت اور مزاج اسلام کے خلاف ہے، یہ ذہنیت اور مزاجی کیفیت (کہ سب سلف صالحین سے اعتماد ختم ہو جائے) بہت خطرناک، دین کیلئے مضر بلکہ مہلک ہے اور سراسر گمراہی کا دروازہ ہے، اس لئے ان کی کتابوں کے مطالعہ سے عامۃً روکا جاتا ہے، جب ایسی کتابیں لائبریری میں ہوں گی تو وہ مطالعہ میں آئیں گی، نہیں ہوں گی تو مطالعہ میں بھی نہیں آئیں گی۔

۲......مولانا محمود الحسن مدنی سے میں واقف نہیں، اس سے پہلے کبھی یہ نام بھی نہیں سنا۔ سید ابوالاعلی سے

کسی نے دریافت کیا تھا کہ آپ نے کس استاد سے اور کس مدرسہ میں تعلیم پائی ہے؟ تو انہوں نے نہ استاد کا نام بتا یا نہ مدرسہ کا بلکہ یہ کہا کہ ''مجھ سے مت پوچھو بلکہ میرا کام دیکھو'' حوالہ نمبر:۴ میں آرہا ہے، کام وہ ہے جونمبر:۱ میں مذکور ہے اور کچھ آپ نے نقل کیا ہے، امام مہدی کے متعلق انہوں نے ''رسائل ومسائل'' اور ''تجدیدا حیاءِ دین'' میں وہ باتیں بھی لکھی ہیں جو حدیث میں مذکور ہیں اور جو کچھ حدیث میں ہے اس کا انکار بھی کیا ہے بلکہ حدیثوں ہی کو نا قابلِ اعتبار قرار دیدیا ہے۔

۳......سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب ایک ایڈیٹر اور مضمون نگار ہیں، با قاعدہ کسی مستند استاد سے انہوں نے علم دین حاصل نہیں کیا، ہاں ازخود مطالعہ کیا ہے، وہ خود ہی لکھتے ہیں کہ:

''مجھے گروہ علماء میں شامل ہونے کا شرف حاصل نہیں، میں ایک بیچ کی راس کا آدمی ہوں، جس نے جدید اور قدیم دونوں طریقہائے تعلیم سے کچھ کچھ حصہ پایا ہے، دونوں کوچوں کو خوب چل پھر کر دیکھا ہے، اپنی بصیرت کی بناء پر نہ تو میں قدیم گروہ کو سراپا خیر سمجھتا ہوں اور نہ جدید گروہ کو، دونوں کی خامیوں پر میں نے آزادی کے ساتھ تنقید کی ہے''۔ (ترجمان القران، ج:۱۴، عدد:۳، ص:۲۲۷)(۱)۔

۴......مودودی صاحب سے ان کے ہی آدمی نے دریافت کیا تھا کہ اگر آپ نے کسی عالم سے فیض حاصل کیا ہو تو ان کا نام بھی تحریر فرمائیں اس کے جواب میں مودودی صاحب نے لکھا ہے کہ:

''یہ ایک لا حاصل سوال ہے کہ میں نے کس عالم سے فیض حاصل کیا ہے، یہ سوال تو ان سے کرنا چاہئے جس نے کوئی علمی کام نہ کیا ہو اور جس کے علمی مرتبہ ومقام کو ماننے کیلئے مدرسہ کی سند اور استادوں کے ناموں کے سوا اور کوئی ذریعہ نہ ہو، میں نے کام کیا ہے اور میرا کام کوئی چُھپا ہوا نہیں ہے، بلکہ چَھپا ہوا ہے، سب کے سامنے موجود ہے، اس کو دیکھ کر ہر شخص معلوم کرسکتا ہے کہ میں نے کیا کچھ پڑھا ہے اور جو کچھ پڑھا ہے اسے کتنا ہضم کیا ہے''۔ (رسائل ومسائل:۲/۴۹۹)(۲)۔

---

(۱)(ترجمان القرآن، ج:۱۴، عدد:۳، ص:۲۲۷)

(۲)(رسائل ومسائل: ۲/۴۹۹)

۵......ان کا بڑا مقصد یہی ہے کہ لوگوں کو یقین دلا دیں کہ اب موجودہ وقت میں دین کو پوری طرح کوئی نہیں سمجھا، نہ اب سے دو چار صدی پہلے کسی نے سمجھا ہے، نہ آٹھ دس صدی پہلے کسی نے سمجھا ہے، نہ بارہ تیرہ صدی پہلے کسی کی پوری زندگی اسلامی زندگی تھی، حتی کہ مودودی صاحب اوران کے متاثر اہل قلم نے صحابہ کرام پر بھی سخت قسم کی تنقید کی ہے، جن صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو زندگی ہی میں نام لیکر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرما دیا تھا کہ ''یہ اہل جنت ہیں'' (۱) ان کو بھی نہیں بخشا، نمونہ دیکھنا ہوتو ''خلافت وملوکیت'' اور ''معرکۂ اسلام و جاہلیت'' کو دیکھنا بھی کافی ہوگا، ان امور کے بعد آپ کے ہر سوال کا جواب خود بخود واضح ہے۔

۶......مولانا ابواللیث صاحب ہندوستان کی جماعت اسلامی کے امیر ہیں، جس طرح کہ مودودی صاحب پاکستان کی جماعت اسلامی کے امیر ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند۔

مودودی صاحب کا ایک فتویٰ

سوال [۴۹۹]: مولانا مودودی صاحب سے ایک مسئلہ یہ پوچھا گیا کہ کان میں دوا ڈالنے سے روزہ ٹوٹے گا یا نہیں؟ جواب دیا: نہیں ٹوٹے گا، سائل نے پھر پوچھا انجکشن لگوانے سے؟ جواب دیا انجکشن لگوانے سے روزہ ٹوٹ جائے گا، سائل نے پھر پوچھا کہ اگر روزہ دار کے بھڑ ڈنک مار دے اور ڈنک کے مارنے سے سیال مادہ اس کے جسم میں پہونچا دے (انجکشن کی طرح) تو کیا حکم ہے؟ جواب دیا کہ میرے خیال میں روزہ نہیں ٹوٹے گا، کیونکہ یہ ایسا ہے جیسے کسی نے بھولے سے کھا پی لیا۔ کیا مسائل بالا میں جو حکم مودودی صاحب نے بتایا از روئے شرع درست ہے اور آخری مسئلہ میں جو قیاس کیا ہے وہ صحیح ہے؟ حافظ محمد کلیم، علی آبادی۔

---

(۱) ''عن عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: ''أبو بکر فی الجنة، وعمر فی الجنة، وعثمان فی الجنة، وعلیّ فی الجنة، وطلحة فی الجنة، والزبیر فی الجنة، وعبد الرحمٰن بن عوف فی الجنة، وسعد بن أبی وقاص فی الجنه، وسعید بن زید فی الجنة، وأبو عبیدة بن الجراح فی الجنة''. (جامع الترمذی، أبوا ب المناقب، مناقب عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنه: ۲/۲۱۵، سعید)

(ومشکوٰۃ المصابیح، کتاب المناقب، باب مناقب العشرة رضی اللہ تعالیٰ عنهم، الفصل الثانی: ۲/ ۵۶۶، قدیمی)

الجواب حامداً ومصلیاً :

مودودی صاحب سے کسی نے فتوی دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ ''فتوی کسی مفتی سے پوچھو، ہاں دین کی بات میں بتاتا ہوں'' اور ان سے کسی نے کہا تھا کہ آپ نے فلاں چیز کا فتوی دیا ہے تو جواب میں کہا کہ ''فتوی دینے کی غلطی میں نے کبھی نہیں کی'' انہوں نے ایک جگہ لکھا ہے کہ:

''مجھے گروہ علماء میں شامل ہونے کا شرف حاصل نہیں، میں نے جدید وقدیم دونوں قسم کے علوم کا کچھ کچھ حصہ حاصل کیا ہے، جس کی بناء پر میں نہ جدید گروہ کو پورے طور پر صحیح سمجھتا ہوں اور نہ قدیم کو، میں نے دونوں پر پوری تنقید کی ہے''۔

مودودی صاحب کا اصلی کام یہی ہے کہ سب پر تنقید کر کے ان کو نا قابل اعتماد قرار دیدیں اور اپنی رائے کی فوقیت سب پر جتا دیں، اور اپنے ذہن سے اس کی ترجیح بھی ظاہر کر دیں، ان حالات میں ان کے بیان کئے ہوئے مسائل شرعی فتوی کی حیثیت میں نہیں بلکہ مضمون نگاری کی حیثیت میں ہیں۔

مسئلہ یہ ہے کہ کان میں سیال دوا ڈالنے سے روزہ فاسد ہو جائے گا، آنکھوں میں ڈالنے سے فاسد نہ ہوگا۔ یہ دونوں مسئلے کتب فقہ، شامی (۱) کنز (۲) فتاوی عالمگیری (۳) وغیرہ میں مذکور ہیں، مگر مودودی صاحب کے نزدیک ان کتابوں کے مسائل پر عمل کرنے والے جہنم میں ڈالے جائیں گے تو اس وقت ان کتابوں کے مصنفوں کو لعنت بھیجیں گے اور دعاء کریں گے کہ یا اللہ! ان کو دہرا عذاب دے، انہوں نے ہم کو گمراہ کیا، ہم انکی اطاعت کیوجہ سے صحیح راستہ پر نہیں چلے بلکہ بھٹک گئے۔ (حقوق الزوجین)

بھڑ وغیرہ کے کاٹنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، منفذ سے کوئی چیز اندر نہیں پہنچتی، انجکشن سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا، اس میں بھی منفذ سے کوئی چیز نہیں پہنچتی، الا یہ کہ جوفِ معدہ میں منفذ سے کوئی چیز پہنچائی جائے تو مفسد

---

(۱) "أو أقطر في أذنه دهناً أو داوى جائفةً أو آمةً، فوصل الدواء حقيقةً إلى جوفه ودماغه". (قوله: دهناً) قيد به؛ لأنه لا خلاف في فساد الصوم به الخ". (الدر المختار مع ردالمحتار، كتاب الصوم. مطلب في حكم الاستمناء بالكف: ۲/۴۰۲، سعيد)

(۲) (كنز الدقائق مع البحر الرائق، كتاب الصوم. باب ما يفسد الصوم و مالا يفسده: ۲/۴۸۶، سعيد)

(۳) (الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصوم، الباب الرابع فيما يفسد ومالا يفسد: ۱/۲۰۴، رشيديه)

صوم ہے(۱) اصل وجہ منفذ سے جوف میں کسی چیز کا نہ پہونچنا ہے، اس کو بھول سے کھانے پر قیاس کرنا غلط ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

تفہیم القرآن کا حکم

محترمی جناب صدر المفتی صاحب، زیدت معالیکم! دارالعلوم دیوبند۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عرض خدمت عالیہ میں یہ ہے کہ کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان عظام مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ براہین ودلائل شرعیہ فقہ حنفی کے مطابق تحریر فرما کر مشکور وممنون فرمایا جائے، عین کرم ہوگا۔

سوال[۵۰۰]: ﴿ولا تصل على أحد منهم مات أبداً ولا تقم على قبره﴾(۲) سورۃ التوبہ، اس آیت کی تفسیر میں سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب نے اپنی تفسیر "تفہیم القرآن" میں لکھا ہے کہ اس سے یہ مسئلہ نکلا کہ فساق وفجار اور مشہور بالفسق کی جنازے کی نماز نہیں پڑھی جائے گی، یہ عبارت بعینہ تفہیم القرآن کی تو نہیں ہے لیکن اس کا مفہوم یہی ہے، اس تفسیر کو لیکر کچھ لوگوں نے ہماری بستی میں یہ اعلان کیا کہ جو شخص نماز نہیں پڑھے گا، اس کے جنازے کی نماز نہیں پڑھی جائیگی اور قبر کھودنے والوں پر یہ پابندی عائد کی گئی کہ جو قبر کھودے گا اس پر پندرہ روپے جرمانہ ہوگا۔

ہماری بستی میں ایک عالم صاحب ہیں، یہ سب باتیں ان کی عدم موجودگی میں ہوئیں، کچھ دنوں کے بعد وہ گھر پر آئے تو انہیں ایک نئی بات معلوم ہوئی انہوں نے مودودی صاحب کی تفسیر کو دیکھا اور اپنی تقریر میں

---

(۱)"أوأدهن أو إكتحل أو إحتجم وإن وجد طعمه في حلقه". قال الشامي: "لأن الموجود في حلقه أثر داخل من المسام الذي هو خلل البدن، والمفطر إنما هو داخل من المنافذ للاتفاق من اغتسل في ماء فوجد برده في باطنه انه لا يفطر". (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصوم مايفسد الصوم ومالا يفسد: ۲/۳۹۵، ۳۹۶، سعيد)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصوم، الباب الرابع فيما يفسد وفيما لا يفسد: ۱/۲۰۳، رشيديه)

(وكذا في النهر الفائق، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم و ما لا يفسده: ۲/۱۷، مكتبه امداديه ملتان)

(۲) (سورة التوبة: ۱۰، رقم الآية: ۸۴)

بیان کیا کہ یہ مودودی صاحب کی زیادتی ہے، یہ آیت کفار اور منافقین کے بارے میں نازل ہوئی ہے نہ کہ فساق وفجار کے بارے میں، مودودی صاحب نے تفسیر بالرأی کی ہے جو سراسر ناجائز وحرام ہے، نیز انہوں نے کہا کہ ان کی تفسیر کے مطابق خود مودودی صاحب اس لائق نہیں ہیں کہ ان کے جنازہ کی نماز پڑھی جائے، کیونکہ فاسق گناہ کبیرہ کے مرتکب کو کہتے ہیں تو مودودی صاحب اتنے گناہ کبیرہ کے ارتکاب کرتے ہوں گے کہ ان کو خود بھی پتہ نہیں ہوگا، نیز مودودی صاحب کی ڈاڑھی حدود شرعیہ سے کم ہے اور وہ کھلم کھلا ڈاڑھی کٹاتے ہیں لہذا گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرتے ہیں اور مشہور بالفسق ہیں لہذا ان کی جنازہ کی نماز نہ پڑھی جائے۔

عالم صاحب نے اپنی تقریر میں بیان کیا کہ بے نمازی کے جنازے کی نماز نہ پڑھنا اگرچہ پوری زندگی میں کبھی نماز نہ پڑھی ہو بالکل حرام ہے اگر کسی نے نہیں پڑھی اور بلا جنازہ کی نماز کے دفن کر دیا گیا، سارے لوگ بستی کے گناہگار ہوں گے، لہذا ایسی زیادتی سے آپ لوگ باز آئیں۔ کچھ دنوں تک بات رک گئی پھر عالم صاحب اپنے مدرسہ میں چلے گئے، جب وہ آئے تو بستی کے لوگوں نے جب دیکھا کہ بات تو معقول ہے، اب کونسی ترکیب نکالی جائے تو لوگوں نے بہانہ شروع کر دیا کہ ہم لوگوں نے صرف لوگوں کو دھمکانے کیلئے ایسا کیا تھا، اس پر عالم صاحب کھڑے ہوئے اور کہا کہ اس نیت سے ایسا کرنا بھی ناجائز ہے کیونکہ آپ لوگ ایسی بستی سے تعلق رکھتے ہیں جس کا ہر معاملہ میں دوسری بستیاں اقتداء کرتی ہیں، اس لئے ایسا نہ ہو کہ دوسرے لوگ اس کو حقیقت پر محمول کر کے بلا نماز جنازہ کے کسی مسلمان کو دفن کر دیں جو بالکل ناجائز اور حرام ہے، اس پر لوگوں نے پوچھا کہ اچھا کونسی شکل تبلیغ کیلئے اختیار کیجائے؟

مولانا نے کہا کہ ہر اولاد والے اپنی اولاد پر کنٹرول کریں، اولاد بالغ اگر نماز نہیں پڑھتی ہے تو اس پر سختی کریں۔

دوسری صورت یہ ہے کہ تبلیغی اصول کے مطابق گشت کریں اب اگر لوگ نماز نہیں پڑھتے تو آپ کا قصور نہیں ہوگا۔ تیسری صورت یہ ہے کہ سوشل بائیکاٹ کر دیں۔

اب حل طلب یہ ہے کہ:

۱...... بے نمازی انسان کے جنازے کی نماز پڑھی جائے یا نہیں؟

۲......آیت بالا کن لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی؟

۳......مودودی صاحب کی تفسیر صحیح ہے یا نہیں؟

۴......ڈرانے یا دھمکانے کی غرض سے جب کہ اندیشہ بھی ہو کہ دوسرے لوگ ہوسکتا ہے کہ حقیقت پر محمول کرکے بالکل جنازہ کی نماز نہ پڑھیں، اعلان کرنا کہ جو نماز نہ پڑھے گا اس کے جنازے کی نماز نہیں پڑھی جائے گی، ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

۵......ڈاڑھی کی حد شرعی کیا ہے؟

۶......لوگوں کو نمازی بنانے کیلئے شریعت کی رو سے کونسا طریقہ اختیار کیا جائے؟ کرم فرما کر مذکورہ بالا باتوں کا جواب عنایت فرمایا جائے۔ اللہ تبارک وتعالی آنجناب کو جزائے خیر دیگا۔

والسلام خادم: محمد بدرالحسن مدرسہ اسلامیہ جامع العلوم، چاندواڑہ، ضلع مظفرپور، بہار۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

۱......نماز فرض عین ہے(۱)، بے نمازی سخت گناہ گار ہے (۲)، نماز جنازہ اس کی بھی ضروری ہے:

"الصلاة عليه فرض كفاية بالإجماع، فيكفر منكرها لإنكاره الإجماع، كذا في البدائع والقنية، وقوله تعالى: ﴿وصل عليهم﴾ وقوله صلى الله عليه وسلم :"صلوا على كل برو فاجر"۔ طحطاوی، ص: ۳۵۰ (۳)۔

۲......﴿ولا تصل على أحدمنهم مات أبداً﴾ منافقین کے متعلق ہے، عبداللہ بن ابی ابن سلول

---

(۱)"هي (أي الصلوٰة) فرض عين على كل مكلف بالإجماع". (الدرالمختار مع ردالمحتار: ۱/ ۳۵۱، كتاب الصلاة، سعيد)

(۲) "عن عبد الله بن شقيق قال: كان أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يرون شيئاً من الأعمال تركه كفر غير الصلوة". (مشكوٰة المصابيح، ص: ۵۹، كتاب الصلوة، الفصل الثالث، قديمي كتب خانه)

(۳) (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ص: ۵۸۰، باب أحكام الجنائز، فصل الصلوة عليه، قديمي كتب خانه)

رئیس المنافقین کا واقعہ کتب حدیث (۱) وتفسیر (۲) میں بہت مشہور ومعروف ہے کہ اس کے انتقال پر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جنازہ کی نماز پڑھائی تب یہ آیت شریفہ نازل ہوئی، پھر کسی منافق کے جنازہ کی نماز نہیں پڑھائی۔

۳......مودودی صاحب کی تفسیر ''تفہیم القرآن'' (۳) میں بہت سی چیزیں جمہور اہل سنت والجماعت کے

---

(۱) "عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنهما أنه قال: لما توفی عبد الله ابن أبَيّ، جاء ابنه عبد الله بن عبدالله إلی رسول الله صلی الله علیه وسلم فأعطاه قمیصه، وأمره أن یکفنه فیه ثم یصلی علیه، فأخذ عمر بن الخطاب بثوبه فقال: تصلی علیه وهو منافق، وقد نهاک الله أن تسغفر لهم؟ قال: "إنما خیرنی الله أو أخبرنی الله فقال: (إستغفرلهم أو لا تستغفر لهم، إن تستغفر لهم سبعین مرةً فلن یغفر الله لهم). فقال: "سا زیده علی سبعین" قال: فصلی علیه رسول الله صلی الله علیه وسلم وصلینا معه، ثم أنزل علیه: ﴿ولا تصل علی أحدمنهم مات أبداً ولا تقم علی قبره﴾. (صحیح البخاری: ۲/۶۷۴، کتاب التفسیر، سورة التوبة، قدیمی)

(۲) "عن ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنهما قال: سمعت عمر بن الخطاب رضی الله تعالیٰ عنه یقول: لما توفی عبد الله بن أبیّ دعی رسول الله صلی الله علیه وسلم للصلوة علیه، فقام فلما وقف علیه یرید الصلاة، ثم صلی علیه ومشی معه وقام علی قبره حتی فرغ منه قال: فعجبت من جرأتی علی رسول الله صلی الله علیه وسلم، قال: فوالله ماکان إلا یسیراً حتی نزلت هاتان الآیتان: ﴿ولا تصل علی أحد منهم مات أبداً﴾ فما صلی رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم بعده علی منافق، ولا قام علی قبره حتی قبضه الله عز وجل". (تفسیر ابن کثیر: ۲/۴۹۹، سورة التوبة ایت نمبر: ۸۴)

(۳) چنانچہ مودودی صاحب نے لکھا ہے کہ: ''حضرت نوح علیہ الصلاۃ والسلام اپنی بشری کمزوریوں سے مغلوب اور جاہلیت کے جذبے کے شکار ہوگئے''۔ (تفہیم القرآن: ۲/۳۴۴، سورہ ھود، آیت: ۴۶، مکتبہ تعمیر انسانیت موچی دروازہ لاہور، طبع چہارم ۱۹۶۷ء) اور حضرت یونس علیہ الصلاۃ والسلام کے بارے میں لکھا ہے: ''حضرت یونس علیہ الصلاۃ والسلام سے فریضۂ رسالت کی ادائیگی میں کچھ کوتاہیاں ہوگئیں تھیں''۔ (تفہیم القرآن: ۲/۲۱۲، ۲۱۳، سورۃ یونس)

اور حضرت داود علیہ الصلاۃ والسلام کے بارے میں لکھا ہے کہ: ''داود علیہ الصلاۃ والسلام کے فعل میں خواہش نفس کا کچھ دخل تھا، اس کا حاکمانہ اقتدار کے نامناسب استعمال سے بھی کوئی تعلق تھا اور وہ کوئی ایسا فعل تھا جو حق کے ساتھ حکومت کرنے والے کسی فرمانروا کو زیب نہیں دیتا تھا''۔ (تفہیم القرآن: ۴/۳۲۷، سورۃ ص، آیت: ۲۶، مکتبہ تعمیر انسانیت موچی دروازہ لاہور، طبع چہارم ۱۹۶۷ء)

مسلک کے خلاف ہیں، عامۃ المسلمین کا اس کو پڑھنا یا سننا اعتقادی اور عملی گمراہی و غلطی کا موجب بن سکتا ہے، اس لئے اس سے پرہیز لازم ہے، ہاں جو حضرات اہل علم ہیں، کتاب وسنت کا علم باقاعدہ معتمد اساتذہ سے حاصل کر کے اس پر استحکام رکھتے ہیں اور صحیح وغلط میں تمیز کرنے کا ان کو ملکہ راسخہ حاصل ہے، ان کیلئے مضر نہیں، مگر مودودی صاحب نے آیت مسئولہ کے متعلق یہ نہیں لکھا جو ان کے معتقدین نے عمل شروع کر دیا، یہ عمل سراسر غلط اور فتنہ ہے، اس کو مودودی صاحب کی طرف منسوب کرنا بھی غلط ہے، جو معتقدین اپنے اعتقاد میں حد غلو تک پہنچ جاتے ہیں وہ اس قسم کی غلطیوں میں اکثر مبتلا ہوتے ہیں پھر جو لوگ نعمت فہم سے محروم ہیں انکا تو پوچھنا ہی کیا ہے، وہ بے سمجھے ہی تقلید کرتے ہیں۔

مودودی صاحب نے اس آیت سے جو مسئلہ استنباط کر کے لکھا ہے وہ یہ ہے کہ:

''اس سے یہ مسئلہ نکلا ہے کہ فساق وفجار اور مشہور بفسق لوگوں کی نماز جنازہ مسلمانوں کے امام اور سر برآوردہ لوگوں کو نہ پڑھانی چاہئے اور نہ پڑھنی چاہئے'' تفہیم القرآن، ص:۲۲۱ (۱)۔

مودودی صاحب کا ایسا کلیہ استنباط کرنا بھی غلط اور نصوص کے خلاف ہے اور ان کے معتقدین کا ایسا سمجھنا کہ بالکل نماز جنازہ ہی نہ پڑھی جائے اور بلا نماز ہی ان کو دفن کر دیا جائے، نہ سر برآوردہ پڑھے اور نہ کوئی اَور پڑھے، یہ بھی غلط اور اس کو مودودی صاحب کی طرف منسوب کرنا بھی غلط ہے۔

۴...... جب کہ یہ مسئلہ ہی غلط ہے تو اس کی دھمکی بھی غلط ہے اور جہاں اس غلطی میں مبتلا ہو کر بے نماز ہی جنازہ دفن کر دینے کا احتمال اور مظنہ ہو اور لوگ اقتداء میں ایسا کرنے پر آمادہ ہوں اور قبر کھودنے والے پر جرمانہ تجویز کیا جائے جس سے یہ بھی احتمال ہو کہ مردہ دفن ہی نہ کیا جائے، ویسے ہی پڑا ہوا سڑتا رہے جیسے مرا ہوا کتا، گدھا پڑا رہتا ہے تو ہرگز ایسی دھمکی اور اعلان کی بھی اجازت نہیں ہے۔

۵...... ڈاڑھی کی حد شرعی ایک قبضہ ہے، امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب الآثار (۲) میں سند کے

(۱) (تفہیم القرآن: ۲/۲۲۱، سورۃ التوبۃ، آیت: ۸۴، مکتبہ تعمیر انسانیت موچی دروازہ لاہور طبع چہارم ۱۹۶۷ء)

(۲) ''عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنهما أنه كان يقبض على لحيته، ثم يقص ما تحت القبضة''. (كتاب الآثار، ص: ۱۹۸، إدارة القرآن)

ساتھ اس کو نقل کیا ہے اور فتح القدیر (۱) اور درمختار (۲) وغیرہ کتب فقہ میں لکھا ہے کہ ''ایک مشت تک پہنچنے سے پہلے کاٹنا یا کاٹ کر ایک مشت سے کم کرالینا کسی کے نزدیک بھی مباح نہیں''۔ کسی نے اس کو مباح قرار نہیں دیا، یہ اجماع کے درجہ میں ہے۔

۶......عالم صاحب نے جو تدبیریں بتائی ہیں وہ اختیار کی جائیں اور اہل اللہ کی صحبت اختیار کیجائے، ہر مکان اور مسجد میں اہل اللہ کی کتابیں سنانے کا انتظام کیا جائے، اکابر اہل اللہ کی خدمت میں جا جا کر کچھ وقت اپنی تربیت کیلئے گذارا جائے، اپنے احوال کی ان کو اطلاع کر کے ہدایات حاصل کرنے اور ان پر عمل کرنے کی فکر کیجائے، انشاء اللہ صحیح ماحول بنے گا، دین کا عام چرچا ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ۔

تحریک جماعت اسلامی کا خلاصہ

سوال [۱۰۵]: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان دین وشریعت جماعت اسلامی کا کیا حکم ہے؟ کیا ان کی کتابوں کی خرید وفروخت درست ہے یا نہیں، نیز ان کی کتب کا مطالعہ کیسا ہے؟ بینوا توجروا۔

افضل وابراہیم افریقی۔

الجواب حامداً و مصلیاً:

سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب بانی جماعت اسلامی نے ایک انٹرویو کے دوران ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ:

''میری عمر سولہ سال کی تھی جب میں نے کالج چھوڑا، پھر آوارہ خوانی شروع کی کہ جو کچھ سامنے آیا پڑھ ڈالا، اس کا بہت برا اثر میرے دل ودماغ پر پڑا (کہ خدا پر سے

(۱) ''وأما الأخذ منها وهي دون ذلک کما يفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال، فلم يبحه أحد''. (فتح القدير: ۲/۳۴۸، کتاب الصوم، باب مايوجب القضاء والکفارة، مصر)

(۲) ''وأما الأخذ منها وهي دون ذلک کما يفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال، فلم يبحه أحد وأخذ کلها فعل يهود الهند ومجوس الأعاجم''. (ردالمحتار: ۲/۴۱۷، کتاب الصوم، باب مايفسد الصوم وما لايفسد، مطلب الأخذ من اللحية، سعيد)

یقین ہٹ گیا، عقائد بے معنی نظر آتے تھے) وغیرہ وغیرہ۔

چونکہ عربی زبان پر عبور کافی تھا اس لئے براہ راست کتاب وسنت کا مطالعہ کیا، تشکک اور ارتیاب کے پردے چاک ہوتے گئے اور یقین مستحکم ہوگیا'' وغیرہ وغیرہ۔

مودودی صاحب سے کسی نے دریافت کیا کہ آپ نے کہاں اور کس سے علم حاصل کیا؟ اس کا جواب دیا کہ:

''یہ بات مجھ سے دریافت کرنے کی نہیں، یہ بات تو ان حضرات سے پوچھنے کی ہوتی ہے جن کے علم کیلئے چند ناموں کا گنا دینا کافی ہے (جیسے حدثنا فلان عن فلان عن فلان) آپ مجھ سے یہ نہ پوچھئے بلکہ میرا کام دیکھئے، میرا کام چھپا ہوا ہے چُھپا ہوا نہیں، اس کو دیکھ کر ہر شخص اندازہ کرسکتا ہے کہ میں نے کتنا علم حاصل کیا ہے، اس کو کتنا ہضم کر سکا ہوں''۔

کسی نے مودودی صاحب سے دریافت کیا تھا کہ آپ نے جو کچھ بیان کیا ہے، صدیاں گذر گئی ہیں کسی نے وہ بیان نہیں کیا اور بڑے علماء ومشائخ نے آپ کے بیان کے بعد بھی اس کو قبول نہیں کیا، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ سب اکابر دین غلطی پر ہیں یا اس بات کی دلیل ہے کہ آپ حق کے نام پر کوئی غلط چیز پیش کررہے ہیں؟

مودودی صاحب نے اس کا جواب دیا کہ ''میں نے دین کو حال یا ماضی کے اشخاص سے سمجھنے کے بجائے ہمیشہ قرآن وسنت ہی سے سمجھنے کی کوشش کی ہے، اس لیے میں کبھی یہ معلوم کرنے کیلئے کہ خدا کا دین مجھ سے اور ہر مؤمن سے کیا چاہتا ہے، یہ دیکھنے کی کوشش نہیں کرتا کہ فلاں اور فلاں بزرگ کیا کہتے ہیں اور کیا کرتے ہیں، بلکہ صرف یہ دیکھنے کی کوشش کرتا ہوں کہ قرآن کیا کہتا ہے اور رسول نے کیا کہا''۔ ترجمان القرآن (۱)۔

اس سے معلوم ہوا کہ مودودی صاحب نے خدا کے دین کو نہ زمانہ حال کے کسی شخص یعنی استاذ سے سمجھا، نہ زمانہ ماضی چودہ سو سال میں کوئی شخصیت ایسی گذری جس سے وہ خدا کے دین کو سمجھ سکتے، قرآن کریم کا مطالعہ بھی خود ہی بغیر استاد کے کیا ہے اور سنت کا بھی، ان کے نزدیک قرآن کریم کا مطلب سمجھنے کیلئے نہ حدیث کی ضرورت ہے نہ تفسیر کی، چنانچہ لکھتے ہیں:

(۱)(تنقیحات بحوالہ روئیداد جماعت اسلامی، حصہ سوم، ص: ۳۷)

''قرآن اور سنت رسول کی تعلیم سب پر مقدم ہے، مگر تفسیر وحدیث کے پرانے ذخیروں سے نہیں، ان کے پڑھانے والے ایسے ہونے چاہئیں، جو قرآن وسنت کے مغز کو پا چکے ہوں'' (تنقیحات)(۱)۔

بغیر تفسیر وحدیث کے قرآن کریم کو جو سمجھنے کا طریقہ مودودی صاحب نے تلقین کیا ہے وہ یہ ہے:

''قرآن کو پوری طرح سمجھنے کی بہترین صورت صرف یہ ہوسکتی ہے کہ اس کا خواہشمند پہلے تو یہ سمجھے کہ الہام اسی پر نازل ہو رہا ہے، اور پھر وہ یہ سمجھ کر پڑھے کہ خود اس الہام کو نازل کر رہا ہے'' (۲)۔

چنانچہ اس کا اثر یہ ہے کہ جماعت اسلامی سے وابستہ ایک صاحب اپنے لڑکے کو فہم دین کی دعوت اس طرح دیتے ہیں:

''بیٹا کہنا یہ تھا کہ جب قرآن پڑھو تو یہ سمجھو کہ یہ قرآن تم پر اتر رہا ہے یعنی اللہ تعالیٰ خود تم سے ہم کلام ہے''۔ (دعوت، دہلی)

الحاصل: مودودی صاحب اوران کی قائم کردہ جماعت اسلامی کے نزدیک خدا کا دین سمجھنے کیلئے نہ حال وماضی کے کسی شخص کی ضرورت ہے، نہ حدیث وتفسیر کی حاجت ہے اور نہ فقہ وکلام کی ضروت ہے، بلکہ دنیا میں اسلام، ایمان، دینداری، توحید، رسالت، اسوہ، سنت، بدعت، کا جو مفہوم پھیلا ہوا ہے، مودودی صاحب کے نزدیک سب غلط ہے، جیسا کہ ترجمان جلد:۲۶ (۳) میں ہے:

''کوئی شخص ان امور کی اصل حقیقت سے واقف نہیں، اور فقہاء ومتکلمین نے جو غلط مفہوم عوام کے ذہن میں راسخ کرنے کیلئے فقہ وکلام کی کتابیں تصنیف کی ہیں اور دین میں تحریف کرکے بے دینی کو دین بتایا ہے''۔

---

(۱) (تنقیحات، ہمارے نظام تعلیم کا بنیادی نقص، ص:۱۱۴، مکتبہ جماعت اسلامی، دار السلام، پٹھانکوٹ، پنجاب)

(۲)(نوائے پاکستان، ص:۴: کالم: ۲، ۴/ستمبر ۱۹۵۵ء)

(۳)(ترجمان القرآن: جلد:۲۶)

2

جیسا کہ ترجمان جلد۲۶(۱)میں ہے:

''اسی لئے ان کے نزدیک جماعت اسلامی میں داخل ہونے کے لئے تجدید ایمان ضروری ہے اور کوئی بڑے سے بڑا عالم اور شیخ طریقت بھی اس سے مستثنیٰ نہیں''۔

اسی لئے جو شخص ان کی جماعت میں داخل ہونے کے بعد جماعت سے نکل جائے اس پر یہ لوگ ارتداد کا حکم لگاتے ہیں، چنانچہ لکھتے ہیں:

''یہ وہ راستہ نہیں ہے جس میں آگے بڑھنا اور پیچھے ہٹنا دونوں یکساں ہو،نہیں یہاں پیچھے ہٹنے کے معنی ارتداد کے ہیں، خدا کی طرف سے پیٹھ موڑنے کے ہیں''۔ (جماعت اسلامی کا پہلا اجتماع)۔

جماعت ہند کے ایک اہم ذمہ دار کی کتاب ''تنقیدات'' میں ہے:

''یہاں تبلیغ اسی مشنری ڈھنگ کی ہے، جیسے عیسائیوں، ہندوؤں اور سکھوں کی طرف سے آئے دن ہوتی رہتی ہے، پس مذاہب چند بے جان عقائد، بے معنی منتر اور بے مقصد حرکات کی معجون سی بنے ہوئے ہیں، پنڈت، پادری، یا گرنتھی اور مولوی اپنے اپنے کارخانوں کی ذہنی معجونیں لئے پھرتے ہیں، ڈگڈگی بجائی، لوگوں کو جمع کیا اور اپنی معجون کے حق میں گا گا کر اور تھرک تھرک کر ایک رنگین تقریر کر ڈالی''۔

نیز ایک صاحب نے مودودی صاحب کی خدمت میں رہ کے ایک کتاب تصنیف کی جس کو مودودی صاحب نے بہت پسند کیا ہے اس کا نام ''معرکہ اسلام وجاہلیت'' ہے، اس میں چن چن کر ایسے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے متعلق لکھا ہے جن کے افضل اور جنتی ہونے اور مستحق خلافت ہونے کی بشارتیں صحیح احادیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہیں، کہ ان پر بار بار جاہلیت کے حملے ہوتے تھے جس کی وجہ سے غیر دینی جذبات بھڑکتے اور وہ ناکردنی، غلط، خلاف اسلام حرکت کر گذرتے تھے۔

مودودی صاحب نے ایک مستقل قاعدہ کلیہ کے طور پر ''ترجمان القرآن'' میں لکھا ہے کہ:

---

(۱)(ترجمان القرآن، حوالہ مذکورہ)

''حقیقت یہ ہے کہ: اسلام وجاہلیت کے درمیان کوئی بیچ کی راہ نہیں ہے''۔

اب پڑھنے والا سوچتا ہے کہ جن اکابر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود براہ راست دین کی تعلیم دی، ایک ایک چیز کو سکھایا اوران پر اعتماد کر کے دین کی پوری امانت ان کے سپرد فرمائی اور تبلیغ دین کا ان کو ذمہ دار ٹھہرایا اور آئندہ آنے والوں کیلئے ان کو مقتدا بنایا، جماعت اسلامی کے نزدیک ان کے پاس بھی پورا صحیح دین نہیں تھا، بلکہ ان پر جاہلیت کے حملے ہوتے تھے اور جاہلیت تو بالکل اسلام کی ضد ہے، تو پھر انہوں نے امت کو اسلام پہونچایا، یا اسلام کی ضد پہونچائی، انہیں کے پہونچانے سے امت کے پاس اسلام پہنچا، مگر مودودی صاحب اوران کی جماعت کے نزدیک کسی کے پاس بھی صحیح دین اسلام نہیں پہونچا۔ تقریباً چودہ صدی اس گہری گمراہی، بے دینی اور ضلالت میں بیت گئیں کہ لوگ بے دینی کو دین سمجھتے رہے، اور اسلام کی ضد کو اسلام سمجھتے رہے، اب مودودی صاحب نے اسلام کو صحیح طور پر پیش کیا ہے تو ظاہر ہے کہ ایسے بانی جماعت اور ایسی جماعت کو اہل سنت والجماعت سے کیا تعلق ہے؟ ایسی کتابیں جن میں یہ سب کچھ بھرا ہوا ہو خریدنا اور فروخت کرنا کب درست ہوسکتا ہے؟ (۱) اور ایسے لوگوں سے دینی تعلق کیسے رکھا جاسکتا ہے؟

مودودی صاحب کی کتاب ''خلافت وملوکیت'' کو دیکھئے کہ کس کس طرح صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو نشانۂ ملامت بنا رکھا ہے، پھر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بعد کسی اَور کی کیا حیثیت باقی رہ جاتی ہے، مسلمانوں نے جس جس جماعت، جس جس فرد کیساتھ دینی عقیدت قائم کر کے ان کو اپنا رہنما تسلیم کیا ان پر مودودی صاحب نے ایسی تخریبی تنقیدیں کی ہیں کہ جس سے ساری عقیدت ختم ہو کر طبیعتوں میں نفرت بیٹھ جائے، جو شخص اپنے زمانہ کا عام طرز خیال بدلنا چاہتا ہو اور لوگوں کی روش میں اصولی تغیر پیدا کرنیکا خواہشمند ہو وہ مجبور ہے کہ ابتداء میں تعمیری افکار کو آہستہ آہستہ بتدریج اور باقساط پیش کرے، تخریبی تنقید کے بغیر وہ الفت وشیفتگی دور نہیں کی

---

(۱) قال تعالیٰ: ﴿ومن الناس من یشتری لهو الحدیث لیضل عن سبیل الله﴾. "وفی أسباب النزول للواحدی عن الکلبی ومقاتل أنه کان یخرج تاجراً إلی فارس، فیشتری أخبار الأعاجم. وفی بعض الروایات: کتب الأعاجم، فیرویها ویحدث بها قریشاً ویقول لهم: إن محمداً علیه الصلاة والسلام یحدثکم بحدیث عاد وثمود، وأنا أحدثکم بحدیث رستم، واسفندیار وأخبار الأکاسرة، فیستملحون حدیثه ویترکون استماع القرآن فنزلت". (روح المعانی: ۲۱/۶۷، سورہ لقمان، آیت: ۶، دار إحیاء التراث بیروت)

جاسکتی، جولوگوں کورائج الوقت تخیلات اورطریقہائے عمل سے طبعی طور پر ہوا کرتی ہے اور جب تک یہ الفت دور نہ ہوان کے دماغ کسی نئی بنیاد پر تعمیری نقشہ سوچنے اور سمجھنے کیلئے تیار نہیں ہو سکتے، لہذا تخریب کے بغیر یا ناکافی تخریب کے ساتھ نئی تعمیر کا نقشہ پیش کردینا سراسر نادانی ہے۔ (ترجمان القرآن ،جلد: ۱۴،عدد:۲، ص:۱۳۴)(۱)۔

اس اصول کی بناء پر دستور میں تجویز کیا گیا ہے کہ رسولِ خدا کے سوا کسی کو تنقید سے بالاتر نہ سمجھے، یہ بنیادی عقیدہ ہے اس کے پیش نظر کسی کو بخشا نہیں جائے گا۔ اسی وجہ سے ''صحیح بخاری شریف'' پر بھی تنقید کرتے ہوئے ایک حدیث کے متعلق لکھ دیا ہے ''یہ جھوٹ ہے، مہمل افسانہ ہے''۔ (رسائل و مسائل، ج:۲، نمبر:۲)(۲)۔

اور ''تفہیم القرآن'' میں حضرت یونس علیہ الصلاۃ والسلام پر بھی سخت تخریبی تنقید کی ہے (۳)۔مودودی صاحب تخریبی تنقید کے زور میں وہ چیزیں بھی اپنا لیتے ہیں، جن کو اہل باطل نے اختیار کیا ہے۔

کبھی ان کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خوارج کی محفل میں ہیں اوران کی تائید کررہے ہیں اور جو آیات کفار کے حق میں نازل ہوئی تھیں ان کو مسلمانوں پر اوران کے مقتداؤں پر چسپاں کررہے ہیں، کبھی خیال آتا ہے کہ روافض کی مجلس میں ہیں اور خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ذوات مقدسہ میں کیڑے ڈال رہے ہیں، کہیں تصور ہوتا ہے کہ مرزائیوں کے دربار میں ہیں اور حضرت عیسی علیہ السلام کے رفع جسمانی کو عقیدہ تثلیث سے مربوط کررہے ہیں، کہیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ معتزلہ کی ہنگامہ آرائیوں میں گناہ گار مسلمانوں کو ایمان سے خارج ہونیکا نوٹس دے رہے ہیں۔اور جہاں جس مقصد کے لئے مناسب سمجھتے ہیں، اپنی فہم کے مطابق کسی آیت یا کسی حدیث یا کسی قول کا بھی سہارا لے لیتے ہیں تاکہ دیکھنے والا سمجھے کہ

---

(۱)(ترجمان القرآن، جلد: ۱۴، عدد: ۲، ص: ۱۳۴)

(۲)(رسائل و مسائل، ج: ۲،ص: ۲۶، طبع سوم)

(۳)''حضرت یونس علی نبینا وعلیہ السلام سے فریضہ رسالت کی ادائیگی میں کچھ کوتاہیاں ہوگئی تھیں اور غالباً انہوں نے بے صبر ہو کر قبل از وقت اپنا مستقر بھی چھوڑ دیا تھا''۔ (تفہیم القرآن، ج:۲،ص:۳۲۱،سورہ یونس،آیت: ۹۸ پارہ ۱۱)

نوٹ: تفہیم القرآن کے طبع سوم میں یہی الفاظ بعینہ موجود ہیں، بعد کے ایڈیشنوں میں اس عبارت کو تبدیل کیا گیا ہے، تفصیل کیلئے ملاحظہ فرمائیں (معارف القرآن:۴/ ۵۷۰،مکتبہ ادارۃ المعارف کراچی)

ان کو تو حدیث سے بھی تعلق ہے اور کسی قول سے بھی استدلال کر لیتے ہیں۔ خدائے پاک ان کو ہدایت دے اور ان کی گمراہیوں کو ان پر واضح فرما کر توبہ کرنے اور صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق دے اور جتنی گمراہی ان کے ذریعہ سے پھیلی ہے اس کی اصلاح کی بھی توفیق دے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ۔

ایضاً

سوال [۵۰۲]: جماعت اسلامی کے بارے میں کچھ لوگ کہتے ہیں کہ بڑی اچھی جماعت ہے، دین کی صحیح سمجھ اس جماعت میں حاصل ہوتی ہے، مگر میرے بعض دوست کہتے ہیں کہ یہ جماعت اچھی نہیں ہے اس سے دور رہنا چاہئے، حالانکہ میں نے انکی کئی کتابیں پڑھی ہیں بظاہر کوئی قابل اعتراض بات نظر نہیں آئی، آپ سے گذارش ہے کہ حکم اس جماعت کے متعلق ارشاد فرمائیں تاکہ یہاں کے لوگ ہدایت پائیں۔ عزیز الرحمٰن وانمباڑی۔

الجواب حامداً و مصلیاً:

سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب بانی جماعت اسلامی نے باقاعدہ معتبر اساتذہ سے قرآن وحدیث کی تعلیم حاصل نہیں کی، زیادہ تر ان کی معلومات اپنے مطالعہ سے ہیں، وہ اپنی رائے کے مقابلہ میں کسی کو معتبر نہیں سمجھتے، بلکہ اپنی رائے کے ذریعہ موجودہ علماء اور گذشتہ فقہاء و محدثین، اولیائے کرام، حتی کہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ذوات مقدسہ پر بھی رکیک حملے کرتے ہیں، اور فہم دین میں ان کو ناقص تصور کرتے ہیں۔

بسا اوقات وہ اہل سنت والجماعت کے متفقہ مسلک سے ہٹ کر معتزلہ، خوارج، روافض، غیر مقلد، منکرین، مرزائیوں کی باتوں کو ترجیح دے کر اختیار کر لیتے ہیں، جس سے سخت گمراہی پھیلتی ہے اور ان سے متاثر لوگوں کے ذہن میں آہستہ آہستہ یہ بات قائم ہو جاتی ہے کہ چودہ صدی میں دین کو صحیح سمجھنے والا اور پورے دین کو اختیار کرنے والا کوئی شخص نہیں پیدا ہوا صرف مودودی صاحب نے پورے دین کو صحیح سمجھا ہے اور سب لوگوں کی غلطیوں کا پردہ چاک کیا ہے، کیونکہ سب لوگ اپنی ناسمجھی، خود غرضی یا خدا پرستی کی بناء پر دین کو غلط اور بے دینی کو دین سمجھے ہوئے تھے، یہ تصور اتنا خطرناک ہے جس کی حد نہیں، ساری امت کو اور اس کے دین کو ناقص اور غلط سمجھنا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی خدمات کو ختم کرنا اور ان سے اعتماد کو ختم کر دینا ہے۔ استغفر اللہ۔

معلوم نہیں کہ آپ نے مودودی صاحب کی کیا کتابیں دیکھی ہیں اور آپ کے پاس قرآن کریم، حدیث شریف، تفسیر، اصول فقہ کے علوم کس قدر ہیں جن کے ذریعہ حق کو باطل سے پرکھا جاسکتا ہے۔

کیا ''خلافت وملوکیت'' کا آپ نے مطالعہ نہیں کیا؟ جس میں اونچے اونچے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر کس قدر تخریبی تنقیدیں کی ہیں، حالانکہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تعریف فرمائی، ان کو جنتی قرار دیا ہے(۱) ان پر اعتماد کرنے کیلئے حکم فرمایا(۲) ایسے حضرات مودودی صاحب کے نزدیک قابل اعتماد نہیں۔

ان کی دوسری کتابیں: ''تنقیحات، تجدید واحیاء دین، تفہیمات، رسائل ومسائل'' میں بھی اس قسم کے مضامین بھرے ہوئے ہیں مگر ان کو مضمون نگاری میں مہارت ہے، عبارت آرائی میں عام طور پر لوگ بہک جاتے ہیں، ان کے رد میں بھی بہت سی کتابیں لکھی گئی ہیں، مثلاً ''کشف حقیقت''، ''تعبیر کی غلطی''، ''مودودی مذہب''، ''مودودی صاحب کے غلط نظریات''، ''کھلی چھٹی''۔ خدا جانے ایسی بھی کوئی کتاب آپ نے دیکھی ہے یا نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

---

(۱) "عن عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: "أبوبکر فی الجنة، و عمر فی الجنة، وعثمان فی الجنة، وعلی فی الجنة، وطلحة فی الجنة، والزبیر فی الجنة، و عبد الرحمٰن بن عوف فی الجنة، و سعد بن أبی وقاص فی الجنة، وسعید بن زید فی الجنة، وأبو عبیدة بن الجراح فی الجنة". (جامع الترمذی: أبواب المناقب، مناقب عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ: ۲/۲۱۵، سعید)

(وکذا فی مشکوٰة المصابیح، کتاب المناقب، باب مناقب العشرة، الفصل الثانی، ص: ۵۶۶، قدیمی)

(۲) "عن أبی بردة -رضی اللہ تعالیٰ عنہ- عن أبیه قال: صلینا المغرب مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: (وساق الحدیث إلی أن قال) قال: فرفع رأسه إلی السماء وکان کثیراً مما یرفع رأسه إلی السماء فقال: "النجوم أمنة للسماء فإذا ذهبت النجوم أتی السماء ما توعد، وأنا أمنة لأصحابی فإذا ذهبت أنا أتی أصحابی ما یوعدون، و أصحابی أمنة لأمتی، فإذا ذهب أصحابی أتی أمتی ما یوعدون". (الصحیح لمسلم، کتاب الفضائل، باب بیان أن بقاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم أمان لأصحابه: ۲/۳۰۸، قدیمی)

(ومسند الإمام أحمد بن حنبل، مسند أبی موسی الأشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ: ۵/۵۴۳، رقم الحدیث: ۱۹۷۲۴، دار إحیاء التراث بیروت)

جماعت اسلامی کا تفصیلی جائزہ ایک خط کے جواب میں

محترمی زید احترامہ............السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

[۵۰۳] جماعت اسلامی تقریباً ۲۵/ سال سے تشکیل یافتہ صورت میں کام کررہی ہے اس کے پمفلٹ، اخبار، رسالے، کتابچے، کثیر تعداد میں شائع ہو چکے ہیں اور شائع ہوتے رہتے ہیں، اس کا دستور بڑی اہمیت کے ساتھ مرتب کیا گیا، نصب العین اور طریق کار بھی تجویز کیا گیا، جو حضرات مفکر اور اہل قلم اس میں شریک ہوئے انہوں نے بڑی جدوجہد سے اس کی حمایت کی، دوسرے حضرات اہل علم نے اس کو قبول نہیں فرمایا، کچھ نے اپنی نجی مجلسوں میں اس پر نکیر کی، سوالات پیدا ہوئے، بات زیادہ بڑھی تو جلسوں تک نوبت آئی، اور بڑے بڑے عام جلسوں میں تقریریں کی گئیں اور جماعت کی جو چیزیں کتاب اور سنت سے ٹکراتی تھیں ان کو پیش کیا گیا۔

پھر سوالات تحریری شکل میں آنے شروع ہوئے، ان کے جوابات دیئے گئے، مستقل رسالے رد میں لکھے گئے، ان رسائل وجوابات کا بھی اچھا خاصہ ذخیرہ ہوگیا مگر نہ اتنا کہ جماعت اسلامی کے لٹریچر کے ہم پلہ ہوسکے، جماعتی لٹریچر کے مقابلہ میں یہ رد نہ ہونے کے برابر ہے، دیوبند، سہارنپور، تھانہ بھون، رام پور، علی گڑھ، اعظم گڑھ، مونگیر وغیرہ مقامات سے بھی جماعت کا رد لکھا گیا، اور دلائل تو یہ پیش کئے گئے، دونوں طرف کے حضرات کو بار بار غور وخوض کا موقعہ ملا، بعض مقامات پر تبادلہ خیال کی بھی نوبت آئی۔

امیر جماعت سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب نے مخالفت کرنیوالے حضرات کی کسی تحریر وتقریر کو حق اور نیک نیتی پر محمول نہیں کیا، کبھی فرمایا کہ یہ لوگ الیکشن کی وجہ سے ہماری مخالفت کرتے ہیں، کبھی لکھا کہ یہ جماعتی تعصب میں مبتلا ہیں، کبھی کہا کہ یہ قرآن وحدیث کو نہیں سمجھتے، ان کا ایمان محض تقلیدی ایمان ہے، انہوں نے اپنا ایمان اکابر کے سپرد کر رکھا ہے خدا کے سپرد نہیں کیا، ان کے دلوں میں خوف خدا نہیں، یہ جو کچھ اعتراض کرتے ہیں وہ جھوٹ ہے افتراء ہے، بددیانتی ہے، یہ لوگ نفس پرستی میں مبتلا ہیں، اپنی غلطیوں کو دین وتقوی بنا کر پرستش کرتے اور کراتے رہتے ہیں، اس کو چھوڑ کر نیا دین قبول کرنا ان کیلئے آسان کام نہیں ہے یہی تو وہ جہاد اکبر ہے جس کے اہل بہت کم ملتے ہیں۔

ان لوگوں کے لئے آزمائش کا وقت آگیا ہے، جو حق پرست ہیں وہ ہمارے ساتھ رہیں گے اور جو اشخاص پرست ہیں وہ ہم سے الگ ہوجائیں گے، میں تو سمجھتا ہوں کہ خدا نے یہ فیصلہ کرلیا ہے کہ ان کو دین کی

خدمت کی توفیق ہی نہیں دے گا، بلکہ جن فتنوں کی خدمت کر رہے ہیں انہیں میں مشغول رہیں گے، وغیرہ وغیرہ۔غرض کسی کے اختلاف کوحق پر محمول نہیں کیا،لیکن جماعت کے اونچے حضرات نے بہرحال غور کیا، کچھ پر اپنی غلطی منکشف ہوگئی وہ جماعت سے علیحدہ ہوگئے، کچھ کو دیر لگی اور وہ پندرہ بیس سال تک جماعت میں عہدوں پر فائز رہے اور پوری ذمہ داری کے ساتھ نیک نیتی سے خدمات انجام دیتے رہے، اس کے بعد ان پر اپنی غلطی منکشف ہوئی اور وہ جماعت سے علیحدہ ہوگئے۔علیحدہ ہونے والوں کو جماعت نے جن خطابات سے نوازا آپ سے مخفی نہیں ہوں گے: ''یہ دین سے ہٹ گئے''، ''خدا سے منہ موڑ لیا''، ''مرتد ہوگئے'' (نعوذ باللہ) جماعت سے علیحدہ ہونے والوں کی تفصیلی فہرست بھی آپ کے علم میں ہوگی، وہ ایسے بلند پایہ لوگ ہیں جن کے متعلق نام بنام سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب نے تحریر فرمایا تھا: کہ ''میرے ساتھ ایسے ایسے اہل علم واہل قلم ہیں کہ اگر میری کوئی بات بھی غلط ہوتی تو یہ لوگ مجھے فوراً روک دیتے اور آئندہ بھی میرا کوئی غلط قدم اٹھے گا تو مجھے فوراً روک دیں گے، یہ کھلی علامت ہے اس بات کی کہ جو کچھ میں نے کہا اور اختیار کیا وہ حق ہے''۔

اب تلاش کر کے دیکھئے کہ اس دستور بنانے والوں اور تشکیل کرنیوالوں اور جماعت کا سنگ بنیاد رکھنے والوں میں سے مودودی صاحب کے ساتھ کتنے آدمی باقی رہ گئے، مولانا امین احسن صاحب نے لکھا ہے کہ ''شاید ایک دو تبرک کے طور پر باقی ہوں ورنہ سب الگ ہوگئے کسی نے خاموشی اختیار کی، کسی نے جماعت کی خامیوں اور گہری غلطیوں اور گمراہیوں کو تفصیل سے بیان کیا''۔ الفرقان لکھنو کے وہ فائل دیکھئے جس میں مولانا منظور احمد صاحب نعمانی نے اپنی علیحدگی کے اسباب کو بیان کیا ہے اور کس طرح توبہ کی، معلوم ہوتا ہے کہ سخت ترین گمراہی وضلالت میں دیر تک پھنسے رہے، جس سے خدا کے سامنے عہدہ برآ ہونے کی صورت نہیں تھی، مولانا امین احسن صاحب کا ''میثاق'' ملاحظہ کیجئے وہ لکھتے ہیں: ''میں سولہ سال تک ایک راہ گم کردہ قافلہ کا ساتھ چھوڑ کر آرہا ہوں''۔مولانا عبدالغفار صاحب، حکیم شمس الحسن بھی علیحدہ ہوئے، اور اسباب علیحدگی بیان کئے۔

مولانا مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ نے دستورِ مودودی صاحب کے سلسلہ میں جو کچھ لکھا ہے، اس کی تردید بہت زوردار طور پر کی گئی اور جماعت اسلامی کے بہت سے اہل قلم نے کی ہے، نیز دستور کا وہ چھوٹا سا ٹکڑا لے کر بہت سے علما سے دریافت کیا گیا ہے اور فتوے حاصل کئے گئے ہیں جن میں سے بعض کے حوالے آپ نے بھی دیئے ہیں حتی کہ اس کی تردید میں حکیم عبدالرحیم اشرف صاحب نے مستقل ایک کتاب تصنیف فرمائی ہے جس کا نام ہے

''کیا جماعت اسلامی حق پر ہے؟'' مگر خدا کی قدرت کہ جیسے ہی وہ کتاب شائع کی ویسے ہی اپنی غلطی ان پر منکشف ہوئی، جماعت اسلامی سے علیحدہ ہو گئے اور اپنے لکھے ہوئے گذشتہ مضامین کے کفارہ میں اب تک مسلسل مشغول ومنہمک ہیں ملاحظہ کیجئے ''المنبر'' لائل پور۔ جماعت کی گمراہی صرف دستور کی دفعہ نمبر ٦ کی وجہ تھی جس کو مولانا مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا تھا اور اس کی تردید حکیم عبدالرحیم اشرف صاحب نے ''کیا جماعت اسلامی حق پر ہے؟'' کے ذریعہ کردی تھی اور جماعت کی گمراہی ختم ہوکر حقانیت ثابت ہوچکی تھی تو حکیم عبدالرحیم اشرف کی توبہ اور تحریر سے اس تردید کی تردید ہوکر وہ گمراہی پھر لوٹ آئی۔

غور طلب ہے کہ مولانا مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ نے دستور کی دفعہ نمبر:٦ کی تردید کے لئے حق صریح (آیت قرانیہ واحادیث نبویہ کو پیش کیا ہے) اور آپ اس کی مخالفت میں اقوال اشخاص کو پیش کرتے ہیں جس کا حاصل یہ ہے کہ آپ نے معیار حق اشخاص کو قرار دیا ہے، حق سے اشخاص کو نہیں پرکھا۔

بات دراصل یہ ہے کہ تنقید سے جو کچھ جماعت اسلامی کا مقصد ہے اور لٹریچر میں پھیلا ہوا ہے کہ کس بری طرح تخریبی تنقید وتنقیص، تجہیل، تحمیق کرتی ہے، اس کی روشنی میں دفعہ نمبر:٦ کا سوال کیا جائے تو ہرگز ہرگز وہ جواب نہ ملے جو آپ نے نقل کیا ہے اور جماعت نے اپنی تائید میں شائع کیا ہے، بلکہ صاف اور صریح جواب ہر ذی علم سے یہی ملے گا جو کہ مولانا مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تحریر فرمایا ہے۔ آپ دونوں طرف کی کتابیں دیکھیں، جن کی شرکت کو مودودی صاحب نے معیار حق قرار دیا تھا، دیکھئے وہ کیسے قوی دلائل سے اس تحریک کو زیغ وضلال لکھ رہے ہیں، وحیدالدین خان صاحب اعظم گڑھ نے سوا پانچ سو صفحات کی کتاب ''تعبیر کی غلطی''، لکھی ہے جس میں ثابت کیا ہے کہ قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں: ''رب، الہ، دین، عبادت''، کی تعبیر مودودی صاحب نے غلط کی ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفی عنہ۔

جماعت اسلامی پر غور کرنے کیلئے بنیادی امور

سوال[۵۰۴]: ۱...... جماعت اسلامی برسرحق ہے یا گمراہ ہے اور اس کے بنیادی عقیدہ کے بارے آپ کی کیا رائے ہے؟

۲...... جماعت کے افراد کے پیچھے نماز ہوجاتی ہے یا نہیں؟

۳......اس جماعت کی مخالفت کرنا ہمارے لیے درست ہے یا غلط؟

۴......مدارس دینیہ میں اس جماعت کے افراد کی خدمت قبول کی جاسکتی یا نہیں؟

۵......اس جماعت کے اجتماعات میں شرکت کرنا اور اس کا لٹریچر پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلياً :

چند اُمور عرض ہیں ان پر غور فرمائیں:

۱-صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین امت کا سب سے پہلا طبقہ ہے جن کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دین اسلام کی تعلیم دی، ان کے قلوب میں اس کا یقین راسخ فرمایا اور ان سے عمل کرا کے ان کی زندگی میں راسخ کیا، تمام امت کیلئے ان پر نقل دین میں اعتماد لازم ہے، کسی صحابہ نے کوئی بات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف غلط اور جھوٹ منسوب نہیں کی، تمام صحابہ کرام کا دامن اس سے پاک صاف ہے (۱)۔

۲-صحابہ کرام میں نفس صحابیت میں شرکت کے باوجود فرق مراتب بھی ہے، ان میں سے بعض باپ ہیں ان میں سے بعضے بیٹے، بعضے دادا ہیں بعضے پوتے، بعضے استاذ ہیں بعض شاگرد، بعض بڑے ہیں بعض چھوٹے ہیں، بعض زیادہ حاضر باش ہیں بعض کم، بعض کی زندگی اسلام میں زیادہ گزری بعض کی کم، بعض کو فہم نصوص زیادہ حاصل ہوا بعض کو کم۔ پس اگر کسی استنباط اور اجتہاد میں اختلاف ہو وہاں استاذ کے قول کو شاگرد کے قول پر ترجیح دی جائے تو اس میں مضائقہ نہیں، یہ چیز نہ احترام صحابہ کے خلاف ہے، نہ اس پر کوئی اعتراض ہے، لیکن محض اپنی رائے سے بغیر دلیل شرعی کے صحابہ کرام کے قول کو رد کرنے کا کسی کو اختیار نہیں (۲)۔

---

(۱) "عن إبرهيم بن عبد الرحمٰن العذري قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "يحمل هذا العلم من كل خلف عدوله، ينفون عنه تحريف الغالين وانتحال المبطلين وتاويل الجاهلين". (مشكوة المصابيح، ص: ۳۶، كتاب العلم، الفصل الثاني، قديمى)

"قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "أصحابى كالنجوم، فبأيهم اقتديتم اهتديتم". (مشكوة المصابيح، ص: ۵۵۴، باب مناقب الصحابه، قديمى)

(۲) "لقد يقع التعارض بين الحج، وحكمها (أى المعارضة) بين الآيتين المصير إلى السنة ...... و بين السنّتين المصير إلى أقوال الصحابةالخ" (نور الأنوار، ص: ۱۹۳، ۱۹۴، سعيد)

"تقليد الصحابى واجب يترك به القياس: أى قياس التابعين ومن بعدهم". (نورالأنوار، ص: ۲۱۶، سعيد)

۳- یہ بھی ممکن ہے کہ کسی وقت کسی باپ نے اپنے بیٹے کو یا استاذ نے اپنے شاگرد کو کوئی سخت کلمہ کہد یا ہو یا چپت بھی مار دیا ہو تو آج اس کی حرص کرتے ہوئے کسی کو اس کا حق نہیں پہونچتا کہ ان صحابہ کی شان میں وہ بھی سخت کلمہ استعمال کرے اور استدلال کرے کہ ان کے باپ اور ان کے استاذ نے بھی تو یہ لفظ کہا تھا، میں نے کہد یا تو کیا قصور کیا؟ جیسے کہ کسی شخص کے والد کو اس کے دادا نے کبھی سخت کلمہ کہا ہو بلکہ کبھی چپت بھی مار دیا ہو تو اب یہ پوتا اپنے باپ کیساتھ وہی معاملہ کرنا چاہے جو اس کے دادا نے کیا تھا تو کوئی ادنی عقل والا بھی اس کی اجازت نہیں دے گا اور اس کو پسند نہیں کریگا۔

۴-صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے مناقب اور فضائل قرآن کریم (۱) اور مستند احادیث میں موجود ہیں (۲)، تاریخ کی رطب و یابس روایات پر بھروسہ کرتے ہوئے ان فضائل ومناقب سے صرف نظر کرنا ہرگز درست نہیں، خاص کر جب کہ یہ بھی معلوم ہو کہ ان تاریخوں کے لکھنے والے اس حیثیت کے آدمی نہیں جس حیثیت کے حضرات محدثین ہیں۔

۵-حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ "میرے صحابہ سے اگر کوئی لغزش ہو جائے تو اس کو درگذر کرو اور اس کا ذکر مت کرو" (۳) حق تعالیٰ کی بارگاہ میں ان کے کارنامے اتنے بلند ہیں کہ امید ہے کہ وہاں پکڑ نہیں ہوگی، پھر تنقید صحابہ کو مستقل مشغلہ بنانا اور اس میں کتابیں تصنیف کرکے ان کی پاکیزہ

---

(۱) قال الله تعالى: ﴿كنتم خير أمة اخرجت للناس﴾. الآية. قيل: اتفق المفسرون على أنه وارد في أصحاب رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم. وقال تعالى: ﴿وكذلك جعلناكم أمةً وسطاً لتكونوا شهداء على الناس﴾. وهذا خطاب مع الموجودين حينئذ. وقال سبحانه وتعالى: ﴿محمد رسول الله والذين معه أشدآء على الكفار﴾. (مقدمة ابن الصلاح، ص: ۱۴۷، النوع التاسع والثلاثون)

(۲) "عن أبي سعيد الخدري قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "لا تسبوا أصحابي، فلوا أن أحدكم أنفق مثل أحد ذهباً، ما بلغ مد أحدهم ولا نصيفه". (مشكوة المصابيح، ص: ۵۵۳، مناقب الصحابه رضي الله تعالىٰ عنه، قديمي)

(وأيضاً مقدمة ابن الصلاح، المصدر السابق آنفاً)

(۳) قوله عليه الصلاة والسلام: " اقبلوا من محسنهم وتجاوزوا عن مسيئهم". (كنز العمال: ۱۲، ج: ۹، رقم الحديث: ۳۳۷۲۳، المكتبة التراث العربي)

زندگیوں میں سے عیوب تلاش کر کے لکھنا'' ان میں یہ عیب تھا، ان سے یہ گناہ صادر ہوا، ان سے یہ کوتاہی ہوئی، ان سے یہ چوک ہوئی، آخر تھے تو وہ بشر ہی، بشری کمزوریوں سے خالی نہیں تھے، ان پر غیر دینی جاہلیت کے رہ رہ کے حملے ہوتے تھے جس کی بنا پر وہ ناکردنی حرکات کر گذرتے تھے، دین کی روح تڑپ اٹھتی تھی، انہوں نے باہمی جنگ وجدل میں جاہلیت میں جان دی''، وغیرہ وغیرہ۔ اس تنقید کی کہاں اجازت ہے (۱) جس سے ان کی ساری زندگی ہی عامیانہ زندگی اور مخدوش زندگی بن جاتی ہے جس کی بنا پر ان کا نقل کردہ دین ہی ناقابل اعتماد بن جاتا ہے، مودودی صاحب اور جماعت اسلامی کی کتابوں میں مثلاً ''خلافت وملوکیت'' (۲) ''تفہیمات'' (۳) ''معرکہ اسلام وجاہلیت'' وغیرہ میں یہ مضامین بھرے ہوئے ہیں۔

دورِ صحابہ کے بعد محدثین کا نمبر آتا ہے، جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات عالیہ مودودی صاحب اور ان کی جماعت کو صحابہ کرام کی ذوات مقدسہ کو نشانہ تنقید بنا کر مجروح کرنے سے نہیں روک سکے تو پھر محدثین کرام کا درجہ تو صحابہ کرام سے کم ہے ان کا کیا خیال کرتے، جو جو نہ کہنا چاہئے وہ وہ ان کو کہا گیا، نتیجہ یہ نکلا کہ فہم دین میں صرف اپنے دماغ وفہم پر اصالۃً اعتماد ہو گیا، جو چیز صحابہ کرام اور محدثین وغیرہ حضرات سے اپنے فہم ودماغ کے مطابق مل جاتی وہ علی الرأس والعین ہے اور جو چیز خلاف ہو وہ ردی کی ٹوکری میں ڈال دینے کے قابل ہے اور استدلال یہی کہ ہر ایک کی تنقید درست ہے (۴) حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ وغیرہ سے جو کچھ آپ نے نقل کیا ہے انصاف کے ساتھ غور کریں کیا واقعی ان کا مقصد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اس

---

(۱) ''عن عبداللہ بن مغفل قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: '' اللہ اللہ فی أصحابی، لا تتخذوھم غرضاً من بعدی''. الحدیث (مشکوٰۃ المصابیح، ص: ۵۵۴، باب مناقب الصحابہ، قدیمی)

(۲) حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق لکھا ہے کہ: ''ایک اور نہایت مکروہ بدعت حضرت معاویہ کے عہد میں یہ شروع ہوئی کہ وہ خود اور ان کے حکم سے تمام گورنر خطبوں میں برسرِ منبر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سب وشتم کی بوچھاڑ کرتے تھے حتی کہ مسجد نبوی میں منبر رسول پر عین روضہ نبوی کے سامنے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے محبوب ترین عزیز کو گالیاں دی جاتی تھیں''۔ (خلافت وملوکیت، ص: ۱۶۲، طبع سوم)

(۳) ''بسا اوقات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر بھی بشری کمزوریوں کا غلبہ ہو جاتا ہے''۔ (تفہیمات، ص: ۳۵۸، مسلک اعتدال، حصہ اول، اسلامی پبلیکیشنز لاہور)

(۴) ''رسول خدا کے سوا کسی انسان کو معیار حق نہ بنائے کسی کو تنقید سے بالاتر نہ سمجھے''۔ (دستور جماعت اسلامی پاکستان، ص: ۲۴)

طرح مجروح کرنا اور نشانۂ ملامت بنانا ہے؟

۶-حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ پر جو تنقید کی گئی ہے اس کو بھی شاید آپ نے مودودی صاحب وغیرہ کی کتابوں میں ملاحظہ کیا ہوگا جہاں انہوں نے لکھا ہے کہ ''امت کو بت پرستی سے تو بچایا ہے مگر پیر پرستی میں مبتلا کر دیا کہ مرید ہوتے ہی پیر کو رب سمجھا جانے لگا'' کس قسم کی تنقید یں ہیں کہ روانہیں رکھی گئی اور مسلمانوں کو اس مہلک مرض میں مبتلا کر دیا، جس شخص کا یہ حال ہو صحابہ پر تنقید کرتے ہیں، اس کے قول سے استدلال کرتے ہیں، تجدید و احیاء دین وغیرہ آپ کی نظر سے گذری ہوگی۔

۷-قرآن کریم کی آیات اور مستند احادیث صحابہ کرام کے حق میں ذرا ملاحظہ کیجئے: ﴿السابقون الأولون من المهاجرين والأنصار والذين اتبعو هم بإحسان رضی اللہ عنهم ورضوا عنه، وأعد لهم جنات تجری تحتهاالأنهار، خالدين فيها أبداً، ذلك الفوز العظيم﴾(۱)

"أصحابی كالنجوم، فبأيهم اقتديتم، اهتديتم"، (۲)﴿رجال صدقوا ما عاهدوا اللّٰه عليه، فمنهم من قضى نحبه، ومنهم من ينتظر، وما بدلوا تبديلا﴾(۳) ﴿ولكن اللّٰه حبب إليكم الإيمان وزينه فی قلوبكم، وكره إليكم الكفر والفسوق والعصيان﴾(٤)۔

"عن أبی سعيد الخدری رضی اللّٰه تعالیٰ عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی عليه وسلم: "لا تسبوا أصحابی، فلو أن أحدكم ينفق مثل أحد ذهباً، مابلغ مد أحدهم ولا نصيفه"(٥)۔ (وقال النبي صلى اللّٰه تعالیٰ عليه وسلم): "من سب أصحابی، فعليه لعنة اللّٰه والملائكة والناس

---

(۱)(سورة التوبة: پ،۱۱،آیت ۱۰۰)

(۲) (مشكوٰة المصابيح ، ص: ۵۵۴،باب مناقب الصحابة، الفصل الثالث، قديمی)

(۳) (سورة الأحزاب: پ، ۲۱،آیت: ۲۳)

(۴)(سوره الحجرات: پ،۲۶،آیت: ۷)

قال الله تعالیٰ: ﴿محمد رسول الله والذين معه أشداء على الكفار، رحماء بينهم، تراهم ركعاً سجداً يبتغون فضلاً من الله ورضواناً﴾. (سوره الفتح، پ:۲۶ ،آیت: ۲۹)

(۵)(مشكوٰةالمصابيح، ص: ۵۵۳،باب مناقب الصحابة، قديمی)

أجمعين، لا يقبل منه صرفاً ولاعدلاً"(۱)۔ "إن الله اختار أصحابی علی جميع العالمين سوی النبيين والمرسلين، واختار لی منهم أربعة: أبابكر، وعمر، وعثمان، وعلياً، فجعلهم خير أصحابی، و فی أصحابی كلهم خير"(۲)۔

"أيها الناس! إن الله غفر لأهل بدر والحديبيه، احفظوا فی أصحابی وأصهاری وأختانی، لا يطالبنكم أحد منهم بمظلمة، فإنها مظلمة لاتوهب فی القيا مة غداً" (۳)۔

اَور چند احادیث کا خلاصہ عرض ہے:

۱-''جس نے میرے صحابہ میں میری رعایت کی اللہ اس کی دنیا وآخرت میں حفاظت فرمائے گا اور جس نے ان میں میری رعایت نہ کی اللہ تعالیٰ اس سے بری ہے اور جس سے اللہ تعالی بری ہے عنقریب اللہ تعالی اس کو پکڑیگا'' (ہلاک فرمادیگا) (۴)

۲-''جس نے میرے اصحاب میں میرے حق کی حفاظت کی وہ حوض کوثر سے سیراب ہوگا اور جس نے حفاظت نہ کی، حوض کوثر سے سیراب نہ ہوگا (۵) اور نہ مجھے

---

(۱) (مظاهر حق: ۸۴/۴، باب مناقب الصحابة، مكتب اشاعت دينيات انار كلی لاهور)

"قال صلی الله تعالیٰ عليه وسلم:" من سب أصحابی فعليه لعنة الله والملا ئكة والناس أجمعين". (فيض القدير ۵۸۵۳/۱۱،رقم الحديث ۸۷۳۴)

"عن ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما قال :قال رسول الله صلی الله عليه وسلم:" إذارأيتم الذين يسبون أصحابی فقولوا: لعنة الله علی شركم". (جا مع الترمذی، ۲۲۵/۲،باب من يسب أصحاب النبی صلی الله عليه وسلم، سعيد)

(و مشكوة المصابيح، ص: ۵۵۴،باب منا قب الصحابه، قديمی)

(۲) (جمع الجوامع للعلامة السيوطی ، ص:۴۲۲۴، بيروت)

(۳) كنزل العمال، بلفظ : " ياايها الناس! احفظونی فی أختانی وأصهاری، لايطلبنكم الله بمظلمة أحدٍ منهم فإنها ليست مما توهب". (۵۴۱/۱۱، رقم الحديث: ۳۲۵۳۶، مكتبه التراث الإسلامی، حلب)

(۴) (حكايات صحابه، ص: ۲۰۰، كتب خانه فيضی لاهور)

(۵) (حكاياتِ صحابه، ص: ۲۰۰، كتب خانه فيضی، لاهور)

دیکھے گا مگر دور سے''۔

اب کچھ اکابر کے اقوال بھی سنئے:

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:''جس میں دو خصلتیں ہوں گی وہ نجات پا جائے گا: حق تعالیٰ اور مخلوق کے ساتھ سچائی، اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے ساتھ محبت''۔

حضرت ایوب سختیانی رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے:''جس نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت کی اس نے دین کو قائم کیا اور جس نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت کی، اللہ کے راستہ کو واضح کیا، اور جس نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ محبت کی وہ اللہ کے نور کے ساتھ مستفیض ہوا، اور جس نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت کی اس نے مضبوط حلقہ پکڑ لیا، جس نے تمام صحابہ کی تعریف کی وہ نفاق سے بری ہو گیا، جس نے ان میں سے کسی ایک سے بھی بغض رکھا وہ مبتدع ہے اور سنت وسلف صالحین کی مخالفت کرنیوالا ہے، مجھے اندیشہ ہے کہ اس کا کوئی عمل آسمان کی طرف نہیں چڑھ سکتا جب تک وہ ان تمام سے محبت نہ کرے اور اس کا دل ان کیلئے بغض وکینہ سے صاف نہ ہو''۔

حضرت سہل بن عبداللہ تستری کا ارشاد ہے کہ:''جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی تعظیم نہ کرے اور ان کے اوامر کا احترام نہ کرے، اس کا ایمان ہی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نہیں ہے''۔ شروح بخاری، مسلم شریف، مشکوۃ شریف، طبرانی وغیرہ کتب میں یہ سب چیزیں موجود ہیں۔

۸- مودودی صاحب اور ان کی جماعت کے اونچے ذمہ داروں کی تحریرات میں کچھ باتیں معتزلہ کی ہیں (۱) اور کچھ باتیں روافض کی ہیں (۲) کچھ خوارج کی ہیں، کچھ غیر مقلدین کی ہیں، (۳) کچھ منکرین حدیث کی ہیں، کچھ قادیانیوں کی ہیں، جو شخص یا جو فرقہ ان تمام کو تسلیم کرتا ہے ظاہر ہے کہ وہ اہل سنت والجماعت (ما أنا

---

(۱)''کیونکہ مودودی صاحب نے مرزائیوں کی لاہوری جماعت کو کفر اور اسلام کے درمیان معلق قرار دیا ہے جو معتزلہ کا مذہب ہے''۔ (احسن الفتاوی: ۱/ ۳۲۵، سعید)

(۲)''اسلئے کہ مودودی صاحب کی عبارت سے عقیدہ تحریف قرآن معنوی صراحۃً اور تحریف لفظی لزوماً ثابت ہوتا ہے''۔ (احسن الفتاوی ۱/ ۳۲۳)

(۳)''چنانچہ مودودی صاحب کے نزدیک تقلید ناجائز اور گناہ ہے بلکہ اس سے شدید تر چیز ہے''۔ (رسائل ومسائل ۱/ ۲۴۴)

علیه وأصحابی) (۱) سے نہیں۔

۹-مودودی صاحب کے نزدیک ’’الٰہ، رب، عبادت، دین، اسلام، ایمان، توحید، رسالت، تقوی، سنت، اسوہ، بدعت‘‘، وغیرہ اصطلاحات کے مفہومات جوامت میں شائع ہیں وہ غلط ہیں، پس ان کے نزدیک نہ کسی کا ایمان ایمان ہے، نہ کسی کا اسلام اسلام ہے، نہ کسی کی عبادت عبادت ہے، نہ کسی کا دین دین ہے، الغرض ہزار سال سے زیادہ مدت گذر چکی کہ ساری امت اس ضلالت اور گمراہی میں مبتلا ہے۔ مودودی صاحب نے ان تمام اصطلاحات کی وہ تشریح کی ہے جس کو اکابرِ سلف کی تشریح سے کوئی ربط نہیں، سب سے جداگانہ ہے۔ ’’قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں‘‘ دیکھئے تو بات خوب واضح ہوجائے گی، اس وجہ سے اسکے رد میں ’’تعبیر کی غلطی‘‘، ’’دورِ حاضر میں دین کی تفہیم وتشریح‘‘ وغیرہ کتابیں ایسے لوگوں کے قلم سے نکلی ہیں، جو مدتِ دراز تک زور شور کے ساتھ مودودی صاحب کی حمایت کرتے رہے ہیں اور صدہا صفحات بلکہ ہزاروں کی تعداد میں پہلے لکھ چکے تھے، امید ہے کہ ان امور معدودہ سے آپ کے پنجگانہ سوالات کا جواب خود بخود آپ پر واضح ہو گیا ہوگا، مزید توضیح وتشریح کی حاجت نہیں رہی ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲/ ۷/ ۱۴۰۱ھ۔

کیا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے گناہ کا صدور ہوسکتا ہے؟

سوال [۵۰۵]: صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے گناہ کا ارتکاب ہوسکتا ہے یا نہیں؟ مودودی صاحب کیا کہتے ہیں؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا امت پر بہت بڑا احسان ہے کہ انہوں نے دین کو حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حاصل کیا اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان پر اعتماد فرما کر دین ان کو سکھلا دیا اور اس کی تبلیغ کا ذریعہ بنا دیا، پھر انہوں نے عمر بھر اس کی اشاعت کی، جہاں جہاں تک پہونچ

(۱) (مشکوٰة المصابیح، باب الاعصام بالکتاب والسنة، الفصل الثانی، ص: ۳۰، قدیمی)

سکتے تھے وہاں جا کر دین کو پہنچایا۔ جن مقدس ہستیوں کو رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امین قرار دیا(۱) آج ان کے متعلق یہ بحث کرنا کہ ان سے گناہ صادر ہوئے تھے اور انہوں نے فلاں فلاں گناہ کئے ہیں جیسا کہ جماعت اسلامی اور مودودی صاحب کی کتابوں میں بے لاگ تنقید کی جاتی ہے، درحقیقت ان کی امانت وذمہ داری کو مجروح کر کے ان سے بے اعتمادی پیدا کرنا ہے، جس کی زد حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جا کر پڑتی ہے کہ معاذ اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نااہلوں پر اعتماد فرمایا اور اتنی بڑی امانت کی ذمہ داری ان کے سر ڈالی جس کے وہ اہل نہیں تھے، اور اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ سارا دین مخدوش اور ناقابل اعتماد ہو جائے گا، اس لئے کہ جب صحابہ کرام پر اعتماد نہیں ہوگا تو تابعین، محدثین، فقہاء، مفسرین، اولیاء کاملین، متکلمین کسی پر بھی اعتماد نہیں رہے گا، کیونکہ ان سب کو جو کچھ دین پہونچا ہے وہ حضرات صحابہ کرام سے ہی پہونچا ہے، اول طبقہ کو بلا واسطہ، بعد والوں کو بالواسطہ۔

لہٰذا اخیر میں صحیح دین وہ شمار ہوگا جس کو مودودی صاحب بیان فرمائیں، کیونکہ بغیر ان کے واسطہ کے فرمائیں گے، جیسا کہ انہوں نے لکھا ہے: ''میں نے دین کو حال یا ماضی کے اشخاص سے سمجھنے کے بجائے ہمیشہ

---

(۱) ''عن أبی بردة عن أبیه –رضی اللہ تعالیٰ عنه– قال: ''صلینا المغرب مع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم (و ساق الحدیث إلی أن قال): قال: فرفع رأسه إلی السماء و کان کثیراً مما یرفع رأسه إلی السماء، فقال: ''النجوم أمنة للسماء، فإذا ذهبت النجوم، أتی السماء ما توعد، و أنا أمنة لأصحابی، فإذا ذهبت أنا، أتی أصحابی ما یوعدون، وأصحابی أمنة لأمتی فإذا ذهب أصحابی أتی أمتی ما یوعدون''. (الصحیح لمسلم، کتاب الفضائل، باب بیان أن بقاء النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم أمان لأصحابه اهـ: ۲/۳۰۸، قدیمی)

(مسند الإمام أحمد بن حنبل، مسند أبی موسی الأشعری رضی اللہ تعالیٰ عنه: ۵/۵۴۳، رقم الحدیث: ۱۹۰۷۲، ط، دارإحیاء التراث بیروت)

قال القاری فی المرقاة: ''أی أمن، وقیل: أمان و مرحمة. و قیل: حفظة جمع أمین، و هو الحافظ''. (کتاب المناقب، باب مناقب الصحابة رضی اللہ تعالیٰ عنهم أجمعین، الفصل الأول: ۱۰/۳۵۷، رقم الحدیث: ۶۰۰۸، رشیدیه)

قرآن وسنت ہی سے سمجھنے کی کوشش کی''(ترجمان القرآن)(۱)۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جوشخص بُرا کہے ان کے عیوب شمار کرے، حدیث شریف میں ایسے لوگوں پر لعنت آئی ہے، حدیث شریف میں صاف صاف فرمایا گیا ہے کہ:''میرے صحابہ کو گالی مت دو، برامت کہو''لیکن ایک مستقل جماعت ہے جو اسی کام میں لگی ہوئی ہے، اللہ پاک ہدایت دے۔

"عن ابن عمر رضی اللّٰه تعالیٰ عنهما قال:قال رسو ل اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: "إذارأیتم الذین یسبو ن أصحا بی فقولوا :لعنة اللّٰه علی شر کم"۔ رواه الترمذی (۲)۔

"عن أبی سعید الخدری رضی اللّٰه تعالی عنه قال:قال النبی صلی اللّٰه علیه وسلم: "لا تسبوا أصحابی، فلو أن أحد کم أنفق مثل أحد ذهباً، ما بلغ مد أحدهم ولا نصیفه"۔متفق علیه"(۳)۔

"عن عمر بن الخطاب رضی اللّٰه تعالیٰ عنه قال :"سمعت رسو ل اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یقول: "سألت ربی عن اختلاف أصحابی من بعد ی، فأوحی إلیّ یا محمد! إن أصحا بك عندی

---

(۱)''میں نے دین کو حال یا ماضی کے اشخاص سے سمجھنے کے بجائے ہمیشہ قرآن وسنت ہی سے سمجھنے کی کوشش کی ہے، اس لئے میں کبھی یہ معلوم کرنے کے لئے کہ خدا کا دین مجھ سے اور ہر مومن سے کیا چاہتا ہے یہ دیکھنے کی کوشش نہیں کرتا کہ فلاں اور فلاں بزرگ کیا کہتے ہیں، بلکہ صرف یہ دیکھنے کی کوشش کرتا ہوں کہ قرآن کیا کہتا ہے اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کیا کہا''۔ (روئیداد جماعت اسلامی، حصہ سوم، ص:۳۷)

مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں: (اختلاف امت اور صراط مستقیم تالیف: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ، مسئلہ نمبر:۵، سید ابوالاعلیٰ مودودی)

(۲) (جامع الترمذی: ۲/۲۲۵، أبواب المناقب فی باب من یسب أصحاب النبی صلی الله علیه وسلم، سعید)

(۳) (صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب بلا ترجمة بعد مناقب أبی بکر رضی الله تعالیٰ عنه: ۱/۵۱۸، قدیمی)

(الصحیح لمسلم، کتاب المناقب، باب تحریم سب الصحابة رضی الله تعالیٰ عنهم : ۲/۳۱۰، قدیمی)

(وجامع الترمذی المصدر السابق)

بمنزلة النجوم فی السماء بعضها أقوى من بعض، ولكل نور، فمن أخذ بشيء مماهم عليه من اختلافهم فهو عندی علی هدی"۔ قال: و قال: رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم:" أصحابی كالنجوم فبأيهم اقتد يتم اهتديتم"۔ رواه رزين، مشكوة شريف، ص: ۲/۵۵٤(۱)۔ **فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔**

حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیوبند۔

کیا اقوال صحابہ فرقہ بندی کا سبب؟

سوال[۵۰۶] : آپ کا مختصر سا جواب مجھ جیسے کم علم انسان کی ہدایت کیلئے ناکافی ہے، خاص طور سے وہ حدیث جو جناب نے وضاحت کے طور پر تحریر فرمائی ہے، یعنی ’’جس طریقہ پر (اعتقادی، عملی، اخلاقی حیثیت سے) میں ہوں اور میرے صحابہ ہیں جو فرقہ اس طریقہ پر رہے گا نجات پائے گا‘‘۔ جہاں تک مجھ کمترین کا علم ہے کہ فرق اسلام میں کوئی بھی فرقہ ایسا نہیں ہے جو اس کا مدعی نہیں کہ ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر قائم ہیں، اور صرف ایک فرقہ کو چھوڑ کر جتنے فرقہ اپنے کو مسلمان کہتے ہیں خواہ حقیقۃً مسلمان نہ ہوں، یہاں تک کہ قادیانی بھی کہتے ہیں کہ ہم صحابہ کے عقائد پر قائم ہیں۔

سوال یہ ہے کہ کیسے سمجھا جائے کہ ان میں سے کون سا فرقہ واقعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کے طریقہ پر قائم ہے اور باقی نہیں ہیں، جبکہ اکثر فرقوں کی بنیاد صحاح ستہ کی احادیث اور کلام پاک کی تفسیریں ہیں، مزید برآں یہ بات بھی سمجھ میں نہیں آتی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے طریقہ کیساتھ صحابہ کے طریقوں کی شرط کیوں لگائی؟ کیا صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے طریقہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ میں فرق تھا اور اگر نہیں تھا تو اس قید کی کیا ضرورت تھی؟ صحابہ کے اعمال واقوال میں نمایاں تضاد کتب احادیث میں قدم قدم نظر آتا ہے، اور کوئی مسئلہ خواہ اعتقادی ہو عملی یا اخلاقی مابین فرقہائے مسلمین ایسا نظر نہیں آتا جس میں کوئی بھی فرقہ تمام صحابہ کو ہم خیال سمجھتا ہو اور ہر مسئلہ کیلئے بالکل مخالف سمت میں لے جانے والے صحابہ کے قول کتبِ احادیث میں ملتے ہیں اور سب کی نہیں تو زیادہ تر کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کی گئی ہے۔

اور یہی اختلاف اقوال مسلمانوں میں فرقہ بندی کا سبب بنا ہے، اس لئے یہ بات بالکل سمجھ میں نہیں آتی کہ وہ ہستیاں جن کے اقوال اور اعمال مسلمانوں میں فرقہ بندی کا سبب ہیں، انہیں کے طریقہ پر عمل درآمد

(۱)(مشكوة المصابيح، ص: ۵۵۴، باب مناقب الصحابة رضی اللہ عنهم، قديمی)

نجات کا باعث ہوسکتا ہے، جبکہ مذکورہ اور مصدقہ حدیث شریف میں بہتّر کی ہلاکت اور صرف ایک کی نجات کی خبر دی گئی ہے۔ جواب سے ممنون فرمائیں۔ تجمل حسین برکی گونڈہ

الجواب حامداًومصلیاً:

آپ کے سوال کا حاصل یہ ہے کہ ''اقوال صحابہ میں تضاد ہے، یہ تضاد ہی امت میں فرقہ بندی کا سبب بنا ہے حتی کہ امت کے تہتر فرقہ ہو گئے، صرف ایک فرقہ ناجی ہے، بہتّر فرقے جہنمی ہیں، ان میں سب کی نہیں تو زیادہ تر کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کی گئی ہے، لہذا فرقہ ناجیہ تو وہ ہوگا جو کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر ہوگا نہ کہ وہ جو کہ صحابہ کرام کے طریقہ پر ہوگا، بہرحال حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کیوں ارشاد فرمایا جس طریقہ پر میں ہوں اور میرے صحابہ کرام ہیں اس طریق کی پیروی کرنیوالا فرقہ ناجی ہے (۱) یعنی اپنے ساتھ صحابہ کرام کو کیوں شامل کیا؟ جبکہ وہ خود ہی اپنے اختلاف کے ذریعہ بہتّر فرقوں کو دوزخی بنا رہے ہیں، ان کے اتباع سے تو آدمی دوزخی بنے گا نجات نہیں پاسکتا''۔ اگر واقعی آپ کے سوال کا حاصل یہی ہے تو جذبات سے یکسو ہوکر ذرا غور کریں کہ اس سوال کی بنیاد کیا ہے اور اس کا نتیجہ کیا ہے؟

صحابہ کرام علیہم الرضوان کے جو اقوال کتب حدیث میں بسند منقول ہیں جن کی وجہ سے امت کے اتنے فرقے بن گئے اور ان اقوال کی نسبت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کی گئی ہے دو حال سے خالی نہیں: یہ نسبت صحیح کی گئی ہے یا غلط کی گئی؟ اگر صحیح کی گئی تو اس میں صحابہ کرام کا کیا قصور ہے؟ انہوں نے تو جو کچھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا یا عمل کرتے دیکھا اس کو نقل کر دیا، کیونکہ وہ اس کے مامور تھے (۲)۔ اس لحاظ سے

---

(۱) "وعن عبدالله بن عمرو رضي الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "ليأتين على أمتي كما أتى على بني اسرائيل حذو النعل بالنعل". فذكر الحديث، وفيه: "وأن بني اسرائيل تفرقت على ثنتين وسبعين ملةً، وتفترق أمتي على ثلاث سبعين ملةً، كلهم في النار إلاملةً واحدة". قالوا: من هي يارسول! ؟قال: "ما أنا عليه وأصحابي" رواه الترمذي". (مشكوة المصابيح، كتاب الإيمان، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الثاني، ص: ۳۰، قديمي)

(۲) "عن أبي بكرة ذكر النبي صلى الله عليه وسلم قال: "فإن دماء كم وأموالكم". قال محمد: وأحسبه قال: "وأعراضكم عليكم حرام كحرمة يومكم هذا في شهركم هذا، ألا ليبلغ الشاهد منكم الغائب". (صحيح البخاري، كتاب العلم، باب ليبلغ الشاهد الغائب: ۱ / ۲۱، قديمي)

ان کواس میں نقل کے سوا کچھ بھی دخل نہیں، اور نقل صحیح ہے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود ہی تہتر قسم کی متضاد باتیں ارشاد فرمائیں، جن میں سے بہتر کو اختیار کرنے والوں کے لئے جہنم کا ٹکٹ تجویز فرما کر دوزخی ہونے کی سند دی اور صرف ایک کو اختیار کرنے والوں کے لئے جنت کی بشارت مرحمت فرمائی۔

اگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے، ایسے متضاد قولوں کی نسبت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف غلط اور جھوٹ کی ہے (معاذ اللہ) تو پھر خود بھی اعتماد کے قابل نہیں رہتے۔لہٰذا جو چیز بھی وہ نقل فرمائیں کوئی بھی قابل اعتماد نہیں ہوگی، پس قرآن کریم، حدیث، توحید، رسالت، ایمان، اسلام، اسوہ، سنت، عبادت، معاملات، اخلاق، واحکام یہ سب چیزیں جو کہ حضرات صحابہ ہی کے نفوس قدسیہ کے ذریعہ بعد والوں کے پاس پہونچی ہیں، ان پر کیسے اعتماد کیا جائے گا، جبکہ ان پاکیزہ ہستیوں ہی کو نقل میں کاذب تصور کرلیا جائے گا، استغفر اللہ العظیم، پھر اس حدیث مسئولہ ہی پر کب اعتماد ہوگا۔

خلاصہ یہ کہ ایک صورت میں تو حضرت سید الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس سے اعتماد ختم ہو جاتا ہے اس حیثیت سے کہ وہ تو ۷۳/ متضاد باتیں فرما کر ۷۲/ کے تسلیم کرنے والوں کو خود ہی جہنم میں بھیج رہے ہیں، حالانکہ اللہ پاک نے ان کی بعثت کا مقصد یہ فرمایا ہے کہ وہ جہنم سے بچا کر جنت کی طرف لائیں، تو جس آدمی کو اپنے پر اعتماد نہ رہے خود ہی غور کرلیا جائے کہ اس کا مقام رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک کہاں ہے؟ اور اللہ پاک کے نزدیک کہاں ہے؟ دوسری صورت میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر اعتماد نہ کرکے سارے دین ہی کو ناقابل اعتماد قرار دیا جاتا ہے۔

غرض دونوں صورتوں میں سے جو صورت بھی کسی سینہ میں ہوگی اس سینہ میں نہ ایمان ہوگا، نہ توحید ورسالت، نہ قرآن وحدیث، نہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اخلاق فاضلہ، یہ سب چیزیں رخصت ہوکر اس سینہ میں شیطان کا گھونسلہ ہوگا اور اس کے لوازمات۔

اس لئے کوئی مؤمن تو اپنے سینے میں اس سوال کو جگہ دے ہی نہیں سکتا، ہاں کوئی غیر مؤمن اس کو جگہ دے کر مؤمنوں کے دل میں وسوسہ اندازی کرے تو یہ ممکن ہے، اس کے جواب کی صورت اس کے مسلمان معلوم ہونے پر پیش کی جاسکتی ہے کہ آیا وہ قرآن وحدیث سے آزاد ہوکر صرف اپنی عقل کی روشنی میں جواب کا طالب

ہے یا کوئی اَور صورت ہے، اور جن اصول کے پیش نظر وہ جواب کا خواہشمند ہے وہ اصول خود بھی صحیح ہیں یا مجروح ہیں۔ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آں محترم نے بھی یہ سوال کسی ایسے ہی شخص سے سنا ہے، خود آپ کے قلب میں پیدا نہیں ہوا ہے اور خدا کرے پیدا بھی نہ ہوں، اگر بطور وسوسہ آئے بھی تو اس کی تباہ کن خطرناکی کے تصویر سے (جن کی تفصیل احقر نے عرض کی ہے) فوراً ختم ہو جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۱/۴/۹۱ھ۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر مودودی صاحب کا طرز تنقید

سوال [۵۰۷]: ۱...... ابوالاعلیٰ مودودی کے خودساختہ اصول پر عمل کرنا اور بزرگان ملت وصحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اوپر تنقید کرنا کیسا ہے؟

جنگ جمل اور جنگ صفین کو عوام کے سامنے بیان کرنا!

سوال [۵۰۸]: ۲...... حضرت عائشہ صدیقہ وحضرت علی وحضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان کے باہمی نزاع واختلاف کو لوگوں میں بیان کرنا اور اس پر تنقید کرنا کیسا ہے؟

الجواب حامداًومصلياً:

۱...... صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم خصوصاً اکابر مہاجرین وانصار سے خوشنودئ حق تعالیٰ، نصوص میں مذکور ہے، ان کے اتباع کا حکم ہے (۱)، جو شخص ان اکابر کی شان میں ناشائستہ کلمات کہے، اس پر حدیث شریف میں لعنت آئی ہے (۲) اور بعد والے جو اکابر واسلاف ان کے طریق پر چلے اور ان کا اتباع کیا وہ بھی سب قابل

---

(۱) قال الله عز وجل: ﴿والسا بقون الأولون من المهاجرين والأنصار والذين اتبعو هم بإحسان رضى الله عنهم ورضو ا عنه، وأعد لهم جنٰت تجرى تحتها الأنهٰر، خلدين فيها أبداً، ذلك الفوز العظيم﴾. (التو بة: ۱۰۰)

" قال العلا مه الآ لو سى تحتها: "(قال محمد بن كعب القرظى) :وشر ط على التابعين شرطاً، قلت: وما ذلک الشرط؟ قال : شرط عليهم أن يتبعوهم بإحسان وهو أن يقتد وا بهم فى أعمالهم الحسنة، ولا يقتدو ا بهم فى غير ذلک". (روح المعانى : ۱۱/۷،دار إحياء التراث بيروت)

(۲)"عن ابن عمر رضى الله عنهما قال :قال رسو ل الله صلى الله عليه وسلم: "إذا رأيتم الذين يسبون أصحا بى، فقولوا :لعنة الله على شر كم". (جا مع التر مذى، أبوا ب المنا قب، باب فيمن سب أصحا ب =

احترام ہیں، اگر ان حضرات پر تنقید کر کے ان کو مجروح کر دیا جائے تو پھر صحیح طور پر دین کے ہم تک پہونچنے اور آگے چلنے کی کوئی صورت نہیں رہے گی، کیونکہ ابتداءً دین برحق کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان حضرات نے سیکھا اور حاصل کیا ہے، اگر ان پر اعتماد نہ رہے تو دین برحق کی کوئی صورت اور کوئی چیز قابل اعتماد نہیں رہے گی۔ جس تحریک اور جن کتابوں کا نتیجہ یہ ہو نہ اس تحریک میں شرکت درست ہے، نہ ایسی کتابوں کے مطالعہ کی اجازت ہے، اِلا یہ کہ کوئی اس کی تردید کی صلاحیت رکھتا ہو اور اس مقصد سے مطالعہ کرے۔

۲......ان کے معاملات کیلئے محمل حسن تجویز کرنا لازم ہے(۱)۔

اس کیلئے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ''ازالۃ الخفاء'' وغیرہ بہت مفید ہیں، ہرگز ان کی شان میں بے ادبی اور گستاخی نہ کی جائے کہ ایمان کیلئے خطرناک ہے، ایسے واقعات کو عوام کے سامنے بیان نہ کیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۱/۴/۸۹ھ۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تنقید مع جواب

سوال[۵۰۹]: گرامی القدر جناب مفتی صاحب مدرسہ دارالعلوم دیوبند!

= النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ۲/۲۲۵، سعید)

(۱) ''ولا نذكر أحداً من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم إلا بخير، يعني وإن صدر من بعضهم بعض ما هو في الصورة شر، فإنه إما كان عن اجتهاد، ولم يكن على وجه فساد من إصرار وعناد، بل كان رجوعهم عنه إلى خير ميعاد بناءً على حسن الظن بهم، ولقوله عليه الصلاة السلام: ''خير القرون قرني''. الحديث...... ولذلك ذهب جمهور العلماء إلى أن الصحابة رضي الله تعالىٰ عنهم كلهم عدول قبل فتنة عثمان وعليّ وكذا بعدها، وما نقل فيما شجر بينهم، واختلفوا فيه، فمنه ماهو باطل وكذب فلا يلتفت إليه، وما كان صحيحاً، أوّلناه تاويلاً حسناً؛ لأن الثنآء عليهم من الله تعالىٰ سابق، وما نقل من الكلام اللاحق محتمل للتأويل، والمشكوك والموهوم لا يبطل المحقق والمعلوم هذا. وقال الشافعي: تلك دماء طهر الله أيدينا منها، فلا نلوث ألسنتنا''. (شرح الفقه الأكبر للقاري، قبيل قول الماتن ولا نكفر مسلماً بذنب، ص: ۷۱، قديمي)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گذارش یہ ہے کہ مولانا ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کی کتاب ''خلافت وملوکیت'' چھٹا ایڈیشن، ص:۱۰۶:
''لیکن ان کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جانشین ہوئے، رفتہ رفتہ وہ اس پالیسی سے ہٹتے گئے، انہوں نے رشتہ داروں کو پے در پے بڑے بڑے اہم عہدے عطا کئے اور ان کے ساتھ دوسری ایسی رعایات کیں جو عام طور پر لوگوں میں ہدف اعتراضات بن کر رہیں الخ''۔

''مثال کے طور پر انہوں نے فلاں جگہ کا مال غنیمت کا پورا خمس لاکھ دینار مروان کو بخش دیا، جب ملوکیت کا دور آیا تو مختصر یہ کہ ان بادشاہوں کی سیاست دین کے تابع نہ تھی، اس کے تقاضے ہر جائز وناجائز طریقے سے پورے کرتے تھے، اس معاملہ مین حلال وحرام کی تمیز روا نہ رکھتے تھے''۔(ص:۱۷۳)

خلافت وملوکیت، ص:۳۴۳: ''اجتہادی غلطی کیا ہے اور کیا نہیں، اوپر میں نے جو کچھ عرض کیا اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ جن حضرات نے بھی قاتلین عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بدلہ لینے کے لئے خلیفہ وقت کے خلاف تلوار اٹھائی ان کا یہ فعل شرعی حیثیت سے بھی درست نہ تھا اور تدبیر کے اعتبار سے بھی غلط تھا، مجھے یہ تسلیم کرنے میں ذرہ برابر بھی تامل نہیں ہے کہ انہوں نے یہ غلطی نیک نیتی کے ساتھ اپنے آپ کو حق بجانب سمجھتے ہوئے کی تھی، مگر میں اسے محض غلطی سمجھتا ہوں، اس کو اجتہادی غلطی ماننے میں مجھے سخت تأمل ہے''۔
(ص:۱۷۳)

خلافت وملوکیت: ''حضرت معاویہ نے اپنے زمانہ حکومت میں مسلمان کو کافر کا وارث قرار دیا اور کافر کو مسلمان کا وارث قرار نہ دیا، حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے آکر اس بدعت کو موقوف کیا''(۱)۔
ص:۱۷۴: ''مال غنیمت کی تقسیم کے معاملہ میں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کتاب اللہ، سنت رسول اللہ کے صریح احکام کی خلاف ورزی کی تھی''(۲)۔

۱......کیا مندرجہ بالا عقائد رکھنے والے مولوی کی اقتداء میں نماز پڑھنا جائز ہوگا یا نہیں؟

۲......کیا اس عقیدہ رکھنے والی جماعت کو چندہ دینا جائز ہوگا یا نہیں؟

---

(۱) (خلافت وملوکیت، ص:۱۷۳، مکتبہ اسلامک پبلیکشنز لاہور)

(۲) (خلافت وملوکیت، ص:۱۷۴، مکتبہ اسلامک پبلیکشنز لاہور)

۳......اس قسم کے عقیدت مندوں کی مخالفت جائز ہوگی یا نہیں؟

بمہربانی ہمارے سوالات کا جواب ہمارے کاغذوں کی پشت پر لکھیں اور جلد ہمیں بذریعہ ڈاک واپس بھیج دیں۔

نوٹ: جوابی پرچہ پر قاری محمد طیب صاحب کے دستخط اور مہر دارالعلوم دیوبند کا چسپاں ہونا نہایت ضروری ہے۔ فقط والسلام۔

المستفتی مولوی محمد عظیم صاحب دوکاندار۔

الجواب حامداً و مصلیاً:

حضرت عثمان اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اس کتاب میں خاص طور سے ہدفِ تنقید اور تختۂ مشق بنایا گیا ہے، حالانکہ یہ دونوں بالیقین صحابی ہیں دونوں کے مناقب میں احادیث موجود ہیں (۱)، حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق فرمایا گیا ہے کہ ''اس وقت یہ (حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہدایت پر

(۱) ''حضرت عثمان و معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی منقبتوں سے کتب احادیث بھری پڑی ہیں، جن کا احصاء واستقصاء موضع و مقام کی حیثیت سے ناممکن ہے، البتہ بطور نمونہ ایک دو حدیثیں نقل کی جاتی ہیں:

''عن أبی موسی أن النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم دخل حائطاً، و أمرنی بحفظ باب الحائط، فجاء رجل یستأذن، فقال: ''ائذن له، وبشره بالجنة'' فإذا أبو بکر، ثم جاء آخر یستأذن، فقال: ''ائذن له، و بشره بالجنة'' فإذا عمر. ثم جآء آخر یستأذن، فسکت هنیئةً، ثم قال: ''ائذن له، و بشره بالجنة علی بلویً ستصیبه''. فإذا عثمان بن عفان. قال حماد .... عن أبی موسی بنحوه و زاد فیه عاصم، أن النبی صلّی الله تعالیٰ علیه وسلم کان قاعداً فی مکان فیه ماء، قد انکشف عن رکبتیه أو رکبته، فلما دخل عثمان غطّاها''. (صحیح البخاری، کتاب المناقب، مناقب عثمان بن عفان: ۱/۵۲۲، قدیمی)

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا طرز عمل یہ تھا:

''عن أبی إدریس الخولانی قال: لماعزل عمر بن الخطاب عمیر بن سعد عن حمص، و لّی معاویة، فقال الناس: عزل عمیراً و ولی معاویة، فقال عمیر: لاتذکروا معاویة إلا بخیر، فإنی سمعت رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یقول: ''اللهم اهدبه''. (جامع الترمذی، أبواب المناقب، مناقب معاویة رضی الله تعالیٰ عنه: ۲/۲۲۴، سعید)

ہوں گے'' (۱) لیکن افسوس کہ اس وثیقہ نبویہ کے بعد بھی آج کل کے اہل قلم ان کو جاہلیت کا شکار قرار دے رہے ہیں، حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا فرمائی ہے کہ ''یا اللہ! ان کو ہدایت کرنے والا بنا، ہدایت یافتہ بنا، ان کے ذریعہ ہدایت پھیلا'' (۲) مگر آج ان کو غیر ہدایت یافتہ کہا جاتا ہے، غرض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی مبارک زندگیوں میں سے عیوب تلاش کئے جاتے ہیں اور ان کو منظر عام پر لاکر فخر کیا جاتا ہے۔

حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ''میرے اصحاب کو برامت کہو، اگر احد پہاڑ کے برابر سونا اللہ کے راستہ میں خرچ کیا جائے، تو اس کا اللہ کے یہاں وہ درجہ نہیں جو سیر آدھ سیر جَو یا گندم کا درجہ ہے جو کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے خرچ کیا ہے'' (۳)۔

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ ''میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرو، ان کو نشانہ ملامت نہ بناؤ،

---

(۱) ''عن أبی الأشعث الصنعانی أن خطبآء قامت بالشام، و فیهم رجال من أصحاب النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم، فقام آخرهم رجل یقال له: مرة بن كعب، فقال: لو لا حدیث سمعته من رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ما قمت، و ذكر الفتن فقربها، فمرّ رجل مقنع فی ثوب، فقال: ''هذا یومئذ علی الهدی''. فقمت إلیه، فإذا هو عثمان بن عفان، فأقبلت إلیه بوجهه فقلت: هذا؟ قال: ''نعم''. هذا حدیث حسن صحیح''. (جامع الترمذی أبواب المناقب، مناقب عثمان بن عفان رضی الله تعالیٰ عنه: ۲/۲۱۱، سعید)

(۲) ''عن عبد الرحمن بن أبی عمیرة .... عن النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم أنه قال لمعاویة: ''أللهم اجعله هادیاً مهدیاً، واهد به''. (جامع الترمذی، مناقب معاویة رضی الله تعالیٰ عنه: ۲/۲۲۴، ایچ ایم، سعید)

(۳) '' ''عن أبی سعید الخدری رضی الله تعالی عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: ''لا تسبوا أصحابی، فلو أن أحدكم أنفق مثل أحد ذهباً، ما بلغ مد أحدهم ولا نصیفه''. (صحیح البخاری، كتاب المناقب، باب بلا ترجمة بعد مناقب أبی بكر رضی الله تعالیٰ عنه: ۱/۵۱۸، قدیمی)

(والصحیح لمسلم، كتاب الفضائل، باب تحریم سب الصحابة رضی الله تعالیٰ عنهم: ۲/۳۱۰، قدیمی كتب خانه)

ان سے محبت کرنا مجھ سے محبت کرنا ہے، ان سے بغض رکھنا مجھ سے بغض رکھنا ہے، جس نے ان کو اذیت پہنچائی اس نے مجھ کو اذیت پہنچائی اور جس نے مجھے اذیت پہنچائی اس نے اللہ کو اذیت پہنچائی اور جس نے اللہ کو اذیت دی، قریب ہے کہ اللہ پاک اس کو پکڑے گا'' (۱)۔

ایک حدیث میں ہے کہ ''جب ایسے لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہ کو برا کہتے ہیں تو تم کہو اللہ پاک کی لعنت تمہارے شر پر'' (۲) یہ حدیثیں مشکوۃ شریف میں موجود ہیں (۳)۔

رطب و یابس روایاتِ تاریخ کی بناء پر ان مقدس ہستیوں کو برا کہنا اپنے لئے ایسی راہ تیار کرنا ہے جس کی آخری منزل نہایت خطرناک ہے (۴)۔ اس کتاب ''خلافت وملوکیت'' پر تفصیلی رد بھی شائع ہو چکا ہے جس کا

---

(۱) ''عن عبد الله بن مغفل رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: '' الله الله فی أصحابی لا تتخذوهم غرضاً من بعدی، فمن أحبهم فبحبی أحبهم، و من أبغضهم فببغضی أبغضهم، و من آذاهم فقد آذانی، و من آذانی فقد آذی الله، و من آذی الله، یوشک أن یأخذه''. (جامع الترمذی: ۲/۲۲۵، باب فی من سب أصحاب النبی صلی الله علیه وسلم، أبواب المناقب، سعید)

(۲) ''عن ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: '' إذا رأیتم الذین یسبون أصحابی فقولوا: لعنة الله علی شرکم''. (جامع الترمذی، ۲/۲۲۵، باب فی من سب أصحاب النبی صلی الله علیه وسلم، سعید)

(۳) (مشکوة المصابیح، کتاب المناقب، باب مناقب الصحابة، و باب مناقب عثمان بن عفان رضی الله تعالیٰ عنهم أجمعین. ص: ۵۵۴، قدیمی)

(۴) وہ منظر ملا علی قاری کی نظر میں دیکھیں:

''و فی شرح مسلم: إعلم أن سبّ الصحابة حرام من أکبر الفواحش، و مذهبنا و مذهب الجمهور أنه یعزّر، و قال بعض المالکیة: یقتل، وقال القاضی عیاض: سب أحدهم من الکبائر .... لکن یعلم نهی سب غیر الصحابی للصحابی من باب الأولی؛ لأن المقصود هو الزجر عن سب أحد ممن سبقه فی الإسلام و الفضل، إذ الواجب تعظیمهم و تکریمهم حیث قال الله تعالیٰ: ﴿والذین جاء وا من بعدهم یقولون: ربنا اغفر لنا ولإخواننا الذین سبقونا بالإیمان﴾ الآیة ...... و أخرج الخطیب البغدادی =

نام ہے ''تجدید سبائیت''۔

گذارش بالا کے بعد آپ کے ہر سوال کا جواب ظاہر ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیوبند، ۳/۴/۹۰ھ۔

مسئلہ یزید اور مودودیت

طلعت محمود شیخ، محلّہ امام باڑہ، پی ۱۶۸، راولپنڈی

جناب مقام استاذ علماء حضرت قاری محمد طیب صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

چند ایک مسائل ہیں جن کو اگر آپ حل کر دیں تو میرے لئے بہت بڑی سعادت مندی ہوگی اور آج کل یہاں یہ بھی مسائل بڑے زور وشور سے دینی پرچوں کا موضوع بنے ہوئے ہیں، ''ترجمان القرآن، البلاغ، بینات، ترجمان اسلام، خدام الدین'' وغیرہ۔ وہ مسائل مندرجہ ذیل ہیں:

۱......فقہی اعتبار سے یزید کافر ہے یا مؤمن فاسق؟

۲......اگر وہ کافر نہیں اور اس کو فاسق کہا جائے تو اس پر لعنت کرنا اور سب وشتم کرنا جائز ہوگا یا نہیں؟

۳......اور اگر وہ مؤمن فاسق تھا تو حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو کس بنیاد پر خلافت عنایت فرمائی؟

۴......حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت میں یزید کا دخل ہے کہ نہیں، وہ ایسا چاہتا تھا کہ نہیں؟

۵......اگر اس سلسلہ میں حضرت امام اعظمؒ کا فتویٰ یا روایات کتب فقہ وغیرہ میں مرقوم ہوں تو مستفید فرمائیں۔

۶......کیا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ اجمعین سے گناہ کا ارتکاب ہوسکتا ہے یا کہ نہیں؟

مودودی کی کتاب ''خلافت وملوکیت'' پر آپ کی کیا رائے ہے؟ کیا جن کتب کا مودودی نے حوالہ دیا ہے ص:۳۰، پر وہ واقعی علمائے دیوبند کی نظر میں قابل قبول کتابیں ہیں؟ والسلام: طلعت محمود شیخ راولپنڈی۔

= في الجامع وغيره : أنه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم قال: "إذا ظهرت الفتن .... و سبّ أصحابي، فليظهر العالم علمه، فمن لم يفعل ذلك فعليه لعنة الله والملائكة والناس أجمعين، و لا يقبل الله له صرفاً و لا عدلاً". (مرقاة المفاتيح، كتاب المناقب، باب مناقب الصحابة، الفصل الأول: ۱۰/۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، رشيديه)

محترمی زید احترامہ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب حامداً و مصلیاً :

یزید کے کفرواسلام سے بحث کرنا نہ تو اعتقادی مسئلہ ہے کہ بغیر اس کے ایمان ہی معتبر نہ ہو، نہ ہی عملی مسئلہ ہے کہ اعمالِ شرعیہ اس پر موقوف ہوں، اس بحث میں پڑنا اپنے وقت عزیز کو ضائع کرنا ہے، وقت خدائے پاک کی طرف سے ایک بیش بہا خزانہ ہے اس کی قدر لازمی ہے، ناقدری سے اس کو ضائع کردینا اور لایعنی میں صرف کردینا انتہائی ناقدری ہے جس کا کوئی بدل نہیں، اس ''اضاعت'' کا وبال بہت سخت ہے تاہم آپ کو اصرار ہے تو جواب عرض ہے۔

۱......حنفیہ نے یزید کی تکفیر نہیں کی (۱)، اس کے حالات سے فسق ظاہر ہوتا ہے جیسا کہ کتب تواریخ میں ہے، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ (۲) اور علامہ کیا ہراسی شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے اس کی تکفیر منقول ہے (۳)۔

۲......امام غزالیؒ نے احیاء العلوم میں اس پر بلکہ شیطان پر بھی لعنت کرنے سے روکا ہے کہ اس میں کیا فائدہ ہے، سبحان اللہ، الحمد للہ پڑھنے میں تو فائدہ بھی ہے، لعنت کرنے میں کوئی فائدہ نہیں (۴)۔

---

(۱)''قال القاریؒ :'' فقد علم مما (أی من التفصیل الذی) تقدم أنه (أی یزید) کان مسلماً، و لم یثبت عنه ما یخرجه عن کونه مومناً '' (شرح الفقه الأکبر ، ص:۷۳، تحت قول الفقه الأکبر:''و لا نکفر مسلماً بذنب اھ'' قدیمی)

(۲) ''قال الإمام أحمدؒ بتکفیره بما ثبت عنده من نقل تقریره، لا لما وقع عنه من الإجتراء علی الذریة الطاهرة کالأمر بقتل الحسین و ما جری''. (شرح الفقه الأکبر للقاری ، ص:۷۳، قدیمی)

(۳) ''قال ابن تیمیة رضی الله تعالیٰ عنه:''وأما الذین لعنوه من العلماء کأبی الفرج بن الجوزی والکیاهراسی وغیرهما، فلِمَا صدر عنه من الأفعال التی تبیح لعنته ''. (مجموعة الفتاوی لابن تیمیة، فصل فی افتراق الناس فی یزید علی ثلاث فرق : ۲۹۶/۴، مکتبه العبیکان)

(۴) ''وعلی الجملة ففی لعن الأشخاص خطر فلیجتنب، ولا خطر فی السکوت عن لعن إبلیس مثلاً، فضلاً عن غیره، فإن قیل: هل یجوز لعن یزید ؛ لأنه قاتل أو أمر به؟ قلنا: هذا لم یثبت أصلاً، فلا یجوز أن یقال : إنه قتله أو أمر به ما لم یثبت، فضلاً عن اللعنة ؛ لأنه لا یجوز نسبة مسلم إلی کبیرة من غیر تحقیق ...... فالإشتغال بذکر الله تعالیٰ أولی، فإن لم یکن ففی السکوت سلامة''. (إحیاء العلوم، کتاب آفات اللسان، الآفة الثامنة اللعن: ۱۵۱/۳ ، ۱۵۲ ، مکتبه حقانیه پشاور)

(وکذا فی النبراس علی شرح العقائد ، ص: ۳۳۰، ۳۳۱، مکتبه امدادیه ملتان)

(وکذا فی شرح الفقه الأکبر للقاری، ص: ۷۲، قدیمی)

شرح عقائد نسفی (۱) میں اس پر لعنت کی اجازت دی ہے، لیکن لعنت نہ کرنے پر کوئی گناہ نہیں۔

۳...... حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جس وقت ولی عہد بنایا ہے اس وقت حالات خراب نہیں تھے، بعد میں خراب ہوئے، لہذا حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر الزام نہیں، کمافی روضۃ الصفاء (۲)۔

۴...... مستند روایات سے یزید کا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کا حکم ثابت نہیں (۳) اس کا مقصود ان پر قابو پانا تھا، لیکن ان کو شہید کر دیا گیا، رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

۵...... ''حقیقت یزید'' مفتی مہدی حسن صاحب نے تصنیف کی ہے اس کا مطالعہ مفید ہوگا۔

۶...... حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا امت پر بہت بڑا احسان ہے کہ انہوں نے دین کو حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حاصل کیا اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان پر اعتماد فرما کر دین ان کو سکھلایا اور اس کی تبلیغ کا ان کو ذمہ دار بنایا (۴)، پھر انہوں نے عمر بھر اس کی اشاعت کی، جہاں جہاں تک

---

(۱) ''وبعضهم أطلق اللعن عليه، لما أنه كفر حين أمر بقتل الحسين اهـ''. (شرح العقائد، ص: ۱۱۳، تحت قوله: و يكف عن ذكر الصحابة إلا بخير، سعيد)

(۲) ''و أما الذين سوّغوا محبته أو أحبوه كالغزالي والدستي، فلهم مأخذان: أحدهما: أنه مسلم و لي أمر الأمة على عهد الصحابة و تابعه بقاياهم، وكانت فيه خصال محمودة، وكان متأولاً فيما ينكر عليه من أمر الحرة وغيره، فيقولون: هو مجتهد مخطي، و يقولون: إن أهل الحرة هم نقضوا بيعته أولاً''. (مجموعة الفتاوى، فصل في افتراق الناس في يزيد على ثلاث فرق: ۲۹۷/۴، مكتبة العبيكان)

(۳) ''بل الذي تولى قتاله هو أمير الكوفة عبيد الله بن زياد، و كان يزيد على مسافة شهر ذهاباً و رجوعاً، فلايمكن أن يأتي أمره في ذلك الزمن القليل، و روى أن يزيد أنكر على ابن زياد، و قال: زرعتَ لي العداوة في قلب كل بر و فاجر، وقال: رحمك الله يا حسين! -رضي الله تعالىٰ عنه- لقد قتلك رجل لم يعرف حق الرحم''. (النبراس، ص: ۳۳۱، تحت قوله: والحق أن رضا يزيد بقتل الحسين رضي الله تعالىٰ عنه اهـ، مكتبه امداديه ملتان)

(وكذا في مجموعة الفتاوىٰ لابن تيمية رحمه الله تعالىٰ، فصل في افتراق الناس في يزيد بن معاوية على ثلاث فرق: ۳۰۸/۴، مكتبة العبيكان سعودى)

(۴) '' و عن ابن مسعود رضي الله تعالىٰ عنه قال: قال لي رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: ''تعلموا العلم وعلموه الناس، تعلموا الفرائض و علموها الناس، تعلموا القرآن و علموه الناس، فإني امرء =

پہنچ سکتے تھے وہاں جا کر دین کو پہنچایا۔

جن مقدس ہستیوں کو رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امین قرار دیا(۱) آج ان کے متعلق یہ بحث کرنا کہ ان سے گناہ صادر ہوتے تھے اور انہوں نے فلاں فلاں گناہ کئے ہیں، جیسا کہ جماعت اسلامی مودودی کی کتابوں میں بے لاگ تنقید کی جاتی ہے، درحقیقت ان کی امانت و ذمہ داری کو مجروح کر کے ان سے بے اعتمادی پیدا کرنا ہے جس کی زد حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جا کر پڑتی ہے کہ معاذ اللہ آپ نے نااہلوں پر اعتماد فرمایا اور اتنی بڑی امانت کی ذمہ داری ان کے سرڈالی جس کے وہ اہل نہیں تھے، اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ سارا دین مخدوش اور نا قابل اعتماد ہو جائے گا، اس لئے کہ جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر اعتماد نہیں ہوگا تو تابعین، محدثین، فقہاء، مفسرین، اولیاء کاملین، متکلمین کسی پر بھی اعتماد نہیں رہے گا کیونکہ ان سب کو جو دین پہونچا ہے وہ حضرات صحابہ سے ہی پہونچا ہے، اول طبقہ کو بلا واسطہ بعد والوں کو بواسطہ۔

لہذا اخیر میں صحیح دین وہ شمار ہوگا جس کو مودودی صاحب بیان فرمائیں کیونکہ بغیر ان کے واسطے کے فرمائیں گے جیسا کہ انہوں نے لکھا ہے کہ: ”میں نے دین کو حال یا ماضی کے اشخاص سے سمجھنے کے بجائے ہمیشہ قرآن وسنت ہی سے سمجھنے کی کوشش کی ہے“ (ترجمان القرآن ۶۴ھ ج ۲۶، عدد ۳، ۴، ۵۰۴: ۶/۱۴۱) (۲)۔

صحابہ کرام کو جو شخص برا کہے، ان کے عیوب شمار کرے، حدیث شریف میں ایسے کام پر لعنت آئی ہے، حدیث شریف میں صاف صاف فرمایا گیا ہے کہ ”میرے صحابہ کو گالی مت دو، برا مت کہو“ لیکن ایک مستقل جماعت ہے جو اسی کام میں لگی ہوئی ہے، اللہ پاک ہدایت دے۔

= مقبوض، والعلم سينقبض“. الحديث رواه الدارمي والدار قطني“. (مشكوة المصابيح، كتاب العلم، قبيل كتاب الطهارة، ص: ۳۸، قديمي)

(۱) ”وعن أبي بردة في حديث .... قال: فرفع رأسه إلى السماء وكان كثيراً مما يرفع رأسه إلى السماء، فقال: ”النجوم أمنة للسماء، فإذا ذهبت النجوم، أتى السماء ما توعد، و أنا أمنة لأصحابي، فإذا ذهبت أنا أتى أصحابي ما يوعدون، و أصحابي أمنة لأمتي، فإذا ذهب أصحابي أتى أمتي ما يوعدون“. (الصحيح لمسلم، كتاب الفضائل، باب بيان أن بقاء النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم أمان لأصحابه اهـ: ۲/۳۰۸، قديمي)

(۲) (ترجمان القرآن ج ۲۶، عدد: ۳، ۴، ۵۰۴، ۶/۱۴۱)

"عن ابن عمر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنهما قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: "إذا رأیتم الذین یسبون أصحابی، فقولوا: لعنة اللّٰہ علی شرکم". رواه الترمذی (۱)۔

"عن أبی سعید الخدری رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه قال: قال النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم: "لا تسبوا أصحابی، فلو أن أحدکم أنفق مثل أحد ذهباً، ما بلغ مد أحدهم ولا نصیفه". متفق علیه". (۲)۔

"عن عمر بن الخطاب رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه قال: "سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یقول: "سألت ربی عن اختلاف أصحابی من بعدی، فأوحی إلیّ یا محمد! إن أصحابك عندی بمنزلة النجوم فی السماء بعضها أقوی من بعض ولکل نور، فمن أخذ بشئی مماهم علیه من اختلافهم، فهو عندی علی هدی"۔

قال، وقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: "أصحابی کالنجوم فبأیهم اقتدیتم اهتدیتم". رواه رزین". مشکوۃ شریف(۳)۔

''خلافت وملوکیت'' کی تردید کے لئے متعدد کتب شائع ہوچکی ہیں جن میں اس کی روایات اور حوالجات پر تفصیلی کلام موجود ہے ''تجدید سبائیت، شواہد تقدس'' وغیرہ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند۔

معیارِ حق کی تشریح

سوال[۵۱۱]: بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم معیارِ حق نہیں ہیں اور نہ کوئی پیغمبر

---

(۱) (جامع الترمذی: ۲/۲۲۵، أبواب المناقب، باب من سبّ أصحاب النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم، سعید)

(۲) (صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب بلا ترجمة: ۱/۵۱۸، قدیمی)

(والصحیح لمسلم، کتاب الفضائل، باب تحریم سب الصحابة: ۲/۳۱۰، قدیمی)

(۳)(مشکوۃ المصابیح، ص: ۵۵۴، کتاب المناقب والفضائل، الفصل الثالث، باب مناقب الصحابه، قدیمی)

سوائے رسول للہ صلی اللہ علیہ وسلم کے، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی معیارِ حق ہیں۔اس کا مفصل جواب تحریر فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

ہر ہر پیغمبر نے اللہ کے دین کو صحیح پہونچایا ہے،اس میں ذرہ برابر تصرف نہیں کیا،کمی، زیادتی نہیں کی،کوئی حکم نہیں چھپایا،کوئی اپنی طرف سے اضافہ نہیں کیا،کوئی حکم نہیں بدلا،کوئی بات اللہ پاک کی طرف غلط منسوب نہیں کی (۱)،تمام انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام بالکل معیارِ حق ہیں۔

صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جس قدر دین برحق سیکھا وہ دوسروں کو اسی طرح پہنچایا،اس میں اپنی طرف سے اضافہ نہیں کیا،کوئی حکم نہیں بدلا،کوئی بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف غلط منسوب نہیں کی،جس بات کو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے یہ فرمایا ہے کہ یہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، وہ بالکل صحیح ہے اس کو صحیح ماننا لازم ہے،صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر اگر اعتماد نہ ہو اور ان کے نقل دین کو حق تسلیم نہ کیا جائے،تو پھر سارے دین سے اعتماد ختم ہو جائے گا اور صحیح

---

(۱)قال الله تعالى :﴿وإذا تتلى عليهم آيا تنا بينا ت،قال الذين لا ير جو ن لقا ئنا ائت بقرآن غير هذا أو بدله،قل مايكون لي أن أبدله من تلقائى نفسى،إن أتبع إلا ما يوحى إلىّ إنى أخا ف إن عصيت ربى عذاب يو م عظيم﴾. (يو نس :۱۵)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:﴿وإذ قا ل الله يا عيسى ابن مريم ءَ أنت قلت للناس: اتخذونى وأمى إلهين من دون الله ؟قال : سبحانك مايكون لى أن أقول ماليس لى بحق. إن كنت قلته فقد علمته، تعلم ما فى نفسى ولا أعلم ما فى نفسك، إنك أنت علا م الغيو ب،ما قلت لهم إلا ما أمر تنى به أن اعبدوا الله ربى وربكم،وكنت عليهم شهيداً ما دمت فيهم،فلما تو فيتنى كنت أنت الرقيب عليهم، وأنت على كل شئى شهيد﴾. (المائدة:۱۱۶،۱۱۷)

وقال تعالى :﴿ولا مبد ل لكلمٰت الله،ولقد جاءك من نبأالمرسلين﴾. (الأنعام: ۳۴)

وقال العلا مه الآلو سى رحمه الله تعالىٰ تحتها :"وظا هر الآ ية أن أحداً غير ه تعالى لا يستطيع أن يبد ل كلما ت الله عز و جل بمعنى أن يفعل خلاف مادلت عليه،ويحول بين الله عز اسمه، و بين تحقيق ذلك". (روح المعانى: ۱۳۷/۷،دار إحياء التراث بيروت)

دین دوسروں تک پہنچنے کی کوئی صورت نہیں رہے گی، جیسا کہ روافض نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر اعتماد نہیں کیا تو ان کے نزدیک نہ احادیث قابل اعتماد ہیں اور نہ قرآن پر ان کو اعتماد ہے، ان کے پاس دین برحق پہنچنے کی کوئی صورت نہیں ہے، وہ اس نعمت الٰہی اور ذریعہ نجات سے محروم ہیں، لہذا نقل دین میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم معیار حق ہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ۔

(رسالہ)

جماعت اسلامی اور تنقید

سوال [۲ : ۵] : جناب مفتی صاحب! سلام مسنون نہایت صفائی کے ساتھ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جس طرح رضا خانی جماعت نے علمائے دیوبند کے خلاف ایک محاذ قائم کیا اور علماء دیوبند پر افتراء پردازی کر کے انہیں بدنام کیا اور ان کی کتابوں میں کتر بیونت کر کے سیاق وسباق سے صَرف نظر کر کے کفریہ عبارت تیار کر لی، ٹھیک وہی طریقہ علمائے دیوبند جماعت اسلامی کے ساتھ برت رہے ہیں، اس وقت مثال کے طور پر آپ کی تحریر پیش کرنا چاہتا ہوں جو آپ نے ماہنامہ ''نظام'' کانپور جلد :۱، نمبر :۸، صفحہ :۲۰ و۲۱ میں ''تبلیغی جماعت پر اعتراض'' کے جواب میں تحریر کیا ہے کہ:

> ''جماعت اسلامی اپنے تجویز کردہ اصول کے مطابق (جن کی قربانی اس کیلئے غالباً ناممکن ہے) دوسری جماعتوں اور افراد پر تخریبی تنقید کرتی ہے اور وہ اپنے نزدیک اس پر مجبور ہے اور یہ تنقید بسا اوقات اس حد تک پہونچ جاتی ہے کہ پڑھنے والوں کے ذہن میں ان جماعتوں اور افراد کے متعلق یہ تصور قائم ہو جاتا ہے کہ انہوں نے اصل دین کو سمجھا ہی نہیں، بلکہ اصل دین کو تحریف کر کے خواہشات نفسانی کے مطابق ڈھال کر عوام کے سامنے پیش کیا ہے، جس سے انتہائی گمراہی پھیلی ہے اور لوگوں نے بددینی کو دین سمجھا ہے، جس کو حقیقی اسلام سے کوئی تعلق نہیں، جماعت اسلامی کی اس قسم کی تنقیدات سے موجودہ تبلیغی جماعتیں تو کیا بچتیں، گذشتہ صدیوں کے اکابر اور مقتداء بھی نہیں بچے''۔

خط کشیدہ عبارت کوغور سے پڑھئے، اس تحریر میں آپ نے جماعت اسلامی پر تین الزام لگائے:

۱...... جماعت اسلامی تخریبی تنقید کرتی ہے۔

۲...... اور یہ اس کے اہم اصول میں داخل ہے۔

۳...... جماعت اسلامی کی تنقید سے گذشتہ صدیوں کے اکابر اور مقتدا بھی نہیں بچے۔

آپ کے بلا دلیل یہ الزامات افتراء نہیں تو اَور کیا ہیں؟ کیا صراحت کے ساتھ ذمہ دارانِ جماعت اسلامی کی کسی تحریر یا تقریر سے اپنی باتوں کا ثبوت پیش کر سکتے ہیں؟ واضح رہے کہ عبارت میں کتر بیونت کرنا یا سیاق وسباق سے صرف نظر کر لینا یا کسی عبارت کو مصنف کے مقصد کے خلاف معنی پر محمول کرنا ایک عام مؤمن کے بھی شایان شان نہیں ہے۔ محمد یحییٰ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محترمی زید احترامہ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ

محبت نامہ باعث یادآوری ہوا ''نظام'' مئی ۶۰ء میں ''تبلیغی جماعت پر اعتراض اور اس کا جواب'' شائع ہوا تھا، اس کے متعلق آپ نے جس بے تکلفی سے اپنے جذبات اور تأثرات کا اظہار کیا اس سے مسرت ہوئی کیونکہ یہ احساس زندہ ہونے کی دلیل ہے، ورنہ جن افراد یا جماعتوں کے احساسات مر چکے ہوں، ان کو کب خیال آتا ہے کہ وہ اس قسم کی تردید کریں، ان کا تو حال یہ ہوتا ہے کہ کہنے والے کچھ کہتے رہیں اور لکھنے والے کچھ لکھتے رہیں، وہ سب طرف سے کان اور آنکھ بند کر کے اپنے مقصد کی تحصیل میں شب وروز منہمک رہتے ہیں، یہ شان تو بامقصد، منظّم، تنقیدی جماعت کی ہے کہ وہ ہر طرف سے چوکنا رہتی ہے، جہاں کسی نے اس کے نصب العین، مقصد، طریقہ کار کے متعلق زبان ہلائی یا قلم اٹھایا کہ فلاں چیز کتاب اللہ کے خلاف ہے، سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہے، فقہ وکلام کی رو سے غلط ہے بس پھر کیا تھا اس کی تردید کیلئے آناً فاناً اخبار، رسالے، پمفلٹ منظر عام پر آگئے، اور بانی جماعت کی ساختہ پرداختہ ذہنیت سے نکال نکال کر جوابات دینے شروع کردیئے۔

آپ ٹھنڈے دل سے ''ترجمان القرآن'' :۳۰، عدد: ۵ میں سائل کا پیش کردہ حوالہ دیکھ لیتے، اگر وہ

حوالہ صحیح ہوتا تو اس عتاب نامہ کی زحمت نہ کرتے، اگر غلط ہوتا تو تحریر فرماتے اور آپ کا یہ طریقہ حکیمانہ طریقہ ہوتا، لیکن آپ حضرات کو تو شروع سے تعلیم ہی یہ دی گئی ہے کہ ہم پر جو اعتراض کیا گیا ہے وہ افتراء ہے، الزام ہے، کتر بیونت ہے، سیاق وسباق سے صرف نظر ہے، مقصدِ مصنف کے خلاف معنی پر حمل کرنا ہے جس طرح رضا خانیت کے علمبرداروں نے علمائے حق کی عبارتوں کو مسخ کر کے بدنام کیا ہے، اسی طرح جماعت اسلامی کو بدنام کیا جارہا ہے۔

کانپور میں ہمارے ایک رفیقِ تبلیغ ہیں جن کو جماعت اسلامی کے ساتھ خاص وابستگی تھی، جب ان کے سامنے ایک کتاب آئی جس میں جماعت اسلامی کی بعض عبارات نقل کر کے بتایا گیا تھا کہ یہ فلاں فلاں روایات کے خلاف ہیں، تو اس کو دیکھ کر یکدم مشتعل ہوگئے کہ یہ تو وہی کتر بیونت ہے جو رضا خانی کرتے ہیں، نہایت غلط طریقہ ہے، مجھے اس سے سخت تکلیف پہونچی، پھر کچھ مدت بعد ان کے سامنے ایک اَور مسئلہ کا تذکرہ آیا کہ ''ترجمان القرآن'' میں ایسا ایسا لکھا ہے، اس پر وہ پھر چیں بجبیں بلکہ بہت برہم ہوئے کہ بالکل غلط ہے، اس میں ایسا نہیں ہوسکتا اس لئے کہ یہ تو نص قطعی کے خلاف ہے، میں ہرگز تسلیم نہیں کرسکتا، جب تک بچشم خود نہ دیکھ لوں، چنانچہ ان کو وہ رسالہ دیدیا گیا بہت گہرے مطالعہ کے بعد (کہ کہیں سیاق وسباق سے صرف نظر تو نہیں) انہوں نے مجھ سے خود فرمایا کہ اللہ اکبر! ہمارے علماء بھی کس قدر محتاط ہیں کہ اس جماعت کی تکفیر نہیں کرتے، حالانکہ اس میں صاف صاف نصوص قطعیہ کا انکار ہے۔

مجرب حربہ

بریلوی طبقے نے اکابرِ علمائے حق حضرت مولانا اسماعیل شہید رحمہ اللہ تعالیٰ وغیرہ کی عبارتوں کو توڑ مروڑ کر مسخ کیا، ان سے ایسے مطالب نکالے جو ان اکابر کے حاشیہ خیال میں بھی نہ ہوں گے جس سے فتنۂ عظیم پھیلا، بہت بڑی جماعت بدعقیدہ ہوگئی، علمائے دیوبند نے اس فتنہ کا سد باب اس طرح کیا کہ اصل عبارتیں قوم کے سامنے پیش کیں، ان کے اصلی مطالب کو بیان کیا، ان پر دلائل قائم کئے جو کتر بیونت کی گئی تھی، ایک ایک چیز کو کھول کر رکھدیا۔

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ بریلوی طبقہ سنجیدہ انصاف پسند مسلمانوں کی نظروں میں اس قابل نہیں رہا کہ اس کی تحریر یا تقریر کی طرف توجہ کی جائے، یہی مجرب حربہ اب جماعت اسلامی نے شروع کردیا اور جو لوگ مودودی

صاحب کی آواز کو حق کی آواز قرار دیتے ہیں، انہوں نے اشخاص پرستی سے انتہائی بیزاری، ناقدانہ بالغ نظری، خالص حق پرستی کے بلند آہنگ دعوؤں کے باوجود اس آواز کی پیروی شروع کردی اور ذرا اس کی زحمت گوارنہ کی کہ اصل کو تو دیکھ لیا جاتا۔

لیکن دنیا میں بسنے والے سب ہی تو بے وقوف، جذبات سے مغلوب، دین کی قتل گاہوں کے سند یافتہ، کتاب وسنت سے ناآشنا (اور) جہل مرکب میں مبتلا نہیں، (بلکہ) ایسے نفوس بھی موجود ہیں جو محض مودودی صاحب کی آواز پر ایمان نہیں لاتے، بلکہ اکابر کے فتاوی کو دیکھ کر نقل کردہ عبارات کو بھی اصل کتابوں سے ملاتے ہیں، اور جب دیکھتے ہیں کہ واقعۃً جماعت کی اصل کتابوں میں وہ عبارتیں موجود ہیں جو فتاویٰ میں نقل کی گئی ہیں اور ان کا مطلب بھی وہی ہے جو فتاوی میں بتایا گیا ہے، سیاق وسباق پڑھ کر بھی دوسرا مطلب نہیں بنتا، اور یہ بھی دیکھتے ہیں کہ جماعت اسلامی کی طرف سے ان فتاوی کے جواب میں ڈنکے کی چوٹ کہا جارہا ہے کہ یہ ہم پر افتراء ہے، دناءۃ ہے، بددیانتی ہے، جھوٹ ہے، بہتان ہے، ہم نے کہیں ایسا نہیں لکھا، تو وہ انتہائی حیرت واستعجاب سے سوچتے ہیں کہ یا اللہ! یہی ہے جماعت اسلامی کا موقف؟ اور اسی کا نام ہے دیانت، راست بازی، خداترسی، آخرت کی جواب دہی کا احساس جس کا اس جماعت کو قدم قدم پر دعوی ہے؟ پھر اس کی جو زد جماعت کے امیر اور دیگر اہل قلم پر فطری طور پر پڑنی چاہیئے، وہ پڑتی ہے اور اس سے کسی طرح گریز ممکن نہیں۔

اے کاش! اہل شعور اس کو سمجھیں اور اپنی غلطیوں کی طرف متوجہ ہوں، جب یہ حضرات چودہ سوسال تک کے بزرگانِ دین اور اسلاف کے کارناموں پر بے لاگ تنقید کرتے، اور ان کی غلطیاں پکڑتے ہیں تو اگر کسی نے ان کے کارنامہ پر تنقید کردی اور وہ تنقید واقعۃً بالکل صحیح اور حق بجانب ہے تو اس پر ناک بھوں کیوں جڑھاتے ہیں، ان کو تو چاہیئے تھا کہ شکریہ کے ساتھ قبول کر کے اصلاح کر لیتے جیسا کہ جگہ جگہ اپنی تحریرات میں اس کا اظہار بھی کرتے ہیں مگر معاملہ بالکل برعکس ہے۔

شعوری یا غیر شعوری طور پر آپ کی یہ تحریر بھی اسی ذہنیت کی آئینہ دار ہے، اپنی اس تحریر کو پھر ایک نظر دیکھئے اور مودودی صاحب کے اس جواب کو ملاحظہ کیجئے جو انہوں نے مفتی کفایت اللہ صاحب دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ، مفتی مہدی حسن صاحب رحمہ اللہ دیوبند، مفتی سعید احمد صاحب سہارنپور، مفتی جمیل احمد صاحب تھانہ بھون، مولانا اعزاز علی صاحب دیوبند کے فتاوی کی تردید میں لکھا ہے وہ لکھتے ہیں:

۱-''جس وقت یہ فتوے لکھے جا رہے تھے اس وقت خدا کا خوف اور آخرت کی جواب دہی کا احساس شاید ان کے قریب بھی موجود نہیں تھا، خصوصاً مفتی سعید احمد صاحب (رحمہ اللہ تعالیٰ) کے فتوؤں میں تو صریح بد دیانتی کی بدترین مثالیں پائی جاتی ہیں جنہیں دیکھ کر گھن آتی ہے، حقیقت یہ ہے کہ میں ان حضرات کے ساتھ بڑا حسن ظن رکھتا تھا، مگر اب ان کے یہ فتوے دیکھ کر تو میں ایسا محسوس کرتا ہوں کہ بریلوی طبقہ کے فتوے باز و کافر ساز مولویوں سے ان کا مقام کچھ اونچا نہیں''۔ (رسائل ومسائل:۲/۵۱۳)۔

مودودی صاحب کا یہ پورا جواب ''رسائل ومسائل'' میں پڑھ جائیے، کسی ایک لفظ کے متعلق بھی تو متعین طور سے نشاندہی نہیں کر سکے کہ فلاں لفظ غلط لکھا ہے، فلاں حوالہ غلط دیا ہے، فلاں عبارت میں کتر بیونت کی ہے، فلاں عبارت کے سیاق وسباق سے صرف نظر کیا ہے۔ مفتی سعید احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے تقریباً دو درجن عبارتیں ان کی کتابوں سے نقل کی ہیں اور ہر ایک کا پورا حوالہ دیا ہے، مگر مودودی صاحب کیسے شریفانہ لہجہ میں فرماتے ہیں:

۲-''یہ لوگ اگر دیانت اور سچائی کا ہتھیار لے کر حملہ آور ہوتے اور مجھ میں یا جماعت اسلامی کی تحریک ونظام میں کوئی ایسی خرابی بتاتے جو فی الواقع ان کے دلائل سے ثابت ہوتی، تو میں یقیناً ان کے آگے جھکتا اور اپنی غلطیوں کا اعتراف کر کے اپنی اصلاح کرتا لیکن انہوں نے ہتھیار جھوٹ کا استعمال کیا ہے، دناءۃ کی راہ اختیار کی ہے اس لئے میں ان کے ساتھ وہی طریقہ اختیار کروں گا جو ایک شریف آدمی کو کرنا چاہئے۔ یعنی "إذا مرو اباللغو مرو اکرا ماً"(۱)۔ (رسائل ومسائل:۲/۵۱۴)۔

کرامت وشرافت کا معیار

ان اکابر علماء کرام کا مودودی صاحب کی غلطیوں پر متنبہ کرنا اور عامۂ مؤمنین کو فتنوں کی راہ سے بچا کر حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے جادہ مستقیم کی دعوت دینا مودودی صاحب کے نزدیک کیا قرار پایا؟ ''اللغو، اور خوف خدا، اور آخرت کی جواب دہی سے بے حسی، بد دیانتی کی بدترین گھناؤنی

(۱)(سورۃ الفرقان: ۷۲)

مثالیں، بریلوی طبقہ کی فتوے بازی، کافر سازی، دناءۃ کی راہ، جھوٹ کا ہتھیار'' جیسی گالیوں کا استعمال کرنا کیا قرار پایا؟ کرامت وشرافت، واقعی ان حضرات کی کرامت وشرافت کا یہی معیار ہے، مودودی صاحب نے اپنے اسی تحریر میں ایک اَور کرامت کا اظہار فرمایا ہے:

آزمائش کا وقت آگیا ہے

۳-''اس میں شک نہیں کہ دیوبند اور سہارنپور کے ان فتوؤں کا ان لوگوں پر برا اثر پڑے گا جو ان دونوں مراکزِ علمی سے وابستہ ہیں، لیکن سنت اللہ کے مطابق آزمائش ضروری ہے اور اب اس پورے دیوبندی اور مظاہری گروہ کیلئے آزمائش کا وقت آگیا ہے، دیکھنا ہے کہ ان میں سے کتنے حق پرست ہیں اور کتنے اشخاص پرست ہیں، جو حق پرست ہیں وہ انشاء اللہ ہمارے ساتھ رہیں گے اور آئندہ بھی ہمارے ساتھ آتے رہیں گے، اور جو اشخاص پرست ہیں اور جماعتی عصبیت میں مبتلاء ہیں وہ ہم سے الگ ہو جائیں گے اور آئندہ بھی ہمارے ساتھ نہ چلیں گے، ہمیں صرف پہلے گروہ کی ضرورت ہے، دوسرے گروہ سے ہم خدا کی پناہ مانگتے ہیں، وہ ہٹ جائے گا تو ہم خدا کا شکر ادا کریں گے اور آئندہ ہم سے بے تعلق رہے گا تو مزید شکر کریں گے''۔ (رسائل ومسائل:۲/۵۱۴)۔

اس عبارت میں مودودی صاحب نے آزمائش میں کامیابی کی یہی صورت تجویز کی ہے کہ لوگ ان کی بات مان لیں اور ان کے ساتھ آجائیں، جو لوگ ان کے ارشاد پر عمل نہ کریں اور ان کی جماعت میں داخل نہ ہوں وہ ناکام ہیں۔

حق کی تشخیص

مودودی صاحب نے یہ بھی بتادیا ہے کہ جو لوگ ان کے ساتھ آجائیں گے وہ حق پرست ہیں اور جو لوگ سہارنپور و دیوبند کے فتوے پر عمل کریں گے، وہ اشخاص پرست ہیں، دوسرا شخص خواہ کتنا ہی دیانتداری سے کتاب اللہ وسنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بلائے مگر اس پر عمل کرنیوالے مودودی صاحب کے نزدیک اشخاص پرست ہیں، اور مودودی صاحب کی زبان سے نکلی ہوئی بات کو ماننے والے حق پرست ہیں، یہ دو چیزیں

بالکل مقابل ہوئیں، اشخاص اور حق، اشخاص کون ہیں؟ دیو بند اور سہانپور کے مفتی۔ حق کون ہیں؟ مودودی صاحب۔

یہ ان کا عام طرزِ نگارش ہے کہ وہ صاف صاف ''أنا الحق'' تو نہیں کہتے (کہ اس کے لئے شیداء دار روحِ منصور درکار ہے) لیکن اپنے مقصد کو ''مقصدِ حق'' اور اپنی دعوت کو ''دعوتِ حق'' اپنے طریق کو ''طریقِ حق'' ضرور کہتے ہیں، اور اس پر اتنا زور دیتے ہیں کہ جب ان کی کسی بات سے کوئی اختلاف کرتا ہے خواہ وہ کتنے ہی قوی اور صریح دلائل حقہ کی روشنی میں کرتا ہو، مگر اس کے حق میں وہ سب روایات وآیات کو لا کر پیش کر دیتے ہیں، جو مخالف حق جل جلالہ کے بارے میں وارد اور نازل ہوئی ہیں۔ (خارجیوں کا طریقہ بھی یہی تھا کہ جو آیات کفار کے بارے میں نازل ہوئی ہیں، ان کو مسلمانوں پر چسپاں کرتے تھے) ملاحظہ ہو بخاری شریف: ۱۰۲۴/۲(۱)۔

مودودی صاحب کی جماعت سے الگ ہونے والوں کی تفصیلی فہرست آپ کے علم میں ہے کہ جن حضرات نے جماعت کی تشکیل وتاسیس کی اور نہایت مستحکم دستورِ حق تیار کیا تھا، وہ ایک ایک کر کے تقریباً سب ہی الگ ہو گئے، سب نے ہی اس خود ساختہ حق سے منہ موڑ لیا، بلکہ جماعت اسلامی تو یہاں تک کہتی ہے کہ انہوں نے ارتداد اختیار کر لیا، إنا لله وإنا اليه راجعون۔

حق سے الگ ہونے پر شکریہ

یہ بھی غور کا مقام ہے کہ جو لوگ حق سے الگ ہو جائیں اور ان کے ساتھ نہ آئیں تو ان کی علیحدگی پر مودودی صاحب شکر ادا کرتے ہیں، حالانکہ "الخلق عيال الله" (الحديث)(۲) کا تقاضہ یہ ہے کہ ہر مخلوق کے ساتھ ہمدردی اور خیر خواہی کی جائے اور ہر انسان کی ہدایت کے لئے آخری سانس تک پوری کوشش کی

---

(۱) "وكان ابن عمر يراهم شرار خلق الله، وقال: إنهم انطلقوا إلى آياتٍ نزلت في الكفار، فجعلوها على المؤمنين". (صحيح البخاري، كتاب استتابة المعاندين والمرتدين وقتالهم، باب قتال الخوارج والملحدين بعد إقامة الحجة عليهم: ۱۰۲۴/۲، قديمي)

(۲) والحديث بتمامه: "عن أنس وعن عبد الله رضي الله عنهما: قالا: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "الخلق عيال الله، فأحب الخلق إلى الله من أحسن إلى عياله". (مشكوة المصابيح، كتاب الآداب، باب الشفقة والرحمة على الخلق، الفصل الثالث: ۴۲۵/۲، قديمي)

جائے، جیسا کہ نبی واکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طرزِ عمل سے واضح ہے، اللہ پاک کا ارشاد ہے:

﴿فلعلك باخع نفسك على آثار هم إن لم يؤمنوا بهذا الحديث أسفاً﴾(١).

(ترجمہ) ”شاید آپ ان کے پیچھے اگر یہ لوگ اس مضمون پر ایمان نہ لائیں، تو غم سے اپنی جان دیدیں گے“۔

کسی کے حق سے کٹنے اور ہٹنے پر شکرادا کرنا اور خوش ہونا نہیں معلوم کس نص سے ثابت ہے؟ اگر آپ کی نظر سے اس مضمون کی کوئی نص گذری ہو تو براہ کرم مطلع فرمائیں ممنون ہونگا۔

ایک اور مقام پر مودودی صاحب نے بہت ہی مسرت کا اظہار کیا ہے فرماتے ہیں:

۴- ”میں بہت خوش ہوں، اور خدا کا شکرادا کرتا ہوں کہ یہ فتنہ پسند گروہ قریب آنے کے بجائے دور جارہا ہے“۔(ترجمان القرآن جلد: ۲۶، عدد: ۳ص: ۱۷۱)(۲)۔

کجا مودودی صاحب کا یہ اظہار مسرت اور کجا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ غم جس سے جان دینے کا خطرہ لاحق ہو جائے جس کا تذکرہ آیت بالا میں ہے، غور فرمائیے کہ مودودی صاحب کا اپنے طریق کو پیغمبرانہ طریق قرار دینا جس کا متعدد مقامات پر دعوی کیا گیا ہے کہاں تک برمحل ہے؟ حدیث پاک میں ارشاد ہے:

”عن أبي هريرة رضي الله تعالىٰ عنه قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ”مثلي كمثل رجل استوقد ناراً، فلما أضاءت ما حولها، جعل الفراش وهذه الدواب التي تقع في النار يقعن، وجعل يحجزهن و يغلبنه فيتقحمن فيها، فأنا آخذ بحجزكم عن النار وأنتم تقحمون فيها“. هذه رواية البخاري،ولمسلم نحوها وقال في اٰخرها: قال: ”فذلك مثلي و مثلكم أنا اٰخذ بحجزكم عن النار، هلم عن النار هلم عن النار، فتغلبوني تقحمون فيها“. متفق عليه“(٣). مشكوة المصابيح، ص: ٢٨، باب الاعتصام بالكتاب والسنته(٤).

---

(١)(سورة كهف:٦)

(٢) (ترجمان القران، جلد: ٢٦عدد: ٣ ص: ١٧١)

(٣)(صحيح البخاري، كتاب الرقاق،باب الإنهاء عن المعاصي: ٢/٩٦٠، قديمي) (وأخرجه مسلم في صحيحه، كتاب الفضائل، باب شفقته صلى الله عليه وسلم على أمته : ٢/٢٤٨،قديمي)

(٤) (مشكوٰة المصابيح، كتاب الايمان باب الاعتصام بالكتاب والسنة: ١/٢٨،قديمي)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''میری مثال اس شخص کے مثل ہے جس نے آگ روشن کی جب اس کے آس پاس روشنی پھیل گئی تو پروانے اور تتلی وغیرہ جانور جو آگ میں گرا کرتے ہیں گرنے لگے، وہ شخص ان کو پکڑ پکڑ کر نکالنے اور روکنے لگا مگر وہ پروانے وغیرہ اس پر غالب آگئے اور آگ میں گر گئے، (یہی حال میرا ہے) کہ تمہاری پشت پکڑ پکڑ کر آگ سے نکال رہا ہوں اور تم ہو کہ آگ میں گھسے جاتے ہو''۔

اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور تمثیل فرمایا ہے کہ ایک شخص نے مثلاً آگ جلائی اس کے گرداگرد سے پتنگے اور دوسرے جانور آآ کر آگ میں گرنے لگے اور وہ شخص انتہائی کوشش سے ان کو آگ سے بچاتا ہے، مگر وہ اس کے قابو سے باہر ہو کر آگ میں گرتے اور ہلاک ہوتے ہیں، اسی طرح میں تم کو آگ سے بچانے اور پکڑنے کی انتہائی کوشش کرتا ہوں، مگر افسوس کہ تم لوگ قابو میں نہیں آتے اور آگ میں گھسے چلے جاتے ہو، جس کا نتیجہ تباہی اور ہلاکت ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تو اظہار مسرت فرما کر سبکدوش ہو جاتے، مگر وہاں تو قلب مبارک میں امت کے درد وغم کی آگ شعلہ زن تھی جس نے مجبور کیا کہ پتھر کھا کر بھی دعاء ہی دیں (۱)، ایک دو واقعہ

---

(۱) ''عن عروة أن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنها زوج النبی صلی اللہ علیه وسلم حدثته أنها قالت للنبی صلی اللہ علیه وسلم: هل أتی علیک یوم کان أشد علیک من یوم أحد؟ قال: ''لقد لقیت من قومک ما لقیت وکان أشد ما لقیت، منهم یوم العقبة إذعرضت نفسی علی ابن عبد، یا لیل بن عبد کلال! فلم یجبنی إلی ماأردت، فانطلقت وأنا مهموم علی وجهی، فلم استفق إلا وأنا بقرن الثعالب، فرفعت رأسی فإذا أنا بسحابة قد أظلتنی، فنظرت فإذا فیها جبرئیل فنادانی فقال: إن اللہ قد سمع قول قومک لک، وما ردوا علیک، وقد بعث اللہ إلیک ملک الجبال لتأمره بما شئت فیهم. فنادانی ملک الجبال، فسلم علیّ، ثم قال: یا محمد! فقال ذلک، فما شئت إن شئت أن أطبق علیهم الأخشبین، قال النبی صلی اللہ علیه وسلم: ''بل أرجو أن یخرج اللہ عزوجل من أصلابهم من یعبد اللہ عزوجل وحده لا یشرک به شیئاً''. (صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، باب إذاقال أحدکم آمین، والملائکة فی السماء آمین الخ: ۱/۴۵۸، قدیمی)

تفصیل کیلئے ملاحظہ فرمائیں: (حیاة الصحابة، باب تحمل الشدائد فی اللہ ما تحمله علیه السلام من الأذی فی الطائف: ۱/۲۷۴. دارالقلم)

نہیں بے شمار واقعات اس کے شاہد ہیں، حق سے الگ رہنے والوں پر رحم وشفقت کی وجہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے انتہائی حزن وغم کو دیکھئے اور مودودی صاحب کی مسرت اور خوشی کو دیکھئے۔ پھر مودودی صاحب کے اس بلند آہنگ دعوی کا جائزہ لیجئے، کس جسارت کے ساتھ اپنے طریق کار کو انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے سر تھوپا جارہا ہے:

۵-''اس دعوت کو عملاً لے کر اٹھنے، اسے اپنے دوسرے بھائیوں تک پہنچانے اور اس سے متاثر حضرات کو سمیٹنے اور جذب کرنے کا صحیح اور بہترین طریقہ یقیناً وہی ہوسکتا ہے، جو ابتداء سے آخر تک اس دعوت کے اصل علمبردار یعنی انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام اللہ تعالیٰ کی رہنمائی میں اختیار کرتے رہے، قرآن کریم ہمیں بتاتا ہے کہ وہ طریقہ ایک ہی ہے اور وہ ہی ایک طریقہ بلا استثناء ہر زمانہ میں اختیار کیا جاتا رہا ہے، چنانچہ اسی طریق کار کو ہم نے اختیار کیا ہے، اور ہمارا ایمان ہے کہ اس ایک دعوت اور طریق کار کے علاوہ دوسری تمام دعوتیں اور طریقہ ہائے کار سراسر باطل ہیں''۔ (ترجمان القرآن جلد: ۲۶، عدد: ۳، ص:۱۱۱)(۱)۔

اب میں آپ کے سامنے وہ تینوں چیزیں پیش کرتا ہوں، جن کو آپ نے بیک جنبش قلم الزام اور افتراء پردازی قرار دے کر اپنے نزدیک جماعت اور امیر جماعت کو بھاری بوجھ سے ہلکا کر کے حق کی بہت بڑی خدمت وحمایت کی ہے، اصل کتابوں سے ملا کر دیکھیں کہ یہ چیزیں الزام ہیں یا واقعہ اور ہر قسم کی عصبیت سے علیحدہ ہو کر غور کریں کہ ان حالات میں آپ کی ذمہ داری کیا ہے؟

جماعت اسلامی تخریبی تنقید پر مجبور ہے

مودودی صاحب لکھتے ہیں:

۶-''جو شخص اپنے زمانہ کے عام طرز خیال اور طرز عمل کو بدلنا چاہتا ہو اور لوگوں کی روش میں اصولی تغیر پیدا کرنے کا خواہشمند ہو، وہ مجبور ہے کہ ابتداء میں تخریبی تنقید پر زیادہ قوت صرف کرے اور تعمیری افکار کو آہستہ آہستہ بتدریج اور باقساط پیش کرے، تخریبی تنقید

---

(۱) (ترجمان القرآن، ج: ۲۶، عدد: ۳، ص: ۱۱)

کے بغیر وہ الفت اور شیفتگی دور نہیں کی جا سکتی جو لوگوں کو رائج الوقت تخیلات اور طریقہ ہائے عمل سے طبعی طور پر ہوا کرتی ہے، اور جب تک یہ الفت دور نہ ہو، ان کے دماغ کسی نئی بنیاد پر تعمیر کا نقشہ سوچنے اور سمجھنے کیلئے تیار ہی نہیں ہوتے، لہٰذا تخریب کے بغیر یا ناکافی تخریب کیساتھ نئی تعمیر کا نقشہ پیش کر دینا سراسر نادانی ہے اھ"۔ (ذیل ترجمان القرآن، جلد: ۱۴، عدد: ۲، ص: ۱۳۴) (۱)۔

اس عبارت میں مودودی صاحب نے لوگوں کی روش میں اصولی تغیر پیدا کرنے کیلئے تخریبی تنقید کو ضروری اور اس پر زیادہ قوت صرف کرنے کو لازم، اور بغیر تخریب کے تنقید کو، بلکہ ناکافی تخریب کو بھی ناکافی قرار دیا ہے، اور یہ ظاہر ہے کہ کوئی قوم اصولاً عام طور پر اپنے اندر اصولی تغیر پیدا کرنے کیلئے تیار ہی نہیں ہو سکتی جب تک کہ اس کے اختیار کردہ اصول، تخیلات، طریق ہائے عمل کو کافی تخریبی تنقید کے ذریعے سے بیکار، غلط، ناقابل التفات، بلکہ مضر اور مہلک نہ ثابت کر دیا جائے، کیونکہ جن اصول کے ساتھ ساری قوم کی معاشی، معاشرتی عدالتی، جنگی، مالی، بین الاقوامی پالیسی کا ہر ہر پہلو وابستہ ہے وہ اصول اس کے قلب و دماغ پر پوری طرح حاوی ہیں، اور ہر چھوٹا بڑا عمل ان ہی اصول کی بنیاد پر برگ و بار کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے، ایسے اصول کو ساری قوم کے دل و دماغ اور قوائے عمل سے نکال کر پھینکنا ہنسی کھیل نہیں ہے، اس کیلئے ایڑی چوٹی کا زور صرف کرنا ہوگا اور یہ کام کسی ایک ایڈیٹر، اخبار، رسالہ کا نہیں، بلکہ اس کیلئے بڑی مضبوط جماعت کی ضرورت ہوگی جو اپنی زبان، اپنے قلم، اپنے کردار، اپنے عزم، اپنے یقین، غرض ہر اعتبار سے ساری قوم میں صالح ترین اور ممتاز ہو کہ اس کے ہر فرد کو دور سے دیکھ کر سمجھ لیا جائے کہ یہ فلاں جماعت کا آدمی ہے۔

امیر جماعت کے صفات

اس جماعت کیلئے امیر بھی ایسا ضروری ہے جو بالکل جدید ترین طرز کا لیڈر ہو، وقت کے تمام علوم جدیدہ پر اس کو مجتہدانہ بصیرت حاصل ہو، زندگی کے سارے مسائل مہمہ کو خوب حل کر سکتا ہو، عقلی و ذہنی ریاست، سیاسی تدبر، اور جنگی مہارت کے اعتبار سے وہ تمام دنیا پر اپنا سکہ جما دے تب عالمگیر انقلاب رونما اور دنیا کا انتظام درست ہو سکتا ہے۔

---

(۱) (ترجمان القران جلد: ۲۶، عدد: ۳، ص: ۱۱۱)

جماعت اسلامی کا کام

مودودی صاحب فرماتے ہیں:

۷-''جو کام ہم نے اپنے ہاتھ میں لیا ہے یعنی اخلاقی اصولوں پر دنیا کی اصلاح کرنا اور دنیا کے نظم کو درست کرنا، اس کا تقاضہ ہے کہ اخلاقی حیثیت سے ہم اپنے آپ کو دنیا کا صالح ترین گروہ ثابت کر دکھائیں''۔ (ترجمان القرآن جلد: ۲۶، عدد: ۳، ص: ۱۰۹)(۱)۔

اس سے جماعت اسلامی کے کام کی تشخیص ہوگئی یعنی دنیا کی اصلاح کرنا اور دنیا کے نظم کو درست کرنا، اور اس کام کا تقاضہ ہے کہ جماعت اسلامی اپنے آپ کو دنیا کا صالح ترین گروہ ثابت کر دکھائے۔ امید تو یہ رکھنی چاہئے کہ یہ جماعت واقعے میں بھی صالح ترین ہونیکی کوشش کرے گی، صرف ثابت کر دکھانے تک اپنی کوشش کو محدود نہیں رکھے گی، آگے چند مثبت و منفی ہدایات کے بعد فرماتے ہیں: (اگر ان پر عمل نہ ہوا)

۸-''تو دنیا ہم سے اور ہمارے ہاتھوں ہونے والی ''اصلاح'' سے خدا کی پناہ مانگے گی اور یہ محسوس کرے گی کہ اگر کہیں زمین کا انتظام ان لوگوں کے ہاتھ میں آگیا تو یہ ساری زمین کو ایسا ہی کر کے چھوڑیں گے جیسے یہ خود ہیں''۔ (ترجمان القرآن جلد: ۲۶، عدد: ۳، ص: ۱۰۹)(۲)۔

اس مقصد عظیم کے حاصل کرنے کیلئے پروگرام کیا ہے۔ سنئے:

جماعت اسلامی کا پروگرام

۹-''ہمارا پروگرام یہ ہے کہ ہم پہلے اس نظام فکر کو درہم برہم کر دینا چاہتے ہیں جس پر دنیا کا موجودہ غلط نظام زندگی قائم ہے اور اس کی جگہ اس نظام فکر کو دلوں کے اندر راسخ کرنا چاہتے ہیں جس پر صحیح نظام کی بنیادیں قائم کی جاسکتی ہیں''۔ (ترجمان القرآن

(۱)(ترجمان القرآن جلد: ۲۶، عدد: ۳، ص: ۱۰۹)

(۲)(ترجمان القران جلد: ۲۶، عدد: ۳، ص: ۱۰۹)

جلد:۳۰،عدد:۵،ص:۲۹۷)(۱)۔

دنیا بھر کے نظام فکر کو درہم برہم کرنے کیلئے ظاہر ہے کہ کس قدر سخت تخریبی تنقید کی ضرورت ہوگی، اسی عالمگیر انقلاب کیلئے یہ جماعت عمل میں آئی اور مودودی صاحب اس کے امیر مقرر ہوئے، اس لئے کہ وہی صفات بالا کے حامل ہونے کی وجہ سے اس مجمع میں سب سے اہل تر اور طریق انقلاب کے ماہر ترین تھے، پھر ایسی زبردست تخریبی تنقید کی مہم شروع کی گئی کہ موجودہ اور گذشتہ سیاسی اور مذہبی، افراد اور جماعتوں، انجمنوں اور اداروں سب ہی کی دھجیاں اڑا کر رکھ دیں۔

مگر مودودی صاحب اور ان کے پیرو حضرات کا ایک رخ یہ بھی ہے کہ جب ان کے قلم سے نکلی ہوئی کسی بات پر گرفت کی جاتی ہے اور اس کو دلائل کی روشنی میں غلط ثابت کر کے سب طرف سے راستہ بند کر دیا جائے، اور وہ جواب سے عاجز ہو جاتے ہیں تو اس بات کا رخ بدل دیتے ہیں کہ ہمارا مدعا یہ نہیں، حالانکہ ان کی تاویل کے خلاف خود ان کے کلام میں صراحت موجود ہوتی ہے۔

ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ اپنی غلطی واضح ہونے پر اعتراف کرتے اور اصلاح کر لیتے، جیسا کہ اپنی تحریرات میں بار بار اعلان کیا جا چکا ہے، لیکن وقت آنے پر ہوتا کچھ اور ہے(۲) چنانچہ تخریبی تنقید کے رویہ پر جب گرفت کی گئی اور اس کے جواز کا پہلو نہ مل سکا تو فرماتے ہیں:

> ۱۰-''درحقیقت مسلم لیگ ہو یا مسلمانوں کی بڑی جماعتوں میں سے کوئی اَور جماعت ہو، اس کے مسلک یا طریق کار پر تنقید کرنے سے میرا مدعا یہ کبھی نہیں رہا کہ ان جماعتوں کی تخریب کروں اھ''۔(ذیل ترجمان، جلد:۱۴،عدد:۲،ص:۱۴۰)(۳)۔

جن لوگوں کو مسلم لیگ سے ''الفت اور شیفتگی'' تھی ان کے تخیلات اور طریق ہائے عمل میں

---

(۱)(ترجمان القرآن جلد: ۳۰، عدد:۵، ص:۲۹۷)

(۲)قال تعالى :﴿ولم يصروا على ما فعلوا وهم يعلمون﴾.(سورہ آل عمران :۱۳۵): "أي تابوا من ذنوبهم ورجعوا إلى الله عن قريب، ولم يستمروا على المعصية، ويصروا عليها غير مقلعين عنها ولو تكرر منهم الذنب تابوا عنه". (ابن كثير: ۱/ ۵۴۱، دار الفيحاء دمشق)

(۳) (ذیل ترجمان القران جلد :۱۴، عدد: ۲، ص: ۱۴۰)

اصولی تغیر پیدا کرنے کیلئے، ص:۱۳۴(۱) پرتو مودودی صاحب ''تخریبی تنقید'' کو ایسا ضروری سمجھتے تھے کہ اس پر ''زیادہ قوت صرف کرنے پر مجبور تھے، اور نا کافی تخریب کو نا کافی قرار دیتے تھے'' لیکن ص:۱۴۰(۲) پر پہنچ کر رخ بدلا، یہ ابلہ فریبی نہیں تو اَور کیا ہے؟ اس قسم کا تضاد اس جماعت کے لٹریچر میں بکثرت موجود ہے کہ دفع الوقتی کیلئے دوسرا رخ بھی پیش کیا جاسکے۔

ایک شبہ کا ازالہ

مسلم لیگ یا مسلمانوں کی کسی اَور جماعت پر تنقید کو یہ تصور نہ کیا جائے کہ مودودی صاحب کی طرف سے یہ سیاسی تنقید ہے، جو کہ عامۃً سیاسی جماعتوں میں ایک دوسرے پر ہوتی رہتی ہے، نہیں بلکہ یہ خالص اسلام کی روشنی میں ہے، چنانچہ فرماتے ہیں:

۱۱-''اس سلسلہ میں یہ بات بھی واضح کردینا چاہتا ہوں کہ میں معاملات کو جماعتوں کے نقطہ نظر سے نہیں دیکھتا بلکہ محض اسلامی نقطہ نظر سے دیکھتا ہوں، اس لئے میں نے اب تک سیاسی مسائل پر جو کچھ لکھا ہے اس میں کسی مسئلہ پر بھی اس حیثیت سے بحث نہیں کی ہے کہ کسی خاص جماعت کی نسبت سے اس مسئلہ کی کیا نوعیت ہے؟ میں صرف یہ دیکھتا ہوں اور یہی دکھانے کی کوشش کرتا ہوں کہ اسلام کی نسبت سے صحیح یا غلط، اور مناسب یا نامناسب، کیا ہے اھ''۔(ذیل ترجمان:۱۴، عدد:۲، ص:۱۴۰)(۳)۔

اب تک کی نقل کردہ عبارتوں سے سوال کے دونمبروں کا جواب بخوبی روشن ہوگیا کہ نمبر۱: جماعت اسلامی تخریبی تنقید کرتی ہے، نمبر۲: اور یہ اس کے اہم اصول میں داخل ہے اور امیر جماعت اس روش پر بہت خوش ہیں، چنانچہ لکھتے ہیں:

۱۲-''میں یہ دیکھ کر اکثر اپنی جگہ خوش ہوتا ہوں کہ ہماری اس جماعت میں شخصیت پرستی اور ذہنی غلامی موجود نہیں ہے بلکہ ہر شخص کے اندر اچھی خاصی نقادانہ نظر

---

(۱)(ذیل ترجمان القرآن جلد:۱۴، عدد:۲، ص:۱۳۴)

(۲)(ذیل ترجمان القرآن جلد:۱۴، عدد:۲، ص.۱۴۰)

(۳)(ذیل ترجمان القرآن جلد:۱۴، عدد:۲، ص:۱۴۰)

موجود ہے''۔(ترجمان، ج:۲٦،عدد:۳،ص:۱۰۹)(۱)۔

اب اپنے سوال کے تیسرے نمبر کو دلائل کی روشنی میں دیکھئے، انشاء اللہ تعالیٰ آپ کا ضمیر خود جواب دے گا کہ ''نظام'' مئی ٦٠ء میں جو کچھ جماعت سے متعلق لکھا گیا ہے وہ افتراء نہیں بلکہ روشن حقیقت ہے، تاہم آپ کی تشفی کیلئے جماعت اسلامی کی تخریبی تنقید کے نمونے پیش کئے جاتے ہیں، جن کی طرف میں نے ''نظام مئی ٦٠ء میں اشارہ کیا ہے۔

تبلیغ کرنیوالوں پر تنقید

۱۳-''یہاں تبلیغ بالکل اسی مشنری ڈھنگ کی ہے جیسی عیسائیوں، ہندوؤں اور سکھوں کی طرف سے آئے دن ہوتی رہتی ہے، پس مذاہب چند بے جان عقائد، بے معنی منتر اور بے مقصد حرکات کی معجون سی بنے ہوئے ہیں۔ پنڈت، پادری یا گرنتھی اور مولوی اپنے اپنے کارخانوں کی ذہنی معجونیں لئے پھرتے ہیں، ڈگڈگی بجائی، لوگوں کو جمع کیا اور اپنی معجون کے حق میں گا گا کر اور تھرک تھرک کر ایک رنگین تقریر کر ڈالی''۔(تنقیدات، ص:۳۳)(۲)۔

(ترجمان جلد:۳۰،عدد:۵)(۳) میں تبلیغی جماعت کے طریقہ کار کے متعلق بتایا گیا تھا کہ ''یہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے طریقے کی پیروی نہیں، بلکہ شیطان کا ایک بہت بڑا دھوکا ہے''، عبارت منقولہ نمبر:۱۳ میں ارشاد ہوتا ہے کہ ''یہ ہندوؤں، عیسائیوں، سکھوں کا طریقہ ہے''۔

تبلیغ کا کام بفضلہ تعالیٰ آج نہ صرف ہندوستان میں بلکہ تمام عالم انسانی میں پھیلا ہوا ہے اور اس کی مساعی کی برکات سے تمام دنیا فیض یاب ہو رہی ہے، کتنی بڑی تعداد اسی کی برکت سے ہر سال صحیح طریق پر ارکان حج ادا کرتی ہے۔ بمبئی، کراچی، جدہ، مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، منی، عرفات، اور تقریباً ہر جہاز میں اس جماعت کے افراد بے نظیر دینی خدمات انجام دیتے ہیں، کتنے غیر مسلم اس جماعت کے طفیل حلقہ بگوش اسلام ہو چکے اور

---

(۱)(ترجمان القرآن جلد: ۲٦، عدد: ۳، ص: ۱۰۹)

(۲)(تنقیدات، ص: ۳۳)

(۳)(ترجمان القرآن ج:۳۰، عدد: ۵، ۱۹/۲۷۵)

ہوتے رہتے ہیں؟ اس کی خدمات کی تفصیل بہت طویل ہے، اس کو یہاں بتانا مقصود نہیں، البتہ اس کے طریق کار اور اصول کار کو مختصر طور پر پیش کرنا چاہتا ہوں، وہ بھی الفاظ میں نہیں، بلکہ ایسے مفکر، صاحب قلم کے الفاظ میں جس نے مودودی صاحب کو دیر تک بہت قریب سے دیکھا اور ان کی جماعت کیلئے دستور تیار کیا اور ان کی ہر بے راہی پر چشم پوشی کی اور ان کے کام کی ظاہری شکل وصورت کو بھی بہت سراہا، اور ان کی خاطر اپنے مربی اکابر کی ہر کبیدگی کو تنگ نظری قرار دے کر بطوع ورغبت برداشت کیا، اس امید پر کہ جماعت اسلامی کے اچھی صلاحیتیں رکھنے والے اہل قلم کے افکار ونظریات کا رخ صحیح ہو جائے اور اسلام اور اہل اسلام کے حق میں ان کی مساعی مثمر خیر ہوں، اور غلط رخ پر چل کر اسلام واہل اسلام کی بربادی اور تباہی کا ذریعہ بننے سے محفوظ ہو جائیں، لیکن یہ خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہونا تھا، نہ ہوا۔ مولانا ابوالحسن علی ندوی ''ایک اہم دینی دعوت''، ص:۱۲ میں لکھتے ہیں:

طریق کار

۱-''بس آج یہ امت کی بڑی ضرورت ہے کہ دین کے سیکھنے کا نبوی اور فطری طریقہ دوبارہ زندہ کیا جائے، کتابی نقوش کیساتھ زندہ نفوس سے استفادہ کو (جو کہیں زیادہ آسان اور عمومی طریق تعلیم ہے) ضم کیا جائے، متمکن دینی اداروں اور اسلامی درسگاہوں کے ماتحت کچھ چلتی پھرتی درسگاہیں، جیتی جاگتی خانقاہیں اور بولتے چالتے صحیفے ہوں، جو علوم نبویہ کے ان سمندروں سے (دینی مدارس) مشکیں بھر بھر کر عام زندگی کی کشت زاروں میں تاجروں کی تجارتوں، مزارعین کی زراعتوں اور اہل صنعت کی صنعتوں میں دین کا آبِ حیات پہونچائیں''۔

۲-''دین کیلئے عملی جدوجہد، علم کیلئے نقل وحرکت اور سعی وعمل کو جس کا رواج مدتِ دراز سے جاتا رہا پھر فروغ دیا جائے کہ اسلام کی فطری ساخت اور علم دین کی وضع وفطرت یہی ہے اور اللہ کی سنت اسی طرح جاری ہے''۔

۳-''دین کی تعلیم وتعلم اور دین کی خدمت وسعی کو مسلمانوں کی زندگی کا جزء لاینفک بنانے کی کوشش کیجائے اور اس کی دعوت دی جائے کہ مسلمان اپنے مشاغل وفکر معاش کو اس کے ماتحت کردیں کہ ﴿وما خلقت الجن والإنس إلا

لیعبدون﴾ (۱) کے ارشاد کے مطابق اصل زندگی یہی ہے: ﴿کنتم خیر أمة أخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنهون عن المنكر وتؤمنون بالله﴾ (۲) کی تصریح کے مطابق مسلمان اسی لئے پیدا ہوا ہے، البتہ اس سے جو وقت بچے وہ راحت اور بیکاری کے بجائے حصول معاش میں صرف کیا جائے کہ "ان الله يحب المؤمن المحترف" (۳)۔ اللہ تعالیٰ کمانے والے مؤمن کو دوست رکھتا ہے"۔

۴- "لوگ عموماً اپنے ماحول میں گھرے رہ کر اور اپنے مشاغل و معمولات میں پھنس کر دین حاصل کرنے کیلئے وقت نہیں نکال سکتے، نہ اس کی طرف پوری توجہ کر سکتے ہیں اور نہ ان کے پورے اثرات قبول کر سکتے ہیں، اس لئے ان کو عارضی مدت کے اور غربت کے اختیار کرنے پر آمادہ کیا جائے، جس میں وہ کچھ مدت کیلئے یکسو اور فارغ البال ہو کر دین حاصل کر سکیں، اور اہل دین کی صحبت و خدمت سے استفادہ کر سکیں، ایک شرعی نظام اور ایک دینی زندگی میں رہنے کی ان کو عادت پڑ سکے، ان کیلئے اور ان کے رفقاء کے ذریعہ ایک بہترین دینی ماحول بنایا جائے جو ان کو اپنے وطن اور مشاغل میں میسر نہیں آ سکتا، ان کا یہ نکلنا خود ان کیلئے اور دوسروں کے لئے مفید و مبارک سبق آموز اور انقلاب انگیز ہو"۔

یہ وہ اصول و مقاصد ہیں جن کے ماتحت مولانا محمد الیاس صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے ہر طبقہ کو دین کی تعلیم و تعلم کیلئے گھر سے باہر نکلنے، ترک وطن کرنے اور ایک خاص نظام کے ماتحت سفر اور نقل و حرکت کرنے کی دعوت و ترغیب دیتے ہیں۔ اپنے ایک گرامی نامہ میں اسی مقصد کی وضاحت فرماتے ہیں:

"ہم نے جماعتیں بنا کر دین کی باتوں کیلئے نکلنا چھوڑ دیا، حالانکہ یہی بنیادی اصل تھی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود پھرا کرتے تھے اور جس نے ہاتھ میں ہاتھ دیا وہ بھی مجنونانہ

---

(۱) (سورة الذاريات: ٥٦)

(۲) (سورة آل عمران: ١١٠)

(۳) (فيض القدير شرح الجامع الصغير، رقم الحديث: ۱۸۷۳، ۴/۱۶۷۴. مکتبہ نزار مصطفی الباز مكة المكرمه، رياض.)

پھرا کرتا تھا، مکہ کے زمانہ میں مسلمین کی تعداد افراد کے درجہ مین تھی تو ہر فرد مسلم ہونے کے بعد بطور فردیت وشخصیت کے منفرداً دوسروں پر حق پیش کرنے کیلئے کوشش کرتا رہا، مدینہ میں اجتماعی اور متمدن زندگی تھی، وہاں پہنچتے ہی آپ نے چہار طرف جماعتیں روانہ کرنی شروع کردیں اور جو بڑھتے گئے، وہ عسکریت کی طرف بڑھتے گئے، سکونی زندگی صرف انہیں کو حاصل تھی، جو پھرنے والوں کیلئے ''فئۃ'' اور پھراتے رہنے کا ذریعہ بن سکیں، غرض پھرنا اور دین کیلئے جدوجہد اور نقل وحرکت میں رہنا اصل تھا، جب یہ چھوٹ گیا جب ہی خلافت ختم ہوگئی''۔

اس نکلنے کی حالت میں کیا ہوگا، کیا دعوت دی جائے گی، اس کا جواب مولانا ہی کے الفاظ میں سنیئے:

''اصل تبلیغ صرف دو امر کی ہے، باقی اس کی صورت گری اور تشکیل ہے، ان دو چیزوں میں ایک مادی ہے اور ایک روحانی: مادی سے مراد جوارح سے تعلق رکھنے والی، سو وہ تو یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی باتوں کو پھیلانے کیلئے ملک بہ ملک اور اقلیم بہ اقلیم جماعتیں بنا کر پھرنے کی سنت کو زندہ کر کے فروغ دینا اور پائدار کرنا ہے۔ روحانی سے مراد جذبات کی تبلیغ یعنی حق تعالی کے حکم پر جان دینے کا رواج ڈالنا جس کو اس آیت میں ارشاد فرمایا ہے: ﴿فلا وربك لا يؤمنون حتى يحكموك فيما شجر بينهم، ثم لا يجدوا في أنفسهم حرجاً مما قضيت، ويسلموا تسليمًا﴾ (۱)۔ ﴿وما خلقت الجن والإنس إلا ليعبدون﴾ (۲) یعنی اللہ کی باتوں اور اوامر خداوندی میں جان کا بے قیمت اور نفس کا ذلیل ہونا۔

چھٹا اصول:

نکلنے کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی چیزوں میں جو چیز زیادہ سے زیادہ اہم ہے اس میں اس کی حیثیت سے کوشش کرنا چاہیئے:

(۱) (سورة النساء: ۶۵)

(۲) (سورة الذاريات: ۵۶)

۱......کلمہ کی تصحیح وتبلیغ

اس وقت بدقسمتی سے ہم کلمہ تک سے نا آشنا ہو رہے ہیں اس لئے سب سے پہلے اسی کلمہ کی تبلیغ ہے جو کہ خدا کی خدائی کا اقرار نامہ ہے، یعنی اللہ کے حکم پر جان دینے کے علاوہ درحقیقت ہمارا کوئی بھی مشغلہ نہ ہو گا(۱)۔

۲......نماز کی تصحیح وترقی

کلمہ کے لفظوں کی تصحیح کرنے کے بعد نماز کے اندر کی چیزوں کی تصحیح کرنے اور نمازوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم جیسی نماز بنانے کی کوشش میں لگے رہنا (۲)۔

۳......تحصیل علم وذکر

تین وقتوں کو (صبح وشام اور کچھ حصہ شب کا) اپنی حیثیت کے مناسب علم وذکر میں مشغول رکھنا (۳)۔

---

(۱) (قال تعالى: ﴿وما أرسلنا من قبلک من رسول إلا نوحي إليه أنه لا إله إلا أنا فاعبدون﴾. (سورة الأنبياء: ۲۵)

"عن أبي هريرة رضي الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "الإيمان بضع وسبعون أو بضع وستون شعبةً، فأفضلها قول: لا إله إلا الله، وأدناها إماطة الأذى عن الطريق، والحياء شعبة من الإيمان". (الصحيح لمسلم، كتاب الإيمان، باب بيان عدد شعب الإيمان: ۱/۴۷، قديمي)

"عن أبي هريرة رضي الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "جددوا إيمانكم"، قيل: يارسول الله! وكيف نجدد إيماننا؟ قال: "أكثروا من قول: لا إله إلا الله". (مسند الإمام أحمد، رقم الحديث: ۸۴۹۳، ۳/۴۳، دار إحياء التراث العربي، بيروت)

(۲) "وعن مالک بن الحويرث رضي الله عنه قال: قال لنا رسول الله صلى الله عليه وسلم: "صلوا كما رأيتموني أصلي". متفق عليه". (مشكوة المصابيح، كتاب الصلاة، باب فيه فصلان: ۱/۶۲، قديمي)

(۳) قال تعالى: ﴿كما أرسلنا فيكم رسولاً منكم يتلوا عليكم آيتنا، ويزكيكم، ويعلمكم الكتاب الحكمة، ويعلمكم مالم تكونوا تعلمون﴾. (سورة البقرة، ۱۵۱)

قال تعالى: ﴿وأنزل الله عليک الكتاب الحكمة وعلمک مالم تكن تعلم، وكان فضل الله عليک عظيماً﴾. (سورة النساء: ۱۱۳) .... =

۴......تفریغ وقت

ان چیزوں کو پھیلانے کیلئے فریضۂ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سمجھ کر نکلنا، یعنی ملک بملک رواج دینا(۱)۔

= "عن عقبة بن عامر رضی الله عنه قال: خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم ونحن فی الصفة فقال: "أيكم يحب أن يغد و كل يوم إلى بطحان أو إلى العقيق فيأتي منه بنا قتين كوما وين فی غير إثم ولا قطع رحم"؟ فقلنا: يارسول! نحب ذلك، قال: "أفلا يغدوا أحدكم إلى المسجد فيعلم أو يقرأ ايتين من كتاب الله خيرٌ له من ناقتين، و ثلثٌ خير له من ثلاث، وأربع خير له من أربع، ومن أعدا دهن من الإبل". (الصحيح لمسلم، كتاب فضائل القرآن، باب فضل قراءة القرآن فی الصلوة وتعلمه: ۱/ ۲۷۰، قديمی)

عن أنس بن مالك رضی الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "من خرج فی طلب العلم فهو فی سبيل الله حتى يرجع". هذا حديث حسن غريب". (سنن الترمذی، أبواب العلم عن رسول الله صلى عليه وسلم، باب فضل طلب العلم: ۹۳/۲، سعيد)

"عن أبی هريرة رضی الله تعالىٰ عنه يقول: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول:" إن الدنيا ملعونة، ملعون ما فيها إلا ذكر الله وما والاه، وعالم أو متعلم". هذا حديث حسن غريب". (سنن الترمذی، أبواب الزهد، باب ماجاء فی هو ان الدنيا على الله: ۵۸/۲، سعيد)

(۱) قال الله تعالى: ﴿ادع إلى سبيل ربك بالحكمة والموعظة الحسنة﴾. (سورة النحل، ۱۲۵)

وقال الله تعالى: ﴿لقد جاء كم رسول من أنفسكم عزيز عليه ما عنتم، حريص عليكم، با لمؤمنين رؤف رحيم﴾ (سورة التوبة، ۱۲۸)

وقال الله تعالى: ﴿كنتم خير أمه أخرجت للناس، تأمرون بالمعروف وتنهون عن المنكر، وتؤمنون بالله﴾. (آل عمران: ۱۱۰)

"عن حذيفة رضی الله تعالىٰ عنه أن النبی صلى الله تعالىٰ عليه وسلم قال: "و الذی نفسی بيده! لتأمرنّ بالمعروف، و تنهَوُنّ عن المنكر أو ليو شكن الله أن يبعث عليكم عذاباً من عنده، ثم لتد عُنّه ولا يستجاب لكم". رواه الترمذی". (مشكوة المصابيح، كتاب الآداب، باب الأمر بالمعروف: ۴۳۶/۲، قديمی)

۵......خلق

اس پھرنے میں خُلق کی مشق کرنے کی نیت رکھنا، اپنے فرائض کی ادائیگی کی سرگرمی خواہ خالق کے ساتھ متعلق ہوں یا خلائق کے ساتھ، کیونکہ ہر شخص سے اپنے ہی متعلق سوال ہوگا(۱)۔

۶......تصحیح نیت

ہر عمل کے بارے میں اللہ نے جو وعدے وعید فرمائے ہیں ان کے موافق اس امر کی تعمیل کے ذریعہ اللہ کی رضاء اور موت کے بعد والی زندگی کی درستی کی کوشش کرنا(۲)۔

دین سیکھنے کیلئے اللہ ورسول کی باتیں دوسروں تک پہنچانے اور پھیلانے کیلئے یہ نقل وحرکت، یہ سفر اور عارضی غربت، چند مرغوبات و مألوفات کی یہ عارضی مفارقت، معمولات وعادات کی خفیف سی تبدیلی دین کیلئے جدوجہد قربانی کا ادنی درجہ ہے، جس کے بغیر دین کے برکات وثمرات کا حصول مشکل ہے اور جو اس نعمت عظمی (اسلام) کی شکرگذاری کا سہل ترین طریق ہے۔

"جس مذہب کیلئے ہزارہا جانوں کا طیبِ خاطر سے پیش کردینا اس کی قیمت کیلئے کافی نہیں ہوسکتا اور جس مذہب کی اصلی قیمت، سوزشِ جگر، اور خونِ دیدہ بہانا تھی اس کیلئے ہمارا یہ برائے نام قدموں کا اٹھانا اور اس قدر ضعیف اور کم مقدار اپنی محنتوں کا وابستہ رکھنا اصل فریضہ سے کچھ نسبت نہیں رکھتا لیکن خدائے پاک کی ذرہ نوازی اور مراہمِ خسروانہ (شاہانہ) اور اخیر زمانہ والوں کیلئے ان کی مساعی پر صحابہ کے پچاس کے برابر اجر وثواب

---

(۱)قال تعالیٰ: ﴿ولا تزر وازرة وزرأخرى﴾.(سورة فاطر: ۱۸)

(۲)قال تعالیٰ: ﴿لن ينا ل الله لحومها ولا دماؤها ولكن ينا له التقوى﴾ (سورة الحج: ۳۷)

وقا ل تعالیٰ: ﴿وما آتيتم من زكوة تريد و ن وجه الله فأولئک هم المضعفو ن﴾ (سورة الروم: ۳۹)

"عن عمر رضي الله تعالىٰ عنه أن رسو ل الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم قال: "الأعمال بالنية، ولكل امرئ مانوى، فمن كانت هجرته إلى الله ورسو له فهجر ته إلى الله ورسوله، ومن كا نت هجر ته لدنيا يصيبها أو امرأ ة يتز وجها، فهجرته إلى ما ها جر إليه". (صحيح البخاري، كتاب الإيمان، باب ماجاء أن الأ عمال بالنية والحسبة: ۱/۱۳، قديمى)

ملنے کی خوشخبریاں اور سچے وعدے اور ﴿لا یکلف اللہ نفساً إلا وسعھا﴾ (۱) کی جیسی بشارتیں ہماری ان مساعی کے بارے میں بڑی امیدیں دلا رہی ہیں''۔

اس عبارت میں تبلیغی کام کا جو مختصر طریقہ پیش کیا گیا ہے اس کو سامنے رکھئے اور غور کیجئے کیا یہ طریق کار انبیاء علیہم السلام کی پیروی نہیں بلکہ شیطان کا زبردست دھوکہ ہے؟ اور کیا اس سے کلمہ اور نماز کی عزت خاک میں ملتی ہے، جیسا کہ ترجمان جلد: ۳۰ عدد: ۵ میں دعویٰ کیا گیا ہے اور کیا یہ ہندوؤں عیسائیوں، سکھوں کا طریقِ تبلیغ ہے؟ جیسا کہ عبارت نمبر ۱۳/ میں کہا گیا ہے۔

نیز تبلیغی مقصد اور چھ اصول کا گہرا مطالعہ کیجئے اور جماعت اسلامی کی طرف سے شائع شدہ تنقیدات کی داد دیجئے کہ کتاب وسنت اور آثار صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی پیروی میں مر مٹنے والوں کو کس جسارت کیساتھ ہندوؤں، عیسائیوں، سکھوں کی صف میں لاکر کھڑا کر دیا گیا اور یک قلم سب پر حکم لگا دیا گیا کہ ان سب کے مذاہب بے جان عقائد، بے معنی منتر، بے مقصد حرکات کی معجون سی بنے ہوئے ہیں، اس عبارت میں غور کرنے سے آپ کا ضمیر یہ بھی متعین کر دے گا کہ جماعت اسلامی نے بے جان عقائد، بے معنی منتر، بے مقصد حرکات کن امور کو قرار دیا ہے؟ اور اللہ کی کتاب اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں ان کا کیا مقام ہے؟

کیا ایسی تنقیدات کو پڑھ کر ذہنوں میں یہ تصور قائم نہیں ہوگا کہ تبلیغی کام کرنے والے علماء نے اصل دین کو تحریف کر کے خواہشاتِ نفسانی کے مطابق ڈھال کر عوام کے سامنے پیش کیا، جس سے انتہائی گمراہی پھیلی ہے اور لوگوں نے بددینی کو دین سمجھا ہے جس کو حقیقی اسلام سے کچھ تعلق نہیں، نہ خدائی سند ان کے پاس ہے، نہ وحی الٰہی سے ان کا کوئی تعلق ہے، نہ کسی پیغمبر کی ہدایت ورہنمائی ان کو حاصل ہے، بلکہ مناسبِ وقت جو کچھ ان کے ذہنوں میں آیا تیار کر لیا، اگر کسی کے پاس وحی الٰہی کی کوئی روشنی تھی بھی تو وہ اب بالکل مفقود ہے اور یہ لوگ سراسر اس سے محروم ہیں؟

آپ مکرر ''نظام'' مئی ۶۰ء کو دیکھئے اور جماعت اسلامی کی تنقیدات کو ملاحظہ کیجئے، نظام کا ایک ایک حرف صحیح پائیں گے۔

---

(۱) (سورۃ البقرۃ: ۲۸۶)

تنقید کا اثر

جماعت اسلامی عموماً حق و باطل کو ایک ہی صف میں پیش کرتی ہے اور تنقید میں حق پر ایسا باطل کا ملمع چڑھاتی ہے کہ دیکھنے والوں کو ان کی تنقید کے آئینہ میں دونوں کی صورت یکساں نظر آتی ہے، اس کا ایک ادنی اثر یہ ہوتا ہے کہ ایک حقیقت ناشناش کے دل میں حق کی کوئی وقعت باقی نہیں رہتی بلکہ حق کی طرف سے انتہائی غیظ پیدا ہو جاتا ہے، جماعت اسلامی کے اس طرز تنقید سے اہل حق مجددین، محدثین، فقہاء، مفسرین، متکلمین، صوفیاء، تابعین، صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور خلفائے راشدین بھی نہیں بچ سکے، جس کے نمونے انشاء اللہ تعالیٰ پیش کروں گا، اور طرفہ یہ ہے کہ یہ سب کچھ حق (اسلام) و باطل (جاہلیت) میں خطِ امتیاز قائم کرنے کے نام پر کیا جاتا ہے۔

جماعت اسلامی کا یہ زورِ قلم بڑھتے بڑھتے شعوری یا غیر شعوری طور پر بعض دفعہ انبیاء علیہم السلام پر بھی ایسے ناروا حملے کر جاتا ہے کہ دل کانپ اٹھتا ہے اور رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، اور کمال یہ ہے کہ افراد جماعت کی طرف سے بھی اس پر آفرین اور شاباش کے تحسینی کلمات کہے جاتے ہیں، حق کو باطل کے ساتھ ملا کر پیش کرنے کی سعی کی مثال ملاحظہ کیجئے:

وفات پیغمبر کی تصویر

۱۴- ''جس قانونِ بے اختیاری کے تحت ایک بھکاری مرتا ہے اور زمین وآسمان اس کا ماتم نہیں کرتے، اسی کے مطابق سلطانِ وقت بلکہ پیغمبر (علیہ السلام) بھی مرتا ہے اور نہ زمین اس سے متاثر ہوتی ہے، نہ آسمان آنسو بہاتا ہے، نہ چاند سورج گرہن کا ماتمی لباس پہنتے ہیں اھ''۔ (ترجمان جلد: ۱۲، عدد: ۴، ص: ۴۷/۲۸۷)(۱)۔

اس عبارت میں ایک باطل پر کاری ضرب لگائی گئی ہے، اگر معاملہ یہیں تک رہتا تو ٹھیک تھا اور ضرور اس کو خدمتِ حق کہا جاتا لیکن زورِ تنقید میں بات آگے بڑھی اور اس باطل کے ساتھ ساتھ ایک حق کو بھی پاش پاش کر دیا گیا، اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ: حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو چیزیں ارشاد فرمائیں: ایک

---

(۱) (ترجمان القرآن، ج: ۱۲، عدد: ۴/۲۸۷)

منفی، دوسری مثبت، منفی یہ ہے کہ ''چاند سورج کو کسی کی موت سے گرہن نہیں لگتا بلکہ یہ دونوں اللہ پاک کی نشانیاں ہیں، ان کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ بندوں کو گناہوں سے بچانے کیلئے ڈراتے ہیں لہذا جب گرہن دیکھوتو دعاو استغفار میں مشغول ہوکر اللہ کی پناہ حاصل کرو''۔ (مشکوۃ المصابیح، ص:۱۳۰) (۱) بحوالہ بخاری (۲) ومسلم (۳) یہ روایت موجود ہے۔

مثبت یہ ہے کہ ''عبادت گذار بندہ جب مرجاتا ہےتو اس پر آسمان کا وہ حصہ آنسو بہاتا ہے جہاں سے اس کا عمل اوپر جاتا ہےاوراس کا رزق اترتا تھا، اسی طرح زمین کا وہ حصہ روتا ہےجس پر وہ عبادت کرتا تھا''۔ دوسری روایت میں ہے کہ ''جب مومن پردیس میں مرتا ہے جہاں اس کے رونے والے موجود نہیں تو اس پر آسمان وزمین روتے ہیں''۔ اس مضمون کی متعدد احادیث محدث کبیر حافظ عماد الدین بن کثیر نے سند کے ساتھ نقل کی ہیں، ایک روایت نقل کرتا ہوں، جس میں سند کے بعد لکھا ہے:

''قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم : "إن الإسلام بدأ غريباً و سيعود غريباً كما بدأ، ألا! لا غربة على مؤمن، ما مات مؤمن فى غربة غابت عنه فيها بَوَاكيه إلا بكت عليه السمآء والأرض''، ثم قرأ رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم : ﴿فما بكت عليهم السمآء والأرض﴾ ثم قال: "إنهما لا يبكيان على الكافر اهـ"۔ (ابن كثير : ٤/١٤٢) (٤)۔

ترجمہ: ''رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''اسلام ابتدائی زمانہ میں غریب اور اجنبی تھا اور عنقریب اسی حالتِ غربت کی طرف لوٹ آئے گا جیسا کہ ابتدا میں تھا، اچھی طرح سن لو کہ مؤمن کبھی

---

(۱) '' وعن أبي موسى رضى الله تعالىٰ عنه قال: خسفت الشمس، فقام النبى صلى الله عليه وسلم فزعاً يخشى أن تكون الساعة، فأتى المسجد، فصلىٰ بأطول قيام وركوع وسجود ما رأيته قط يفعله، وقال: "هذه الآيات التى يرسل الله لا تكون لموت أحد، ولا لحيوته، ولكن يخوف الله بها عباده، فإذا رأيتم شيئًا من ذلك فافزعوا إلى ذكره ودعائه واستغفاره ''. متفق عليه''. (مشكوة المصابيح، كتاب الصلاة، باب صلوة الخسوف: ١/١٣٠، قديمى)

(۲)(أخرجه البخارى فى صحيحه، أبواب الكسوف باب الذكر فى الكسوف: ١/١٤٥ قديمى)

(۳)(وأخرجه مسلم فى صحيحه، كتاب الكسوف: ١/٢٩٩، قديمى)

(۴) (ابن كثير، سورة الدخان، پ: ٢٥، ٤/١٤٢، سهيل اكيڈمى لاهور)

غریب اور اجنبی نہیں ہوتا، جو مؤمن پردیس کی حالت میں مرتا ہے جہاں اس کے رونے والے نہ ہوں تو آسمان اور زمین اس پر آنسو بہاتے ہیں پھر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿فما بکت علیهم السمآء والأرض﴾ اور فرمایا کہ آسمان اور زمین کافر پر نہیں روتے''۔

اس حدیث شریف میں یہ بھی ارشاد ہے کہ آسمان وزمین کافر پر نہیں روتے، بندہ مؤمن پر آسمان و زمین کا رونا ثابت ہے، مگر تنقیدی زورِ قلم نے اس مثبت کی بھی نفی کردی جو کہ سراسر حق اور شان رسالت کا فرمودہ ہے، اگر مطلقاً بھکاری اور سلطان وقت کے مرنے پر نہ رونے تک بات رہتی تب بھی تاویل بعید کرکے کلام کو صحیح کرنا ممکن ہوتا جیسا کہ اب تک جماعت اسلامی کی عبارات کی بعید سے بعید تاویلات کرکے قرآن وحدیث کی مخالفت سے بچانے کی ہم لوگ کوشش کرتے رہے ہیں، تاویل یہ کرلیتے کہ''حدیث میں آسمان وزمین کا رونا بندۂ مؤمن پر ثابت ہے اور اس عبارت میں بھکاری اور سلطانِ وقت سے مراد کافر ہیں''، مگر یہاں تو تاویل کا دروازہ بند کرنے کے لئے سیسے کی دیوار قائم کردی گئی اس طرح پر کہ پیغمبر کو بھی اسی صف میں لاکھڑا کردیا گیا جس میں خدا کے باغی سرکش مستحق لعنت دشمن کھڑے ہیں، اور جو آیت شریفہ ان ملعونوں کی انتہائی تحقیر وتذلیل کو بیان کرنے کے لئے نازل ہوئی تھی: ﴿فما بکت علیهم السمآء والأرض﴾ (۱) اسی کا مضمون پیغمبر پر بھی بے دھڑک چسپاں کردیا گیا، حالانکہ پیغمبر کا معزز ومقرب عند اللہ ہونا نصوص قطعیہ سے ثابت ہے (۲) اب تاویل کی کیا گنجائش باقی رہ جاتی ہے۔

حق اور باطل کو اس طرح مخلوط پیش کرنے میں اور دونوں کی تردید کرنے میں کس قدر فتنۂ عظیم ہے کہ جس طرح باطل سے نفرت پیدا ہوتی ہے اور ہونی چاہئے، اسی طرح پڑھنے والوں کے ذہن میں حق سے بھی

---

(۱) (سورة الدخان، پ: ۲۵، آیت: ۲۹)

(۲) قال الله تعالیٰ: ﴿و لوطاً آتيناه حكماً و علماً، و نجيناه من القرية التي كانت تعمل الخبائث، إنهم كانوا قوم سوء فاسقين، و أدخلنه في رحمتنا إنه من الصالحين .... و إسماعيل و إدريس و ذا الكفل كل من الصابرين، و أدخلنهم في رحمتنا إنهم من الصالحين .... فاستجبنا له و وهبنا له يحيى و أصلحنا له زوجه، إنهم كانو يسارعون في الخيرات و يدعوننا رغباً و رهباً و كانوا لنا خاشعين .... و ما أرسلنك إلا رحمة للعالمين﴾ (سورة الأنبياء: ۷۴، ۷۵، ۸۵، ۸۶، ۹۰، ۱۰۷)

مزید تفصیل کے لئے: مذکور بالا آیتوں کی تفسیر روح المعانی اور ابن کثیر میں ملاحظہ فرمائیں۔

نفرت پیدا ہوجاتی ہے، اللہ تعالیٰ ہمارے بھائیوں کوشعور دے کہ وہ مضامین لکھتے وقت قلم کا رخ صحیح رکھیں۔

اب رہی یہ بات کہ اتنی صاف اور واضح حدیث کے خلاف لکھنے کی جرات کیسے ہوئی تو اس کے اسباب تین ہو سکتے ہیں: اول یہ کہ حدیث مطالعہ میں نہ آئی ہو، دوم یہ کہ مطالعہ میں تو آئی ہو مگر مضمون لکھتے وقت ذہول ہوگیا ہو، ان دونوں صورتوں میں تو معاملہ سہل ہے کہ معلوم ہوجانے اور ذہن میں آجانے کے بعد اصلاح کی توقع ہے اور کوئی وجہ نہیں کہ ایک دیندار حق پرست اپنی غلطی کا اعتراف کرنے میں ادنیٰ جھجک بھی محسوس کرے، حدیث شریف میں ہے: "کلکم خطاؤن و خیر الخطائین التوابون"(۱) کیونکہ یہ غلطی کا اقرار نہ کرنا تو جماعت اسلامی کے نزدیک علماء کا حصہ ہے، چنانچہ علماء پر تنقید کرتے ہوئے ارشاد ہوتا ہے:

۱۵- ''جس طرح ہمارے عوام کا پندار دینداری ان کو اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ وہ تجدید ایمان کے ننگ کو گوارہ کریں، اسی طرح ہمارے خواص کا غرورِ سیادت ان کو اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ وہ اپنے منہ سے خود اپنی غلط رہبری کا اقرار کریں، وہ ایک غلط سمت میں اتنی دور نکل گئے ہیں کہ ان کے لئے وہاں سے پلٹنا آسان نہیں رہا ھ''۔ (ترجمان، ج:۲۶، عدد:۳، ص:۸۹/۱۸۵)(۲)۔

جماعت اسلامی کی تو یہ شان ہرگز نہیں ہوگی اور اس کے شواہد بھی موجود ہیں، جماعت اسلامی کے اعلیٰ کارکنوں میں سے جب بھی جس پر اپنی اور جماعت اسلامی کی غلط روی کھلتی گئی، وہ پورے غور وخوض کے بعد جماعت سے علیحدہ ہوتا گیا، مصلحت بینی اور حکمت عملی کا زیادہ دیر تک سہارا نہیں لیا، پھر کسی نے خاموشی سے علیحدگی اختیار کرلی اور اپنے ہم نوا رفقاء کو تاریکی میں چھوڑ دیا، اور کسی نے خوب کھل کر علیحدگی کے اسباب وعلل پر بھی طویل بحث کی، ان کی تفصیل اگر مطلوب ہوتو ''المنبر''، ''المیثاق''، ''نوائے پاکستان''، ''الفرقان'' کے شمارے دیکھیں جن میں اس پر مستقل مقالے تحریر کئے گئے ہیں۔

حکیم شمس الحسن صدیقی نے ''آپ بیتی''، لکھی، حکیم عبدالرؤف اشرف نے بہت دیر تک اس پر بحث کی

---

(۱) لم أجده بهذا اللفظ وقد أخرجه الترمذي في جامعه بلفظ: "عن أنس رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: "كل ابن آدم خطاء، و خير الخطائين التوابون". (أبواب صفة القيمة، باب بلا ترجمه: ۲/۷۲، سعيد)

(۲) (ترجمان، ج: ۲۶، عدد: ۳، ص: ۸۹/۱۸۵)

اور بہت سے مخفی علل کو واشگاف کیا، مولانا امین احسن اصلاحی کا "میثاق" تو گویا جاری ہی اس مقصد کے لئے ہوا، مولانا اصلاحی جس وقت جماعت سے علیحدہ ہوئے، ان سے کچھ سوالات کئے گئے:

سوال: "جو اصحاب ۱۹۴۱ء میں آپ کے ہمراہ جماعت اسلامی سے منسلک ہوئے تھے ان میں اب کتنے جماعت اسلامی میں رہ گئے؟

جواب: جہاں تک میرا خیال ہے ممکن ہے ان میں سے دو ایک اصحاب بطور تبرک ابھی تک جماعت اسلامی سے منسلک ہوں، باقی سارے دیرینہ کارکن یکے بعد دیگرے علیحدہ ہو چکے ہیں۔

سوال: آپ کا آئندہ پروگرام کیا ہے؟

جواب: میں نے سولہ سال کے بعد ایک گم کردہ راہ قافلہ کا ساتھ چھوڑا ہے الخ"۔

یعنی سولہ سال کی طویل مدت تک ایک راہ پر چل کر اس کی غلطی اور گمراہی معلوم ہونے کے بعد بھی علیحدہ ہونے اور اس راہ کی غلطی کا اعتراف واقرار کرنے میں ننگ وعار نہیں تو پھر کیوں نہ یہی توقع کی جائے ایسے صاحب قلم سے جو کہ مدرسۃ الاصلاح سرائے میر کے فارغ التحصیل ہیں اور بانی جماعت سید ابوالاعلیٰ مودودی کی صحبت میں رہ کر "حقیقت نفاق" تصنیف فرما چکے اور جن کی زندگی کا شاہکار "معرکۂ اسلام و جاہلیت" ہے جس پر جماعت اسلامی کو بڑا فخر حاصل ہے، امید ہے کہ وہاں تو غرور سیادت اپنی غلطی کے اعتراف کرنے سے مانع نہیں ہوگا۔

اس قدر صاف اور صریح حدیث کی مخالفت اور تردید کا **تیسرا سبب** یہ ہوسکتا ہے کہ فاضل مضمون نگار کو اس حدیث میں ہی کلام ہو، پھر اس کلام کی چند جہات ہیں ایک جہت یہ ہے کہ عقل سلیم کی کسوٹی پر کسنے سے ان کو اس میں کھوٹ نظر آیا ہو جیسا کہ ایک دوسری زبان زد روایت کے متعلق حقِ تحقیق ادا کرنے کے لئے خود ایک جگہ لکھا ہے:

حدیث پرکھنے کا طریقہ

۱۶- "مادہ پرستی کے ائمہ نے جب مسلمانوں میں وطنیت کے مہلک جراثیم کو

پھیلانا چاہا تو نہایت بے باکی سے "حب الوطن من الإیمان" کی حدیث گھڑلائے، اوراس سنتِ غرب کو سنتِ رسول کی حیثیت سے مسلمانوں میں براڈ کاسٹ کرنے لگے۔ اصول روایت کو چھوڑ یئے کہ اس دور تجدید میں ''اگلے وقتوں کی بکواس'' کون سنتا ہے، عقلِ سلیم اوراصول درایت کی کسوٹی پرکس کر دیکھئے کہ آیا اس چمکتی ہوئی چیز میں سو فیصد کھوٹ کے علاوہ کوئی اور شئی بھی ہے؟'' (ترجمان، ج:۱۴، عدد:۲، ص:۱۱۱)(۱)۔

محدثین نے بھی سند''اصولِ روایت'' کے اعتبار سے اس کو نا قابل اعتماد قرار دیا ہے، چنانچہ علامہ سخاوی نے ''مقاصد حسنہ'' میں اور ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''موضوعات کبیر'' (۲) میں اس پر تفصیلی بحث کی ہے، اور''اصول درایت'' کے پیش نظر اس کے بعض معانی کو صحیح بھی قرار دیا ہے۔

مجھے اس وقت ان معانی سے بحث مقصود نہیں، صرف طرز تنقید کا نمونہ پیش کرنا ہے کہ ممکن ہے اسی جہت سے اس حدیث کو بھی عقل سلیم کی کسوٹی پرکس کر دیکھا ہو اوراصول روایت کو نا قابل التفات سمجھا ہو۔

دوسری جہت یہ ہے کہ اصول روایت سند سے بحث کرنے کے باوجود حدیث سے گمان صحت ہی حاصل ہوتا ہو اور علم یقین حاصل نہ ہوتا ہو جیسا کہ بانی جماعت مودودی فرماتے ہیں:

احادیث مفید یقین نہیں

۱۷-''احادیث چندانسانوں سے چندانسانوں تک پہونچتی ہوئی آئی ہیں، جن سے حد سے حد اگر کوئی چیز حاصل ہوتی ہے تو وہ گمان صحت ہے، نہ کہ علم یقین''۔(ترجمان، ج:۲٦، عدد:۳، ص:۲۶۷)(۳)۔

---

(۱) (ترجمان القرآن، ج:۱۴، عدد:۲، ص:۱۱۱)

(۲) حدیث: "حب الوطن من الإیمان" قال الزرکشی: لم أقف علیه، وقال السید معین الدین الصفوی: لیس بثابت. وقال السخاوی: لم أقف علیه .... ومعناه صحیح نظراً إلی قوله تعالی حکایةً عن المؤمنین: ﴿وما لنا ألا نقاتل فی سبیل الله وقد أخرجنا من دیارنا﴾ الآیة". (الموضوعات الکبری لملا علی القاری رحمه الله تعالیٰ، رقم الحدیث:۴۱۳، ص:۱۰۹، ۱۱۹، قدیمی)

(۳)(ترجمان، ج:۲٦، عدد:۳، ص:۴۹)

جو چیز مفید یقین نہ ہو اس کی طرف توجہ کرنا یا معرض بحث میں لانا غالباً بے سود سمجھا ہوگا لیکن اس کو ردکرنا تو کسی طرح جائز نہیں ہوسکتا، جب تک اس کے خلاف اس سے قوی دلیل موجود نہ ہو۔

تیسری جہت یہ ہے کہ محدثین کے نزدیک اس کی سند تو صحیح ہو لیکن جماعت اسلامی اپنے اصول کے ماتحت اس کو حدیث رسول قرار دینے کیلئے تیار نہ ہو جیسا کہ بانی جماعت مودودی صاحب نے لکھا ہے:

کیا ہر صحیح حدیث کو حدیث رسول مان لیا جائے؟

۱۸-''اصل واقعہ یہ ہے کہ کوئی روایت جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہو اس کی نسبت کا صحیح ومعتبر ہونا بجائے خود زیر بحث ہوتا ہے، آپ کے نزدیک ہر اس روایت کو حدیث رسول مان لینا ضروری ہے، جسے محدثین سند کے اعتبار سے صحیح قرار دیں، لیکن ہمارے نزدیک یہ ضروری نہیں، ہم سند کی صحت کو حدیث کے صحیح ہونے کی لازمی دلیل نہیں سمجھتے، ہمارے نزدیک سند کسی حدیث کی صحت معلوم کرنے کا واحد ذریعہ نہیں ہے، بلکہ وہ ان ذرائع میں سے ایک ہے جن سے کسی روایت کے حدیث رسول ہونے کا ظن غالب حاصل ہوتا ہے، اس کے ساتھ ہم یہ بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ متن پر غور کیا جائے، قرآن وحدیث کے مجموعی علم سے دین کا جو فہم ہمیں حاصل ہوا ہے اس کا لحاظ بھی کیا جائے اور حدیث کی وہ مخصوص روایت جس معاملہ سے متعلق ہے اس معاملہ میں قوی تر ذرائع سے جو سنتِ ثابتہ ہم کو معلوم ہو، اس پر بھی نظر ڈالی جائے، علاوہ بریں اَور بھی متعدد پہلو ہیں جن کا لحاظ کئے بغیر ہم کسی حدیث کی نسبت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کردینا درست نہیں سمجھتے''۔ (رسائل ومسائل، ج:۱،ص:۲۹۰)(۱)۔

حدیث کی نسبت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف درست ہونے کیلئے جو متعدد پہلو مبہم رہ گئے ہیں ان میں بہت وسعت ہے۔

مودودی صاحب کا موقف

اس عبارت میں مودودی صاحب نے اپنا موقف متعین کرلیا ہے کہ وہ محدثین کے مقابلہ میں اپنی

(۱) (رسائل ومسائل، ج: ۱،ص: ۲۹۰)

ایک مستقل حیثیت رکھتے ہیں کہ جس حدیث کو ان محدثین نے صحیح کہا ہو، جن کو ہر ہر راوی کی جرح وتعدیل کے متعلق پوری تفصیلی معلومات حاصل ہیں اور جنہوں نے اپنی زندگیاں روایات کی چھان بین کیلئے وقف کردی ہیں، ان سب کے مقابلہ کیلئے مودودی صاحب خم ٹھونک کر میدان میں حاضر ہیں، اس حدیث کو صحیح کہنا کیا معنی جب تک اپنے فہم کی میزان میں وزن نہ کرلیں، اس حدیث کی نسبت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کرنا ہی درست نہیں سمجھتے۔

اس کی زد محدثین پر کیا پڑتی ہے اور پڑھنے والے کے ذہن میں ان کی حیثیت کیا قائم ہوتی ہے؟ یا باقی رہتی ہے وہ ظاہر ہے، لیکن شاید زورِ تنقید میں اس مقام پر مودودی صاحب کو اپنا اصول فراموش ہوگیا، جس کے الفاظ یہ ہیں:

> ۱۹- ''احادیث کی صحت کے باب میں محدثین ہی سند ہو سکتے ہیں نہ کہ غیر محدثین، خواہ وہ بجائے خود کتنی ہی بڑی شخصیت کے بزرگ ہوں''۔ (جماعت اسلامی کا پہلا اجتماع، ص:۲۹)(۱)۔

یہ اصول جماعت کی ابتدائی تشکیل کے وقت شعبان ۶۰ھ میں تجویز فرمایا گیا تھا اور متعدد تصانیف میں اس اصول کے پیش نظر مختلف روایات پر جرح بھی کی ہے، مثلاً روایاتِ ظہور مہدی وغیرہ اور اعتماد بھی کیا ہے مگر اس مقام پر اس کے خلاف زور لگا کر محض محدثین کی تصحیح پر اعتماد کر کے حدیث کو حدیثِ رسول ہی کہنے کیلئے آمادہ نہیں اگر اپنا اصول فراموش نہیں ہوا تو شاید تجربہ سے اپنا اصول ہی غلط ثابت ہوا، اس لئے اس کے خلاف قلم اٹھایا یعنی تجربہ سے معلوم ہوا کہ فن حدیث اور محدثین میں اتنی کمزوریاں ہیں کہ محدثین کی وقعت کے باوجود ان پر پورا اعتماد ہی درست نہیں، چنانچہ لکھتے ہیں:

> ۲۰- ''فن حدیث کی ان کمزوریوں کی بناء پر جن کا میں نے ذکر کیا ہے ہم اس امر کا التزام نہیں کرسکتے کہ محض علم روایت کی بہم پہونچائی ہوئی معلومات پر پورا پورا اعتماد کر کے ہر اس حدیث کو حدیث رسول تسلیم کرلیں جسے اس علم کی رو سے صحیح قرار دیا گیا ہو''۔

---

(۱) (جماعت اسلامی کا پہلا اجتماع، ص:۲۹)

(رسائل ومسائل، ج:۱،ص:۲۹۲)(۱)۔

جب فنِ حدیث اور محدثین کی کمزوریوں کا جائزہ لیا گیا تو بڑے سے بڑے محدث کو نہیں بخشا گیا حتی کہ بخاری شریف کی ایک مرفوع متصل صحیح حدیث کے متعلق ارشاد فرمایا کہ:

۲۱- ''یہ جھوٹ ہے، مہمل افسانہ ہے''۔ ملاحظہ ہو (رسائل ومسائل: ۲/ ۳۵)(۲)۔ حالانکہ بخاری شریف کے متعلق حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ دہلوی نے حجۃ اللہ البالغہ میں تحریر فرمایا ہے:

"أما الصحيحان فقد اتفق المحدثون على أن جميع ما فيهما من المتصل المرفوع صحيحٌ بالقطع، وأنهما متواتران إلى مصنفيهما، وأن كل من يهون أمرهما فهو مبتدع متبعٌ غير سبيل المؤمنين". حجة الله البالغه: ۱/ ۱۳۳(۳)۔

یعنی بخاری ومسلم کے متعلق محدثین کا اتفاق ہے کہ ان کی تمام متصل مرفوع حدیثیں صحیح بالیقین ہیں اور ان کی سند ان کے مصنفوں تک متواتر ہے اور جو شخص ان کو کمزور اور ہلکا قرار دے وہ مبتدع اور مسلمانوں کے راستہ کو چھوڑ کر ان کے خلاف راستہ پر چلنے والا ہے۔

جب اصح الکتب بعد کتاب اللہ کا مودودی صاحب کے نزدیک یہ حال ہے کہ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سندِ متصل کے ساتھ جھوٹ اور مہمل افسانہ منسوب کر دیا گیا ہے تو پھر مودودی صاحب کیسے اس پر کلی اعتماد کر سکتے ہیں، ان حالات میں مودودی صاحب کیوں نہ اپنے لئے ایسا موقف تجویز کرلیں کہ سارے محدثین ایک طرف اور مودودی صاحب ایک طرف، اب جس حدیث کو ان کا فہم صحیح بتائے گا وہ اس کی سند پر اعتماد بھی کرلیں گے اور اس حدیث کو حدیث رسول بھی فرمائیں گے، اور جو حدیث ان کے فہم کی میزان میں پوری نہیں

---

(۱)(رسائل ومسائل:۱،ص:۲۹۲)

(۲)(رسائل ومسائل، ج:۲،ص:۳۵)

(۳)حجة الله البالغه لشاه ولی الله رحمه الله تعالىٰ. باب طبقات كتب الحديث، من كتب الطبقة الأولى، الصحيحان: ۱/ ۳۸۶، ۳۸۷، قديمی)

اترے گی اس کو بے دھڑک رد کردیں گے۔

فن حدیث کی طرح فقہ اور کلام میں بھی ان کا مستقل مسلک ہے وہ کسی کے پابند نہیں، چنانچہ لکھتے ہیں:

مودودی صاحب کا موقف فقہ اور کلام میں

۲۲-''فقہ اور کلام کے مسائل میں میرا ایک خاص مسلک ہے جس کو میں نے اپنی ذاتی تحقیق کی بناء پر اختیار کیا ہے اور پچھلے آٹھ سال کے دوران میں جو اصحاب ترجمان القرآن کا مطالعہ کرتے رہے ہیں، وہ اس کو جانتے ہیں''۔ (جماعت اسلامی کا پہلا اجتماع، ص:۲)(۱)۔

مودودی صاحب کو علم حدیث میں محدثین پر اعتماد نہیں اس لئے اس میں مستقل موقف رکھتے ہیں، علم فقہ میں فقہاء پر اعتماد نہیں اس لئے اس میں مستقل مسلک رکھتے ہیں، علم کلام میں متکلمین پر اعتماد نہیں اس لئے اس میں خاص ذاتی مسلک رکھتے ہیں۔ فقہاء و متکلمین پر اعتماد نہ کرنے کی وجہ انشاء اللہ قریب ہی مذکور ہوگی۔ غرض ان کی ہر چیز جمہور اہل علم وفن سے الگ ہے، خواہ وہ ایمانیات سے متعلق ہو، خواہ فروعی اعمال سے، خواہ نقل حدیث سے، خواہ تفسیرِ قرآن اور فہمِ قرآن سے، کسی چیز میں وہ کسی کے متبع اور پابند نہیں۔ ایک جگہ ارشاد فرماتے ہیں:

اسوہ، سنت، بدعت بھی سب سے الگ

۲۳-''میں اسوہ، سنت، بدعت وغیرہ اصطلاحات کے ان مفہومات کو غلط بلکہ دین میں تحریف کا موجب سمجھتا ہوں، جو بالعموم آپ حضرات کے یہاں رائج ہیں اھ''۔ (ترجمان، ج:۲۶، عدد:۳، ص:۲۷۴)(۲)۔

بات ذرا طویل ہوگئی، میں یہ کہہ رہا تھا کہ صاف اور صریح حدیث پر ہمارے فاضل مضمون نگار کا اعتماد نہ کرنا کس جہت سے ہے۔

چوتھی جہت یہ بھی ہوسکتی ہے، کہ یہ حدیث پرانی کتابوں کے ذخیرہ میں سے ہے، اسلئے قابل التفات نہیں۔

---

(۱)(جماعت اسلامی کا پہلا اجتماع، ص:۲)

(۲)(ترجمان، ج:۲۶، عدد:۳، ص:۲۷۴)

تفسیر وحدیث کے پرانے ذخیروں سے قرآن وسنت کی تعلیم نہ دیجائے

۲۴- ''قرآن وحدیث رسول کی تعلیم سب پر مقدم ہے، مگر تفسیر وسنت کے پرانے ذخیروں سے نہیں، ان کے پڑھانے والے ایسے ہونے چاہئیں جو قرآن وسنت کے مغز کو پاچکے ہوں''۔ (تنقیحات، ص:۱۲۶)(۱)۔

مگر نہیں معلوم کہ حدیث کا پرانا ذخیرہ چھوڑ کر مودودی صاحب اوران کے متبعین نئی حدیثیں کہاں سے اور کیسے پیدا کریں گے؟ اوران کو حدیث کہنا کس بناء پر درست ہوگا کیونکہ نئے رسول پیدا ہونے بند ہوگئے (۲) کہ ان کے ارشادات کو حدیث رسول قرار دیا جائے (آج تو ہر حدیث پر تیرہ چودہ صدیاں گذر چکی ہیں)۔ عجیب معمہ ہے قرآن وسنت کی تعلیم تو ضروری مگر تفسیر وحدیث سے سخت بے زاری، محدثین نے کس قدر جانکاہ محنتیں برداشت کرکے ان ذخیروں کو جمع کیا ہے مگر آج وہ مودودی صاحب کے نزدیک اس قابل نہیں کہ تفسیر قرآن اور تشریح سنت میں ان سے مدد لی جاسکے۔

اسی قسم کی تحریرات سے مجبور ہوکر اہلحدیث حضرات کو لکھنا پڑا کہ ''یہ نظریات تمام ائمہ اہلحدیث کے خلاف ہیں اوران میں آج کے جدید اعتزال وتجہم کے جراثیم مخفی ہیں اھ''۔ (جماعت سلامی کا نظریہ حدیث، ص:۱۱۰)(۳)۔

---

(۱)(تنقیحات، ص: ۱۲۶)

(۲)قال الله تعالی :﴿ماكان محمدٌ أبا أحد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النبيّن، وكان الله بكل شئی علیماً﴾ (سورة الأحزاب: ۴۰)

''فهذه الآية نص في أنه لا نبي بعده صلى الله عليه وسلم، وإذاكان لا نبي بعده فلارسول بالطريق الأولى''. (تفسير ابن كثير:۳/۴۹۳،سهيل اكيڈمی)

''حدثنا أنس بن مالک رضی الله تعالیٰ عنه قال :قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: ''إن الرسالة والنبوة قد انقطعت، فلا رسول بعدی، ولا نبی''. الحديث. (مسند الإمام أحمد بن حنبل ،رقم الحديث: ۱۳۴۱۲، ۴/۱۷۱،دار إحياء التراث، بيروت)

(۳)(جماعت اسلامی کا نظریۂ حدیث، ص:۱۱۰)

مرزا غلام احمد قادیانی نے تو یہ تدبیر کی تھی کہ براہ راست خود نبوت کا دعوی کیا اور اپنے اقوال کو حدیث قرار دیا اس کے متبعین نے حدیث کے پرانے ذخیروں کو پسِ پشت پھینک کر نیا ذخیرہ جمع کرلیا۔

مسٹر عنایت اللہ خان مشرقی نے اتباعِ سنت پر بہت زور دیا مگر اتباع سنت کی تشریح کچھ اس طرح کی کہ:

''علماء نے دنیا کو بہکا رکھا ہے، سنت اور اتباع سنت کا مفہوم لوگوں کے دلوں میں غلط بٹھا کر ان کو گمراہ کر رکھا ہے، اتباع سنت کا یہ مفہوم ہرگز نہیں کہ جو بات تیرہ سو سال پہلے فرمادی گئی بس اسی پر ہمیشہ عمل کیا جاوے بلکہ مطلب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ وعلیہ وسلم اپنے زمانہ میں امیر اور ڈکٹیٹر تھے جس طرح آپ کی بات آپ کے زمانہ میں بحیثیت امیر مانی جاتی تھی اسی طرح ہر زمانہ میں اس زمانہ کے امیر کی بات بے چوں وچرا مانی جائے، یہ ہے اتباع سنت کا مفہوم''۔

اسی تشریح کے ماتحت اپنی بات کا وہ وزن قائم کرلیا جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کا تھا، نہ صاف لفظوں میں نبوت کا دعوی کیا کہ ختم نبوت کے انکار کی وجہ سے قرآن وسنت سے انحراف ہوکر کفر عائد ہو، نہ سنت کو ناقابل اعتماد کہا کہ منکر سنت کہلائے، نہ اپنے اقوال کو حدیث قرار دیا، غرض اپنے نزدیک ہر قسم کے خرخشوں سے دامن بچا کر اپنے اقوال کی وہ حیثیت ضرور قائم کرلی کہ پرانے ذخیرۂ حدیث کی طرف توجہ کی ضرورت پیش نہ آئے، بلکہ وہ سب کالعدم ہوکر ہر قسم کی روشنی خود مشرقی صاحب کے اقوال سے حاصل کیجائے۔

پانچویں جہت حدیث پر اعتماد نہ کرنے کی یہ ہوسکتی ہے کہ یہ حدیث حافظ ابن کثیر نے نقل کی ہے، تفسیر ابن کثیر اور ابن جریر کے متعلق جماعت اسلامی کی طرف سے سخت تنقید کی گئی کہ الامان الحفیظ، جس کا حاصل یہ ہے کہ انکار حدیث کا جو فتنہ آج ابھر رہا ہے وہ ان کی جمع کردہ احادیث کا لازمی نتیجہ ہے، خود مودودی صاحب کے ارشادات سے اس فتنۂ انکار حدیث کو کس قدر شہ ملتی ہے، فرماتے ہیں:

ترکی علماء ومشائخ پر تنقید

۲۵-''وہ اب بھی اپنے وعظوں میں قرآن کی وہی تفسیریں اور وہی ضعیف حدیثیں سنا رہے تھے جن کو سن کر سو برس پہلے تک کے لوگ تو سر دھنتے تھے مگر آج کل کے

دماغ اس کو سن کر صرف ان مفسرین ومحدثین ہی سے نہیں بلکہ قرآن وحدیث سے بھی منحرف ہوجاتے ہیں''۔ (تنقیحات، ص:۷۶)(۱)۔

چھٹی جہت یہ ہوسکتی ہے کہ ان کے نزدیک آیت ﴿ فما بكت عليهم السماء والأرض ﴾ (۲) کا مفہوم بیان کرنے کیلئے، مودودی صاحب کی ہدایت کے مطابق نفسِ تفسیر ہی کی ضرورت نہ ہو پھر اس سے متعلق حدیث کی طرف کیوں التفات کیا جائے فرماتے ہیں:

قرآن کیلئے تفسیر کی حاجت نہیں

۲۶- ''قرآن کیلئے تفسیر کی حاجت نہیں، ایک اعلیٰ درجہ کا پروفیسر کافی ہے، جس نے بنظرِ غائر قرآن کا مطالعہ کیا ہو اور جو بہ طرز جدید قرآن پڑھانے اور سمجھانے کی اہلیت رکھتا ہو۔اھ''۔ (تنقیحات، ص:۲۱۲)(۳)۔

ان پروفیسر صاحب نے اگر قرآن کا مطالعہ حدیث سے علیحدہ ہوکر کیا ہے تو اس کی کیا ضمانت ہے کہ انہوں نے قرآن کا مطلب وہی سمجھا ہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سمجھا اور صحابہ کرام کو سمجھایا ہے؟ کیونکہ حدیث کی روشنی ان کے پاس نہیں، پھر یہ فہم وتفہیم محض اپنی ذاتی رائے سے ہوگی، حدیث شریف میں ارشاد ہے: "من فسر القرآن برأيه، فليتبوأ مقعده من النار"۔ (کنوز الحقائق، ص:۱۵۶، بحوالہ مسند احمد)(۴) جو شخص اپنی رائے سے قرآن کی تفسیر کرے اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

حدیث وتفسیر سے علیحدہ ہوکر قرآن کو سمجھنے کی کیا صورت ہے؟ حکیم شمس الحسن صاحب صدیقی نے بڑی قوی شہادت کے ساتھ مودودی صاحب سے نقل کیا ہے:

---

(۱) (تنقیحات: ص:۷۶)

(۲) (سورة الدخان، پ:۲۵، آية: ۲۹)

(۳) (تنقیحات: ص: ۲۱۲)

(۴) لم أجده في مسند أحمد، ولكن أخرجه الزبيدي في اتحاف السادة المتقين، رقم الحديث: ۵۲۶۴، ۲۵۷/۱، بیروت)

قرآن فہمی کا نیا طریقہ

۲۷-"قرآن کو پوری طرح سمجھنے کی بہترین صورت صرف یہ ہوسکتی ہے کہ اس کا خواہشمند پہلے تو یہ سمجھے کہ یہ الہام اس پر نازل ہورہا ہے اور وہ پھر یہ سمجھ کر پڑھے کہ وہ خود اس کلام کو نازل کررہا ہے اور میں نے قرآن کو سمجھنے کیلئے یہی طریقہ اختیار کیا ہے"۔ نوائے پاکستان، ص:۴، کالم:۶،۴، ستمبر ۱۹۵۵ء (۱)۔

اسی طرز قرآن فہمی کی تلقین ترجمان، اخبار دعوت دہلی، ج:۱۱، شمارہ ۱۹۲۵۵، سہ روزہ ایڈیشن میں اقبال کے والد محترم کی طرف سے کی گئی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

۲۸-"بیٹا کہنا یہ تھا کہ تم قرآن پڑھو تو یہ سمجھو کہ قرآن تم پر اتر رہا ہے، یعنی اللہ تعالیٰ خود تم سے ہم کلام ہوا اھ" (۲)۔

غرض قرآن پاک سمجھنے کیلئے حدیث وتفسیر سے استغناء تام ہو بلکہ یہاں تو رسول کا واسطہ بھی ختم کردیا گیا، پھر حدیث کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے؟ جب حدیث کی حیثیت کو اس طرح فنا کردیا گیا تو پھر اگر جماعت اسلامی کسی جگہ اپنے مقاصد کیلئے حدیث نقل کرتی اور دعوت بھی دیتی ہے تو پھر پڑھنے والوں کے اذہان میں اس کا وزن قائم ہونا دشوار ہوگا اور فطری طور پر اذہان یہ سمجھنے پر مجبور ہوں گے کہ محض تحصیل مقصد کیلئے مسلمانوں کو حدیث رسول کا واسطہ دے کر مرعوب کیا جارہا ہے۔

جماعت اسلامی کے اس فکرِ سیال کو شیرِ مادر کی طرح پی کر پرویز صاحب نے پرورش پائی، پروان چڑھے اور حدیث کے مقابلہ میں علم بغاوت لیکر اودھم مچاتے پھر رہے ہیں، حتی کہ جماعت اسلامی کو بھی ان کا سنبھالنا دشوار ہوگیا، اگر آپ کو طلوع اسلام کے اجراء کی کیفیت اور چودھری پرویز صاحب اور سید مودودی صاحب کے روابطِ سابقہ کی تاریخ معلوم ہوگی تو آپ میری اس بات کی پوری تصدیق اور تائید کریں گے۔

اب نوبت یہاں تک پہونچ گئی ہے کہ جب جماعت اسلامی ان کی کسی بات کو ٹوکتی ہے تو وہ فوراً جماعت اسلامی کی عبارت پیش کردیتے ہیں کہ "عالیجاہا! ناراض نہ ہوں ہم جو کچھ حدیث پر اعتماد نہ کرنے کے

---

(۱) (نوائے پاکستان، ص:۴ کالم:۶،۴، ستمبر ۱۹۵۵ء)

(۲) (ترجمان اخبار دعوت دهلی، ج: ۱۱، شماره: ۱۹۲۵، سه روزه ایڈیشن)

سلسلہ میں کہتے اور لکھتے ہیں وہ سب کچھ آپ کا ہی عطا فرمودہ اور آپ ہی کی تعلیم کا ثمرہ ہے، دیکھئے فلاں کتاب میں آپ نے یہ لکھا ہے، اب اپنے لکھے ہوئے کو کیوں ہضم نہیں کر پاتے، آپ نے تو دوسری جماعتوں کے متعلق ارشاد فرمایا تھا'':

۲۹-''میں مسلمانوں کی موجودہ سیاسی اور مذہبی جماعتوں میں سے کسی میں یہ صلاحیت نہیں دیکھتا کہ وہ ہماری بنائی ہوئی گولیوں کو ہضم کر سکے''۔(ترجمان، ج:۲۶، عدد: ۳، ص:۱۸۷)(۱)۔

کیا ان اپنی بنائی ہوئی گولیوں کو ہضم کی صلاحیت سے آپ حضرات خود بھی محروم ہو گئے؟ جماعت اسلامی اپنی عبارت میں نئی نئی تاویلات کرتی اور نئے نئے مطالب ڈالتی ہے مگر ناکام رہتی ہے اور بات بنائے نہیں بنتی، ان حالات کو دیکھ کر ہمارا دل اندر سے کڑھتا ہے، اے کاش! کھلے دل سے اپنی غلطیوں کا اعتراف کر کے اپنی عبارات اور اپنے خیالات کی اصلاح کر لی جاتی تو نقشہ ہی کچھ اور ہوتا اور جماعت اسلامی صحیح معنی میں حق کی خادم اور اقامت دین کی علمبردار قرار پاتی، مگر جماعت اسلامی کا مزاج ہی کچھ ایسا واقع ہوا ہے اور اس کے اصول ہی کچھ ایسے تجویز ہوئے ہیں کہ اعترافِ تقصیر جماعت کے اندر رہتے ہوئے دشوار معلوم ہوتا ہے، جس کو اعتراف تقصیر کرنا ہو وہ جماعت سے باہر جائے۔

دین کا مفہوم

اللہ وحدہ لاشریک لہ تمام کائنات کا خالق اور مالک ہے، اس نے کوئی گوشۂ حیات اور لمحۂ زندگی اپنے احکام اور ہدایات سے خالی اور آزاد نہیں چھوڑا، ہر مکلّف کو ہر حرکت وسکون کا جواب دینا ہوگا کہ اس کے احکام و ہدایات کی پابندی کی ہے یا نہیں، پھر اس کا فیصلہ ہوگا۔

اسی مقصد عظیم کیلئے خدائے پاک کی دی ہوئی تمام قوتوں کو اور صلاحیتوں کو خرچ کرنے کی لگن ہو جانا دین پر عمل کرنا ہے، دین اپنی تفصیلات اور پھیلاؤ کے اعتبار سے بے شمار امور پر مشتمل ہے، اصولی بنیادی حیثیت سے ان تفصیلات کو پانچ قسموں میں سمویا جا سکتا ہے۔۱:اعتقادات۔۲:آداب۔۳:عبادات۔۴:معاملات۔ ۵:عقوبات۔

---

(۱) (ترجمان، ج:۲۶، عدد:۳، ص:۱۸۷)

۱=علم کلام

اعتقادات سے جس علم میں بحث کی جاتی ہے اس کو علم الکلام، علم العقائد، علم اصول الدین کہتے ہیں، زمانہ خیر القرون میں قلوب کی سلامتی اور فیضِ نبوت کی بناء پر اس علم کے مدون کرنے کی ضرورت نہیں تھی لیکن بعد میں جس وقت یونانی علوم (فلسفہ، منطق) عربی زبان میں منتقل ہوئے اور حکومت کی پشت پناہی اور تعاون سے ان کو فروغ ہوا تو ان کی زد اسلامی عقائد پر براہ راست پڑی جس سے، ایمان، اسلام، خدا کی ذات وصفات، رسولوں کی رسالت، ملائکہ کی حقیقت، کتب سماویہ کی حیثیت وصداقت، متشابہات کی تاویل وتشریح، حدوث عالم، تقدیر، حیات بعد الموت، سوال وجواب قبر، حشر ونشر، وزن اعمال، جنت، جہنم وغیرہ سے متعلق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے اعتقادات میں گوناگوں شبہات ووساوس پیدا ہونے شروع ہوئے، تجہم، تجسم، تعطل، تشبہ، اعتزال وغیرہ کی بنیادیں پڑنے لگیں۔

اول اول محتاط علماء نے عوام کو ان کے دین کے تحفظ کی خاطر یونانی علوم پڑھنے سے منع کیا جس طرح ہر باطل تحریک، قادیانیت وغیرہ کی کتابیں پڑھنے سے عوام کو آج بھی روکا جاتا ہے، مگر "الإنسان حريص فيما منع" اور حکومت کے "ترقی منصوبہ" کے پیش نظر انکا رواج بڑھتا گیا، جیسے کہ آج بھی باطل تحریکات کا لٹریچر اور جبریہ تعلیم کا نصاب باوجود ہر طرح کی مساعی واحتجاج کے بڑھتا جارہا ہے اور الحاد وزندقہ کا بے پناہ سیلاب اٹھا جس سے بنیادی عقائد متزلزل ہونے لگے تو اہلِ حق علمائے اسلام نے علم کلام کو کتاب وسنت کی روشنی میں مرتب فرمایا اور مسائل مذکورہ پر نقلی براہین قاطعہ کے ساتھ عقلی دلائل بھی پیش کئے اور فلاسفہ کے پیدا کردہ مغالطات ووساوس کے بخئے ادھیڑ کر رکھ دیئے، نیز ان کے مفروضہ اصول کے ماتحت خود ان پر بے شمار اعتراضات کر کے ان اصولوں کو بے معنی اور مہمل ثابت کر دیا، کہیں کہیں ان کے اعتراضات کا جواب ان ہی کے اصولوں سے ٹکراؤ کی صورت میں دیا، اس راہ میں ان علماء کو ایسی قربانیاں پیش کرنے کی نوبت آئی جو کہ قرن اول کی سرفروشانِ اسلام سے ملتی جلتی ہیں، مشکیں باندھی گئیں، جس سے شانوں کے جوڑ الگ ہو گئے، سوسو کوڑے روزانہ لگائے گئے، جیلوں میں بے دردی اور سفاکی کی بھیانک صورت اختیار کی گئی، حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ، شیخ احمد ابن نصر رحمہ اللہ تعالیٰ، شیخ نعیم ابن حماد رحمہ اللہ تعالیٰ وغیرہ اسی قربان گاہ پر بھینٹ چڑھائے گئے۔

امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ، شیخ ابو منصور ماتریدی رحمہ اللہ تعالیٰ، شیخ ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ تعالیٰ، امام

الحرمین رحمہ اللہ تعالیٰ، امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ، قاضی بیضاوی رحمہ اللہ تعالیٰ، صدر الدین شیرازی رحمہ اللہ تعالیٰ، شیخ ابن ہمام رحمہ اللہ تعالیٰ، سعد الدین تفتازانی رحمہ اللہ تعالیٰ، میر سید شریف جرجانی رحمہ اللہ تعالیٰ، جلال الدین دوانی رحمہ اللہ تعالیٰ، شیخ آمدی رحمہ اللہ تعالیٰ، ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ وغیرہ، علماء نے اپنے اپنے دور میں اس سیلاب عظیم کا بڑی جدوجہد سے مقابلہ کیا اور چھوٹی بڑی سینکڑوں کتابیں تصنیف فرما کر ایک ایک مسئلہ کی پوری تنقیح کی اور مسلمانوں کے سامنے فرقہ ناجیہ "ما أنا علیه وأصحابی" (۱) کے عقائد کو اس طرح نکھار کر پیش کیا کہ کسی راہزن کو ایوان اسلام میں نقب زنی کا موقع نہ مل سکے۔

ان حضرات کی مساعی جمیلہ اس وقت کا اتنا زبردست جہاد تھا کہ فرق باطلہ کی ریشہ دوانیوں سے اللہ پاک نے اسلام اور مسلمانوں کو محفوظ فرمایا، پھر صدیوں تک پیدا ہونے والے اعتراضات کے جوابات اسی علم کلام کی روشنی میں دیئے جاتے رہے، بعد میں بھی جو کتابیں عموماً اس علم میں لکھی گئیں اور لکھی جارہی ہیں وہ بھی ان اکابر کی مرہون منت ہیں، نمونہ دیکھنا ہو تو حضرت شاولی اللہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ، شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ، مولانا اسماعیل شہید رحمہ اللہ تعالیٰ، مولانا رشید احمد رحمہ اللہ تعالیٰ، مولانا محمد قاسم رحمہ اللہ تعالیٰ، مولانا خلیل احمد رحمہ اللہ تعالیٰ، مولانا انور شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ، مولانا اشرف علی رحمہ اللہ تعالیٰ، مولانا شبیر احمد رحمہ اللہ تعالیٰ وغیرہ کی تصانیف کا مطالعہ کیجئے۔

اصولی اور بنیادی طریق پر صراط مستقیم کے ایسے واضح اَعلام نصب کردیئے گئے کہ راہرو اُن کو دیکھ کر ٹھیک منزل مقصود پر پہنچ جاتا ہے اور بھٹکنے سے محفوظ رہتا ہے، اللہ تعالیٰ ان حضرات کے مدارج عالیہ کو بلند فرمائے، ان کا تمام مسلمانوں پر احسان عظیم ہے، یہ ہے علم کلام کا مختصر خاکہ۔ اب ملاحظہ فرمائیے کہ جماعت اسلامی کی نظروں میں علم کلام اور متکلمین کی حیثیت کیا ہے؟ جس کی وجہ سے مودودی صاحب اور جماعت اسلامی کے مسلک کلامی پر تنقید مقصود نہیں کہ ان کا مسلک جمہور متکلمین سے کس قدر ہم آہنگ اور کس قدر متضاد اور کتنا کتاب وسنت سے قریب اور کتنا بعید ہے؟

متکلمین پر تنقید

۳۰- "ہمارے متکلمین نے بالعموم یہ غلطی کی ہے کہ اسلام کے کسی اصول کی

(۱) مشکوٰۃ المصابیح، ص: ۳۰، باب الاعتصام بالکتاب والسنة، الفصل الثانی، قدیمی)

حقانیت ثابت کرنے کیلئے جب انہیں اپنے گھر کی کوئی دلیل نہیں ملی تو انہوں نے دوسروں کے کسی نظریہ اور واہمہ کو اساس بنا کر اپنے مزعومات کی عمارت کھڑی کردی، اس طرح کی غلط وکالت سے اسلام کو جو نقصان پہنچا وہ اسلام کے مخالفین کی مخالفتوں سے اس کو نہیں پہنچا، ظاہر ہے کہ اسلام کے کسی اصول کو صحیح، عقلی وفطری دلائل سے نہ ثابت کرسکنا اس وجہ سے نہیں تھا کہ خدانخواستہ اسلام اپنے اصولوں کی سچائی کے عقلی وفطری دلائل نہیں رکھتا، بلکہ اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ حضرات غیر فطری عقلیات سے اپنا مذاق اس قدر بگاڑ چکے تھے کہ اسلام کی عقلیت وقدر و قیمت کو پہچان نہیں سکتے تھے، ایسی صورت میں ان کیلئے صحیح راہ یہ تھی کہ خواہ مخواہ کو اسلام کی وکالت کا ذمہ نہ لیتے بلکہ اپنے جن مشغلوں میں مشغول تھے ان میں مشغول رہتے، لیکن دین آباء کی حیثیت سے اسلام کیلئے ان کے دلوں میں جو عصبیت تھی وہ انہیں مجبور کرتی تھی کہ وہ جس دین کا نام لیتے ہیں، عقلی اصولوں پر اس کی سچائی ثابت کریں۔

اسلام کی عقلیت ان کے فساد مزاج اور قرآن سے محرومی کی وجہ سے ان کے دل کو اپیل نہیں کرتی تھی، اس وجہ سے وہ مجبور ہوئے کہ اسلام کو اس عقلیت کے معیار پر پورا ثابت کریں جو ان کے زمانہ میں مقبول عام و خاص ہے، ان کی اس غلط کوشش کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسلام کے محکم اور سچی تعلیمات کی ساری عمارت اس کی اپنی چٹان سے زیادہ مضبوط بنیادوں سے ہٹا کر دوسروں کی بالکل کمزور اور پھس پھسی بنیادوں پر کھڑی کردی گئی۔

ان حضرات نے یہ کوشش کتنی ہی نیک نیتی سے کی ہو، لیکن اس کے نتائج نہایت ہی خطرناک نکلے، زمانہ کے امتداد، افکار اور حالات نے جب وہ نظریات بے حقیقت ثابت کردیئے جو کل تک مقبول عام تھے تو اس کی زد لازماً اسلام کے ان اصولوں پر بھی پڑی جن کو ان غلط نظریات پر ڈھالنے کی کوشش کی گئی تھی، اس طرح ہمارے متکلمین کی بدولت اسلام کے متعلق بہتوں کے ذہن میں یہ خیال پیدا ہوگیا کہ جس طرح وہ نظریات پرانے ہوگئے اسی طرح اسلام بھی پرانا ہوگیا، یہ سوءظن پیدا کرنے میں جس طرح ہمارے پرانے

متکلمین نے حصہ لیا ہے اسی طرح ہمارے نئے متکلمین نے بھی حصہ لیا ہے اور اس میں بنیادی غلطی جو چھپی ہوئی ہے وہ یہی ہے کہ حق کی حمایت کیلئے ان لوگوں نے حق کو کافی نہیں سمجھا بلکہ اس کیلئے باطل کا تعاون ضروری سمجھا، حالانکہ حق کے معنی ہی یہ ہیں کہ وہ ثابت اور محکم ہوتا ہے اور عقل وفطرت کے اندر اس کی جڑیں نہایت دور تک پھیلی ہوئی ہوتی ہیں، لیکن ہمارے متکلمین یونانیوں کے بتائے ہوئے طریقۂ فکر واستدلال کے اتنے خوگر ہو چکے تھے کہ وہ قرآن کے طرز استدلال کی باریکیوں کو نہیں سمجھ سکتے تھے، حالانکہ اگر وہ استدلال کی ان خلاف فطرت روشوں کو چھوڑ کر قرآن اور پیغمبر کے حکیمانہ طرز استدلال کو سمجھنے کی کوشش کرتے تو انہیں معلوم ہوتا کہ قرآن کے ہر دعوی کی بنیاد ایسے محکم دلائل پر قائم ہے جو زمان ومکان کی تمام قیود وحدود اور انقلابِ آراء وافکار کے تمام اثرات سے بالکل آزاد ہیں''۔ (ترجمان القرآن، ج:۲۹، عدد:۹،۱۰)(۱)۔

کون اندازہ لگا سکتا ہے کہ ایسی تنقیدوں کو پڑھنے کے بعد بیچارے سادہ لوح وناواقف مسلمانوں کے دلوں میں ان اکابر، اسلاف، ائمۂ ھدی کے خلاف کس قدر حقارت، نفرت، غیظ وغضب کے جذبات پیدا ہوں گے؟ جب کہ جماعت اسلامی کے نزدیک پرانے اور نئے علمائے متکلمین سب کا یہ حال ہے کہ وہ اسلام کی عقلیت کی قدر وقیمت کو پہچان نہیں سکتے تھے، ان کا مذاق بگڑ چکا تھا، ان کا مذاق فاسد تھا، وہ قرآن سے محروم تھے، وہ اسلام کو محض اس عصبیت پر مانتے تھے کہ یہ ان کے باپ دادا کا دین ہے جس طرح مشرکین کہا کرتے تھے ﴿علیه وجدنا اباء نا﴾(۲) کہ ہم بت پرستی اس لئے کرتے ہیں کہ یہ ہمارے باپ دادا کا دین ہے یعنی وہ محض نسلی مسلمان تھے، انہوں نے اسلام کی غلط وکالت کر کے اسلام کو ایسا سخت نقصان پہونچایا کہ اسلام کے مخالفین نے بھی ایسا نقصان نہیں پہونچایا جس سے بہتوں کو یہ خیال ہوگیا کہ اسلام پرانا ہوگیا یعنی اب قابل عمل نہیں

---

(۱)(ترجمان، ج: ۲۹، عدد: ۱، ص: ۹،۱۰)

(۲) قال الله تعالیٰ: ﴿وإذا فعلوا فاحشةً قالو وجدنا علیها آباء نا﴾ الآیة (الأعراف: ۲۸، پ: ۸)

وقال الله تعالیٰ: ﴿وإذا قیل لهم تعالوا إلی ما أنزل الله وإلی الرسول، قالوا حسبنا ما وجدنا علیه أبآء نا﴾ الآیة (المائدة: ۱۰۴، پ:۸)

رہا، ان کو اسلام کی وکالت کرنے کا کوئی حق نہیں تھا، تو ان متکلمین کی تصنیفات کا جو حال ہوگا وہ ظاہر ہے۔ جماعت اسلامی نے متقدمین ومتاخرین و متکلمین سے براہ راست دین کو نہیں سمجھا بلکہ ان کی کتابوں ہی سے جو کچھ سمجھا ہے، اسی پر یہ حسن ظن قائم کیا اور ان کی خدمات جلیلہ کی داد دی ہے۔

آپ خود ہی غور کرلیں کہ ایسی کتابوں کے متعلق جماعت اسلامی کی رائے کیا ہوگی؟ جن سے اسلام کو اس قدر نقصان پہنچا ہے اور کس مقصد کیلئے ایسی کتابیں تصنیف کی گئی ہوں گی، عام مسلمان جماعت اسلامی کو قبول کرنے میں کیوں دیر لگا رہے ہیں، اس سوال کے جواب میں ارشاد ہوتا ہے:

فقہی اور کلامی تصنیفات کا مقصد

۱۳۱- ''ہم نے جہاں تک غور کیا ہے اس خالص دینی دعوت سے مسلمانوں کی بے پرواہی کے اسباب نہایت گہرے ہیں، مسلمان اپنی موجودہ حالت تک ایک دو دن میں نہیں پہنچے ہیں، ان کو درجہ بدرجہ اس حالت تک لایا گیا ہے اور ہر منزل میں ان کو از روئے کتاب وسنت یہ اطمینان دلانے کی کوشش کی گئی ہے کہ یہی حالت آج اسلام وایمان کا تقاضہ ہے، ان کے حق میں انحراف پر ایک زمانہ گذر چکا ہے اور اس غلط راہ کے ہر موڑ پر انہوں نے مدتوں یہ سمجھ کر قیام کیا ہے کہ یہ عین دین وشریعت کی صراط مستقیم ہے اور ان کی اس غلط فہمی کے راسخ کرنے میں ارباب دین نے حصہ لیا ہے اور اس بے راہ روی کے نہ صرف جواز بلکہ استحسان پر ضخیم فقہی اور کلامی تصنیفات مرتب کردی گئی ہیں، یہاں تک کہ ان کو یقین ہے کہ ان کا جو قدم بھی اٹھا ہے وہ شریعت کے دائرہ کے اندر اٹھا ہے اور آج بھی جہاں وہ ہیں شریعت ہی کا ایک مقام ہے اس سے الگ نہیں، ظاہر ہے کہ جس جماعت کو اس طرح درجہ بدرجہ گرایا گیا ہو جس کا گرنا اس طرح مخفی ہو کہ جس کے زوال کی تاریخ اتنی لمبی ہو جس کو یہ یقین دلایا گیا ہو کہ اس کا یہ گرنا گرنا نہیں بلکہ اچھلنا ہے، جو اس غلط فہمی میں ہو کہ وہ اپنی موجودہ حالت میں بھی شریعت سے الگ نہیں بلکہ عین شریعت کے مطابق ہے وہ آپ کی دعوت کو کس طرح آسانی کے ساتھ قبول کرسکتا ہے؟ جو اُن سے کسی جزئی ترمیم واصلاح کا مطالبہ نہیں کرتی بلکہ سچی توبہ اور کامل اصلاح کا کرتی ہے جب آپ ان سے یہ مطالبہ کرتے

ہیں کہ: ﴿یا أیھا الذین اٰمنوا، آمنوا﴾ (۱) اے لوگو جو ایمان کے مدعی ہو حقیقی ایمان لاؤ، اوران کے اعمال سے لے کر ان کے عقائد تک میں رخنہ بتاتے ہیں، تو قدرتی طور پر ان کو اس بات سے چوٹ لگتی ہے اوران کی دینداری کا دیرینہ پندار مجروح ہوتا ہے، وہ یہ بات آسانی کے ساتھ ماننے کیلئے تیار نہیں ہوسکتے کہ وہ آج تک ایک بالکل غلط راہ پر بھاگ رہے تھے''۔ (ترجمان، ج:۲۶، عدد:۳، ص:۱۸۴) (۲)۔

اس عبارت میں عام مسلمانوں کو سمجھایا گیا ہے کہ فقہی اورکلامی تصنیفات ان کو بے راہ اوردین سے منحرف کرنے کیلئے مرتب کی گئی ہیں اوران کو مرتب کرنیوالے ارباب دین ہیں، جب عوام کو ارباب دین کے ان مظالم کا شعور ہوگا جن کی وجہ سے وہ آج تک حق کو قبول کرنے سے محروم رہے اور جب وہ سمجھیں گے کہ فقہ اورکلام کی کتابیں ان مظالم سے پُر ہیں تو ان کی دینی غیرت کیسے اجازت دے گی کہ وہ فقہ اورکلام کی طرف متوجہ ہوں، بلکہ ان کتابوں کا دنیا میں رہنا کیسے گوارا کریں گے اور متکلمین وفقہاء سے کوئی اعتقادی یا عملی مسئلہ پوچھنے کے کب روادار ہوں گے۔ اب رہ گیا یہ سوال کہ خود علماء اس دعوت کو کیوں قبول نہیں کرتے تو اس کا جواب یہ ہے کہ:

علماء کی بے پرواہی؟

۳۲-'' ہماری دعوت سے عام مسلمانوں کی بے پرواہی کی وجہ یہ ہے، رہے علماء تو ان کی نسبت ہر سنجیدہ شخص جانتا ہے کہ یہی حضرات ہیں جنہوں نے مسلمانوں کو ان کی موجودہ حالت تک رہنمائی کی ہے، یہ بہار ان ہی کی لائی ہوئی ہے، دینداری اورتقوی، اسلام اورایمان، توحید اوررسالت کا موجودہ مفہوم جو عوام کے ذہنوں میں راسخ ہے انہی کا پیدا کیا ہوا ہے، یہ لوگ نیک نیتی کے ساتھ سمجھتے ہیں، یہ انہی کا کام تھا کہ آفات و مصائب کے اندر سے وہ اسلام کو بچالائے اورآج بھی اس کو بچائے ہوئے ہیں، جواتنی پیچ در پیچ خوش گمانیوں میں مبتلا ہوں، آپ یہ کیسے توقع کرسکتے ہیں کہ آج وہ کھلے دل سے اس بات کا اقرار کریں گے کہ آج تک انہوں نے جو رہنمائی کی ہے وہ غلط ہے اورصحیح راہ وہ ہے

---

(۱)(سورة النساء، پ: ۵، آیہ: ۱۳۶)

(۲)(ترجمان: ۲۶، عدد: ۳، ص، ۱۸۴)

جس کی دعوت فلاں جماعت دے رہی ہے''۔ ترجمان، ج:۲۶، عدد:۳، ص:۱۸۵(۱)۔

معلوم ہوا کہ جس طرح جماعت اسلامی کے نزدیک عام مسلمانوں کا دین دین نہیں، بلکہ حق سے انحراف ہے اور ان کی راہ شریعت کی صراط مستقیم نہیں بلکہ غلط راہ ہے، اسی طرح علماء کا اسلام اسلام نہیں ہے، ان کا ایمان ایمان نہیں ہے، ان کی دینداری دینداری نہیں، ان کا تقوی تقوی نہیں، ان کی توحید توحید نہیں، ان کی تسلیمِ رسالت تسلیم رسالت نہیں، غرض جن امور پر مدار نجات ہے سب غیر معتبر ہیں۔

جماعت اسلامی کا خاص کمال

بریلوی اور قادیانی جماعتوں نے اپنے سے باہر تمام مسلمانوں پر کفر کے بم برسائے تھے اس کے نتائج نہایت ناخوشگوار برآمد ہوئے، جن کی تفصیل کا یہاں موقع نہیں ہے۔

جماعت اسلامی نے تکفیر کے معاملہ میں بہت ہی حزم واحتیاط کے ساتھ قلم اٹھایا ہے اور بڑی حد تک صاف لفظوں میں کفر کا حکم نہیں لگایا ہے، یہاں تک کہ جو شخص عالَم کو حادث نہ مانے اور مادہ کو قدیم کہے اس کو بھی کافر نہیں کہا، بلکہ کفر کا حکم لگانے سے دوسروں کو بھی روکا ہے۔

۳۳- ''اگر ایک شخص عالَم کو حادث نہیں مانتا اور مادہ کو قدیم کہتا ہے تو آپ محض اس قول کی بناء پر اسے کافر کہنے کا حق نہیں رکھتے''۔ (ترجمان، ج:۸، عدد:۵، ص:۴۲۴)(۲)۔

لیکن اپنی فنی مہارت اور دلکش عبارت سے یہ چیز ذہنوں میں ضرور پیدا کردیتی ہے کہ پڑھنے والا خود بخود تجویز کرنے پر مجبور ہوجائے کہ جب علماء کا ایمان ایمان نہیں ہے تو ایمان کی ضد آخر ہے کیا چیز، اور اسلام کی ضد کیا ہے؟ توحید کی ضد کیا ہے؟ رسالت کی ضد کیا ہے؟ جب یہ سوال بار بار پیدا ہوگا تو ''ک، ف، ر'' کی زحمت برداشت کئے بغیر وہ خود ہی وہاں تک پہونچ جائے گا، پھر عام مسلمان، متکلمین، متقدمین ومتاخرین کی طرف رخ کریں گے، نہ فقہاء کی طرف بلکہ سب طرف سے کٹ کر جماعت اسلامی ہی کو ایمان واسلام کا حقیقی علمبردار، توحید ورسالت کا واقعی رمز شناس، دیندار وتقوی کا اصلی مخزن تصور کرنے پر مجبور ہوجائیں گے اور جب تک

---

(۱) (ترجمان:۲۶، عدد:۳، ص:۱۸۵)

(۲)(ترجمان:۸، عدد:۵، ص:۴۲۴)

جماعت اسلامی کی پیش کردہ راہ پر کوئی شخص گامزن نہیں ہوگا، اس کے ایمان واسلام کا کوئی وزن تسلیم کرنے کیلئے تیار نہیں ہوں گے، اگر کوئی کم فہم ایک چیز کو دیکھ کر اس کی ضد کو معلوم نہ کر سکے اور استعارات کی حدود تک نہ پہنچ سکے اور وہ جانتا ہی نہ ہو کہ ایمان کی ضد کیا ہے تو اس کی خاطر اس سے زیادہ واضح کلمات لکھنے کا تلخ فریضہ بھی ادا کرنے سے انکار نہیں۔

قبول حق کے سلسلہ میں عوام اور علماء کے درمیان نفسیاتی فرق کس خوبی کے ساتھ بیان کیا گیا ہے:

دنیاداروں کی نفسیات

۳۴-''آپ کو یہ حقیقت بھی پیش نظر رکھنی چاہیئے کہ احساسِ دینداری کا فتنہ دنیاداری کے فتنہ سے زیادہ سخت ہے جو لوگ کسی نفس پرستی میں دنیاداری کی راہ سے مبتلا ہوئے ہیں، جونہی ان کے دل پر حق کی تجلی پرتو فگن ہوتی ہے ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں اور صحیح راہ ان پر آشکارا ہو جاتی ہے، ان کی رکاوٹیں زیادہ تر سستی اور پست ہمتی کی قسم کی ہوتی ہیں، جو دل کی معمولی تبدیلی سے دور ہو جاتی ہیں''۔(ترجمان، ج:۲۶، عدد:۳، ص:۱۸۵)(۱)۔

یہاں تک تو عوام پر شفقت اور ہمدردی کا اظہار ہے کہ بہت جلد جماعت اسلامی کی بنائی ہوئی حق کی تجلی ان کی آنکھیں کھول سکتی ہے جس سے وہ صحیح راہ اختیار کر سکتے ہیں اس لئے کہ ان غریبوں کے پاس حق کو حق نما سے جدا کرنے کی کوئی کسوٹی نہیں۔ آگے علماء کے متعلق ارشاد ہے کہ:

علماء کی نفسیات

۳۵-''لیکن جو حضرات اپنی غلطیوں کو دین وتقوی بنا کر پرستش کرتے اور کراتے رہتے ہیں ان کیلئے اپنے محبوب بتوں کو توڑ پھوڑ کر ایک نیا دین اختیار کرنا کوئی آسان کام نہیں، یہی تو جہادِ اکبر ہے جس کے اہل بہت کم نکلتے ہیں اور اس بات پر تعجب نہیں کرنا چاہیئے کہ اس کمزوری میں ہمارے علماء بھی مبتلاء ہیں، اللہ تعالی نے ہر ایک کیلئے آزمائش رکھی ہیں اور جن کی نگاہیں جتنی تیز ہیں ان کیلئے فتنہ کا جال اتنا ہی باریک اور مخفی ہے''۔(ترجمان،

---

(۱) (ترجمان: ۲۶، عدد: ۳، ص: ۱۸۵)

ج:۲۶،عدد:۳،ص:۸۵)(۱)۔

اس عبارت میں صاف صاف کہہ دیا کہ علماء نے اپنی غلطیوں کو دین وتقوی بنا کر رکھا ہے اور یہی ان کے مخفی بت ہیں جن کی وہ خود بھی پرستش کرتے ہیں اور دوسروں سے بھی پرستش کراتے ہیں یعنی اصلی دین جس کا قرآن پاک میں تذکرہ ہے:﴿إن الدين عند الله الإسلام﴾ (۲) ان کے پاس نہیں ہے۔

ایک نیا دین

یہ بھی بتا دیا گیا کہ جماعت اسلامی کا پیش کردہ دین ایک نیا دین ہے جس سے عوام اور علماء سب ناواقف ہیں، اسلئے جماعت اسلامی میں داخلہ کیلئے از سرنو کلمہ شہادت ادا کرنا ضروری ہے اور اس شرط سے کسی بڑے عالم اور شیخ طریقت کو مستثنی نہیں کیا گیا ہے۔

۳۶-''جماعت میں جب کوئی نیا شخص داخل ہو تو اسے پورا احساس ذمہ داری دلا کر از سرنو کلمۂ شہادت ادا کرنا چاہیئے اور پھر اس سے دریافت کرایا جائے کہ وہ اپنے آپ کو جماعت کے کس طبقہ میں شامل ہونے کیلئے پیش کرتا ہے؟ اس معاملہ میں کسی مشہور شخص اور بڑے سے بڑے کے لئے بھی استثناء نہیں ہے، بڑے سے بڑے عالم اور شیخ طریقت کو بھی داخل جماعت ہوتے وقت تجدید ایمان کرنی ہوگی''۔(جماعت اسلامی کا پہلا اجتماع، ص:۲۷)(۳)۔

جو عوام اور علماء جماعت اسلامی میں شریک نہیں ان کے ایمان واسلام کی حقیقت اب بھی اگر کوئی نہ سمجھے تو جماعت سے علیحدہ ہوجانیوالوں کا حکم پڑھ لے، ارشاد ہوتا ہے:

جماعت اسلامی سے نکلنا ارتداد ہے

۳۷-''یہ وہ راستہ نہیں جس میں آگے بڑھنا اور پیچھے ہٹنا دونوں یکساں ہوں، نہیں! یہاں پیچھے ہٹنے کے معنی ارتداد کے ہیں اور خدا کی طرف سے پیٹھ موڑنے کے

---

(۱) (ترجمان: ۲۶، عدد: ۳، ص: ۸۵)

(۲) (سورة آل عمران، پ: ۳، آية: ۹)

(۳) (جماعت اسلامی کا پہلا اجتماع، ص: ۲۷)

ہیں، لہذا جو قدم بڑھاؤ اس عزم کے ساتھ بڑھاؤ کہ اب یہ قدم پیچھے نہیں پڑیگا، جو شخص اپنے اندر ذرا بھی کمزوری محسوس کرتا ہے بہتر ہے کہ وہ اسی وقت رک جائے''۔ (جماعت اسلامی کا پہلا اجتماع)۔

''ارتداد'' کا لفظ بہت ہی واضح ہو گیا تھا جس کا مطلب سب ہی سمجھ جاتے ہیں اور ایسا لکھنا حزم واحتیاط کے خلاف تھا اس لیے جدید ایڈیشن میں اس کی تشریح کردی گئی ہے: ''اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس جماعت سے نکلنا ارتداد کا ہم معنی ہے، بلکہ اصل مطلب یہ ہے کہ خدا کے راستہ میں پیش قدمی کرنے کے بعد مشکلات، مصائب، نقصانات اور خطرات کو سامنے دیکھ کر پیچھے ہٹ جانا اپنی روح اور اپنی حقیقت کے اعتبار سے ارتداد ہے'': ﴿ومن یولهم یومئذ دبره إلا متحرفاً لقتال أو متحیزاً إلی فئة، فقد بآء بغضب من الله ومأواه جهنم وبئس المصیر﴾ (۱)۔

محض لفظوں کے اعتبار سے اس کو ارتداد کے ہم معنی قرار نہ دیا جائے، بلکہ یہ اپنی اصل حقیقت اور روح کے اعتبار سے ارتداد ہے جس کا انجام اللہ کا غضب اور جہنم ہے، کفر کا صریح حکم تو یہاں بھی نہیں لگایا لیکن اس کی روح اور حقیقت ضرور ذہن نشین کرادی۔

دین جن امور پر مشتمل ہے ان میں سے پہلی قسم ''اعتقادات'' اور علمائے متکلمین کے متعلق جماعت اسلامی کی طرف سے تخریبی تنقید کا نمونہ آپ نے دیکھ لیا، اب دوسری قسم ''آداب'' کے متعلق جماعت کی آراء پر غور کریں۔

تصوف اور سلوک

سلوک کا مقصود یہ ہے کہ بندہ کا دل حق تعالی کی مرضیات کا ایسا طالب ہو جائے جیسا کہ جسم غذا کا طالب ہے اور اس کو عبادت کی ایسی خواہش ہو جائے جیسی صحت مند جسم کو غذا اور پانی کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ اس وقت ہوسکتا ہے جبکہ دل حق تعالی کی محبت وعظمت سے پُر ہو جائے اور ماسوا اللہ کی محبت وعظمت سے خالی ہو جائے، جب تک کہ اغیار کی محبت وعظمت اس درجہ میں قائم ہے کہ اللہ پاک کی محبت وعظمت سے مزاحمت کرتی ہے، اس وقت تک وہ مرضیات حق کا طالب نہیں ہوسکتا اور نہ معاصی سے پوری طرح بچ سکتا ہے۔

---

(۱) (سورة الأنفال، پ: ۹، آیة: ۱۶)

اللہ تعالیٰ کی محبت وعظمت کا دل میں پوری طرح قائم ہوجانا تجلیہ ہے اوراغیار کی محبت وعظمت کا قلب سے نکل جانا تخلیہ ہے، ان دونوں چیزوں تجلیہ وتخلیہ پر رضاء الٰہی کا شوق بڑھتا اوراس کی طلب مستحکم اورمعاصی سے نفرت قوی ہوتی ہے، پھر اگر ایسا شخص کسی معصیت کا ارادہ بھی کرتا ہے تو اس کے دل میں وحشت، ضیق، ظلمت اور ایسی بے چینی پیدا ہوتی ہے کہ وہ معصیت کے اقدام سے رک جاتا ہے، اور اگر اتفاقاً معصیت کا صدور ہوجائے تو وحشت اور تنگدلی ترقی پکڑ کراس کو بہت جلد توبہ کی طرف مضطر کرتی ہے کہ بدوں سچی توبہ کے اس کو چین نہیں پڑتا۔

دوسرے لفظوں میں یوں سمجھئے کہ سلوک نام ہے ''تعمیر الظاهر والباطن'' کا یعنی اعضائے ظاہر اور قلب کا اپنے مالک جل شانہ کی طاعت وخدمت میں مشغول رکھنا اس طرح پر کہ ہادیٔ عالم رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریق اور تعلیم فرمائی ہوئی شریعت کے اتباع کی اس طرح عادت ہوجائے کہ سنت نبویہ پر عمل کرنا طبعی شیوہ اور خلقی شعار بن جائے اور تکلف کی حاجت نہ رہے۔

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر وباطن دونوں اعتبار سے اعدل الخلق ہیں اسی وجہ سے آپ کے جملہ حرکات وسکنات جن کو عادات کہا جاتا ہے کامل اعتدال پر تھے، جن کا اتباع ہر شخص کو معتدل بنا سکتا ہے اور چونکہ اعضاء کے ساتھ قلب کو خاص تعلق عطا کیا گیا ہے، اس لئے مسلمان جب کوشش کرتا ہے کہ عبادت کے علاوہ عادات میں بھی سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع ہمیشہ ملحوظ رکھے تو اس کے اعضاء میں اعتدال پیدا ہوجاتا ہے اور کجی دور ہوجاتی ہے، جس کا اثر قلب پر پڑتا رہتا ہے یہاں تک کہ قلب اخلاقِ رذیلہ سے متنفر اور خصائلِ حمیدہ سے متصف ہوکر معتدل بن جاتا ہے، اسی اعتدال کا نام نسبت ہے جس سے قلب کی حکومت اعضاء پر دوسرے نہج سے قائم ہوتی ہے، دل میں ایک روشنی پیدا ہوجاتی ہے جو طاعت ومعصیت کے فرق وامتیاز کو کسی وقت بھی مشتبہ ہونے نہیں دیتی، قلب کو مغیبات کے اعتقاد میں وہ مٹھاس معلوم ہوتی ہے جس کو دنیا کی کسی لذت اور نعمت سے تشبیہ نہیں دی جاسکتی، اللہ تعالیٰ کے ذکر وفکر سے اس درجہ اُنس حاصل ہوجاتا ہے کہ ایک لمحہ اس کا چھوٹنا جس کو غفلت کہتے ہیں ہفت اقلیم کے کٹنے اور عزت وآبرو کے ضائع ہونے سے زیادہ ناگوار اور باعث کوفت ہوتا ہے۔

الحاصل یہی شریعت جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھائی ہے اصل شیٔ اور طریقت ہے مگر اس وقت

جبکہ اعضاء سے متعدی ہوکر قلب تک پہنچ جائے اور عمل واکتساب قلبی انس وتعلق کا ثمرہ بن جائے۔

اعمال، غایات، ثمرات کے لحاظ سے اس کی بہت سی تعبیریں ہیں: تصوف، سلوک، طریقت، معرفت، تصحیح الاخلاق، اصلاح نفس، تزکیۂ باطن، علم الآداب وغیرہ۔

اس فن کا اصلی سرچشمہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کی شان میں ''یزکیھم'' (۱) اور ﴿إنك لعلى خلق عظيم﴾ (۲) نازل ہوا ہے اور خود ارشاد فرماتے ہیں: "بعثت لأتمم مكارم الأخلاق" الحديث. (۳) چنانچہ آپ کی تربیت وتزکیہ کی بدولت آپ کے خدام کو حسب استعداد مناصب جلیلہ عطاء ہوئے کہ یہ شیطان کے فتنوں سے محفوظ ہیں، ان کی زبان پر حق بولتا ہے (۴) شیطان اس راستہ پر نہیں چلتا، جس راستہ پر یہ چلتے ہیں (۵)، ان سے ملائکہ حیا کرتے ہیں (۶)، یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی

---

(۱) (سورة البقره، پ: ۱، آيه: ۱۲۹)

(۲) (سورة القلم، پ: ۲۹، آية: ۴)

(۳) لم أجده بهذا اللفظ، وقد أخرجه الإمام أحمد رحمة الله تعالىٰ عليه في مسنده بلفظ: "عن أبي هريرة رضي الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "إنمابعثت لأتمم صالح الأخلاق".
(مسند أحمد بن حنبل: ۳/۸۰، رقم الحديث: ۸۷۲۹، دار إحيا التراث بيروت)

(۴) "عن ابن عمر رضي الله عنهما أن رسول الله صلى عليه وسلم قال: "إن الله جعل الحق على لسان عمر وقلبه". الحديث (جامع الترمذي، أبواب المناقب، مناقب أبي حفص عمر بن الخطاب رضي الله تعالىٰ عنه: ۲/۲۰۹، سعيد)

(۵) "عن عائشة رضي الله تعالىٰ عنها قالت: كان رسول الله صلى عليه وسلم جالساً، فسمعنا لغطاً وصوت صبيان، فقام رسول الله صلى الله عليه وسلم، فإذا حبشية تزفن والصبيان حولها، فقال: "ياعائشه" ...... قالت: فقال رسول الله صلى عليه وسلم: "إني لأنظر إلى شياطين الجن والإنس، قد فرّوا من عمر" قالت: فرجعت". (جامع الترمذي، أبواب المناقب، مناقب أبي حفص عمربن الخطاب رضي الله تعالىٰ عنه، ۲/۲۱۰، سعيد)

(۶) "عن عائشه رضي الله تعالىٰ عنها قالت: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم مضطجعاً في بيته كاشفاً عن فخذيه أو ساقيه...... قالت عائشة: دخل أبوبكر فلم تهتشّ له ولم تباله، ثم دخل عمر فلم تهتش له ولم تباله، ثم دخل عثمان، فجلست وسويت ثيابك؟ فقال: "ألا أستحي من رجل تستحي منه =

تلوار ہیں، یہ اللہ کے شیر ہیں (۱) ان کا ایمان تمام امت کے ایمان سے زیادہ وزنی ہے، ان کی نیکیاں آسمان کے ستاروں کی برابر ہیں (۲)، ان کو جنت کے ہر دروازے سے بلایا جائیگا (۳)، یہ علم کا دروازہ ہے، ان سے قرآن سیکھو (۴)، انکا اتباع تمہارے ذمہ لازم ہے (۵)، ان سے اللہ راضی ہے، اور یہ اللہ سے

= الملائكه". (الحديث) (الصحيح لمسلم، كتاب الفضائل، باب من فضائل عثمان، الفصل الأول: ۲/۲۷۷، قديمی)

(ومشكوة المصابيح، باب مناقب عثما ن بن عفان رضی الله تعالیٰ عنه، الفصل الأول: ۲/۵۶۰، ۵۶۱، قديمی)

(۱) "عن أبی هريرة رضی الله تعالیٰ عنه قال: نزلنا مع رسو ل الله صلی الله عليه وسلم منزلاً، فجعل الناس يمرّون، فيقول رسول الله ﷺ: "من هذا يا أبا هريرة"؟ فأ قول: فلان، فيقول: "نعم عبدالله هذا" ...... حتی مر خالد بن وليد، فقال: "من هذا؟" قلت: خالد بن وليد، قال: "نعم عبدالله خالد بن وليد، سيف من سيو ف الله". (جامع الترمذی، أبواب المناقب، منا قب خالد بن الوليد: ۲/۲۲۴، سعيد)

(۲) "عن عائشة رضی الله تعالیٰ عنها قالت: بينارأس رسول الله صلی الله تعالیٰ عليه وسلم فی حجری فی ليلة ضاحية إذقلت: يارسول الله! هل يكون لأحد من الحسنات عدد نجو م السماء، قال: "نعم، عمر". الحديث. (مشكوة المصابيح، باب مناقب أبی بكر وعمر رضی الله تعالیٰ عنهما، الفصل الثالث، ص: ۵۶۰، قديمی)

(۳) "عن أبی هريره رضی الله تعالیٰ عنه أن رسول الله ﷺ قال: "من أنفق زوجين فی سبيل الله، نودی من أبواب الجنة، ياعبد الله! هذا خير، فمن كا ن من أهل الصلاة دعی من باب الصلا ة ...... فقال أبو بكر: بأبی أنت و أمی يارسول الله! ماعلی من دعی من تلك الأبواب من ضرورة، فهل يد عی أحد من تلك الأبو اب كلها؟ قال: "نعم، وأر جو أن تكو ن منهم". (صحيح البخاری، كتاب الصوم، باب الر يان للصائمين: ۱/۲۵۴، ۲۵۵، قديمی)

(۴) "عن علی رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال رسو ل الله صلی عليه وسلم: "أنادار الحكمة وعلی بابها". (جامع الترمذی، أبواب المناقب، مناقب علی بن أبی طالب، ۲/۲۱۳، سعيد)

(۵) "عن عمر قال: قال رسول الله صلی الله عليه وسلم: "أكرموا أصحابی، فإنهم خياركم، ثم الذين يلونهم، ثم الذين يلو نهم".

"وعن ابن عمر بن الخطاب قال: سمعت رسو ل الله صلی الله عليه وسلم يقول: ...... "أصحابی كالنجوم فبأ يهم اقتديتم اهتد يتم". (مشكو ة المصابيح، باب مناقب الصحابه، الفصل الثانی والثالث، ص: ۵۵۴، قديمی)

راضی ہیں (۱)، جنت ان کی مشتاق ہے، یہ جنت میں میرے رفیق ہیں (۲) میں ان سے راضی ہوں، جس نے اس کو دکھ پہنچایا اس نے مجھے دکھ پہنچایا (۳)، ان کو بُرا مت کہو (۴)، اگر ان سے کوئی لغزش ہو جائے تو اس کا تذکرہ مت کرو، ان کی دو رکعت دوسروں کی دولاکھ رکعت سے بڑھ کر ہیں، جو شخص ان کو برا کہے اس پر اللہ کی لعنت بھیجو (۵)۔ الغرض عجیب عجیب طریق پر اس تزکیہ کا ظہور ہوا۔

اکبر مرحوم نے خوب کہا ہے۔

درفشانی نے تری قطروں کو دریا کردیا
دل کو روشن کردیا آنکھوں کو بینا کردیا

خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کردیا

---

(۱) قال الله تعالیٰ: ﴿رضی الله عنهم ورضوا عنه﴾ (البينة، پ:۳۰، آیت: ۸)

(۲) "عن طلحة بن عبيدالله رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول صلی الله تعالیٰ عليه وسلم: "لكل نبی رفيق، ورفيقی يعنی فی الجنة عثمان". (جامع الترمذی، أبواب المناقب، مناقب عثمان بن عفان رضی الله تعالیٰ عنه، ۲/۲۱۰، سعيد)

(۳) "عن عبدالله بن مغفل رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول الله صلی الله عليه وسلم: "الله الله فی أصحابی، الله الله فی أصحابی، لا تتخذو هم غرضاً من بعدی، فمن أحبهم فبحبی أحبهم، و من أبغضهم فببغضی أبغضهم، و من آذاهم فقد آذانی، و من آذانی، فقد آذی الله". (الحديث) (مشكوة المصابيح، باب مناقب الصحابه، الفصل الثانی، ص: ۵۵۴، قديمی)

(۴) "عن أبی سعيد الخدری رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول الله صلی الله عليه وسلم: "لا تسبوا أصحابی، فلو أن أحد كم أنفق مثل أحد ذهباً مابلغ مُدّ أحد هم ولا نصيفه". (مشكوة المصابيح، باب مناقب الصحابة، ص: ۵۵۳، قديمی)

(۵) "عن ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما قال: قال رسول الله صلی الله عليه وسلم: "إذارأيتم الذين يسبون أصحابی فقولوا: لعنة الله علی شركم". (مشكوة المصابيح، باب مناقب الصحابه، الفصل الثالث، ص: ۵۵۴، قديمی)

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دیگر امانات: تلاوت، تعلیمِ کتاب، تعلیم حکمت کی طرح اس امانت ''تزکیہ'' کو بھی بعد والوں کے سپرد کیا، پر جیسے جیسے خیر القرون سے بُعد ہوتا گیا اور مادیات کے اختلاط کا غلبہ ہوتا گیا، تزکیہ کیلئے مجاہدات وریاضات کی ضرورت زیادہ پیش آتی گئی، لہذا اس علم نے مستقل فن کی صورت اختیار کر لی، اخلاق فاضلہ، توکل، صبر، شکر، قناعت، سخاوت، شجاعت، ایثار، حلم، عفو، تواضع، احسان، شفقت، رضاء، تسلیم، زہد، ورع، امانت، خوف، رجاء، صدق، اخلاص، وغیرہ کی تفصیلات اوران کی تحصیل کے طرق کو جمع کیا گیا۔ اوراخلاق رذیلہ: بخل، حسد، غضب، حقد، حسد، حرص، کذب، ریا، جدال، عجب، تکبر، لعن، غیبت، نمیمہ، حبِّ جاہ وغیرہ اوران کے معالجات کو مرتب کیا گیا۔ بہت سی کتابیں: ''قوت القلوب، عوارف المعارف، احیاء العلوم، قشیریہ، منہاج العابدین'' وغیرہ تصنیف کی گئیں، اور یہ سب کچھ قرآن پاک، احادیث وآثار کی روشنی میں ہوا، اس فن کے چار امام زیادہ مشہور ہوئے جن کے سلسلے مستقل چلے اور اب تک جاری ہیں: حضرت سید عبدالقادر جیلانی، شیخ شہاب الدین سہروردی رحمہ اللہ تعالیٰ، خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ تعالیٰ، خواجہ بہاؤ الدین نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ۔

ان سے پہلے اوران کے بعد بھی بہت سے اکابر نے بڑی بڑی ریاضتیں کی ہیں:

شیخ معروف کرخی رحمہ اللہ تعالیٰ، حضرت بایزید بسطامی رحمہ اللہ تعالیٰ، فضیل ابن عیاض، سری سقطی، شیخ محی الدین ابن عربی، امام غزالی، شیخ عبدالقدوس، سلطان نظام الدین رحمہ اللہ تعالیٰ، خواجہ باقی باللہ، حضرت مجددِ الف ثانی، خواجہ محمد معصوم، حضرت مرزا مظہر جانجاناں، حضرت شاہ ولی اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ، حضرت شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ، حضرت سید احمد شہید، حضرت محمد اسماعیل شہید وغیرہ رحمہم اللہ تعالیٰ۔

ان حضرات کی مساعیٔ جمیلہ کی بدولت اکنافِ عالَم میں اسلام پھیلا، گروہ درگروہ مسلمان تزکیۂ باطن کر کے صفتِ احسان: ''أن تعبد الله كأنك تراه'' (۱) کی دولت سے مالا مال ہوئے، علوم نبوی کے ساتھ

---

(۱) (أخرجه البخاري في صحيحه في كتاب الإيمان، باب سوال جبرئيل البنى صلى الله عليه وسلم عن الإيمان والإسلام والإحسان: ۱/۱۲، قديمي)

(والترمذي في جامعه في أبواب الإيمان عن رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، باب في وصف جبريل للنبّي صلى الله عليه وسلم الإيمان: ۸۸/۲، سعيد)

اخلاق نبوی کی اشاعت ہوئی، بے شمار مواقع پر اہل باطل کے ساتھ باطنی تزاحم وتصادم کی نوبت بھی آئی اور اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غالب فرمایا۔ بعض اکابر کے ہاتھ پر لاکھوں آدمی مشرف بہ اسلام ہوکر ابدی جہنم سے نجات پاکر مستحق جنت قرار پائے، ہزاروں کی جماعتیں ایک ایک شخص کے ہاتھ پر بیعت ہوکر اخلاق نبویہ کے ساتھ متصف ہوئیں اور نسبت یادداشت سے نوازی گئیں۔ اگر یہ کہا جائے کہ آج جہاں بھی اسلام واخلاق کی روشنی نظر آتی ہے، اس میں ان حضرات کی جد وجہد کا بڑا حصہ ہے تو غالباً مبالغہ نہ ہوگا۔ یہ ہے علم تصوف کا مختصر خاکہ۔ اب ملاحظہ فرمایئے کہ جماعت اسلامی کی نظروں میں تصوف اور اصحابِ تصوف کی کیا حیثیت ہے؟

مودودی صاحب جاہلیت راہبانہ کی تشریح کے بعد فرماتے ہیں:

یوگ، تصوف، کوکین، افیون

۳۸۔ "یہ نظریہ بجائے خود غیر تمدنی نظریہ ہے، مگر تمدن پر یہ متعدد طریقوں سے اثر انداز ہوتا ہے، اس کی بنیاد پر ایک خاص قسم کا نظام فلسفہ بنتا ہے جس کی مختلف شکلیں: ویدانتزم، اشراقیت، یوگ، تصوف، مسیحی رہبانیت اور بدھ ازم وغیرہ ناموں سے مشہور ہیں، اس فلسفہ کے ساتھ ایک ایسا نظامِ اخلاق وجود میں آتا ہے جو بہت کم ایجابی اور بہت زیادہ سلبی بلکہ تمام تر سلبی نوعیت کا ہے، یہ دونوں چیزیں مل جل کر لٹریچر، عقائد، اخلاقیات، اور عملی زندگی میں نفوذ کرتی ہیں اور جہاں جہاں ان کے اثرات پہونچتے ہیں وہاں افیون اور کوکین کا کام کرتے ہیں"۔ (تجدید احیائے دین، ص:۱۴)(۱)۔

یہ وہی افتادمزاج ہے کہ جماعت اسلامی تخریبی تنقید کے پیش نظر حق وباطل کو ایک ہی ساتھ صف میں پیش کرتی ہے، جس طرح تبلیغ کرنے والوں کے پیش کردہ مذہب اسلام کو بے جان عقائد، بے معنی منتر، بے مقصد حرکات کی خانہ ساز ذہنی معجون بنا کر پنڈتوں، پادریوں، گرنتھیوں کا ہمدوش، ہمنوا، ہمرنگ قرار دیا اور وفاتِ پیغمبر کا نقشہ اس طرح کھینچا کہ بھکاری اور پیغمبر کے مرنے پر آسمان وزمین یکساں طور پر متاثر نہیں ہوئے، ملاحظہ ہو عبارت: ۱۳، ۱۴(۲)۔

---

(۱) (تجدید احیاء دین، ص: ۱۴)

(۲) (تنقیدات، ص: ۳۳) و (ترجمان، ج: ۱۲، عدد: ۴، ۲۸۷/۴۷)

اسی طرح یہاں تصوف کو ''ویدانتزم، اشراقیت، یوگ، مسیحی رہبانیت، اور بدھ ازم'' کی صف میں لا کر کھڑا کر دیا گیا، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تمام عالم کی صفوں کا نظم ونسق اور یہ تشخیص کہ کس کو کس صف کا ٹکٹ دیا جائے اور کس صف میں بٹھایا جائے انہی حضرات کے سپرد ہے، چنانچہ ارشاد فرماتے ہیں:

۳۹-''میں حیران رہ جاتا ہوں جب سنتا ہوں کہ شاہ ولی اللہ صاحب نے ویدانتی فلسفہ اور اسلامی فلسفہ کا جوڑ لگا کر نئی ہندی قومیت کیلئے فکری اساس فراہم کرنے کی کوشش کی تھی، مجھے ان کی کتابوں میں اس کوشش کا کہیں سراغ نہ ملا اور اگر مل جاتا تو باللہ العظیم کہ میں شاہ ولی اللہ صاحب کو مجددین کی فہرست سے خارج کر کے متجددین کی صف میں لا کر بٹھاتا''۔(تجدید واحیائے دین، ص:٦٨)(۱)۔

امام غزالی کے تجدیدی کارناموں کا جائزہ لیتے ہوئے، ان کی تعریف وتوصیف کے بعد جب تخریبی تنقید اور بے لاگ تحقیقی نگاہ کی باری آئی تو جن امور کو ان کے کمالات میں شمار کیا تھا ان کو بھی نقائص کی فہرست میں داخل فرما دیا گیا، چنانچہ فرماتے ہیں:

امام غزالی کے نقائص

۴۰-''امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ کے تجدیدی کام میں علمی وفکری حیثیت سے چند نقائص بھی تھے، دوسری قسم ان نقائص کی جو ان کے ذہن پر عقلیات کے غلبہ کی وجہ سے تھے''۔(تجدید واحیائے دین، ص:۴۵)(۲)۔

حالانکہ خود اس سے قبل ان کی عقلیات کے تجدیدی کارنامے لکھ چکے ہیں کہ: ''انہوں نے (امام غزالی نے) اسلام کے عقائد اور اساسیات کی ایسی معقول تعبیر پیش کی جس پر کم از کم اس زمانہ کے اور بعد کی کئی صدیوں تک کے معقولات کی بناء پر کوئی اعتراض نہ ہوسکتا تھا، اس کے ساتھ انہوں نے احکامِ شریعت اور عبادات ومناسک، اَسرار ونصائح بھی بیان کئے اور دین کا ایک ایسا تصور لوگوں کے سامنے رکھا جس سے وہ غلط فہمیاں دور ہوگئیں جن کی بناء پر یہ گمان ہونے لگا تھا کہ اسلام عقلی امتحان کا بوجھ نہیں سہہ سکتا''۔(تجدید احیائے دین)۔

---

(۱)(تجدید احیاء دین، ص: ٦٨)

(۲) (تجدید احیاء دین ،ص :۴۵)

''انہوں نے فلسفہ کا گہرا مطالعہ کر کے اس پر تنقید کی اور اتنی زبردست تنقید کی کہ اس کا وہ رعب جو مسلمانوں پر چھا گیا تھا کم ہوگیا اھ۔

امام کی اس تنقید کا اثر مسلم ممالک تک ہی محدود نہ رہا بلکہ یورپ تک پہنچا اور وہاں بھی اس نے فلسفہ یونان کے تسلط کو مٹانے اور جدید دور تنقید وتحقیق کا فتح یاب کرنے میں حصہ لیا، امام غزالی نے بروقت اس کی اصلاح کی اور مسلمانوں کو بتایا کہ تمہارے عقائدِ دین کا اثبات ان غیر معقولات کے التزام پر منحصر نہیں بلکہ اس کیلئے معقول دلائل موجود ہیں''۔(تجدید،ص:۴۳،۴۲)(۱)۔

یہ سب کچھ امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ نے عقلیات کی مدد سے کیا مگر برا ہو جذبۂ تخریب کا کہ امام موصوف کی یہ ساری محنتیں کاوشیں دینی خدمتیں نقائص یا باعثِ نقائص بن رہی ہیں۔

افسوس اس مضمون کی تکمیل نہ ہوسکی۔لعل اللہ یحدث بعد ذلك أمراً۔

حکومت الٰہیہ کا قیام

سوال[۵۱۳]: میرے کچھ قریبی عزیز جو مجھ سے عمر میں کچھ بڑے بھی ہیں میرے یہ کہنے پر کہ ''بندوں کے اوپر بندوں کی نہیں بلکہ اللہ کی حکومت ہونی چاہئے اور اسی کا حکم ہونا چاہئے جب کہ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذریعہ سے تمام دستورِ حیات ہم کو دیا ہے اور آخرت میں اس کا جواب دینا ہے'' مجھے ''کوتاہ فہم'' اور بے عقل قرار دیتے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ مذاق بھی اڑاتے ہیں۔مزید یہ ثابت کرنے کی بھی کوشش کرتے ہیں کہ وقت کے حاکم کا حکم ماننا چاہئے، خواہ شریعت کے خلاف ہی کیوں نہ ہو اور اسی وجہ سے ہم ''ڈاکٹر امبیڈکر'' کے دستور کو بھی مانتے ہیں، یہاں جائز اور ناجائز پیش نظر نہیں ہے۔ یہ لوگ مزید کہتے ہیں کہ اللہ کی حکومت تو جاری ہے اور کیسی حکومت، لیکن میں اسلام اور اسلامی تاریخ کے مطالعہ سے جس نتیجہ پر پہونچا ہوں وہ یہ کہ ایمان مسلمانوں کو اللہ کے اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دستور اور طریقوں پر ہی رکھنا چاہئے، نہ کہ کسی انسان کے مقرر کردہ دستور پر جو شریعت کے خلاف ہو، اللہ کے حکم کو نافذ کرنے کے لئے اور حکومت الٰہیہ کے قیام کے لئے عمر بن عبدالعزیز، مجدد الف ثانی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، امام غزالی، سید احمد شہید رحمہم اللہ تعالیٰ نے تمام عمر کوشش کی، حال ہی میں سید قطب کو اسلام کو مصر میں لانے کی جدوجہد میں پھانسی دی گئی اور ان کی لاش

(۱) (تجدید احیاء دین، ص: ۴۲، ۴۳)

بھی کسی مسلمان کو نہیں دی گئی، اس لئے ساری مسلم دنیا میں ان کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی گئی۔

اب آپ فیصلہ فرمائیں کہ کون غلطی پر ہے اور کیوں؟ اور ساتھ ہی ساتھ حکومت الہیہ کا مفہوم بھی سمجھادیں۔

الجواب حامداً و مصلياً:

قرآن کریم میں ہے: ﴿إن الحكم إلا لله﴾ (۱) جن امور میں اللہ پاک کا ارشاد موجود ہے یا حدیث شریف موجود ہے یا ائمہ مجتہدین نے قرآن وحدیث سے استخراج کر کے اتفاق کرلیا ہے ان میں سے ان سب کو چھوڑ کر محض خواہشاتِ نفسانی کے ماتحت از خود عمل کرنا یا کسی کو مستقلاً حاکم تسلیم کرنا جائز نہیں، جن مسائل میں قرآن کریم یا حدیث شریف یا ائمہ مجتہدین سے دونوں طرح گنجائش ملتی ہے ان میں زیادہ تنگی نہیں مگر اتباعِ نفس سے وہاں بھی اجتناب ضروری ہے، اگر ہم اپنے اختیار سے کوئی قانون بنالیں اور عملاً اس کی پابندی کرلیں تو یہ خدائی قانون کا مقابلہ نہ ہوگا۔

مثلاً ہمارے پاس زمین کے متعدد قطعات ہیں کسی میں ہم مکان بنائیں، کسی میں دوکان اور کسی میں گندم کی کاشت کریں، کسی میں چنے کی، کسی میں باغ لگائیں تو یہ چیز قابل اعتراض نہیں، اسی طرح جائز اور اختیاری امور میں ہمارا کوئی بڑا ہم کو حکم کرے خواہ وہ حکومت ہو یا والد یا استاذ یا قیم اور امیر جماعت ہو تو اس کا حکم تسلیم کرنا غیر اللہ کو معبود تسلیم کرنا نہیں ہے، نہ اس کو طاغوت یا کوئی اور دوسرا لقب دیا جائے گا۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حدیث شریف میں والدین کی اطاعت کا حکم فرمایا ہے (۲)، نیز یہ بھی ارشاد ہے کہ:

---

(۱) (یوسف: ۴۰)

(۲) "قال: سألت النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: أيّ الأعمال أحب إلى الله؟ قال: "الصلوة على وقتها". قال: ثم أي؟ قال: "ثم برّ الوالدين". (صحيح البخاري: ۲/ ۸۸۲، كتاب الأدب، باب قوله تعالىٰ: ﴿ووصينا الإنسان بوالديه احساناً﴾، قديمي)

"عن ابن عباس رضي الله تعالىٰ عنهما قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "من أصبح مطيعاً لله في والديه، أصبح له بابان مفتوحان من الجنة، و إن كان واحداً فواحداً. و من أصبح عاصياً لله في والديه أصبح له بابان مفتوحان من النار، إن كان واحداً فواحداً" قال: رجل و إن ظلماه؟ قال: "و إن ظلماه و إن ظلماه و إن ظلماه". (مشكوة المصابيح: ۲/ ۴۲۱، كتاب الآداب، باب البر والصلة، قديمي)

’’جس نے میرے تجویز کردہ امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے اس کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے خدا کی نافرمانی کی‘‘(۱)، جائز امور میں حاکم کی اطاعت کا بھی حکم ہے۔

مسلمانوں کے ایمان کو پختہ کرنا بہت ضروری ہے اور اس کی پختگی یقین اور عمل صالح سے آتی ہے اور اخلاق کی اصلاح سے جذبات عالیہ پیدا ہوئے ہیں اور تقویٰ ان سب کے لئے بنیاد کی حیثیت رکھتا ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث میں موجود ہے کہ: ’’ہر چیز کے لئے معدن (کان) ہوتا ہے اور تقوی کا معدن عارفین کے قلوب ہیں‘‘(۲)۔ لہذا صلحاء وعرفاء واتقیاء کی صحبت اور ان کے ارشادات پر غور وفکر کے ساتھ کاربند ہونے کی ضرورت ہے، ہر شخص محض لٹریچر کے مطالعہ سے متقی نہیں بن جاتا، ورنہ قرآن پاک جو سب سے اعلیٰ کتاب ہے اور اصول دین پر حاوی ہے اس کو نازل کردیا جاتا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مبعوث نہ فرمایا جاتا، کیونکہ صحابہ کرام سب اہل زبان تھے، اس کو دیکھ کر سب کے سب متقی ہوجاتے، رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعریف میں ہے ’’و یزکیهم ‘‘(۳) تزکیہ باطن صحبتِ مبارکہ سے ہوتا تھا، قرآن کریم میں دو چیزیں ہیں: ’’الفاظ‘‘ اور ’’نور‘‘ الفاظ زبان مبارک سے تلاوت فرما کر صحابہ کرام کو سکھائے اور نور سینۂ مبارک سے صحابہ کرام کے سینوں میں منتقل ہوا، پھر صحابہ کرام نے بھی یہی طریقہ اختیار فرمایا، اس نور کے ذریعہ سے حق و باطل میں تمیز ہوتی ہے اور ایمان قوی ہو کر آدمی کی تکمیل ہوتی ہے ورنہ اگر وہ نور نہ ہو تو خالی الفاظ تو یہود ونصاریٰ بھی پڑھتے ہیں، بلکہ ترجمہ وتفسیر بھی لکھ دیتے ہیں۔ ’’حکومت الہیہ‘‘ کی آپ کوشش کررہے ہیں،

---

(۱) ’’قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: ’’من أطاعنی فقد أطاع الله، و من عصانی فقد عصی الله، ومن أطاع أمیری فقد أطاعنی، و من عصی أمیری فقد عصانی‘‘. (صحیح البخاری: ۲/۱۰۵۷، کتاب الأحکام، باب قول الله: (أطیعوا الله وأطیعوا الرسول و أولی الأمر منکم)، قدیمی)

(وصحیح الإمام مسلم رحمه الله تعالیٰ: ۲/۱۲۴، کتاب الإمارة، باب وجوب طاعة الأمراء فی غیر معصیة و تحریمها فی المعصیة، قدیمی)

(۲) (ابن عمر) رفعه: ’’لکل شئی معدن ومعدن التقوی قلوب العارفین‘‘. (جمع الفوائد: ۴/۲۰۷، کتاب الخوف والرقاق والمواعظ، رقم الحدیث: ۱۷۳۴، إدارة القرآن)

(۳) (سورة البقرة: ۱۲۹، و آل عمران: ۱۶۴)

بہت مبارک چیز ہے، آپ نے خود بھی تو اس کا کچھ مفہوم سمجھا ہوگا اور اس کا کچھ ماخذ بھی آپ کے پاس ہوگا، آپ ہی فرمائیں کہ اس کا مفہوم کیا ہے اور وہ کہاں سے ثابت ہے اور کیا وہ دنیا میں کبھی قائم ہوئی بھی ہے، یا یہ لفظ ایسا ہے کہ اس کا مصداق کبھی دنیا میں قائم نہیں ہوا اور دنیا اس سے نا آشنا ہے جیسا کہ موجودہ دور کے حکومت الٰہیہ کے سب سے بڑے داعی اور لیڈر نے لکھا ہے ''اصولِ حکومت وہ چیز ہے جس سے دنیا ہمیشہ نا آشنا رہی ہے اور آج تک نا آشنا ہے''(۱)۔

تنبیہ: غائبانہ نماز جنازہ کی اجازت نہیں، میت کا سامنے ہونا ضروری ہے، اگر کوئی بغیر نماز جنازہ پڑھے میت کو دفن کر دیا گیا ہو تو مجبوراً قبر پر نماز جنازہ پڑھ لی جائے، وہ بھی اتنی مدت کے اندر کہ میت کے پھٹ جانے کا ظن غالب نہ ہو، اس کے بعد قبر پر بھی نہ پڑھی جائے جیسا کہ کتب فقہ ردالمحتار (۲)، بحرالرائق (۳) وغیرہ میں ہے۔ جو شخص غلط بات کہے اور ناواقف ہو تو اس کو صحیح راہ بتادی جائے، مذاق نہ اڑایا جائے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۱۱/۱۰/۸۸ھ۔

ایضاً

سوال[۵۱۴]: عرض ہے کہ۔

وقت فرصت ہے کہاں کام ابھی باقی ہے نورِ توحید کا اِتمام ابھی باقی ہے

۱.....خلقت آدم کی غایت، نسل آدم، کواپنے داعی آدم علیہ السلام ''لا إله إلا الله ، آدم صفی الله'' سے

---

(۱) مولانا مودودی صاحب کی طرف اشارہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) ''(وإن دفن) و أهيل عليه التراب (بغير صلاة) أو بها بلا غسل أولمن لا ولاية له(صلى على قبره) استحساناً(مالم يغلب على الظن تفسخه) من غير تقدير، هو الأصح، و ظاهره أنه لو شك في تفسخه صلى عليه، لكن في النهر عن محمد :''لا'' كأنه تقديماً للمانع''. (الدر المختار مع رد المحتار: ۲/۲۲۴، باب صلاة الجنازة، سعيد)

(۳) ''فإن دفن بلا صلاة صلى على قبره مالم يتفسخ ؛ لأن النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم صلى على قبر امرأة من الأنصار .... قال: و قيد بعدم التفسخ؛ لأنه لا يصلى عليه بعد التفسخ ؛ لأن الصلاة شرعت على بدن الميت فإذا تفسخ لم يبق بدنه قائماً''. (البحر الرائق : ۲/۳۳۰، كتاب الجنائز، فصل السلطان أحق بصلاته ، رشيديه)

"لا إلٰہ إلا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ" تک کے ذریعہ سے زمین پر "خلافتِ الٰہی" کا قیام مقصود تھا تو پھر کیا اس وقت کسی بھی مملکت میں عملی خلافت ابھی قائم ہے؟

۲......خلافت الٰہی کا مطلب امامت اور امارت ہے یا کچھ اور جیسا کہ مرکز میں تبلیغی جماعت کے امیر ہیں یا امام اور دونوں کی بنیادی ذمہ داریاں کیا کیا ہیں؟

۳......ہمارے کونسے علماء کا گروہ بصورتِ جماعت خلافتِ الٰہی کے سلسلے میں خدائی قانون اور حکومت کے نفاذ میں سعی کررہا ہے؟

۴......کلام پاک میں صلوۃ کے ساتھ ساتھ زکوۃ کا ذکر ہے، صلوۃ کی نسبت سے زکوۃ کے بارے میں ہمارا کیا عمل ہے؟ جب کہ صلوۃ کا ایک باقاعدہ جماعتی نظام ہند اور بیرون ہند میں کام کررہا ہے؟

۵......مدارسِ دینیہ مروجہ طریقہ سے چندہ کے ذریعہ چلانا، مہمانانِ رسول کو صدقہ، خیرات، زکوۃ کا مال کھلا کر علم پڑھانا، کیا آپ کو حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے خیالاتِ عالیہ بسلسلہ چندہ وتعلیمِ دین سے اتفاق ہے، جب کہ آپ دارالعلوم کی مجلس شوریٰ کے ممبر ہیں؟

گلا تو گھونٹ دیا اہلِ مدرسہ نے تیرا پھر کہاں سے آئے صدائے لا إلٰہ إلا اللّٰہ
یہ نیم شبی، یہ مراقبے، یہ سرود تیری خودی کے نگہبان نہیں تو کچھ بھی نہیں

الجواب: مکرم ومحترم زیدت مکارمکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ

منتظر نظارے ہیں چشمِ خمارِ آلود کھول
اٹھ کلید فتح بن، قفلِ درِ مقصود کھول

۱......مقصودِ تعلیم عبدیت ہے: ﴿ما خلقت الجن والإنس إلا لیعبدون﴾ الآیة (۱)، خلافت موعود ہے: ﴿وعد اللّٰہ الذین آمنوا منکم و عملوا الصالحات لَیستخلفنهم فی الأرض﴾ (۲)، مقصود سے صرفِ نظر کرکے اس مقصود پر جو چیز موعود ہو، اس کا خواب شرمندۂ تعبیر نہیں ہوتا۔

۲......انسان خدا کی دی ہوئی قوتوں اور صلاحیتوں کو اپنے خالق کی رضا کے لئے وقف کردے اور اس کو نصب

(۱) (الذاریات: ۵۶)
(۲) النور: ۵۵)

العین بنالے تو پھر قدرتی طور سے اس کو اس کی حیثیت کے موافق منصب عطا ہوتا ہے اور وہ صفاتِ خداوندی کو زیادہ سے زیادہ جلوہ گر دیکھتا ہے اور مخلوق اس سے اثر لے کر اطاعت کا ثبوت دیتی ہے یعنی جتنا یہ مطیعِ احکام خداوندی ہوتا جاتا ہے اس کا اثر دوسروں پر پڑ کر دوسرے احکام خداوندی میں اس کی اطاعت کرتے ہیں اس میں جعل اور تکلف کو دخل نہیں ہوتا۔

تو ہم گردن از حکم داور مپیچ　　　　که گردن نه پیچد ز حکم تو ہیچ

"من تواضع لله رفعه الله "(۱) جو امامت یا امارت دوسروں کے دینے سے ملے اس کی بنیاد تو عطائے غیر پر ہے، جب چاہے واپس لے لے، مرکزِ تبلیغ میں جو کچھ ہے وہ نفل ہے، تمرین مقصود ہے۔ دوسری جماعتوں میں بھی کم یا زیادہ، اسی بنا پر استعفاء اور انتخاب، چناؤ الیکشن کی نوبت زیادہ آتی ہے۔

۳......"کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیته "(۲) کے تحت ہر با عمل عالم سعی میں ہے اور سعی کے موافق خدائی قانون بھی جاری ہوتا ہے، محض نعرہ لگا کر اور قرارداد، دستاویز پاس کر کے اور منشور شائع کر کے جو نتائج اور اثرات ظاہر ہوئے وہ بھی سامنے ہیں۔

۴......صلوۃ کے ساتھ نہ صرف زکوۃ بلکہ پورے دین کے لئے جماعتی جدوجہد جاری ہے اور کامیابی ہو رہی ہے۔ بحمد اللہ۔

۵......سب سے پہلا مدرسہ اصحابِ صفہ کی جماعت تھی، اس کا نظام تو سامنے ہوگا، حضرت مولانا تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ دار العلوم کے سرپرست تھے ان کی رائے آخری فیصلہ کی حیثیت رکھتی تھی، مدرسہ چلانے کا طریقہ بھی ان کے سامنے تھا، میری رائے ان کے خلاف نہیں۔

این جوانانِ تشنہ لب، خالی دماغ　　　　شستہ رو، تاریک جاں، روشن دماغ
کم نگاہ و بے یقین، و ناامید　　　　چشم شان اندر جہاں چیزے ندید

والسلام احقر محمود غفرلہ

---

(۱) (مشکاۃ المصابیح، عن عمر بن الخطاب: ۴۳۴/۲، کتاب الآداب، باب الغضب والکبر، الفصل الثالث، قدیمی)

(۲) "عن عبد الله بن عمر رضی الله عنهما قال: قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: "ألا کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیته، فالإمام الذي علی الناس راعٍ و هو مسئول عن رعیته". الحدیث. (مشکاۃ المصابیح: ۳۲۱/۲، کتاب الإمارۃ والقضاء، الفصل الأول، قدیمی)

اسلامی حکومت کہیں نہیں، اس کی وجہ

سوال [۵۱۵] : ا...... مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب نے اپنی کتاب ''حقوق الزوجین''، ص: ۹۷ سے ص: ۱۰۸ تک میں ارتداد احد الزوجین، خیار بلوغ، ولایتِ اجبار کی شرائط اور مہر کے متعلق اپنی جس فقہی آراء کا اظہار فرمایا ہے کیا وہ صحیح ہیں؟ اگر نہیں تو رہنمائی فرمائی جائے۔

۲...... جبکہ اسلام مکمل نظامِ حیات ہے اور انسانی فطرت کے عین مطابق ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ آج دنیا کے کسی بھی ملک میں صحیح نظام نہیں، اسلامی حکومت قائم نہیں، کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا ہے کہ اسلامی حکومت کے قوانین انسان کے مزاج کے مطابق امور خیر وفلاح کے حامل نہیں، کیونکہ اگر ان میں کچھ بھی افادیت ہوتی تو کہیں نہ کہیں ضرور اسلامی حکومت قائم ہوتی، آخر دنیا کے سب لوگ تو خراب نہیں ہیں، پھر جب تک دنیا کی حکومت کا صحیح نظام نہیں دیکھا تھا تو وہ معذور تھی لیکن جب اسلام آیا تو صحیح نظام حکومت سامنے آیا، تو کیا وجہ ہے کہ خلفائے اربعہ کے بعد سے آج تک کوئی بھی شخص حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ کے سوا اسلامی ہدایات کے مطابق خلیفہ منتخب نہ ہوا اور نہ مستقبل ہی میں اس کا امکان نظر آرہا ہے کہ ایسا ہوگا، کیا اس میں دنیا کا قصور ہے یا اسلام کے نظام کا نقص ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

ا...... بیس سال سے زائد کا عرصہ ہوا جب وہ کتاب جماعت اسلامی کے ایک مبلّغ نے دی تھی، اس وقت مطالعہ کر کے جو باتیں اس میں فقہ حنفی کے خلاف تھیں وہ لکھ کر ان کو دیدی تھیں، کتاب بھی واپس کر دی تھی، اب نہ کتاب پاس ہے نہ وہ ان کے تفردات موجود ہیں۔ ایک ''حقوق الزوجین'' ہی کیا مودودی صاحب تو فقہ اور کلام میں ایک خاص مسلک رکھتے ہیں، جیسا کہ خود انہوں نے تصریح کی ہے، وہ اپنے اس مسلک میں کسی مجتہد کے تابع نہیں، کیونکہ تقلید ان کے نزدیک گناہ سے بھی شدید تر چیز ہے جیسا کہ ''رسائل ومسائل'' میں موجود ہے، لہذا ان کے متعلق یہ فکر کہ ان کی فقہی آراء کہاں تک دیگر فقہائے کرام کے موافق ہیں اور کہاں تک ان کی دی ہوئی دلیلوں کے مطابق ہیں ایسی ہی ہے جیسے کسی دوسرے نئے مدعی اجتہاد کے دعوؤں اور دلیلوں کے متعلق ہو جو شخص ان کو امت کا بہترین فرد تصور کرتا ہے وہ ان کے ہر سیاہ وسفید کو مانتا ہے، جس کو اختلاف ہوتا ہے وہ جماعت سے علیحدہ ہو کر ان کی بنیاد ہی کو غلط کہتا ہے جیسا کہ مولانا امین احسن اصلاحی صاحب، حکیم عبدالرحیم اشرف

صاحب، وحیدالدین خان صاحب وغیرہ کی تحریرات وتصنیفات میں تفصیل مذکور ہے۔

۲...... یہ اسلام کا نقص نہیں بلکہ جو لوگ احکام اسلام کو قبول نہیں کرتے ان کا قصور ہے، تسلیم کرنے والوں کی تعداد نہ تسلیم کرنے والوں کے مقابلہ میں قلیل ہے، زمانہ خیر القرون میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت کی بدولت ایسے حضرات کثیر تعداد میں تھے، ان کے مقابلہ میں نہ ماننے والے (منافقین) اقلیت میں تھے، پھر وہ نزول وحی کا دور تھا، اس کے بعد رفتہ رفتہ اس کی خیر میں قلت پیدا ہوتی گئی جیسا کہ حدیث شریف میں ہے: "خیر القرون قرني، ثم الذین یلونهم". الخ "ثم یفشوالکذب" (الحدیث) (۱)۔

جو کچھ تغیر روز بروز ہو رہا ہے، وہ حدیث شریف کی پیش گوئیوں کے مطابق ہو رہا ہے، مگر اس کا یہ مقصد ہرگز نہیں کہ سعی بھی نہ کی جائے، سعی بہرحال تادمِ آخر لازم ہے۔

درمیان میں اَور بھی صالح افراد کا انتخاب ہوا، انہوں نے بھی اپنے حوصلہ کے مطابق اصلاحی کام کئے ہیں، مگر ظاہر ہے کہ بعد کے لوگ خلفائے اربعہ کے درجہ کو ہرگز نہیں پہونچ سکتے، بلکہ کسی صحابی کے درجہ کو نہیں پہونچ سکتے۔ بعض آدمی ان اکابر پر بھی تخریبی تنقید کر ڈالتے ہیں، کہ ان میں یہ خرابیاں تھیں یہ کمزوریاں تھیں (۲)، ایسی تنقیدوں کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ان حضرات سے سوءِ ظن پیدا ہو کر خیال قائم ہوتا ہے کہ اسلام کو پورے طور پر کسی نے نہیں سمجھا اور کسی کی زندگی اسلامی زندگی نہیں تھی، بلکہ اسلام آج تک غیر واضح ہے۔

غور کیجئے کہ سچ بولنا، امانتدار ہونا، کسی پر ظلم نہ کرنا، ہمدردی کرنا یہ ایسے اخلاق ہیں کہ سب کے ہی نزدیک مطابقِ فطرت اور پسندیدہ ہیں، اور ان کے خلاف کرنا سب کے ہی نزدیک قبیح ہے، مگر کتنے لوگ ان کو اختیار کرتے ہیں، حالانکہ ان کیلئے کسی شوکت وقوت کی ضرورت نہیں، ہر شخص بلا تامل اختیار کرسکتا ہے، لیکن پھر

---

(۱) لم أجده بهذا اللفظ وقد ذكره الإمام أحمد في مسنده والنسائي في سننه بلفظهما: "عن عمر رضي الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "أكرموا أصحابي، فإنهم خياركم، ثم الذين يلونهم، ثم الذين يلونهم، ثم يظهر الكذب". الحديث رواه النسائي. (مشكوة المصابيح، كتاب المناقب والفضائل، باب فضائل الصحابة رضي الله تعالىٰ عنهم أجمعين، الفصل الثاني، ص: ۵۵۴، قديمي)

(ومسند الإمام احمد، مسند عمر بن الخطاب رضي الله تعالىٰ عنه: ۱/۳۳، رقم الحديث: ۱۱۵، دار إحياء التراث العربي بيروت)

(۲) "قد سبق نبذة من فضائلهم تحت عنوان: "کیا صحابہ کرام سے گناہ کا صدور ہوسکتا ہے؟")

بھی ان کو اختیار نہیں کیا جاتا، روئے زمین پر کوئی چھوٹی سے چھوٹی بستی بھی ایسی نہ ہوگی جہاں کے لوگ ان کو اختیار کئے ہوئے ہوں تو یہ اختیار نہ کرنے والے کا قصور ہے، ان اخلاق کا نقص نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

مسلک علماء دیوبند

سوال[۵۱۶۱]: مسلک علمائے دیوبند وغیرہ اوران میں نقائص نکالنا، ان کو سب وشتم کرنا اور طریقۂ جماعت اسلامی پر عمل کرنا کیسا ہے؟ مسلمانوں سے کدورت رکھنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

مسلک علمائے دیوبند عینِ کتاب وسنت اور طریقۂ اسلاف عظام کے مطابق ہے، اس میں نقص نکالنا غلط ہے، افراد میں کوتاہی ہوسکتی ہے اور اپنی کوتاہی کی اصلاح سے کسی کو بھی غافل نہیں رہنا چاہئے اور جو عام مسلمان عملی کوتاہی میں مبتلا ہیں وہ قابل رحم ہیں ان سے کدورت رکھ کر ان کو حقیر سمجھنا درست نہیں (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند، ۱۱/۴/۸۹ھ۔

---

(۱) قال الله تعالیٰ: ﴿يا أيهاالذين آمنوا لا يسخر قوم من قوم عسى أن يكونو ا خيراً منهم﴾ (الحجرات، آیت: ۱۱)

"وقال القرطبی: السخرية الإ ستحقار والاستهانة و التنبيه على العيوب والنقائص بوجه يضحك منه، و قد تكون بالمحاكاة بالفعل والقول، أو الإشارة أو الإيماء أو الضحك على كلام المسخور منه إذا تخبط فيه...... والآية على ماروى عن مقاتل نزلت فى قوم من بنى تميم سخروا من بلال، وسلمان، وعمار، وخباب، وصهيب، وابن نهيرة، وسالم مولى أبى حذيفه رضى الله تعالیٰ عنهم". (روح المعانی: ۲۶/۱۵۲، دارإحياء التراث بيروت)

"عن أبى هريرة – رضى الله تعالیٰ عنه– قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "المسلم أخوالمسلم لا يظلمه ولا يخذله ولا يحقره، التقوى ههنا" و يشير إلى صدره ثلٰث مرار "بحسب إمرء من الشر أن يحقر أخاه المسلم، كل المسلم على المسلم حرام: دمه وماله وعرضه". رواه مسلم".
(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الآداب، باب الشفقة والرحمة على الخلق: ۲/۴۲۲، قدیمی)

مودودی صاحب کی ایک کتاب سے متعلق مشورہ

سوال[۷۱۵۷]: مولانا مودودی کی ایک کتاب کے بارے میں مشورہ طلب کیا جس کا حسب ذیل جواب دیا گیا۔

جواب: مکرم ومحترم زیدت مکارمکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آپ کی مرسلہ کتاب پہونچی جس کے متعلق آپ نے داخل نصاب کرنے کا مشورہ طلب کیا ہے، اولاً معذرت پیش کرتا ہوں کہ جواب میں تاخیر ہوگئی، زحمت انتظار کو معاف فرمائیں۔ صورت یہ پیش آئی کہ کتاب الماری میں دوسری کتابوں کے ساتھ رکھ دی تھی، جب ہی باہر جانا ہوگیا تو طلباء نے دیمک کے ڈر سے سب کتابوں کو دھوپ دی، واپسی پر دیکھا تو کتاب وہاں نہیں تھی، معلوم ہوا کہ غیر مجلد کتابیں مخلوط ہوگئیں، ترتیب قائم نہیں ہو سکی، اس اثناء میں آپ کا خط بصورتِ تقاضا پہونچا جو کہ بالکل برمحل تھا، بڑی تفتیش کے بعد مل گئی، فالحمد للہ۔

کتاب کو دیکھنا شروع کیا طرزِ تحریر اور بچوں کی زبان میں عام فہم بیان سے دل مسرور ہوا اور خیال پیدا ہوا کہ جماعت اسلامی اگر اسی طرح جمہورِ اہل سنت والجماعت کے موافق دین (عقائد واعمال) کو پیش کرے اور سلف صالحین کے خلاف اپنے خصوصی تفردات کو ان میں داخل نہ کرے تو ان سے اختلاف کی کوئی وجہ نہ ہو بلکہ ایسی کتابیں سب جگہ داخل نصاب کر لی جائیں، اور مصنفین کیلئے صمیم، قلب سے دعائیں نکلیں، ابتدائی حصہ میں کچھ مسامحات بھی معلوم ہوئیں، ان کو کوتاہی پر محمول کیا کہ اس قسم کی فروگذاشت کا ہوجانا بعید نہیں، مگر آہستہ آہستہ کتاب میں اس جماعت کی خصوصی چیزیں بھی آنا شروع ہوئیں اور کافی مقدار میں آگئیں، افسوس صد افسوس کہ یہ کتاب بھی جماعت کے جراثیم سے محفوظ اور پاک نہ رہ سکی "اناللّٰہ وانا الیہ راجعون"۔

جماعت اسلامی کے بانی سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب نے فقہ اور کلام میں اپنا ایک خاص مسلک تجویز کیا ہے (۱) اور اس کا اعلان کر دیا ہے جو سب سے جداگانہ ہے، اس کا اثر اس کتاب میں کافی موجود ہے، امیر جماعت کے مسلک کا اثر جماعت اور جماعتی لٹریچر پر پڑنا فطرتاً ضروری ہے، اس لئے اس کتاب کو داخل نصاب

(۱) "میں نہ مسلک اہل حدیث کو اس کی تمام تفصیلات کے ساتھ صحیح سمجھتا ہوں اور نہ حنفیت یا شافعیت ہی کا پابند ہوں"۔ (رسائل ومسائل: ۱/۲۳۵)

مزید تفصیل کیلئے دیکھئے: (احسن الفتاوی، رسالہ مودودی صاحب اور تخریب اسلام: ۱/۲۹۹، سعید)

نہ کیا جائے، ورنہ معصوم بچوں کے قلب ودماغ پر ایسے ہی نقوش قائم ہوں گے جیسے مودودی صاحب قائم کرنا چاہتے ہیں، آپ نے بطور مشورہ دریافت کیا تھا، اس لئے، "المستشار مؤتمن"(۱) کے تحت بغیر کسی بحث، جدل، تفصیل کے، مخلصانہ مشورہ یہی ہے، کتاب حسب ہدایت کتب خانہ دارالعلوم میں داخل کردی ہے، جس کی رسید ارسال ہے۔ امید کہ مزاج گرامی بعافیت ہوگا۔ طالب دعاء:

احقر محمود عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۵/ ۸/ ۸۹ھ۔

دیوبند کے ایک فتوی پر اعتراض اور اس کا جواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

بخدمت شریف جناب قاری محمد طیب دامت برکاتہم مہتمم دارالعلوم دیوبند!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یہاں بنگلور میں ایک ملا صاحب، مولوی کے، ایچ، ابراہیم نامی جو بال کی کھال نکالنے میں بڑے ہوشیار ہیں اور جو مدتوں سے مولانا مودودی کی کتابوں سے عبارتوں کو نکال کر توڑ مروڑ کر کے مسلمانوں کے درمیان پھوٹ ڈالتے ہیں، شروع شروع میں تو ان کی یہ چالبازی چلنے لگی مگر رفتہ رفتہ مخالفین میں سے ہی بہت سے لوگ خود انہیں کو اب ملامت کرنے لگے ہیں اور انہیں چار و ناچار بنگلور چھوڑنا پڑا، چونکہ ان کی چالبازی کا اثر لوگوں میں سرد پڑ گیا ہے اس لئے وہ اب بنگلور سے کچھ تیس میل دور "اپی ننگڈی" نامی شہر میں فتنہ کرنا شروع کردیا ہے اور پھر سے مسلمانوں کو لڑانے کے درپے ہو گئے ہیں، اور اب ایک نیا فتنہ کھڑا کیا ہے۔ وہ یہ کہتے جارہے ہیں کہ دارالعلوم کا وہ فتوی جو مفتی محمود احمد صدیقی صاحب نے جماعت اسلامی کے بارے میں ۱۹۶۵ء میں دیا تھا اس کے بارے میں دارالعلوم میں بہت بڑا جھگڑا ہو گیا اور اس فتوی کو منسوخ کردیا گیا ہے۔

اور مفتی محمود صاحب کو دارالافتاء سے خارج کردیا گیا ہے اور ایک نئے مفتی کو جو مفتی محمود حسن صاحب

---

(۱) "عن أبی هريرة رضی اللہ تعالیٰ عنه فی حديث: فقال النبی صلی اللہ عليه وسلم: "اختر منهما" فقال: يا نبی اللہ! اختر لی، فقال النبی صلی اللہ تعالیٰ عليه وسلم: "ان المستشار مؤتمن، خذهذا، فإنی رأيته يصلی، واستوص به". رواه الترمذی". (مشكوة المصابيح، كتاب الآداب، باب الحذر والتأنی فی الأمور، الفصل الثانی، ص: ۴۳۰، قديمی)

کے نام سے ہیں منتخب کیا گیا ہے اوراب اسی مفتی صاحب نے سابقہ فتوی کے خلاف میں ایک نیا فتوی صادر کیا ہے جس کی نقل اس استفتاء کے ساتھ ہے جس کا فتوی نمبر:۲۵۵۱ بتایا جاتا ہے، اس فتوی کو جب ہم نے غور سے مطالعہ کیا تو اول تو ہمیں فتوی ہی ایک مفتی کی شایان شان معلوم نہیں ہوتا اور دوسری بات یہ ہے کہ کٹر سے کٹر بددین بھی اس خیر القرون کو جہالت سے تعبیر نہیں کرسکتا۔

براہ کرم! آپ اس کوایک اہم دینی خدمت جانتے ہوئے اس کی پوری تحقیق کریں، اگر یہ دارالعلوم کی مہر کے ساتھ ایک جعلی فتوی ہے تو اس ملا صاحب کی انشاء اللہ خوب خبر لی جائے گی کہ انہوں نے ایسی گستاخی اور بدنامی کوایک بہترین اور خالص دینی ادارہ دارالعلوم کے سر کیوں تھوپا اوراگر یہ صحیح ہے تو اس مفتی صاحب کومولانا مودودی کی وہ کونسی عبارت سے یہ معلوم ہوا کہ انہوں نے سلفِ الصالحین کوحتی کہ خلفائے راشدین تک کواسلام سے کورے اور جاہل بتادیا؟ اور یہ بات کہاں کہی گئی ہے کہ جماعت کے بغیر اسلام نہیں اور امیر کے بغیر جماعت نہیں اور امیر اعلی وہ ابوالاعلی مودودی ہیں، لہذا جواس جماعت میں شریک ہوں وہ مسلمان جوخارج ہوں وہ مرتد ہیں؟

براہ کرم! اس بارے میں خصوصی توجہ دیں اور تحقیق کریں اس لئے کہ ایسی جماعت کے تو ہم بھی سخت مخالف ہیں اور جو خیر القرون کے اسلام کو جہالت کہے تو اس کے کفر میں ذرا بھی شک نہیں۔ اللہ رب العزت آپ کودونوں جہانوں میں جزائے خیر دے۔ بینوا توجروا آمین۔ فقط:

حکیم محمود، معرفت بدریا کلاتھ اسٹور، آ پی تنگڈ وئی، میسور۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فتوی نمبر: ۲۵۰۱۔حامداًومصلیاً: الفرقة المحدثة المودودية المسماة بالجماعة الإسلامية حدثت سنة ١٣٦٠ هـ، وتشكلت، وهي ليست على الطريقة السنية، بل أخذت بعض الأمور من المعتزلة و بعضاً من الخوارج والروافض والجهمية، وادعت أن الحياة الإسلامية لا توجد اليوم في فرد من أفراد المسلمين، ولا في من سلف، وهي من أعيان المسلمين المحمدية من الفقهاء والمحدثين والمتكلمين والصوفية، بل من التابعين و الصحابة حتى الخلفاء الراشدين، بل كانت حياتهم متبرون من الجاهلية، وكانت الجاهلية تشتعل مرةً بعد مرة، وكانت تصدر من أكابر الصحابة أعمال الجاهلية و قال رئيس تلك الفرقة: لاسبيل بين الإسلام والجاهلية، و هذه

الفرقة لا تعتمد على أحد بل تقول: نحن نأخذ ديناً من الكتاب والسنة ولا نأخذ من الأشخاص الموجودين في الحال ولا ممن سلف في الماضي. وتقول: من كان صدره خالياً عما ندعى لا يسكن الإيمان فيه،وتقول: من يريد أن يدخل في جماعتنا لا بد له من تجديد شهادتين، ومن خرج عن جماعتنا بعد الدخول فهو مرتد۔

فالحاصل: أن الإسلام هو الدخول في الجماعة،والإرتداد هو الخروج عنها. وتقول: لا إسلام بدون الجماعة، ولا جماعة إلا بأمير،والأمير هو أبو الأعلى مودودي،وطاعة الأمير واجبة،وتشمل كتبه على التلبيسات والأباطيل. وقد أشيعت كتب متعددة في ترديد هذه الفرقة من دارالعلوم ديوبند وغيرها، ولعل التجلي لم يطلع عليها،بل اطلع على الفتوىٰ المذكورة في السوال،فقط۔

والحال أن تلك الفتوى من زلة القلم،وشنع عليها أرباب دارالعلوم مراراً، وأشيع هذا التشييع في الأخبار والرسائل حتى عزل المفتي الموصوف من دارالإفتاء،وصاحب التجلي لا يعلم ولا يعرف الفتوى الموصوفة، وهذا أيضاً من خزعبلات تلك الفرقة. والله الموفق لما يحب ويرضى۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۱۱/۵/۹۰ھ۔

مکرم ومحترم، زیدَ احترمہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب حامداً ومصلیاً:

دارالعلوم کے صدر مفتی مہدی حسن صاحب اور نائب مفتی مسعود احمد صاحب سخت علیل ہو گئے تھے اس وجہ سے عارضی طور پر مفتی محمود احمد صاحب نانوتوی کو کچھ عرصہ قیام کیلئے تجویز کیا گیا، دارالافتاء میں سوال سب طرح کے آتے ہیں، چنانچہ جماعت اسلامی اور اس کے بانی سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کے متعلق بھی سوالات آئے، مفتی محمود احمد صاحب صدیقی نانوتوی نے اپنے دیگر مشاغل کی وجہ سے اس جماعت کے بانی اور دوسرے بڑے ذمہ داروں کی کتابوں کا مطالعہ نہیں کیا تھا اور بعض آدمی اسی جماعت سے منسلک بھی گاہے گاہے

ملتے ،اوراس کی تعریف کیا کرتے تھے،کسی مسلمان سے نیک گمان قائم کرنے کیلئے دلیل کی حاجت بھی نہیں، اس کا مسلمان ہونا ہی کافی ہے،اور پھر جب کہ بعض آدمیوں نے تعریف بھی کی ہوتو اس نیک گمان کوقوت ہوگئی، اس وجہ سے مفتی محمود احمد صاحب صدیقی نانوتوی نے وہ فتوی تحریر کردیا جس کا آپ نے تذکرہ کیا ہے، پھر اس جماعت کے ہمدردان نے اس کو کثیر مقدار میں چھپوا کر شائع کیا اورقوم کو یقین دلانے کی کوشش کی کہ دارالعلوم دیوبند مودودی صاحب کے موافق اور ہم خیال ہے، پھر جب دارالعلوم کے حضرات کو اس کا علم ہوا تو بہت افسوس ہوا کہ تھوڑی سی غفلت سے دارالعلوم کی طرف غلط بات منسوب کردی گئی،اس کی مکافات میں اس فتوی کی تردید بھی شائع کی گئی۔

دارالعلوم کی طرف سے مفتی محمود احمد صاحب صدیقی نانوتوی کے اس فتوی سے بہت پہلے ہی سے مودودی صاحب کے متعلق متعدد رسالے شائع ہو چکے تھے،جن میں بتلایا گیا تھا کہ یہ جماعت صحیح راستہ پرنہیں ہے۔مودودی صاحب کی کتابوں میں کچھ باتیں معتزلہ کی ہیں، کچھ خوارج کی ہیں، کچھ روافض کی، کچھ اہل حدیث غیر مقلدین کی ہیں، کچھ منکرین حدیث کی ہیں، کچھ کمیونسٹوں کی ہیں،اس لئے جوشخص ان سب باتوں کو تسلیم کرتا ہے، وہ صحیح راستہ پرنہیں ہے، وہ اہل سنت والجماعت سے خارج ہیں۔

حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی صدر مدرس وشیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند نے متعدد رسالے تصنیف فرمائے جن میں اس جماعت کی گمراہیاں تحریر فرمائیں،''مکتوبِ ہدایت''،''دستورِ مودودی کی حقیقت'' وغیرہ۔دارالعلوم کے صدر مفتی سید مہدی حسن صاحب نے رسالہ لکھا'' آئینۂ تحریک مودودیت''جس پر جملہ اساتذہ دارالعلوم دیوبند کے دستخط ہیں،مولانا اعزاز علی صاحب استاذ دارالعلوم نے''مکتوبات'' کو شائع فرمایا، اسی طرح''مودودی مذہب''،''تنبیہات''وغیرہ کتابیں یہاں سے شائع ہوئی ہیں، یہ سب مفتی صاحب صدیقی نانوتوی کے یہاں تشریف لانے اورفتوی لکھنے سے پہلے کی ہی ہیں مگر ان کوخبر نہیں تھی۔یہ عنوان کہ ان کے فتوی کو منسوخ کردیا گیا ہے،غلط ہے بلکہ ان کا وہ فتوی ہی دارالعلوم کے مسلمہ شائع شدہ مسلک کے خلاف تھا جس کی وجہ سے بات دور تک پہنچی۔تو یہ اس فتوی کی حقیقت تھی جس کا آپ نے حوالہ دیا ہے۔

اب وہ عبارتیں نقل کرتا ہوں جو آپ کو بھی اجنبی معلوم ہوتی ہیں،اگر آپ ٹھنڈے دل سے غور کریں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ آپ کو بھی نفع ہوگا۔۳۲ صفحہ کا ایک کتابچہ ہے جس کا نام ہے''جماعت اسلامی کا پہلا

اجتماع''۔ دفتر ترجمان القرآن پونچھ روڈ لاہور سے شائع ہوا ہے، اس کے صفحہ:۱۴، پر ہے:

''آخری چیز جو جماعتی زندگی کیلئے اہم ترین ہے وہ یہ ہے کہ اسلام بغیر جماعت کے نہیں اور جماعت بغیر امارت کے نہیں ہے۔ اس قاعدہ کلیہ کے مطابق آپ کیلئے ضروری ہے کہ جماعت بننے کے ساتھ ہی آپ اپنے لیے ایک امیر منتخب کرلیں''......ص:۱۸ پر ہے: ''اس کے بعد باتفاق کلی لوگوں نے سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کو اپنا امیر منتخب کیا''۔ اسی کتاب کے ص:۲۷ پر ہے: ''جماعت میں جب بھی کوئی نیا شخص داخل ہوتو اسے پورا احساس ذمہ داری دلاکر از سرنو کلمۂ شہادت ادا کرایا جائے اور پھر اس سے دریافت کیا جائے کہ وہ اپنے آپ کو جماعت کے کس طبقہ میں شامل ہونے کے لئے پیش کرتا ہے، اس معاملہ میں کسی بڑے سے بڑے اور مشہور سے مشہور شخص کے لئے بھی استثناء نہیں ہے، بڑے سے بڑے عالم اور شیخ طریقت کو بھی داخل جماعت ہوتے وقت تجدید ایمان کرنی ہوگی''۔ اس کتاب کے ص:۱۰ پر ہے: ''اس کے بعد سب سے پہلے ابوالاعلیٰ صاحب اٹھے اور کلمہ شہادت "أشهد أن لا إله إلا الله و أشهد أن محمداً رسول الله" کا اعادہ کیا، اور کہا کہ لوگو! گواہ رہو کہ میں آج از سرنو ایمان لاتا اور جماعت اسلامی میں شریک ہوتا ہوں''۔

اس کتاب کے ص:۱۱ پر ہے: ''جب سب لوگ شہادت ادا کر چکے تو مودودی صاحب نے اعلان کیا کہ اب جماعت اسلامی کی تشکیل ہوگئی''۔ اسی کتاب کے ص:۹ پر ہے: ''البتہ یہ بات ہر اس شخص کو جو جماعت اسلامی میں آئے اچھی طرح سمجھ لینی چاہئیے کہ جو کام اس جماعت کے پیش نظر ہے وہ کوئی ہلکا اور آسان کام نہیں، اس لئے ہر شخص کو قدم بڑھانے سے پہلے خوب سمجھ لینا چاہیے کہ وہ کن خارزاروں میں قدم رکھ رہا ہے، یہ وہ راستہ نہیں ہے جس میں آگے بڑھنا اور پیچھے ہٹ جانا دونوں یکساں ہوں، نہیں! یہاں پیچھے ہٹنے کے معنی ارتداد کے ہیں، خدا کی طرف سے پیٹھ موڑنے کے ہیں''۔

اپنی طرف سے میں ان عبارتوں کی تشریح نہیں کرنا چاہتا، اصل عبارات نقل کردی ہیں جو کہ ایک ہی کتاب میں ہیں۔ صفحہ کا حوالہ بھی دے دیا۔ اکابر محدثین، فقہاء، اولیاء، تابعین صحابہ پر جو تخریبی تنقید کی ہے، وہ بھی سب چھپی ہوئی ہے۔ مولانا صدرالدین صاحب اصلاحی نے مودودی صاحب کی خدمت میں رہ کر ان کی ہدایات کے تحت ایک کتاب تصنیف کی ہے جس کا نام ہے ''معرکۂ اسلام و جاہلیت''۔ مودودی صاحب نے بھی اس کی بہت تعریف کی ہے، اس میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ و حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی

نہیں بخشا، ان کے اور دیگر صحابہ کرام کے متعلق لکھا ہے کہ ''فلاں وقت ان پر غیر اسلامی اور غیر دینی اور جاہلیت کا حملہ ہوا اور اس قسم کے حملے ہوتے رہتے تھے، جاہلیت کے جذبات بار بار ان میں ابھرتے تھے''۔

''خلافت وملوکیت'' میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق مودودی صاحب نے اتنا کچھ لکھا ہے کہ اللہ کی پناہ، اور باور کرایا ہے کہ وہ خلافت کے اہل نہیں تھے، انہوں نے نفسانی جذبات کے تحت بہت مظالم کئے، یہ تو نہیں لکھا کہ یہی اکابر ''اسلام سے کورے تھے'' نہ یہاں کے فتوی میں ان کی طرف یہ بات ان کی طرف منسوب کی گئی ہے، البتہ ان کی تحریرات سے بات بالکل واضح ہے کہ مودودی صاحب کے نزدیک ان صحابہ کرام کی مقدس زندگی بھی پوری اسلامی زندگی نہیں تھی، جیسی زندگی مودودی صاحب چاہتے ہیں اس سے یہ اسلاف کرام صحابہ عظام محروم تھے۔ ''تجدید واحیائے دین'' میں بھی اس کے کافی نمونے موجود ہیں۔ مودودی صاحب سے کہا گیا کہ آپ کی تحریک کو علماء اور مشائخ قبول نہیں کرتے ہیں بلکہ مخالفت کرتے ہیں، اس کا جواب مودودی صاحب نے جو کچھ دیا ہے وہ سوال وجواب بعینہ نقل کرتا ہوں:

علماء ومشائخ کی آڑ

''ایک اعتراض جو پہلے بھی بار بار سن چکا ہوں اور آج بھی وہ میرے پاس تحریری شکل میں آیا ہے، وہ یہ ہے کہ ایسے ایسے بڑے بڑے علماء اور پیشوایانِ دین (جن کے کچھ نام بھی گنائے گئے ہیں) کیا دین سے اس قدر ناواقف تھے کہ نہ صرف یہ کہ انہوں نے دین کے ان تقاضوں کو جو تم بیان کرتے ہو، نہیں سمجھا اور پورا کرنیکی طرف توجہ نہیں کی بلکہ تمہارے بیان کرنے کے بعد بھی انہوں نے اسے تسلیم نہیں کیا اور نہ تمہارے ساتھ تعاون قبول کیا، کیا اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ سب دین سے ناواقف ہیں؟ یا اس بات کا کہ تم نے خود دین کے نام سے ایک ایسی چیز پیش کی ہے جو مقتضیاتِ دین میں سے نہیں ہے؟

اس سوال کا مختصر جواب میرے پاس یہ ہے کہ میں نے دین کو ماضی یا حال کے اشخاص سے سمجھنے کے بجائے قرآن وسنت سے سمجھنے کی کوشش کی ہے، اس لئے میں کبھی یہ معلوم کرنے کیلئے کہ خدا کا دین مجھ سے اور ہر مومن سے کیا چاہتا ہے، یہ دیکھنے کی کوشش نہیں کرتا کہ فلاں اور فلاں بزرگ کیا کہتے ہیں اور کیا کرتے ہیں، بلکہ صرف یہ دیکھنے کی کوشش کرتا ہوں کہ قرآن کیا کہتا ہے اور رسول نے کیا کہا، اسی ذریعۂ معلومات کی طرف میں

آپ لوگوں کو توجہ دلانا چاہتا ہوں''۔(ترجمان القرآن، جلد:۲۶،۲۱۴،۶۵۴، ص:۱۴۱)(۱)۔

اس جواب سے ظاہر ہے کہ مودودی صاحب دین کے سمجھنے میں ماضی اور حال کے اشخاص سے بالکل بے نیاز ہیں اس لیے وہ اپنی تحریک کے متعلق عقیدہ رکھتے ہیں کہ جو علماء ان کیساتھ شریک نہیں بلکہ ان سے اختلاف رکھتے ہیں یہ لوگ فی الواقع دین کے کسی کام کے نہیں اور یہ کہ ان کا ہمارے قریب آنا ان کے دور رہنے بلکہ مخالفت کرنے سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔(ترجمان القرآن مذکور، ص:۲۷۰ اور جلد:۱، ص:۲۷) میں لکھتے ہیں(۲):

''ان کی اس کیفیت کو دیکھنے کے بعد میں بہت خوش ہوں اور خدا کا شکر ادا کرتا ہوں کہ یہ فتنہ پسند گروہ قریب آنے کے بجائے دور جارہا ہے''۔ پھر اسی :صفحہ ۲۷۱ پر آگے لکھتے ہیں:''مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ خود ان لوگوں کو یہ توفیق ہی نہیں دینا چاہتا کہ یہ لوگ اس کے دین کی خدمت کریں جن فتنوں کی یہ خدمت کرتے رہے ہیں، اللہ تعالی نے بھی غالباً یہ فیصلہ کرلیا ہے کہ ان کو انہیں فتنوں کی توفیق عطاء فرماتا رہے۔ اپنی جماعت کے متعلق ان کو جو کچھ عقیدہ ہے وہ یہ ہے کہ اس کا عمل ہی دستور ہے یعنی قرآن و سنت کے تحت دستور بنانیکی ضرورت نہیں بلکہ جو کچھ یہ جماعت کرتی ہے وہی دستور ہیں اس میں ذرہ برابر جاہلیت کا شائبہ نہیں، اس کا پورا عمل حجت ہے''۔

چنانچہ لکھتے ہیں:

''ہمارا پہلا دستور اب سے دس سال پہلے اس وقت بنا تھا جب جماعت قائم ہوئی تھی، اس وقت ہم نے صرف چند اصولی باتیں درج کردی تھیں اور تفصیلات کو قصداً چھوڑ دیا تھا تاکہ تحریک اور نظام کی وسعت وترقی کے ساتھ ساتھ جماعت کا ضابطہ عمل خود بخود بنتا چلا جائے چنانچہ اس کے بعد پچھلے دس سال کے دوران میں پوری جماعت اپنی مجموعی عملدرآمد سے بتدریج اپنا ایک دستور بناتی رہی ہے جو کہیں لکھا ہوا موجود نہیں ہے بلکہ صرف جماعتی روایات کے اندر

(۱)(ترجمان القرآن: ۲۶،۲۱۴،۶۵۴، ص: ۱۴۱)

(۲) (ترجمان القرآن جلد: ۲۷، ص: ۲۷۰)

محفوظ ہے۔ جماعت کے کام کا جو تعلق ہے وہ اب بھی کسی تحریر، دستور کا محتاج نہیں ہے''۔

(ترجمان القرآن جلد: ۳۶، عدد: ۶، ص: ۳۸۳، اسی شمارے کے ص: ۳۸۹) میں لکھتے ہیں (۱):

''اس جماعت کے اصول و مزاج کو دنیا کی دوسری جماعتوں کے اصول اور مزاج سے کوئی مناسبت نہیں''۔

اسی شمارے کے، ص: ۲۸۲، پر ہے کہ:

''دیو بندی، بریلوی، احراری، لیگی، پیر، وہابی اور تبلیغی جماعت سب مودودی جماعت کی مخالفت پر متحد و متفق ہیں'' (۲)۔

ان عبارات میں غور کریں اور جذبات کو نکال کر ٹھنڈے دل سے غور کریں، حق تعالیٰ سے دعاء بھی کریں کہ وہ راہ ہدایت اور صراط مستقیم پر چلائے، گمراہی سے محفوظ رکھے۔ کتابوں کے نام لکھ دیئے، ان میں سے اصل عبارات کو دیکھیں، کبھی یہ خیال نہ گذرے کہ عبارات کو توڑ مروڑ کر غلط بات بنائی گئی ہے، خدائے پاک تلبیس سے بچائے۔ فقط واللہ الموفق لما یحب ویرضیٰ۔

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہ، دار العلوم دیو بند۔

تبلیغی جماعت پر اعتراض اور اس کا جواب

سوال[۵۱۹]: میرا صرف خیال ہی نہیں بلکہ یقین تھا کہ موجودہ دور میں تبلیغی جماعت اہم دینی خدمت انجام دے رہی ہے اور یہ جدوجہد بڑی حد تک امتِ مسلمہ کی اصلاح کا ذریعہ بن رہی ہے اور آئندہ غیر مسلموں کی ہدایت کا ذریعہ بھی بن سکتی ہے۔ اور یہ بھی سمجھتا تھا کہ اس جماعت کا مقصد بہت ہی مقدس اور اعلیٰ ہے، صرف کلمہ اور نماز کی تبلیغ نہیں۔ نیز اس کے طریق کار کو کتاب و سنت کے مزاج کے مطابق سمجھتا تھا مگر تبلیغی جماعت کے بارے میں جماعت اسلامی کے ارکان کی نجی مجلسوں کے تبصرے اور اس کے لیڈروں کی تقریروں اور تحریروں سے معلوم ہوتا ہے کہ تبلیغی جماعت کا طریقہ کار انبیاء کی پیروی نہیں بلکہ شیطان کا ایک زبردست دھوکہ ہے اور یہ کہ تبلیغی جماعت والے تبلیغ کے دوسرے بہتر طریقہ کار سے محرومی کے باعث اپنے طریقۂ کار کو محترم ومقدس بتاتے ہیں اور یہ کہ آج کے دور میں اگر کوئی شخص یورپ وغیرہ میں جا کر تبلیغی جماعت کے اصول کے

---

(۱) (ترجمان القرآن، جلد: ۳۶، عدد: ۶، ۳۸۳، ص: ۳۸۹)

(۲) (ترجمان القرآن، جلد: ۳۶، عدد: ۶، ۳۸۳، ص: ۲۸۲)

مطابق کام کرے گا تو وہ اپنے بے ڈھنگے پن سے اپنی محنت بھی ضائع کرے گا اور کلمہ اور نماز کی عزت بھی خاک میں ملائیگا۔ ملاحظہ ہو (ترجمان القرآن، جلد:۳، عدد:۵، زیرعنوان: دعوت کے طریقے، ازص:۲۷۳ تا ۲۸۳)۔

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ تبلیغی جماعت کے متعلق جماعت اسلامی کے مفکرین کی یہ رائے کہ تبلیغی جماعت کا مقصد صرف ان پڑھ مسلمانوں میں کلمہ اور نماز کی تبلیغ ہے، کہاں تک درست ہے؟ جواب تفصیل سے عنایت فرمائیں، مگر اپنی طرف سے نہیں بلکہ تبلیغی جماعت کے بانی اور اس کے ذمہ دار حضرات کے کلام سے تاکہ مزید اطمینان کا باعث ہو۔　　ظہیر الاسلام بنی گنج، ہردوئی۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

جماعت اسلامی اپنے تجویز کردہ اصول کے مطابق (جن کی قربانی ان کیلئے غالبًا ناممکن ہے) دوسری جماعتوں اور افراد پر تخریبی تنقید کرتی ہے اور وہ اپنے نزدیک تقریباً اس پر مجبور ہے اور یہ تنقید بسا اوقات اس حدتک پہونچ جاتی ہے کہ پڑھنے والوں کے ذہن میں ان جماعتوں اور افراد کے متعلق یہ تصور قائم ہوجاتا ہے کہ انہوں نے اصل دین کو سمجھا ہی نہیں، بلکہ اصل دین کو تحریف کرکے خواہشات نفسانی کے مطابق ڈھال کر عوام کے سامنے پیش کیا ہے جس سے انتہائی گمراہی پھیلی ہے اور لوگوں نے بددینی کو دین سمجھا ہے جس کو حقیقی اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔

جماعت اسلامی کی اس قسم کی تنقیدات سے موجودہ تبلیغی جماعتیں تو کیا بچتیں گذشتہ صدیوں کے اکابر اور مقتداء بھی نہیں بچے۔ تاہم آپ کو نفس واقعہ کی تحقیق کیلئے جماعت اسلامی یا کسی اور معترض کا نام لینے کی ضرورت نہیں، آپ کیلئے مناسب یہ ہے کہ اس قسم کی وسوسہ انداز تحریر یا تقریر سے جو شبہ پیدا ہو اس کو تو ٹھنڈے دل سے غور کریں، اگر حقیقۃً وہ کوئی اصلاح طلب چیز ہے تو قرآن پاک، حدیث شریف، کلام، اصول فقہ کی روشنی میں اصلاح کرلیں اور معترض کا شکریہ ادا کریں کہ اس کی تنقید کی وجہ سے اصلاح کا موقعہ ملا، اگر آپ کے پاس یہ علوم موجود نہیں تو بلا تکلف دریافت کرلیا کریں۔

شبہ مسئولہ کے جواب کیلئے حضرت مولانا محمد الیاس صاحب کا ایک ملفوظ نقل کرتا ہوں اس کو دیکھئے، یہ ملفوظات کا مجموعہ مولانا محمد منظور صاحب نعمانی نے تیار کیا تھا جب کہ انہوں نے ایک مقصد عظیم کیلئے سفر کیا تھا اور دیر تک دہلی نظام الدین میں قیام کرکے تبلیغی کام کو بہت نزدیک سے دیکھا اور اپنایا تھا، کتاب وسنت کی کسوٹی پر

پر کھا، ملفوظ یہ ہے:

''ہماری جماعت کا اصل مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا لایا ہوا دین پورا پورا سکھا دیں، یہ تو ہمارا اصل مقصد ہے، رہی قافلوں کی چلت پھرت تو یہ اس مقصد کیلئے ابتدائی ذریعہ ہے اور کلمہ و نماز کی تلقین گویا ہمارے پورے نصاب کی ''الف، ب، ت'' ہے''۔

ایک چھوٹا سا رسالہ ''چھ باتیں'' نامی ہے اس کے اخیر میں ''تبلیغی کام کرنیوالوں کو ہدایات'' کا عنوان ہے اس کے ذیل میں نمبر:۳ پر بھی یہ ملفوظ منقول ہے(۱)، اگر اس رسالہ ہی کو بغور دیکھ لیا جائے تو یہ شبہ اور اس قسم کے دیگر شبہات خود بخود ختم ہو جائیں، ایسے غلط شبہات و وساوس کی وجہ سے نہ کام سے بددل ہوں نہ معترض سے الجھیں خاص کر جب کہ معترض کا مزاج بھی معلوم ہو۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند۔

جماعت اسلامی سے متعلق قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی ایک تحریر اور اس کی وضاحت

سوال[۵۲۰]: حضرت مولانا محمد طیب صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ مہتمم دارالعلوم دیوبند نے لکھا ہے کہ جو غالباً ۶۹ھ کے کسی مہینہ کے دارالعلوم میں ''کوائف دارالعلوم'' کے زیر عنوان موجود ہے، اور یہ مضمون رسالہ ''زندگی'' رامپور ۶۹ھ سے لیا گیا۔ جہاں تک احقر کی رائے کا تعلق ہے یہ صحیح نہیں ہے کہ مودودی صاحب کا لٹریچر دیکھنے سے ایمان جاتا رہتا ہے۔ ممدوح (قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ) نے اسلامی اجتماعیات کے بارے میں نہایت مفید اور قابلِ قدر ذخیرہ فراہم کر دیا ہے، اس دور خلط و اخلاط اور تلبیس والتباس میں جس بے جگری سے انہوں نے اسلامی اجتماعیات کا تجزیہ اور تنقیح کر کے اجتماعی مسائل صاف کئے ہیں، وہ انہیں کا حصہ ہے، میں انہیں اسلامی اجتماعیات کا ایک بہترین سیاسی مفکر سمجھتا ہوں۔

البتہ فقیہ اور مفتی نہیں مانتا، یہ لکھنا بھی صحیح نہیں ہے کہ اس جماعت میں داخل ہونے سے ایمان چلا جاتا ہے، آخر میں لکھا ہے کہ:

---

(۱) (چھ باتیں مرتب مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہری عنوان: تبلیغی کام کرنے والوں کو ہدایات: رقم:۳،ص:۷۹، قدیمی)

''اس جماعت کے اصولِ اجتماعی میں کوئی بات خلاف شریعت نظر نہیں آتی''۔

مولانا محمد طیب رحمہ اللہ تعالیٰ مہتمم دارالعلوم دیوبند نے رسالہ دارالعلوم بابت ماہ مئی ۷۵ء ص: ۲۰ میں اپنے مضمون میں لکھا ہے کہ:

''ان عبارتوں یعنی جماعت اسلامی کے دستور کے واضعین کی عبارتوں میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو معیار، مینار، روشنی، چراغ راہ، جامع ومکمل نمونہ، مدارنجات اوران کے اُسوہ کوواجب الاتباع تسلیم کیا گیا''۔

نقل، رسالہ جماعت اسلامی۔علمائے عرب وعجم کی ۱۹۶۰ء سے مندرجہ بالا مضامین سے آپ کی کیا رائے ہے؟ کیا جماعت اسلامی کا لٹریچر اور ''تفہیم القرآن'' کا پڑھنا اور سنانا شرعی نقطۂ نظر سے اہلِ سنت والجماعت کیلئے جائز ہے؟ ہرایک سوال کاالگ جواب دیکرممنون فرمائیں۔

الجواب حامداًومصلیاً:

اس میں شک نہیں کہ مودودی صاحب کومضمون نگاری کا بہت سلیقہ ہے،انگریزی داں طبقہ کی نفسیات سے خوب واقف ہیں،اس لئے کہ خودبھی ایک حصہ عمر کا اس میں گذارا ہے،اورگردوپیش میں زیادہ تر ایسے ہی لوگ ہیں مگرساتھ ہی کلام(عقائد)اورفقہ میں خاص مسلک رکھتے ہیں،جیسا کہ خودبھی فرماتے ہیں:

''اخیر میں ایک بات کی اورتوضیح کردینا چاہتا ہوں، فقہ اور کلام کے مسائل میں میراایک خاص مسلک ہے،جس کو میں نے اپنی ذاتی تحقیق کی بناء پراختیار کیا ہےاور پچھلے آٹھ سال کے دوران جواصحاب ترجمان القرآن کا مطالعہ کرتے رہے ہیں وہ اس کو جانتے ہیں''۔(جماعت اسلامی کا پہلا اجتماع،ص:۲۰)(۱)۔

ان کا یہ مسلک اتنا خاص ہے کہ وہ اس میں نہ حنفیت کے پابند ہیں،نہ شافعیت کے،نہ اہل حدیث کے،نہ ائمہ کلام میں سے کسی کے پابند ہیں، بلکہ ان کوصرف اپنی ذاتی تحقیق پراعتماد ہے(۲)،اس لئے جگہ جگہ وہ

(۱)(جماعت اسلامی کا پہلا اجتماع،ص:۲۰)

(۲)''میں نہ مسلکِ اہل حدیث کواس کی تمام تفصیلات کیساتھ صحیح سمجھتا ہوں اور نہ حنفیت یا شافعیت ہی کا پابند ہوں''۔(رسائل ومسائل،ج:۱،ص:۲۳۵،بحوالہ احسن الفتاویٰ:۱/۳۱۶،سعید)

اپنی تصانیف میں ان سب سے متضاد نظر آتے ہیں اور ان کا یہ مجموعی مسلک سابقین میں سے کسی کے مسلک سے ہم آہنگ نہیں بلکہ ایک جدید چیز ہے، چنانچہ حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند جو کچھ اس کے متعلق بطورِ قولِ فیصل تحریر فرمایا ہے اور اس سے اکابر علماء نے اتفاق کیا ہے، وہ یہ ہے:

''مودودی صاحب کی جماعت اور جماعت اسلامی کے لٹریچر سے عام لوگوں پر جو اثرات مرتب ہوئے ہیں کہ ائمہ ہدایت کی اتباع سے آزادی اور بے تعلقی پیدا ہو جاتی ہے جو عوام میں مہلک اور گمراہی کا باعث ہیں اور دین سے صحیح وابستگی قائم رکھنے کیلئے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور اسلاف عظام سے جو تعلق رہنا چاہئیے اس میں کمی آجاتی ہے، نیز مودودی صاحب کی جو بہت سی تحقیقات غلط ہیں لوگ ان سے متاثر ہو کر مبتلا ہو جاتے ہیں اور پھر ان امور سے ایک جدید فقہ بلکہ دین ہی کی ایک محدث اور ایک نئے رنگ کی بنیاد پڑ جاتی ہے جو یقیناً مسلمانوں کے دین میں مضر ہے، اس لئے ہم ان امور پر مشتمل تحریک کو غلط اور مسلمانوں کے لئے مضر سمجھتے ہیں اور اس سے بے تعلقی کا اظہار کرتے ہیں''۔ (اصلی قولِ فیصل)

کسی چیز کا کفر ہونا اور قطعی طور پر اس کی وجہ سے کفر کا فتویٰ دینا ایک الگ مستقل چیز ہے اور اس چیز کا غلط ہونا اور گمراہی کا سبب بننا جداگانہ چیز ہے، اس لئے مودودی صاحب کو کافر نہیں کہا جاتا اور نہ ان کی جماعت پر کفر کا حکم کیا جاتا اور اس سے اکابر علماء نے اتفاق کیا ہے، نہ یہ کہا جاتا ہے کہ ان کی کتابوں میں تو کفر صریح ہے، نہ یہ بات ہے کہ ان کی لکھی ہوئی ہر بات غلط ہے، بلکہ اصل حقیقت کو اس ''قول فیصل'' میں بتادیا گیا ہے۔ جن حضرات نے دستورِ جماعت بنایا تھا تقریباً ایک ایک کر کے سب ہی اس سے الگ ہو گئے، پھر کسی نے خاموشی اختیار کی اور کسی نے اس کی گمراہی کو پوری وضاحت سے بیان کیا۔

مولانا امین احسن صاحب اصلاحی، مولانا عبدالغفار حسن صاحب، کوثر نیازی صاحب، مولانا ابوالحسن علی ندوی صاحب، مولانا محمد منظور صاحب نعمانی، وحیدالدین خان صاحب، عبدالرحیم صاحب اشرف، مولانا صبغۃ اللہ بختیاری صاحب یہ سب جماعت کے اونچے اونچے اور بہت ہی قابل اعتماد کارکن تھے وہ سب علیحدہ ہو چکے ہیں اور ''نوائے پاکستان''، ''تعبیر کی غلطی'' میں اس جماعت کی غلطیاں اور گمراہیاں تفصیل سے شائع

ہوچکی ہیں(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ ہادی إلی صراط مستقیم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲۴/۳/۹۰ھ۔

مسئلہ تقلید اور جماعت اسلامی

مکرم ومحترم جناب مفتی صاحب!

سلام مسنون

آپ کی خدمت میں چند سوالات ارسال کئے تھے سب کے جوابات تو آپ نے دیدیئے مگر مودودی جماعت کے متعلق سوال کا جواب نہیں دیا، بلکہ ٹلا دیا کہ فلاں جگہ سے دریافت کرلو، اب مکرر گذارش ہے کہ ہمیں صاف صاف بتایا جائے کہ مودودی صاحب کا عقیدہ کیا ہے؟ اور وہ مسائل میں کس امام کے پابند ومقلد ہیں، حنفی ہیں یا شافعی ہیں یا اہل حدیث ہیں؟ براہ کرم صاف صاف بتایا جائے اور دلیل کیساتھ ساتھ مع حوالہ ونقلِ عبارات مفصل جواب تحریر کیا جائے۔ نور محمد، مظفر نگر۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

محترمی زِیدَ احترامہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں نے پہلے آپ کے جواب میں لکھدیا تھا کہ اس جماعت کے عقائد واعمال کو خاص کر یہ چیز کہ وہ کس کے مقلد ہیں خود ان سے ہی دریافت کیا جائے، صاحبِ عقیدہ اور صاحب عمل کے ہوتے ہوئے کسی اَور سے دریافت کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ عقیدہ ایک قلبی چیز ہے جس کو صاحب عقیدہ خود ہی بہتر بیان کرسکتا ہے، عمل کی بناء عقیدے پر ہوتی ہے، اس کیلئے ہندوستان اور پاکستان کے دو پتے بھی تحریر کردیئے تھے جہاں اس جماعت کا مرکز ہے، چند کتب کے نام بھی بتادیئے تھے جن میں اس جماعت کے عقائد وافکار سے علمی اور استدلالی بحث کی گئی ہے، مختصر کارڈ میں تو مسائل کے جائز یا ناجائز کا مختصر حکم ہی لکھا جاسکتا ہے، تفصیلی بحثیں اس میں نہیں آسکتیں، مگر آپ کا پھر اصرار ہے کہ بتاؤ'' وہ مسائل میں کس امام کے پابند اور مقلد ہیں، حنفی ہیں یا شافعی ہیں یا اہل حدیث''؟ آپ کے جواب کی اب دو صورتیں ہیں: ایک صورت یہ ہے کہ اس سوال کا جواب میں اپنے الفاظ میں تحریر کردوں، دوسری صورت یہ ہے کہ تحریک اسلامی کے بانی سید ابوالاعلی مودودی صاحب نے جو اس سوال کا

---

(۱) (تعبیر کی غلطی، تالیف: وحید الدین خان صاحب)

جواب خود دیا ہے، بعینہ وہی نقل کردوں، غالباً دوسری بات آپ کو اور ہر ہوش مند آدمی کو زیادہ پسند ہوگی اور وہی درحقیقت ان کے صحیح مسلک کی حیثیت سے پیش کرنے کے قابل ہوگی۔ اچھا! تو سنئے، وہ لکھتے ہیں:

مودودی صاحب کا مسلک

۱-"نہ میں مسلکِ اہل حدیث کو اس کی تمام تفصیلات کے ساتھ صحیح سمجھتا ہوں اور نہ حنفیت یا شافعیت ہی کا پابند ہوں"۔ (رسائل ومسائل، ج:۱، ص:۲۳۵)(۱)۔

یہ تو خود بانیٔ جماعت کا مسلک ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ جماعت میں جتنے آدمی داخل ہوں ان سب کا یہی مسلک ہو، کیونکہ انہوں نے امیر ہونے کی حیثیت سے پوری جماعت پر اس مسلک کو لازم نہیں کیا، صرف اپنا ذاتی مسلک بتایا ہے اور سب کو آزادی دی ہے کہ وہ جماعت میں داخل ہونے کے بعد بھی حنفی، شافعی، اہل حدیث جس مسلک پر چاہیں عمل کر سکتے ہیں، چنانچہ فرماتے ہیں:

پوری جماعت اپنے مسلک میں آزاد ہے

۲-"لیکن کوئی وجہ نہیں کہ جماعت اسلامی میں جو لوگ شریک ہوں ان کا فقہی مسلک لازماً میرے فقہی مسلک کے مطابق یا اس کے تابع ہو، وہ اگر فرقہ بندی کے تعصّبات سے پاک ہیں اور حق کو اپنے ہی گروہ میں محدود نہ سمجھیں تو وہ اس جماعت میں رہتے ہوئے اپنے اطمینان کی حد تک حنفی، شافعی، اہل حدیث یا کسی دوسرے فقہی مسلک پر عمل کرنے میں آزاد ہیں اھ"۔ حوالہ سابق۔

اس میں صاف صاف آزادی دی گئی ہے، لیکن اس آزادی پر عمل کرنے کیلئے لٹریچر کی روشنی میں غور کرنے سے چند امور سامنے آتے ہیں:

اول: امیر کا اس قدر کھلا ہوا ذاتی مسلک جماعت پر لازماً اثر انداز ہوگا خاص کر جبکہ اس مسلک پر دلائل قائم کرنے اور اس کو حق ثابت کرنے کیلئے، اور اس کے خلاف کو باطل کرنے کیلئے لٹریچر میں مختلف مقامات پر متعدد طرق سے زورِ قلم صرف کیا گیا ہے، اور جماعت کو اس کے مطالعہ، تفکر، تدبر اور اشاعت کی تاکید کی گئی

(۱)(رسائل ومسائل: ۱/۲۳۵، بحواله: احسن الفتاوی: ۱/۳۱۶، سعید)

ہے، کب تک کوئی دیکھنے اور اطاعت کرنے کے باوجود متأثر نہیں ہوگا، اس کے مقابلہ میں لفظی آزادی محض زینتِ قرطاس بن کر رہ جائے گی، یا خود ان کے الفاظ میں یوں کہئے کہ اس پروانۂ آزادی کی حیثیت محتاط طریقہ پر مرتب کئے ہوئے ریزولیوشن اور دفتری اعلان سے زیادہ نہ ہوگی، اس کی تائید خود امیر جماعت کے قلم سے ہوتی ہے، وہ فرماتے ہیں:

مودودی صاحب کی آزادی مسلک عطا کرنے کی حقیقت

۳-''جماعتوں کے نفس کا حقیقی اظہار ان کے محتاط طریقہ پر مرتب کئے ہوئے ریزولیوشن اور دفتری اعلانات میں نہیں ہوا کرتا بلکہ ان اشخاص کے انتخاب میں ہوتا ہے جنہیں وہ اپنا لیڈر اور کارفرما اور کارکن بناتی ہیں، اور جن کے کام کو وہ ایک طویل مدت تک نظرِ استحسان سے دیکھتی رہتی ہیں''۔ (ترجمان، ج:۱۱، عدد:۳، ص:۱۲۰)(۱)۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پوری جماعت کے نفس کا حقیقی مظہر بانی جماعت سید ابوالاعلی مودودی ہیں اور وہ اپنا مسلک صاف لکھ چکے ہیں جیسا کہ عبارت نمبر:۱ میں موجود ہے۔

دوم: اس آزادی کا فائدہ جماعت کے ''بے علم'' افراد کو تو شاید کچھ حاصل ہو جائے مگر جماعت کے ''اہل علم'' اس سے فائدہ حاصل کرنے کے کسی طرح مجاز نہیں جیسا کہ امیر جماعت کے اس ارشاد سے ظاہر ہوتا ہے:

تقلید اہلِ علم کیلئے درست نہیں

۴-''جو لوگ دینی علوم کیلئے باقاعدہ تعلیم حاصل کرتے ہیں ان کیلئے عقلاً ونقلاً کسی طرح بھی درست نہیں کہ اپنے اوپر تقلید کو لازم کرلیں اھ''۔ (ترجمان:۱۳، عدد:۶، ص:۲۲)(۲)۔

لہٰذا جماعت کے بے علم افراد تو حنفی، شافعی (مقلد) رہ سکتے ہیں، لیکن اگر جماعت میں کچھ لوگ ایسے

---

(۱)(ترجمان، ج:۱۱، عدد:۳، ص:۱۲۰)

(۲)(ترجمان:۱۳عدد۶ص۲۲۔ نیز کہتے ہیں کہ ''میرے نزدیک صاحب علم آدمی کیلئے تقلید ناجائز اور گناہ بلکہ اس سے بھی شدید تر چیز ہے''۔(رسائل ومسائل: ۲۴۴/۱، بحوالہ: احسن الفتاوی: ۳۱۷/۱ سعید)

بھی ہیں، جنھوں نے علومِ دین کی باقاعدہ تعلیم حاصل کی ہے، اور وہ امیر کی عطاء کردہ آزادی کے ماتحت اب تک بھی حنفی، شافعی (مقلد) ہیں یا اہل حدیث ہیں، تو نہیں معلوم ان کے پاس اپنے مسلک پر قائم رہنے کیلئے سندِ جواز کیا ہے، اور وہ سند عقل ونقل کی کسوٹی پر کیسے پوری اترتی ہے یا پھر ان کا حنفیت یا شافعیت پر قائم رہنا بالکل عقل ونقل کے خلاف ہے؟ اگر ایسا ہے تو خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ امیر جماعت ایسے لوگوں کو کس دلیل وسند کے ماتحت برداشت کرتے اور اعتماد فرماتے ہیں جن کا مسلک ہی عقل ونقل کے خلاف ہے یا وہ اہل علم جماعت میں داخل ہوتے ہی حنفیت وشافعیت کو خیر باد کہہ چکے ہیں کہ وہ نہ حنفی، شافعی، نہ اہل حدیث، اگر وہ اس سب سے بیزار و دست بردار ہو کر بھی اپنے آپ کو حنفی، شافعی، اہل حدیث کہتے ہیں تو ان کو صادق قرار دینے کیلئے کیا تاویل اختیار کی جاتی ہے، نیز اگر وہ نہ حنفی رہے، نہ شافعی (مقلد) نہ اہل حدیث بلکہ سب سے خارج ہو گئے تو آخر وہ کیا بن گئے؟ وہ ایسا فرقہ بن گئے جس کے وجود سے اب تک غالباً اسلام کا دامن خالی رہا ہے۔

تنبیہ: واضح رہے کہ مودودی صاحب اہلحدیث کو بھی مقلد ہی قرار دیتے ہیں، چنانچہ لکھتے ہیں:

اہلحدیث بھی مقلد ہیں

۵-''یہ عام اہل حدیث جو ان مسائل پر بحث کرتے پھرتے ہیں ان کا حال عام حنفیوں سے کچھ زیادہ بہتر نہیں ہے، ان کا علم بھی ویسا ہی تقلیدی ہے جیسا کہ حنفیوں کا ہے، یہ اپنے ائمہ وعلماء پر اعتماد کرتے ہیں اور حنفی اپنے ائمہ وعلماء پر، ان میں خود اجتہادی قابلیت نہیں، نہ حدیث کا اتنا علم اور نہ اصول میں اتنی بصیرت رکھتے ہیں کہ احکام کی تحقیق کر سکیں، ان کا یہ کہنا کہ فاتحہ خلف الامام، یا رفع یدین، یا آمین بالجہر حدیث سے ثابت ہے اور اس کا خلاف ثابت نہیں، دراصل تقلید کی بنیاد پر ہے نہ کہ اجتہاد کی بنیاد پر، لہذا ان کے جواب میں خاموشی بہتر ہے اھ''۔ (رسائل ومسائل، ص: ۲۴۰) (۱)۔

یہاں پہونچ کر تو اہل حدیث حضرات بھی انگشت بدنداں ہوں گے کہ یا اللہ! تقلید سے بیزاری کا اعلان کرتے کرتے صدیاں گذر گئیں مگر وہ اب تک گلے کا ہار بنی ہوئی ہے۔

---

(۱) (رسائل ومسائل: ۱/۲۴۰)

2 تقلید کا مفہوم اور عدمِ تقلید کا اثر

اس عبارت میں جناب امیر نے تقلید کا خلاصہ بھی بتادیا کہ ''تقلید نام ہے ائمہ وعلماء پر اعتماد کرنے کا'' مودودی صاحب نہ خود حنفیت کے پابند ہیں، نہ شافعیت کے، نہ مسلکِ اہل حدیث کے، جس کا کھلا ہوا مطلب یہ ہے کہ مودودی صاحب کو نہ امام ابوحنیفہ پر اعتماد ہے، نہ امام شافعی پر اعتماد ہے، نہ ائمۂ حدیث امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ، امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ وغیرہ پر اعتماد ہے، یہ حضراتِ ائمۂ اعلام مودودی صاحب کے نزدیک اس قابل نہیں کہ ان پر اعتماد کر کے ان کی تقلید کر سکیں۔

اہل حدیث حضرات کس جرم میں مقلد قرار پائے؟

محض اس جرم میں کہ ان غریبوں نے حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کی جلالت قدر، مہارت فن، خدمت حدیث پر اعتماد کرتے ہوئے کہہ دیا تھا کہ ان کی بیان فرمودہ حدیث سند کے اعتبار سے زیادہ صحیح اور قابل ترجیح ہے اور انہوں نے بھی براہ راست حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کی زیارت نہیں کی، بلکہ امت مسلمہ نے ان کی جلالتِ قدر کا اعتراف کرتے ہوئے ان پر اعتماد کیا، یہ اعتماد کرنا اس قدر سنگین جرم ہے کہ اس کی پاداش میں یہ لوگ مقلد گردانے جارہے ہیں۔

سوم : امیر جماعت سے دریافت کیا گیا کہ کیا کوئی صاحب علم وفضل چار معروف مذاہب فقہ: ''حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی'' چھوڑ کر حدیث پر عمل کرنے کا حقدار ہے یا نہیں، اگر نہیں تو کس دلیل سے؟ اس کے جواب میں وہ لکھتے ہیں:

تقلید کرنا گناہ بلکہ اس سے بھی شدید تر چیز ہے

۶- ''میرے نزدیک صاحب علم کیلئے تقلید ناجائز اور گناہ، بلکہ اس سے بھی کچھ شدید تر چیز ہے''۔ (رسائل ومسائل، ج:۱،ص:۲۴۴) (۱)۔

یہاں ''صاحبِ علم'' سے مراد غالباً وہی لوگ ہوں گے جو دینی علوم کی باقاعدہ تعلیم حاصل کرتے ہیں جیسا کہ عبارت نمبر:۴ میں مذکور ہے، خیال ہوتا ہے کہ بانیٔ جماعت مودودی صاحب بھی خود ان ہی لوگوں میں

---

(۱) (رسائل ومسائل: ۱،ص:۲۴۴، بحوالہ: احسن الفتاوی: ۱/۳۱۷، سعید)

سے ہوں گے، انہوں نے بھی با قاعدہ دینی علوم کی تعلیم حاصل کی ہوں گی، ان میں خود بھی اجتہادی قابلیت ہوگی، حدیث میں اتنا علم اور اصول میں اتنی بصیرت رکھتے ہوں گے کہ احکام کی تحقیق کرسکیں، اسی وجہ سے ائمہ وعلماء پر اعتماد کر کے کسی خاص مذہب کے پابند نہیں ہیں اور تقلید کو ناجائز سمجھتے ہیں اور اتنا بلند دعوی کرتے ہیں کہ ''میرے نزدیک صاحب علم آدمی کیلئے تقلید ناجائز اور گناہ بلکہ اس سے بھی کچھ شدید تر چیز ہے'' آخر یہ دعوی بغیر علم دین حاصل کئے اور بغیر اجتہادی بصیرت تامہ بہم پہونچائے تو نہیں کیا ہوگا، لیکن مودودی صاحب کی تحریر سے اس سب کی تردید ہوجاتی ہے، وہ لکھتے ہیں:

مودودی صاحب کا مبلغ علم

۷- ''مجھے گروہِ علماء میں شامل ہونے کا شرف حاصل نہیں ہے، میں ایک بیچ کی راس کا آدمی ہوں، جس نے جدید اور قدیم دونوں طریقہائے تعلیم سے کچھ کچھ حصہ پایا ہے، دونوں کوچوں کو خوب چل پھر کر دیکھا ہے''۔ (ترجمان، ج:۱۴، عدد:۳، ص:۲۲۷) (۱)۔

خود اقرار ہے کہ دینی علوم کی با قاعدہ تعلیم حاصل نہیں کی اس لئے عالم نہیں، بلکہ کچھ کچھ تعلیم کا حصہ پایا ہے، اس کچھ کچھ (ناقص و ناتمام) حصۂ تعلیم پر آزادی کا یہ عالم ہے، فرماتے ہیں:

۸- ''اپنی بصیرت کی بناء پر نہ تو میں قدیم گروہ کو سراپا خیر سمجھتا ہوں اور نہ جدید گروہ کو، دونوں کی خامیوں پر میں نے آزادی کے ساتھ تنقید کی ہے''۔ حوالہ سابق۔

کچھ کچھ حصہ تعلیم حاصل کر کے کچھ لوگ مطب شروع کر دیتے ہیں اور کچھ لوگ دینی اصول کے ماہر اور مزاج شناسِ نبوت کہلانے لگتے ہیں جس کا نتیجہ وہی ہوتا ہے جو ''نیم ملا'' اور ''نیم حکیم'' کے اقدام کا ہوتا ہے کہ جان کا بھی خطرہ اور ایمان کا بھی۔

چهارم: امیر صاحب کی طرف سے تقلید کی اجازت و آزادی کے ساتھ یہ بات بھی غور طلب ہے کہ ان کو کیسے آدمیوں کی ضرورت ہے، وہ فرماتے ہیں:

---

(۱) (ترجمان، ج:۱۴، عدد:۳، ص:۲۲۷)

دوسرا رخ

۹- ’’سب سے پہلی اور بڑی رکاوٹ کسی موزوں آدمی کا نہ ملنا ہے جو ہماری تعمیری اسکیم کو اپنے ہاتھ میں لے سکے، اس کیلئے ہمیں ایسا آدمی درکار ہے جو تعمیری کام کو خوب اچھی طرح سمجھتا ہو، ہم سے اور جماعت سے ہمدردی رکھتا ہو، تجربہ کار منتظم اور دیانت دار ہو، اوراس کام کو عملاً سرانجام دینے کی صلاحیت اور قابلیت رکھتا ہو، تاکہ ہم اس پر آنکھیں بند کر کے اعتماد کرسکیں اور وہ اپنی ذمہ داری پر اس کو سنبھال سکے‘‘۔(ترجمان، ج: ۲۶، عدد: ۳، ص: ۱۲۶)(۱)۔

ظاہر ہے کہ اتنی بڑی ذمہ داری سنبھالنا کسی بےعلم آدمی کا کام تو ہے نہیں، نہ ہی بےعلم آدمی کے حوالہ کرنا دانشمندی کا تقاضہ ہے، لامحالہ ایسے آدمی کیلئے جس پر آنکھیں بند کر کے اعتماد کیا جا سکے باعلم ہونا ضروری ہے، پھر اگر وہ باقاعدہ علمِ دین کی تعلیم حاصل کئے ہوئے ہے تب تو وہ مقلد رہ کر جناب امیر کے نزدیک گناہ بلکہ اس سے بھی شدید تر چیز میں گرفتار ہے، اس پر مودودی صاحب کیسے اعتماد کر سکتے ہیں، اگر وہ اعتماد کرتے ہیں تو سمجھ لیا جائے کہ ان کے نزدیک کیسے لوگ قابل اعتماد ہیں؟ وہ لوگ جو تقلید جیسی ناجائز، گناہ اور اس سے بھی شدید تر چیز میں مستقلاً دائمی طور پر مبتلا اور اس پر مصر ہیں (گناہ سے شدید تر چیز سب جانتے ہیں کیا ہے) اگر وہ باقاعدہ علم دین کی تعلیم حاصل کئے ہوئے نہیں بلکہ کچھ کچھ حصہ تعلیم حاصل کیا ہے اور وہ نیم ملا ہے تو پھر اس پر آنکھیں بند کر کے اعتماد کرنے کا انجام معلوم۔

لہٰذا اہلِ علم حضرات کیلئے جماعت میں رہ کر مودودی صاحب کا اعتماد حاصل کرنے کی اس کے سوا کوئی صورت نہیں کہ وہ حنفیت، شافعیت وغیرہ (تقلید) کی پابندی سے بالکل تائب ہو جائیں اور تقلید کو گناہ بلکہ اس سے بھی کچھ شدید چیز تصور کرنے لگیں۔

پنجم: جماعت میں رہنے والوں کو امیر کی اطاعت لازم اور نافرمانی گناہ ہے

چنانچہ لکھتے ہیں:

---

(۱)(ترجمان: ۲۶، عدد: ۳، ص: ۱۲۶)

۱۰-''یہ امر بھی قابل توجہ ہے کہ بعض مقامی جماعتوں کے ارکان مقامی امیر کو صدر انجمن سے زیادہ کوئی اہمیت نہیں دیتے، ان کو سمجھ لینا چاہئے کہ جب انہوں نے اپنے میں سے ایک آدمی کو اہل تر سمجھ کر صاحب امر منتخب کیا ہے، تو ان پر واجب ہے کہ معروف میں اس کی اطاعت کریں اور اس کی نافرمانی کو گناہ جانیں اھ''۔ (ترجمان، ج:۲۶، عدد:۳، ص:۱۲۵)(۱)۔

غور کا مقام ہے کہ جماعت کے کچھ باعلم افراد مقلد ہوں گے تو جناب امیر کا فرض کیا ہوگا جبکہ تقلید ان کے نزدیک گناہ ہے۔

یہ صاحب امران افراد کو اس منکرِ عظیم سے منع کریں گے یا نہیں، اگر منع نہیں کرتے تو ایسے موقعہ پر سکوت کی شرعاً کب اجازت ہے؟ حدیث پاک میں ہے:''الساکت عن الحق شیطان أخرس''۔ اگر منع کرتے تو پھر یہ لوگ نافرمانی کرکے اگر مقلد ہی رہے تو ایک گناہ (تقلید) میں پہلے سے مبتلا تھے، دوسرا گناہ امیر کی نافرمانی کا سر چڑھا اور یہ گناہ امیر سے بغاوت کے ہم معنی ہوکر ایسے نافرمان افراد کے لئے جماعت اسلامی سے اخراج کا موجب ہوگا، اور جو شخص جماعت اسلامی سے خارج کردیا جائے اس کا ٹھکانہ پھر کہاں؟

ششم: بعض لوگ تقلیدِ ائمہ سے ناخوش تھے اور اس کو شرک فی الرسالۃ تصور کرتے اور اخبارات ورسائل میں اس کی مذمت کیا کرتے تھے، وہ بہت مسرور ہونگے کہ ہماری ہمنوا ایک نئی جماعت وجود میں آگئی جو کہ تقلید کو بالکل ہماری طرح ناجائز اور گناہ بلکہ اس سے بھی کچھ شدید تر چیز سمجھتی ہے (اگر چہ مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری نے عرصہ ہوا اس جماعت کے نقیب اخبار اہل حدیث میں شدومد کے ساتھ اس کی تردید کردی تھی) اور بعض آزادی پسند مقلدین بھی اپنی غذا پاکر خوش ہوں گے اور جوشِ مسرت میں جماعت اسلامی کی رکنیت کا فارم پُر کرچکے ہوں گے کہ اب تو تقلید کا بارِ گراں ہماری گردن سے بالکل اتر گیا اور ہم کلیۃً آزاد ہوگئے اور اس حد تک ان کا خیال صحیح بھی ہے کہ تحریک جماعت اسلامی کے بانی مودودی صاحب نے ان کو تقلید ائمہ سے آزادی دیدی بشرطیکہ انہوں نے دینی علوم کی باقاعدہ تعلیم حاصل کی ہو، لیکن شاید ان کو شعور نہیں کہ وہ اب بھی آزاد نہیں

(۱)(ترجمان :۲۶ عدد :۳، ص: ۱۲۵، بحوالہ: احسن الفتاوی: ۳۱۸/۱، سعید)

ہوئے، بلکہ تقلید سے بھی بھاری طوق ان کی گردن میں ڈالدیا گیا۔ فرماتے ہیں:

امارت کا منصب لیڈر شپ کا منصب ہے

۱۱-''مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ بعض مقامی جماعتوں میں امارت کے انتخاب میں کچھ انجمن کی صدرات کا سا رنگ اختیار کرلیا گیا، یہ منصب دراصل مقامی لیڈر شپ کا منصب ہے اھ''۔ (ترجمان، ج:۲۶، عدد:۳۱، ص:۱۵۱) (۱)۔

کسی امام کیلئے خواہ وہ مقلدین کا امام ہو جیسے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ وغیرہ یا اہلحدیث کا امام ہو جیسے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ وغیرہ لیڈر شپ کا منصب تجویز نہیں کیا گیا، نہ ہی ان ائمہ نے خود اپنے لئے یہ منصب تجویز کیا، البتہ شیعہ صاحبان کے مذہب میں ضرور امام کا یہی منصب ہے۔

ہفتم: یہ لیڈر شپ کا منصب تو مقامی جماعت کے امیر کیلئے حاصل ہے، اب رہے بانی تحریک جو کہ امیر الامراء ہیں جن کے قبضہ میں زمامِ کار ہے، اور جو تحریک اسلامی کی گاڑی کیلئے ڈرائیور کی حیثیت رکھتے ہیں ان کا منصب کیا ہے؟ تو جماعت ان کی تقلید کرنے اور ان کے پیچھے پیچھے چلنے پر قدرۃً مجبور ہے، اور ان کے ہاتھ میں پروانۂ آزادی کی وہی حقیقت ہوگی جو کلکتہ کے ٹکٹ کی ہوتی ہے، اس مسافر کے ہاتھ میں جو پنجاب جانے والی گاڑی میں سوار ہوگیا ہو اور دوسرے لوگوں کو ٹکٹ دکھا کر کہتا ہو کہ میرے پاس یہ کلکتہ کا ٹکٹ ہے میں کلکتہ جارہا ہوں، ظاہر ہے کہ وہ اس ٹکٹ کے ذریعہ سے اس گاڑی سے کلکتہ نہیں پہونچ سکتا بلکہ وہ ہر اسٹیشن پر بجائے کلکتہ سے نزدیک ہونے کے دور ہوتا جائیگا اور دیکھنے والے کچھ اس پر ترس کھائیں گے اور کچھ اس کا مذاق اڑائیں گے، ٹکٹ کی جانچ کرنے والا کوئی آگیا تو وہ جرمانہ کردے گا، خود مودودی صاحب کے قلم سے اس کا ثبوت لیجئے۔ وہ فرماتے ہیں:

۱۲-''انسانی زندگی کے مسائل میں جس کو تھوڑی سی بھی بصیرت حاصل ہوگی وہ اس حقیقت سے بے خبر نہیں ہوسکتا کہ انسانی معاملات کے بناؤ اور بگاڑ کا آخری فیصلہ جس مسئلہ پر منحصر ہے وہ یہ سوال ہے کہ معاملات انسانی کی زمام کار کس کے ہاتھ میں ہے؟ جس طرح گاڑی ہمیشہ اسی سمت چلا کرتی ہے جس سمت پر ڈرائیور اس کو لیجانا چاہتا ہو

(۱) (ترجمان: ۲۶، عدد: ۳۱، ص: ۱۵۱)

اور دوسرے لوگ جو گاڑی میں بیٹھے ہوں خواستہ وناخواستہ اسی سمت پر سفر کرنے کے لئے مجبور ہوتے ہیں، اسی طرح انسانی تمدن کی گاڑی بھی اسی سمت پر سفر کیا کرتی ہے جس پر وہ لوگ جانا چاہتے ہیں جن کے ہاتھ میں تمدن کی باگیں ہوتی ہیں، ظاہر ہے کہ زمین کے سارے ذرائع جن کے قابو میں ہوں، قوت واقتدار جن کے ہاتھ میں ہو، عام انسانوں کی زندگی جن کے دامن سے وابستہ ہو، خیالات وافکار اور نظریات کو بنانے اور ڈھالنے کے وسائل جن کے قبضہ میں ہوں، انفرادی سیرتوں کی تعمیر، اجتماعی نظام کی تشکیل اور اخلاقی قدروں کی تعیین جن کے اختیار میں ہو، ان کی رہنمائی اور فرماں روائی کے تحت رہتے ہوئے انسانیت بحیثیتِ مجموعی اس راہ پر چلنے سے کسی طرح باز نہیں رہ سکتی جس راہ پر وہ چلانا چاہتے ہوں''۔(ترجمان:۲۶،عدد:۳،ص:۱۹۵)(۱)۔

جو لوگ سید ابوالاعلیٰ صاحب کی رہنمائی وفرماں روائی کے تحت رہتے ہیں ان کے خیالات وافکار اور نظریات بانیٔ تحریک کے لٹریچر کے ذریعہ ڈھالے گئے ہیں، ان کی باگیں کلیۃً مودودی صاحب (امیر الأمراء) کے ہاتھ میں ہیں، وہ بحیثیتِ مجموعی اس راہ پر چلنے سے کسی طرح باز نہیں رہ سکتے جس راہ پر مودودی صاحب چلانا چاہتے ہیں، جبکہ مودودی صاحب تقلید کو ناجائز اور گناہ بلکہ اس سے بھی کچھ شدید تر چیز سمجھتے ہیں تو ظاہر ہے کہ وہ تقلید کی طرف نہیں چلائیں گے، بلکہ جماعت کو اس سے نکالنے اور بچانے کی پوری کوشش کریں گے، اگر وہ لوگ تقلید پر قائم رہنا بھی چاہیں گے تو کسی طرح قائم نہیں رہ سکیں گے کیونکہ وہ ایسی گاڑی میں سوار ہو چکے ہیں جس کو ڈرائیور ان کے منشاء کے موافق نہیں بلکہ ان کے منشاء کے خلاف اور اپنے منشاء کے موافق چلا رہا ہے، لہٰذا وہ اسی سمت چلنے پر مجبور ہیں جس پر مودودی صاحب چلا رہے ہیں، اگر چہ وہ لوگ اس سے ناخوش ہوں مگر کچھ نہیں کر سکتے، اِلا یہ کہ احساس ہونے پر کسی قریبی اسٹیشن پر اتر جائیں یا چلتی گاڑی سے کود جائیں جس طرح کہ گاڑی کی غلط سمت کا احساس وشعور ہونے پر جماعت کے چوٹی کے لوگ ہمت کر کے کود پڑے، جو بقول مودودی صاحب کے ''سوسائٹی کے مکھن تھے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حیثیت رکھتے تھے کہ ان کے قلوب پہلے ہی سے ''حق'' کے خواہاں وجویاں تھے'' جیسے ہی مودودی صاحب کی

(۱)(ترجمان:۲۶،عدد:۳، ص:۱۹۵)

زبان سے ''حق'' کو سنا، فوراً ایمان لے آئے اور انہی کے ہاتھ سے جماعت کا سنگِ بنیاد رکھا گیا اور انہیں کے قلم سے دستورِ جماعت تیار ہوا تھا اور ان کے علم، تدبر، تجربہ، تقوی، دیانت پر مودودی صاحب کو اس قدر اعتماد تھا کہ ان کی شرکت اور تعاون کو تحریک اسلامی کے حق ہونے کی دلیل پیش کیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ:

''میرے ساتھ ایسے ایسے اہل علم، اہل بصیرت، اہل تجربہ موجود ہیں کہ اگر میرا کوئی غلط قدم بھی ہوتا تو فوراً مجھے روک دیتے اور آئندہ بھی اگر کوئی غلط قدم اٹھاؤں گا تو فوراً روک دیں گے، یہ کھلی دلیل ہے کہ میں نے جو راہ اختیار کی ہے وہی حق ہے''۔

مگر قدرت کی مدد سے کسی پر سمت کی غلطی جلد منکشف ہوگئی، کسی کو دیر لگی، پھر جماعت نے ان کے متعلق جو کچھ کہا اور لکھا اور ان کا ناکارہ ہونا ثابت کیا اس سے ان کی وہ خدمات بھی اکارت ہوگئیں جن پر انہوں نے بہت محنت کی اور سر کھپایا تھا اور بہت برے برے القاب سے ان کو نوازا گیا: ''دین سے پھر گئے، خدا سے منہ موڑ لیا، ارتداد اختیار کیا''، حالانکہ وہ لوگ اس دین سے نہیں پھرے جس کے متعلق قرآن پاک میں وارد ہوا ہے: ﴿إن الدین عند اللہ الإسلام﴾ (۱)، بلکہ مودودی صاحب کی ڈھالی ہوئی تحریک سے پھرے ہیں اور انہوں نے خدا سے منہ نہیں موڑا بلکہ مودودی صاحب سے منہ موڑا ہے اور انہوں نے دینِ اسلام سے ارتداد اختیار نہیں کیا بلکہ مودودی صاحب کے حلقۂ معاونین سے باہر ہوئے ہیں۔

ھشتم: کوئی شخص اگر یہ چاہے کہ جماعت سے علیحدہ اور امیر کی قیادت سے آزاد ہوکر اسلامی زندگی گذارے تو اس کے متعلق سنئے فرماتے ہیں:

جماعت سے علیحدگی اور امیر جماعت سے انحراف کا مطلب

۱۳- ''آخری چیز جو جماعتی زندگی کیلئے اہم ترین ہے وہ یہ ہے کہ ''اسلام بغیر جماعت کے نہیں اور جماعت بغیر امیر کے نہیں'' اس قاعدۂ کلیہ کے مطابق آپ کے لئے ضروری ہے کہ جماعت بننے کے ساتھ ہی آپ اپنے لئے ایک امیر منتخب کرلیں''۔

(جماعت اسلامی کا پہلا اجتماع، ص:۱۴) (۲)۔

---

(۱) (سورۃ آل عمران: ۱۹)

(۲) (جماعت اسلامی کا پہلا اجتماع، ص: ۱۴)

چنانچہ اسی اجتماع میں ابتداءً جماعت کی تشکیل ہوئی اور سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کو امیر منتخب کیا گیا، کیونکہ ان سب لوگوں میں اہل تر یہی تھے اور جملہ شرکاء نے فرداً فرداً کھڑے ہوکر کلمۂ شہادت پڑھا اور از سر نو اسلام میں داخل ہوئے اور جملہ حاضرین کو اپنے اس نئے ایمان پر ہر ایک نے گواہ بنایا، اب جس کو اسلام مطلوب ومحبوب ہے وہ جماعت میں داخل ہونے پر مجبور ہے کیونکہ ''اسلام بغیر جماعت کے نہیں'' اور جب جماعت میں داخل ہوتو امیر کی نافرمانی کی مجال نہیں، اس لئے کہ یہ منصب لیڈر شپ کا منصب ہے اور امیر سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب ہیں تو ان کی نافرمانی کرنے سے اسلام جیسی محبوب متاع پر کیا زد پڑ یگی۔ (اگر گو یم زبا ں سو زد)

نہم : امیر الامراء بانی تحریک اسلامی جماعت سے کس نوع کی اطاعت چاہتے ہیں (ایسی ہی جیسی مقلدین اپنے امام کی تقلید کرتے ہیں یا اس سے کچھ مختلف؟) وہ ایسی اطاعت چاہتے ہیں جیسی شکاری بندوق کی اطاعت چاہتا ہے کہ فائر کرنے میں بندوق کیلئے حق وناحق سوچنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا، فرماتے ہیں:

۱۴- '' آپ سے امیر کی اطاعت اور ضابطے کی پابندی اور رضا کارانہ خدمت کی ادائیگی میں جتنی کمزوری ظاہر ہوتی ہے اتنا ہی میں اپنے آپ کو بے بس پاتا ہوں اور مجھے ایسا ہی محسوس ہوتا ہے کہ میں ایسی بندوقوں سے کام لے رہا ہوں جو لبلبی دبانے پر بھی فائر نہیں کرتیں، ظاہر ہے کہ ایسے ہتھیاروں کو لیکر کون ایسا نادان ہوگا جو کسی بڑے اقدام کا ارادہ کر بیٹھے، برعکس اس کے جب میں آپ کے اندر اطاعت اور تطوع اور باضابطگی کے اوصاف پاتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ ایک آواز پر آپ جمع کئے جاسکتے ہیں، ایک اشارہ پر آپ حرکت کر سکتے ہیں، اور خود اپنے دل کی لگن سے اس کام کو کرتے رہتے ہیں جو آپ کے سپرد کیا جائے تو میرا دل قوی اور میری ہمت بلند ہونے لگتی ہے اور میں ایسا محسوس کرتا ہوں کہ اب مجھے وہ طاقت حاصل ہو رہی ہے جس سے میں اس مقصدِ عظیم کیلئے کچھ زیادہ کام کرسکوں اھ''۔ (ترجمان: ۲٦، عدد: ۳، ص: ۱۰۹) (۱)۔

عجیب تضاد

دھم : لٹریچر میں جگہ جگہ ''ذہنی غلامی، شخصیت پرستی، اشخاص سے مرعوبیت اور تقلید'' کی مذمت اور

(۱) (ترجمان: ۲٦، عدد: ۳، ص: ۱۰۹)

اس سے اپنی اور اپنی جماعت کی براءت کی گئی ہے اور آزادی رائے، نقادانہ نظر، جمہوریت، شورائیت کو سراہا اور اپنا طرۂ امتیاز بتایا گیا، امیر کے متعلق کہا گیا ہے کہ وہ تنقید سے بالاتر نہ ہوگا، ہر عامی شخص کو اس کی پبلک زندگی ہی پر نہیں بلکہ پرائیویٹ زندگی پر بھی تنقید کا حق حاصل ہوگا۔

مگر اس ہدایت (عبارت منقولہ نمبر:۱۴) سے معلوم ہوا کہ آزادیٔ رائے جمہوریت، شورائیت کی آخری منزل جہاں اس کا سفر ختم ہوتا ہے آمریت اور لیڈرشپ ہے جس میں ادنیٰ سرتابی، اختلافِ رائے اور مشورے دینے کی گنجائش نہیں، تمام جماعت بے بس، بے شعور ہو کر بندوق کی طرح اطاعت کرنے پر مجبور ہے، فرق اتنا ہے کہ بندوق سوچنے والے دماغ اور دیکھنے والی آنکھ سے قدرۃً محروم ہے اور جماعت سے مطالبہ ہے کہ وہ سوچنے والے دماغ اور دیکھنے والی آنکھ رکھتے ہوئے اپنے اختیار سے بے اختیار و بے شعور ہو کر ایک اشارہ میں حرکت میں آجائے، اس کے بالمقابل تقلید میں جس کو گناہ سے بھی کچھ شدید تر کہا گیا ہے، یہاں تک توسع ہے کہ کسی مسئلہ میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول پر فتویٰ نہ ہو تو امام ابویوسف رحمہ اللہ تعالیٰ وغیرہ کے قول پر عمل کیا جاسکتا ہے، دلائل کی قوت وضعف سے بھی بحث کیجاسکتی ہے کیونکہ وہاں لیڈرشپ نہیں ہے۔

بہ بیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا

امید ہے کہ ان چند سطور سے جماعت اسلامی کے مقلّد یا غیر مقلد ہونے پر غور کرنے کا موقع مل سکے گا۔

آپ کے یہاں جماعت اسلامی کا دفتر ہے جس میں جماعت کی کتابیں موجود ہیں میں نے جن کتابوں کے حوالہ دیکر عبارتیں نقل کی ہیں اصل کتابوں سے ان عبارات کو ملا لیجئے اور ان کا اول وآخر بھی اطمینان سے پڑھ کر دیکھئے، نہ کسی جگہ نقل میں کتربیونت پائیں گے، نہ ایسا ہے کہ درمیانی جملہ لے کر اصل مقصد کو خبط کر دیا گیا ہو، اس لئے لکھا ہے کہ جماعت کا طرز یہ ہے کہ جب کوئی مضمون یا رسالہ دیکھا جس میں ان کی کسی غلطی پر فقہ، حدیث، قرآن سے ان کے انحراف کی نشان دہی کی گئی ہو، فوراً امیر اور جماعت نے کہنا اور لکھنا شروع کر دیا کہ یہ ہم پر افتراء ہے، جھوٹ ہے، بہتان ہے، دنائت ہے، ہماری عبارتوں کو توڑ مروڑ کر پیش کیا ہے، یہ لوگ اس قابل نہیں کہ ان سے خطاب کیا جائے یا ان کے اعتراض کا جواب دیا جائے۔ فقط ﴿واللہ یھدی من یشاء إلی صراط مستقیم﴾

فتاویٰ کی حیثیت مودودی صاحب کی نظر میں

۲۳ ربیع الأول، ۱۷/ ۶/ ۱۹۷۱ء

محترم المقام حضرت مفتی محمود الحسن صاحب، زیدت معالیکم!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

بعد سلام مسنون عرض ہے کہ مکتبہ نظام کرنیل گنج کانپور سے طبع شدہ آں محترم کا جماعت اسلامی کے بارے میں ایک فتویٰ ''تقلید اور جماعت اسلامی'' نظر سے گذرا جس میں آپ نے مودودی صاحب ہی کی عبارتوں سے ان کے مسلک اور ان کی گمراہی کو واضح فرمایا ہے۔ جزاکم اللہ۔

اس طرح دیگر علماء کرام مثلاً حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ، حضرت مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ، حضرت مفتی مہدی حسن صاحب، مولانا محمد میاں صاحب، مولانا عبدالصمد صاحب رحمانی وغیرہ نے بھی خود بانیٔ تحریک کے اقوال اور اقتباسات کے پیشِ نظر جماعتِ اسلامی کی تحریک کو خطرناک اور عامۃ المسلمین کیلئے گمراہ کن قرار دے کر اس میں شرکت کو ناجائز بتلایا تھا اور اجتنابِ کلی کو ضروری قرار دیا تھا۔

۱......اب سوال یہ ہے کہ ان بزرگوں کی تحریرات شائع ہوکر جماعتِ اسلامی کے ذمہ داران تک پہنچنے کے بعد جماعت اسلامی کے ذمہ داران کا ان اقوال وتحریرات (کہ جن کی بنیاد پر اس تحریک کو مضر، گمراہ کن، واجب الاحتراز قرار دیا گیا تھا) کی اصلاح کرنا اور ان سے رجوع کا آپ کے علم میں ہے یا نہیں؟ اگر جماعت اسلامی نے اصلاح اور رجوع کرلیا ہوتو براہ کرم اس سے مطلع فرمائیں اور اگر ان اقوال واقتباسات سے رجوع نہ کیا ہوتو پھر یہ عرض ہے آج کل بہت سے مقامات پر جماعت اسلامی کا لٹریچر اور اس کی کتابیں پہونچ رہی ہیں، اس کا حلقۂ اثر وسیع ہورہا ہے تو اس کو روکنا اور اس کی گمراہی سے لوگوں کو واقف کرنا ضروری ہے یا نہیں؟

۲......بعض لوگ کہتے ہیں کہ جماعت اسلامی کے بارے میں اب علمائے دیوبند کا وہ نظریہ نہیں رہا، اس میں تبدیلی ہوئی ہے، یہ بات کس حد تک صحیح ہے، بالخصوص آں محترم کی رائے گرامی جماعت اسلامی کے بارے میں حسب سابق ہے یا نہیں؟ امید کہ جواب سے مشرف فرمائیں گے، جوابی کارڈ مرسل ہے۔ والسلام۔

از سلیمان عبدالرحیم بڑودہ، گجرات

الجواب حامداًومصلیاً :

ا......اکابرِ علماء کی جوتحریرات جماعت اسلامی سے متعلق شائع ہوئی ہیں، ان کے سلسلہ میں مودودی صاحب کی تحریر یہ ہے:

''ایک صاحب نے مجھے مفتی سعید احمد صاحب کا مفصل فتوی جو''کشفِ حقیقت'' کے نام سے چھپا ہے، بھیج دیا ہے اور اس کے ساتھ دو تین اشتہار بھی بھیجے، جن میں مولانا کفایت اللہ صاحب، مولانا جمیل احمد صاحب تھانوی، مولانا اعزازعلی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ اور مفتی مہدی حسن صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے فتوے درج تھے، ان تمام فتوؤں کو دیکھنے کے بعد میری رائے بدل گئی، اب یہ حضرات اس مقام سے گذر چکے ہیں، جہاں ان کو خطاب کرنا مناسب اور مفید ہو۔ سب سے زیادہ افسوس مجھے مولانا کفایت اللہ صاحب پر ہے کیونکہ میں ۲۳/ سال سے ان کا نیازمند ہوں اور ہمیشہ ان کا احترام کرتا رہا ہوں، افسوس کہ انہوں نے بھی جماعتی عصبیت میں آنکھیں بند کر کے یہ فتوی تحریر فرما دیا۔ باقی رہے دوسرے حضرات تو ان کے فتوے پڑھ کر میں نے یہ محسوس کیا ہے کہ جس وقت یہ فتوے لکھے جارہے تھے اس وقت خدا کا خوف اور آخرت کی جواب دہی کا احساس شاید ان کے قریب بھی موجود نہ تھا، خصوصاً مفتی سعید احمد صاحب کے فتوے میں تو صریح بددیانتی کی بدترین مثالیں پائی جاتی ہیں، جنہیں دیکھ کر گھن آتی ہے، حقیقت یہ ہے کہ میں ان حضرات کے ساتھ بڑا حسنِ ظن رکھتا تھا، مگر اب ان کے یہ فتوے دیکھ کر تو میں ایسا محسوس کرتا ہوں کہ بریلوی طبقہ کے فتوے بازو کافرساز مولویوں سے ان کا مقام کچھ اونچا نہیں ہے''۔ (رسائل ومسائل)۔

اور''رسائل ومسائل''، ۲/۵۱۳، کسی نے مشورہ دیا تھا کہ آنحضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ مولانا اعزازعلی صاحب، مولانا محمد طیب صاحب، مفتی کفایت اللہ صاحب، مولانا حفظ الرحمٰن صاحب، مولانا احمد سعید صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ، مولانا محمد زکریا صاحب، مولانا عبداللطیف صاحب رحمہم اللہ تعالیٰ سے خط و کتابت کر کے انہیں مشورہ دیں کہ اگر میرے متعلق یا جماعت کے متعلق کوئی استفتاء آپ کے سامنے آئے تو پہلے

جواب دینے سے آپ مجھ سے اصل حقیقت معلوم کرلیا کریں۔اس مشورہ کے جواب میں تحریر مذکورہ امیر جماعت نے لکھی ہے:

۲...... جماعت کے جن خلاف حق نظریات وافکار کی بناء پر اول رائے قائم کی گئی تھی جب وہ نظریات وافکار موجود ہیں،ان کی اصلاح نہیں ہوئی تو وہ رائے بھی قائم ہے اس میں بھی تغیر نہیں ہوا۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔



متفرقات الفِرَق

دیوبندیت اور بریلویت

سوال[۵۲۳]: اختلافاتِ علماء کی برکت سے آج کل مذہبِ حنفی میں دوفرقہ ہوگئے ہیں اور دونوں فرقوں کا دعویٰ نجات ہے: ایک فرقہ بریلوی اور دوسرا دیوبندی، ان دونوں میں کونسا فرقہ قابلِ عمل ہے، بصورت ناقابلِ عمل اس کے وجوہ۔

الجواب حامداً و مصلیاً:

اختلاف روایات، تعارضِ نصوص، تنسیخ احکام وترتیب احکام اور تصادمِ ادلہ کی وجہ سے علمائے حقانی میں اختلاف ہوا جس کی برکات اہلِ علم محققین ومتبعین مذہب پر مخفی نہیں، علمائے دیوبند اور فرقہ بریلویہ میں چند مسائل میں اختلاف ہے۔ نصوصِ قرآنی، احادیث نبویہ (علی صاحبها ألف تحية) اصولِ کلامیہ، فروعِ فقہیہ کے لحاظ سے ان مسائلِ مختلفہ میں علماء دیوبند حق پر معلوم ہوتے ہیں، جس مسئلہ کے متعلق دریافت کرنا ہو اس کو کہیئے، انشاء اللہ تعالیٰ کافی اور تسکین بخش دلائل سے اس کو ثابت اور واضح کردیا جائے گا۔

بریلوی فتنہ کا علاج

سوال[۵۲۴]: بریلویوں کی طرف سے اشتہار شائع ہوتا رہتا ہے جس کی وجہ سے عوام میں سخت بے چینی اور پریشانی ہوجاتی ہے، براہ کرم عوام کی اصلاح کے لئے جو مناسب صورت حال ہو اس سے مطلع فرمائیں تاکہ بدعات وخرافات کا دروازہ بند ہوجائے۔

الجواب حامداً و مصلیاً:

اس فرقہ رضاخانیہ کی تردید میں ''عقائد علمائے دیوبند'' چھوٹا سا رسالہ ہے جو کہ اصل عربی میں تھا اس کو اردو میں شائع کیا گیا ہے جس پر ہندوستان اور عرب کے علماء کے دستخط ہیں اس کو آپ چھپوا کر شائع کردیں، اصل کتاب کا نام ''التصديقات لدفع التلبيسات'' (المهند) ہے، اس میں اصل عبارت عربی میں ہے اور

ساتھ ہی ترجمہ بھی ہے۔ نیز "الشهاب الثاقب" میں پوری تفصیل مذکور ہے۔

عوام کو سدھارنے کے لئے ضرورت ہے کہ ہر مسجد میں دینی کتاب سنانے کا انتظام کیا جائے، ان کے بچوں کو علم دین پڑھایا جائے، تبلیغی جماعت میں منسلک کرادیا جائے، صاحبِ نسبت متبع سنت بزرگوں سے اصلاحی تعلق قائم کرادیا جائے، اہل قلب علمائے حق کے وعظ کرائے جائیں۔ والله الهادی من يشاء إلى صراط مستقیم۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۸۹/۹/۴ھ۔

فرقہ ذکریان

سوال[۵۲۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک گروہ جس کو ذکری کہتے ہیں، یہ فرقہ باطلہ ذکریان صراط مستقیم سے منحرف ہیں، مثلاً ان ذکری گروہ کے عقائد میں ایک شخص مسمی بہ محمدی جو اس فرقہ کا مقتدا گزرا ہے، یہ لوگ اس کو اپنا پیغمبر ورسول تسلیم کرتے ہیں اور اسی کے نام کا کلمہ پڑھتے ہیں اور ضروریاتِ دین مثلاً نماز پنجگانہ، روزہ ماہ رمضان المبارک وحج بیت اللہ سے کلی طور پر منکر ہیں۔ لہذا کیا یہ لوگ مسلمان ہیں یا نہیں؟ اور ان کے ساتھ نکاح جائز ہے یا نہیں اور ایسے لوگوں کا ذبیحہ حلال ہے یا حرام؟ برائے کرم اس پر پوری روشنی ڈالتے ہوئے بحوالہ معتبرہ کتب صحیح جواب سے مستفید فرمائیں تاکہ ہم غریب مسلمان اپنے دین وایمان کا پورا تحفظ کرسکیں۔ بینوا وتوجروا۔ عبدالفتاح ولد عبدالخالق القادری، ختانی منزل ملیر سٹی کراچی، پاکستان، ۱۸/شوال المکرم ۹ ۱۳۷ھ

الجواب حامداً و مصلياً:

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں (۱)، جو شخص آپ کو خاتم النبیین نہ مانے بلکہ

---

(۱) قال الله تعالىٰ: ﴿ما كان محمد أبا أحد من رجالكم و لكن رسول الله و خاتم النبيين﴾ الآية (الأحزاب: ۴۰)

قال الحافظ: فهذه الآية نص في أنه لا نبي بعده، وإذا كان لا نبي بعده فلا رسول بعده بالطريق الأولى والأحرى اهـ". (تفسير ابن كثير، سورة الأحزاب: ۴۰، ۳/۲۵۰، دار الفيحاء بيروت)

آپ کے بعد کسی اور کی نبوت پر ایمان لائے، وہ شخص کافر ہے(۱) اس کے ساتھ مسلمانوں کو تعلق نکاح وغیرہ جائز نہیں(۲) نماز، روزہ، حج، ارکانِ دین اسلام ہیں نصوص قطعیہ سے ان کی فرضیت ثابت ہے جو شخص ان کی فرضیت کا انکار کرے وہ بھی کافر ہے: دائرہ اسلام سے خارج ہے(۳)۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿ما كان محمد أبا أحد من رجالكم و لكن رسول اللّٰه و خاتم النبين﴾ الآية(٤) وقال اللّٰه تعالیٰ: ﴿وأقيموا الصلوة﴾ الآية (٥) وقال اللّٰه تعالیٰ: ﴿يا أيها

---

(۱) کیونکہ عقیدۂ ختم نبوت نص قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔

قال الله تعالیٰ: ﴿ما كان محمد أبا أحد من رجالكم و لكن رسول الله و خاتم النبين﴾ الاية.

"عن أبي هريرة رضي الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالیٰ عليه وسلم: "مثلي و مثل الأنبياء كمثل قصر أحسن بنيانه، ترك منه موضع لبنة، فطاف به النظار يتعجبون من حسن بنيانه إلا موضع تلك اللبنة، فكنت أنا سددت موضع اللبنة، ختم بي البنيان و ختم بي الرسل"، و في رواية: "فأنا اللبنة، وأنا خاتم النبيين". (مشكاة المصابيح، باب بدء الخلق و ذكر الأنبياء عليهم السلام: ۲/۱۱ ۵، قديمي)

"و دعوى النبوة بعد نبينا صلى الله تعالیٰ عليه وسلم كفر بالإجماع". (شرح الفقه الأكبر للملاعلي القاري، ص: ۱۶۴، قديمي)

(۲) "(ولا) يصلح (أن ينكح مرتد أو مرتدة أحداً) من الناس مطلقاً". وفي ردالمحتار: (قوله: مطلقاً): أي مسلماً أو كافراً أو مرتداً، و هو تاكيد لما فهم من النكرة في النفي". (رد المحتار، كتاب النكاح، باب نكاح الكافر، مطلب: الولد يتبع خير الأبوين ديناً: ۳/۲۰۰، سعيد)

(و كذا في الفتاوى العالمكيرية، باب أحكام المرتدين: ۲/۲۵۵، رشيديه)

(۳) قال الملاعلي القاري رحمه الله تعالیٰ: "و من وصف الله بما لا يليق به أو سخر باسم من أسمائه أو بأمر من أوامره أو أنكر وعده أو وعيده يكفر...... و كذا مخالفة ماأجمع عليه و إنكاره بعد العلم به يعني من أمور الدين كفر". (شرح الفقه الأكبر، استحلال المعصية و لو صغيرةً كفر، ص: ۱۵۳، قديمي)

(و كذا في رد المحتار، كتاب الجهاد، باب المرتد: ۴/۲۲۲، سعيد)

(وكذا في البزازية، كتاب ألفاظ تكون إسلاما أو كفراً أو خطأً. ۶/۳۲۳، رشيديه)

(۴)(الاحزاب: ۴۰)

(۵) (البقرة: ۴۳)

الذین امنوا کتب علیکم الصیام﴾ الایة (۱)۔ وقال الله تبارك وتعالیٰ :﴿ ولله علی الناس حج البیت﴾ الایة(۲)۔

مسلمانوں کو ایسے عقیدوں سے اور ایسے عقیدے والوں سے انتہائی پرہیز کرنا چاہیئے اور بالکل علیحدہ رہنا چاہیئے، اللہ پاک سب کو صراطِ مستقیم کی ہدایت دے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ گنگوہی، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۶/شوال/۰۷ھ۔

فرقۂ مہدویہ کے عقائد

سوال[۵۲۶]: ۱-مہدویوں سے تعلقاتِ نکاح درست ہے یا نہیں؟ جو مولوی محمد جون پوری کو مہدی مانتے ہیں، ان کے عقائد چند جو بہ مشکل معلوم ہو سکتے ہیں وہ یہ ہے کہ نقل ہے کہ حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ دنیا کی زندگی کا وجود کفر ہے۔ تقویم مہدیہ ص:۴، ۱۹۶۸ء۔

۲-حضرت مہدی کی تصدیق محبت کے ساتھ کرنا، منکر مہدی کو کافر جاننا حدیث شریف "من أنكر المهدی، فقد كفر"۔

۳-تو یہ خاتمین کا حق جاننا، رسول مہدی کو برابر جاننا جو حدیث، کتاب اللہ، اور احوال مہدی کے موافق ہو اس کو صحیح جاننا، مہدی کے حضور میں مردود اور مقبول کی تصحیح کو حق جاننا جو حکمِ مجتہدین و بیانِ مفسرین وغیرہ جو کہ بیانِ مہدی کے مخالف ہو اس کو صحیح نہ جاننا، مذاہبِ اربعہ میں تقلید کو ناروا جاننا، خصوصیتِ بعثتِ مہدی کے احکام، ولایتِ محمدی کے ظاہر کرنے کے لئے سمجھنا۔ آیت کریمہ ﴿ثم إن علینا بیانه﴾(۳) یہ بیان مہدی موعود کی زبانِ مبارک سے ثابت ہے اس کو جاننا، دنیا میں خدا کے دیدار کو جائز و ممکن ماننا، یہ جاننا کہ ایمان ذاتِ خدا ہے۔

اب آپ فرمائیں کہ شرعاً ان مہدیوں کے متعلق کیا حکم ہے؟ بیان فرمائیں۔ اور مہدیوں کی لڑکی سے اہل سنت والجماعت کا نکاح ہوسکتا ہے یا نہیں؟ یا اپنی لڑکی دے سکتا ہے یا نہیں؟ یہاں پر ان کی لڑکیوں سے نکاح کر لینا کیسا ہے؟ اور اہل سنت والجماعت کی لڑکی کا نکاح وہاں کر دیا گیا ہے۔ براہ کرم شرعاً جو حکم ہو اس سے مطلع

---

(۱) (البقرة : ۱۸۳)

(۲)(آل عمران : ۹۷)

(۳) (القیمة: ۱۹)

فرمائیں اوران لوگوں کوقربانی کے جانور میں شریک کرنا درست ہے یانہیں؟

الجواب حامداً و مصلیاً :

میں نے اس فرقہ کی یہ کتاب نہیں دیکھی، جو چیزیں آپ نے درج کی ہیں وہ مسلکِ اہل سنت والجماعت کی رو سے صحیح نہیں، بعض انتہائی زیغ اور ضلالت کی چیزیں ہیں، اگران کی طرف ان امور کی نسبت صحیح ہے اور یہ ان کے عقائد ہیں تو ان کا خلافِ اسلام ہونا ظاہر ہے، اہل سنت والجماعت کوان سے مناکحت نہیں کرنا چاہئے، کلی پرہیز کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبدمحمودغفرلہ دارالعلوم دیوبند۱۲/۱۲/ ۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند۲۱/۱۲/ ۸۸ھ

فرقہ مہدویہ اوراحمدیہ

سوال[۵۲۷] : کیامہدویہ فرقہ جونپوری اوراحمدیہ فرقہ سرسیداحمد خان کے پیرو ہیں؟مختصرطور پران کے حالات بیان فرمائیں۔

الجواب حامداً و مصلیاً :

دونوں الگ الگ ہیں، ان میں کوئی کسی کا پیرو نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبدمحمودغفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۱/۶/ ۹۱ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۲/۶/ ۹۱ھ۔

خاکساری فتنہ کاحکم

سوال[۵۲۸] : خاکساری کا فتنہ جوموجودہ زمانہ میں چل رہاہے، آیااس لائن میں داخل ہوناجائز ہے یانہیں؟ خاکسارکاجنازہ پڑھناجائز ہے یانہیں، خاکساروں کے ساتھ اسلامی تعلق رکھنا، برت برتاؤ کرناجائز ہے یانہیں؟ اوران کا عقد مسلمان لڑکی سے جائز ہے یانہیں، عنایت اللہ کا تذکرہ درست ہے یااسلامی طریقے سے خلاف ہے؟ بینواتوجروا۔

الجواب حامداً و مصلیاً :

عنایت اللہ مشرقی بانی تحریک خاکسار نے جوکتاب ''تذکرہ'' لکھی ہے اس میں بہت چیزیں جو بالکل

اسلام کے خلاف ہیں تحریر کی ہیں، وہ کفریہ عقائد ہیں اسی طرح اَور بھی بہت سی تحریرات ہیں، کفریہ عقائد لکھ کر شائع کئے ہیں۔ پس جس شخص کے عقائد تحقیق سے معلوم ہو جائیں کہ کفریہ ہیں اس کے جنازہ کی نماز پڑھنا (۱) اور اس سے اسلامی تعلق رکھنا ناجائز ہے (۲)، اسی طرح اس کا مسلمانوں کے ساتھ عقد نکاح کرنا بھی ناجائز ہے (۳)، مگر پہلے اس کی خوب تحقیق کر لی جائے کہ اس کے عقائد کیا ہیں کیوں کہ محض شبہ کی بناء پر کسی کو کافر کہنا جائز نہیں (۴)۔

تحریکِ خاکسار میں داخل ہونا ناجائز ہے، مسلمانوں کو اس فتنہ سے احتراز ضروری ہے، ہر شخص پر حسب استطاعت مسلمانوں کو اس فتنہ سے بچانا اور اس کی خرابیوں سے آگاہ کرنا نیز اس کی مدافعت کر کے اہل اسلام کو تحفظ اسلام پر آمادہ کرنا لازم اور ضروری ہے، جو شخص باوجود قدرت کے اس فتنہ سے مدافعت نہیں کرے گا وہ گنہگار ہوگا (۵)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۴/۱/ ۵۹ھ۔

الجواب صحیح: سعید غفرلہ۔

صحیح: عبداللطیف، ۲۴/محرم/ ۵۹ھ۔

---

(۱) قال اللہ تعالیٰ: ﴿و لا تصل علی أحد منهم مات أبداً و لا تقم علی قبره، إنهم كفروا بالله و رسوله و ماتوا و هم فاسقون﴾. (التوبة: ۸۴)

(۲) قال اللہ تعالیٰ: ﴿لا يتخذ المؤمنون الكفرين أولياء من دون المؤمنين﴾. (آل عمران : ۲۸)

(۳) "و لا يجوز للمرتد أن يتزوج مرتدةً و لا مسلمةً و لا كافرةً أصليةً، و كذلك لا يجوز نكاح المرتدة مع أحد كذا في المبسوط". (الفتاوى العالمكيرية ، كتاب النكاح ، القسم السابع المحرمات بالشرك: ۱/۲۸۲، رشيديه)

(و كذا في بدائع الصنائع ، كتاب النكاح، فصل في عدم نكاح الكافر المسلمة : ۳/۴۶۵، دار الكتب العلمية)

(و كذا في الهداية ، كتاب النكاح، باب نكاح أهل الشرك: ۲/۳۴۵ ، ۳۴۶، مكتبه شركت علميه)

(۴) "و لا يجوز أن يرمى مسلم بفسق و كفر من غير تحقيق". (شرح الفقه الأكبر للملاعلي القاري، ص: ۲۷، قديمى)

(۵) قال اللہ تعالیٰ: ﴿ ولتكن منكم أمة يدعون إلى الخير، و يأمرون بالمعروف، و ينهون عن المنكر، و يسارعون في الخيرات﴾. (سوره آل عمران : ۱۱۴) .... =

دین بہائی

سوال[۵۲۹]: زید نے دینِ بہائی قبول کیا، یعنی بہاء اللہ کو موعود کل ادیان، ناسخ قرآن تسلیم کرتے ہوئے اس نئی شریعت پر ایمان لایا جس کے مدعی بہاء اللہ ہیں۔ اس کتاب کا نام "اقدس" ہے، جس کی تعلیمات کی رو سے تمام انبیاء و رسل اور آسمانی کتب برطرف ہیں اور سلسلۂ رسالت کبھی ختم نہیں ہوتا یعنی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خاتم الرسل تسلیم نہیں کرتے۔ کیا اب زید دائرہ اسلام سے خارج ہوگیا، حالانکہ وہ لا إلــه إلا الله محـمـد رسول الله پڑھتا ہے کیونکہ اس سے اس کے مندرجہ بالا عقائد پر ضرب نہیں پڑتی، اگر زید دائرۂ اسلام سے خارج ہوگیا تو کیا اس کا نکاح فسخ ہوجائے گا، اگر نکاح فسخ ہوجائے گا تو زوجہ دَینِ مہر کا مطالبہ کرسکتی ہے جب کہ وہ مسلمان ہے؟

الجواب حامداً و مصلياً:

ان عقائد کے اختیار کرنے کے بعد زید ایمان سے خارج ہوگیا(۱) اس کا نکاح فسخ ہوگیا(۲) جب شوہر کے ساتھ وہ رہ چکی ہے تو پورا مہر لازم ہوگیا(۳)، اب اپنا مہر وصول کرسکتی ہے اور اس سے بالکل الگ رہے کوئی تعلق زوجیت نہ رکھے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، یکم/ ربیع الثانی/ ۹۵ھ۔

= "عن أبي بكر الصديق رضى الله عنه قال: "ما من قوم يعمل فيهم بالمعاصى، ثم يقدرون على أن يغيّروا ثـم لا يـغيّـرون، إلا يـوشـك أن يـعـمهـم الله بـعـقـاب". (مشكوة المصابيح، كتاب الأدب، باب الأمر بالمعروف، ص: ۴۳۶، ۴۳۷، قديمى)

(۱) "والـمـراد بالضروريات على ما اشتهر فى الكتب: ما علم كونه من دين محمد صلى الله تعالىٰ عليه وسـلـم بـالـضرورة، بأن تواتر عنه و استفاض، وعلمته العامة كالوحدانية والنبوة و ختمها بخاتم الأنبياء وانـقـطاعها بعده، و هذا مما شهد الله به فى كتابه، و شهدت به الكتب السابقة، و شهد به نبينا صلى الله تعالىٰ عليه وسلم". (مجموعة رسائل الكشميرى، إكفار الملحدين: ۲/۳، إدارة القرآن)

(۲، ۳) (وارتـداد أحـدهـمـا): أى الـزوجـيـن (فسـخ عـاجل فللموطوءة كل مهرها) لتأكده به". (الدر المختار: باب نكاح الكافر، كتاب النكاح: ۳/۱۹۳، ۱۹۴، سعيد)

"إرتداد أحد الزوجين عن الإسلام، وقعت الفرقة بغير طلاق فى الحال قبل الدخول و بعده، ثم =

مودودیت ورضاخانیت میں کون زیادہ مضر ہے؟

سوال[۵۳۰]: امتِ مسلمہ کے لئے فتنۂ مودودیت زیادہ مضر ہے یا فتنۂ رضاخانیت؟

(عبداللہ بہاری)

الجواب حامداً و مصلیاً:

فتنہ کی نوعیت مختلف ہے، ایک نوع کے دوفرد ہوں تو ان میں توازن وتقابل دیکھا جاتا ہے، جب نوع جداگانہ ہو تو اس میں مقابلہ وموازنہ کیسا؟ ہر فتنہ اپنی نوع میں مستقل ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

چند بشیشوراورصدیق دیندار کے عقائد

سوال[۵۳۱]: ا...... جنوبی ہند میں ایک جماعت ہے جسے لوگ عام طور سے چند بشیشور کہتے ہیں، کیا یہ لوگ دائرۂ اسلام سے خارج ہیں؟ کیا ان کے عقائد اہل سنت والجماعت کے خلاف ہیں؟

۲...... صدیق دیندار کون تھا؟ کیا اس نے بھی نبی ہونے کا دعوی کیا تھا؟

۳...... کیا مرزا غلام احمد قادیانی اور صدیق دیندار دونوں کے معتقدات ایک ہی جیسے ہیں یا کچھ فرق ہے؟

۴...... صدیق دیندار کی تحریر کردہ ملفوظات یا کوئی کتاب ہو تو تحریر فرمائیں۔ صدیق دیندار کے معتقدین کا دعویٰ ہے کہ علماء کا ہمارے اوپر الزام اور تہمت ہے، ہم صدیق دیندار کو صرف پیر مانتے ہیں نہ کہ نبی، ایسے لوگوں کا بیان اور ان کے پیچھے نماز صحیح ہوگی یا نہیں؟ اور نماز سے انہیں روکنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

ا...... چند بشیشوراوران کے عقائد سے میں بالکل واقف نہیں۔

۲...... میں صدیق دیندار کو نہیں جانتا، نہ اس کے عقائد کا مجھے کچھ علم ہے۔

= إن كان الزوج هو المرتد، فلها كل المهر إن دخل بها". (الفتاوى العالمكيرية، باب نكاح الكفار: ۱/۳۳۹، رشيديه)

"وارتداد أحدهما فسخ في الحال، فللموطوءة المهر و لغيرها النصف". (كنز الدقائق، باب نكاح الكافر، ص: ۱۱۱، إمداديه ملتان)

۳......غلام احمد قادیانی کی کتابیں دیکھی ہیں مگر صدیق دیندار کی کوئی کتاب نہیں دیکھی۔

۴...... مجھے ایسی کتابوں اور ایسے ملفوظات کا کوئی علم نہیں، بلا تحقیق کے کوئی حکم نہیں لگا سکتا، وہیں کے مقامی علماء سے تحقیق کی جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند۔

تہتر فرقے

سوال[۷۳۲]: یہود اکہتر فرقے ہوئے اور نصاریٰ بہتر اور اس امت کے تہتر فرقے ہوں گے اور سب کے سب گمراہ ہوں گے لیکن ایک"۔ سند کے اعتبار سے یہ حدیث کیسی ہے اور اس کا مطلب کیا ہے؟ بینوا بالدلیل

مولوی محمد یاسین مدرس مدرسہ احیاء العلوم اعظم گڑھ۔

الجواب حامداً و مصلياً:

یہ حدیث مشکوۃ شریف، باب الاعتصام بالکتاب والسنة کی فصل ثانی میں ہے(۱) سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے سنن اربعہ سے اس کو نقل کیا ہے، علقمی نے سند کے اعتبار سے اس کو حسن صحیح کہا ہے:

"قال العلقمي: قال شيخنا: ألف الإمام أبو منصور عبد القادر بن طاهر التميمي في شرح هذا الحديث كتاباً، قال فيه: قد علم أصحاب المقالات أنه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم لم يرد بالفِرَق المذمومة المختلفين في فروع الفقه من أبواب الحلال والحرام، و إنما قصد بالذم من خالف أهل الحق في أصول التوحيد و في تقدير الخير والشر و في شروط النبوة والرسالة وفي موالاة الصحابة و ما جرى مجرىٰ هذه الأبواب؛ لأن المختلفين فيها قد كفر بعضهم بعضاً بخلاف النوع الأول، فإنهم اختلفوا فيه من غير تكفير و لا تفسيق للمخالف فيه، فيرجع تأويل الحديث في افتراق الأمة إلى هذا النوع الأول من الاختلاف، و قد حدث في آخر أيام الصحابة خلاف القدرية من معبد الجهني و أتباعه، و تبرأ منهم المتأخرون من الصحابة كعبد الله بن

---

(۱) "قال رسول الله ﷺ ...... "و إن بني إسرائيل تفرقت ثنتين و سبعين ملةً، و تفترق أمتي علىٰ ثلاث و سبعين ملةً كلهم في النار إلا ملةً واحدةً"، قالوا: من هي يا رسول الله؟ قال: "ما أنا عليه و أصحابي". (مشكوة المصابيح، كتاب الإيمان، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، ص: ۳۰، قديمي)

عمر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہما و جابر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ وأنس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ و نحوھم، ثم حدث الخلاف بعد ذلك شيئاً فشيئاً...... الخ". السراج المنير: ١/ ٢٤٠ (١)۔

ان فرقِ ضالہ کو نام بنام بھی شراحِ حدیث نے شمار کیا ہے۔ شروحِ ترمذی (۲) وابوداؤد میں تفصیل موجود ہے (۳)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۳۰/۱۱/۶۶ھ۔

تہتر فرقہ والی حدیث پر اشکال

سوال [۵۳۳]: سرچشمہ ہدایت منبع علم وفضل! سلام مسنون

---

(١) (السراج المنير شرح الجامع الصغير، ص: ٢٥١، مكتبة الإيمان، المدينة المنورة)

(٢) "(تفترق أمتى على ثلاث وسبعين فرقةً) المراد من أمتى أمة الإجابة، وفى حديث عبدالله بن عمرو الآتى: "كلهم فى النار إلاّملةً واحدةً"، وهذا من معجزاته صلى الله عليه وسلم؛ لأنه أخبر عن غيب وقع. قال العلقمى: قال: شيخنا ألّف الإمام أبو منصور: قد علم أصحاب المقالات أنه صلى الله عليه وسلم لم يرد بالفرق المذمومة المختلفين فى فروع الفقه من أبواب الحلال والحرام، إنما قصد بالذم من خالف أهل الحق فى أصول التوحيد وفى شروط النبو ة والرسالة ...... بخلاف النوع الأول، فإنهم اختلفوا فيه من غير تكفير وتفسيق الخ". (تحفة الأحوذى، أبواب الإيمان، باب افتراق هذه الأمة: ٧/٣٩٧، مكتبه ألفيه، مدينه منوره)

(٣) "(افترقت اليهود الخ) هذا من معجزاته صلى الله عليه وسلم؛ لأنه أخبر عن غيب وقع، قال العلقمى: قال شيخنا ...... قد علم أصحاب المقاولات أنه صلى الله عليه وسلم لم يرد بالفرق المذمومة المخلفين فى فروع الفقه من أبواب الحلال والحرام، وإنما قصد بالذم من خالف أهل الحق فى أصول التوحيد وفى تقدير الخير والشر، وفى شروط النبوة والرسالة وفى موالاة الصحابة وما جرى مجرى هذه الأبواب؛ لأن المختلفين فيهاقد كفّر بعضهم بعضاً بخلاف النوع الأول، فإنهم اختلفوا فيه من غير تكفير ولا تفسيق للمخالف فيه". (عون المعبود شرح سنن أبى داؤد، أول كتاب السنة، باب شرح السنة: ١٢/٢٦٦، دارالفكر، بيروت)

(وكذا فى بذل المجهود شرح سنن أبى داؤد: ٥/١٨٨، كتاب السنة، باب شرح السنة، معهد الخليل الإسلامى بهادر آباد، كراچى)

آپ کا مختصر سا جواب مجھ جیسے کم فہم انسان کی ہدایت کے لئے ناکافی ہے، خاص طور سے وہ حدیث جو جناب نے وضاحت کے طور پر تحریر فرمائی ہے یعنی: ''جس طریقہ پر اعتقادی، عملی، اخلاقی حیثیت سے میں ہوں اور میرے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں جو فرقہ اس طریقہ پر رہے گا نجات پا جائے گا''۔

جہاں تک مجھ کمترین کا علم ہے کہ فرق اسلام میں کوئی فرقہ ایسا نہیں ہے جو اپنے آپ کو اس کا مدعی نہ کہتا ہو کہ ہم رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طریقہ پر قائم ہیں اور صرف ایک فرقہ کو چھوڑ کر جتنے فرقہ ہیں اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں خواہ وہ حقیقتاً مسلمان نہ ہوں یہاں تک کہ قادیانی بھی یہ کہتے ہیں کہ ہم صحابہ کے عقائد پر قائم ہیں۔

سوال یہ ہے کہ یہ کیسے سمجھا جائے کہ کونسا فرقہ واقعی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اور صحابہ عظام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کے طریقہ پر قائم ہے اور باقی نہیں ہیں جب کہ اکثر فرقوں کی بنیاد صحاحِ ستہ احادیث اور کلامِ پاک کی تفسیریں ہیں۔

مزید برآں یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے طریقہ کے ساتھ صحابہ کے طریقہ کی شرط کیوں لگائی، کیا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کے طریقوں اور حضور کے طریقہ میں فرق تھا اور اگر نہیں تھا تو اس......قید کی کیا ضرورت تھی۔

صحابہ کے اقوال واعمال میں نمایاں تضاد کتب احادیث میں قدم قدم پر نظر آتا ہے، کوئی مسئلہ خواہ وہ اعتقادی ہو یا عملی ہو یا اخلاقی ہو مابین فرق مسلمین ایسا نظر نہیں آتا۔ جس میں کوئی بھی فرقہ تمام صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم کو ہم خیال سمجھتا ہو اور ہر مسئلہ کے لئے بالکل مخالف سمت میں لیجانے والے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم کے اقوال کتب احادیث میں ملتے ہیں اور سب کی نہیں، تو زیادہ تر کی نسبت رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف کی گئی ہے اور یہی اختلافِ اقوال مسلمانوں میں فرقہ بندی کا سبب ہے۔

اس لئے مجھے یہ بات بالکل سمجھ میں نہیں آتی کہ وہ ہستیاں جن کے اقوال واعمال مسلمانوں میں فرقہ بندیوں کا سبب ہیں انہیں کے طریقہ پر عمل درآمد نجات کا باعث ہوسکتا ہے۔ جب کہ مذکورہ اور مصدقہ حدیث میں بہتر کی ہلاکت اور صرف ایک کی نجات کی خبر دی گئی ہے۔ امید ہے کہ جواب باصواب سے مشکور فرمائیں گے۔ تجمل حسین۔

مکرم ومحترم زید مجدکم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بید اللّٰہ تعالیٰ أزمة الحق والصواب حامداً و مصلیاً:

آپ کے سوال کا حاصل یہ ہے کہ:

اقوال صحابہ میں تضاد ہے اور یہ تضاد ہی امت میں فرقہ بندی کا سبب بنا ہے حتی کہ امت کے تہتر فرقے ہو گئے صرف ایک فرقہ ناجی ہے اور بہتر فرقے جہنمی ہیں ان سب کی نہیں تو زیادہ تر کی نسبت رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف کی گئی ہے، لہذا فرقۂ ناجیہ تو وہ ہوگا جو کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طریقہ پر ہوگا، پھر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ کیوں ارشاد فرمایا کہ جس طریقہ پر میں ہوں اور میرے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں اس طریقہ کی پیروی کرنے والا فرقہ ناجی ہے، یعنی اپنے ساتھ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو کیوں شامل کیا جب کہ وہ خود ہی اپنے اختلافِ تضاد کے ذریعہ بہتر فرقوں کو جہنمی بنا رہے ہیں ان کی اتباع سے تو آدمی دوزخی بنے گا نجات نہیں پاسکتا۔

اگر واقعی آپ کے سوال کا حاصل یہی ہے تو جذبات سے یکسو ہو کر ذرا غور کریں کہ اس سوال کی بنیاد کیا ہے اور اس کا نتیجہ کیا ہے؟

صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے جو اقوال کتب احادیث میں بسند منقول ہیں جن کی وجہ سے امت کے اتنے فرقے بن گئے اور ان اقوال کی نسبت حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف کی گئی ہے، دو حال سے خالی نہیں: یہ نسبت صحیح کی گئی ہے یا غلط، اگر صحیح کی گئی ہے تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا کیا قصور ہے کہ انہوں نے جو کچھ حضرت رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا یا عمل کرتے ہوئے دیکھا اس کو نقل کر دیا، کیونکہ وہ اس کے مامور تھے، اس لحاظ سے ان کو اس میں نقل کے سوا کچھ بھی دخل نہیں۔ اور نقل صحیح ہے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود ہی تہتر قسم کی متضاد باتیں ارشاد فرمائیں، جن میں بہتر کے اختیار کرنے والوں کے لئے جہنم کا ٹکٹ تجویز فرما کر دوزخی ہونے کی سند دی اور صرف ایک کو اختیار کرنے والوں کے لئے جنت کی بشارت مرحمت فرمائی۔

اگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اپنے اقوال کی نسبت حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف غلط

اور جھوٹ کی ہے (معاذ اللہ) تو پھر وہ خود ہی اعتماد کے قابل نہیں رہے، لہذا جو چیز بھی وہ نقل فرمائیں کوئی بھی قابل اعتماد نہیں ہوگی، پس قرآن کریم، حدیث شریف، توحید ورسالت، ایمان واسلام، اسوہ، سنت، بدعت، عبادات، معاملات، احکام، اخلاقیات، یہ سب چیزیں جو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہی کے نفوس قدسیہ کے ذریعہ بعد والوں تک پہنچی ہیں ان پر کیسے اعتماد کیا جائے گا جب کہ ان پاکیزہ ہستیوں ہی کو نقل میں کاذب تصور کرلیا جائے گا؟ استغفر اللہ العظیم۔

پھر اس حدیث مسئولہ ہی پر کیا اعتماد کیا جائے گا اس حیثیت سے کہ وہ تہتر متضاد باتیں فرما کر بہتر کے تسلیم کرنے والوں کو خود ہی جہنم میں بھیج رہے ہیں، حالانکہ اللہ پاک نے ان کی بعثت کا مقصد یہ فرمایا ہے کہ وہ جہنم سے بچائیں جنت کی طرف لائیں تو جس آدمی کو اپنے رسول پر اعتماد نہ رہے خود ہی غور کرلیا جائے کہ رسول کے نزدیک اس کا مقام کہاں ہے اور اللہ پاک کے نزدیک کہاں ہے؟ دوسری صورت میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر اعتماد نہ کرکے سارے دین ہی کو ناقابل اعتماد قرار دیدیا جاتا ہے۔

غرض دونوں صورتوں میں سے جو صورت بھی کسی سینہ میں ہوگی اس سینہ میں نہ ایمان ہوگا، نہ توحید، نہ رسالت، نہ قرآن، نہ حدیث، نہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اخلاق فاضلہ، یہ سب چیزیں رخصت ہوکر اس سینہ میں شیطان کا گھونسلہ ہوگا اور اس کے لوازمات، اس لئے کہ ایک مؤمن تو اس سوال کو اپنے سینہ میں جگہ دے ہی نہیں سکتا، ہاں! کوئی غیر مؤمن اس کو جگہ دے کر مؤمنوں کے دل میں وسوسہ اندازی کرے تو یہ ممکن ہے اس کے جواب کی صورت میں اس کے مسلمات کے معلومات ہونے پر پیش کی جاسکتی ہے کہ آیا وہ قرآن وحدیث سے آزاد ہوکر صرف اپنی عقل کی روشنی میں جواب کا طالب ہے یا کوئی اور صورت ہے۔ اور جن اصول کے پیش نظر وہ جواب کا خواہشمند ہے وہ اصول خود بھی صحیح ہیں یا مجروح ہیں، بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آں محترم نے بھی سوال کسی ایسے ہی شخص سے سنا ہے خود آپ کے قلب میں نہیں ہوا اور خدا کرے پیدا بھی نہ ہو، اگر بطور وسوسہ آئے بھی تو اس کی تباہ کن خطرناکی کے تصور سے (جس کی تفصیل احقر نے عرض کی ہے) فوراً ختم ہوجائے۔ واللہ الموفق والمعین۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

کیا حنفی مسلک قبول اسلام سے مانع ہے؟

سوال[۵۳۴]: مقدمۂ سوال یہ ہے کومولوی سراج احمد فیروزآبادی نے اپنا نام فرضی ''مہاشے رام نرائن سکسینہ مناظر آریہ سماج'' کہا اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ پر اعتراض کئے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں مسلمان ہو جاتا مگر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے مسائل کی وجہ سے مسلمان نہیں ہوتا۔ اور لکھا ہے کہ امام صاحب کہتے ہیں کہ عورت کی شرمگاہ کی رطوبت پاک ہے، مردہ یا چوپایہ سے جو بدکاری کرے تو روزہ کا کفارہ نہیں۔

الجواب حامداً و مصلیاً:

اس شخص کو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے مذہب میں خرابی اور برائی نظر آئی، امام مالک، امام شافعی، امام احمد رحمہم اللہ کے مذہب میں تو کوئی خرابی نظر نہیں آئی، تو سلامتی کا راستہ یہ ہے کہ جس مذہب میں خرابی اور برائی نظر نہیں آئی اس کو قبول کرلے، امام بخاری، امام مسلم، ابن تیمیہ وغیرہ جن کا مذہب پسند ہو اسی کو اختیار کرلے، جب وہ اسلام میں داخل ہو جائے گا اور کسی بھی امام کے مسلک کو اختیار کرے گا تو انشاء اللہ نجات کا مستحق ہو جائے گا، ہم ہرگز اس کو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی تقلید پر مجبور نہیں کریں گے۔

یہ جواب اس وقت ہے کہ سائل کے دل میں قبول اسلام کا داعیہ اور جذبہ ہو اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے مذہب کو خراب سمجھ کر اسلام قبول کرنے میں رکاوٹ ہورہی ہو، جب سائل اسلام قبول کرے گا تو اس کے لکھے ہوئے اعتراضات بہت سہولت سے حل ہو جائیں گے۔ اگر سائل کا مقصود اسلام قبول کرنا نہیں بلکہ صرف اعتراض کر کے دل کی بھڑاس نکالنا مقصود ہے تو جب اس کے نزدیک اسلام ہی صحیح نہیں تو مذہبِ حنفی پر اعتراض کی کیا حیثیت باقی رہ جاتی ہے؟ کیونکہ یہ تو شجرۂ اسلام کی شاخ ہے، اس اعتراض کو اخبارات میں شائع کرنا ہے تو جس طرح اور جس نام سے چاہے شائع کردے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ ﴿واللّٰه يهدى من يشاء إلى صراطٍ مستقيم﴾۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲۰/۴/۱۴۰۱ھ۔

کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دیگر پیغمبروں کی امت کو ''مسلمان'' کہا جاتا ہے؟

سوال[۵۳۵]: حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور تمام پیغمبروں کی امت کو ''مسلمان'' کہتے تھے یا کیا کہتے

تھے جیسا کہ بانی اسلام حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت کو مسلمان کہتے ہیں؟

الجواب حامداً مصلیاً:

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو کچھ احکام خداوندی پہنچائے ان کو ماننے والے اور ان پر ایمان لانے والے سب مسلم ہیں: ﴿سماکم المسلمین﴾ (۱) جن میں اصلی یہودی اور نصاریٰ بھی تھے (۲) مگر موجودہ یہود ونصاریٰ کا حال وہ نہیں اس لئے وہ مسلم نہیں، اب صرف حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لانے والے لوگ مسلم ہیں (۳)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی، دارالعلوم دیوبند، ۱۰/۱۰/۸۵ھ۔

ہندو، یہود، نصاریٰ، جنات کس کی امت میں ہیں؟

سوال [۵۳۶]: تمام عالم میں انسان اور جنات کس کی امت میں کہلائیں گے یعنی یہودی، عیسائی اور ہندو لوگ کس کی امت میں ہیں؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قیامت تک پیدا ہونے والے جنات اور انسانوں کے لئے نبی بنا کر

---

(۱) (الحج: ۷۸)

(۲) قال اللہ تعالی: ﴿ربنا واجعلنا مسلمین لک و من ذریتنا أمةً مسلمةً لک﴾ و قوله: هذا سبب لتسميتهم بذلك في هذا لدخول أكثرهم في الذرية، فجعل مسمياً لهم فيه مجازاً". (روح المعاني (الحج: ۷۸): ۱۷/۲۱۰، داراحياء التراث العربي)

(۳) اس وقت یہود ونصاری پر "مسلم" کا اطلاق نہیں ہوگا اور پہلے جو ہوتا تھا وہ بھی مجازاً ہوتا تھا، ورنہ یہ نام اس امت کے ساتھ خاص ہے جیسا کہ علماء نے تصریح کی ہے: "و لم يذكر الله بالإسلام و الإيمان غير هذه الأمة، ذكرت بالإيمان والإسلام جميعاً، و لم نسمع بأمة ذكرت إلا بالإيمان". (تفسير الطبري، (الحج: ۷۸): ۸/۲۰۸، مصطفى البابي الحلبي مصر)

اور علامہ سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے "إتمام النعمة في اختصاص الإسلام بهذه الأمة" ایک مستقل رسالہ تصنیف کیا ہے جو "الحاوي للفتاوی" کی دوسری جلد، ص: ۵۵-۱۳۸، دارالفکر بیروت، لبنان، میں شامل ہے۔

بھیجے گئے ہیں، یہود، نصاریٰ، ہندو سب کے ذمہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لانا ضروری ہے(۱)، جو ایمان لائیں گے ان کو امتِ اجابت کہا جائے گا، پس ہیں تو سب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت میں، کیونکہ آپ سب کے نبی ہیں، مگر جو ایمان نہیں لائے انہوں نے سرکشی اور کفر اختیار کر کے خدا کے غضب کو سر رکھا اور جو ایمان لائے انہوں نے رحمت ونعمت کو لیا(۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیو بند، ۵/ ۸/ ۹۳ھ۔

یہود ونصاریٰ اہلِ کتاب ہیں یا نہیں، ان کی عورتوں سے نکاح اور ان کا ذبیحہ

سوال[۵۳۷]: کیا جو عیسائی اور یہودی حضور رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت

(۱) قال الله تعالىٰ: ﴿قل يا أيها الناس إني رسول الله إليكم جميعاً﴾(الاعراف: ۱۵۸)

وقال الله تعالىٰ: ﴿و ما أرسلنك إلا كافةً للناس بشيراً و نذيراً﴾. (سبا: ۲۸)

"قل يا محمد! لجميع البشر من العرب وغيرهم، بيض وأسود: إنى رسول الله إليكم جميعاً، لا إلى قومي العرب خاصةً، و إلى كل وقت و زمن إلى يوم القيامة". (التفسير المنير، (الاعراف: ۱۵۸): ۹/ ۱۲۸، دار الفكر)

"أمرَ عليه الصلاة والسلام بأن يصدع بما فيه تبكيت لليهود الذين حرموا اتباعه، وتنبيه لسائر الناس على افتراء من زعم منهم أنه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم مرسل إلى العرب خاصةً، وقيل: إنه أمر له عليه الصلوة والسلام ببيان أن سعادة الدارين المشار إليهما فيما تقدم غير مختصة بمن اتبعه من أهل الكتابين بل شاملة لكل من يتبعه كائناً من كان، و ذلك ببيان عموم رسالته صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، وهي عامة للثقلين كما نطقت به النصوص حتى صرحوا بكفر منكره، و ما هنا لا يأبى ذلك". (روح المعانى، (الاعراف: ۱۵۸): ۹/ ۸۲، دار إحياء التراث العربى)

(۲) "الأمة جمع لهم جامع من دين أو زمان أو مكان أو غير ذلك، فإنه مجمل يطلق تارةً و يراد بها كل من كان مبعوثاً إليهم نبي آمنوا به أو لم يؤمنوا، ويسمون أمة الدعوة، والأخرى و يراد بهم المؤمنون به المذعنون له، و هم أمة الإجابة". (فيض القدير، تحت رقم الحديث: ۱۲۲۱، ۳/ ۱۴۷۰، مصطفى الباز)

(وشرح الطيبى، كتاب الإيمان: ۲/ ۴۴۹)

(فتح البارى، كتاب الرقاق، باب يدخل الجنة سبعون ألفاً بغير حساب: ۱۱/ ۴۱۱، دار المعرفة بيروت)

موجود تھے اور وہ ایمان نہیں لائے اور جواب تک ایمان نہیں لائے کافر ہیں یا نہیں اور وہ اہل کتاب کہلانے کے مستحق ہیں یا نہیں؟ اگر ہیں تو کیا ان کے ساتھ بیاہ شادی کھانا پینا اب بھی ان کے ساتھ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً:

"(وصح نكاح كتابية) وإن كره تنزيهاً (مؤمنة بنبي)مرسلٍ(مقرة بكتاب) منزل، وإن اعتقدوا المسيح إلهاً، وكذا حلّ ذبيحتهم على المذهب۔ بحر الخ" (درمختار) قلت: علل ذلك في البحر بأن التحريمية لابدلها من نهي أو مافي معناه؛ لأنها في رتبة الواجب الخ ۔وفيه: أن إطلاقهم الكراهة في الحربية يفيدأنها تحريمية، والدليل عند المجتهد على أن التعليل يفيد ذلك، ففي الفتح: ويجوز تزوج الكتابيات، والأولى أن لايفعل، ولا يأكل ذبيحتهم إلا للضرورة، وتكره الكتابية الحربية إجماعاًلافتتاح باب الفتنة من إمكان التعلق المستدعي للمقام معها في دارالحرب، وتعريض الولد على التخلق بأخلاق أهل الكفر وعلى الرق بأن تسبى وهي حبلى فيولد رقيقاً، و إن كان مسلماً الخ"۔

"فقوله:(والأولى أن لايفعل) يفيد كراهة التنزيه في غير الحربية، ومابعده يفيد كراهة التحريم في الحربية تأمل(قوله: على المذهب): أي خلافاً لما في المستصفى من تقييد الحل بأن لايعتقدواذلك، و يوافقه مافي مبسوط شيخ الإسلام: يجب أن لا يأكلوا ذبائح أهل الكتاب إذااعتقدواأن المسيح إله وأن عزيراً إله، ولايتزوجوا نسائهم، قيل: وعليه الفتوى الخ"۔ ردالمحتار (۱)۔

عبارت مذکورہ سے معلوم ہوا کہ جوفرقے کتابی ہیں، کسی نبی رسول پر ایمان رکھتے ہیں، کسی آسمانی کتاب کے مقر اور معتقد ہیں، ایسے فرقوں کی عورتوں سے نکاح کرنا صحیح ہے، مگر ایسا کرنا مکروہ ہے۔ پھر بعض علماء کے نزدیک یہ مکروہ تنزیہی ہے اور بعض فرماتے ہیں کہ کتابیہ ذمیہ سے تو مکروہ تنزیہی ہے اور حربیہ سے مکروہ تحریمی

---

(۱) (الدرالمختارمع ردالمحتار، كتاب النكاح : ۴۵/۳، سعيد)

(وكذا في البحرالرائق، كتاب النكاح ، فصل في المحرمات : ۱۸۲/۳، رشيديه)

(و كذا في تبيين الحقائق، كتاب النكاح ،فصل في المحرمات: ۴۷۷/۲، عباس أحمد الباز)

ہے۔ذمیہ وہ ہے جو اسلامی حکومت میں مسلمان بادشاہ کی رعیت بن کر رہے۔حربیہ وہ ہے جو ایسی نہ ہو۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ کتابیہ سے اس وقت نکاح جائز ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام اور حضرت عزیر علیہ الصلاۃ والسلام کے متعلق یہ اعتقاد نہ رکھتی ہو کہ وہ معبود ہیں یعنی اس کا عقیدہ مشرکانہ نہ ہو، ورنہ جائز نہیں اور ایک جماعت نے اسی پر فتویٰ دیا ہے، یہی حکم ذبیحہ کا بھی ہے۔

آج کل کے عیسائی عامۃً مذہب کے منکر ہیں، کسی کتاب اور دین کے قائل نہیں، نہ ان کے پاس کوئی آسمانی کتاب ہے، لہٰذا اس کا حکم اہل کتاب کا نہیں، اور جو کتاب انجیلِ مقدس کو مانتے ہیں تو اس میں ہمیشہ تغیر وترمیم کر کے پرانے احکام کو خارج اور نئے احکام کو جو زمانے کی رفتار کے مطابق ہوں داخل کرتے رہتے ہیں، جس سے ہر نئی طبع ہونے والی انجیل پرانی انجیل کے لئے ناسخ بنتی رہتی ہے، پس اگر چہ کوئی دین کوئی آسمانی دین نہیں، نہ ان کی کتاب آسمانی کتاب رہی تاہم ان کا حکم اہل کتاب کا حکم ہوگا یہی حکم یہود کا ہے۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۴/ ۷/ ۵۸ھ۔

الجواب صحیح:سعید احمد غفرلہ۔

صحیح:عبد اللطیف، ۶/ رجب المرجب/ ۵۸ھ۔



باب الکفریات

(کفریات کا بیان)

کفر کی تعریف

سوال[۵۳۸] : امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ کا تارکِ صلوۃ عمداً کے بارے میں کیا مذہب ہے؟ اگر کسی جگہ مطالعہ میں آیا ہو کہ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ کا فتوی کفر پر ہے تو وضاحت سے تحریر فرمائیں، کفر کی اصطلاحی جامع مانع تعریف کیا ہے جو قرآن وحدیث سے ثابت ہے؟ کیا کفر میں دخول وعدم دخول کے بارے میں مراتب ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

شوافع کے نزدیک جوشخص عمداً بلا کسی عذر کے نماز ترک کردے اس کو بطورِ حد قتل کیا جائے گا اوران کے نزدیک وہ شخص کافر نہیں ہوتا:

"من أخرج من المكلفين مكتوبةً كسلاً و لو جمعةً و إن قال: أصليها ظهراً عن أوقاتها كلها، قتل حداً، لا كفراً الخ". (شرح منهج الطلاب على هامش شرحه للجيرى: ۴۹۳/۱) (۱)۔

"أقول : والجنة لا يدخلها كافر، فيه ردّ على من قال: إن ترك الصلوة كفر، و هو مذهب الإمام أحمد"۔ (شرح الجيرى: ۴۹۳/۱)۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جن ضروریات کے ساتھ مبعوث ہوئے، اس کے انکار کو اصطلاحِ شرع میں کفر کہتے ہیں۔

"الكفر لغةً ستر النعمة، وأصله الكفر بالفتح و هو الستر۔ ومنه قيل للزراع والليل: كافر، و لكمام الثمرة : كافور۔ وفى الشرع . إنكار ما علم بالضرورة مجئ الرسول به، و إنما

(۱) "من أخرج مكتوبةً و لو جمعةً عن أوقاتها قتل حداً". (متن المنهج لشيخ الإسلام زكريا الأنصارى على هامش منهاج الطالبين، باب من أخرج مكتوبة، ص: ۲۳، مصطفى البابى بمصر)

عُـد منـه لبس الغِيا و شد الزنار ونحوهما كفراً، لأنها تدل على التكذيب، فإن من صدق رسول اللّٰه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم لا يجترىء عليها ظاهر إلا أنها كفر فى أنفسها "۔ (بیضاوی سورۃ بقرۃ، ص:۲۳ (۱)۔

نفس کفر موجبِ دخولِ جہنم ہے: ﴿إن الله لا يغفر أن يشرك به و يغفر ما دون ذلك لمن يشاء﴾ (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفی عنہ دار العلوم دیو بند، ۲۳/۴/ ۸۸ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دار العلوم دیو بند، ۲۸/۴/ ۸۸ھ۔

منافق کی تعریف

سوال [۵۳۹]: ۱...... نصوصِ قرآنیہ (جو منافقین کی شان میں ہیں) کے متعلق کہنے والا کہ وہ منافقین جن کی شان میں یہ نصوص ہیں اب موجود نہیں، اس لئے یہ متروک العمل والاستدلال ہیں، شرعاً کہاں تک حق بجانب ہے؟

۲...... منافق کی شرعاً کیا تعریف ہے؟ اگر آج کل منافق موجود ہیں تو ان کے لئے کن نصوص سے استدلال کیا جاسکتا ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً :

۱...... ایسے منافقین اب بھی موجود ہیں، لیکن انقطاعِ وحی کے بعد منافق ہونے کا حکم لگانا دشوار ہے (۳)۔

---

(۱) (تفسير البيضاوى تحت قوله تعالىٰ: ﴿إن الذين كفروا﴾ (البقرة: ۷)، ص:۲۳، نور محمد كتب خانه)

(۲) (النساء: ۴۸)

"والكفر لغةً: الستر، و شرعاً: تكذيبه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فى شىء مما جاء به من الدين ضرورةً". (الدر المختار، كتاب الجهاد، باب المرتد: ۴/ ۲۲۳، سعيد)

(و كذا فى البحر الرائق، كتاب السير، باب أحكام المرتدين: ۵/ ۲۰۲، رشيديه)

(۳) "عن حذيفة رضى الله عنه: "إنما كان النفاق على عهد النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، فأما اليوم فإنما هو الكفر بعد الإيمان............ والذى يظهر أن حذيفة لم يُرِد نفى الوقوع، و إنما أراد نفى اتفاق =

۲......جس کے باطن میں کفر ہو ظاہر میں اسلام، وہ منافق ہے(۱) مگر اس کی تعیین بس میں نہیں کہ ایسا کون ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۹۲/۱۰/۲۰ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۹۲/۱۰/۲۰ھ۔

علاماتِ نفاق

سوال[۵۴۰۰]: کون سے عمل سے مسلمان منافق ہوجاتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اصل نفاق تو یہ ہے کہ دل میں کفر، زبان سے اسلام کا اقرار ہو(۲)، باقی کچھ علامتیں بھی حدیث پاک میں بتائی گئی ہیں مثلاً: یہ کہ جب کوئی وعدہ کرتا ہے، اس نیت سے کرتا ہے کہ یہ پورا نہیں کرے گا، جب بات کرتا ہے جھوٹ بولتا ہے، لڑائی ہوجائے تو گالی دیتا ہے، جب اس کے پاس کچھ امانت رکھی جائے تو اس

= الحكم؛ لأن النفاق إظهار الإيمان و إخفاء الكفر، ووجود ذلك ممكن في كل عصر، و إنما اختلف الحكم؛ لأن النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم كان يتألفهم و يقبل ما أظهروه من الإسلام و لو ظهر منهم احتمال خلافه، و أما بعده فمن أظهر شيئاً فإنه يؤاخذ به و لا يترك لمصلحته التألف لعدم الإحتياج إلى ذلك" (فتح الباري، كتاب الفتن، باب إذا قال عند قوم شيئاً ثم خرج فقال بخلافه: ۱۳/۷۴، دار نشر الكتب الإسلامية)

(وكذا في إرشاد الساري، كتاب الفتن، باب إذا قال عند قوم شيئاً ثم خرج فقال بخلافه: ۱۵/۲۱، دار الكتب العلمية بيروت)

(۱) "من يبطن الكفر –والعياذ بالله تعالىٰ– و يظهر الإسلام، فهو المنافق". (البحر الرائق، كتاب السير، باب أحكام المرتدين: ۵/۲۱۲، رشيديه)

(وكذا في رد المحتار، كتاب الجهاد، باب المرتد، مطلب في الفرق بين الزنديق والمنافق: ۴/۲۴۱، ايچ ايم سعيد)

(۲) "هو إبطان الكفر وإظهار الإسلام". (مرقاة المفاتيح، كتاب الإيمان، باب الكبائر وعلامات النفاق: ۱/۲۲۷، رشيديه)

میں خیانت کرتا ہے(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیوبند، ۱/ ۷/ ۱۴۰۶ھ۔

فاسق وزندیق کی تعریف

سوال[۱۵۴۱]: فاسق کس کو کہتے ہیں اور زندیق کس کو کہتے ہیں؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

فاسق وہ ہے جو کبیرہ گناہ کرے(۲)، زندیق وہ ہے جو کفر کے کام کرے اور پھر جب اس پر گرفت کی جائے تو یا تو تاویل کرے یا توبہ کرے مگر پھر ویسے ہی کام کرتا رہے(۳)، اس لئے کہ اس کے دل میں کفر ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیوبند، ۱۵/ ۱۱/ ۸۸ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دار العلوم دیوبند، ۱۶/ ۱۱/ ۸۸ھ۔

---

(۱)"عن عبدالله بن عمرو رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: "أربع من كن فيه كان منافقاً خالصاً، ومن كانت فيه خصلة منهن كانت فيه خصلة من النفاق حتى يدعها: إذا اؤتمن خان، وإذا حدث كذب، وإذا عاهد غدر، وإذا خاصم فجر". (مشكوة المصابيح، باب الكبائر وعلامات النفاق، ص: ۱۷، قديمی)

(وصحيح البخاری، كتاب الإيمان، باب علامة المنافق: ۱/ ۱۰، قديمی)

(والصحيح لمسلم، كتاب الإيمان، باب خصال المنافق: ۱/ ۵۶، قديمی)

(۲) "قال الراغب: والفسق أعم من الكفر، و يقع بالقليل من الذنوب وبالكثير، لكن تعورف فيما كانت كثيرةً، وأكثر ما يقال الفاسق لمن التزم حكم الشرع و أقر به، ثم أخل بجميع أحكامه أو ببعضها .... و وصف الإنسان به على ما قال ابن الأعرابی لم يسمع فی كلام العرب، والظاهر أن المراد به هنا المسلم المخل بشیء من أحكام الشرع". قاله العلامة الآلوسی رحمة الله تعالیٰ تحت قوله تعالیٰ: ﴿إن جاء كم فاسق بنبأ﴾ الآية: (الحجرات: ۶) (روح المعانی: ۲۶/ ۱۴۵، دار إحياء التراث العربی بيروت)

(۳) "الزنديق..... هو من لايتدين بدين، و أما من يبطن الكفر والعياذ بالله تعالیٰ و يظهر الإسلام، فهو المنافق، ويجب أن يكون حكمه فی عدم قبولنا توبته كالزنديق؛ لأن ذلک فی الزنديق لعدم الإطمينان =

التزامِ کفر اور لزومِ کفر کی تعریف کفرِ ابی جہل اور کفرِ منافقین وغیرہ میں فرق

سوال[۵۴۲]: ۱......التزام کفر ولزوم کفر کی تعریف کیا ہے؟

سوال : ۲......کفرِ ابی جہل، کفرِ اہل کتاب، کفرِ منافقین اور کفرِ روافض کے درجات مختلف ہونے کی صورت میں ہر ایک کی تشریح اور اس کا حکم کیا ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً :

۱......لزوم کفر کا حاصل تو یہ ہے کہ آدمی کوئی ایسا عقیدہ رکھے یا ایسا عمل اختیار کرے یا ایسی بات کہے جس سے کوئی کفر لازم آجائے، (لیکن جب اس سے کہا جائے کہ یہ کفر لازم آگیا تو وہ اس کفر کو تسلیم نہ کرے بلکہ اس سے برأت کردے)۔ التزام کفر یہ ہے کہ خود اس کفر کو تسلیم کرلے اس سے برأت نہ کرے(۱)۔

۲......کفرِ ابی جہل تو اصلی کفر ہے کہ ایمان کی اس کو ہوا بھی نہیں لگی، نہ ایمان کا دعویٰ کیا، اخیر تک اپنے کفر کا مقر اور اس پر مصر رہا اور اسلام کے مقابلہ میں پوری طاقت صرف کرکے غزوۂ بدر میں قتل ہوا، ہمیشہ کے لئے جہنم میں پہونچ گیا۔

کفرِ اہل کتاب یہ ہے کہ وہ اپنے پیغمبر اور اپنی کتاب پر ایمان کے مدعی ہیں اور ان کے دین کو تسلیم کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں، حالانکہ ان کی کتاب محرف ہے(۲) اور ان کا دین منسوخ ہے۔ نیز اپنے پیغمبر کے لئے بھی ایسی باتیں مانتے ہیں جن کا ماننا درست نہیں (مثلاً پیغمبر کو خدا یا خدا کا بیٹا کہا)(۳)۔ پس ان کا کفر باوجود

= إلى ما يظهر من التوبة إذا كان يخفى كفره الذى هو عدم اعتقاده ديناً". (البحر الرائق ، كتاب السير ، باب أحكام المرتدين : ۲۱۲/۵ ، رشيديه)

(ورد المحتار ، كتاب الجهاد ، باب المرتد : ۲۴۱/۴ ، ۲۴۲ ، سعيد)

(۱) راجع للتفصيل: (إكفار الملحدين (مترجم)، لزومِ کفر اور التزامِ کفر کا فرق، ص: ۲۶۲-۲۶۴، مکتبہ لدھیانوی)

(۲) قال الله تعالىٰ: ﴿من الذين هادوا يحرفون الكلم عن مواضعه﴾ (الاية) (النساء : ۴۶)

والبسط فى (روح المعانى تحت آيات سورة النساء رقمها : ۴۸، ۴۹، ۵۰، : ۱۷۲/۳ ، ۱۷۳ ، ۱۷۵ ، دار إحياء التراث العربى)

(۳) قال الله تعالىٰ : ﴿و قالت اليهود عزير ابن الله، وقالت النصارى المسيح ابن الله﴾ (الآية) (التوبة: ۳۰)

دعوائے ایمان کے ایک تو اس وجہ سے ہے کہ وہ اپنے پیغمبر سے متعلق کفریہ عقیدہ رکھتے ہیں، دوسرے اس وجہ کہ وہ نبی آخر الزمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان پر نازل ہونے والی کتاب قرآن کریم پر ایمان نہیں رکھتے بلکہ کفر کرتے ہیں (۱)، ان کا حکم بھی ابوجہل کے مثل آخرت کے اعتبار سے بیان کیا گیا ہے:

﴿إن الذين كفروا من أهل الكتاب والمشركين فى نار جهنم خالدين فيها، أولئك هم شر البرية﴾۔ الاية پاره: ۳۰ (۲)۔

منافقین ایمان کا دعوی کرتے اور کفر سے بالکل برأت ظاہر کرتے تھے: ﴿إذا جاءك المنافقون قالوا نشهد إنك لرسول الله﴾ الآية (۳)۔

رسالت، یوم آخر سب ہی چیزوں پر ایمان کا اظہار کرتے تھے: ﴿و من الناس من يقول آمنا بالله و باليوم الآخر﴾ الایۃ (۴) مگر ان کا یہ صرف زبانی دعوی تھا، دل میں ایمان نہیں تھا، دھوکہ دینے کے لئے دعویٰ کرتے تھے: ﴿و ما هم بمؤمنين﴾ (۵) ﴿يخادعون الله والذين آمنوا﴾ ۔الایۃ (۶) ﴿يقولون بأفواههم ماليس فى قلوبهم﴾ الایۃ (۷)۔ ان کا حکم قرآن شریف میں مذکور ہے: ﴿إن المنافقين فى الدرك الأسفل من النار﴾ الاية (۸)۔

روافض کے متعدد فرقے ہیں: بعض کہتے ہیں نبی آخر الزمان حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، حضرت

---

(۱) قال الله تعالىٰ: ﴿الذين اٰتينا هم الكتاب يعرفونه كما يعرفون أبناء هم و إن فريقاً منهم ليكتمون الحق و هم يعلمون﴾. (البقرة: ۱۴۶)، وقال تعالىٰ: ﴿و إذا قيل لهم آمنوا بما أنزل الله، قالوا نؤمن بما أنزل علينا، و يكفرون بما ورآءه، وهو الحق مصدقاً لما معهم﴾. (الآية) (البقرة: ۹۱)

(۲) (البينة: ۶)

(۳) (المنفقون: ۱)

(۴) (البقرة: ۸)

(۵) (البقرة: ۸)

(۶) (البقرة: ۹)

(۷) (آل عمران: ۱۶۷)

(۸) (النسآء: ۱۴۵)

جبرئیل علیہ السلام نے غلطی سے وحی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس پہونچادی تھی، بعض قرآن کریم میں تحریف کا عقیدہ رکھتے ہیں، بعض حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر بہتان لگاتے ہیں، بعض اکابرِ صحابہ کی تکفیر کرتے ہیں، بعض ان کی تفسیق کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ (۱)۔ ان میں سے جو فرقے نصوصِ قطعیہ کے منکر ہیں، ان کا حکم فتاوی عالمگیری میں لکھا ہے: "أحكامهم أحكام المرتدين" (۲) ایسے لوگ اسلام سے خارج ہیں اور جو فرقے نصوصِ قطعیہ کے منکر نہیں ان پر کفر کا حکم لگانے سے کف لسان کا حکم ہے۔ كذا في رد المحتار (۳)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیوبند۔

موجباتِ کفر اور تجدیدِ ایمان

سوال [۵۴۳]: احقر کے عریضہ (منسلک ہذا) سوال نمبر: ۳ کے جواب میں حضرت والا نے تحریر فرمایا

---

(۱) (راجع رقم: ۲، ۳)

(۲) والعبارة بأسرها: "و لو قذف عائشة رضى الله تعالىٰ عنها، كفر بالله .... و يجب إكفارهم بإكفار عثمان و على و طلحة و زبير و عائشة رضى الله تعالىٰ عنها وعهنم.......... و يجب إكفار الروافض .... بقولهم: إن جبريل عليه السلام غلط فى الوحى إلى محمد صلى الله تعالىٰ عليه وسلم دون علىّ بن أبى طالب رضى الله تعالىٰ عنه، و هؤلاء القوم خارجون عن ملة الإسلام، و أحكامهم أحكام المرتدين، كذا فى الظهيرية". (الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، الباب التاسع فى أحكام المرتدين، مطلب: موجبات الكفر أنواع، منها ما يتعلق بالأنبياء عليهم السلام: ۲/۲۶۴، رشيديه)

(وكذا فى غنية المستملى المعروف بحلبى كبير، فصل فى الإمامة، ص: ۵۱۴، ۵۱۵، سهيل اكيڈمى)

(وكذا فى تنبيه الولاة والحكام على أحكام شاتم خير الأنام، لابن عابدين، من مجموعة رسائله: ۱/۳۵۹، سهيل اكيڈمى لاهور)

(۳) "إن الرافضى إن كان ممن يعتقد الألوهية فى علىّ، أو أن جبريل غلط فى الوحى، أو كان ينكر صحبة الصديق، أو يقذف السيدة الصديقة، فهو كافر؛ لمخالفة القواطع المعلومة من الدين بالضرورة، بخلاف ما إذا كان يفضّل علياً أو يسب الصحابة، فإنه مبتدع لا كافر". (رد المحتار، كتاب النكاح، فصل فى المحرمات: ۳/۴۶، سعيد)

کہ ''کسی قول یا فعل کی وجہ سے آدمی اسلام سے خارج ہوجائے تو ایسے شخص کو تجدید ایمان کے ساتھ موجبات کفر سے براءۃ بھی ضروری ہے'' اس کی تصریح مطلوب ہے۔

۱.....تجدیدِ ایمان کا کیا مطلب ہے اور کیا طریقہ ہے؟

۲.....موجباتِ کفر سے کیا کیا مراد ہے اور وہ کیا کیا ہیں؟

۳.....اگر زکوۃ اداء کرچکا ہو تو کیا دوبارہ ادا کرنا ہوگا جب کہ استطاعت ہو؟

الجواب حامداً و مصلیاً :

۱.....کلمۂ شہادت زبان سے ادا کرے اور دل سے اس کی تصدیق کرے، جس چیز سے انکار کی بنا پر ایمان سے خارج ہوا اس کا اقرار کرے۔ اگر اسلام سے خارج ہوکر مثلاً عیسائیت کو اختیار کرلیا تھا تو اس سے بیزاری اور براءت کرے (۱)۔

۲.....وہ بہت ہیں: خدائے پاک کی ذات وصفات کا انکار، اس کی شان میں گستاخی (۲)۔ کسی رسول

---

(۱) ''ثم اعلم أن من أراد أن يكون مسلماً عند جميع طوائف الإسلام، فعليه أن يتوب من جميع الآثام صغيرها وكبيرها، سواء ما يتعلق بالأعمال الظاهرة أو بالأخلاق الباطنة، ثم يجب عليه أن يحفظ نفسه فی الأقوال والأفعال والأحوال من الوقوع فی الارتداد، نعوذ بالله من ذلک، فإنه مبطل للأعمال وسوء خاتمة المآل، وإن قدر الله عليه، و صدر عنه ما يوجب الردة، فيتوب عنها و يجدد الشهادة لترجع السعادة''. (شرح الفقه الأكبر لملا علی القاریؒ، بحث التوبة، ص: ۱۶۱، قديمی)

وفی مجمع الأنهر: ''و جحود الكفر توبة''. (أواخر باب المرتد : ۲/۵۰۲، مكتبه غفاريه كوئٹه)

(وكذا فی الفتاوی العالمكيرية، كتاب السير، قبيل الباب العاشر فی البغاة : ۲/۲۸۳، رشيديه)

(۲) ''إذا وصف الله تعالیٰ بما لا يليق به، أو سخر بإسم من أسمائه أو بأمر من أوامره، أو أنكر صفة من صفات الله تعالیٰ .... يكفر''. (مجمع الأنهر، كتاب السير والجهاد، باب المرتد، ألفاظ الكفر أنواع: الأول فيما يتعلق بالله تعالیٰ : ۲/۵۰۴، مكتبه غفاريه كوئٹه)

(وكذا فی الفتاوی العالمكيرية، كتاب السير، الباب التاسع فی أحكام المرتدين، مطلب: موجبات الكفر أنواع : ۲/۲۵۸، رشيديه)

(وكذا فی البحر الرائق ، كتاب السير، باب أحكام المرتدين : ۵/۲۰۲، رشيديه)

کا انکار، اس کی شان میں گستاخی (۱)۔ خدائی کتاب کا انکار، اس کی شان میں گستاخی (۲)، عقیدہ آخرت (۳) اور ملائکہ کا انکار (۴) وغیرہ وغیرہ۔ کتاب "مالابد منه" (۵) میں ایسی بہت سی چیزیں لکھی ہیں۔

۳...... تجدید ایمان کے بعد سالہائے گذشتہ کی زکوۃ دوبارہ دینا لازم نہیں (۶)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفی عنہ دار العلوم دیوبند، ۲۲/ ۵/ ۸۷ھ۔

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دار العلوم دیوبند، ۲۳/ ۵/ ۸۷ھ۔

---

(۱) "من لم يقر ببعض الأنبياء عليهم الصلوة والسلام ...... فقد كفر". (الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، الباب التاسع فى أحكام المرتدين، مطلب: موجبات الكفر أنواع، ومنها ما يتعلق بالأنبياء عليهم السلام: ۲/ ۲۶۳، رشيديه)

(وكذا فى البحر الرائق، كتاب السير، باب أحكام المرتدين: ۵/ ۲۰۳، رشيديه)

(وكذا فى التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فيما يعود إلى الأنبياء عليهم السلام: ۵/ ۴۷۷، إدارة القرآن)

وفى البزازية: "ولو عاب نبياً كفر". (كتاب ألفاظ تكون إسلاماً أو كفراً الخ، الثالث فى الأنبياء: ۶/ ۳۲۷، رشيديه)

(۲) "ويكفر إذا أنكر آيةً من القرآن، أو سخر بآية منه". (البحر الرائق، كتاب السير، باب أحكام المرتدين: ۵/ ۲۰۵، رشيديه)

(وكذافى التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فصل فيما يتعلق بالقرآن: ۵/ ۴۹۰، إدارة القرآن)

(۳) "من أنكر القيامة أو الجنة أو الميزان أو الحساب أو الصراط أو الصحائف المكتوبة فيها أعمال العباد، يكفر". (التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فصل فيما يتعلق بأمور الآخرة: ۵/ ۵۰۰، ۵۰۱، إدارة القرآن)

"وفى الظهيرية: ولو أنكر البعث، فكذالك (أى كفر)" (التاتارخانية المصدر السابق)

(۴) قال الله تعالىٰ: ﴿ومن يكفر بالله وملئكته وكتبه ورسله واليوم الآخر، فقد ضل ضلالاً بعيداً﴾ (النساء: ۱۳۶)

"وههنا دلّت القرينة على الأول؛ لأن الإيمان بالكل واجب، والكل ينتفى بإنتفاء البعض".

(روح المعانى: ۵/ ۱۷۰، دار إحياء التراث العربى)

(۵) (راجع كتاب، "ما لا بد منه" ترجمه، باب كلمات الكفر، از فتاوى برهانى، ص: ۱۲۳، ۱۳۶، مكتبه شركة علمية ملتان)

(۶) "ولا يقضى من العبادات إلا الحج". (الدر المختار، كتاب الجهاد، باب المرتد: ۴/ ۲۵۱، ۲۵۲، سعيد)

کفری عقائد واعمال

سوال[۵۴۴]: ہمارے رشتہ دار یعنی خاص میرے خسر، ساس کافروں اور مشرکوں کی رسم کرتے ہیں، یہ تہوار(۱) کرتے ہیں۔ دوج (۲) تیج (۳) اُٹھم (۴) نومی (۵) ہولی (۶) دیوالی (۷) وغیرہ، ان کو بھی پوجتے ہیں۔ بھوائی سیلہ اور ماموں علی بخش گنگوالا، یہ ان کے خدا ہیں اور کافروں کی طرح خدا کو گالیاں دیتے ہیں، رسول کو وہ جانتے بھی نہیں اور جو کوستے ہیں (۸) اپنے بچوں کو یا کسی کو یوں کہتے ہیں کہ تیرے میں دیوی بڑ جا، تجھے دیوی توڑ لے اور جوان کے یہاں بیمار ہو جاتا ہے تو جنگل میں شکرانی صنہک دیکر آتے ہیں، بیمار اچھا ہونے کے واسطے ایسے شخص کا شرعاً کیا حکم ہے؟ اس سے میل جول رکھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً و مصلیاً :

ایسے لوگوں کو اول نرمی سے سمجھانا چاہئے کہ یہ عقائدِ اسلام کے خلاف ہے، ان عقائد سے آدمی مسلمان نہیں رہتا، بلکہ مشرک اور کافر ہو جاتا ہے (۹) اور جس طرح بھی ممکن ہو ان عقائد کی بُرائی اور خرابی کو ان کے دل میں

---

(۱) ''خوشی کا دن، جشن''۔ (فیروز اللغات، ص: ۴۰۷)

''مذہبی تقریب کا دن''۔ (فیروز اللغات، ص: ۳۹۳)

نذر و نیاز کے طور پر جو چڑھاوا اور بھینٹ دیوی، دیوتا کے نام کیا جاتا ہے اور جو ہندوؤں کا مذہبی تہوار ہے اس سے مراد شاید وہی ہے۔

(۲) ''قمری ماہ کی دوسری اور سترہویں تاریخیں''۔ (فیروز اللغات، ص: ۶۵۳)

(۳) ''ایک ہندو تہوار، جو ساون سدی تیج کو ہوتا ہے۔ (فیروز اللغات، ص: ۴۰۰)

(۴) سائل نے ''اُٹھم'' لکھا ہے۔ نور اللغات: ۲/۵۴، میں آٹھون کا میلہ لکھا ہے اور فیروز اللغات میں آٹھوں کا میلہ لکھا ہے۔ معنی دونوں کا ایک ہے یعنی: ''ہولی کے آٹھویں دن کا ہندوؤں کا میلہ''۔ (فیروز اللغات ص: ۱۱)

(۵) ''ہندی مہینے کی نویں تاریخ''۔ (فیروز اللغات ص: ۱۳۸۷)

(۶) ''ہندوؤں کا ایک تہوار جو موسم بہار میں منایا جاتا ہے''۔ (فیروز اللغات: ۱۴۵۷)

(۷) ''دیپ مالا، چراغاں، ہندوؤں کا ایک تہوار، جب لکشمی کا پوجا کرتے ہیں، اور خوب روشنی کرتے ہیں''۔

(۸) کوسنا ''دعائے بد دینا''۔ (فیروز اللغات، ص: ۱۰۴۴)

(۹) أما التكفير بقوله : ''تیوہار، دوج، تیج، اُٹھم، نومی، ہولی، دیوالی، جنگل میں شکرانی صنہک''، فلأن هذا من جملة شعار أهل الهنود، و من تهيأ بهيأة الكفرة في شعارهم على قصد التديّن، فقد أكفره الفقهاء، قال الملا =

بٹھائے اوران کوصحیح عقائد کی تعلیم دے کرمسلمان بنائے، اگرتوقع نہ ہوکہ وہ ان عقائد کو چھوڑ کر اسلامی عقائد اختیار کریں گے اوراپنے عقائد کی خرابی کا اندیشہ ہوتوان سے علیحدہ رہنا ضروری ہے، میل جول بالکل چھوڑ دینا چاہئے اور اپنے بیوی بچوں کوان سے قطعاً علیحدہ رکھے، ایسانہ ہوکہ ان کے عقائد پر بُرااثر پڑے(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، ۱۴/ ۵/ ۶۰ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ۔

= علیّ القاری فی شرح الفقه الأكبر : "و فی الفتاوی الصغری : من تقلنس بقلنسوة المجوس : أی لبسها و تشبه بهم فيها، أو خاط خرقةً صفرآء علی العاتق : أی وهو من شعارهم، أو شدّ فی الوسط خيطاً، كفر، إذا كان مشابهاً بخيطهم أو ربطهم أو سماه زناراً .... و لو شبه نفسه باليهود والنصاری :أی صورةً أو سيرةً علی طريق المزاح والهزل : أی ولو علی هذا المنوال، كفر ". (شرح الفقه الأكبر ،فصل فی الكفر صريحاً و كنايةً ، ص:۱۸۵ ، قديمی)

(و كذا فی الفتاوی العالمكيرية، كتاب السير، موجبات الكفر أنواع : و منها ما يتعلق بتلقين الكفر الخ: ۲/ ۲۷۶، رشيديه)

(والمحيط البرهانی، كتاب السرقة، فصل فی الشركة مع أهل العسكر الخ، نوع آخر فی التشبه بالكفار الخ : ۵/ ۵۷۴، المكتبة الغفاريه كوئٹه)

(والتاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فصل فی التشبيه بالكفار : ۵/ ۵۱۹، ۵۲۰، إدارة القرآن)

"و أما قوله: ''خدا کوگالیاں دیتے ہیں'' فقد صرّح الفقهاء أيضاً بكفره. قال فی البحر الرائق : "فيكفر إذا وصف الله تعالیٰ بمالا يليق به ". (كتاب السير، باب أحكام المرتدين : ۵/ ۲۰۲، رشيديه)

(و كذا فی الفتاوی العالمكيرية، كتاب السير، موجبات الكفر أنواع : و منها ما يتعلق بذات الله تعالی : ۲/ ۲۵۸، رشيديه)

(والبزازية علی هامش الفتاویٰ العالمكيرية، كتاب ألفاظ تكون إسلاماً أو كفراً، الثانی فيما يتعلق بالله تعالیٰ : ۶/ ۳۲۳، رشيديه)

(و خلاصة الفتاوی، كتاب ألفاظ الكفر، الفصل الثانی فی ألفاظ الكفر، الجنس الثانی : ۴/ ۳۸۳، رشيديه)

(۱) قال الملا علی القاری رحمه الله تعالیٰ: " قال الخطابی: رخص للمسلم أن يغضب علی أخيه ثلاث ليال لقلته، ولا يجوز فوقها إلا إذا كان الهجران فی حق من حقوق الله تعالیٰ، فيجوز فوق ذلک. وفی =

احیاءِ موتیٰ معجزہ عیسیٰ علیہ السلام ہے، اس کا انکار کفر ہے

سوال[۵۴۵] : ایک امام صاحب بیان فرماتے ہیں کہ حضرت غوث پاک مردہ کو زندہ فرماتے تھے اور حضرت عیسی علیہ السلام زندہ نہیں فرماتے تھے، اس امام کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً و مصلیاً :

احیائے موتیٰ حضرت عیسی علیہ السلام کا معجزہ ہے، جو کہ باذنہ تعالیٰ تھا اور قرآن کریم میں موجود ہے، اگر علم کے باوجود کوئی شخص اس کا انکار کرتا ہے جیسا کہ غلام احمد قادیانی نے انکار کیا ہے تو وہ ایمان سے خارج ہے، ہرگز امامت کا اہل نہیں جب تک توبہ، تجدیدایمان، تجدیدِ نکاح نہ کرے، کیونکہ قرآنِ پاک کی ایک آیت کا انکار بھی کفر ہے(۱)۔ ﴿وأحيي الموتىٰ بإذن الله﴾ الآية(۲)۔فقط واللہ تعالیٰ شانہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۹۴/۴/۱۴ھ۔

دعا قبول نہ ہونے سے خدا کے وجود کے انکار کا حکم

سوال[۵۴۶] : ایک شخص نے اللہ تعالیٰ سے اپنے کسی کام کی بہت دعا مانگی، لیکن قبولیت کا ظہور نہ دیکھ کر خدا کے وجود کا انکار کر بیٹھا، نماز بھی چھوڑ دی، پھر تائب ہو کر نماز شروع کر دی تو دوبارہ نکاح کرنا پڑے گا یا نہیں؟

= حاشية السيوطي على المؤطأ: قال: قال ابن عبدالبر: ...... قال: " وأجمع العلماء على أن من خاف من مكالمة أحد وصلته مايفسد عليه دينه، أويدخل مضرةً فى دنياه، يجوز له مجانبته وبُعده، وربّ صرم جميل خير من مخالطة تؤذيه ...... فإن هجرة أهل الأهواء والبدع واجبة على مرالأوقات مالم يظهر منه التوبة والرجوع إلى الحق اهـ". (مرقاة المفاتيح، كتاب الآداب، باب ماينهى عنه من التهاجر والتقاطع اهـ، الفصل الأول: ۷۵۸/۸، ۷۵۹، رقم الحديث: ۵۰۲۷، رشيديه)

(۱)"إذا أنكر الرجل آيةً من القرآن، أو تسخر بآية .... كفر، كذا فى التتارخانية". (الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، موجبات الكفر أنواع، منها ما يتعلق بالقرآن : ۲۶۶/۲، رشيديه)

"ويكفر إذا أنكر آيةً من القرآن". (البحر الرائق، كتاب السير، باب أحكام المرتدين : ۲۰۵/۵، رشيديه)

(۲) (آل عمران : ۴۹)

الجواب حامداً و مصلیاً :

اس شخص نے قبولیت کے معنیٰ صحیح نہ سمجھنے کی بناء پر ناواقفیت سے جو اقدام کیا وہ نہایت غلط کیا، اس کو لازم ہے کہ توبہ واستغفار کے ساتھ ساتھ تجدید ایمان وتجدید نکاح بھی کرے(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۹/۴/۹۰ھ۔

جماعت منکرینِ خدا ورسول کا ممبر بننا

سوال[۷۵۴۷] : ایسی جماعت جو خدا اور رسول کی منکر ہو اور ہر دھرم کو پاگلوں کا مشغلہ کہتی ہو، کیا مسلمان اس جماعت میں ممبر یا کوئی اور شریک ہوسکتا ہے؟

الجواب حامداً و مصلیا:

اگر اس جماعت کے اصول وضوابط میں سے ہو کہ جو اس جماعت کا ممبر بنے یا اس جماعت میں شریک ہو اس کو خدا اور رسول کا منکر بننا ہوگا (۲) یا ان کے کفری وملحدانہ اصول کی ترویج کرنی ہوگی، یا عملاً کفری اعمال کا

---

(۱) "ما كان فيه اختلاف، فإن قائله يؤمر بتجديد النكاح، و بالتوبة والرجوع عن ذلك بطريق الإحتياط .... ثم إن كانت نية القائل الوجه الذى يمنع التكفير، فهو مسلم، و إن كانت نيته الوجه الذى يوجب التكفير، لا تنفعه فتوى المفتى، و يؤمر بالتوبة والرجوع عن ذلك، و بتجديد النكاح بينه و بين امرأته، كذا فى المحيط ". (الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، قبيل الباب العاشر فى البغاة : ۲/۲۸۳، رشيديه)

(وكذا فى الدر المختار، باب المرتد : ۴/۲۴۶، ۲۴۷، سعيد)

(۲) مومن بننے کے لئے حق تعالیٰ کی ذات اور حضور ﷺ کی رسالت کا اقرار چونکہ ضروری ہے، لہذا اگر کسی ایک کا انکار بھی پایا گیا تو دائرۂ ایمان سے خارج ہو کر کفر میں داخل ہوجائے گا۔

قال ابن الهمام فى المسايرة :" الركن الأول فى ذات الله تعالىٰ، الأصل الأول من الركن الأول: العلم بوجوده تعالىٰ ، الأصل الأول : العلم بوجوده و قد أرشد سبحانه إليه بآيات نحو قوله تعالىٰ : ﴿أفرأيتم النار التى تورون، أ أنتم أنشأتم شجرتها أم نحن المنشئون﴾ (سورة الواقعة : ۷۱، ۷۲)، فمن أدار نظره فى عجائب تلك المذكورات اضطره إلى الحكم بأن هذه الأمور مع هذا الترتيب المحكم الغريب لا يستغنى كل عن صانع أوجده و حكم رتبه، و على هذا درجات كل العقلاء إلا من لا عبرة =

....

= بمكابرته، و هم بعض الدهرية ، فرقة من الكفار ذهبوا إلى قِدَم الدهر و استناد الحوادث إلى الدهر ، و إنما كفروا بالإشراک و نسبة بعض الحوادث إلى غيره تعالىٰ، قال تعالى : ﴿و لئن سألتهم من خلق السموات و الأرض ليقولن الله﴾ (لقمان :۲۵)

و قال تعالىٰ: ﴿أفرأيتم الماء الذى تشربون، أ أنتم أنزلتموه من المزن أم نحن المنزلون﴾ (الواقعة: ۲۸، ۲۹). (المسايرة للمحقق الكمال بن الهمام رحمهٗ الله تعالىٰ مع شرحها المسامرة:۲۷، ۲۸، دار الكتب العلمية، بيروت)

قال الملا على القارى : "فمن الآيات الدالة على وجوده .... قوله تعالىٰ: ﴿إن فى خلق السموات والأرض واختلاف الليل والنهاروالفلک التى تجرى فى البحر بما ينفع الناس، وما أنزل الله من السماء من ماء فأحيا به الأرض بعد موتها، و بث فيها من كل دابة، و تصريف الرياح، و السحاب المسخر بين السماء والأرض لآيات لقوم يعقلون﴾. و قد قال الله تعالىٰ :﴿ سنريهم آياتنا فى الآفاق و فى أنفسهم حتى يتبين لهم أنه الحق، أوَ لم يكف بربّک أنه على كل شىء شهيد﴾ و فى كل شىء له شاهد يدل على أنه واحد، الخ". (شرح الفقه الأكبر ص: ۱۱، قديمى)

"يجب: أى يفرض فرضاً عينياً أن يقول: آمنت بالله و ملائكته و كتبه و رسوله الخ". (شرح الفقه الأكبر : ۱۱، ۱۲، قديمى)

"والمعنى أن مجرد معرفة أهل الكتاب بالله ورسوله لا ينفعهم حيث ما أقروا بنبوة محمد ﷺ ورسالته إليهم و إلى الخلق كافةً". (شرح الفقه الأكبر :۸۵، ۸۶، قديمى)

"الأصل العاشر فى إثبات نبوة نبينا محمد ﷺ ، الأصل العاشر : نشهد أن محمداً رسول الله أرسله إلى الخلق أجمعين خاتماً للنبيين و ناسخاً لما قبله من الشرائع الخ". (وقد ذكر ابن الهمام رحمه الله تعالىٰ فى إثبات نبوته ﷺ الدلائل الواضحة الشافية ببيان واضح)". (المسايرة ،ص:۱۹۸، دار الكتب العلمية)

"من لم يقرّ ببعض الأنبياء عليهم السلام، أو عاب نبياً بشئى، أو لم يرض بسنة من سنن المرسلين عليهم السلام، فقد كفر ". (التاتارخانية ، كتاب أحكام المرتدين ، فيما يعود إلى الأنبياء عليهم السلام :۵/۴۷۷، إدارة القرآن والعلوم الإسلامية)

(و كذا فى الفتاوى العالمكيرية ، كتاب السير ،الباب التاسع فى أحكام المرتدين، ما يتعلق بالأنبياء: ۲/۲۶۳، رشيديه)

ارتکاب کرنا ہوگا تو کسی مسلمان کے لئے اس جماعت میں شریک ہونا قطعاً حرام وناجائز ہے(۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند۔

سجدہ کرنے سے ابلیس کا انکار

سوال[۵۴۸]: خداتعالیٰ نے فرشتوں کو حضرت آدم علیہ السلام کے لئے سجدہ کرنے کا حکم دیا تھا، ایک شخص کہتا ہے کہ ابلیس نے جو سجدہ نہ کیا بہت اچھا کیا، خدا نے سجدہ کا حکم دیکر غلطی کی، ایسے لوگوں کے لئے کیا حکم ہے؟

---

(۱) قال الله تعالیٰ: ﴿یا أیها الذین آمنوا لا تتخذوا الیهود والنصاریٰ أولیاء...... و من یتولهم منکم فإنه منهم﴾ ینهی تبارک و تعالیٰ عباده المؤمنین عن موالاة الیهود والنصاری الذین هم أعداء الإسلام". (تفسیر ابن کثیر: ۹۴/۲، دار السلام)

وقال الله تعالیٰ: ﴿و لا تعاونوا علی الإثم والعدوان﴾ و ینهاهم عن التناصر علی الباطل والتعاون علی المآثم والمحارم". (تفسیر ابن کثیر: ۱۰/۲، دار السلام، ریاض)

"(من کثّر سواد قوم فهو منهم) إن رجلاً دعا ابن مسعود رضی الله تعالیٰ عنه إلی ولیمة، فلما جاء لیدخل، سمع لهواً، فلم یدخل، فقیل له: فقال: "إنی سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول، و ذکره و زاد: " و من رضی عمل قوم کان شریک من عمل به". (کشف الخفاء للعجلونی: ۲۴۴/۲، دار إحیاء التراث)

"ثم قال: أخبرنی ابن عباس رضی الله عنهما أن أناساً من المسلمین کانوا مع المشرکین یکثرون سواد المشرکین علی رسول الله صلی الله علیه وسلم، فیأتی السهم، فیرمی به فیصیب أحدهم فیقتله، أو یضربه، فیقتله، فأنزل الله تعالیٰ: ﴿إن الذین توفاهم الملائکة ظالمی أنفسهم﴾ و قد جاء عن ابن مسعود رضی الله تعالیٰ عنه مرفوعاً: "من کثر سواد قوم فهو منهم، و من رضی عمل قوم کان شریک من عمل به". ...... القادر علی التحول عنهم (المشرکین) لایعذر کما وقع للذین کانوا أسلموا و منعهم المشرکون من أهلهم من الهجرة، ثم کانوا یخرجون مع المشرکین لا لقصد قتال المسلمین، بل لإیهام کثرتهم فی عیون المسلمین، فحصلت لهم المواخذة بذلک، فرأی عکرمة أن من خرج فی جیش یقاتلون المسلمین یأثم و إن لم یقاتل و لا نویٰ ذلک". (فتح الباری، کتاب الفتن، باب من کره أن یکثر سواد الفتن والظلم: ۳۷/۱۳، ۳۸، دار الفکر)

الجواب حامداً و مصلیاً:

آدم علیہ السلام اور سجدہ اور ابلیس کا یہ واقعہ قرآن پاک میں آیا ہے (۱) یہاں مقصود یہ نہیں تھا کہ آدم علیہ السلام کو معبود قرار دیا جائے (۲) کیونکہ یہ تو شرک ہے اور شرک کی مخالفت خود اللہ پاک نے فرمائی ہے (۳)۔ پھر اللہ پاک اس کا حکم کیوں دیتے، ابلیس کا انکار اللہ تعالیٰ کے حکم کا انکار تھا جس کی وجہ سے وہ ملعون اور جہنمی ہوا (۴)۔ اللہ پاک کے متعلق غلط حکم دینے کا قول انتہائی خطرناک ہے اس سے ایمان درست نہیں رہتا (۵)۔ عوام کو ایسے مسائل میں گفتگو کرنے کا حق ہرگز نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ۔

---

(۱) قال الله تعالیٰ: ﴿وإذ قلنا للملٰئكة اسجدوا لآدم، فسجدوا إلا إبليس، أبى واستكبر وكان من الكافرين﴾. (البقرة: ۳۴)

(۲) قال العلامة الآلوسی رحمه الله تعالیٰ: "والمسجود له فی الحقيقة هو الله تعالیٰ، و آدم إما قبلة أو سبب .... و فيه أن السجود الشرعی عبادة، و عبادة غيره سبحانه و تعالیٰ شرک محرّم فی جميع الأديان و الأزمان، و لا أراها حلت فی عصر من الأعصار". (روح المعانی: ۱/۲۲۸، دار إحياء التراث العربی)

(۳)" قال الله تعالیٰ: ﴿إنه من يشرک بالله، فقد حرم الله عليه الجنة، و مأواه النار، و ما للظالمين من أنصار﴾. (المائدة: ۷۲)

و قال الله تعالیٰ: ﴿إن الله لا يغفر أن يشرک به، و يغفر ما دون ذلک لمن يشآء، و من يشرک بالله، فقد افترى إثماً عظيماً﴾. (النسآء: ۴۸)

(۴) قال تعالیٰ: ﴿قال يا إبليس ما منعک أن تسجد لما خلقت بيدیّ، أستكبرت أم كنت من العالين. قال أنا خير منه خلقتنی من نار و خلقته من طين. قال فاخرج منها فإنک رجيم، و إن عليک لعنتی إلى يوم الدين .... قال فالحق والحق أقول، لأملئن جهنم منک و ممن تبعک منهم أجمعين﴾. (سورة ص: ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۸۴، ۸۵)

(۵) "يكفر إذا وصف الله تعالى بما لا يليق به، أو سخر .... بأمر من أوامره .... أو نسبه إلى الجهل أو العجز أو النقص". (الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، موجبات الكفر أنواع: و منها ما يتعلق بذات الله تعالیٰ الخ: ۲/۲۵۸، رشيديه)

(وكذا فی خلاصة الفتاوى، كتاب ألفاظ الكفر، الفصل الثانی، الجنس الثانی: ۴/۲۸۳، رشيديه)

مخالفِ اجماع کا حکم

سوال[۵۴۹]: اجماعِ امت اور علماء اور ائمہ کی مخالفت کرنے والے کون لوگ ہیں؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

وہ گمراہ ہے جو کفر کی سرحد پر پہونچ چکا ہے، کذا فی شرح العقائد (۱) ۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

دین کو ماننے سے انکار

سوال[۵۵۰]: مسلمانوں کی جماعت نے متفق ہوکر کہا ''ہم شریعت، مذہب اور دین کو نہیں مانتے'' اور اس جماعت میں مسلمانوں کا امام مسجد اور خاص وعام سب شریک ہیں۔تو مفتیانِ کرام دین وشرع میں اس کو کیا فرماتے ہیں جو کہ کھلم کھلا دین اور مذہب کو نہ ماننے کا اعلان کرتے ہیں؟ فقط۔

---

(۱) ''واستحلال المعصية .... إذا ثبت كونها معصيةً بدليل قطعي، هو الكتاب والسنة المتواترة ...... وأما الاجماع، ففيه خلاف و تفصيل ، والمذكور فى أصول الحنفية أن الإجماع على مراتب، فالأقوى إجماع الصحابة مع تصريحهم بالحكم المجمع عليه و هو قطعي كالآية والخبر المتواتر، و يكفر منكره، ثم الذى صرح به بعض الصحابة و سكت الباقون، ثم إجماع من بعد الصحابة على حكم لم يظهر فيه خلاف ممن سبقهم و هما كالحديث المشهور، و يضلل منكرهما ويفسق ثم الخ''. (شرح العقائد مع النبراس : ۵۶۶، ۵۶۷، فى إنكار حكم الإجماع اللفظى مذاهب ، دين محمدى پريس، لاهور)

و فى نور الأنوار : ''يعنى أن الإجماع فى الأمور الشرعية فى الأصل يفيد اليقين والقطعية، فيكفر جاحده الخ ''. (مبحث الإجماع ص: ۲۲۱، سعيد)

''فظاهر كلام الحنفية الإكفار بجحده: (أى الإجماع)، فإنهم لم يشرطوا سوى القطع فى الثبوت، و يجب حمله على ما إذا علم المنكر ثبوته قطعاً ؛لأن مناط التكفير و هو التكذيب أو الإستخفاف عند ذلك يكون، أما إذا لم يعلم فلا، إلا أن يذكر له أهل العلم ذلك فيلج اهـ''. (رد المحتار ، باب المرتد ، مطلب فى منكر الإجماع :۲۲۳/۴، سعيد)

الجواب حامداً و مصلیاً :

"رجل قال لخصمه: اذهب معي إلى الشرع، أو قال بالفارسية: بامن بشرع رو، وقال خصمه: پیادہ بیارتا بروم، بی جبرنروم، یکفر؛ لأنه عاند الشرع...... ولوقال: بامن شریعت وایں حیلہا سود ندارد، أو قال: پیش نرود، أو قال: مَر ادبوس ہست، شریعت چہ کنم، فهذا كله كفر...... و إذا قال الرجل لغيره: حكم الشرع في هذه الحادثة كذا، فقال ذلك الغير: من برسم کار میکنم، نہ بشرع، يكفر عند البعض"۔ اھ فتاوی عالمگیری: ۲/۲۸۵(۱)۔

جن لوگوں نے یہ کہا کہ ہم شریعت، مذہب اور دین کو نہیں مانتے ان کو توبہ واستغفار، تجدید ایمان، تجدید نکاح کرنا چاہئے: "ما كان في كونه كفراً اختلاف، فإن قائله يؤمر بتجديد النكاح و بالتوبة، والرجوع عن ذلك بطريق الإحتياط اهـ". عالمگیری: ۲/۲۸۰ (۲) آئندہ خیال رکھیں، ایسی خطرناک بات نہ کہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۷/۹/۹۰ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند، ۷/۹/۹۰ھ۔

انکارِ مذہب

سوال [۱۵۵۱]: ہمارے یہاں ایک صاحب ہیں جو معمولی اردو لکھنا پڑھنا بھی جانتے ہیں، ان کا

---

(۱) (الفتاویٰ العالمكيرية، كتاب السير، الباب التاسع في أحكام المرتدين، مطلب: موجبات الكفر أنواع، و منها ما يتعلق بالعلم والعلماء: ۲/۲۷۱، رشيديه)

(وكذا في البزازية على هامش الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب ألفاظ تكون إسلاما أو كفراً، الفصل الثامن في الاستخفاف بالعلم: ۶/۳۳۸، رشيديه)

(۲) (الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب السير، قبيل الباب العاشر في البغاة: ۲/۲۸۳، رشيديه)

(وكذا في البزازية على هامش الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب ألفاظ تكون إسلاماً أو كفراً، الفصل الثاني، النوع الأول في المقدمة: ۶/۳۲۲، رشيديه)

(وكذا في الدر المختار، كتاب السير، باب المرتد: ۴/۲۴۶، ۲۴۷، سعيد)

عقیدہ ہے کہ مذہب ایک ڈھونگ ہے، اور کوئی چیز نہیں، اچھے اعمال پر جنت کی بشارت اور برے اعمال پر جہنم کی وعیدیں بیکار اور دل بہلانے کی باتیں ہیں۔ غضب کی بات یہ ہے کہ جاہل مسلمان ایسے شخص کے معتقد ہوتے جارہے ہیں۔ بدیع الزمان، بی اے جنکپور روڈ، مظفر پور۔

الجواب حامداً و مصلیاً:

ایسا عقیدہ قرآن پاک، حدیث شریف، اجماعِ امت سب کے خلاف ہے (۱)۔ ایسے شخص کو کسی صاحبِ نسبت جامع عالم کے پاس لے جائیں کہ وہ عالم اس کو دین واسلام کی بنیاد بتا کر مسلمان کریں اور اس کے

---

(۱) "من أنكر القيامة أو الجنة أو النار أو الميزان أو الصراط ...... يكفر ...... عن ابن سلام رحمه الله تعالىٰ في من يقول: لا أعلم أن اليهود والنصارىٰ إذابعثوا هل يعذبون بالنار؟ أفتى جميع مشايخنا ومشايخ بلخ بأنه يكفر، .... يكفر ...... بإنكار عذاب القبر و بإنكار حشر بني آدم". (الفتاوى العالمكيرية، الباب التاسع أحكام المرتدين، و منها ما يتعلق بيوم القيامة و ما فيها: ۲/۲۷۴، رشيديه)

(و كذا في البحر الرائق، كتاب السير، باب أحكام المرتدين: ۵/۲۰۶، رشيديه)

"والجنة حق، والنار حق؛ لأن الآيات والأحاديث الواردة في إثباتهما أشهر من أن تخفى و أكثر من أن تحصى، تمسّك المنكرون بأن الجنة موصوفة بأن عرضها كعرض السموات والأرض، و هذا في عالم العناصر محال، .... و هو قول مخالف للكتاب والسنة والإجماع". (شرح العقائد، ص: ۱۷۹، ۱۸۲، سعيد)

قال الله تعالى في الجنة: ﴿أعدت للمتقين﴾ (آل عمران: ۱۳۳)، و في النار: ﴿أعدت للكفرين﴾ (آل عمران: ۱۳۱)، في آى كثيرة ظاهر في وجودهما الآن .... و حمل مثله على بستان من بساتين الدنيا يشبه التلاعب أو العناد؛ إذ المتبادر المفهوم من لفظ الجنة باللام في إطلاق الشارع ليس إلا الموعودة بالسنة و كثرة من الظواهر لا تكاد تحصى للمستقرىء تفيد ذلك و تصير قطعيةً، والإجماع من الصحابة على فهم ذلك و طريقة التتبع الخ". (المسايرة في العقائد لابن الهمام، الركن الرابع، الأصل السادس، ص: ۲۴۰، دار الكتب العلمية)

و في شرح الفقه الأكبر: "أو قال: ما ذا الشرع هذا؟ كفر". (فصل في العلم والعلماء ص: ۱۷۴، قديمي)

شکوک وشبہات کا جواب دیں(۱)۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حکم شرع کا انکار

سوال[۵۵۲]: زید سے کہا گیا کہ طلاق کی عدت کا نفقہ تمہارے ذمہ ہے تمہاری مطلقہ کا اگر تم نے طلاق دی، تو کہا میں نہیں دیتا، اس کے ماں باپ جنہوں نے روک رکھا ہے وہی عدت میں کھلاویں گے۔ پھر زید سے کہا اگر ایسا موقعہ طلاق کا آیا تو وہ عورت کا حق ہے چاہے لے چاہے معاف کردے، مگر لڑکی تمہاری دختر ہے، آٹھ نو ماہ کی ہے، اس کا حقِ حضانت اس کا نفقہ تو شرعاً تمہارے ذمہ واجب ہے، اس کے جواب میں زید نے کہا میں نہیں دوں گا، پھر اس سے کہا گیا شرع شریف کا حکم ہے، اس نے کہا میں نہیں دینے کا۔ اس سے کہا گیا کہ اس طرح شرع شریف کے حکم کو ٹھکرانا اور توہین کرنا ہے، اس سے ایمان جاتا رہتا ہے اور نکاح ٹوٹ جاتا ہے، علماء سے اس کے بارے میں فتویٰ لیا جائے تو کہا ''مجھے فتوی کی پرواہ نہیں''۔ زید کے متعلق حکم شرعی سے مطلع فرمائیں۔

الجواب حامداً و مصلیاً :

ایسا کہنا سخت گناہ اور بہت خطرناک ہے حتی کہ بعض فقہاء نے ایسا کہنے پر تکفیر فرمائی ہے، اس لئے زید کو اس سے توبہ واجب ہے اور احتیاطاً تجدید ایمان اور تجدید نکاح بھی کر لینا چاہئے :

" و إذا قال الرجل لغيره: حكم الشرع في هذه الحادثة كذا، فقال ذلك الغير: ''من برسم کار کنم، نہ بشرع'' يكفر عند بعض المشايخ "۔" رجل عرض عليه خصمه فتوى الأئمة، فردها وقال: چہ بارنامہ فتویٰ آوردہ، قيل: يكفر؛ لأنه رد حكم الشرع، و كذا لو لم يقل شيئاً لكن ألقى الفتوى على الأرض، وقال: این چہ شرع است، كفر۔ إذا جاء أحد الخصمين إلى صاحبه بفتوى

---

(۱) "يعرض الإسلام على المرتد وتكشف شبهته". (البحر الرائق ، كتاب السير، باب أحكام المرتدين: ۵/۱۰۲، رشيديه)

(و كذا في التاتارخانية ، أحكام المرتدين ، فيما يبطله الإرتداد :۵/۵۵۲، إدارة القرآن)

(و كذا في شرح الفقه الأكبر لملا على القارى: ۱۶۵، قديمى)

الأئمة، فقال صاحبه: ليس كما أفتوا، أو قال: لا نعمل بهذا، كان عليه التعزير" (۱)۔ "ما كان في كونه كفراً اختلاف، فإن قائله يؤمر بتجديد النكاح و بالتوبة، و الرجوع عن ذلك بطريق الإحتياط" (۲) اور محض اس کہنے سے زید کی بیوی کو دوسری جگہ نکاح درست نہیں، حکم مذکور احتیاطی ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۵/۴/۵۷ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۵ ربیع الثانی ۵۷ھ

سنیتِ مسواک کا منکر

سوال [۵۵۳]: سنیتِ مسواک کا منکر کیسا ہے؟

الجواب حامداً و مصلياً:

"السواك سنة، و اعتقاد سنته فرض، و تحصيل علمه سنة، و جحوده كفر، و جهله حرمان، وتركه عتاب أو عقاب اه". إكفار الملحدين (۳)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

انکار نماز

سوال: ایک شخص کے پاس تبلیغی وفد پہونچتا ہے اور نماز کی تبلیغ کرتا ہے، مگر وہ شخص باوجود کسی عذرِ شرعی نہ ہونے کے نماز سے صراحۃً انکار کرتا ہے، اور کہتا ہے کہ میں نہیں پڑھتا، ایسے شخص کے ساتھ لین دین جائز ہے یا ناجائز؟ شرع شریف کا جو حکم ہو بیان فرمادیں۔

---

(۱) (الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، الباب التاسع في أحكام المرتدين، مطلب: موجبات الكفر أنواع، ومنها ما يتعلق بالعلم والعلماء: ۲/۲۷۲، رشيديه)

(وكذا في التتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فصل في العلم والعلماء: ۵/۵۰۹، إدارة القرآن)

(۲) (الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، قبيل الباب العاشر في البغاة: ۲/۲۸۳، رشيديه)

(وكذا في التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فصل في إجراء كلمة الكفر الخ: ۵/۴۵۸، إدارة القرآن)

(۳) (إكفار الملحدين، ص: ۲، إدارة القرآن)

الجواب حامداً و مصلیاً :

اس شخص کے اس کلام میں چار احتمال ہیں، تین موجبِ کفر نہیں، چوتھا موجبِ کفر ہے، جب تک تفصیل و تعیین نہ کی جاوے کفر کا حکم نہیں کیا جاسکتا۔ اور لین دین ترک کرنے کا حکم بھی نہیں کیا جاسکتا:

"وقول الرجل: لاأصلی یحتمل أربعة أوجه: أحدها لا أصلی؛ لأنی صلیت، والثانی لا أصلی بأمرك، فقد أمرنی بها من هو خیر منك، والثالث: لا أصلی فسقاً مجانةً، فهذه الثلاثة لیست بكفر. والرابع: لا أصلی إذ لیس یجب علیّ الصلوة ولم أومَر بها، یكفر. ولو أطلق و قال: لا أصلی لا یكفر لإحتمال هذه الوجوه"۔ عالمگیری: ۲/۲۸٤، مجیدی كانپور (۱)۔ فقط۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

الجواب صحیح :سعید احمد غفرلہ۔ صحیح :عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

منکر نماز کا حکم

سوال[۵۵۵] : زید اس شخص کے جواب میں جو اس کو کہتا ہے کہ نماز پڑھ! کیونکہ خدا اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم ہے وہ کہتا ہے کہ "ہم نماز نہیں پڑھتے ہم نہیں جانتے کہ کون خدا کون رسول؟ دنیا تو ایک سائنس ہے جس میں چیزیں پیدا ہوتی ہیں اور جاتی رہتی ہیں"۔ نماز نہیں پڑھتا اور نہ روزہ رکھتا، داڑھی منڈاتا ہے، شراب پیتا ہے، ہندہ (اس کی زوجہ) جو مسلمان صوم وصلوۃ کی پابند ہے اس کا نکاح باقی ہے یا نہیں؟ شمیم احمد قصبہ انبہٹہ وادریس احمد متعلم مدرسہ ہذا۔

---

(۱) (الفتاوی العالمكیریة، كتاب السیر، الباب التاسع فی أحكام المرتدین، مطلب موجبات الكفر أنواع، و منها ما یتعلق بالصلوة والصوم والزكوة: ۲/۲٦۸، رشیدیه)

(وكذا فی التاتارخانیة، كتاب أحكام المرتدین، فصل فیما یتعلق بالصلوة والزكوة والصوم :۵/۴۹۴، إدارة القرآن)

(وكذا فی البزازیة علی هامش الفتاویٰ العالمكیریة، كتاب ألفاظ تكون إسلاماً أو كفراً، الفصل التاسع فی ما یقال فی القرآن والأذكار والصلوة : ۶/۳۴۰، ۳۴۱، رشیدیه)

الجواب حامداً و مصلیاً :

ایسے الفاظ کہنا سخت گناہ ہے، فقہاء نے ایسے الفاظ کہنے والے کی تکفیر کی ہے، نیز یہ عقیدہ مسلمانوں کا نہیں بلکہ کفار و دہریوں کا عقیدہ ہے، لہذا زید کو بہت جلد صدقِ دل سے توبہ کرنا ضروری اور فرض ہے، اور تجدید نکاح بھی کرنی چاہئے:

"فی البحر: ۵/۱۲۲: "و یکون الکفر بقول المریض: لا أصلی أبداً، جواباً لمن قال له: صل، وقیل: لا، و کذا قوله: لا أصلی حین أمر بها، وقیل: إنما یکفر إذا قصد نفی الوجوب".

وفیه: "و بترك الصلوة متعمداً غیر ناوٍ للقضاء و غیر خائف من العقاب"(۱)۔

و فی العالمکیریة: ۲/۸۹۹: "ما کان فی کونه کفراً إختلاف، فإن قائله یؤمر بتجدید النکاح وبالتوبة والرجوع عن ذلك بطریق الإحتیاط"(۲)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۳/ ۸/ ۵۲ھ۔

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۴/ شعبان/ ۵۲ھ۔

نماز کے انکار سے کیا نکاح ٹوٹ جاتا ہے؟

سوال [۵۵۶]: زید اور زید کی زوجہ دونوں ساتھ میں لیٹے تھے، زید کو احتلام ہو گیا جس سے زوجہ کے بھی کپڑے خراب ہو گئے، صبح کو زید نے اپنی زوجہ سے کہا کہ جاؤ نماز پڑھو، اس پر زوجہ خاموش رہی، زید نے پھر کہا تو زوجہ نے غصہ میں کہا کہ "نہیں پڑھتی، جاؤ، جب دیکھو کپڑے خراب کر دیتے ہو"۔ تو کیا اس سے نکاح ٹوٹ جائے گا؟ بعد میں دونوں نے توبہ کی، پھر کہا کہ میں نے اتنے مہر کے عوض تم کو دوبارہ نکاح میں قبول کر لیا، تو اس طرح نکاح ہو جائے گا یا دوسرے سے ہی پڑھوانا پڑے گا؟

---

(۱) (البحر الرائق، کتاب السیر، باب أحکام المرتدین: ۵/۲۰۵، ۲۰۶، رشیدیه)

(وکذا فی التاتارخانیة، کتاب أحکام المرتدین، فصل فیما یتعلق بالصلوة والزکوة والصوم: ۵/۴۹۳، إدارة القرآن)

(۲) (الفتاوی العالمکیریة، کتاب السیر، قبیل الباب العاشر فی البغاة: ۲/۲۸۳، رشیدیه)

الجواب حامداًومصلیاً:

بیوی نے نماز کی فرضیت کا انکار نہیں کیا، بلکہ کپڑے خراب کردینے کی وجہ سے اس وقت غصہ میں آکر تنبیہ کے لئے کہ آئندہ کپڑے خراب نہ کرے، یہ جملہ کہہ دیا، اگرچہ ایسا کہنا بھی جائز نہیں، اس کو توبہ لازم ہے، مگر اس کی وجہ سے نہ وہ اسلام سے خارج ہوئی، نہ نکاح ختم ہوا(۱)۔ نکاح مرد اور عورت کم از کم دو گواہوں کے سامنے خود بھی کرسکتے ہیں، دوسرے سے پڑھوانا ضروری نہیں، صورتِ مسئلہ میں پہلا نکاح فسخ نہیں ہوا تھا(۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲/۴/۹۱ھ۔

روزہ کے منکر کا حکم

سوال[۵۵۷]: زید نے بکر سے پوچھا کہ کیا تم روزہ سے ہو؟ جواب میں بکر نے کہا کہ ”ارے! جا

---

(۱) "وقول الرجل: لا أصلي يحتمل أربعة أوجه: أحدها: لا أصلي؛ لأني صليت، والثاني. لا أصلي بأمرك فقد أمرني بها من هو خير منك، والثالث. لا أصلي فسقاً مجانةً، فهذه الثلاثة ليست بكفر ...... ولو أطلق "لا أصلي" لا يكفر لاحتمال هذه الوجوه". (الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، الباب التاسع، في أحكام المرتدين، منها ما يتعلق بالصلاة والصوم، :۲/۲۶۸، رشيديه)

(وكذا في مجمع الأنهر، باب ثم إن ألفاظ الكفر أنواع، منها: الثالث في القرآن والأذكار والصلاة، : ۱/۶۹۳، دار إحياء التراث العربي بيروت)

(وكذا في البزازية على هامش الفتاوى العالمكيرية، كتاب ألفاظ تكون إسلاماً أو كفراً، التاسع فيما يقال في القرآن والأذكار والصلاة، :۶/۳۴۰، رشيديه)

"وما كان خطأً من الألفاظ ولا يوجب الكفر، فقائله مؤمن على حاله، ولا يؤمر بتجديد النكاح الخ". (الفتاوى العالمكيرية، باب أحكام المرتدين، منها ما يتعلق بتلقين الكفر : ۲/۲۸۳، رشيديه)

(۲) "النكاح ينعقد بالإيجاب والقبول ...... ولا ينعقد نكاح المسلمين إلا بحضور شاهدين حرين عاقلين، بالغين مسلمين الخ". (الهداية، كتاب النكاح :۲/۳۰۵،۳۰۶، مكتبة شركة علمية ملتان)

(وكذا في فتح القدير، كتاب النكاح :۳/۱۸۹،۱۹۹، مصطفى البابي الحلبي بمصر)

(وكذا في الدر المختار، كتاب النكاح :۳/۹، ۲۱، ۲۲، سعيد)

مولویو! کیا روزہ ہمارے اوپر فرض ہے؟ اور اس نے یہ بھی کہا کہ روزہ نہیں رکھوں گا، اس پر ایک مولانا صاحب نے کہا کہ روزہ ہر ایک مسلمان پر فرض ہے اور اس کا انکار کرنے والا کافر ہوتا ہے، اس کے باوجود وہ انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں روزہ نہیں رکھوں گا، کیا ہمارے پاس کھانے پینے کی کمی ہے؟ روزہ تو وہ شخص رکھتا ہے جس کے پاس کھانا وغیرہ نہ ہو تو ایسے شخص کو کیا کہا جائے؟ کیا ایسے شخص سے تعلق قائم رکھنا درست ہے؟ اور ایسے شخص سے تراویح کا روپیہ لینا درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً و مصلیاً :

روزہ کی فرضیت نص قطعی سے ثابت ہے (۱) اس کا انکار کفر ہے، اسی طرح یہ کہنا کہ روزہ وہ شخص رکھتا ہے جس کے پاس کھانا وغیرہ نہ ہو کلمات کفر میں سے ہے (۲)۔ اس کو توبہ، استغفار، تجدید ایمان، تجدید نکاح لازم ہے (۳)، اس سے سلام کلام بند کر دینا چاہیئے، تا کہ وہ تنگ آ کر توبہ کر لے، اس کا پیسہ بھی نہ لیا جائے جب تک وہ توبہ نہ کر لے۔

"والدليل على فرضية صوم شهر رمضان الكتاب والسنة والإجماع والمعقول۔ أما الكتاب فقوله تعالىٰ :﴿ يأيها الذين اٰمنوا كتب عليكم الصيام﴾ وقوله : " كتب": أى فرض، وقوله تعالىٰ :﴿ فمن شهد منكم الشهر فليصمه﴾، و أما الإجماع، فإن الأمة أجمعت على فرضية شهر رمضان لا تجحدها إلا كافر"۔ بدائع (٤)، والبسط فى البحر الرائق (٥)،

---

(۱) قال الله تعالىٰ :﴿ يا أيها الذين أمنوا كتب عليكم الصيام كما كتب على الذين من قبلكم، لعلكم تتقون﴾. (البقرة : ۱۸۳)

وقال تعالىٰ : ﴿فمن شهد منكم الشهر فليصمه﴾ الاية. (البقرة: ۱۸۵)

(۲) قال الله تعالىٰ :﴿ يا أيها الذين اٰمنوا كتب عليكم الصيام كما كتب على الذين من قبلكم، لعلكم تتقون﴾. (البقرة : ۱۸۳) و أما الإجماع: فإن الأمة أجمعت على فرضية شهر رمضان لا يجحدها إلا كافر. (بدائع الصنائع ، كتاب الصوم : ۲/۰ ۲۱، رشيديه)

(۳) (تقدم تخريجه تحت عنوان : ''دین کو ماننے سے انکار'')

(۴) (بدائع الصنائع، كتاب الصوم : ۲/ ۵۴۹، ۵۵۰، دارالكتب العلمية بيروت)

(۵) "ولم يتكلم (أى المصنف) على فرضية رمضان، لما أنها من الاعتقادات لا الفقه، لثبوتها بالقطعى =

ومجمع الأنهر(١) والهندية(٢) والخانية(٣)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفر لہ دار العلوم دیوبند۔

قرآن وحدیث کے انکار کے ساتھ ایمان سلامت نہیں رہتا

سوال[۵۵۸]: قرآن پاک کا منکر کافر ہے یا نہیں؟ نیز احادیث نبویہ کا منکر کافر ہے یا نہیں؟ قرآن پاک میں ہے: ﴿ما آتاكم الرسول فخذوه، و ما نهاكم عنه فانتهوا﴾ (۴) تو کیا اگر احادیث کا انکار کردیا تو اس آیت کے خلاف ہوگا یا نہیں؟ پھر قرآن پاک میں ہے: ﴿و ما ينطق عن الهوىٰ إن هو الا وحيٌ يوحى﴾ (۵) کا مصداق کہاں جائے گا۔ نیز یہ کیسے معلوم ہوا کہ یہ قرآن پاک میں ہے جب کہ احادیث کا انکار کردیا ہے، حالانکہ حدیث میں ہے:

"عن رافع رضى الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: لا ألفِينّ أحدكم متكئاً على أريكته يأتيه الأمر من أمرى مما أمرت به أو نهيت عنه، فيقول: لا أدرى، ما وجدنا فى كتاب الله اتبعناه" رواه أحمد وغيره"(٦)۔

= المتأيد بالإجماع، و لهذا يحكم بكفر جاحده". (البحر الرائق، كتاب الصوم: ۳/۴۵۲، رشيديه)

(١) "وصوم شهر رمضان ..... فريضة، لقوله تعالىٰ: ﴿كتب عليكم الصيام﴾ و على فرضيته انعقد الإجماع، و لهذا يكفر جاحده". (مجمع الأنهر، كتاب الصوم: ١/٢٣١، دار احياء التراث العربى)

(٢) "و لو قال: "ليت صوم رمضان لم يكن فرضاً"، إختلف المشايخ فى كفره .... إن نوى أنه قال ذلك من أجل أن لا يمكنه أداء حقوقه، لا يكفر". (الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، الباب التاسع فى أحكام المرتدين، مطلب موجبات الكفر أنواع، و منها ما يتعلق بالصوم والصلوة والزكوة: ٢/٢٧٠، رشيديه)

(٣) لم أجده فى الخانية بل المسئله مذكورة فى التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فيما يتعلق ...... بالصوم: ۵/۴۹۸، إدارة القرآن كراچى)

(۴) (سورة الحشر: ۷)

(۵) (سورة النجم: ۴)

(٦) (سنن أبى داؤد، كتاب السنة، باب فى لزوم السنة، رقم الحديث: ۴۶۰۵، ص: ۶۵۱، دارالسلام بيروت).. =

نیز:" عن المقدام عن معدی کرب رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم: "ألا! إنی أوتیت القرآن و مثله معه، ألا یوشك رجل شعبا علی أریکته یقول: علیکم بھذا القرآن، فما وجدتم فیه من حلالٍ فأحِلّوه، و ما وجدتم فیه من حرام فحرموه، وأن ما حرم رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم کما حرم اللّٰہ، ألا! لا یحل لکم الحمار الأھلی و لاکل ذی ناب من السباع"۔ الخ لہٰذا اس کا مطلب کیا ہوگا۔ مشکوۃ ص:۲۹(۱) اور مالا بدمنہ کے اندر موجود ہے کہ "اگر پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم را عیب کرد، یا موئے مبارکش را مویک گفت، کافر شود"۔ ص:۱۳۴(۲)۔

"نیز علامه نور الھدی در بحر المحیط گفته که: "ھر ملعون که در جنابِ پاک سرورِ کائناتِ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم دشنام دھد، یا اِھانت کند، یا در امرے از امورِ دینِ او، یا صورتِ مبارکِ او، یا در وصف از اوصاف شریفۂ او عیب کند خواہ مسلمان بود یا ذمی یا حربی اگرچه از راہِ ھزل کردہ باشد، آں کافر است، واجب القتل، توبۂ او مقبول نیست، و اجماعِ امت بر آن ست که بے ادبی واستخفافِ ھر کس از انبیاء کفر است، خواہ فاعلِ او حلال دانسته مرتکب شود یا حرام دانسته"۔ ص:۱۴۳(۳)۔

پھر یہ کہ نماز کی رکعتیں قرآن سے ثابت نہیں، اسی طرح سے زکوۃ کی تفصیل نہیں ہے اور بہت سے احکام ہیں جن کی تفصیل قرآن میں نہیں ہے تو اس کا منکر گویا کافر نہیں ہے اور "کمالین" میں ہے: "چونکہ بیت المقدس تک آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تشریف لے جانا نص قطعی سے ثابت ہے، اس لئے اس کا منکر

= (و مشکاۃ المصابیح، کتاب الإیمان، الفصل الثانی، رقم الحدیث: ۱۶۲، ص: ۵۲، دار الکتب العلمیة بیروت)

(ومسند الإمام أحمد بن حنبل: ۱۱۹/۵، رقم الحدیث: ۱۶۷۴۳، دار إحیاء التراث العربی بیروت)

(۱) (مشکوۃ المصابیح، کتاب الإیمان، باب الإعتصام بالکتابٌ والسنة، الفصل الثانی: ۲۹/۱، قدیمی)

(۲) (مالابد منه، باب کلمات الکفر، ص: ۱۲۷، شرکت علمیه)

(۳) (مالابد منه، باب کلمات الکفر، ص: ۱۳۵، شرکت علمیه)

کافر ہے اور اس میں تاویل کرنا بدعت ہے اور مؤول مبتدع ہوگا، البتہ آسمانوں پر جانے کا انکار کرنا یا اس کی تاویل کرنا کفر تو نہیں ہے مگر ایسا شخص مبتدع سمجھا جائے گا کیونکہ سورہ نجم کے الفاظ: ﴿عند سدرة المنتهى﴾ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچنے میں نص نہیں ہے بلکہ دونوں معنی کا احتمال ہے: اگر آنحضرت کا سدرۃ المنتہیٰ کے پاس ہونا مراد ہو تب تو جسمانی معراج کا ثبوت نص قرآن سے ہو جائے گا، لیکن اگر جبریل علیہ السلام کا سدرہ کے پاس ہونا مراد ہو تو مدعا ثابت نہیں ہوگا، غرضیکہ کعبہ سے مسجدِ اقصیٰ تک جانے کا انکار تو کفر ہوگا، لیکن مسجد اقصیٰ سے آسمان تک جانے کا انکار بدعت ہے اور وہاں سے اوپر دوزخ و جنت کی سیر کا انکار فسق ہوگا''۔ (کمالین، پ: ۱۵، ص: ۱۷)(۱)۔ بعض نے کہا ہے کہ حدیث کے انکار سے نہ گناہ گار ہوگا اور نہ ہی کافر۔ جواب مفصل و مدلل تحریر فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

حدیث قول رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کہتے ہیں، فعل اور تقریر پر بھی حدیث کا اطلاق ہوتا ہے(۲)، حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''میں اللہ کا رسول ہوں، میرے پاس فرشتہ وحی لے کر آیا قرآن پاک اللہ کی کتاب ہے، نماز قائم کرنا، روزہ رکھنا، زکوۃ دینا، حج کرنا اسلام کے ارکان ہیں'' وغیرہ وغیرہ یہ سب چیزیں حدیث کہلاتی ہیں(۳)۔ جو شخص مطلق حدیث کو تسلیم نہیں کرتا وہ ان میں سے کسی چیز کو تسلیم

---

(۱) (کمالین شرح جلالین: ۳۱۲/۳، دار الاشاعت کراچی)

(۲) ''اعلم أن الحديث في اصطلاح جمهور المحدثين يطلق على قول النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم و فعله وتقريره الخ''. (المقدمة للشيخ عبد الحق الدهلوي رحمه الباري في أول مشكوة المصابيح ص: ۳، قديمي)

(۳) ''عن عائشة أم المؤمنين رضي الله عنها أن الحارث بن هشام سأل رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فقال: يا رسول الله ! كيف يأتيك الوحي ؟ فقال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم : أحياناً يأتيني مثل: صلصلة الجرس .... و أحياناً يتمثل لي الملك فيكلمني''. الخ (صحيح البخاري، باب كيف كان بدء الوحي : ۲/۱، قديمي)

''و في حديث وفد القيس .... قال : ''شهادة أن لا إله إلا الله وأن محمداً رسول الله ، و إقام الصلوة ،و إيتا الزكوة ، و صيام رمضان''. (إلى آخر الحديث) (صحيح البخاري ، كتاب الإيمان ، باب أداء الخمس من الإيمان : ۱۳/۱ ، قديمي)

نہیں کرتا، قرآن پاک میں اطاعتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم ہے: ﴿ یٰأ یھا الذین أمنوا أطیعوا اللّٰہ وأطیعوا الرسول ﴾ اس کے بعد: ﴿وأولی الأمر منکم ﴾ بھی ہے(۱)۔ ایک جگہ ارشاد ہے ﴿ و ما أرسلنا من رسول الا لیطاع بإذن اللّٰہ ﴾ (۲)، رسول کی اطاعت اللہ جل شانہ کی ہی اطاعت ہے: ﴿ و من یطع الرسول فقد أطاع اللّٰہ ﴾ (۳)، جو شخص اطاعت سے پیٹھ پھیرے اس کو اس طرح بیان فرمایا گیا ہے: ﴿ قل أطیعوا اللّٰہ والرسول، فإن تولوا، فإن اللّٰہ لا یحب الکافرین﴾ (۴)، ایمان کی بنیادیں ذات وصفات

---

(۱) (سورة النساء: ۵۹)

قال العلامة الآلوسیؒ: "﴿أطیعو الله﴾ فی الفرائض ﴿وأطیعوا الرسول﴾ فی السنن: و الأول أولیٰ وأعاد الفعل و إن كانت طاعة الرسول مقترنةً بطاعة الله تعالیٰ اعتناءً بشأنه علیه السلام و قطعاً لتوهم أنه لا یجب امتثال مالیس فی القرآن، و إیذاناً بأن له صلی الله تعالیٰ علیه وسلم استقلالاً بالطاعة لم یثبت لغیره". (روح المعانی: ۶۵/۵، دار إحیاء التراث العربی)

"والحق أن الآیة دلیل علی إثبات القیاس بل هی متضمنة لجمیع الأدلة الشرعیة، فإن المراد بإطاعة الله العمل بالكتاب، و بإطاعة الرسول العمل بالسنة الخ" (روح المعانی: ۶۶/۵)

قال ابن كثیر: ﴿أطیعوا الله﴾ اتبعوا كتابه، ﴿وأطیعوا الرسول﴾ خذوا بسنته". (تفسیر ابن كثیر: ۶۸۹/۱، دار السلام، ریاض)

(۲) (سورة النساء: ۶۴)

و فی تفسیر ابن كثیر: "أی فرضت طاعته علی من أرسله إلیهم". (۶۹۱/۱، دار السلام)

و فی روح المعانی: "و ما أرسلنا رسولاً إلا لإلزام طاعته الناس لیثاب من انقاد و یعاقب من سلک طریق العناد الخ". (۷۰/۵، دار إحیاء التراث العربی)

(۳) (سورة النساء: ۸۰)

(۴) (سوره آل عمران: ۳۲)

قال ابن كثیر فی تفسیره تحت الآیة المذكورة: "فدل علی أن مخالفته فی الطریقة كفر، والله لا یحب من اتصف بذلک .... لوكان الأنبیاء بل المرسلون بل أولوا لعزم منهم فی زمانه ماوسعهم إلا اتباعه والدخول فی طاعته و اتباع شریعته". (تفسیر ابن كثیر: ۴۷۷/۱، دار السلام)

و فی روح المعانی تحت قوله تعالیٰ: ﴿ثم لا یجدوا فی أنفسهم حرجاً ﴾: أی شكاً .... =

اورعالمِ آخرت، حشر ونشر، وزنِ اعمال، جنت ودوزخ جو کچھ بھی قرآن کریم میں مذکور ہے وہ سب کا سب حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمانے سے معلوم ہوا اور آپ کا فرمانا حدیث ہے تو جو شخص حدیث کو نہیں مانتا وہ آپ کی فرمائی ہوئی کسی بات کو بھی نہیں مانتا(۱)۔

= واختار بعض المحققين تفسيره، بضيق الصدر لشائبة الكراهة و الإباء لما أن بعض الكَفَرة كانوا يستيقنون الآيات بلا شک، ولکن يجحدون ظلماً و عُتُوّاً، فلا يكونوا مؤمنين". (روح المعاني: ۵/۷۱، دار إحياء التراث العربي بيروت)

(۱) قال الله تعالیٰ: ﴿و من يشاقق الرسول من بعد ما تبيّن له الهدىٰ و يتبع غير سبيل المؤمنين، نولّه ما تولى، ونصله جهنم، و سآء ت مصيراً﴾ (سورة النساء: ۱۱۵)

و فی روح المعاني: "أی يخالفه .... ظهر له الحق فيما حكم به النبی صلی الله تعالیٰ عليه وسلم أو فيما يدعيه عليه الصلاة والسلام بالوقوف على المعجزات الدالة على نبوته .... نجعله والياً لما تولّاه من الضلال". (روح المعاني: ۵/۱۴۶، دار إحياء التراث، بيروت)

و قال الله تعالیٰ: ﴿و أنزلنا إليک الذكر﴾ يعنی القرآن ﴿لتبين للناس ما نزل إليهم﴾..... أی من ربهم لعلمک بمعنی ما أنزل الله و حرصک عليه و اتباعک له، و لعلمنا بأنک أفضل الخلائق وسيد ولد آدم، فتفصل لهم ما أجمل، و تبين لهم ما أشكل". (تفسير ابن كثير: ۲/۷۵۴، دار السلام)

وفی روح المعانی: ﴿ما نزل إليهم﴾ فی ذلک الذكر من الأحكام والشرائع و غيرذلک .... على وجه التفصيل بياناً شافياً الخ". (روح المعاني: ۱۴/۱۵۰، دار إحياء التراث العربی)

و قال الله تعالیٰ: ﴿ومن يعص الله و رسوله﴾ فی أمر من الأمور، و يعمل فيه برأيه ﴿فقد ضل﴾ طريق الحق ﴿ضلالاً مبيناً﴾". (روح المعاني: ۲۲/۲۳، دار إحياء التراث العربی)

و قال الله تعالیٰ: ﴿و ما كان لمؤمن و لا مؤمنة إذا قضى الله و رسوله أمراً﴾: أی قضی رسول الله صلى الله تعالیٰ عليه وسلم، و ذكر الله تعالیٰ لتعظيم أمره بالإشارة إلى أنه عليه السلام بمنزلة من الله تعالیٰ بحيث تُعدّ أوَامِره أوَامِر الله عزوجل، أو للإشعار بأن ما يفعله صلى الله تعالیٰ عليه وسلم إنما يفعله بأمره ؛ لأنه لا ينطق عن الهوىٰ .... ﴿أن يكون لهم الخيرة من أمرهم﴾ أن يختاروا من أمرهم ما شاؤوا، بل يجب عليهم أن يجعلوا رأيهم تبعاً لرأيه عليه الصلاة والسلام، و اختيارهم تلوا ختياره الخ". (روح المعاني: ۲۲/۲۲، دار إحياء التراث العربی)

قال الملا علی القاری فی شرح حديث أبی رافع رضی الله تعالیٰ عنه: "والحال أنه متكیء =

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ احادیث بیان فرمارہے تھے (۱) ایک شخص نے کہا کہ آپ یہ احادیث بیان نہ کریں، ہمارے سامنے قرآن کریم بیان کریں، اس پر انہوں نے فرمایا کہ: ''تم قریب کو آجاؤ اور

= و يأتيه الأمر فيقول: (لاأدرى): أى لا أعلم غير القرآن و لا اتبع غيره أو لا أدرى قول الرسول .... و ما وجدنا فى غيره لا نتبعه : أى وهذا الأمر الذى أمر به عليه السلام أو نهى عنه لم نجده فى كتاب الله، فلا نتبعه، والمعنى: لا يجوز الإعراض عن حديثه عليه السلام ؛ لأن المعرض عنه معرض عن القرآن، قال تعالىٰ: ﴿و ما آتاكم الرسول فخذوه و ما نهاكم عنه فانتهوا﴾، وقال تعالىٰ: ﴿ و ما ينطق عن الهوىٰ إن هو إلا وحى يوحى﴾، وأخرج الدارمى عن يحيىٰ بن كثير قال: كان جبرئيل ينزل بالسنة كما ينزل الوحى .... اهـ.

قال الخطابى : ذكره رداً على ماذهب إليه الخوارج وأصحاب الظواهر، فإنهم تعلقوا بظواهر القرآن، و تركوا السنة التى تضمنت بيان القرآن ، فتحيّروا و ضلوا .... و قال ابن حجر : أى ما حرم و أحل رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم كما حرم و أحل الله ، ....ولذاقال الشافعى : كل ما حكم به رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فهو مما فهمه من القرآن، ثم أخرج ما يؤيده و هو قوله عليه السلام : (إنى لا أحل إلا ما أحل الله فى كتابه، و لا أحرم إلا ما حرم الله فى كتابه) و قال : جميع ما تقوله الأئمة شرحٌ للسنة ، و جميع السنة شرحٌ للقرآن،و قال : ما نزل بأحد من الدين نازلة إلا وهى فى كتاب الله تعالىٰ الخ ". (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، كتاب الإيمان ، باب الإعتصام بالكتاب والسنة: ۱/ ۴۰۰-۴۰۵، رشيديه)

(۱) "قال: حدثنا صرد بن أبى المنازل، سمعت حبيباً المالكى قال: قال رجل لعمران بن حصين رضى الله تعالىٰ عنه : يا أبا نجيد ! إنكم لتحدثونا بأحاديث ما نجدلها أصلاً فى القرآن، فغضب عمران و قال للرجل : أوَجدتم (فى القرآن) فى كل أربعين درهماً درهمٌ، و من كل كذا و كذا شاةٍ شاةٌ، و من كذا و كذا بعيراً كذا و كذا ؟ أوَجدتم هذا فى القرآن؟ قال : لا، قال: فعمن أخذتم هذا؟ أخذتموه عنا، و أخذناه عن نبى الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ، و ذكر أشياء نحو هذا". (سنن أبى داود، كتاب الزكاة، باب ما تجب فيه الزكاة : ۱/ ۲۲۴، ۲۲۵، امداديه ملتان)

(وكذا فى كتاب الكفاية فى علم الرواية ، باب تخصيص السنة الخ : ۱۵، دائرة المعارف العثمانية حيدرآباد دكن)

بتلاؤ کہ تم کو اور جو تمہارے ہم خیال ہوں ان کو قرآن کریم دیدیا جائے، کیا اس میں صاف صاف پانچ وقت کی نماز کا تذکرہ پاؤگے اور یہ کہ فجر کی ظہر کی عصر کی مغرب کی عشاء کی کتنی کتنی رکعتیں ہیں؟ اوران کے اوقات کیا ہیں اور یہ کہ زکوۃ کتنے مال پر کتنی مقدار واجب ہوتی ہے؟ چاندی کا نصاب کیا ہے، سونے کا کیا ہے، گائے کا کیا، بکری کا کیا ہے؟ اونٹ کا کیا ہے اور یہ کہ حج میں طواف کتنے شوط ہیں، صفا اور مروہ کے درمیان کتنے چکر ہیں؟ اور یہ کہ چور کا ہاتھ گٹے سے کاٹا جائے یا کہنی سے یا کندھے سے وغیرہ وغیرہ؟ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر قرآن کریم نازل ہوا اورانہوں نے اس کی تشریح وتفصیل ہمارے سامنے بیان کی اور ہم کو اس کی اشاعت وتبلیغ کا حکم دیا تم اس کو تسلیم کرو تو صحیح راستہ پر رہوگے ورنہ گمراہ ہوجاؤگے''۔

کفایہ میں خطیب نے اس کو تفصیل سے بیان کیا ہے، پہلے ایک دو آدمی اس خیال کے پیدا ہوئے جس کی تسلی وتشفی کردی گئی اور اس کا فتنہ نہیں پھیلا، کچھ مدت سے چکڑالوی نے اس کی فرقہ کی حیثیت اختیار کی، مناظرے ہوئے، کتابیں لکھی گئیں، گاہے گاہے اس قسم کے لوگ اپنے خیالات کو مجلسی گفتگو اور تحریرات میں پھیلاتے رہتے ہیں۔ کفر کا فتویٰ ان پر لگادینے سے ان کی اصلاح نہیں ہوگی، بلکہ دلائل کی روشنی میں ان کی تفہیم اور تردید کی ضرورت ہے کہ تمہارے اس نظریہ (انکارحدیث) کا انجام انکارِقرآن، انکارِخدا، انکارِرسول کو مستلزم ہے اور کسی ایک آیت کا انکار بھی درست نہیں، اس سے ایمان سلامت نہیں رہتا، کیونکہ ایمان تو پورے قرآن پر ضروری ہے۔

جب انکارِحدیث کیا تو جن آیات میں اطاعت واتباع رسول کا حکم ہے ان کا بھی انکار ہوگیا تو پھر قرآن پر ایمان کہاں رہا؟ قرآن کا قرآن ہونا بھی تو رسول کے فرمانے سے معلوم ہوا۔ انکارِرسول اور انکارِ قرآن کے ساتھ ساتھ ایمان کیسے جمع ہوسکتا ہے(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲/۵/۱۳۹۹ھ۔

---

(۱) (راجع، ص: ۳۴۴، رقم الحاشیة: ۱)

''وعن مالک بن أنس رضی اللہ عنہ .... قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''ترکت فیکم أمرین لن تضلوا ما تمسکتم بھما: کتاب اللہ و سنة رسولہ''. ...... ثم فی العدول عن سنتہ مبالغة فی زیادة شرفہ والحث علی التمسک بسنتہ بذکرہ السبب فی ذلک، و ھو خلافتہ عن اللہ و =

فاضل بریلوی کا ایک ملفوظ اور ایک آیت کا انکار

سوال[۵۵۹]: مولانا احمد رضا خان بریلوی کے ملفوظات حصہ چہارم میں یہ سوال وجواب مرقوم ہے: عرض اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "ختم الله لأغلبن أنا و رسلی" تو بعض رسول کیوں شہید ہوئے؟ ارشاد: رسولوں میں سے کون شہید کیا گیا؟ انبیاء البتہ شہید کئے گئے، رسول کوئی شہید نہ ہوا "یقتلون النبیین" فرمایا گیا، نہ کہ "یقتلون الرسل"۔ اس پر ایک شخص کہتا ہے کہ قرآن کریم میں "ختم الله" نہیں "کتب الله" ہے، یہ قرآن کریم کی تحریف ہے، نیز قرآن کریم کی متعدد آیتوں سے رسولوں کا شہید ہونا معلوم ہوتا ہے، یہ ان آیتوں کا انکار ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ مولانا رضا خان بریلوی اس تحریف اور انکارِ قرآن کی وجہ سے کافر ہوئے کہ نہیں اور گمراہ ہوئے کہ نہیں؟ اگر نہیں ہوئے تو کیا یہ دونوں غلطیاں تحریفِ قرآن وانکار نہیں؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

پورے قرآن کریم پر ایمان لانا فرض ہے، کسی جزء کا انکار کرنا کفر ہے(۱)، ایک لفظ یا ایک حکم کی جگہ

= قیامه برسالته ،و أن ما جاء به لیس إلا من تلک الرسالة لا من تلقاء نفسه".

"وعن ابن عباس رضی الله عنهما قال: "من تعلم کتاب الله ثم اتبع ما فیه ، هداه الله من الضلالة فی الدنیا ،ووقاه یوم القیامة سوء الحساب". قال الطیبی : و فیه أن سعادة الدارین منوطة بمتابعة کتاب الله اهـ، و متابعته موقوفة علی معرفة سنة رسوله علیه السلام و متابعته ، فهما متلازمان شرعاً، لا ینفک أحدهما عن الآخر، و قال سهل بن عبد الله التستری : من اتبع الهدیٰ وهو ملازمة الکتاب و السنة ، لا یضل عن طریق الهدی، و لا یشقی فی الآخرة والأولیٰ". (مرقاة المفاتیح شرح مشکاة المصابیح، کتاب الإیمان : ۱/ ۴۳۱، ۴۳۴، رشیدیه)

(۱) "و یکفر إذا أنکر آیةً من القرآن". (البحر الرائق، باب أحکام المرتدین من السیر : ۲۰۵/۵، رشیدیه)

"و فی شرح الفقه الأکبر للقاریؒ : "وفی جواهر الفقه: .... أنکر آیةً من کتاب الله ...... کفر ، ...... و فیه أیضاً: و من جحد القرآن : أی کله أو سورةً منه أو آیةً، قلت: و کذا کلمةً أو قرآءةً متواترةً، أو زعم أنها لیست من کلام الله تعالیٰ، کفر : یعنی إذا کان کونه من القرآن مجمعاً علیه ".

(فصل فی القرأة والصلوة،ص:۱۶۷ ،قدیمی) .... =

دوسرا لفظ یا دوسرا حکم بدلنے کا حق ان کو بھی نہیں تھا جن پر یہ نازل ہوا: ﴿قل ما یکون لی أن أبد له من تلقاء نفسی﴾ الآیة (۱)۔ جو چیز اللہ پاک نے نہیں فرمائی، اس کو اللہ پاک کی طرف منسوب کرنا نہایت خطرناک ہے: ﴿ولو تقول علینا بعض الأقاویل، لأخذنا منه بالیمین، ثم لقطعنا منه الوتین﴾ الآیة (۲)، یہ تو اصولی چیز ہے، میرے پاس اس وقت ملفوظات مسئولہ موجود نہیں، آپ نے جو کچھ لکھا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ "عرض" کے تحت جو کچھ مذکور ہے وہ سائل کا سوال ہے، اس میں "کتب" کی جگہ "ختم" ہے۔ اگر سائل حافظ نہیں، اس کو غلط یاد رہا، یا سبقتِ لسانی سے بلا قصد "ختم" نکل گیا تو اس پر کفر کا فتویٰ نہیں، اگر کوئی شخص قصداً "کتب" کی جگہ "ختم" پڑھے اور اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرے، فتویٰ اس پر ہوگا (۳)۔

سائل سے اگر آیتِ قرآنی غلط اداء ہوئے تو اصل سوال کے جواب سے پہلے مجیب کی ذمہ داری ہے کہ اس کو متنبہ کرے کہ آیت اس طرح نہیں بلکہ اس طرح ہے، غلط سننے کے باوجود اس پر متنبہ کر کے اس کو صحیح نہ کرنا بلکہ اسی طرح جواب دینا ہرگز جائز نہیں کیونکہ سائل کی غلطی یا تحریف کی ایک قسم کی تائید ہے، اگر مجیب نے غلطی کو سنا ہی نہیں کہ سائل نے کس طرح آیت کو پڑھا ہے، ایسے ہی جواب دیدیا؟ مجیب کو بھی یاد نہیں تھا، وہ یہ سمجھے کہ آیت اسی طرح ہے تو مجیب پر بھی تحریف یا تبدیل کا فتویٰ نہیں لگے گا بلکہ اس کو غلطی اور نسیان پر محمول کیا جائے گا۔

اگر دیدہ ودانستہ غلط پڑھنے پر اصلاح سے سکوت کر کے سوال کا جواب دیا جائے تو گویا کہ سائل کی

= (وکذا فی الفتاوی العالمکیریة، کتاب السیر، الباب التاسع فی أحکام المرتدین، مطلب موجبات الکفر أنواع و منها ما یتعلق بالقرآن: ۲/۲۶۶، رشیدیه)

(۱) (یونس: ۱۵)

(۲) (الحاقة: ۴۴، ۴۵، ۴۶)

(۳) "سئل الإمام الفضلي عمن یقرأ الظاء المعجمة مکان الضاد المعجمة، أو یقرأ "أصحاب الجنة" مکان "أصحاب النار" أوعلی العکس، فقال: لا تجوز إمامته، و إن تعمد یکفر". (شرح الفقه الأکبر، فصل فی القرأة والصلوة، ص: ۱۶۷، قدیمی)

(وکذا فی البحر الرائق، باب أحکام المرتدین من السیر: ۵/۲۰۹، رشیدیه)

(وفی التاتارخانیة، کتاب أحکام المرتدین، فصل فی المتفرقات: ۵/۵۲۹، إدارة القرآن)

تصدیق وتائید کردی ہے تو اس صورت میں حکم بہت سخت ہوگا (۱) اِلا یہ کہ قولاً یا تحریراً رجوع کرلیا ہو۔

یہاں تک تو "کتب" کی جگہ "ختم" پڑھنے اور لکھنے کا حکم ہوا، اب رہی دوسری بات تو مجیب نے جو کچھ جواب دیا ہے وہ ضروران آیات کے خلاف ہے جن میں رسولوں کے مقتول ہونے کا تذکرہ ہے (۲) اس کے حکم سے مَفرَ کی کوئی صورت نہیں (۳)۔

یہاں دو چیزیں ہیں: ایک لزومِ کفر، دوسرے التزام کفر، دوسری صورت بالاتفاق کفر ہے، پہلی صورت میں اگر باوجود لزوم کفر کے صاحبِ عبارت التزامِ کفر سے انکار کردے اور وہ انکار موجّہ مدلل بھی ہو تو فتویٰ کفر نہیں ہوگا۔

الحاصل لزوم کفر سے کفر تو عائد ہوجاتا ہے، لیکن فتوی التزام پر ہوتا ہے، لہٰذا عائد شدہ کفر کے بعد دفاع کے لئے انکار التزام موجّہ ومدلل کی ضرورت ہوتی ہے، وہ اگر موجود ہو تو کفر مرتفع ہوجائے گا ورنہ نفسِ کفر تو لزوم سے بلا التزام کے عائد ہوجائے گا، ایسے مسائل کے اصول تفصیل کے ساتھ ''اکفار الملحدین'' میں مذکور ہیں (۴)۔فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند، ۲۰/۶/۸۷ھ۔

لاعلمی کی وجہ سے آیت قرآن کا انکار کرنا

سوال[۵۶۰]: عمر غیر معتبر آدمی ہے، خالد عمر پر کچھ اعتبار نہیں کرتا، عمر نے قرآن کی تلاوت کی،

---

(۱) ''قصداً اور عمداً قرآن پاک کو غلط پڑھنے والے کی چونکہ فقہاء کرام نے تکفیر کی ہے اور غلط پڑھنے والے پر سکوت کرنا گویا اس پر راضی ہونا ہے، اور کفرِ غیر پر رضا بھی فقہاء کے ہاں انتہائی خطرناک ہے۔

(۲) قال اللہ تعالیٰ: ﴿لقد أخذنا ميثاق بني إسرائيل وأرسلنا إليهم رسلاً، كلما جاء هم رسول بما لا تهوى أنفسهم، فريقاً كذّبوا، و فريقاً يقتلون﴾. (المائدة : ۷۰)

(۳) یعنی ان آیتوں کے انکار کی صورت میں فقہاء نے تکفیر کا جو حکم لگایا ہے وہی حکم یہاں پر بھی مرتب ہوگا، (كما تقدم في الحاشية الأولىٰ من ، ص: ۳۴۷)

(۴) دیکھئے: (إكفار الملحدين ، (مترجم)، ص: ۲۷۶ ، ۲۷۸ ، عنوان : ''لزوم کفر، کفر ہے یانہیں؟ مکتبہ لدھیانوی) اور (ص: ۲۶۲، ۲۶۴، عنوان: ''لزوم کفر اور التزام کفر کا فرق۔

خالد نے خیال کیا کہ یہ صرف برتری ظاہر کرنے کے لئے کہہ رہا ہے، اور کہا کہ یہ قرآن پاک کی آیت نہیں ہے، کیوں کہ عمر پر اعتبار ہی نہیں تھا حالانکہ وہ قرآن پاک کی آیت تھی، خالد نے استغفار کرلیا ہے۔ تو کیا خالد کو تجدید ایمان کی ضرورت ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

اگر وہ خود آیت کو نہیں پہچان سکا اور عمر کو غیر معتبر سمجھ کر اس نے انکار کردیا تو اس سے اس کا ایمان ختم نہیں ہوا (۱)، احتیاطاً تجدید ایمان کا تو ویسے بھی حکم ہے، وہ کرتے رہنا چاہئے (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۴/۱/۸۸ھ۔

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند، ۴/۱/۸۸ھ۔

ایک مشہور آدمی کی تفسیر کے نمونے

سوال [۵۶۱]: کسی مشہور شخص کی تصنیف جو قرآنی تفسیر کے نام سے ہے ''سبحان سبوح''، خالق کائنات کو ''بھانِ متی'' کہا، وحی کو مجنون کی بڑ سے تشبیہ دی، جنت ودوزخ وملائکہ کا انکار لکھا، مرنے کے بعد نیکیوں کو دیکھ کر خوش ہونے کا نام جنت اور برائیوں کو دیکھ کر کڑھنے کا نام دوزخ بتایا، برق وباد کی قوتِ جذب، اشجار و نباتات کی قوتِ نشونما کا نام فرشتے کہا۔ ایسے عقیدے والے کے لئے شریعت کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

میں نے یہ تفسیر نہیں دیکھی، اس کی اصل حقیقت تو دیکھنے سے معلوم ہوسکتی ہے، باقی جو کلمات آپ نے

---

(۱) ''ثم إن كانت نية القائل الوجه الذي يمنع التكفير، فهو مسلم''. (الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، قبيل الباب العاشر في البغاة: ۲/۲۸۳، رشيديه)

(و بمعناه في البحر الرائق، كتاب السير، باب أحكام المرتدين: ۵/۲۱۰، رشيديه)

(والبزازية على هامش الفتاوىٰ العالمكيرية كتاب ألفاظ تكون إسلاما أو كفراً، الفصل الثاني، النوع الأول في المقدمة: ۶/۳۲۱، رشيديه)

(۲) (تقدم تخريجه تحت عنوان ''دین کو ماننے سے انکار'')

لکھے ہیں ان کو مسلک اہل سنت والجماعت بلکہ اسلام سے کیا تعلق ہے؟ اس کو تفسیر کہنا غلط ہے وہ تو تحریف ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۹۵/۱۲/۲۱ھ۔

قرآن پاک میں تحریف کرنے کا اقرار

سوال[۵۶۲] : ۱...... ۲۳/ دسمبر ۱۹۷۸ء کو شہر کٹک میں مناظرہ ہوا جس میں بریلی کے علماء نے ایک اشتہار نکالا جس میں قرآن پاک کی ایک آیت لکھی ہوئی تھی وہ غلط تھی۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ یہ کیا ہے؟ تو کہا کہ یہ اضافہ قرآنی ہے، تحریف نہیں ہے۔ وہ آیت یہ ہے: ''و هو الهادي إلى سواء السبيل إن أريد إلا الإصلاح، و ما توفيقي إلا بالله''۔ اب سوال یہ ہے کہ صاف تحریف کا اقرار کرنا شریعت مطہرہ میں کیسا ہے؟ ایسے آدمی کا ایمان رہایا نہیں؟ جو لوگ سن کر چپ رہے اور اس کی تائید کی، ان کا ایمان رہایا نہیں؟ ان سے جو اولاد ہوگی وہ حلال ہوگی یا حرام؟

بدری صحابی کو وہابی اور منافق کہنا

سوال[۵۶۳] : ۲...... ایک صحابی جو اصحابِ بدریین میں سے ہیں جن کا اسم گرامی حاطب بن بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے، ان کو وہابی اور منافق کہا گیا، حالانکہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمادیا ہے کہ ''اصحابِ بدر جنتی ہیں''، حالانکہ بریلی کے علماء نے کہا کہ یہ صحابی نہیں بلکہ وہابی اور منافق ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ جو شخص کسی صحابی کو وہابی اور منافق کہے اس کا ایمان رہایا نہیں؟ نیز جو لوگ اس کہنے والے کے ساتھ تھے انہوں نے نکیر نہیں کی بلکہ خاموش رہے ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً و مصلياً :

۱...... ایمان اور کفر دونوں اصالۃً قلبی چیزیں ہیں جس کا علم خود صاحب معاملہ ہی کو ہوسکتا ہے، کچھ امور ایسے بھی ہیں کہ جن کو امارات قرار دیا گیا ہے کہ ان امارات پر حکم لگایا جاسکتا ہے، کفر کا حکم لگانا انتہائی چیز ہے اس کے لئے قوی دلیل کی ضرورت ہے(۱) حدیث پاک میں ارشاد ہے کہ ''جب کوئی شخص کسی کو کافر کہے اور وہ حقیقتاً

(۱) قال ابن نجيم: ''وفي الفتاوى الصغرى : الكفر شيء عظيم فلا أجعل المؤمن كافراً متى وجدت رواية أنه لا يكفر اهـ''. (البحر الرائق، كتاب السير، باب أحكام المرتدين : ۲۱۰/۵، رشيديه)

(بدلائل شرعیہ) کافر نہ ہوتو اس کافر کہنے کا وبال اسی کی طرف لوٹتا ہے جس نے کافر کہا ہے''(۱) اس لئے بہت بڑی احتیاط کی ضرورت ہے۔ آپ وہ اشتہار ارسال کریں اور جس چیز کو انہوں نے اضافہ قرار دیا ہے اس کی بھی پوری نشاندہی کریں، مضمون بطورِ تشریح وتفصیل بھی ہوسکتا ہے جیسے کہ ''جلالین'' وغیرہ میں قرآن کریم کی آیت کے ساتھ ساتھ تفسیر کا اضافہ کرتے رہتے ہیں، اور اس کو الفاظِ قرآن سے ممیّز کردیتے ہیں تاکہ اس کے متن قرآن ہونے کا اندیشہ نہ ہو، اگر اضافہ کا مطلب یہ ہے کہ اس کو متن قرآن قرار دیدیا تو یہ نہایت خطرناک ہے(۲)۔

۲..... کیا اس کے متعلق بھی کوئی تحریر موجود ہے کہ حضرت حاطب بن بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وہابی کہا ہے اور وہابی کا وہی مطلب لیا ہے جس کے عقائد کی تشریح ''فتاویٰ رضویہ'' میں کی ہے اور کفر کا حکم لگایا ہے اور مولانا محمد اسماعیل شہید نور اللہ مرقدہ کو ابوالوہابیہ کہہ کر بے شمار دلائل ان کے کفر کے بیان کئے ہیں اور یہ لکھا ہے کہ: ''جو ان کے کفر اور عتاب میں شک کرے وہ خود بھی کافر ہے''، پھر آخر میں لکھا ہے کہ ''محتاط علماء ان کو کافر نہیں کہتے یہی مفتیٰ بہ ہے''۔ خان صاحب بریلوی کی کتاب "الکوکبة الشهابية في كفريات الوهابية" ہے، اس میں تفصیل ہے۔ مذکور خان صاحب کی تحریر کی بناء پر ان کے ایمان کا سلامت رہنا اور ان کے نکاح کا باقی رہنا

---

(۱) "عن أبي ذر رضي الله تعالىٰ عنه أنه سمع النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يقول: "لا يرمي رجل رجلاً بالفسوق و لا يرميه بالكفر، إلا ارتدت عليه إن لم يكن صاحبه كذلك". (صحيح البخاري، كتاب الأدب، باب ما ينهى عن السباب و اللعن: ۸۹۳/۲، قديمي)

(۲) قال العلامة الآلوسي تحت قوله تعالىٰ: "يحرّفون الكلم عن مواضعه" (النساء: ۴۶): "المراد به ههنا إما ما في التوراة، و إما ما هو أعم منه .... و الأول هو المأثور عن السلف كابن عباس و مجاهد و غيرهما، و تحريف ذلك إما إزالته عن مواضعه التي وضعه الله تعالىٰ فيه .... و إما صرفه عن المعنى الذي أنزل الله تعالىٰ فيه إلى مالا صحة له بالتاويلات الفاسدة و المحتملات الزائغة كما تفعله المبتدعة في الآيات القرآنية". (روح المعاني: ۴۶/۵، دار احياء التراث العربي).

وقال ابن نجيم: "و (يكفر) بإبداله حرفاً أو آية من القرآن". (البحر الرائق، كتاب السير، باب أحكام المرتدين: ۲۰۹/۵، رشيديه)

اور کل اولاد کا حلال ہونا دشوار ہوگیا (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲۲/۲/۱۳۹۹ھ۔

اپنے مسلمان ہونے کا انکار

سوال [۵۶۴] : اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں مسلمان نہیں ہوں، حالانکہ وہ صوم وصلوۃ کا پابند ہے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ وہ مسلمان شمار کیا جائے گا یا نہیں؟

الجواب حامداً و مصلياً :

ایسا کہنا نہایت خطرناک ہے (۲) اس کو توبہ واستغفار اور کلمہ پڑھنا لازم ہے، احتیاطاً تجدید نکاح کرے (۳) اگر وہ اپنے ایمان کو کمزور سمجھتے ہوئے ایسا کہتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان کو جیسا کہ اللہ کے

---

(۱) راجع، ص: ۳۵۲، رقم الحديث: ۱، و قال في التاتارخانية : "و لو قال لمسلم أجنبي : يا كافر! ...... و لم يقل المخاطب شيئاً ...... كان الفقيه أبو بكر الأعمش يقول : يكفر هذا القائل ...... والمختار للفتوى في جنس هذه المسائل أن القائل بمثل هذه المقالات إن كان أراد الشتم، و لا يعتقده كافراً، فمخاطبه بهذا بناءً على اعتقاده أنه كافر، يكفر". (التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فصل في الرجل يقول لغيره :"يا كافر": ۵/۵۱۴، إدارة القرآن كراچی)

(۲) "ويكفر .... بقوله عمداً : لا جواباً لمن قال له : ألست مسلماً حين ضرب عبده أو ولده ضرباً شديداً". (البحر الرائق، كتاب السير، باب أحكام المرتدين : ۵/۲۰۷، رشيديه)

(وكذا في البزازية على هامش الفتاوى العالمكيرية، كتاب ألفاظ تكون إسلاما أو كفراً، الفصل الخامس في الإقرار بالكفر : ۶/۳۳۰، رشيديه)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، الباب التاسع في أحكام المرتدين، مطلب موجبات الكفر أنواع، ومنها ما يتعلق بتلقين الكفر والأمر بالإرتداد الخ: ۲/۲۷۷، رشيديه)

(۳) "وإن كانت نيته الوجه الذي يوجب التكفير، لا تنفعه فتوى المفتي، و يؤمر بالتوبة والرجوع عن ذلك، وتجديد النكاح بينه و بين امرأته". (التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فصل في إجراء كلمة الكفر : ۵/۴۵۸، إدارة القرآن)

وعدوں پر یقین ہونا چاہئے اور اس کے احکام کا پابند ہونا چاہئے وہ بات مجھ میں نہیں اور بطورِ رنج وافسوس کے کہتا ہے: گویا اللہ پاک سے قوی ایمان کی تمنا رکھتا ہے تو اس پر تجدید ایمان وتجدید نکاح کا حکم نہیں لگایا جائے گا (۱) اور اس کے احساس وافسوس کی تعریف کی جائے گی، مگر ایسا کہنے سے پھر بھی روکا جائے گا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند۔

خود کو غیر مسلم کہہ کر غیر مسلم لڑکی سے بطریقہ غیر مسلم نکاح کرنا

سوال [۵۶۶]: کسی مسلمان شخص نے کسی غیر مسلم لڑکی سے اپنے آپ کو غیر مسلم کہہ کر بطریقہ غیر مسلم شادی کرلی، سال بھر بعد اپنے آپ کو مسلمان کہا اور اس لڑکی کو بھی مسلمان بنالیا، اس آدمی کی پہلی بیوی، (جو مسلمان ہے) کو عرصہ تین سال سے کوئی نان ونفقہ یا حقوق زوجیت ادا نہیں کیا، اس صورت میں زوجۂ اول کو (جو مسلمان ہے) طلاق پڑگئی یا نہیں؟ وہ عدالت سے طلاق لے کر دوسری جگہ شادی کرسکتی ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً و مصلياً:

جب اس نے کہا کہ مسلمان نہیں، ہندو ہوں (۲) تو اس کا نکاح سابقہ بیوی سے ختم ہوگیا (۳)، قانونی

---

(۱) "و في الخلاصة وغيرها: إذا كان في المسألة وجوه توجب التكفير، ووجه واحد يمنع التكفير، فعلى المفتي أن يميل إلى الوجه الذي يمنع التكفير، تحسينا للظن بالمسلم". (البحر الرائق، كتاب السير، باب أحكام المرتدين: ۵/۲۱۰، رشيديه)

(وكذا في التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فصل في إجراء كلمة الكفر: ۵/۴۵۸، ادارة القرآن)

(والبزازية على هامش الفتاوىٰ العالمكيرية كتاب ألفاظ تكون إسلاما أو كفراً، الفصل الثاني، النوع الأول في المقدمة: ۶/۳۲۱، رشيديه)

(۲) "ويكفر .... بقوله: أنا ملحد؛ لأن الملحد كافر، و لو قال: ما علمته، لا يعذر". (البحر الرائق، كتاب السير، باب أحكام المرتدين: ۵/۲۰۷، رشيديه)

(وكذا في شرح الفقه الأكبر، فصل في الكفر صريحاً و كنايةً، ص: ۱۸۳، قديمي)

"و من قصد الكفر ساعةً أو يوماً، فهو كافر في جميع العمر، و يكفر في الساعة". (التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فصل في الرجل يقول لغيره: يا كافر: ۵/۵۱۷، ۵۱۸، ادارة القرآن)

(۳) "و ارتداد أحدهما فسخ في الحال يعني فلا يتوقف على مضي ثلاثة قروء في المدخول بها، و لا =

تحفظ کے لئے عدالت سے بھی فعل مختاری کا فیصلہ لے لے، پھر اپنا دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے(۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۱۶/۱۱/۱۳۹۹ھ۔

جو شخص ہندو ہونے کا اقرار کرے اس کا حکم

سوال[۵۶۷]: مسمی امید علی خان، جس کی عمر ستر اسی برس ہے، ساکن کھیڑا افغان ضلع سہارنپور جو کہ موجودہ متولی درگاہ قادری بابا، نکوڈر روڈ، جالندھر شہر، پنجاب۔ اس طرح ایک معمولی سی بات پر جو کہ مابین تکرار تھی، وہ یہ کہ کرایہ برابر درگاہ میں رہنے والے دیتے ہیں اور اس نے دو آدمیوں پر نوٹس دیا ہے کہ مجھ کو ان دونوں نے چار سال سے کرایہ نہیں دیا ہے، اس پر محمد علی نے کہا کہ کرایہ دار کہتے ہیں کہ ہم قرآن شریف کی قسم کھالیں گے تو وہ کہنے لگا کہ ”قسم! میں تو قرآن پر چوتڑ رکھ کر بیٹھ جاؤں گا، لیٹ جاؤں گا، اور جوتوں کے ساتھ قرآن پاک پر کھڑا ہو کر قسم کھاؤں گا کہ کرایہ مجھے آج تک نہیں دیا“۔ اس موقعہ پر جو کہ مسلمان تھے انہوں نے کہا کہ آپ کو ایسا نہیں کہنا چاہیئے، قرآن شریف کے بارے میں، تو اس نے کہا کہ ”میں کیا جانوں ایمان کو، اسلام کو، میں تو ہندو ہوں“۔ پھر دوران تکرار میں اس نے خدا کا نام لیا، تو سامعین میں سے جن کا نام محمد علی ہے کہا کہ آپ کے منہ سے خدا کا نام اچھا نہیں لگتا، آپ نہ لیں خدا کا نام، کہا ”تمہارا خدا خدا ہے، میرا خدا تو بت ہے، میں اسی کو پوجتا ہوں“۔ پھر بارہ دن کے بعد اسی طرح قرآن شریف کے بارے میں پھر کہا اور مزار شریف پر سجدہ کرتا ہے دونوں وقت۔

اس لئے آپ حضرات کی خدمت اقدس میں یہ مضمون حامل رقعہ ہذا محمد علی کے ہاتھ ارسال خدمت ہے اور جن آدمیوں کے سامنے اس نے یہ کہا وہ خدا پاک کو حاضر و ناظر جان کر دستخط کر رہے ہیں۔

ایوب حسین، محمد علی، سید محمد یعقوب حسین، فقیر عبدالرؤف خان بقلم خود دیوبندی، خورشید خان، شاہد،

= على قضاء القاضي .... وإن أخبرت المرأة أن زوجها قد ارتد، لها أن تتزوج بآخر بعد انقضاء العدة في رواية الاستحسان". (البحر الرائق، كتاب النكاح، باب نكاح الكافر : ۲۷۵/۳، رشيديه)

(وكذا في الدر المختار، كتاب النكاح، باب نكاح الكافر : ۱۹۳/۳، سعيد)

(۱) کفایت المفتی میں ہے: ”ہاں ارتداد سے شرعاً نکاح فسخ ہو جاتا ہے، لیکن عدالت کا فیصلہ قانونی مواخذہ سے بچنے کے لئے لازمی ہے“۔(کفایت المفتی ، کتاب الطلاق : ۱۳۶/۶، دار الاشاعت کراچی)

عبدالحمید خان، محمد قاسم، اسراق احمد، پیر محمد۔

الجواب حامداً و مصلیاً:

ایسے شخص کے بارے میں فتویٰ لینا کیا کارآمد ہوگا جس کا یہ حال ہو، فتویٰ اس کے لئے ہے جو اسلام اور قرآن کے احکام کو ماننے کے لئے آمادہ ہو اور جو شخص خود ہی اسلام اور قرآن کی شان میں ایسے الفاظ کہہ کر اسلام سے مستعفی ہو کر ہندو اور بت پرست ہونے کا اقرار کرتا ہو اس کے لئے کسی فتویٰ کی ضرورت نہیں، وہ تو خود ہی اپنا موقف بیان کر چکا ہے کہ وہ ہندو ہے، بت کو پوجتا ہے (۱) اللہ پاک ہدایت دے اور راہ راست پر لائے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۱۳/۲/۹۱ھ۔

نکاحِ بیوہ کا منکر

سوال [۵۶۸]: ۱...... حسب ذیل عقائد رکھنے والا شرعاً مجرم ہے یا نہیں، اگر ہے تو کیا حکم ہے؟

رانڈوں (۲) کی شادی کے متعلق جب آیت ﴿وأنكحوا الأيامىٰ منكم الخ﴾ اس کے سامنے پیش کی گئی تو آیتِ مذکورہ کا انکار کرتے ہوئے کہا کہ: ''جس طرح آریوں نے ہندوؤں کے مذہب کو خراب کر دیا ہے اسی طرح مولویوں نے قرآن وحدیث کو بگاڑ دیا، ہم اس آیت کو نہیں مانتے''۔

---

(۱) ''والرضا بالكفر كفر''. (فتاویٰ قاضي خان، كتاب السير، باب ما يكون كفراً من المسلم و ما لا يكون: ۳/۵۷۳، رشيديه)

''و في المحيط: '' من رضي بكفر نفسه فقد كفر أي إجماعاً''. (شرح الفقه الأكبر للقاري: فصل في الكفر صريحاً و كناية، ص: ۱۷۹، قديمي)

''ثم إن كانت نية القائل الوجه الذي يمنع التكفير، فهو مسلم، وإن كانت نيته الوجه الذي يوجب التكفير، لا تنفعه فتوى المفتي''. (الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، قبيل الباب العاشر في البغاة: ۲/۲۸۳، رشيديه)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب السير، باب أحكام المرتدين: ۵/۲۱۰، رشيديه)

(۲) ''وہ عورت جس کا شوہر مر گیا ہو''۔ (فیروز اللغات، ص: ۷۰۰)

تبلیغ اسلام کا منکر

سوال[۵۶۹] : ۲...... جولوگ ہندوؤں کومسلمان کرتے ہیں ان کے سخت مخالف ہے، جس کی وجہ سے آئندہ اس اطراف میں اَوروں کو ہمت نہ ہوگی۔

حالت حمل میں نکاح کا منکر

سوال[۵۷۰] : ۳...... حاملہ عورتوں کے نکاح سے منکر ہے، اور کہتا ہے کہ ہمارے نزدیک جائز نہیں۔ عبدالرحمٰن ایک معتبر عالم صاحب کے روبرو یہ گفتگو کی تو انہوں نے کچھ روز انتظار کیا کہ یہ رجوع کرکے توبہ کرلے، مگر اس نے توبہ نہ کی، پھر انہوں نے اعلان کردیا اور حقہ پانی برادری سے بند کرادیا، مگر بعض لوگ اس کے موافق ہیں۔ ایسی صورت میں ان لوگوں کا کیا حکم ہے؟ اقبال حسین نہان گاؤں۔ سیتاپور

الجواب حامداً و مصلیاً :

ا...... رانڈ کے نکاح کا جواز واستحسان قرآن (۱) وحدیث (۲) واجماع سے ثابت ہے، اس کا انکار کرنا سخت خطرہ وکفر کی بات ہے (۳) رانڈوں کے نکاح کو ناجائز کہنا مسلمانوں کا عقیدہ نہیں بلکہ کفار کا ہے، ایسے شخص کو جلد از جلد توبہ کرنا چاہئے۔

---

(۱) قال الله تعالیٰ : ﴿و أنكحوا الأيامى منكم والصالحين من عبادكم وإمائكم﴾ الآية (النور : ۳۲)

(۲) حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اکثر ازواج مطہرات ایسی تھیں جن کا ایک بار نکاح ہو چکا تھا اور بیوہ ہو چکی تھیں، اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے نکاح کیا تھا۔

(۳) "إذا أنكر آيةً من القرآن أو سخر بأية من القرآن، و في الخزانة : أو عاب، فقد كفر". (التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فصل فيما يتعلق بالقرآن : ۵/۴۹۰، ادارة القرآن)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب السير، باب أحكام المرتدين : ۵/۲۰۵، رشيديه)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، الباب التاسع في أحكام المرتدين، مطلب: موجبات الكفر أنواع، ومنها ما يتعلق بالقرآن: ۲/۲۶۶، رشيديه)

"ويكفر .... بردّه حديثاً مروياً إن كان متواتراً، أو قال على وجه الإستخفاف : سمعناه كثيراً". (البحر الرائق، كتاب السير، باب أحكام المرتدين : ۵/۲۰۴، رشيديه)

۲...... یہ بھی بہت خطرناک ہے اور دینِ واسلام کی دشمنی کی علامت ہے (۱) لہٰذا فوراً اس حرکت سے رکنا وصدق دل سے توبہ کرنی چاہئے۔

۳...... اگر حالتِ حمل میں کسی کا شوہر مرگیا ہو، یا اس کو شوہر نے حالت حمل میں طلاق دیدی تو چونکہ اس کی عدت وضع حمل ہے۔اس لئے وضع حمل سے پہلے عورت کو نکاح کرنا جائز نہیں: ﴿و أولات الأحمال أجلهن أن يضعن حملهن﴾ (۲) ہدایہ:۲/۴۰۳ (۳)۔

و لقوله تعالىٰ : ﴿و لا تعزموا عقدة النكاح حتى يبلغ الكتاب أجله﴾ (۴) عینی ہامش ہدایہ:۲/ ۴۰۸ (۵) البتہ اگر عورت حامل بالزنا ہے تو اس کو نکاح کرنا درست ہے لیکن وضع حمل سے قبل صحبت جائز نہیں: "وإن تزوج حبلى من زنا، جاز النكاح، و لا يطأها حتى تضع حملها "۔ ہدایہ:۲/۲۹۲ (۶)۔

بعض امور مندرجہ سوال ایسے ہیں جن کی وجہ سے فقہاء نے تکفیر کی ہے (۷) ،لہٰذا اس شخص کو تجدید

---

(۱) "دین کی اشاعت اور تبلیغ قرآن کریم کے نصوص سے ثابت ہے اور اس کا حکم دیا گیا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ولتكن منكم أمة يدعون إلى الخير، و يأمرون بالمعروف، و ينهون عن المنكر، و أولئك هم المفلحون﴾. (آل عمران : ۱۰۴)

"إن العلماء اتفقوا على أن الأمر بالمعروف والنهى عن المنكر من فروض الكفايات" (روح المعانى : ۴/۲۱، دار إحياء التراث العربى) پس دین کی تبلیغ کا انکار ضلالت اور زیغ ہی ہے۔

(۲) (الطلاق : ۴)

(۳) والعبارة بأسرها: "و إن كانت حاملاً، فعدتها أن تضع حملها، لإطلاق قوله تعالىٰ: ﴿و أولات الأحمال﴾ الخ ". (الهداية، كتاب الطلاق، باب العدة : ۲/۴۲۳، مكتبه شركت علميه ملتان)

(۴)(البقرة : ۲۳۵)

(۵) مستدلاً بها على قول الهداية : "و لا ينبغى أن تخطب المعتدة، و لا بأس بالتعريض فى الخطبة، لقوله تعالىٰ : ﴿و لا جناح عليكم فيما عرّضتم﴾ الخ". (العينى على هامش الهداية، كتاب الطلاق، باب العدة : ۲/۴۲۸، مكتبه شركت علميه ملتان)

(۶) (الهداية، كتاب النكاح، فصل فى المحرمات : ۲/۳۱۲، مكتبه شركت علميه)

(۷) (راجع، ص: ۳۵۷، رقم الحاشية: ۳)

ایمان ونکاح کر لینا چاہئے،(۱) اورآئندہ ناجائزعقیدوں سے باز رہنا چاہئے،اگر وہ ان حرکتوں سے باز نہ آئے تو اس سے عام مسلمانوں کوتعلقات ومعاملات ترک کر دینا چاہئے (۲)،اسی طرح جوشخص بلاضرورتِ شرعیہ اس سے میل جول رکھے اس کا بھی بائیکاٹ کر دینا چاہئے۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ مظاہر علوم سہارنپور،۲۶/۷/۵۲ھ۔

صحیح :عبد اللطیف ناظم مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور،۲۸/رجب/۵۲ھ۔

حلالہ کے منکر کا حکم

سوال[۱۵۷۱]: اگر کوئی حلالہ کے حکم کوتسلیم نہ کرے اور یہ کہے کہ یہ حکم شریعتِ اسلام کا نہیں ہوسکتا ہے، میں اس کوتسلیم نہیں کرتا ہوں تو ایسے شخص کے بارے میں شرع کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

وہ جاہل ہے، ناواقف ہے، ضال ہے، کما صرح به الكمال ابن الهمام في فتح القدير (۳)

---

(۱) "ماكان في كونه كفراً اختلاف، فإن قائله يؤمر بتجديد النكاح وبالتوبة، والرجوع عن ذلك بطريق الإحتياط". (الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، قبيل الباب العاشر: ۲/۲۸۳، رشيديه)

(۲) قال العلامة الآلوسي تحت قوله تعالىٰ: ﴿إنما وليكم الله و رسوله﴾ الآية (المائدة: ۵۵)، في شان المرتدين المذكورين في قوله تعالىٰ من سورة المائدة، (رقم: ۵۴) ﴿ياأيها الذين آمنوا من يرتد منكم عن دينه﴾الاية: " فكأن قيل: لا تتخذوا أولئك أولياء؛ لأن بعضهم أولياء بعض، ليسوا بأوليائكم، إنما أولياء كم الله تعالىٰ و رسوله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم والمؤمنون، فاختصوهم بالموالاة، و لا تتخطوهم إلى الغير". (روح المعاني: ۶/۱۶۶، داراحياء التراث العربي).

(۳) "و إن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة أو اثنتين في الأمة، لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره الخ، لا فرق في ذلك بين كون المطلقة مدخولاً بها أو غير مدخول بها لصريح إطلاق النص، وقد وقع في بعض الكتب أن في غير المدخول بهاتحل بلا زوج، و هو زلة عظيمة مصادفة للنص والإجماع، لا يحل لمسلم رآه أن ينقله فضلاً عن أن يعتبره؛ لأن في نقله إشاعته، وعند ذلك ينفتح باب للشيطان في تخفيف الأمر، .... نعوذ بالله من الزيغ والضلال". (فتح القدير، كتاب الطلاق، فصل فيما تحل به المطلقة: ۴/۱۷۷، ۱۷۸، مصطفى البابي الحلبي مصر)

اس کوفوراً توبہ لازم ہے ورنہ اس کا ایمان سخت خطرہ میں ہے(۱)۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند۔

غیبت کے غیبت ہونے سے انکار

سوال[۵۷۲]: ایک نائی غیبت کرر ہاتھا،اس کومنع کیا گیا،اس نے کہا''یہ غیبت نہیں ہے، یہ باتیں اس میں موجود ہیں''۔اس کوسمجھایا گیا کہ موجود ہے تو غیبت ہے نہ ہوتی تو تہمت ہے،آیا یہ شخص توبہ کرے اور پھر سے اپنی بیوی سے نکاح پڑھوائے یا ضرورت نہیں ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

ردالمحتار(۲) میں علامہ شامی نے ایسے شخص پر بہت سخت حکم لکھا ہے جس کا تقاضا یہ ہے کہ اس کوتجدید ایمان اورتجدید نکاح کا امرکیا جائے، بہتر یہ ہے کہ اس نائی کو بزرگ عالم کی طرف متوجہ کیا جائے کہ وہ ان کی خدمت میں حاضر ہوا کرے،ان کی صحبت ونصیحت سے امید ہے کہ اصلاح ہوگی محض فتویٰ سے اصلاح کی توقع اس وقت ہے جب کہ قلب میں تقویٰ اورخشیت ہواورتقویٰ بزرگوں کی صحبت سے حاصل ہوتا ہے، جب احکام شرع کا احترام دل میں پیدا ہوجائے تو فتویٰ کا بھی اثر ہوتا ہے۔غیبت کا مرض تو بہت عام ہے، نائی کی کیا خصوصیت ہے،اس میں تو پڑھے لکھے اونچے لوگ بھی بکثرت مبتلا ہیں،اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔آمین۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند،۹۴/۱/۸ھ۔

---

(۱) "لأن الحلالة ثابتة بعموم نص الكتاب والسنة. و إنكار أحد منهما مستلزم لإيقاع الإيمان فی معرض الخطر، كما تقدمت فيه التصريحات من البزازية والفتاوى العالمكيرية والتاتارخانية والبحر.

(۲) " إعلم أن الغيبة حرام بنص الكتاب العزيز، وشبّه المغتاب بأكل لحم أخيه؛ إذ هو أقبح من الأجنبی، فكما يحرم لحمه يحرم عِرضه، قال صلى الله تعالىٰ عليه وسلم : "كل المسلم على المسلم حرام: دمه و ماله وعرضه". رواه مسلم وغيره .... و فی تنبيه الغافلين للفقيه أبی الليث : الغيبة على أربعة أوجه : فی وجه هی كفر بأن قيل له : لا تغتب، فيقول : ليس هذا غيبة؛ لأنی صادق فيه، فقد استحل ما حرّم بالأدلة القطعية، و هو كفر". (رد المحتار، كتاب الحظر والإباحة، فصل فی البيع: ٦/٤٠٨، ٤٠٩، سعيد)

جان بچانے کے لئے کفر کا اقرار

سوال[۵۷۳]: زید کہتا ہے کہ ایسے موقع پر جب کہ کوئی مسلمان بیچ کفار ومشرکین کے پھنس جائے اور جان چھڑانے کا کوئی ذریعہ نہ ہو بجز اس کے کہ وہ جھوٹ کہہ دے کہ میں مسلمان نہیں ہوں، جب امان کی جگہ پہونچ جائے تو اس جھوٹ سے وہ توبہ کرلے، ایسا وقتی طور پر صرف زبان سے کہہ دینے سے وہ شخص گنہگار نہیں ہوگا، البتہ ایسا کہنا جان کے خوف کے وقت ہی بہتر ہے۔ بکر کا کہنا ہے کہ ہر حالت میں خواہ جان ہی کیوں نہ چلی جاتی ہو، ایسا کہنا بالکل گناہ بلکہ کفر ہے اس میں زید کا قول صحیح ہے یا بکر کا؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

زید کا قول صحیح ہے، حضرت عمار ابن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ اس کا ماخذ ہے، جس پر آیت ﴿إلا من أكره وقلبه مطمئن بالإيمان﴾ (۱) نازل ہوئی تھی۔ ردالمحتار وغیرہ کتب فقہ میں بھی صراحت مذکور ہے (۲)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند۔

---

(۱) (النحل: ۱۰۶)

"قال ابن كثير رحمه الله تعالىٰ تحت هذه الآية: "فهو استثناء" ممن كفر بلسانه و وافق المشركين بلفظه مكرهاً لما ناله من ضرب و أذى، وقلبه يأبى ما يقول، و هو مطمئن بالإيمان بالله و رسوله، و قد روى العوفي عن ابن عباس رضي الله عنهما أن هذه نزلت في عمار بن ياسر رضي الله عنه حين عذبه المشركون حتى يكفر بمحمد صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، فو افقهم على ذلك مكرهاً، و جاء متعذراً إلى النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، فأنزل الله تعالىٰ هذه الأية". (تفسير ابن كثير: ۲/۷۷۵، ۷۷۶، مكتبه دار السلام رياض)

(و كذا في روح المعاني: ۱۴/۲۳۷، ۲۳۸، دار إحياء التراث العربي بيروت)

(۲) "و إن أكره على الكفر بالله تعالىٰ أو سب النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ...... بقطع أو قتل، رُخّص له أن يظهر ما أمر به على لسانه، و يورّي، وقلبه مطمئن بالإيمان" (الدر المختار). و في رد المحتار: "قال في الكفاية: "وإن لم يخطر بباله شيء، و صلّى للصليب، أو سبّ محمداً صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، و قلبه مطمئن بالإيمان، لم تبن منكوحته، لا قضاءً و لا ديانةً؛ لأنه فعل مكرهاً الخ". (كتاب الإكراه: ۶/۱۳۴، سعيد) =

کسی غرض کے لئے ظاہراً کفر اختیار کرنا

سوال[۵۷۷]: ایک شخص نے کسی دنیاوی لالچ اور یہ سوچ کر کہ میں شادی کرنے کے بعد مسلمان ہو جاؤں گا بظاہر اسلام چھوڑ دیا اور پھر مہینہ دو مہینہ کے بعد مع عورت کے مسلمان ہوگیا، یا ارادہ رکھتا ہے کہ اسلام چھوڑ دوں اور مہینہ دو مہینہ کے بعد مسلمان ہو جاؤں گا۔ اس کے لئے کیا حکم ہے؟ یہ ارادہ پختہ ہے کہ پھر میں اپنے دین میں مل جاؤں گا، دلی (طور پر) اسلام نہیں چھوڑتا، ظاہر کفر قبول کرتا ہے۔ اس کا جواب مع حوالہ کتب تحریر فرمائیں۔

محمد ادریس سہارنپوری۔

الجواب حامداً و مصلیاً:

ایسا کرنا جرمِ عظیم اور کفر ہے، کیا خبر ہے کہ دوبارہ اسلام قبول کرنے سے پہلے موت آ جائے اور پھر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں رہنا پڑے، اور توبہ کی توفیق ہی نہ ہو، اور جو شخص ایک یوم یا ایک ساعت کے لئے کفر کا قصد کرے وہ تمام عمر کے لئے کافر ہو جاتا ہے اور تمام عبادات باطل ہو جاتی ہیں۔

"و من قصد كفراً ساعةً أو يوماً، فهو كافر في جميع العمر". بحر: ۱/۱۲۳ (۱)۔

جو شخص دوسرے کو کلمۂ کفریہ کی تلقین کرے وہ بھی کافر ہو جاتا ہے:

"و يكفر بتلقين كلمة الكفر يتكلم بها ولو على وجه اللعب و بأمره امرأة بالإرتداد لتبين من زوجها بالافتاء بذلك وإن لم تكفر المرأة". بحر: ۵/۱۲۴ (۲) "و كذا لو أمر رجلا أن يكفر

= (و كذا في البحر الرائق، كتاب الإكراه: ۸/۱۳۳، رشيديه)

(والفتاوى العالمكيرية، كتاب الإكراه، الباب الثاني فيما يحل للمكره أن يفعل و ما لا يحل: ۵/۳۸، رشيديه)

(و فتاوىٰ قاضي خان على هامش الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب الإكراه، فصل فيما يحل للمكره أن يفعل و لا يحل: ۳/۴۹۰، رشيديه)

(۱) (البحر الرائق، كتاب السير، باب أحكام المرتدين: ۵/۲۰۸، رشيديه)

وفي شرح الفقه الأكبر: "و في المحيط: من رضي بكفر نفسه، فقد كفر: أي إجماعاً" (فصل في الكفر صريحاً و كناية، ص: ۱۷۹، قديمي)

(۲) (البحر الرائق المصدر السابق)

(و كذا في شرح الفقه الأكبر لملا على القاري، فصل في الكفر صريحاً و كنايةً، ص: ۱۸۲، ۱۸۳، قديمي)

باللہ أو عزم علی أن یأمرہ بکفر". شرح فقہ اکبر: ۱۸۸ (۱)۔

زبان سے قصداً کلمۂ کفر کا نکالنا بھی کفر ہے اگر چہ دل میں اسلام ہو(۲) چہ جائے کہ مہینہ دو مہینہ تک کفر میں داخل رہنا۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۴/ شعبان/ ۵۷ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ۔

صحیح: عبد اللطیف، ۱۵/ شعبان/ ۵۷ھ۔

تارک صلوۃ کا حکم

سوال[۵۷۵]: جو مسلمان نماز نہ پڑھتا ہو وہ حدیث "من ترك الصلوة متعمداً، فقد كفر" (۳) کے ماتحت مسلمان کہلانے کا مستحق ہے یا نہیں؟ اور ایسے شخص کے ساتھ کھانا پینا، دوستی رکھنا یا میل جول پیدا کرنا اور اس کے جھوٹے پانی سے وضو کرنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

جو شخص نماز کی فرضیت کا منکر ہے، یا نماز کو استخفاف واہانت کی نیت سے ترک کرتا ہے، یا بلا عذر نماز ترک کرتا ہے اور قضا کی نیت نہیں رکھتا اور خدا کے عذاب سے نہیں ڈرتا، وہ شخص شرعاً کافر ہے۔ اور جو شخص خدا کے عذاب سے ڈرتا ہے، قضا کی نیت رکھتا ہے، فرضیت کا منکر نہیں بلکہ معتقد ہے، نماز کی تحقیر واہانت نہیں کرتا،

---

(۱) (شرح الفقہ الأکبر لملا علی القاری، استحلال المعصیة و لو صغیرةً کفر، ص: ۱۵۳، قدیمی)

(۲) "فی حاوی الفتاوی: من کفر باللسان، وقلبه مطمئن بالایمان، فهو کافر، و لیس بمؤمن عند الله، انتهی". (شرح الفقه الأکبر، مطلب فی إیراد الألفاظ المکفرة، ص: ۱۶۵، قدیمی)

(۳) "تارک صلوۃ عمداً کی تکفیر امام احمد بن حنبل کا مذہب ہے، جمہور کا مذہب یہ نہیں، بلکہ وہ اس کا محل یہ بتلاتے ہیں کہ یا تو مراد انکارِ وجوب ہے، یا استخفافاً واستہزاءً ترک ہے اگر چہ معترف وجوب ہو" وتمسک بظاهر الحديث أيضاً الحنابلة و من قال بقولهم من أن تارک الصلوة يكفر .... و أما الجمهور فتأولوا الحديث .... فقيل: المراد من تركها جاحداً لوجوبها، أو معترفاً لكن مستخفاً مستهزئاً بمن أقامها". (فتح الباري، كتاب مواقيت الصلوة، باب من ترک العصر: ۲/ ۴۱، قديمی)

البتہ سستی یا غضب کی وجہ سے کبھی وقت سے ٹلا دیتا ہے تو ایسا شخص شرعاً کافر نہیں اگر چہ وقت پر ادا نہ کرنے کی وجہ سے گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے(۱)۔

"هی فرض عین علی كل مكلف، و يكفر جاحدها لثبوتها بدليل قطعي، و تاركها عمداً مجانة: أي تكاسلاً فاسق"۔ اهـ در مختار: ۱/۳۶۳ (۲) "و(يكفر) بترك الصلوة متعمداً غير ناوٍ للقضاء وغير خائف من العقاب". اهـ بحر: ۵/۱۲۲ (۳)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۲/ ۵/ ۵۸ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ۔

صحیح: عبد اللطیف، ۱۳/ جمادی الأولیٰ/ ۵۸ھ۔

تارک صلوٰۃ کا حکم

سوال[۵۷۶]: تارک صلوٰۃ کس کو کہتے ہیں اور ایسے لوگوں کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً و مصلياً:

جو شخص وقت پر نماز نہ پڑھے، اس کو کوئی عذر بھی نہ ہو، قضاء پڑھنے کا بھی ارادہ نہ رکھتا ہو، اور اس پر عتاب کا بھی ڈر نہ ہو تو وہ تارک صلوٰۃ ہے، فقہاء نے اس کی تکفیر کی ہے: " من ترك الصلوة " الحديث (۴) کا

(۱) اور یہی حدیث مذکور سوال کا محمل ہے کما تقدم۔

(۲) (الدر المختار، كتاب الصلوة: ۱/ ۳۵۱، ۳۵۲، سعيد كراچی)

وفي فتح القدير: "من أنكر شرعيتها (أي الصلوة)، كفر بلا خلاف". (كتاب الصلوة: ۱/ ۲۱۷، مصطفى البابي الحلبي)

(۳) (كتاب السير، باب أحكام المرتدين: ۵/ ۲۰۲، رشيديه)

(۴) "لم أجده بهذا اللفظ إلا في الجامع الصغير للسيوطي بلفظ: "من ترك الصلوة متعمداً، فقد كفر جهاراً" و رمز له بالصحة". (راجع فيض القدير: ۱۱/ ۵۷۳۸، رقم: ۸۵۸۷، مكتبه نزار مصطفى الباز)

و في رواية مسلم: "بين العبد و بين الكفر ترك الصلوة". (مشكوة المصابيح، كتاب الصلوة، قبيل الفصل الثاني، ص: ۵۸، قديمى)

"ثم من التأويلات أن يكون مستحلاً لتركها، أو تركها يؤدي إلى الكفر، فإن المعصية بريد الكفر، أو يخشى على فاعلها أن يموت كافراً، أو فعله شابه الكفر". (مرقاة المفاتيح، كتاب الصلوة، قبيل الفصل الثاني: ۲/ ۲۷۲، حقانيه)

مصداق اسی کو قرار دیا ہے۔ " (أي كفر) بترك الصلوة متعمداً غير ناوٍ للقضاء و غير خائف للعقاب".
مجمع الأنهر: ۱/۷۰۲ (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیوبند۔

تارک صلوۃ کا حکم

سوال [۵۷۷]: تارك الصلوٰة عمداً یا استخفافاً کی عورت مطلقہ ہوجاتی ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

تارک الصلوۃ عمداً فاسق و فاجر ہے، امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک کافر نہیں اور تارک الصلوۃ استخفافاً کافر ہے (۲)، نماز تو فرض عین اور ام العبادات ہے، اگر کسی فعل مسنون کی بھی من حیث السنۃ اہانت کرے تو کافر ہوجاتا ہے اور اس کا نکاح فسخ ہوجاتا ہے اور تجدید نکاح اور تجدید ایمان نہ کرے تو آئندہ کو اولاد حرامی ہوگی (۳)۔

"لو قال لآخر: أقلم الأظفار، فإنه سنة النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، فقال الرجل: لا أفعل ذلك وإن كان سنةً، يكفر، (إلى أن قال): لأنه استخف بالسنة"۔ خلاصة: ۳۸۶/٤ (٤)۔

"وارتداد أحدهما (الزوجين) فسخ عاجل". در مختار هامش: ٦٤٣/٢ (٥) واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفی عنہ۔

بندہ عبد الرحمٰن، عبد اللطیف، ۵۲/۱/۱۸ھ۔

---

(۱) (كتاب السير والجهاد، ثم إن ألفاظ الكفر أنواع: الثالث في القرآن والأذكار والصلوة: ۵۰۸/۲، غفاريه)

(وكذا في البحر، كتاب السير، باب احكام المرتدين: ۲۰٦/۵، رشيديه)

(۲) (تقدم تخريجه تحت عنوان: "تارک صلوۃ کا حکم")

(۳) "ما يكون كفراً اتفاقاً، يبطل العمل والنكاح و أولاده أولاد الزنا". (الدر المختار، كتاب الجهاد، باب المرتد: ۲۴٦/۴، ۲۴۷، سعيد كراچی)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، قبيل باب العاشر في البغاة: ۲۸۳/۲، رشيديه)

(۴) (كتاب ألفاظ الكفر، الجنس الثالث فيما يقال في الأنبياء عليهم السلام: ۳۸٦/۴، رشيديه)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، موجبات الكفر أنواع، منها ما يتعلق بالأنبياء: ۲٦۵/۲، رشيديه)

(۵) (كتاب النكاح، باب نكاح الكافر: ۱۹۳/۳، سعيد) .... =

نماز کے عبادت ہونے سے انکار کا حکم

سوال[۵۷۸]: مولانا بی اے منشی فاضل صاحب فرماتے ہیں ''نماز عبادت نہیں''، اگر نماز عبادت نہیں تو آپ صاحبان تحریر فرماویں تو کیا عبادت ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

نماز بہت بڑی عبادت بلکہ ام العبادات ہے، اسلام کی بنیاد جن پانچ ارکان پر ہے ان میں سے نماز بہت بڑا رکن ہے۔

"عن ابن عمر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنهما قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم: "بنی الاسلام علی خمس: شهادة أن لا إله إلا اللّٰه و أن محمداً عبده و رسوله، و إقام الصلوة، وإیتاء الزکوة، والحج، و صوم رمضان" متفق علیه "۔(۱) (مشکوة المصابیح ص: ۱۲)(۲)۔

و فی حدیث طویل: "عن معاذ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه: ثم قال: "ألا أدلك برأس الأمر، و عموده، و ذروة سنامه"؟ قلت: بلیٰ یا رسول اللّٰہ! قال: "رأس الأمر الإسلام، وعموده الصلوة، و ذروة سنامه الجهاد الخ"(مشکوةالمصابیح، ص: ۱٤) (۳)۔

نماز کی فرضیت نصِ قطعی سے ثابت ہے(۴)، اس کا منکر کافر ہے (۵)، اس کے ساتھ استہزا کفر ہے(۶)، اس کا تارک فاسق ہے(۷)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

جواب صحیح ہے: سعید احمد غفرلہ۔ صحیح: عبد اللطیف، ۱۶/محرم الحرام/۵۶ھ۔

= (و کذا فی الخلاصة، کتاب ألفاظ الکفر، الفصل الثانی فی ألفاظ الکفر، ما یکون کفراً الخ: ۴/۳۸۳، رشیدیه)

(۱) (صحیح البخاری، کتاب الإیمان، باب قول النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم: بنی الإسلام علی خمس: ۱/۶، قدیمی)

(والصحیح لمسلم، کتاب الإیمان، باب أرکان الإسلام و دعائمه العظام: ۱/۳۲، قدیمی)

(۲) (مشکوة المصابیح، کتاب الإیمان، الفصل الأول، ص: ۱۲، قدیمی)

(۳) (مشکوة المصابیح، کتاب الإیمان، الفصل الثانی، ص: ۱۴، قدیمی)............ =

کیا نماز دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا ہے؟

سوال[۵۷۹]: خلاصہ سوال یہ ہے کہ ہمارے گاؤں میں ایک مرشد صاحب رہتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ ''نماز کیا، جو آدمی رات دن محنت ومزدوری کرتا ہے اور دل ہی دل میں اللہ کو یاد کرتا ہے، کیا یہ نماز نہیں ہے''؟ ایک مرتبہ انہوں نے مجھ سے قبر پر سجدہ کرایا، میں قسم کھاتا ہوں کہ آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور اندر ہی اندر اللہ سے ڈرتا رہا، اپنی غلطی سے بے حد نادم ہوں، یہ شخص کوئی عالم وفاضل نہیں ہیں بلکہ پہلے زندگی ایک فلمی ہیرو کی طرح گزاری اور اب پیر بن گئے ہیں۔ حضرت والا! مجھے سچی توبہ کا راستہ بتلا دیجئے، تاکہ گمراہی سے بچوں۔

الجواب حامداً و مصلیاً:

جن مرشد کے آپ نے حالات لکھے ہیں وہ ہدایت کے مرشد نہیں بلکہ ضلالت کے مرشد ہیں، یعنی

= (۴) قال اللہ تعالیٰ: ﴿وأقيموا الصلوة و آتوا الزكوة، واركعوا مع الراكعين﴾ (البقرة: ۴۳)

وقال تعالیٰ: ﴿منيبين إليه واتقوه وأقيموا الصلوة و لا تكونوا من المشركين﴾ (الروم: ۳۱)

(۵) ''من قال: لا أصلي جحوداً، أو استخفافاً، أو على أنه لم يؤمر، أو ليس بواجب، انتهى، فلا شك أنه كافر''. (شرح الفقه الأكبر للقاری، فصل فی القراءة والصلوة، ص: ۱۷۰، قدیمی)

(وكذا فی الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، موجبات الكفر أنواع، منها ما يتعلق بالقرآن الخ: ۲/۲۶۸، رشیدیه)

(وكذا وفی التاتارخانية: كتاب أحكام المرتدين، فصل فيما يتعلق بالصلوة والزكوة الخ: ۵/۴۹۴، إدارة القرآن)

وفی الدر المختار: ''هی (الصلاة) فرض عين على كل مكلف .... و يكفر جاحدها لثبوتها بدليل قطعی''. (كتاب الصلوة: ۱/۳۵۲، سعيد)

(۶) ''قال: يصلی الناس لأجلنا، كفر، لأجل إعتقاد أن الصلوة المكتوبة فرض كفاية، أو أراد به استهزاءً أوسخريةً''. (شرح الفقه الأكبر للقاری، فصل فی القرآة والصلوة، ص: ۱۷۱، قدیمی)

(وكذا فی التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فصل فيما يتعلق بالصلوة والزكوة الخ: ۵/۴۹۶، ادارة القرآن)

(۷) ''و تاركها عمداً مجانةً: أی تكاسلاً فاسق''. (الدر المختار، كتاب الصلوة: ۱/۳۵۲، سعيد)

ہدایت کے راستہ سے ہٹا کر گمراہ کرنے والے ہیں، ان کا کام جنت کے راستہ پر چلانا نہیں، بلکہ دوزخ کے راستہ پر چلانا ہے۔ آپ کے استاذ نے قبر پر سجدہ وطواف وغیرہ کیا تو وہ بھی غلط طریقہ اختیار کیا، تعلیمات اسلام کے خلاف کیا، ان کی نیت کا حال ہم نہیں جانتے، صراحۃً یہ ضرور شرک ہے، دوسرے دیکھنے والے بھی اس سے گمراہ ہوں گے۔ آپ نے بھی سخت غلطی کی، معصیت میں کسی کی اطاعت جائز نہیں: ''لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق''. (۱) آپ اپنی نیت کی وجہ سے شرک حقیقی سے اگرچہ بچ گئے لیکن قبر کو سجدہ کرنا بھی صورۃً شرک ہوا (۲)، دیکھنے والوں نے بھی یہی سمجھا کہ آپ نے قبر کو سجدہ کیا ہے، مٹی پر مصلی بچھا کر خدا کو سجدہ نہیں کیا، نہ اس مقصد کے لئے ان گمراہ مرشد نے آپ کو سجدہ کرنے کے لئے کہا تھا۔ بہر حال سخت معصیت کا صدور ہوا، سچے دل سے توبہ کیجئے، استغفار پڑھئے اور صاف صاف کہہ دیجئے کہ میں نے قبر کو سجدہ نہیں کیا، نہ قبر کو سجدہ کرنا جائز سمجھتا ہوں، بلکہ قبر کو سجدہ کرنا معصیت اور شرک سمجھتا ہوں، گمراہ مرشد کے کہنے سے جو صورت پیش آئی اس سے توبہ کرتا ہوں (۳) توبہ کی تکمیل کے لئے کچھ صدقہ بھی دے دیجئے، کچھ روزے بھی رکھ لیجئے تاکہ آئندہ ایسی حرکت کی جرأت نہ ہو، سچی توبہ سے اللہ تعالیٰ بڑے سے بڑے گناہ معاف فرمادیتے ہیں؛ لقوله تعالیٰ: ﴿إني لغفار لمن تاب﴾ الآیۃ (۴) امید ہے کہ اس کو بھی معاف فرمائیں گے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۹۰/۶/۱۸ھ۔

---

(۱) (مشكوة المصابيح، كتاب الإمارة والقضاء، الفصل الثاني، ص: ۳۲۱، قديمي)

(۲) ''و ما يفعله من السجود بين يدي السلطان، فحرام، والفاعل والراضي به آثمان؛ لأنه أشبه بعَبَدة الأوثان، وذكر الصدر الشهيد أنه لا يكفر بهذا السجود؛ لأنه يريد به التحية، وقال شمس الأئمة السرخسي: السجود لغير الله على وجه التعظيم كفر''. (البحر الرائق، كتاب الكراهية، قبيل فصل في البيع: ۳۶۴/۸، رشيديه)

(۳) قال الله تعالیٰ: ﴿إلا الذين تابوا وأصلحوا و بيّنوا، فأولئك أتوب عليهم، و أنا التوّاب الرحيم﴾ (البقرة: ۱۶۰)

''قال العلامة الآلوسي تحتها:'' أي أظهروا ما بيّنه الله تعالیٰ للناس معاينةً، و بهذين الأمرين تتم التوبة، وقيل: أظهروا ما أحدثوه من التوبة ليمحوا سمة الكفر عن أنفسهم و يقتدي بهم أضرابهم، فإن إظهار التوبة ممن يقتدي به شرط فيها على ما يشير بعض الآثار''. (روح المعاني: ۲۸/۲، دار إحياء التراث العربي)

(۴) (طه: ۸۲)

جو شخص نماز کے لئے اٹھنے سے انکار کرے اس کا حکم

سوال: زید کو نماز کے لئے اٹھایا گیا کہ ''وقت ہوگیا، نماز کو نہیں جاؤ گے''؟ تو اس کو ناگوار معلوم ہوا، چونکہ وہ سو رہا تھا، اس حالت میں اس نے کہہ دیا ''کہ نہیں جاؤں گا''۔ تو اس صورت میں تجدیدِ ایمان کی ضرورت ہے یا نہیں؟ یا تجدید نکاح کی بھی ضرورت پڑے گی؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

ایسی صورت میں تجدید ایمان و نکاح کی ضرورت نہیں (۱) توبہ واستغفار کرتا رہے، کیونکہ اس کا مقصد فرضیتِ نماز سے انکار نہیں بلکہ اس وقت اٹھنے سے انکار ہے یعنی کچھ دیر میں نیند پوری ہونے پر پڑھوں گا (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیوبند، ۸۹/۶/۱۲ھ۔

---

(۱) "ثم إن كانت نية القائل الوجه الذي يمنع التكفير، فهو مسلم". (التاتارخانية: كتاب أحكام المرتدين، فصل في إجراء كلمة الكفر: ۴۵۸/۵، إدارة القرآن)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، قبيل الباب العاشر في البغاة: ۲۸۳/۲، رشيديه)

(۲) "وفي واقعات الناطفي: قال محمد: قول الرجل: "لا أصلي" يحتمل أربعة أوجه: أحدها: لا أصلي؛ لأني صليت، والثاني: لا أصلي بأمرك، فقد أمرني بها من هو خير منك، والثالث: لا أصلي فسقاً و مجانةً، فهذه الثلاث ليس بكفر، والرابع: لا أصلي؛ إذ ليست تجب عليّ الصلوة، أو لم أومر بها، جحوداً بها، و في هذا الوجه يكفر، و قال الناطفي: إذا أطلق فقال: لا أصلي، لا يكفر لاحتمال هذه الوجوه". (التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فصل فيما يتعلق بالصلوة والزكوة الخ: ۴۹۴/۵، إدارة القرآن)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، موجبات الكفر أنواع، منها ما يتعلق بالقرآن الخ: ۲۶۸/۲، رشيديه)

(وكذا في البزازية على هامش الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب ألفاظ تكون إسلاماً أو كفراً، الفصل الثاني، النوع التاسع فيما يقال في القرآن والأذكار والصلوة: ۳۴۰/۶، رشيديه)

سید ہونے کی وجہ سے حرام کو حلال سمجھنا

سوال[۵۸۱]: ہمارے یہاں ایک سید ہے اس نے ایک دن کہا کہ ''میں سید ہوں ہم شراب پیتے ہیں، زنا کرتے ہیں، حرام بھی ہمارے لئے جائز ہے اور ہمارے نانا یعنی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہماری شفاعت کردیں گے، لہذا آپ کو میرے حق میں کوئی بات کہنے کی گنجائش نہیں''۔ تو کیا اس قسم کے الفاظ بولنے سے یہ آدمی کافر ہوگیا یا نہیں؟ اور اس کے ہاتھ کا ذبیحہ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً و مصلیاً :

زنا اور شراب کی حرمت ضروریاتِ دین سے ہے، اس کا انکار کرنے سے ایمان سلامت نہیں رہتا، کذا فی إکفار الملحدین (۱)، اس لئے ان سید صاحب کو ایسا کہنا اپنے ایمان کو تباہ کرنا ہے۔ سید ہونے کی

---

(۱) قال الله تعالیٰ :﴿و لا تقربوا الزنا إنه كان فاحشةً و ساء سبيلا﴾ (الاسراء : ۳۲)

وقال تعالیٰ :﴿ إنما الخمر والميسر والأنصاب والأزلام رجس من عمل الشيطان، فاجتنبوه لعلكم تفلحون﴾. (المائدة : ۹۰)

قال ابن نجيم في البحر الرائق : "و لا بقوله لحرامٍ : هذا حلال .... والأصل : أن من اعتقد الحرام حلالاً، فإن كان حراماً لغيره كمال الغير، لا يكفر، و إن كان لعينه، فإن كان دليله قطعياً، كفر، وإلا فلا. وقيل : التفصيل في العالم، أما الجاهل، فلا يفرق بين الحلال والحرام لعينه و لغيره، و إنما الفرق في حقه أن ما كان قطعياً، كفر به، و إلا فلا يكفر إذا قال: الخمر ليس بحرام .... و بتمنيه أن لم يحرم الظلم والزنا و القتل بغيرحق وكل حرام لا يكون حلالاً في وقت بخلاف الخمر و مناكحة المحارم ". (البحرالرائق، كتاب السير، باب أحكام المرتدين : ۵/۲۰۸، ۲۰۶، رشيديه

وفي التاتارخانية : إذاقال: الخمر ليست بحرام، فهو كافر. والمسألة منصوصة عن أبي يوسف رحمه الله تعالیٰ ". (كتاب أحكام المرتدين، فصل فيما يتعلق بالحلال والحرام : ۵/۵۰۵، ادارة القرآن)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، الباب التاسع في أحكام المرتدين، مطلب: موجبات الكفر أنواع، ومنها ما يتعلق بالحلال والحرام: ۲/۲۷۲، رشيديه)

(والبزازية على هامش الفتاویٰ العالمكيرية، كتاب ألفاظ تكون إسلاما أو كفراً، الفصل السابع في كلام الفسقة : ۶/۳۳۴، رشيديه)

حیثیت سے تو ان کو زیادہ طاعت لازم ہے۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو خطاب فرمایا ہے کہ: ''مجھ سے کچھ روپیہ لینا ہو تو لے لو مگر اس گھمنڈ میں نہ رہنا کہ نبی کی بیٹی ہوں، آخرت میں اپنا عمل ہی کام آئے گا'' (۱)، پھر کسی اَور کی کیا مجال ہے کہ سید ہونے پر گھمنڈ کر کے بے مہار ہو جائے اور حرام چیزوں کو حلال سمجھنے لگے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیو بند۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دار العلوم دیو بند۔

حرام کو حلال سمجھنا

سوال [۵۸۲]: سائل کی منکوحہ کو زید نے اپنی خواہشات وحرام کاری کے لئے اغوا کرلیا اور سائل کے حق نکاح کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اپنا نکاح باطل کر کے اپنے آپ کو مسلمان خیال کرتا ہے اور میری عورت کو جو اس پر حرام ہے حلال سمجھتا ہے، کیا ایسے شخص کی امامت، ذبح، شہادت وغیرہ درست ہے یا نہیں؟ اور یہ شخص دائرہ اسلام سے خارج ہوا کہ نہیں؟ مسلمان ایسے شخص سے ترک موالات کریں کہ نہیں؟ اور جو شخص ایسے سے ترک تعلق نہ کرے اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

جانتے بوجھتے منکوحۃ الغیر سے نکاح کرنا قطعاً حرام ہے (۲) اور اس سے مباشرت کرنا زنا ہے، اگر سزائے زنا کی شرائط موجود ہوں تو اس پر حدِ زنا جاری کی جائے، فوراً دونوں میں جدائی لازم ہے، جب تک جدائی کر کے سچی توبہ نہ کرے ایسے شخص کو امام ہرگز نہ بنایا جائے، ایسے شخص کی شہادت بھی قبول نہیں۔ مگر اس پر کفر کا حکم

---

(۱) ''أن أبا هريرة رضی اللہ تعالیٰ عنه قال: قام رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم حين أنزل اللہ: ﴿و أنذر عشيرتک الأقربين﴾ قال: .... ''و يا فاطمة بنت محمد! سليني ما شئت من مالي، لا أغني عنک من اللہ شيئاً''. (صحيح البخاري، كتاب التفسير، سورة الشعراء: ۲/۷۰۲، قديمي)

(۲) '' لا يجوز للرجل أن يتزوج زوجة غيره الخ ''. (الفتاوى العالمكيرية، كتاب النكاح، الباب الثالث في بيان المحرمات، القسم السادس، المحرمات التي يتعلق بها حق الغير: ۱/۲۸۰، رشيديه)

(وكذا في الدر المختار، كتاب النكاح، فصل في المحرمات: ۳/۲۸، سعيد)

لگانے میں جلدی نہ کی جائے۔ ارتکاب حرام سے مطلقا آدمی کافر نہیں ہوتا بلکہ حرام لعینہ کو حلال اعتقاد کرنے سے کافر ہوتا ہے جب کہ حرمت نص قطعی سے ثابت ہو، کذا فی شرح العقائد (۱) و شرح الفقہ الأکبر (۲) والطحطاوی شرح مراقی الفلاح (۳)۔ اگر بغیر قطع تعلق کے اصلاح نہ ہو سکے تو قطع تعلق کر دیا جائے۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲۲/ ۵/ ۸۸ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند، ۲۳/ ۵/ ۸۸ھ۔

حرام کو حلال سمجھنا

سوال[۵۸۳]: ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی فعلِ حرام کو حرام سمجھ کر کرے تو کافر نہیں ہوتا ،اس گناہ کبیرہ کی وجہ سے فاسق ضرور ہو جاتا ہے، مگر کسی فعل حرام کو حلال سمجھ کر مرتکب ہو تو وہ مرتکب کافر ہے۔ کیا ہمارا یہ عقیدہ صحیح ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

فعل حرام کو حرام سمجھ کر غلبۂ شہوت یا سستی وغیرہ کی وجہ سے اگر کوئی مسلمان کرے تو وہ اہلِ سنت

---

(۱) "والكبيرة...... فروى عن ابن عمر رضى الله تعالىٰ عنهما أنها تسعة : الشرک بالله الخ .... لا تخرج العبد المؤمن من الإيمان، لبقاء التصديق الذى هو حقيقة الإيمان .... و لا تدخله فى الكفر .... والله تعالىٰ لا يغفر أن يشرک به .... و يغفر ما دون ذلک من الصغائر والكبائر مع التوبة أو بدونها، .... و يجوز العقاب على الصغيرة .... والعفو عن الكبيرة ...... إذا لم تكن عن استحلال، و الإستحلال كفر؛ لمافيه من التكذيب المنافى للتصديق". (شرح العقائد النسفية، ص: ۸۲-۸۷، المطبع اليوسفى لكنو)

(۲) (تقدم تخريجه من شرح الفقه الأكبر لملا على القاری تحت عنوان "تجدید ایمان اور تجدید نکاح کی ضرورت کب ہوتی ہے"؟) فليراجع.

(۳) "واعلم أن المستحل لا يكفر إلا إذا كان المحرّم حراماً لعينه، و ثبتت حرمته بدليل قطعى و إلا فلا". (حاشية الطحطاوى على مراقى الفلاح، خطبة الكتاب، ص: ٦، قديمى)

(و كذا فى البحر الرائق، كتاب السير، باب أحكام المرتدين : ۵/ ۲۰۶، رشيديه)

والجماعۃ کے نزدیک ایمان سے خارج نہیں ہوتا جب تک حکم شریعت کا استخفاف نہ پایا جائے۔

"والكبيرة لاتخرج العبد المؤمن من الإيمان و لا تدخله فی الكفر". شرح عقائد، ص:۸۲(۱)۔

اگر حرام لعینہ کو جس کی حرمت قطعی ہو حلال سمجھے گا تو کافر ہو جائے گا:

"والأصل أن من اعتقد الحرام حلالاً، فإن كان حراماً لغيره كمالَ الغير، لا يكفر، وإن كان لعينه فإن كان دليله قطعياً، كفر، و إلا فلا". بحر:۱۲۲/۵(۲)۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

حررہ محمود حسن گنگوہی عفا اللہ عنہ معین المفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۶/ جمادی الثانیہ/۵۲ھ۔

صحیح: عبدالرحمٰن غفرلہ، صحیح: سعید احمد مدرس مظاہر علوم، ۵۲/۲/۱۶ھ۔

صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۵۲/۲/۲۰ھ۔

حلال کو حرام سمجھنا

سوال [۵۸۴] : ایک امام صاحب حلال کو حرام کہتے ہیں اور حرام کو بھی حلال کہتے ہیں تو اس کی اقتداء ٹھیک ہے یا نہیں، اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً :

جو شئی حرام لعینہ ہو اور اس کی حرمت قطعی الثبوت اور قطعی الدلالت نصوص سے ثابت ہو، اس کو حلال اعتقاد کرنا کفر ہے، اسی طرح اس کے عکس کا حکم ہے، اگر اس شئی کی حرمت لعینہ نہیں یا قطعی الثبوت نہیں یا قطعی الدلالت نہیں، تو اس کو حلال سمجھنا کفر نہیں بلکہ فسق ہے، بہر دو صورت جس امام کی یہ حالت ہو وہ امامت کے لائق نہیں اس کو امامت سے علیحدہ کر کے کسی دوسرے پابند شرع اور اہل حق کو امام مقرر کرنا چاہئے۔

"من اعتقد الحلال حراماً أو على القلب، يكفر إذا كان حراماً لعينه و ثبتت حرمته

---

(۱) (شرح العقائد النسفية، ص: ۸۲، ۸۳، المطبع اليوسفی لكنو)

(شرح الفقه الأكبر لملا علی القاری، ص: ۷۱، قديمی)

(و كذا فی كتاب شرح الفقه الأكبر لأبی المنتهی أحمد بن محمد، ص: ۱۳۹، ۱۴۰، دولة قطر)

(۲) (البحر الرائق، كتاب السير، باب أحكام المرتدين : ۲۰۶/۵، رشيديه)

بدليل قطعي، أما إذا كان حراماً لغيره بدليل قطعي، أو حراماً لعينه بخبر الأحاد، لا يكفر إذا اعتقده حلالاً". اهـ طحطاوی، ص: ٨٤ (١)۔

"من اعتقد الحرام حلالاً أو على القلب، يكفر، أما لو قال لحرام: هذا حلال لترويج السلعة أوبحكم الجهل لا يكون كفراً، و فى الاعتقاد هذا إذا كان حراماً لعينه، وهو يعتقده حلالاً حتى يكون كفراً، أما إذا كان حراماً لغيره فلا فيما إذا كان حراماً لعينه، إنما يكفر إذا كانت الحرمة ثابتة بدليل مقطوع به، أما إذا كانت بأخبار الأحاد فلا يكفر، كذا فى الخلاصة اهـ". (فتاوى عالم گیری، ص: ٢٨٢)(٢)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، ۶۱/۲/۷ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ۔

صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۶۱/۲/۸ھ۔

محرمات میں آپس میں فرق

سوال [۵۸۵]: حرام حرام سب برابر ہیں یا ان میں کمی بیشی ہے مثلاً ایک شخص شراب پیتا ہے یا خنزیر کا گوشت کھاتا ہے۔ دوسرا شخص اس کے ساتھ معازف ومزامیر کے ساتھ قوالی بھی سنتا ہے تو دونوں کے گناہوں میں فرق ہے یا دونوں برابر ہیں؟ ایک شخص معازف ومزامیر کے ساتھ گانا گاتا ہے یا اس میں اعانت کرتا ہے یا

(١) (حاشية الطحطاوى على مراقى الفلاح، كتاب الطهارة، باب الحيض والنفاس والاستحاضة، ص: ١٣٨، قديمى)

(٢) (كتاب السير، موجبات الكفر أنواع، و منها ما يتعلق بالحلال والحرام الخ: ٢/٢٧٢، رشيديه)

(وكذا فى البحر الرائق، كتاب السير، باب أحكام المرتدين: ٥/٢٠٦، رشيديه)

(والبزازية على هامش الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب ألفاظ تكون إسلاماً أو كفراً الخ: الفصل الثانى فيما يكون كفراً من المؤمن و ما لا يكون، النوع الأول فى المقدمة: ٦/٣٢١، رشيديه)

(و خلاصة الفتاوى، كتاب ألفاظ الكفر، الفصل الثانى الخ، الجنس الأول فى المقدمة: ٤/٣٨٣، مكتبه رشيديه، كوئٹه)

اس پر لوگوں کو آمادہ کرتا ہے اور اس سے خوش ہوتا ہے یا اس کو جائز بتاتا ہے۔ یا جو شخص قوالی سے منع کرے، اس کو غلط بتاتا ہے۔ اسی طرح ایک شخص شراب اور خنزیر کو خود استعمال کرتا ہے یا دوسروں کو کھلاتا پلاتا ہے یا اس میں مدد کرتا ہے یا لوگوں کو اس پر آمادہ کرتا ہے یا اس سے خوش ہوتا ہے یا اس کو جائز بتاتا ہے، لوگوں کو رغبت دلاتا ہے اور منع کرنے والے کو غلط بتاتا ہے، کیا یہ دونوں برابر ہیں؟ مثلاً: رمضان میں بعض یہ کہہ دیتے ہیں کہ روزہ وہ رکھیں جس کے گھر میں کھانے کو نہ ہو یا ہم ایسی مشقت کیوں جھیلیں یا کوئی شخص جھوٹ بول رہا ہے، اگر کسی نے زنا کرلیا یا شراب پی لیا تو یہ جھوٹ بولنے والا ہی ملامت کرتا ہے۔ کسی نے شراب پی ہوگی یا زنا کیا ہوگا تو ایک دفعہ دو دفعہ کیا ہوگا مگر یہ جھوٹ بولنے والا تو دن بھر جھوٹ بولتا ہے لیکن وہ اپنے گناہ کو گناہ خیال ہی نہیں کرتا ہے۔

الجواب حامداً و مصلیاً:

جس چیز کو قرآن کریم میں حرام قرار دیا گیا اور اس کی حرمت لعینہ ہے وہ اپنی حرمت کے لحاظ سے شدید ہے حتی کہ اس کو حلال اعتقاد کرنے پر تکفیر کی گئی ہے جیسا کہ شرح عقائد (۱) طحطاوی (۲) اور بحر (۳) وغیرہ میں مذکور ہے، ایسا بھی ہے کہ ایک چیز کی حرمت نص قطعی میں مذکور نہیں مگر اس سے پیدا ہونے والے مفاسد بہت ہیں، اس اعتبار سے اس کی حرمت بھی خوفناک ہوجاتی ہے، بعض اوقات خود ایک حرام کا ارتکاب بہت سے محرمات کے ساتھ ساتھ ہوتا ہے، اس لحاظ سے وہ مجموعۂ محرمات ہوتا ہے اگر چہ اس کی حرمت صاف صاف منصوص نہیں، بعض دفعہ ایک حرام کے ارتکاب کا اثر یہ ہوتا ہے کہ دوسرے لوگ حرام میں مبتلا ہوجاتے ہیں، یہ

---

(۱) "و استحلال المعصية صغيرةً كانت أو كبيرةً كفر، إذا ثبت كونها معصية بدليل قطعي ...... و على هذه الأصول يتفرع ما ذكر في الفتاوى من أنه إذا اعتقد الحرام حلالاً، فإن كانت حرمته لعينه و قد ثبت بدليل قطعي، يكفر، و إلا فلا بأن يكون حرمته لغيره، أو ثبت بدليل ظني". (شرح العقائد، ص: ۱۲۰، المطبع اليوسفی لكنو)

(۲) "من اعتقد الحلال حراماً أو على القلب، يكفر إذا كان حراماً لعينه، و ثبتت حرمته بدليل قطعي، أما إذا كان حراماً لغيره بدليل قطعي أو حراماً لعينه بخبر الأحاد، لا يكفر إذا اعتقده حلالاً". (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الطهارة، باب الحيض والنفاس والاستحاضة، ص: ۱۳۸، قديمي)

(۳) (البحر الرائق، كتاب السير، باب أحكام المرتدين: ۲۰۲/۵، رشيديه)

بہت ہی باعث انسداد ہے، جس جگہ جس قسم کی حرمت ہوگی اس پر اس کی حیثیت سے نکیر کی جائے گی، نکیر کرنے والے کی حیثیت کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا، اس لئے سب کا ایک حکم نہیں اس لئے بعض محرمات پر حد ہے، بعض پر حبس ہے، بعض پر تعزیر ہے، وہ بھی مختلف ہے حتی کہ تعزیراً بعض صورتوں میں قتل تک نوبت پہنچ جاتی ہے (۱)۔

رمضان المبارک کے متعلق جو جملہ سوال میں مذکور ہے اس پر تکفیر کی گئی ہے، بعض محرمات پر صرف توبہ واستغفار کا حکم ہے۔ ابوابِ فقہیہ کے مطالعہ سے سب تفصیلات سامنے آتی ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲۹/۱۲/۹۴ھ۔

حرام مال سے دعوت اور اس پر بسم اللہ

سوال [۵۸۶]: زید کو بینک کے ملازم کی دعوت پر جب یہ کہا گیا کہ بعض اہل علم ہمارے کھانے کو حرام قرار دیتے ہیں تو زید جو کہ صوفی مشہور ہے اس نے فوراً "باسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ شیء فی الأرض و لا فی السماء وھو السمیع العلیم" پڑھ کر کھانا شروع کر دیا اور ان اہل علم پر جو کہ ایسی دعوت کو ناجائز قرار دیتے ہیں غلطی کا حکم جاری کر دیا۔ تو زید کا یہ قول شرعاً کیسا ہے؟ اور کیا اس کی تکفیر کی جا سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

جو چیز حرامِ محض ہو اس کی حرمت پر اجماع ہو اور اس کی حرمت ضروریات دین سے ہو، اس کو حلال

---

(۱) "یحد مسلم .... شرب الخمر و لو قطرةً الخ" (الدرالمختار، کتاب الحدود: ۴/۳۷، سعید)

"و لا یحد ...... بوطء دبر، و قالا: إن فعل فی الأجانب حُدّ، .... و فی الفتح: یعزر و یسجن حتی یموت أو یتوب، و لو اعتاد اللواطة، قتله الإمام سیاسةً". (الدر المختار، کتاب الحدود: ۴/۲۶، ۲۷ سعید)

"فإنہ: أی التعزیر شرعاً لا یختص بالضرب، بل قد یکون بہ و قد یکون بالصفع و بفرک الأذن.......... و یکون التعزیر بالقتل". (مجمع الأنھر، کتاب الحدود، فصل فی التعزیر: ۱/۶۰۹، دار احیاء التراث العربی)

"قال ابن القیم: إن المعاصی ثلاثة أنواع: نوع فیہ الحد و لا کفارة، کالسرقة والشرب والزنا والقذف .... و العقوبات التعزیریة کالتوبیخ والحبس والضرب .... والقتل سیاسةً لمعتادی الأجرام". (الفقہ الإسلامی، الحدود: ۷/۵۳۰۱، رشیدیہ)

اعتقاد کرنا کفر ہے(۱) اور اس چیز پر بسم اللہ پڑھنے سے بھی فقہاء نے تکفیر کی ہے:

" من قال عند ابتداء شرب الخمر أو الزنا أو أكل الحرام: بسم الله، كفر۔ وفيه (أى التتمة) أنه ينبغى أن يكون محمولاً على الحرام المحض المتفق عليه و أن يكون عالماً بنسبة التحريم إليه بأن يكون حرمته مما علم من الدين بالضرورة الخ"۔ (شرح الفقه الأكبر، ص: ۲۰۸)(۲)۔

صورتِ مسئولہ میں ممکن ہے کہ داعی نے زید کے سامنے حلال پیش کیا ہو، مثلاً قرض لے کر یا اس کو وراثت میں ملا ہو، عموماً مقتدا کی دعوت میں اس کا لحاظ رکھا جاتا ہے کہ حلال مال سے ان کی دعوت کی جاتی ہے اگرچہ داعی کے پاس حرام مال موجود ہو، یہ بھی ممکن ہے کہ داعی کے پاس حلال وحرام دونوں قسم کا مخلوط مال ہو اور جب زید سے کہا گیا تو اس نے اس نیت سے کہ اگر اس میں کچھ حرام بھی ہو تو اللہ پاک اس کے مضر اثرات سے محفوظ رکھے " بسم الله الذى لا يضر الخ " پڑھ کر کھانا شروع کر دیا ہو، اس لئے اس پر کوئی قطعی دلیل نہیں ہے کہ یہ مال حرام لنفسہ تھا اور اس کی ایسی حرکت کا زید کو علم تھا اور اس نے اس پر ایسی ہی "بسم الله " پڑھی، جیسے کوئی زنا کے وقت بسم اللہ پڑھے۔نعوذ باللہ منہا۔جس سے استخفاف بالدین ہو اس لئے تکفیر مسلم سے مهما امكن كف اللسان والقلم ضروری ہے۔

"الكفر شيء عظيم، فلا أجعل المؤمن كافراً متىٰ وجدت روايةً أنه لا يكفر. و فى الخلاصة وغيرها : إذا كان فى المسئلة وجوه توجب التكفير و وجه واحد يمنع التكفير، فعلى المفتى أن يميل إلى الوجه الذى يمنع التكفير تحسيناً للظن بالمسلم. و فى التاتارخانية : لا

---

(۱) (تقدم تخريجه تحت عنوان "حلال کو حرام سمجھنا")

و فى : "مالابد منه" "اگر حرام قطعی را حلال گوید، یا حلالِ قطعی را حرام، یا فرض را فرض نداند، کافر شود"۔(باب كلمات الكفر، ص: ۱۲۳، مكتبه شركت علميه)

(۲) (الشرح لملا على القاريؒ على الفقه الأكبر للإمام الأعظم رحمه الله تعالىٰ، مطلب فى إيراد الألفاظ المكفرة التى جمعها العلامة البدر الرشيدؒ ص: ۱۶۹، قديمى)

و فى :"مالا بد منه" اگر کسے بسم اللہ گفتہ شراب خورد، یا زنا کرد، کافر شود، وہمچنیں اگر بسم اللہ گفتہ حرام خورد"۔ (باب كلمات الكفر، ص: ۱۳۴، مكتبه شركت علميه)

یکفر بالمحتمل؛ لأن الکفر نهایة فی العقوبة فیستدعی نهایةً فی الجنایة، ومع الاحتمال لا نهایة الخ"۔ بحر: ۵/۱۲٤(۱)۔

مدعو کو بھی لازم ہے کہ ایسے قول وفعل سے اجتناب کرے جس سے استخفاف بالدین کا شبہ پیدا ہوکر موجبِ تشویش ہو۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۴/۳/۸۹ھ۔

حلال حرام مخلوط مال پر بسم اللہ

سوال[۵۸۷]: اگر کھانے میں کم مال حرام ہواور زیادہ حلال ہوتو بسم اللہ پڑھنا کیسا ہے یا اس کا برعکس ہو؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

مخلوط پر بسم اللہ پڑھنے میں مضائقہ نہیں، حرام قطعی پر بسم اللہ پڑھنے کو فقہاء نے کفر لکھا ہے (۲) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ۔

---

(۱) (البحر الرائق، کتاب السیر، باب أحکام المرتدین: ۵/۲۱۰، رشیدیه)

(وکذا فی خلاصة الفتاوی، کتاب ألفاظ الکفر، الفصل الثانی الخ، الجنس الأول فی المقدمة: ۴/۳۸۲، رشیدیه)

(والتاتارخانية، کتاب أحکام المرتدین، فصل فی إجراء کلمة الکفر: ۵/۴۵۸، ادارة القرآن)

(۲) "وفی التتمة: من قال عند ابتداء شرب الخمر أو الزنا أو أکل الحرام: بسم الله، کفر، و فیه: أنه ینبغی أن یکون محمولاً علی الحرام المحض المتفق علیه، و أن یکون عالماً بنسبة التحریم إلیه وبأن تکون حرمته مما علم من الدین بالضرورة کشرب الخمر". (شرح الفقه الأکبر لملا علی القاری، فصل فی القرآءة والصلوة، ص: ۱۶۹، قدیمی)

(وکذا فی التاتارخانية، کتاب أحکام المرتدین، فصل فیما یتعلق بالأذکار: ۵/۴۹۹، إدارة القرآن)

(وکذا فی الفتاوی العالمکیرية، کتاب السیر، الباب التاسع، موجبات الکفر أنواع، و منها ما یتعلق بالحلال والحرام: ۲/۲۷۳، رشیدیه)

خدائی کا دعویٰ

سوال[۵۸۸] : ایک حافظ خدائی کا دعویٰ کرتا ہے کہ ''یہاں کے لڑکے ہرگز پڑھ نہیں سکتے، اگر پڑھ لیں تو مجھے زندہ گاڑ دینا'' جس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ شخص غیب کی باتیں جانتا ہے جب کہ سوائے خدا کے کسی کو غیب کا علم نہیں ایسے شخص کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً :

جب لڑکے بدشوق ہوں اور والدین کو پڑھانے کا شوق نہ ہو تو استاذ کی سب محنت بیکار جاتی ہے، اس سے پریشان ہو کر استاذ کہہ دیں کہ یہاں کے لڑکے ہرگز نہیں پڑھ سکتے تو یہ خدائی کا دعویٰ نہیں، نہ یہ علم غیب کا دعویٰ ہے بلکہ حالت کا اندازہ عموماً کرکے رائے قائم کی جایا کرتی ہے(۱)۔ اس لئے اس بات کی وجہ سے حافظ کو برا نہ کہا جائے، نہ کوئی اَور غلط معاملہ کیا جائے بلکہ ان کا ادب واحترام کیا جائے (۲) اور بچوں کی تعلیم کی طرف زیادہ توجہ کی ضرورت ہے، حافظ صاحب کو چاہئے کہ ایسی باتیں کہہ کر ان کو مایوس اور بددل نہ کریں، خود محنت کریں اور خدا سے دعا مانگیں کہ وہ ان کی محنت کو کامیاب فرمائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیوبند، ۲۸/۵/۹۰ھ۔

---

(۱) "و ذكر في جامع الفصولين مسئلةً بالفارسية ، حاصلهافيما لو تزوجها بلا شهود،و قال إن الله و رسوله ...... يشهد ان، أنه يكفر؛ لأنه اعتقد أن الرسول ...... يعلم الغيب، ثم استشكل ذلک بما أخبربه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم من المغيبات وكذا ما أخبربه عمر و غيره من السلف، ثم أجاب بأنه يمكن التوفيق بأن المنفي هو العلم بالاستقلال لا العلم بالإعلام أو المنفي هو المجزوم لا المظنون، و يؤيده قوله تعالىٰ: ﴿أتجعل فيها من يفسد فيها﴾ الآية ؛ لأنه غيب أخبربه الملائكة ظناً منهم .... إذ لا منافاة بينه و بين الآية لما مر من التوفيق ". (سل الحسام الهندى .... فى ضمن رسائل ابن عابدين: ۳۱۱/۲، سهيل اكيڈمى لاهور)

(وكذا فى شرح الفقه الأكبر، ص: ۱۵۱، قديمى)

(۲) "فصل فى كيفية النظر إلى المسلمين بعين العظيم والاحترام ...... فإنه إذا نظر من هو ...... أعلم ...... فيحترمه ويعظمه ويرى فضله عليه وسبقه". (المدخل لابن الحاج: ۳۲۳/۳، مصطفىٰ البابى ،مصر)

پیر صاحب کا دعوائے الوہیت

سوال[۵۸۹]: کوئی پیر کہے کہ مرید اگر مجھے خدا سمجھ کر مان رہا ہے تو میں اس کے نزدیک خدا ہوں تو ایسا شخص جو پیر کو خدا کہے گناہگار ہوگا یا نہیں؟ اور اس پر راضی ہونے والا کس گناہ کا مرتکب ہوگا؟

۲...... محفل میلاد شریف میں شریک ہو کر یا ''غوث'' کہہ کر چیخنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

۱...... یہ شرک ہے (۱) نہ مرید کا پیر کو خدا سمجھنا درست ہے، نہ پیر کا مرید کو اس کی تعلیم دینا یا اس سے راضی ہونا درست ہے، ایسی حالت میں دونوں مشرک ہوں گے، ایسے پیر سے بے تعلق ہونا لازم ہوگا۔

۲...... یہ ناجائز ہے، ایک قسم کا شرک ہے (۲)، ایسی محفل میں شرکت نہ کی جائے (۳)۔فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۵/۲/۸۹ھ۔

---

(۱) ''رجل قال: مرا بر أسمان خدا است، و بر زمین تو، یکون کفراً''. (فتاویٰ قاضی خان، کتاب السیر، باب مایکون کفراً من المسلم و ما لا یکون، مطلب : و من ألفاظ الکفر بالفارسیة : ۳/۵۷۸، رشیدیه)

(وکذا فی الفتاوی العالمکیریة، کتاب السیر، الباب التاسع، موجبات الکفر أنواع، و منها ما یتعلق بذات اللہ تعالیٰ : ۲/۲۵۹، رشیدیه)

(والبزازیة علی هامش الفتاویٰ العالمکیریة، کتاب ألفاظ تکون إسلاماً أو کفراً الخ : الفصل الثانی النوع الثانی فیما یتعلق باللہ تعالیٰ: ۶/۳۲۱، رشیدیه)

(۲) ایسے الفاظ ''یا غوث'' وغیرہ اکثر اس عقیدے سے کہے جاتے ہیں کہ یہ حضرات ان مجالس میں حاضر ہوتے ہیں اور علم غیب جانتے ہیں اور یہ شرک وکفر ہے۔

قال فی البحر الرائق : ''قال علمائنا : من قال : أرواح المشایخ حاضرةٌ تعلم یکفر''. (کتاب السیر، باب أحکام المرتدین : ۵/۲۰۹، رشیدیه)

(والبزازیة علی هامش الفتاویٰ العالمکیریة، کتاب ألفاظ تکون إسلاماً أو کفراً الخ : الفصل الثانی النوع الثانی فیما یتعلق باللہ تعالیٰ: ۶/۳۲۶، رشیدیه)

(۳) ''ممنوعہ غیر مشروعہ اور بدعات ضلالہ والی مجالس میں شرکت جائز نہیں''۔ (تالیفاتِ رشیدیه ، کتاب البدعات، ص: ۱۳۷، ۱۳۸، ادارہ اسلامیات لاهور)

کیا حضرت تھانوی نے اپنا کلمہ پڑھوایا تھا؟

سوال[۵۹۰]: حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نے اپنا کلمہ پڑھوایا یعنی آپ کے ایک مرید خاص نے خط لکھا کہ میں سویا ہوا ہوں خواب میں کلمہ پڑھ رہا ہوں جس میں بجائے ''محمد رسول اللہ'' کے حضور کا نام یعنی ''اشرف علی رسول اللہ'' ادا کر رہا ہوں۔ بعدہ پھر مرید خاص نے تحریر فرمایا کہ اب بیدار ہوں اور کلمہ کی صحت کی کوشش کر رہا ہوں مگر پھر حضور کا نام آتا ہے، اور پھر درود شریف کی طرف رخ کیا تو ''اللھم صلی علی سیدنا مولانا اشرف علی''، ہی پڑھ رہا ہوں۔

یہ رسالہ ''الامداد'' کے مضمون کا نچوڑ ہے جو کہ تھانہ بھون سے جاری ہوتا تھا، ماہ صفر ۱۳۳۶ھ، ص: ۳۵ میں چھپا حضرت تھانوی نے جواب دیا کہ مطلب یہ ہے کہ جس کے تم پیرو ہو وہ متبع سنت ہے۔

نوٹ: میرا خیال فاسد ہو کر یہ کہہ رہا ہے کہ حضرت مولانا تھانوی نے اس پردہ میں دعوئ نبوت کر دیا ورنہ کفر کا حکم لگا کر توبہ کرنے کو فرماتے، بریلویوں کی تقریر سننے کے بعد یہ ساری کتابیں تلاش کرنی پڑیں اور آپ کی طرف رجوع کرنا پڑا۔ امید ہے کہ ہماری بے چینی کو دور فرما کر مشکور فرمائیں گے، جوابات مدلل ہوں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

حضرت مولانا تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تو یہ فرمایا اور آپ نے خود بھی نقل کیا ہے کہ ''مطلب یہ ہے کہ تم جس کے پیرو ہو وہ متبع سنت ہے'' آپ اس جواب پر غور کر لیں کہ جو شخص متبع سنت ہو کیا وہ دعوی نبوت کر سکتا ہے؟

اصل یہ ہے بغض وعناد انسان کی باطنی آنکھیں بند کر دیتا ہے جس کی وجہ سے دماغ خراب ہو کر سیدھے اور صاف کلام کا مطلب بھی الٹا سمجھتا ہے، مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ تو متبع سنت ہونے کا دعوی اور ذکر کریں اور بریلوی فضلاء اس کا مطلب یہ لیں کہ نبوت کا دعوی کیا ہے، یاللعجب! صدق اللّٰہ تعالی:

﴿لاتعمی الأبصار، ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور﴾. (الآیة)(۱)۔

اپنے نام کے ساتھ آپ نے قاسمی لکھا ہے، ہمارے عرف میں ''قاسمی'' وہ لکھتا ہے جس نے مدرسہ دارالعلوم دیوبند میں درسِ نظامی کی تکمیل کی ہو، اگر آپ نے بھی تکمیل کی ہے تو تعجب ہے کہ یہاں رہ کر بھی اپنے اکابر دارالعلوم اور ان کے مسلک کو نہیں پہچانا۔ بہتر یہ ہے کہ آپ کچھ وقت فارغ کر کے تشریف لائیں اور جن

(۱) (الحج: ۴۶)

مسائل میں الجھن ہے ان کو بالتفصیل سمجھ لیں۔ اگر قاسمی کا کچھ اَور مطلب ہے تو واضح کیجئے اور اپنی علمی استعداد بتادیجئے تا کہ اس کے مطابق مکاتبت کی جائے مثلاً: اگر آپ درسِ نظامی کے فارغ نہیں اور علمی استعداد کمزور ہے جیسا کہ تحریر سے ظاہر ہوتا ہے تو پھر آیات واحادیث کا بغیر ترجمہ کے لکھنا یا علمی اصطلاحات کا لکھنا آپ کے حق میں مفید نہ ہوگا، آئندہ خط بھیجیں تو اس خط کو ہمراہ بھیجیں، تا کہ پوری بات سامنے رہے اور جواب تفصیل سے دیا جائے۔ فتوی پر مفتی حضرات کے دستخط ہوتے ہیں، سب علماء کے دستخط نہیں ہوتے، ہاں اگر کسی خاص مصلحت کے پیش نظر اگر طبع کرنا ہوتو دوسرے حضرات کے بھی دستخط کرادیئے جاتے ہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

ایک خواب جس میں "لا إله إلا الله فلاں رسول الله" پڑھا

سوال[۵۹۱]: اگر کوئی شخص بجائے کلمہ "لا إلـه إلا الله محمد رسول الله" کے "لا إله إلا الله اشرف علی رسول الله" پڑھے، کیا وہ مسلمان رہے گا یا کافر ہو جائے گا؟ نیز مسلمانوں کو ورغلانے کے لئے اس کلمہ کو پڑھنے والا کس قسم کا گنہ گار ہوگا اور بہتان لگانے کا کیا کفارہ ہے اور کیا یہ کلمہ جناب مولانا اشرف علی صاحب نے کسی سے پڑھوایا ہے یا پڑھنے کی اجازت دی ہے؟ اور ''امداد الفتاویٰ'' کے بارے میں تفصیل سے اگر تحریر فرمائیں گے تو عین نوازش ہوگی کہ حقیقت حال کیا ہے، بار بار غلط کلمہ پڑھنے والا مسلمان رہے گا یا نہیں، چاہے ورغلانے کے لئے پڑھا جائے؟ فقط۔

الجواب حامداً و مصلیاً :

حضور اقدس رسول مقبول محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم الرسل ہیں (۱)، جو شخص آپ کے بعد کسی کو بھی

---

(۱) قال الله تعالیٰ: ﴿ما كان محمد أبا أحدٍ من رجالكم و لكن رسول الله و خاتم النبيين، و كان الله بكل شيء عليماً﴾. (الأحزاب : ۴۰)

قال الحافظ ابن كثير رحمه الله تعالیٰ تحتها : "فهذه الأية نص في أنه لا نبي بعده، و إذا كان لا نبي بعد فلا رسول بعد بالطريق الأولی و الأخری؛ لأن مقام الرسالة أخص من مقام النبوة............ اهـ". ثم قال بعد نقل أحاديث كثيرة في ختم النبوة "و الأحاديث في هذا كثيرة، .... و قد أخبر الله تعالیٰ في كتابه و =

رسول جانے وہ کافر ہے، یہ تمام اہل السنۃ والجماعۃ کا بلکہ تمام اہل اسلام کا متفقہ عقیدہ ہے(۱)۔پس جوشخص حالت بیداری و اختیاری میں قصداً یہ کلمہ پڑھے وہ کافر ہے، اسلام سے خارج ہے (۲)۔حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہ اورتمام اکابر کا بھی فتویٰ ہے،حضرت مولانا نے کبھی کسی سے یہ کلمہ نہیں پڑھوایا اور وہ کیسے پڑھواتے جب کہ وہ خود ہی اس کوکلمۂ کفرقرار دے کرایسے شخص کوکافر کہتے ہیں۔

جوشخص حضرت مولانا اشرف علی صاحب نوراللہ مرقدہ کی طرف اس کلمہ کومنسوب کر کےان کوکافرکہتا ہے وہ بہت بڑا بہتان باندھتا ہےاوراس کی وجہ سے وہ خود ہی اس کی زد میں آجاتا ہے۔جوشخص کافر نہ ہواس کو کافر کہنے سے وہ کفربحکم خداوندی اس کہنے والے کی طرف لوٹتا ہے (۳)، نیز جب کفر کی بات کسی کی طرف سےنقل کی جائے حالانکہ اس نے وہ بات نہیں کہی تھی تو وہ درحقیقت اس کا اپنے سینہ کا کفر کہلائے گا جس کو وہ دوسروں کی طرف سےنقل کررہا ہے۔ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ وہ:''لا إله إلا الله محمد رسول

= رسوله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فی السنة المتواترة عنه: أنه لا نبی بعده، لیعلموا أن كل من ادعی هذا المقام بعده، فهو كذاب و أفاك، دجال، ضال، مضل ...... و كذلک كل مدع لذلک إلی یوم القیامة حتی یختموا بالمسیح الدجال''. (تفسیر ابن كثیر : ۳/۲۵۰، ۲۵۲، مكتبه دار السلام ریاض)

(و كذا فی شرح العقیدة الطحاویة، مطلب: كل من ادعی النبوة بعده كاذب، ص: ۹۴)

(۱) ''و كونه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم خاتم النبیین مما نطق به الكتاب، و صدعت به السنة، و أجمعت علیه الأمة، فیكفر مدعی خلافه و یقتل إن أصرّ''. (روح المعانی : ۲۲/۴۱، دار إحیاء التراث العربی)

(۲) ''و من كفر بلسانه طائعاً و قلبه مطمئن بالإیمان، فهو كافر، و لا ینفعه ما فی قلبه''. (التاتارخانیة، كتاب أحكام المرتدین، فصل فی إجراء كلمة الكفر : ۵/۴۵۹، إدارة القرآن) .

و فی شرح الفقه الأكبر لملا علی القاری : ''قال القونوی : و لو تلفظ بكلمة الكفر طائعاً غیر معتقد له، یكفر؛ لأنه راضٍ بمباشرته و إن لم یرض بحكمه الخ''. (أواخر بحث التوبة ، ص: ۲۶۳ ، قدیمی)

(۳) ''عن أبی ذر رضی الله تعالیٰ عنه أنه سمع النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یقول: 'لا یرمی رجل رجلاً بالفسوق و لا یرمیه بالكفر، إلا ردّت علیه إن لم یكن صاحبه كذلک''.(صحیح البخاری، كتاب الأدب، باب ما ینهی عن السباب و اللعن : ۲/۸۹۳، قدیمی)

اللہ، پڑھنا چاہتا ہے مگر اس کی زبان سے بجائے اس کے وہ کلمہ نکلا جو آپ نے نقل کیا ہے، پھر خواب ہی میں وہ اس کی وجہ سے پریشان ہوا کہ یہ تو غلط ہے اور اسلام کے خلاف ہے، گھبرا کر بیدار ہوگیا قلب پر خوف طاری تھا، چاہا کہ کلمہ صحیح طور پر پڑھ لے مگر زبان قابو میں نہیں تھی۔ بے اختیار پھر وہی زبان سے نکلا جس کو خواب میں دیکھا تھا، پھر افسوس ہوا اور دل پر انتہائی ہیبت طاری ہوئی۔ غرض اس خواب میں دیکھی ہوئی بات کی اصلاح کرنا چاہتا ہے اور پھر بے اختیار زبان سے غلط ہی بات نکلتی ہے جس سے وہ سخت پریشان ہوا اور یہ سب واقعہ اس نے حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کو لکھا، حضرت مولانا اشرف علی صاحبؒ نے اس کو جواب لکھا کہ تم جس کی طرف رجوع ہونا چاہتے ہو وہ متبع سنت ہے۔ اور حضرت مولانا اشرف علی صاحبؒ نے دیگر علماء سے بھی استفتاء کیا، حضرت مولانا خلیل احمد صاحبؒ نے تجدید ایمان وتجدیدِ نکاح کا حکم دیا اور دیگر اکابر نے اس کو بے اختیار اور مضطر قرار دیکر سخت فتویٰ سے اجتناب کیا ہے (۱)۔ یہ ہے اصل حقیقت جو کہ ''امداد الفتاویٰ'' اور دوسری متعدد کتابوں میں تفصیل کے ساتھ مدتِ دراز سے شائع شدہ ہے۔ مدت العمر میں کسی سے بھی ثابت نہیں کہ اس کلمہ کو جو آپ نے نقل کیا ہے حضرت مولانا اشرف علی صاحبؒ نے کسی سے پڑھوایا ہو، یا کوئی پڑھتا اور اس کو صحیح سمجھتا ہو، جو لوگ اتنا زبردست بہتان باندھتے ہیں اور کفر کا فتویٰ دیتے ہیں تو ان کا کفر لوٹ کر خود ان پر ہی آتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفی عنہ دار العلوم دیوبند، ۱۷/۶/۸۷ھ۔

عورتوں کے تعزیہ میں شرکت سے کیا نکاح فسخ ہوجاتا ہے؟

سوال[۵۹۲]: جو عورتیں محرم کے زمانے میں تعزیہ پر ہونے والے خرافات (گانا بجانا، ماتم کرنا) میں شامل ہوتی ہیں تو کیا خارج از نکاح ہوگئیں اور بغیر نکاح ثانی حلال نہیں؟ شرک فی الذات، شرک فی الصفات، شرک فی العمل تینوں میں کس کا مرتکب مشرک ہوگا، یا اول الذکر کا؟ اور کون سی صورت میں عورت یا مرد

---

(۱) "وإن لم يكن قاصداً في ذلك بأن أراد يتلفظ بلفظ آخر، فجرى على لسانه لفظ الكفر من غير قصد، وذلك نحو أن يقول: "لا إله إلا الله" فجرى على لسانه: ﴿أمع الله آلهة أخرى﴾ أو أراد أن يقول: "بجز اینکہ تو خدائی و ما بندگانِ تو" فجرى على لسانه العكس، لا يكفر". (التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فصل في إجراء كلمة الكفر: ۵/۴۵۹، إدارة القرآن)

میں خارج از نکاح کا حکم لگایا جا سکتا ہے؟ اس میں اکثر طبقہ مسلمانوں کا مبتلا ہے، کیا صورت ہوگی؟ بعض تعزیہ پر چراغ اور مہندی چڑھاتی ہیں، ان کے نکاح کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

یہ امور معصیت ہیں، ناجائز ہیں مگر ان کی وجہ سے مرتد قرار دیکر ان کے نکاح کو فسخ قرار نہیں دیا جائے گا۔ جن امور کی وجہ سے کوئی مرتد ہو جائے، اسلام سے خارج ہو جائے وہ موجبِ فسخ نکاح ہیں، تفصیل کتبِ فقہ: بحر (۱) عالم گیری (۲) شامی (۳) وغیرہ میں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲۵/۲/۱۴۰۱ھ۔

کیا تعزیہ نہ بنانے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار لازم آتا ہے؟

سوال [۵۹۳]: ۱...... بستی کے لوگ کہتے ہیں کہ جو تعزیہ نہیں بناتا اور اسے نہیں مانتا وہ رسول اللہ کو نہیں مانتا، کیا تعزیہ کے نہ بنانے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار لازم آتا ہے۔

۲...... ایسے حالات میں ہمیں کیا صورت اختیار کرنی چاہئے۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

۱...... یہ لوگ غلط کہتے ہیں، یہ ان کو شیطان نے سکھایا ہے۔

۲...... پرواہ نہ کیجئے، حق پر قائم رہئے (۴)، البتہ ان لوگوں کی اصلاح کی فکر ضرور کرتے رہئے، علمائے

---

(۱) "إذا صرّح بإرادة موجب الكفر، فلا ينفعه التأويل حينئذ". (البحر الرائق، باب أحكام المرتدين من السير: ۲۱۰/۵، رشيديه)

(۲) "ما كان فى كونه كفراً اختلاف، فإن قائله يؤمر بتجديد النكاح و بالتوبة والرجوع عن ذلك بطريق الاحتياط .... ثم إن كان نية القائل .... الوجه الذى يوجب التكفير، لا تنفعه فتوى المفتى، و يؤمر بالتوبة والرجوع عن ذلك و بتجديد النكاح بينه و بين امرأته، كذا فى المحيط". (الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، قبيل الباب العاشر فى البغاة: ۲۸۳/۲، رشيديه)

(۳) (الدر المختار، كتاب الجهاد، باب المرتد: ۲۴۶/۴، ۲۴۷، سعيد)

(۴) قال الله تعالىٰ: ﴿وممن خلقنا أمة يهدون بالحق وبه يعدلون﴾ (الأعراف ۱۸۱)

وقال الله تعالىٰ: ﴿فماذا بعد الحق إلا الضلال، فأنّى تصرفون﴾ (يونس: ۳۲)

حق کا وعظ کرائیے، انفرادی طور پر ان کو سمجھائیے، دوسری جگہ اہل حق کے پاس وعظ میں لیجائیے، امید ہے اللہ تعالیٰ اصلاح فرمائیں گے(١)۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

ارتداد کے بعد دوبارہ اسلام قبول کرنے سے روکنا

سوال[٥٩٤]: ایک مسلم عورت نے ایک ہندو مرد سے تعلقات ناجائز قائم کئے اور اسی کے پاس چند سال زندگی گزاری، مسلمانوں نے اس کو اس بُرے فعل سے روکا مگر اس نے ایک بات نہ سنی اور صاف صاف انکار کردیا اور اسی ہندو کے پاس رہنے لگی اب چند روز سے سخت بیمار ہے اور اس وقت توبہ کرکے مسلمان ہونا چاہتی ہے۔دریافت یہ کرنا ہے کہ اب اسلام لانے کی گنجائش ہے یا نہیں؟ چند احباب اس پر اعتراض کرتے ہیں کیونکہ اگر یہ غلط طریقہ کی رسم پڑے کہ پہلے اسلام سے نکل کر غیر مذہب اختیار کرے اور پھر مسلمان ہوجاوے اس کا دوسروں پر بُرا اثر پڑے گا، اس لئے اس عورت مرتدہ کو اسلام لانے سے روک سکتے ہیں یا نہیں؟ اور روکنے والے پر شریعت کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً :

اگر وہ دوبارہ اسلام قبول کرنا چاہتی ہے تو ہرگز اس میں رکاوٹ نہ ڈالی جائے، کسی کو حق نہیں کہ اسلام لانے سے روکے، جو لوگ اس کو اسلام لانے سے منع کرتے ہیں وہ نہایت خطرہ میں ہیں، ان کے اسلام کی خیر نہیں، کسی کے کفر اور ارتداد سے راضی رہنا خود کفر اور ارتداد ہے(٢) (العیاذ باللہ)۔معترضین کو اپنے اس خیال

---

(١) ﴿إن أريد إلّا الإصلاح ما استطعت، وما توفيقي إلا بالله، عليه توكلت وإليه أنيب﴾ (هود: ٨٨)

وقال تعالىٰ: ﴿إنا لانضيع أجر المصلحين﴾ (الأعراف: ١٧٠)

(٢) "والرضى بالكفر كفر، سواء كان بكفر نفسه أو بكفر غيره". (شرح الفقه الأكبر للقاري، مطلب: إستحلال المعصية، ص: ١٥٤، قديمي)

و في التاتارخانية: "و ذكر شيخ الإسلام في شرح السير: أن الرضا بكفر الغير يكون كفراً إذا كان يستجيز الكفر و يستحسنه، فأما إذا كان لا يستجيزه و لا يستحسنه و لكن أحب الموت أو القتل على الكفر لمن كان شريراً موذياً بطبعه حتى ينتقم الله منه، فهذا لا يكون كفراً". (كتاب أحكام المرتدين، فصل في إجراء كلمة الكفر : ٥/٤٦٠، إدارة القرآن كراچی)

اور اعتراض سے فوراً توبہ لازم ہے، اس عورت کو عزت کے ساتھ لیا جائے اور حق تعالیٰ کا شکر ادا کیا جائے کہ اس نے دوبارہ اسلام کی توفیق دیکر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے عذاب جہنم سے اس کو بچالیا ہے، دوسرے مسلمانوں پر اس کا اثر انشاء اللہ اچھا پڑے گا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲۴/۴/۹۰ھ۔

تین طلاقوں کے بعد شوہر کے نہ چھوڑنے کی وجہ سے کفریہ کلمات زبان سے ادا کرنا

سوال[۵۹۵]: ایک عورت کا نکاح ایک ناخواندہ بے نمازی شخص سے ہوا مگر عورت کے والد نے اپنے داماد سے قبل از نکاح اداءِ نماز کا پختہ طور پر حلفی وعدہ کر لیا تھا، لیکن بعد نکاح ثابت ہوا کہ وہ شخص کبھی کبھی نماز پڑھ لیتا ہے اور مدت دراز سے وہ اغلام بازی کا عادی اور سودخوری کا عادی ہے اور اس کی زوجہ نماز کی نہایت پابند اور روزانہ تلاوتِ قرآن مجید کی بڑی صحت الفاظی سے کرنیوالی، فیشن انگریزی سے بہت تنفر، امورِ خانگی میں خوب ہوشیار بائیس سالہ عمر کی ہے اور اس عورت نے اردو کی لکھائی پڑھائی اپنی والدہ سے اپنے گھر پر حاصل کی ہے۔ اس کے شوہر نے اپنی عورت سے سامان جہیز سے گوٹہ اور تمام طلائی اور نقرئی زیور جبراً لے کر کچھ تو فروخت کر دیا اور کچھ گروی رکھ دیا۔ جب اس کی زوجہ نے اس سے یہ کہا کہ میرے باپ کا دیا ہوا سامان جہیز ہے، میں اس کو ضائع کرانا نہیں چاہتی، اس کی مالک میں ہوں، تو اتنا کہنے پر شوہر نے اپنی زوجہ کو خوب مارا اور یہ کہا ”جب میں تیرے جہیز کا مالک نہیں تو پھر میں تیرا بھی مالک نہیں بنتا، اب میرے گھر سے تو نکل، میں نے تجھ کو طلاق دی طلاق دی“، یہ کلمہ طلاق دی سات آٹھ مرتبہ یکدم کہہ دیا۔ عورت نے اس واقعہ کی تحریری اطلاع اپنے باپ کو دی تو عورت کے والدین واقعہ طلاق کو اپنے داماد سے دریافت کیا تو داماد نے یہ بیان کیا کہ بیشک میں نے سات آٹھ مرتبہ کہدیا کہ ”میں نے تجھ کو طلاق دی طلاق دی، لیکن میں نے تو یہ مذاق سے کہا تھا، کیونکہ میں نے اپنی زوجہ کو کوئی زیادہ نہیں مارا تھا تب بھی اس نے آدھے دن تک رونا بند نہیں کیا“۔

مگر اس طلاق دہندہ کے عزیز واحباب نے اس کو یہ سبق پڑھا دیا کہ طلاق کا اقرار کرنے سے تو تیری زوجہ آزاد ہو جائے گی، بہادری تو یہ ہے کہ اپنی زوجہ کو ہرگز آزاد نہ ہونے دے بلکہ اس کو زندگی بھر خوب تنگی اور سختی کے ساتھ باندی سے بدتر بنا کر رکھ۔ اب اس عورت کا شوہر طلاق سے منکر ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ عورت کو زندگی بھر مقید رکھنے کی ضرورت سے طلاق نہ دوں گا۔ اب عورت نے اس خیال سے کہ فسادِ زوجین بڑھ چکا ہے اور اب

اس شوہر کے پاس اپنے سے ارتکاب زنا کا ہوا کرے گا اور پھر مصائب بے اندازہ سابق سے زیادہ شوہر کی جانب سے ہوتے رہیں گے اور وہ برداشت نہ ہو سکیں گے تو خودکشی کرنی پڑے گی اور اس وجہ سے اس عورت نے شوہر کے مظالم سے رہائی حاصل کرنے کی نیت سے یہ کلمات کفرادا کردیئے کہ ''میں قرآن کو کلام الٰہی ہرگز نہیں مانتی اور مذہب اسلام سے بیزار ہوکر دین اسلام کو اس وجہ سے ترک کرتی ہوں تاکہ ظالم شوہر کے نکاح میں مقید رکھے جانے کے اس بدتر مشورہ کی ضد سے بچ سکوں جو میرے سسرالیوں نے باہم مشورہ طے کرلیا ہے''۔ اب اس عورت کے والد نے نہایت نرمی سے اسلام کی حقانیت کے دلائل اور اس کی خوبی اور اسلام ترک کرنے کی خرابی سنا کر اپنی دختر کو مسلمان بنالیا ہے مگر وہ عورت یہ کہتی ہے کہ ''اگر مجھ کو اس ظالم شوہر کی حوالگی میں رکھے جانے کی سعی ظالمانہ کی جاوے گی، میں تحریری اطلاع کے ذریعہ عیسائی یا آریہ گروہ سے امداد طلب کرکے ان کے ساتھ شامل ہو جاؤں گی ورنہ بہتر یہ ہے کہ کسی متقی خداترس مسلمان سے میرا نکاح کردیا جائے''۔

لہٰذا دریافت طلب اولاً یہ امر ہے کہ یہ عورت کلمات کفریہ بالا سے مطلقہ ہوگئی یا نہیں، ثانیاً عورت کا بشرطِ بالا اسلام قبول کرنا صحیح ہے یا بلاشرط اسلام قبول کرنا صحیح ہے اور ضروری ہے، ثالثاً یہ کہ عدت اس عورت کی غیر حاملہ ہونے کی حالت میں کتنی ہوگی۔ محمد حکمت اللہ از شاہجہانپور۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

۱.....صورت مسئولہ میں عورت کے سامنے طلاق دی گئی ہے لہٰذا عورت کو ہرگز ہرگز جائز نہیں کہ کسی طرح اس طلاق دینے والے کو اپنے اوپر قابو دے(۱)، اگر اس طلاق دینے کے یا اقرار کرنے کے کم از کم دو معتبر دیندار گواہ موجود ہیں تو باقاعدہ عدالت کے ذریعہ سے یا پنچائیت کے ذریعہ سے عورت اپنا فیصلہ کرکے علیحدہ ہو سکتی ہے۔کلماتِ کفریہ زبان سے ادا کرنا بالکل حرام ہے، فسخ کرانے کے لئے مفتیٰ بہ قول کی بناء پر کلماتِ کفریہ کو

---

(۱) ''والمرأة كالقاضي، لا يحل لها أن تمكنه إذا سمعت منه ذلك، أو شهد به شاهد عدل عندها''.

(الفتاویٰ العالمكيرية: ۱/۳۵۴، الفصل الأولى في الطلاق الصريح، رشيديه)

(وكذا في رد المحتار، باب الصريح، مطلب في قول البحر : ۳/۲۵۱، الخ، سعيد)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الطلاق، : ۳/۴۴۸، رشيديه)

زبان سے ادا کرنا کافی نہیں (۱) بلکہ طلاق کا ثبوت پیش کر کے عدالت یا پنچایت کے ذریعہ سے فیصلہ کیا جائے۔

۲......اسلام قبول کرنے کے لئے شرط پیش کرنا سخت جہالت اور حماقت ہے، بلاشرط تجدیدِ اسلام فرض ہے۔

۳......عدت طلاق ایسی حالت میں تین حیض ہے (۲) اگر کم از کم دو معتبر گواہ طلاق کے موجود ہیں تو تین حیض گذار کر عورت کو دوسری جگہ نکاح کرنا درست ہے (۳)، خواہ ان گواہوں کے سامنے طلاق دی ہو یا طلاق کا اقرار کیا ہو۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۵/ جمادی الاولی/ ۵۹ھ۔

عبد اللطیف مدرسہ ہذا۔

---

(۱) "إذا إرتد أحد الزوجين، وقعت الفرقة بغير طلاق قال ابن همام رحمه الله: هذا جواب ظاهر المذهب، وبعض مشايخ بلخ وسمرقند أفتوا في ردتها بعدم الفرقة حسماً لاحتيالها على الخلاص بأكبر الكبائر". (فتح القدير، باب نكاح أهل الشرك: ۴۲۹/۳، مصطفى البابي الحلبي)

"منكوحة إرتدت -والعياذ بالله- حكى عن أبي نصر وأبي القاسم الصفار أنهما قالا: لا تقع الفرقة بينهما حتى لا تصل إلى مقصودها إن كان مقصودها الفرقة". (فتاوىٰ قاضي خان: ۴۵۶/۱، فصل في الفرقة بين الزوجين الخ)

(وكذا في الدر المختار: ۱۹۴/۳، كتاب النكاح، باب النكاح الكافر)

حضرت تھانوی فرماتے ہیں: "اس مجموعہ سے اس فتویٰ کا یہ حاصل ہوا کہ عورت بدستور اسی خاوند کے قبضے میں رہے گی، کسی دوسرے شخص سے نکاح ہرگز جائز نہیں لیکن جب تک تجدیدِ اسلام کر کے تجدید نکاح نہ کرے اس وقت اس کے ساتھ جماع اور دواعیٔ جماع جائز نہ کہا جاوے گا"۔ (الحيلة الناجزة، ص: ۱۱۵، کلمہ ارتداد زوجہ دار الاشاعت)

(۲) "وإذا طلق الرجل امرأته طلاقاً بائناً أو رجعياً أو ثلاثاً، أوقعت الفرقة بينهما بغير طلاق وهي حرة ممن تحيض، فعدتها ثلاثة أقراء". (الفتاوىٰ العالمكيرية: ۵۲۶/۱، الباب الثالث عشر في العدة، رشيديه)

(وكذا في الدر المختار: ۵۱۱/۳، باب العدة)

(۳) "ومنها الشهادة بغير الحدود والقصاص وما يطلع عليه الرجال، وشرط فيها شهادة رجلين أو رجل وامرأتين سواء كان الحق مالاً أو غير مالٍ كالنكاح والطلاق والعتاق". (الفتاوىٰ العالمكيرية: ۵۵۱/۳، كتاب الشهادات، الباب الأول في تعريفها)

(وكذا في الدر المختار: ۴۶۵/۵، كتاب الشهادات)

جدائی کے لئے عورت کو مرتد ہونے کا مشورہ دینا

سوال[۵۹۶]: مسماۃ ہندہ منکوحہ خالد کی ہے، ہندہ اوراس کے والدین کی خالد سے ناچاقی ہوگئی ہے، ہندہ اوراس کے والد نے خالد سے طلاق طلب کی، خالد نے طلاق نہ دی، ہندہ کے والد نے کسی تجویز سے خالد کو کسی مقام پر تنہا پاکر خالد سے طلاق نامہ تحریر شدہ پر مجبور کر کے انگوٹھا لگوالیا اس لئے کہ خالد تنہا تھا اور ہندہ کے والد کے ساتھ چار اشخاص اور موجود تھے، مگر اس چھینا جھپٹی سے خالد کا انگوٹھا سالم نہیں لگا اور خالد چھوڑ کر بھاگ گیا۔ ہندہ کے والد نے مقدمہ فوجداری کے خوف سے وہ کاغذ جلادیا، بعد ازاں ہندہ کے والد نے خالد سے طلاق کے حصول کی بہت سی کوشش کی مگر ناکام رہا، پھر ہندہ اوراس کے والد نے ایک شخص مسمی عمر جو ہندہ کا چچازاد بھائی ہے نیز وہاں کی مسجد کا امام اور خطیب جامع مسجد اور واعظ اور خواندہ وہشیار شخص سے مشورہ لیا کہ اب کیا کیا جاوے، عمر امام مسجد نے کسی قانونی آدمی سے دریافت کرکے ہندہ سے ایک درخواست بدیں مضمون عدالت میں دلوادی کہ ''میں ہندہ مذہب اسلام چھوڑ رہی ہوں، مجھے عقائد اسلامیہ اور اللہ تعالیٰ اوراس کے اصولوں سے اور قرآن سے انکار ہے، میں مرتد ہورہی ہوں، میرا نکاح فسخ قرار دیا جائے، میں دہریہ ہوں''۔

سوال یہ ہے کہ بعد فیصلۂ عدالت کیا یہ نکاح شریعتِ اسلامیہ کی رو سے بھی باطل ہوگیا اور کیا اب ہندہ دوسری جگہ پھر مسلمان از سرنو ہوکر نکاح دوسری جگہ کرسکتی ہے؟

نیز دریافت طلب یہ امر ہے کہ مسمی عمر جو امام مسجد ہے (جس نے ہندہ کو مرتد ہونے کا مشورہ دیا اور جس نے اسلامی عقائد، اللہ ورسول سے اور فرض سے انکار ہندہ کا کراکے عدالت کے ذریعہ نکاح فسخ کرانے کی تجویز وصلاح ہندہ کو دی) وہ شخص مسمی عمر عندالشرع کیسا ہے، کیا اس کی امامت جائز ہے؟ کیا اس عمر کے پیچھے نماز جنازہ کی اقتداء درست ہے؟ کیا اس عمر امام مسجد کے ساتھ باقی مسلمانوں کا میل ملاپ اکل وشرب جائز ہے؟ کیا کوئی تعزیر شرعاً اس کے لئے ہے؟ ایک شخص خواندہ اس عمر کو برا کہتا ہے اور دوسرا اہل علم اس عمر امام مسجد کو بسبب اس کے گناہ کی اعانت بھی جرم ہے ''اعانة المعصية معصيةٌ'' (بالاتفاق) اور بسبب اس کے کہ عمر خواندہ اور واعظ اور مسائل شرعیہ سے واقف اور ہوشیار آدمی اور امام مسجد ہے وہ خطیب مسجد جامع ہے تو شرعاً اس عمر کے لئے کیا حکم ہے اور ان دونوں میں سے جو عمر کو برا کہتا ہے اور دوسرا مجرم گردانتا ہے کون حق پر ہے؟

مستفتی: شیخ محمد میاں۔

الجواب حامداً و مصلیاً:

صورت مسئولہ میں مفتیٰ بہ قول یہ ہے کہ نکاح فسخ نہیں ہوا ہے اور حاکم کا فیصلہ خلاف مذہب ہونے کی وجہ سے معتبر نہیں بلکہ عورت پر جبر کیا جائے گا کہ وہ اسلام لاوے اور پہلے شوہر کے ساتھ رہے دوسرے شخص سے اس عورت کا نکاح درست نہیں ہے، اسلام لانے کے بعد احتیاطاً تجدید نکاح بھی ضروری ہے (۱) اور تجدید نکاح سے پہلے ہمبستری وغیرہ بھی منع ہے اگر شوہر خود اس کو رکھنا نہ چاہے بلکہ آزاد کرے تب البتہ اس کا نکاح دوسری جگہ درست ہے۔ جو شخص کسی عورت کو شوہر سے جدائی کے لئے کفر اور ارتداد کا مشورہ وفتوی دے وہ شخص کافر ہوجاتا ہے، اس کو امام بنانا حرام ہے، اس کے ساتھ میل ملاپ، اکل وشرب منع ہے، جب تک وہ تجدید اسلام اور اپنے اس فعل شنیع سے صدق دل سے توبہ نہ کرے، اس سے تعلقات بالکل منقطع کردیئے جاویں۔

"و فی المضمرات: لو أفتی لامرأة بالکفر حتی تبین من زوجها، فقد کفر قبلها، وتجبر المرأة علی الإسلام، و تضرب خمسة و سبعین سوطاً، و لیس لها أن تتزوج إلا بزوجها الأول، هکذا قال أبو بکر رضی الله تعالیٰ عنه. وکان أبوجعفر یفتی به، و یأخذ بها، انتهی "۔ شرح فقه اکبر، ص: ۲۲۱ (۲). "و لا یخفیٰ أن محله (أی تجدید النکاح) ما إذا طلب الأول ذلك، أما

---

(۱) "ما کان فی کونه کفراً إختلاف، فإن قائله یؤمر بتجدید النکاح و بالتوبة والرجوع عن ذلک بطریق الاحتیاط ". (الفتاوی العالمکیریة، کتاب السیر، قبیل الباب العاشر فی البغاة : ۲/۲۸۳، رشیدیه)

(وکذا فی التاتارخانیة، کتاب أحکام المرتدین، فصل فی إجراء کلمة الکفر : ۵/۴۶۱، إدارة القرآن کراچی)

(وکذافی الدر المختار، کتاب الجهاد، باب المرتد : ۴/۲۴۷، سعید)

(وکذا فی مجمع الأنهر، کتاب السیر والجهاد، باب المرتد : ۲/۵۰۱، غفاریه کوئٹه)

(۲) (شرح الفقه الکبر للقاری ، فصل فی الکفر صریحاً و کنایةً ، ص: ۱۷۹ ، قدیمی)

(وکذا فی الفتاوی العالمکیریة، کتاب السیر، الباب التاسع فی أحکام المرتدین، مطلب: موجبات الکفر أنواع و منها ما یتعلق بتلقین الکفر: ۲/۲۷۶، رشیدیه)

(وکذا فی البزازیة علی هامش الفتاویٰ العالمکیریة، کتاب ألفاظ تکون إسلاماً أو کفراً، الباب الثانی، النوع الخامس فی الإقرار بالکفر: ۶/۳۳۰،رشیدیه)

إذا رضي بزوجها من غيره، فهو صحيح؛ لأن الحق له". بحر: ۳/۳۱۵ (۱)۔

اور جبراً انگوٹھا لگوانے سے طلاق واقع نہیں ہوئی۔ كذا في الفتاوى العالمكيرية: ۲/۳۹۷(۲)۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

صحیح: عبد اللطیف عفا اللہ عنہ، جمادی الثانی/۵۳ھ۔

نوٹ: رسالہ "الحيلة الناجزة للحليلة العاجزة" میں اس کو بسط سے لکھا ہے جس پر علمائے دیوبند وتھانہ بھون وسہارنپور کی متفقہ تصدیق ہے۔فقط۔

قانونِ شرع کو چھوڑ کر رسم ورواج کا پابند ہونا

سوال[۵۹۷]: قانونی عدالت میں جولوگ بیان دیتے ہیں کہ وہ شریعتِ محمدی کے پابند نہیں بلکہ رواج عام زمین دارہ کے پابند ہیں، ان کے اس انکار شریعت کے لئے حکم شرعی کیا ہے؟ حالانکہ عدالت پنجاب میں شریعت محمدی کے مطابق بھی جائیداد کے مقدمات کے فیصلے کرتی ہے، جواب کے لئے لفافہ ارسال ہے۔

متصل روضۂ توکل شاہ صاحب انبالہ۔

الجواب حامداً و مصلياً:

اگر ایسا کہنے سے حکم شریعت کی تردید اور اہانت مقصود ہے تو یہ کفر ہے(۳) اگر اظہار حال مقصود ہے کہ

(۱) (البحر الرائق، كتاب النكاح، باب نكاح الكافر: ۳/۳۷۴، رشيديه)

(و كذا في خلاصة الفتاوى، كتاب ألفاظ الكفر، الفصل الثاني، الجنس الأول في المقدمة: ۴/۳۸۳، رشيديه)

(۲) " رجل أكره بالضرب والحبس على أن يكتب طلاق امرأته فلانة بنت فلان بن فلان، فكتب امرأته فلانة بنت فلان بن فلان طالق، لا تطلق امرأته، كذا في فتاوى قاضي خان". (الفتاوى العالمكيرية، كتاب الطلاق، الباب الثاني، الفصل السادس في الطلاق بالكتابة: ۱/۳۷۹، رشيديه)

(و كذا في فتاوى قاضي خان على هامش الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب الطلاق، فصل في الطلاق بالكتابة، قبيل باب التعليق: ۱/۴۷۲، رشيديه)

(۳) "وإذا قال لخصمه: من باتو بحكم خدا کار میکنم، فقال خصمه: من حکم ندانم، أو قال: این جا حکم نرود، أو قال: این جا حکم نیست...... فهذا كله كفر، و رواية عن بعض مشايخنا في قوله "این جا حکم نیست، أنه إن قال على وجه =

آج کل کوتاہی عمل کی یہ حالت ہوگئی ہے کہ ہم سب نے حکمِ شریعت کی پابندی ترک کردی ہے اور اس کی جگہ قانون کی پابندی اختیار کرلی ہے تو یہ کفر نہیں، نیز ایسا کہنا بہت سے معاملات اور مقدمات کے اعتبار سے مطابقِ واقعہ ہے کیوں کہ اکثر مقدمات خلاف شرع فیصل ہوتے ہیں اگر چہ شاذ و نادر کوئی مقدمہ شرع کے موافق بھی فیصل ہوتا ہے، تاہم ایسا کہنا بھی صورۃً انکار شرع ہے اس سے اجتناب ضروری اور لازم ہے۔

"سئل الحاكم عبد الرحمن عمن قال: "برسم كار كنم، بحكم نے" هل هو كفر؟ قال: إن كان مراده فساد الحق و ترك الشرع و اتباع الرسم لا رد الحكم، لا يكفر، كذا في المحيط". عالم گیری: ۳/۱۵۹(۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۲/۲/۵۷ھ۔

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۴/۲/۵۷ھ۔

حکم عدالت کو حکم شرع پر ترجیح دینا

سوال[۵۹۸]: ہندہ نے ثالث مقرر کر کے زید کے پاس بھیجا اور زید کو بہت کچھ سمجھایا لیکن زید پر کچھ اثر نہ ہوا، ثالث نے شرع کے مطابق زید سے فیصلہ کرنے کو کہا اور نان ونفقہ طلب کیا، زید نے جواب دیا شرعی فیصلہ اس حالت میں ہوتا ہے جب کہ شرع پر عمل کیا جائے، اس حالت میں نان ونفقہ ومہر دیا جاسکتا ہے، اب نئی تہذیب میں نفقہ ومہر کہاں؟

ثالث نے زید سے کہا کیا تم اللہ اور رسول اور قرآن پر ایمان رکھتے ہو؟ کہا کہ "ضرور، لیکن جب مجھ کو آرام نہیں ملا، لہٰذا میں نفقہ ومہر نہیں دوں گا اس لئے کہ مجھ پر واجب نہیں ہوتا"، بکر نے جو کہ زید کے قریبی رشتہ دار

= رد الحكم فهو كفر، و إن قال على وجه الحزن بأن تغير الزمان، لا يكفر". (التاترخانية، كتاب أحكام المرتدين، فصل في المتفرقات: ۵/۴٦۷، ادارة القرآن)

(۱) (الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، الباب التاسع، موجبات الكفر أنواع، منها ما يتعلق بذات الله تعالىٰ وصفاته: ۲/۲۵۸، رشيديه)

(وكذا في التاترخانية، كتاب أحكام المرتدين، فصل في المتفرقات، ما يضاف إلى الله تعالىٰ: ۵/۴٦۷، ادارة القرآن كراچي)

ہوتے ہیں، کہا ''یہاں کیسا شرعی حکم، سرکاری عدالت کا دروازہ کھلا ہوا ہے، جائیں چاہے جو کچھ کریں ہم کو کچھ نہیں دیں گے، اب وہ وقت نہیں ہے کہ شرع پر عمل کیا جائے اور شرعی گرفت ہم پر نافذ ہو، آپ مہر معاف کردیں، شرعی حکم پر عمل ہوجائے گا، ورنہ ہم کسی طرح سے نان نفقہ ومہر دینے پر تیار نہ ہوں گے، جاؤ عدالت کھلی ہوئی ہے، جتنا زور لگایا جاوے لگاؤ اور ہم سے جو کچھ ہوگا ہم کریں گے''۔ جب کہ ہندہ مہر میں کچھ کمی نہیں کرتی ہے، کیا کوئی ایسی صورت بھی ہے کہ باوجود ہندہ کے خلع پر راضی نہ ہونے مہر میں کمی ہوسکتی ہے یا زید جس طرح فیصلہ کرے وہ شرعی حکم کے مطابق ہوگا؟ ایسی صورت میں جو لوگ زید کے طرف دار رہوں گے ان پر کیا حکم عائد ہوگا؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

جو کلمات زید نے کہے ہیں نہایت سخت ہیں اور جو کلمات بکر نے کہے ہیں اَور بھی خطرناک ہیں، ایسا کہنے سے ایمان جاتا رہتا ہے، لہٰذا زید اور بکر ہر دو کو تجدید ایمان اور تجدید نکاح احتیاطاً لازم ہے (۱)۔

"إذا قال الرجل لغيره: حكم الشرع في هذه الحادثة كذا، فقال ذلك الغير: ''من برسم كار ميكنم، نه بشرع'' يكفر عندبعض المشايخ الخ"۔ (عالم گیری: ۲۷۲/۲)(۲)۔

شرعاً بغیر زوجہ کی رضامندی کے مہر ساقط نہیں ہوسکتا اور نہ کمی ہوسکتی ہے، اگر وہ معاف کردے گی تو معاف ہوجائے گا، تمام معاف کردے یا بعض (۳)، بہرحال شوہر کو جبر کا حق نہیں۔ صورت مسئولہ میں اگر نباہ دشوار ہوگیا اور زوجین ایک دوسرے سے رضامند نہیں تو بہتر یہ ہے کہ خلع کرلیں (۴) یعنی شوہر اپنے حقوق

(۱) "ما كان في كونه كفراً اختلاف، فإن قائله يؤمر بتجديد النكاح، و بالتوبة، والرجوع عن ذلك بطريق الاحتياط". (الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، قبيل الباب العاشر في البغاة: ۲۸۳/۲، رشيديه)

(۲) (الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، الباب التاسع في أحكام المرتدين، مطلب موجبات الكفر أنواع، ومنها ما يتعلق بالعلم والعلماء: ۲۷۲/۲، رشيديه)

(۳) "المهر وجب بنفس العقد .... و إنما يتأكد لزوم تمامه بالوطء و نحوه .... و إذا تأكد بما ذكر لا يسقط بعد ذلك .... لأن البدل بعد تأكده لا يحتمل السقوط إلا بالإبراء كالثمن إذا تأكد بقبض المبيع". (رد المحتار، كتاب النكاح، باب المهر: ۱۰۲/۳، سعيد)

(۴) "و لا بأس به (الخلع) عند الحاجة للشقاق بعدم الوفاق بما يصلح للمهر، و في القهستاني عن شرح الطحاوي: السنة إذا وقع بين الزوجين اختلاف أن يجتمع أهلهما ليصلحوا بينهما، فإن لم=

زوجیت کو ساقط کردے اور بیوی اپنے حقوق کو ساقط کر کے مہر معاف کردے۔ عدالت میں جانے اور مقدمہ بازی سے فریقین کا روپیہ ضائع ہوتا ہے اور پھر بھی اکثر خاطر خواہ فیصلہ نہیں ہوتا، بسا اوقات فیصلہ خلاف ہوتا ہے جس پر عمل کرنا بھی ناجائز ہوتا ہے اور بھی بہت سے مفاسد ہیں جو اہل تجربہ پر مخفی نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ۔

مجبوراً خنزیر کا گوشت کھانے سے ایمان نہیں جاتا

سوال[۵۹۹]: کوئی مسلمان ایسی جگہ پھنس جائے کہ کافر اسے شراب یا سور کا گوشت زبردستی کھلا دیں اور وہ جان بچانے کے لئے کھائے تو وہ ایمان سے خارج ہوا یا نہیں؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

ایسی مجبوری کی وجہ سے وہ اسلام سے خارج نہیں ہوا(۱)، انتہائی ندامت کے ساتھ خدا سے دعا کرے کہ وہ آئندہ محفوظ رکھے۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲۹/ ۷/ ۹۳ھ۔

غیر مذہب کی کتابیں دیکھنا اور اپنے کفر کا اقرار کرنا

سوال[۶۰۰]: زید کسی غیر مذہب کی کتاب بوجہ استدلال یا باعتبار اعتراض کے دیکھتا ہے مگر زید کی قوم زید کو اس کتاب کو دیکھتے ہوئے دیکھتی ہے تو قوم زید سے دریافت کرتی ہے کہ تم کتاب کیوں دیکھتے ہو؟ زید نے وہی جواب دیا جو اوپر مذکور ہوا، مگر قوم نہیں مانتی بلکہ زید کو لعن طعن کرنا اور بُرا کہنا شروع کر دیتی ہے اور کہتی ہے

= يصطلحا جاز الطلاق والخلع اهـ". (الدر المختار مع رد المحتار، باب الخلع: ۳/ ۴۴۱، سعيد)

(۱) "در محيط وذخيره گفته كه مسلمان كافر نشود گرد وقتيكه قصداً كفر كند". (مالا بد منه: باب ألفاظ الكفر، ص: ۱۳۱، مكتبه شركت علميه)

"و إن أكره بالقتل أو إتلاف عضو أو بضرب مؤلم، و قلبه مطمئن بالإيمان، لا يكون كفراً استحساناً". (التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فصل: الإكراه على التلفظ الخ: ۵/ ۵۲۸، إدارة القرآن كراچی)

(وكذا في قاضي خان، كتاب السير، باب ما يكون كفراً من المسلم و ما لا يكون: ۳/ ۵۷۷، رشيديه)

کہ ہمیں معلوم ہے کہ تو کافر ہو جائے گا، خدانخواستہ، اس وجہ سے زید کو غصہ آجاتا ہے اور یہ الفاظ زبان سے نکالتا ہے غصہ کی حالت میں کہ "میں تو کافر ہوں گا، جو تم سے ہو، کرو" مگر قوم باوجود ان کلمات کے سننے کے چپ نہیں ہوئی بلکہ بار بار کہتی ہے، اس پر زید کو غصہ بڑھ جاتا ہے اور اپنے کو ان کے سامنے کہتا ہے کہ "میں کافر ہوں" تو اس صورت میں زید پر کیا حکم ہے اور قوم کا ان کلمات کے سننے کے باوجود تنگ کرنا جائز ہے یا ناجائز؟ لیکن زید یہ کتاب نعوذ باللہ کفر کی نیت سے ہرگز نہیں دیکھتا۔ صحیح صحیح جواب درج فرمادیں۔ فقط۔ احقر محمد ہاشم متعلم مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

الجواب حامداً و مصلياً:

عالم، فہیم شخص کو مناظرہ کے لئے غیر مذہب کی کتب کا مطالعہ جائز ہے اگر اپنے عقائد خراب ہونے کا اندیشہ نہ ہو(۱) اور ایسے شخص کو قوم کا بار بار ایسے سخت الفاظ کہنا بہت بُرا اور ناجائز ہے، نیز زید کا ایسا جواب دینا جو سوال میں مذکور ہے سخت خطرناک اور گناہ ہے حتی کہ بعض فقہاء نے ایسے الفاظ بولنے والے کی تکفیر کی ہے، لہٰذا صورتِ مسئولہ میں زید کو احتیاطاً تجدیدِ ایمان اور تجدیدِ نکاح کرنا مناسب ہے، اور آئندہ ان الفاظ کے بولنے سے پختہ توبہ کرنا ضروری اور فرض ہے۔

" إذا أطلق الرجل كلمة الكفر عمداً، لكنه لم يعتقد الكفر، قال بعض أصحابنا : لا يكفر؛ لأن الكفر يتعلق بالضمير، و لم يعتقد الضمير على الكفر، و قال بعضهم: يكفر و هو الصحيح عندي؛ لأنه استخف بدينه". بحر: ۱۲۵/۵ (۲)، عالم گیری: ۲/۸۹٤ (۳)۔ "ما كان

(۱) " وقد صنف الأشعرى كتباً كثيرةً لتصحيح مذهب المعتزلة، ثم إن الله عزوجل لما تفضل عليه بالهدى، صنف كتاباً ناقضاً لما صنّف لتصحيح مذهب المعتزلة، إلا أن أصحابنا رحمهم الله تعالىٰ من أهل السنة والجماعة خطئوه فى بعض المسائل التى أخطأفيها أبوالحسن، فمن وقف على المسائل و عرف خطأه، فلا بأس بالنظر فى كتبه و إمساكها .... و من العلوم المذمومة علوم الفلاسفة، فإنه لا يجوز قرائتها لمن لم يكن متبحراً فى العلم و سائر الحجج عليهم و حل شبهاتهم و الخروج عن إشكالاتهم".
(الفتاوى العالمكيرية، كتاب الكراهية، الباب الثلاثون فى المتفرقات : ۳۷۷/۵، ۳۷۸، رشيديه)

(۲) (البحر الرائق، باب أحكام المرتدين من السير : ۲۱۰/۵، رشيديه)

(۳) (الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، الباب التاسع فى أحكام المرتدين، مطلب: موجبات الكفر أنواع، و منها ما يتعلق بتلقين الكفر والأمر بالارتداد: ۲۷۶/۲، رشيديه)

فی کونہ کفراً إختلاف، فإن قائلہ یؤمر بتجدید النکاح و بالتوبۃ، والرجوع عن ذلک بطریق الاحتیاط". عالم گیری : ۲/۸۹۹(۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

محمود حسن گنگوہی عفا اللہ عنہ، ۵۲/۶/۲۶ھ۔

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۳/ رجب/۱۳۵۲ھ۔

عیسائی کتابیں فروخت کرنا کیا کفر ہے؟

سوال [۱۰۱]: زید ایک معزز سید خاندان کا فرد ہے، بہت دنوں سے کانگریسی لیڈر اور واعظ بھی ہے، زید کا لڑکا عمر مختلف مدارس میں قدرے عربی تعلیم حاصل کر کے عیسائی مشینری سے مشینری کی چھوٹی کتابیں لے کر عوام میں تقسیم کرتا رہا، کچھ دنوں بعد باضابطہ عیسائی مذہب قبول کرلیا، اس کا اعلان مستند اخباروں میں شائع ہوا۔ بستی کے لوگوں نے زید سے باز پرس کی تو اس نے انکار کیا اور کچھ دنوں بعد خود جا کر عمر کو اپنے ساتھ مکان لے آیا، عمر ایک ہفتہ کے قریب گھر پر رہا اور دو ایک دن کی نماز بھی مسجد میں پڑھ لی، مشینری میں داخل ہونے کی یہ تاویل کی کہ وہاں ملازمت کرتا ہے۔ اس کے بعد پھر واپس چلا گیا، عمر کو مشینری سے کافی ماہوار مشاہرہ ملتا ہے اور زید کو بھی اس روپیہ سے مدد ملتی ہے، باپ بیٹے میں خط و کتابت اور ترسیل نقد بھی جاری ہے۔ زید کا ذریعۂ معاش وعظ بیان کر کے نذرانہ پانا، عمر کی کمائی پادری بن کر مشینری مشاہرہ پانا۔ حالتِ مذکورہ میں عام مسلمان، زید کے خاندان والے زید کو مسلمان حنفی المذہب مانیں یا نہیں؟ اور اس کے ساتھ کیسا سلوک و رویہ کریں؟ دونوں باپ بیٹے کے لئے شریعت کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

کسی کو مسلمان یا غیر مسلم قرار دینے کا مدار اصالۃً عقائد پر ہے جس میں اسلام کے بنیادی اصول موجود ہوں اس پر غیر مسلم ہونے کا حکم لگانا آسان نہیں (۲)۔ وعظ کہہ کر نذرانہ لینا کفر نہیں، نہ اس کی وجہ سے اسلام

---

(۱) (الفتاوی العالمکیریۃ، کتاب السیر، قبیل الباب العاشر فی البغاۃ : ۲/۲۸۳، رشیدیہ)

(۲) "و فی الفتاوی الصغری : الکفر شیء عظیم فلا أجعل المؤمن کافراً متی وجدت روایۃً أنہ لا یکفر .... وفی البزازیۃ : إلا إذا صرّح بإرادۃ موجب الکفر، فلا ینفعہ التاویل حینئذ" (البحر الرائق، باب أحکام المرتدین من السیر : ۵/۲۱۰، رشیدیہ)

سے خارج ہوتا ہے۔عیسائیوں کے مذہب کی کتابیں فروخت کرنا جن میں اسلام کی تردید ہونہایت قبیح اور شرعاً مذموم ہے، لیکن کفر کا فتویٰ اس پر نہیں ہوسکتا جب تک کہ یہ ثابت نہ ہوجائے کہ اس شخص نے اسلام کو ترک کردیا ہے، اس کو غلط اور باطل سمجھ کر عیسائیت کو صحیح دین سمجھ کر قبول کرلیا ہے۔کسی کام کے جائز ناجائز ہونے کا حکم اَور ہے اور اس کے کفر ہونے کا حکم جداگانہ ہے۔آپ نے یہاں اس کے اسلام ہی کو دریافت کیا ہے، لہٰذا آپ زید و عمر سے ان کے عقائد دریافت کر کے لکھئے۔البتہ عیسائی مشینری کی کتابیں فروخت کرنا اس کو ذریعۂ معاش بنانا شرعاً درست نہیں، اس کو بند کر کے جائز ذریعۂ معاش اختیار کرنا ضروری ہے(۱)۔وعظ کے لئے مستقل ملازمت کرلی جائے مثلاً ہر ہفتہ ایک یا دومرتبہ اتنی دیر وعظ کہنا ہوگا اور اتنی تنخواہ ملے گی تو شرعاً درست ہے(۲)۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۱۷/۱/۹۰ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۷/۱/۹۰ھ۔

---

(۱) قال اللہ تعالیٰ: ﴿و من الناس من یشتری لھو الحدیث لیضل عن سبیل اللہ بغیر علم﴾ الایة :۶)

"وقال الضحاک فی قولہ تعالیٰ: ﴿و من الناس الخ﴾ قال: یعنی الشرک .... و اختار ابن جریر أنہ کل کلام یصد عن آیات اللہ واتباع سبیلہ". (تفسیر ابن کثیر :۳/۵۸۲، دار السلام)

وقال اللہ تعالیٰ: ﴿و تعاونوا علی البر والتقویٰ، و لا تعاونوا علی الإثم والعدوان﴾ یأمر تعالیٰ عبادہ المؤمنین بالمعاونة علی فعل الخیرات و ھو البر ، و ترک المنکرات وھو التقویٰ، و ینھاھم عن التناصر علی الباطل والتعاون علی المآثم والمحارم .... قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم : "الدال علی الخیر کفاعلہ" .... فی الصحیح : "من دعا إلی ھدی کان لہ من الأجر مثل أجور من اتبعہ إلی یوم القیامة .... و من دعا إلی ضلالة کان علیہ من الإثم مثل آثام من اتبعہ إلی یوم القیامة". (تفسیر ابن کثیر: ۲/۱۰، دار السلام)

(۲) " قال فی الھدایة: و بعض مشایخنا رحمھم اللہ تعالیٰ : استحسنوا الاستئجار علی تعلیم القرآن الیوم لظھور التوانی فی الأمور الدینیة .... و زاد بعضھم، الأذان والإقامة والوعظ". (رد المحتار ، باب الإجارة الفاسدة: ۶/۵۵، سعید)

تناسخ کے قائل کا حکم

سوال[۲۰۲]: میرا ایک دوست جو اپنا کاروبار نہایت خوش اسلوبی سے چلا رہا ہے جس کی وجہ سے اس کی دماغی حالت غیر اطمینان بخش بھی نہیں کہی جا سکتی، وہ اس خبط میں مبتلا ہے کہ وہ اس سے پہلے بھی پیدا ہو چکا ہے اور اس دور کے کچھ حالات بھی من گھڑت طور پر بتلاتا ہے، غرض یہ کہ وہ کافی حد تک تناسخ کا قائل تھا اور ہے اور کہتا ہے کہ میری آئندہ پیدائش کتے کی شکل میں ہوگی (۱)۔ اب سوال یہ ہے کہ یہ شخص دائرۂ اسلام سے خارج ہو چکا یا نہیں؟ نیز اس کے ساتھ نشست و برخاست، خلط ملط مناسب ہے یا نہیں؟ وہ نماز بھی پڑھتا ہے اور مسلمان ہونے کا دعویدار بھی ہے۔

الجواب حامداً و مصلیاً:

غلط صحبت اور غلط کتابوں کے مطالعہ سے ایسا اثر پیدا ہو جاتا ہے (۲)، بہتر صورت یہ ہے کہ اس سے نرمی و محبت کا معاملہ کیا جائے، حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیرتِ مبارکہ کا مطالعہ نیز بزرگان دین کے حالات وملفوظات کا مطالعہ مفید ہوگا، کسی صاحبِ نسبت بزرگ کی خدمت میں چندروز رہنے کا موقع مل جائے تو زیادہ نفع کی توقع ہے، مثلاً حضرت مولانا مسیح اللہ صاحب مدظلہ (جلال آباد ضلع مظفر نگر میں ان) سے اجازت لے کر وہاں کچھ وقت ان کی ہدایت کے موافق گزاریں، انشاء اللہ تعالیٰ یہ پریشانی کی کیفیت دور ہو کر سکون نصیب ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۳/۴/۹۵ھ۔

(۱) تناسخ کے قائل کی تکفیر سے متعلق بحث فتاویٰ عالمگیری میں ہے: ملاحظہ کریں: (كتاب السير، الباب التاسع في أحكام المرتدين: ۲/۲۶۴، رشيديه)

(۲) "قال الشيخ الامام صدر الإسلام أبو اليسر: نظرت في الكتب التي صنفها المتقدمون في علم التوحيد، فوجدت بعضها للفلاسفة مثل: إسحاق الكندي و الإستقراري و أمثالهما، و ذلك كله خارج عن الدين المستقيم، زائغ عن الطريق القويم، فلا يجوز النظر في تلك الكتب، و لا يجوز إمساكها، فإنها مشحونة من الشرك و الضلال. قال: و وجدت أيضاً تصانيف كثيرة في هذا الفن للمعتزلة مثل: عبد الجبار الرازي والجبائي والكعبي والنظام وغيرهم. فلا يجوز إمساك تلك الكتب والنظر فيها، كي لاتحدث الشكوك و لا يتمكن الوهن في العقائد الخ". (الفتاوى العالمكيرية، كتاب الكراهية، الباب الثلاثون في المتفرقات: ۵/۳۷۷، رشيديه)

چیچک میں ہندؤں کی مائی کو چندہ دینا

سوال[۲۰۳]: چیچک کی بیماری میں نومسلم لوگ ہندووں کی مائی کو پوجا پاٹ کے لئے چندہ دیتے ہیں، دارالعلوم کے صدر صاحب نے چیچک کی بیماری پر ہندووں کو چندہ دینے پر لوگوں کے نکاح ٹوٹ جانے کا فتویٰ دیا ہے، کیا یہ درست ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

شرک وکفر کے لئے چندہ دینا نہایت خطرناک ہے(۱)، احتیاطاً اگر ان لوگوں کا نکاح دوبارہ پڑھا دیا گیا تو مضائقہ نہیں (۲)، آئندہ وہ لوگ پورا پرہیز کریں۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲۲/۱/۹۲ھ۔

دوکان کے افتتاح پر ''ست نارائن'' کی پوجا

سوال[۲۰۴]: ایک مسلمان نے اپنی دوکان کا افتتاح کیا، اس نے ایک پنڈت سے دوکان کے اندر و باہر ''ست نارائن'' کی پوجا کرائی، پوجا کا پرشاد بھی بانٹا گیا، اس طریقہ سے اس نے ہزاروں روپیہ خرچ کیا، چند مسلمانوں نے دیکھا تو اعتراض کیا تو مالک دوکان نے کہا کہ ہمارے یہاں جو ملازم غیر مسلم ہیں ان کی خواہش تھی کہ اس رسم افتتاح کے موقع پر ہم بھی پوجا کریں گے۔ اب اس فعل کے کرانے یا کرنے میں گناہ کبیرہ ہوا یا شرک ہوا؟

نوٹ: پوجا کے ختم پر رنڈیوں کا ناچ وگانا بھی ہوا۔

---

(۱) قال اللہ تبارک و تعالیٰ:﴿ و لا تعاونوا علی الإثم والعدوان﴾. (المائدة : ۲)

"نهی عن معاونة غيرنا علی معاصی اللہ تعالیٰ". (أحكام القرآن للجصاص : ۲/۴۲۹، قديمی)

"فيعم النهی كل ما هو من مقولة الظلم والمعاصی، و يندرج فيه النهی عن التعاون علی الاعتداء والانتقام". (روح المعانی : ۶/۵۷، دار إحياء التراث العربی)

(۲) "ما كان فی كونه كفرا اختلاف، فإن قائله يؤمر بتجديد النكاح و بالتوبة والرجوع عن ذلک بطريق الاحتياط". (الفتاوی العالمكيرية، كتاب السير، قبيل الباب العاشر فی البغاة : ۲/۲۸۳، مكتبه رشيديه، كوئٹه)

الجواب حامداً ومصلیاً :

رسوم شرکیہ کی اعانت بھی سخت گناہ ہے (۱) جو کہ شرک کے قریب ہے، رنڈیوں کا ناچ گانا بھی حرام ہے (۲) ایسی چیزیں حق تعالیٰ کے غضب اور لعنت کو کھینچنے والی ہیں۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، ۹/۵/۹۶ھ۔

''ایمانداری کوئی چیز نہیں'' کا مفہوم اور حکم

سوال [۲۰۵] : زید نے مریم سے اس کی غلط فہمی دور کرنے کے لئے کہا کہ آخر ایمانداری تو کوئی چیز ہے، مریم نے بیساختہ غصہ کی حالت میں کہ ''ایمانداری کوئی چیز نہیں'' اس بات سے ایمان میں کوئی خلل واقع ہوتا ہے کہ نہیں؟ اور نکاح دوہرانے کی ضرورت ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

ایمانداری کا مفہوم عامۃً سچ بولنا اور سیاسی غرض کو مدِ نظر نہ رکھنا ہوتا ہے، خدا پر ایمان رکھنا مراد نہیں ہوتا،

---

(۱) قال اللہ تبارک و تعالیٰ: ﴿و لا تعاونوا علی الإثم والعدوان﴾ (المائدۃ : ۲)

قال العلامۃ الآلوسی رحمہ اللہ تعالیٰ تحتها:" فیعم النهی کل ما هو من مقولة الظلم والمعاصی ...... و عن ابن عباس رحمه الله تعالیٰ، و أبی العالیة رحمه الله تعالیٰ: أنهما فسّر الإثم بترک ما أمرهم به، و ارتکاب ما نها هم عنه''. (روح المعانی : ۵۷/۲، دار إحیاء التراث العربی بیروت)

(۲) قال ابن نجیم رحمه الله تعالیٰ :"و دلت المسئلة علی أن الملاهی کلها حرام حتی التغنی بضرب القصب. قال علیه السلام: "لَیکونَنّ من أمتی أقوام یستحلون الحر والحریر والخمر والمعازف''. أخرجه البخاری، و فی لفظ آخر : "لیشربنّ أناس من أمتی الخمر، یسمونها بغیر اسمها، یعزف علی رؤوسهم بالمعازف والمغنیات، یخسف الله بهم الأرض و یجعل منهم القرد والخنازیر''. (البحرالرائق، کتاب الکراهیة، قبیل فصل فی اللبس : ۳۴۶/۸، رشیدیه)

(وکذا فی حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح، کتاب الصلوۃ، قبیل باب ما یفسد الصلوۃ ، ص: ۳۱۹، قدیمی)

(وکذا فی الفتاوی العالمکیریة، کتاب الکراهیة، الباب السابع عشر فی الغناء واللهو: ۳۵۱/۵، رشیدیه)

مریم نے جب کہا کہ ایمانداری کوئی چیز نہیں تو اسی مفہوم کی نفی کرنا مقصود ہے، نہ کہ خدا پر ایمان کی نفی، لہٰذا اس پر کفر کا فتویٰ نہیں ہوگا (۱)، البتہ ایسے الفاظ بولنے سے منع کیا جائے گا جن سے کفر کا شبہ بھی ہوتا ہو (۲) لہٰذا توبہ و استغفار کرے (۳)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیوبند، ۱۶/۳/۹۵ھ۔

---

(۱) "و قد قيل: لو كان تسعة و تسعون دليلاً على كفر أحد، و دليل واحد على إسلامه، ينبغي للمفتي أن يعمل بذلك الدليل الواحد؛ لأن خطأه في خلاصه خير من خطاء في حده و قصاصه". (تنبيه الولاة والحكام في ضمن رسائل ابن عابدين: ۱/۳۶۷، سهيل اكيڈمی لاهور)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب السير، باب أحكام المرتدين: ۵/۲۱۰، رشيديه)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، و منها ما يتعلق بتلقين الكفر الخ، قبيل الباب العاشر: ۲/۲۸۳، رشيديه)

(وكذا في رد المحتار، باب المرتد: ۴/۲۳۰، سعيد)

(۲) "عن بلال بن الحارث رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "و إن الرجل ليتكلم بالكلمة من الشر ما يعلم مبلغها، يكتب الله بها عليه سَخَطَه إلى يوم يلقاه". (مشكوة المصابيح، باب حفظ اللسان، الفصل الثاني: ۲/۴۱۲، قديمي)

و في حديث آخر .... "و إن الرجل ليتكلم بالكلمة من سخط الله .... فيكتب الله بها سخط إلى يوم القيامة". و في الإحياء: و كان علقمة يقول: و كم من كلام مَنَعَنِيه حديث بلال بن الحارث. .... اللسان جرمه صغير و جُرمه كبير و كثير .... و احفظ لسانك عما ليس فيه خير اهـ". (مرقاة المفاتيح شرح مشكوة المصابيح، كتاب الآداب: ۸/۵۷۹، ۵۸۲، باب حفظ اللسان، رشيديه)

(۳) قال العلامة الآلوسي: "ولم يختلف أهل السنة وغيرهم في وجوب التوبة على أرباب الكبائر، .... و عبارة المازري: اتفقوا على أن التوبة من جميع المعاصي واجبة .... سواء كانت المعصية صغيرةً أو كبيرةً". (روح المعاني: ۲۸/۱۵۹، دار إحياء التراث العربي)

"و ما فيه خلاف يؤمر بالاستغفار والتوبة اهـ. و ظاهره أنه أمر احتياط اهـ". (رد المحتار، باب المرتد: ۴/۲۳۰، سعيد)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، أحكام المرتدين: ۲/۲۸۳، رشيديه)

یہ کہنا کہ ''رزق ہم دینگے''

سوال[۲۰۶]: قاری فخر الدین صاحب نے ایک آدمی کو کہا کہ ''روزی ہم دیں گے''، کیا ایسا کہنا شریعت کے نزدیک جائز اور درست ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

قاری فخر الدین صاحب حیات ہوں تو خود ان سے ہی اس کا مطلب دریافت کیا جائے، ممکن ہے کہ ان کی تشریح سے اشکال ختم ہو جائے، حقیقتاً رزق دینے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ اہلِ عرب مجازاً بولتے ہیں ''رزق الأمیر الجند'' امیر نے لشکر کو رزق دیا یعنی تقسیم کیا (۱)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین، دارالعلوم دیوبند۔

قانونِ شریعت کو نہ ماننے والے کا حکم

سوال[۲۰۷]: جو شخص قانونِ خدا اور رسول کو نہ مانے بلکہ ضد وانکار کرے اس کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

ایسا شخص گنہگار ہے، اس کو اپنی ضد چھوڑ کر حکمِ شرعی پر عمل لازم ہے (۲)۔

واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبداللطیف۔

---

(۱) ''الرازق والرّزّاق: فی صفة الله تعالیٰ؛ لأنه یرزق الخلق أجمعین .... قال الله تعالیٰ: ﴿وما من دابة فی الأرض إلا علی الله رزقها﴾ .... قال الله تعالیٰ: ﴿ما أرید منهم من رزق، وما أرید أن یطعمون﴾ یقول: بل أنا رازقهم ماخلقتهم إلا لیعبدون، وقال تعالیٰ: ﴿إن الله هو الرّزّاق ذوالقوة المتین﴾ .... ورزق الأمیر جنده، فارتزقوا ارتزاقاً''. (لسان العرب، للعلّامة أبی الفضل جمال الدین: ۱۱۵/۱۰، دارصادر، بیروت)

(۲) وقال الله تعالیٰ: ﴿وما آتاکم الرسول فخذوه، وما نهاکم عنه فانتهوا﴾: أی مهما أمرکم به =

رسم ورواج کی وجہ سے حکم شریعت کو نہ ماننا

سوال[۲۰۸]: جوشخص دنیا کی رسم ورواج کو اللہ اور رسول کے قانون پر ترجیح دے اور دین کی بات کو نہ مانے، اس کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اللہ ورسول کے حکم کے مقابلہ میں دنیا کے رسم ورواج کو ترجیح دینا دینِ اسلام سے حد درجہ بُعد اور طریقۂ جاہلیت ہے(۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبداللطیف۔

= فافعلوه، ومهما نهاكم عنه فاجتنبوه ؛ فإنه إنما يأمر بخير، وإنما ينهى عن شر". ﴿واتقوا الله إن الله شديد العقاب﴾ "اتقوه في امتثال أوامره وترك زواجره، فإنه شديد العقاب لمن عصاه وخالف أمره وأباه وارتكب ماعنه زجره ونهاه". (تفسير ابن كثير: ۴/ ۴۳۱، دار السلام)

(۱) قال الله تعالى: ﴿ومن أضل ممن اتبع هواه بغير هدىً من الله﴾ الآية: ۵۰ (القصص: ۲۰)

وقال الله تعالىٰ: ﴿ولا تتبع الهوى فيضلك عن سبيل الله، إن الذين يضلون عن سبيل الله لهم عذاب شديد﴾ (سورة ص: ۲۶) وقال الله تعالىٰ: ﴿وإذا قيل لهم اتبعوا ما أنزل الله، قالوا بل نتبع ما ألفينا عليه آباء نا﴾ (الآية: ۱۷۰ البقرة)

"وعن عبدالله بن عمرو رضى الله عنهما، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "لا يؤمن أحدكم حتى يكون هواه تبعاً لما جئت به" .... قال بعض العارفين: أى حتى يكون المطاع .... تبعاً لما جئت به من السنة الزهراء والملة النقية البيضاء .... فلا يميل إلا بحكم الدين ولا يهوى إلا بأمر الشرع، فهو المؤمن الفريد الكامل الوحيد الذى يقبل منه التوحيد، ومن أعرض عنه متبعاً لما هواه، مبتغياً لمرضاه، فهو الكافر الخاسر فى دنياه وعقباه، ومن اتبع أصول الشريعة دون فروعها فهو الفاسق، ومن عكس فهو المنافق". (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، كتاب الإيمان، باب الاعتصام بالكتاب السنة: ۱/ ۴۱۲، ۴۱۳، رشيديه)

"سئل الحاكم عبدالرحمٰن عن قال: "برسم کار کنم بحکم نے"، هل هو كفر؟ قال: "إن كان مراده فساد الخلق وترك الشرع واتباع الرسم، لارد الحكم، لايكفر، كذا فى المحيط". (الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب السير، الباب التاسع، مطلب: الموجبات، مايتعلق بذات الله تعالىٰ: ۲/ ۲۵۸، رشيديه)

مایتعلق بألفاظ الکفر

(الفاظ کفر کا بیان)

دعوۃ الحق کو دعوۃ الکفر کہنا

سوال[۲۰۹]: ''مجلسِ دعوۃ الحق''، جو مولانا حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہے اور اس وقت ہردوئی میں مولانا سید ابرارالحق صاحب دعوۃ الحق کے کاموں کو کررہے ہیں اور اشاعت تعلیم وغیرہ اور جو مقاصد دعوۃ الحق کے ہیں انہیں انجام دے رہے ہیں، مولانا موصوف کے کاموں سے اہل علم ناواقف نہیں ہیں اور مجلس دعوۃ الحق کا اہل علم کو علم ہے۔

اب یہ بات دریافت طلب ہے کہ ایک عالم دعوۃ الحق کو سمجھتا ہے کہ یہ دعوۃ الحق نہیں بلکہ دعوۃ الکفر ہے۔ کیا ایسے عالم کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے؟ اور کیا ایسے عالم سے اعتقاد رکھنا درست ہے؟ اور اس کا وعظ سننا اور اس کی صحبت میں بیٹھنا درست ہے؟ یا ایسے عالم کا عوام وخواص مسلمین کو بائیکاٹ کرنا چاہیے؟ نیز کیا ایسے عالم کی تکفیر کی جائیگی؟ اور شرعاً کیا اسے حکم دیا جائے گا کہ تجدیدِ ایمان اور تجدید نکاح بھی کرے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

ان عالم صاحب سے اس کی شرعی وجہ دریافت کی جائے، یہ معمولی چیز نہیں جو فرعی مسئلہ کی حیثیت سے ہو بلکہ بنیادی چیز ہے(۱)۔ جب تک وہ اس کو مدلل طور پر بیان نہ کریں ان کی یہ بات قابلِ اتباع نہیں اور خود ان پر حکم کفر عائد کرنے میں بھی جلدی نہ کی جائے، البتہ ان کا اس قسم کا وعظ نہ سنا جائے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند۔

---

(۱) ''وفي المحيط: من ذكر عنده الشرع، فتجشا: أي عمداً أوتكلفاً، أوصوّت صوتاً كريهاً: أي تقذراً أوتكرهاً، أوقال: هذاالشر، كفر: أي حيث شبّه الشرع بالأمر المكروه في الطبع''. (شرح الفقه الأكبر، قبيل فصل في الكفر صريحاًو كناية، ص: ۱۷۵، قديمي)

''مجرم کو اللہ تعالیٰ نہیں چھڑا سکتا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم چھڑا سکتے ہیں'' کہنا

سوال[۱۰ ۶۲]: بریلوی حضرات یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ''قیامت کے دن معصیت کے بارے میں جس شخص کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سزا دینے کے لئے پکڑ لیں گے، کوئی چھڑا نہیں سکتا اور خدا جس شخص کو سزا دینے کے لئے پکڑیں گے، اس کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم چھڑا سکتے ہیں''۔ آیا یہ صحیح ہے یا غلط؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

جن صاحبان کا یہ عقیدہ ہے ان سے ہی اس کی دلیل قرآن وحدیث سے دریافت کی جائے، میں نے کسی آیت اور کسی حدیث میں ایسا نہیں پڑھا، نہ علمِ عقائد کی کتابوں میں۔

بریلوی مکتبۂ فکر کے بہت سے عقائد ایسے نرالے ہیں کہ قرآن، حدیث شریف، آثارِ صحابہ، ائمۂ مجتہدین، فقہ میں ان کا نام ونشان بھی نہیں۔ شاعرانہ مضمون کو عقیدہ قرار دینا بھی مشکل ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

خدا کو بے انصاف اور خود کو کافر کہنا

سوال[۱۱ ۶۲]: زید کی بیماری کی حالت میں اس کی بیوی نے کہا کہ آپ کلمہ استغفار پڑھیں، اور بیماری بھی ایسی شدید نہیں تھی اور گاہ بگاہ تندرستی کی حالت میں بھی کلمۂ استغفار پڑھنے کے لئے کہا، اس نے دونوں حالتوں میں انکار کر دیا۔ زید کی نرینہ اولاد مر جانے کے بعد زید کہتا رہا کہ ''اس نے میری تو پیڑ میٹ دی اور اس کی پیڑ میٹ دی جو اس سے اوپر ہوگا''۔

کچھ عرصہ تک جب زید یہ کلمہ کہتا رہا آخر اس کی بیوی نے کہا کہ تو ایسے کلمات خدائے عز وجل کی شان میں نہ بول، کافر ہو جائے گا۔ نیز زید نے یہ بھی کہا کہ ''خدا کے ہاں انصاف نہیں، خدا بے انصاف ہے اور میں تو کافر ہوں، تم کبھی مجھے کلمہ استغفار کو نہ کہنا''۔ عورت بولی میں تو اپنی زبان سے کافر نہیں کہتی۔ زید نے کہا کہ ''میں کہتا ہوں کہ میں کافر ہوں، مجھے جنت میں جانے کی کوئی ضرورت نہیں، تم ہی چلی جائیو، میں تو دوزخ میں

چلا جاؤں گا، دوزخ بھی تو اس کو مجھ جیسوں سے بھرنا ہے"۔ دریافت طلب یہ ہے کہ اس کا کیا حکم ہے اور اس کی بیوی اس کے نکاح میں رہے گی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلياً:

"من نسب الله تعالى إلى الجورفقد كفر"(۱)۔ "الرجل إذا ابتلى بمصيبات متنوعة فقال: أخذتَ مالي، وأخذ تَ ولدي، وأخذت كذا وكذا، فماذاتفعل بمابقي؟ وماأشبه هذامن الألفاظ، فقد كفر، كذا في المحيط "(۲)۔ "مسلم قال: أناملحد يكفر، ولوقال: ماعلمت أنه كفرٌ، لايُعذَر بهذااه"۔ هندية(۳)۔

عبارت بالا سے معلوم ہوا کہ الفاظِ مذکورہ کا کہنا کفر ہے، لہٰذا زید کو تجدید ایمان اور تجدید نکاح فرض ہے(۴)، جب تک وہ ایمان اور نکاح کی تجدید نہ کرے اس وقت تک اس کی عورت کو اس سے علیحدہ

(۱) (الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، موجبات الكفرأنواع: ومنهامايتعلق بذات الله تعالى وصفاته: ۲/۲۵۹، رشيديه)

(وكذافي المحيط البرهاني، كتاب السير، فصل في مسائل المرتدين، نوع آخرفيمايضاف إلى الله تعالى: ۵/۵۵۳، غفاريه)

(والتاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فصل فيمايضاف إلى فعل الله تعالى: ۵/۴۶۲، ادارة القرآن).

(۲) (الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، موجبات الكفرأنواع: ومنهامايتعلق بيوم القيامة وما فيها: ۲/۲۷۵، رشيديه)

(وكذافي المحيط البرهاني، كتاب السير، فصل في مسائل المرتدين، نوع آخرفيماقال عند التعزية والمرض: ۵/۵۷۱، المكتبة الغفاريه، كوئٹه)

(۳)(الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، موجبات الكفرأنواع: ومنهامايتعلق بتلقين الكفر والأمر بالإرتداد: ۲/۲۷۹، رشيديه)

(كذافي المحيط البرهاني، كتاب السير، فصل في مسائل المرتدين، نوع آخرفي الرجل يقول لغيره ياكافرالخ: ۵/۵۷۳، المكتبة الغفاريه، كوئٹه)

(۴) "ماكان في كونه كفراً اختلاف، فإن قائله يؤمر بتجديد النكاح والتوبة، والرجوع عن ذلك بطريق الاحتياط". (الفتاویٰ العالمكيرية، كتاب السير، قبيل الباب العاشر في البغاة: ۲/۲۸۳، رشيديه)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب السير، باب أحكام المرتدين: ۵/۲۱۰، رشيديه)

رہنا ضروری ہے، اپنے اوپر جماع وغیرہ کے لئے قابو دینا جائز نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور، ۹/۴/۵۷ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور، ۱۲/ ربیع الثانی/ ۵۷ھ۔

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم، ۱۹/ ربیع الثانی/ ۵۷ھ۔

''اللہ تعالیٰ بے انصاف ہے'' کہنا

سوال [۲۱۲]: عورتوں میں آپس میں اولاد کی بابت گفتگو تھی، ایک عورت نے کہا کہ ''اللہ تعالیٰ بہت بے انصاف ہے، کسی کو اولاد دیتا ہے کسی کو اولاد نہیں دیتا'' کیا یہ کلمہ کفر ہے؟ کیا اس سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے؟ توبہ کرنا ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلياً:

یہ کلمہ کہ ''اللہ تعالیٰ بہت بے انصاف ہے، کسی کو اولاد دیتا ہے کسی کو اولاد نہیں دیتا'' کلمہ کفر ہے (۱)۔ ''نعوذ بالله منه، أستغفر الله'' ۔ اس کے ذمہ ضروری ہے کہ توبہ واستغفار کرے اور تجدید ایمان کرے اور نکاح بھی دوبارہ پڑھوائے (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیوبند، ۹/ ۵/ ۹۲ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دار العلوم دیوبند، ۹/ ۵/ ۹۲ھ۔

---

(۱) "يكفر إذا وصف الله تعالى بما لا يليق به". (البحر الرائق، باب أحكام المرتدين من السير: ۵/ ۲۰۲، رشيديه)

(وكذا في البزازيه على هامش الهنديه، كتاب ألفاظ تكون إسلاماً أو كفراً، الفصل الأول، النوع الثاني فيما يتعلق بالله تعالى: ۶/ ۳۲۳، رشيديه)

(والفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، موجبات الكفر أنواع: ومنها ما يتعلق بذات الله تعالى وصفاته: ۲/ ۲۵۸، رشيديه)

(۲) "ما كان في كونه كفراً اختلاف، يؤمر قائله بتجديد النكاح والتوبة احتياطاً..... هذا إذا تكلم الزوج، فإن تكلمت به، قال مشائخ بلخ ومشايخ سمرقند والحاكم الشهيد وإسماعيل الزاهد: على أنه لا يؤثر في إفساد النكاح، ولا يؤمر بتجديد النكاح، سداً لهذا الباب عليهن، ويحبسها الحاكم قدر ما ترجع. ومشايخ بخارى على فساد النكاح، ولكن تجبر على نكاح الأول ولو بدينار، وهذه فرقة بلا طلاق إجماعاً، ولا نفقة في هذه العدة، وبهذا كله يفتى". (البزازيه على هامش الهنديه، كتاب ألفاظ تكون =

خدائے پاک کو بے انصاف کہنا

سوال[۶۱۳]: زید کے ایک لڑکا پیدا ہوا لیکن زید کی شکل لڑکے پر نہ پڑی بلکہ ماموں پر پڑی، زید نے مذاق میں کہہ دیا ''دیکھو اللہ تعالیٰ نے بے انصافی کی، ہم کو نہیں پڑا، اپنے ماموں کو پڑ گیا''۔ زید کے لئے اب شرعاً کیا حکم ہے، کیا تجدید ایمان وتجدید نکاح کرایا جائے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

محلِ ایمان قلب ہے، قلب سے اس کا نکل جانا کفر ہے، مگر جس طرح ظہورِ ایمان کے لئے زبان ترجمانِ قلب ہے، اسی طرح بعض کلمات کے صدور کو اِمارتِ کفر قرار دیا گیا ہے۔ بے انصافی، ظلم کی نسبت خدائے پاک کی جانب اعتقاداً بھی کفر ہے اور قولاً بھی، اگرچہ دل میں کفر نہ ہو، اگر کلماتِ کفر استہزاءً کہے جائیں تب بھی حکم کفر عائد ہوتا ہے، اس لئے صورت مسئولہ میں تجدید ایمان، تجدید نکاح، توبہ کرادی جائے۔

"ولوقال: إن قضى الله تعالى يوم القيامة بالحق والعدل أخذ تلك بحقي، فهذا كفر، كذافي المحيط"(۱). "رجل قال :**ياخدا! روزى برمن فراخ كن، يابازارگانى من رونده كن، يابرمن جورمكن**، قال أبونصرالدبوسي: يصير كافراً بالله۔ كذافي فتاوى قاضي خان" (۲)۔

"ماكان في كونه كفراً اختلاف، فإن قائله يؤمر بتجديد النكاح وبالتوبة والرجوع عن ذلك بطريق الاحتياط" (۳)۔

= إسلاماً أوكفراً، الفصل الثاني، النوع الأول :۶/ ۳۲۲، رشيديه)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، قبيل الباب العاشر في البغاة :۲/ ۲۸۳، رشيديه)

(۱) (الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، موجبات الكفرأنواع : ومنهامايتعلق بذات الله تعالى وصفاته: ۲/ ۲۵۹، رشيديه)

(وكذافي المحيط البرهاني، كتاب السير، فصل في مسائل المرتدين، نوع آخرفيمايضاف إلى الله تعالى :۵/ ۵۵۳، المكتبة الغفاريه، كوئٹه)

(۲) (الفتاوى العالمكيرية، المصدرالسابق :۲/ ۲۶۰)

(وكذافي فتاوى قاضي خان ، كتاب السير، باب مايكون كفراً من المسلم ومالايكون : ۳/ ۵۷۴، رشيديه)

(۳) (الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، قبيل الباب العاشر في البغاة: ۲/ ۲۸۳، رشيديه) .... =

"قال أبوحفص: من نسب اللّٰہ تعالی إلی الجور، فقد کفر، کذافی الفصول العمادیہ".

فتاوی عالمگیری، باب کتاب السیر: ۲/۹(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۹/۷/۸۸ھ۔

کیا خدا ظالم ہے؟ (نعوذ باللہ)

سوال[۲۱۴]: ایک صاحب یہ فرماتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ کا ظالم ہونا ممکن بلکہ وقوع ہے"، دلیل یہ دیتے ہیں کہ "مثلاً: زید نے عمر کو قتل کیا یا کوئی بھی کبیرہ گناہ کیا اور وہ آج سے سوسال پہلے انتقال کر گیا تو یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو جہنم رسید کرے گا، اس کے بعد بکر کا انتقال ہوتا ہے اور بکر کا انتقال زید سے ایک سوسال بعد ہوتا ہے اور کوئی کبیرہ گناہ کیا اور توبہ دونوں میں سے کسی نے نہیں کی تو یہ بھی جہنم میں جائے گا۔ اب غور طلب بات یہ ہے کہ جب گناہ میں دونوں برابر ہیں تو پھر زید کو سوسال تک عذاب کیوں دیا گیا اور اس کو سوسال عذاب کم دیا گیا؟ لہذا نعوذ باللہ خدا ظالم ہے"۔ أستغفر اللہ أستغفر اللہ۔ یہ بات تحریر کریں کہ ایسے شخص کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں جبکہ وہ اس قول پر مصر ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

ظلم کے معنیٰ "ملکِ غیر میں ناحق تصرف کرنا"، تمام مخلوق اللہ کی ملک ہے، لہذا خالق مالک اپنی مخلوق مملوک میں جو بھی تصرف کرے گا وہ ظلم نہیں ہوگا، اس کو ظلم کہنا ناواقفیت کی بنا پر ہے، ایسا شخص نہ الفاظ کے مفہوم کو سمجھتا ہے نہ آدابِ خداوندی سے واقف ہے، اس کو لازم ہے کہ توبہ استغفار کر کے زبان ایسے ناشائستہ کلمات

= (وکذافی البزازیہ علی ہامش الفتاویٰ العالمکیریة، کتاب ألفاظ تکون إسلاماً أو کفراً، الفصل الثانی، النوع الأول فی المقدمة: ۶/۳۲۲، رشیدیہ)

(۱) (الفتاوی العالمکیریة، کتاب السیر، موجبات الکفر أنواع: ومنها مایتعلق بذات اللہ تعالی وصفاته: ۲/۲۵۹، رشیدیہ)

(کذافی المحیط البرهانی، کتاب السیر، فصل فی مسائل المرتدین، نوع آخر فیمایضاف إلی اللہ تعالی: ۵/۵۵۳، المکتبة الغفاریہ، کوئٹہ)

سے بندر کھے ورنہ ایمان سلامت نہیں رہے گا (۱)۔

سیدھی بات ہے کہ جس نے سوسال پہلے جرم کیا اس کی سزا سوسال زائد ہے اس سے جس نے سوسال بعد جرم کیا۔ یہ تجویز کہ کسی گناہ کی بناپر یقینی طور سے وہ جہنم میں ضرور جائیگا، نہ صدقہ جاریہ سے اس کا بچاؤ ہو سکے گا، نہ علمِ نافع سے، نہ ولدِ صالح سے جو کہ دعاء کرتا ہو، نہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت سے، یہ تجویز خود ہی بڑی جرأت ہے، گناہوں سے بچنا بھی ضروری ہے اور رحمت سے مایوس ہونے کی بھی اجازت نہیں (۲)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۸/۱۰/۸۹ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۹/۱۰/۸۹ھ۔

اللہ میاں کا اپنی تعریف کرنا

سوال [۵۱۱۶]: ایک عالم صاحب ﴿الٓمٓ ذلك الكتاب لاريب فيه﴾ پڑھ کر فرماتے ہیں کہ ''اللہ میاں اپنے منہ میاں مٹھو بن رہا ہے''۔ از روئے شرع یہ الفاظ کیسے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

ظاہر ہے کہ الفاظ تو اللہ میاں کی عظمت کے خلاف اور نہایت استہزا واستخفاف پر دلالت کرتے ہیں جن

---

(۱) ''من نسب الله تعالى إلى الجور، فقد كفر''. (الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، موجبات الكفر أنواع: ومنهامايتعلق بذات الله تعالى وصفاته: ۲/۲۵۹، رشيديه)

(وكذافي المحيط البرهاني، كتاب السير، فصل في مسائل المرتدين، نوع آخرفيمايضاف إلى الله تعالى: ۵/۵۵۳، المكتبة الغفاريه، كوئٹه)

(والتاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فصل فيمايضاف إلى الله تعالى: ۵/۴۶۶، ادارة القرآن.)

(۲) قال الله تعالى: ﴿ولاتيئسوا من روح الله، إنه لاييأس من روح الله إلاالقوم الكافرون﴾ (يوسف: ۸۷)

قال العلامه الآلوسى: ''وذكر الإمام أن اليأس لايحصل إلاإذا اعتقد الإنسان أن الإله غير قادر على الكمال، أوغير عالم بجميع المعلومات، أوليس بكريم، واعتقاد كلٍ من هذه الثلاث يوجب الكفر...... واستدل بعض أصحابنابالآية على أن اليأس من رحمة الله تعالى كفر''. (روح المعانى: ۱۳/۴۵. دارإحياء العربى)

سے ایمان سلب ہوکر ارتداد کا حکم ہوتا ہے (۱) وہ عالم صاحب ہی اپنے الفاظ کی تشریح کر سکتے ہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

’’میں اللہ اور رسول کو نہیں جانتا‘‘ کہنے کا حکم

سوال[۲۱۱۶]: زید اور بکر کے درمیان کسی امر پر بحث چل رہی تھی، تو زید نے کہا کہ بھائی جو بات یا گفتگو کرو وہ اللہ ورسول کے ساتھ ہونی چاہیے اور اللہ ورسول کو درمیان میں ڈال کر کہو۔ بکر نے اس پر یہ کہا کہ ’’میں اللہ اور رسول کو نہیں مانتا‘‘۔ ایسے شخص کے بارے میں کیا حکم ہے؟ اور پھر جب بکر سے کہا گیا: تُو ابھی یہاں سے اٹھ جا، تُو ہمارے درمیان بیٹھنے کے قابل نہیں ہے جب تک توبہ نہ کرے یا حکمِ شرع کے مطابق عمل نہ کرے، اس پر بعض لوگوں نے اعتراض کیا اور زید کے مخالف ہوگئے اور بکر کی طرف داری کرنے لگے۔ اب امر ضروری یہ ہے کہ بکر کے ساتھ جو اس کی ہمدردی یا حکمِ شرع میں پابندی نہ کرنے والے اور زید پر ناراض ہونے والوں کا کیا حکم ہے؟

(الجواب: مدرسہ خلیل العلوم)

بکر کے اوپر توبہ واجب ہے اور نکاح دوبارہ ہونا چاہئے اور وہ اشخاص جو بکر کے ساتھ ہیں اور اس کے اس کہنے کو کہ ’’میں اللہ اور رسول کو نہیں مانتا‘‘ برا نہیں سمجھ رہے ہیں اور اس کی تائید کر رہے ہیں، ان پر بھی توبہ واجب اور نکاح دوبارہ لازم ہے۔ حکمِ شرع میں برادری کا لحاظ لازم نہیں، جن اشخاص نے اور زید نے بکر کو اٹھ جانے کو کہا اس پر ان کو اجر وثواب ملے گا اور جنت کے مستحق ہوں گے۔

خلیل احمد مدرسہ اہل سنت خلیل العلوم سنبھل۔ ۱۰/ اپریل ۱۹۷۴ء ضمیر احمد۔

الجواب حامداً ومصلیاً: دار العلوم دیوبند

مسلمان کے کلام کے لئے جہاں تک ہو سکے ایسا محمل نکالا جائے کہ وہ مسلمان اسلام سے خارج نہ ہو، پھر خاص کر جبکہ وہ معذرت بھی کرتا ہو کہ ’’یہ الفاظ میرے منہ سے نکل گئے‘‘۔ اس کے الفاظ کا یہ مطلب بھی

---

(۱) ’’یکفر إذا وصف اللہ تعالیٰ بما لایلیق بہ، أو سخر باسم من أسمائہ، أو بأمر من أوامرہ‘‘. (الفتاوی العالمکیریۃ، کتاب السیر، موجبات الکفر أنواع: ومنہا ما یتعلق بذات اللہ تعالیٰ وصفاتہ: ۲/۲۵۸، رشیدیہ)

ہوسکتا ہے کہ ''میں اللہ اوراس کے رسول کے اُحکام کونہیں جانتا، ناواقف ہوں، بے علم ہوں''۔ اس کوکفر سے بچانے کے لئے یہ محمل بھی کافی ہے، البتہ اس کوتنبیہ کی جائے کہ ان الفاظ کا ظاہری مطلب خطرناک ہے جس کی وجہ سے سخت حکم بھی لگ سکتا ہے، لہٰذا آئندہ کے لئے پوری احتیاط رکھے اور جوالفاظ زبان سے نکل گئے ان پر نادم ہوکر توبہ کرلے، اپنی غلطی کا اعتراف کرلے۔

''والذی تحرر أنه لایفتی بتکفیر مسلم أمکن حمل کلامه علی محمل حسن، أو کان فی کفره اختلاف ولوروایةً ضعیفةً، فعلی هذا أکثر ألفاظ التکفیر المذکورة لایفتی بالتکفیر بها، ولقد ألزمت نفسی أن لاأفتی بشیء منها. اه''. البحر الرائق: ۵/۱۲۵(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۹۴/۱/۶ھ۔

نماز قضاء ہونے پر یہ کہنا کہ ''نماز تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بھی قضاء ہوئی ہے''

سوال[۷۱۶]: ۱......ایک مولوی صاحب کی فجر کی نماز قضاء ہوگئی، جب لوگوں نے ان سے کہا کہ جب آپ نے نماز قضاء کردی تو ہم جیسے لوگوں کا کیا حال ہوگا تو برجستہ انہوں نے فرمایا کہ ''نماز تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بھی قضاء ہوئی ہے''، جس سے لوگوں پر غلط اثر پڑا۔ ایسے شخص کے بارے میں کیا حکم ہے؟

''اگر نبی اس زمانے میں ہوتا وہ بھی ٹیری کاٹ پہنتا'' کہنا

سوال: ۲......انہیں مولوی صاحب سے ایک روز ایک شخص نے کہا کہ ٹیری کاٹ تم کیوں پہنتے ہو؟ تو فوراً جواب دیا کہ ''اگر نبی اس زمانے میں ہوتا تو وہ بھی ٹیری کاٹ پہنتا''۔ اس بارے میں کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

۱......ایک جہاد سے واپس تشریف لاتے ہوئے ایک مقام پر پورے انتظام کے باوجود فجر کی نماز قضاء

---

(۱)(کتاب السیر، باب أحکام المرتدین: ۵/۲۱۰، رشیدیه)

''وفی الفتاوی العالمکیریة، ''إذا کان فی المسئلة وجوه توجب الکفر ووجه واحد یمنع، فعلی المفتی أن یمیل إلی ذالک الوجه''. (کتاب السیر، قبیل الباب العاشر فی البغاة: ۲/۲۸۳، رشیدیه)

(وکذا فی خلاصة الفتاوی، کتاب ألفاظ الکفر، الفصل الثانی، الجنس الأول فی المقدمة: ۴/۳۸۲، رشیدیه)

ہوگئی تھی (۱)، نیز ایک جہاد کی مشغولی میں نماز کی مہلت ہی نہیں ملی اس وقت نماز قضاء ہوئی، جس کا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بے حد افسوس اور قلق ہوا حتی کہ آپ نے بد دعاء بھی فرمائی کہ اللہ تعالیٰ ان دشمنوں کی قبروں کو آگ سے بھر دے، انہوں نے ہم کو نماز بھی نہیں پڑھنے دی (۲)۔

لیکن آج اگر کسی کی نماز قضاء ہو جائے تو اس کو چاہئے کہ اپنی اس نماز کی قضاء ہونے پر افسوس کرے، پشیمان ہو کر خدا سے معافی مانگے، نہ یہ کہ جسارت سے کہہ دے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بھی تو نماز قضاء ہوئی تھی، ایسا کہنے سے پورا اجتناب لازم ہے، ورنہ مطلب یہ ہوگا کہ جس قصور میں یہ شخص مبتلا ہے نعوذ باللہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی اس میں مبتلا ہوئے، یا یہ مطلب ہوگا کہ نماز کا قضاء کر دینا بھی سنت ہے۔ استغفر اللہ العظیم۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز قضاء ہو جانے میں بھی شرعی حکم اور تعلیمات ہیں (۳)۔

۲...... یہ جواب بھی اہل علم حضرات کے لائق نہیں، پست جواب ہے، بہت سے بہت یہ کہہ سکتے ہیں کہ شرعاً اس کی ممانعت نہیں (اگر واقعتاً ممانعت نہ ہو)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۹/ ۸/ ۹۴ھ۔

---

(۱) "عن عبد الله بن أبي قتادة عن أبيه رضي الله تعالىٰ عنه قال: سِرنا مع النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ليلةً، فقال بعض القوم: لوعرست بنايارسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم! قال: "أخاف أن تناموا عن الصلوة"، قال بلال: أناأوقظكم، فاضطجعوا، وأسند بلال ظهره إلى راحلته فغلبته عيناه، فنام، فاستيقظ النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم وقد طلع حاجب الشمس، فقال: "يابلال! أين ماقلت"؟ ....فلماارتفعت الشمس وابيضّت، قام فصلى". (صحيح البخاري، كتاب مواقيت الصلوة، باب الأذان بعد ذهاب الوقت: ۱/ ۸۳، قديمي)

وقال ابن حجر: "كان ذالك في رجوعه من خيبر". (فتح الباري: ۲/ ۸۵، قيمي كتب خانه)

(۲) "عن علي رضي الله تعالىٰ عنه عن النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم أنه قال يوم الخندق: "ملاء الله عليهم بيوتهم وقبورهم ناراً كماشغلوناعن الصلوة الوسطى حتى غابت الشمس". (صحيح البخاري، كتاب المغازي، باب غزوة الخندق: ۲/ ۵۹۰، قديمي.)

(۳) ذكر تلك الحِكَم الحافظ ابن حجر مفصلاً في فتح الباري شرح صحيح البخاري". (كتاب مواقيت الصلاة، باب الأذان بعد ذهاب الوقت: ۲/ ۸۶، قديمي)

مصلحۃً کذب کی نسبت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف کرنا

سوال[۶۱۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ مسمی عبدالواحد نے یہ کہا اپنے داماد سے کہ ''میں کانپور ضلع میں لڑکی کی شادی نہیں کروں گا'' پھر کچھ روز کے بعد مذکورہ ضلع میں مذکورہ لڑکی کی شادی کردی، لوگوں نے اس پر اعتراض کیا کہ آپ نے مسجد میں بیٹھ کر قسم کھائی تھی کہ مذکورہ ضلع میں لڑکی کی شادی نہیں کروں گا، پھر آپ نے کیوں کردی۔ تو اس پر مسمی عبدالواحد نے یہ جواب دیا کہ ''مصلحت کے وقت مسجد کو سر پر رکھ لینا اور جھوٹ بولنا جائز ہے، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی مصلحت کے وقت جھوٹ بولتے تھے''۔ (نعوذ باللہ) لہذا شریعت کی رو سے جواب باصواب عنایت فرمایا جاوے کہ اس شخص کے لئے شریعت کا کیا حکم نافذ ہوتا ہے؟ عین نوازش ہوگی۔ (معرفت: حافظ قاری محمد ولی اللہ صاحب)

الجواب حامداً ومصلیاً:

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صادق، امین تھے یعنی سچے اور امانت دار تھے، نزولِ وحی سے پہلے بھی کبھی آپ نے کوئی غلط بات زبان مبارک سے نہیں نکالی، اس کا اعتراف آپ کے سخت مخالف اور دشمن بھی کرتے تھے(۱)۔ اور نزولِ وحی کے بعد بھی کبھی آپ نے غلط بیانی سے کام نہیں لیا(۲) کسی مصلحت کی خاطر جھوٹ نہیں

---

(۱) ''عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنهما قال: لمانزلت: ﴿وأنذر عشيرتک الأقربين﴾ صعد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علی الصفاء، فجعل ينادی: ''يابنی فهر! يابنی عدی! بُطونَ قريش، حتی اجتمعوا، فجعل الرجل إذالم يستطع أن يخرج، أرسل رسولاً لينظر ماهو، فجاء أبولهب وقريش، فقال: ''أرأيتكم لوأخبرتكم أن خيلاً بالوادی تريد أن تُغير عليكم، أكنتم مصدقيّ''؟ قالوا: نعم، ماجرّبنا عليک إلاصدقاً، قال: ''فإنی نذير لكم بين يدی عذاب شديد''. (صحيح البخاری، تفسير سورة الشعراء، باب قوله تعالی: ﴿وأنذر عشيرتک الأقربين﴾: ۲/۷۰۲، قديمی)

(۲) روی الإمام البخاری رحمه اللہ تعالیٰ، فی حديث هرقل الطويل الذی وقع لأبی سفيان فی حالة كفره بعد رسالته صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''قال: فهل كنتم تتّهمونه بالكذب قبل أن يقول ماقال؟ قلت: لا ...... وسألتک هل كنتم تتهمونه بالكذب قبل أن يقول ماقال؟ فذكرت أن لا، فقد أعرف أنه لم يكن ليذر الكذب علی الناس ويكذب علی اللہ''. (باب كيف كان بدء الوحی إلی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ۱/۴، قديمی)

بولا، کبھی وعدہ خلافی نہیں کی، ان چیزوں سے آپ کی ذاتِ اقدس بالکل پاک تھی، شخصِ مذکور کو اپنے اس قول سے رجوع اور توبہ لازم ہے(۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ۔

رام کرشن کو برا کہنا

سوال[۲۰۱۲]: رام کرشن کو برا کہنا یا برا سمجھنا چاہئے یا نہیں؟ اوران کو برا سمجھنے والے اور برا نہ سمجھنے والے کا عندالشرع کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

قیامت کے دن ان کے متعلق سوال نہیں ہوگا، بلا وجہ کسی کو بھی برا کہنا برا ہے(۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۱۱/۵/۹۶ھ۔

جو شخص قرآن وحدیث کو غلط بتلائے اس کا حکم

سوال[۱۲۱]: ہم لوگ تین آدمی مسجد بنانے کے لئے چندے کی اسکیم کر رہے تھے کہ ایک آدمی شراب پی کر ہمارے پاس کھڑا ہوگیا، تھوڑی دیر تک بات ہوتی رہی، مگر نشے میں اس نے یہ بھی کہہ دیا کہ ''مسلمانوں کا یہ قرآن وحدیث سب غلط ہے، یہ ہندو مذہب کی توہین کرتے ہیں، اس پر ہمارے ہاں ہندو مسلم جھگڑے کی نوبت بہت آگے تک پہنچ چکی''۔ اب بتائیں کہ ہم لوگ اس کے ساتھ کیا سلوک کریں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

بات معمولی تھی، حسنِ تدبیر سے ختم کی جاسکتی تھی مگر بڑھ گئی، اب بہت نرمی وشفقت سے اس کے ساتھ معاملہ کیا جائے، کسی عالم بزرگ کے پاس کسی تدبیر سے اس کو لے جا کر اس کو فہمائش کرائی جائے کہ تمہاری زبان

---

(۱) ''وفی غرر المعانی: سئل عمن قال لزوجته: خلاف مگو، فقالت المرأة: پیغمبران خلاف گفتند، قال: کلمۂ کفراست، توبہ کند ونکاح تازہ کند''۔ (الفتاوی العالمکیریة، کتاب السیر، موجبات الکفر أنواع: ومنها مایتعلق بالأنبیاء: ۲/۲۶۶، رشیدیه)

(۲) قال الله تعالیٰ: ﴿و لا تسبو الذین یدعون من دون الله فیسبوا الله عدواً بغیر علم﴾ (الأنعام: ۱۰۸)

سے بہت سخت لفظ نکل گئے ہیں (۱) ابھی توبہ کا وقت ہے توبہ کرلو، ورنہ انجام بہت سخت ہے، اس کے ساتھ سختی کا معاملہ کرنے کا نتیجہ بھی بظاہر بہت خراب ہے، اس لئے کہ دوسرے لوگ اس کے ساتھ فتنہ کرنے والے موجود ہیں، خدا جانے اس کا اثر کہاں تک پہنچے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۹/ ۸/ ۹۱ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند۔

جو شخص قرآن وحدیث کو ناقابلِ عمل بتائے اس کا حکم

سوال [۶۲۲]: ایک مسلمان کے سامنے جب خدا اور رسول، قرآن وحدیث کا حوالہ دیا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ ’’آپ تو ان سب پرانی باتوں کو لاتے ہیں، یہ دور دوسرا ہے، اس دور کے لئے اس دور کے لحاظ سے باتیں لائیں‘‘۔ ایسا مسلمان قانونِ خداوند اور احادیث کی روشنی میں کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر اس کا مقصد خدانخواستہ یہ ہے کہ قرآن وحدیث اس دور میں کارآمد نہیں، ان کے اصول واَحکام قابلِ عمل نہیں رہے، ان سے زندگی کی اصلاح نہیں ہوسکتی تو ایسا شخص مسلمان نہیں۔ معاذ اللہ۔ کذافی العالمگیری (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

---

(۱) ’’إذا أنکر آیةً من القرآن أوتسخر بآیة من القرآن، وفی الخزانة: أوعاب، کفر.‘‘ (الفتاوی العالمکیریة، کتاب السیر، موجبات الکفر أنواع: ومنها مایتعلق بالقرآن: ۲/۲۶۶، رشیدیه)

’’والحاصل أنه إذااستخف بسنة أوحدیث من أحادیثه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم، کفر‘‘. (البزازیه علی هامش الهندیه، کتاب ألفاظ تکون إسلاماًأو کفراً، الفصل الثانی، النوع الثالث فی الأنبیاء: ۶/۳۲۸، رشیدیه)

(کذافی التاتارخانیه، کتاب أحکام المرتدین، فصل فی مایتعلق بالقرآن: ۵/۴۹۰، ادارة القرآن)

وفی التاتارخانیه متعلقاً بالحدیث المبارک: ’’وإذا کان الفقیه یذکر شیئاً من العلم، أویروی حدیثاً صحیحاً، فقال له الآخر: این ہیچ نیست، وردّه .... فهذاکفر‘‘. (کتاب أحکام المرتدین، فصل فی العلم والعلماء، : ۵/۵۰۷)

(۲) ’’ولوقال: قرأت القرآن کثیراً، فمارفعت الجنایة عنا، یکفر.‘‘ (الفتاوی العالمکیریة، کتاب السیر، =

حفظ قرآن کو مکروہ کہنا

سوال[۲۲۳]: انگریز کی بادشاہی میں اگر کوئی کہہ دے کہ ''قرآن کا حفظ یاد کرنا مکروہ ہے'' شریعت کا اس کے لئے کیا حکم ہے؟ المستفتی: مولوی اطہر جان، ضلع کوہاٹ۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

جو مقدار نماز میں فرض ہے اس کا یاد کرنا فرضِ عین ہے اور تمام کا یاد کرنا فرض کفایہ اور سنت عین ہے، لہذا جو شخص مکروہ کہتا ہے وہ جہالت اور حماقت بلکہ ضلالت میں مبتلا ہے (۱)۔ اس کو مسئلہ صحیح طور سے سمجھا دیا جائے۔

''وفرض القراءة آية على المذهب، وحفظها فرض عين، وحفظ جميع القرآن فرض كفاية وسنة عين اھ''. درمختار: ۱/۵٦ (۲). فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۷/۴/۶۰ھ۔

صحیح: سعید احمد غفرلہ، مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۷/ ربیع الثانی/ ۶۰ھ۔

صحیح: عبد اللطیف، ۲۷/ ربیع الثانی/ ۶۰ھ۔

= موجبات الكفر أنواع: ومنها ما يتعلق بالقرآن: ۲/۲٦۷، رشيديه)

(وكذا في خلاصة الفتاوى، كتاب ألفاظ الكفر، الفصل الثاني، الجنس التاسع في القرآن: ۴/۳۸۹، رشيديه)

(۱) اس قسم کے الفاظ پر فقہاء نے تکفیر کی ہے:

وفي التاتارخانية: ''وإذا كان الفقيه يذكر شيئاً من العلم أو يروي حديثاً صحيحاً، فقال له الآخر: .... این سخن بچہ کار آید، درم باید کہ امروز حشمت درم راست، علم کرا بکار آید، فهذا كفر''. (كتاب أحكام المرتدين، فصل في العلم والعلماء، : ۵/۵۰۷، إدارة القرآن)

(كذا في المحيط البرهاني: كتاب السير، فصل في أحكام المرتدين، نوع في العلم والعلماء: ۵/۵٦۹، المكتبة الغفاريه، كوئٹه).

(۲) (الدر المختار، باب صفة الصلوة، فصل في القراءة، : ۱/ ۵۳۸، سعيد)

''آنتیں ﴿قل ھو اللہ﴾ پڑھتی ہیں'' کہنا

سوال[۲۲۴]: ۱......اچھے خاصے پڑھے لکھے لوگ بھوک کی حالت میں کہہ دیتے ہیں کہ ''آنتیں قل ھواللہ'' پڑھ رہی ہیں، شرعاً اس کا کیا حکم ہے؟

﴿کلا سوف تعلمون﴾ کا مطلب

سوال[۲۲۵]: ۲......داڑھی منڈانے والے داڑھی منڈانے کی تائید میں: ﴿کلا سوف تعلمون﴾ پیش کرتے ہیں، کیا یہ کفر ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

۱......خالی پیٹ آنتوں کی آواز ''قل قل'' ہوتی ہے، اس کو تعبیر کرتے ہیں کہ ''آنتیں قل ھواللہ'' پڑھ رہی ہیں (۱)۔

۲......داڑھی منڈانے والے کی تائید میں اس کو پڑھنا اور مطلب یہ لینا کہ کلا صاف کرو، یہ تحریف اور کفر ہے (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۰/۴/ ۸۷ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۰/۴/ ۸۷ھ۔

مسجد کے متعلق سخت جملہ کہنا

سوال[۲۲۶]: زید نے بکر سے کہا کہ آپ مسجد بنانے کا چندہ نہیں جمع کرتے، صرف بک بک کرتے ہیں، اس پر بکر نے غصہ میں آکر کہا کہ ''مسجد کو جہنم میں جانے دو، ہم چندہ نہیں جمع کریں گے اور نہ اس

---

(۱) عام محاورات میں ایسے الفاظ کسی کام کی شدت اور زیادتی کو بیان کرنے کے لئے کہے جاتے ہیں، ان الفاظ سے کسی شرعی حکم یا شعارِ دین کی تحقیر، توہین یا استہزاء واستخفاف مقصود نہیں ہوا کرتی کہ موجب کفر ہو۔

(۲) "قال: ومن ادعی إلی جماعة، فقال: أصلي موحداً: أی منفرداً، فإن الله تعالی قال: إن الصلوة تنهی، کفر، یعنی استدل بقوله تعالی: "تنهی" أنه بمعنی "تنها" بلغة العجم، وقد قال علیه الصلوة والسلام: "من فسر القرآن برأیه فقد کفر" مع أنه بدّل وحرّف وغیّر". (شرح الفقه الأکبر للقاری، فصل فی القرأة والصلاة، ص: ۱۶۸، قدیمی)

(وکذافی التاتارخانیة، کتاب أحکام المرتدین، فصل فیمایتعلق بالقرآن الکریم: ۵/۴۹۲، إدارة القرآن)

میں مدد کریں گے''۔ بکر پر شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

بکر نے بہت سخت جملہ کہا(۱)، اس کو توبہ واستغفار وندامت ضروری ہے، تجدید ایمان بھی کرے(۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیوبند۔

''اگر فلاں کام کروں تو امت سے خارج'' کہنا

سوال[۷۲۲]: زید اور بکر چچازاد بھائی ہیں اور دونوں کو حقیقی بہنیں منسوب ہیں اور زید عُمر میں بکر سے بڑا ہے، زید نے گاہے بگاہے کچھ معاملات میں بکر کی بے عزتی بھی کی ہے، لیکن اس کے باوجود بکر نے کوشش کی کہ دونوں میں میل ملاپ باقی رہنا چاہیے، تو زید کی عورت نے کہا کہ تم دونوں میں میل ملاپ کس طرح رہ سکتا ہے اس کی کوئی صورت ہے؟ تو زید نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا، اس پر بکر نے جواب دیا کہ میل ملاپ کی یہ صورت ہے کہ اگر ہم تمہاری طرف سے کوئی اپنے خلاف بات سنیں تو ہم تم سے تصدیق کریں گے کہ کیا تم نے ایسی بات کہی ہے؟ اور اگر تم ہماری طرف سے کوئی اپنے خلاف بات سنو تو اُس کی تصدیق کرلو۔ اگر ہماری طرف سے بات سچ ثابت ہوجائے تو تم ہمارے پچاس جوتے مار سکتے ہو، ''اگر ہم اس پر ذرا بھی اُف کریں اور تم سے خلاف ہوجائیں تو ہم قسم کھاتے ہیں کہ ہم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت میں نہیں ہیں''۔

ان مشروط باتوں کا اس وقت زید نے کوئی جواب نہیں دیا، یہ باتیں دوپہر کو ہوئیں اور رات کو نو بجے کے

(۱) اس قسم کے جملے سے کم درجے کے کلمات کہنے والے کے لئے بھی فقہاء کرام نے تعزیر دینے کی سزا تجویز کی ہے، لہذا اس طرح کے سخت جملے کی سزا اور نتیجہ اور بھی سخت ہوسکتا ہے: قال في التاتارخانية: "وسئل عن رجل قيل له: مرا یک دِرم ده، بعمارتِ مسجد حاضر شوی بہ نماز، فقال الرجل: من نہ بمسجد آیم ونہ درهم دهم، مرا با مسجد چہ کار؟ وهو مصرّ على ذلك، فقال: لايكفر، ولكن يعزر". (كتاب أحكام المرتدين، فصل في المتفرقات: ۵/ ۵۲۹، ادارة القرآن)

(وكذا في المحيط البرهاني، كتاب السير، فصل في مسائل المرتدين، فصل في المتفرقات: ۵/ ۵۸۱، الغفاريه)

(۲) "ما كان في كونه كفراً اختلاف، فإن قائله يؤمر بتجديد النكاح وبالتوبة، والرجوع عن ذالك بطريق الاحتياط". (الفتاوى العالمكيرية: كتاب السير، قبيل الباب العاشر في البغاة: ۲/ ۲۸۳، رشيديه).

قریب زید نے یہ جواب دیا کہ ہم کو مذکورہ مشروط باتیں تسلیم ہیں۔ اس کے کچھ دن بعد ایک صاحب کے یہاں شادی تھی اس کا زید سے کچھ تنازع چل رہا تھا اور بکر سے میل ملاپ تھا، اس نے بکر کو شرکتِ شادی کی دعوت دی تو اس میں شرکت کے لئے بکر نے زید سے پوچھا کہ اب ہم کو کیا کرنا چاہئے، جس کا تم سے تنازع تھا اس نے ہم کو شرکت شادی کی دعوت دی ہے، تو زید نے کہا کہ فلاں بھی چلا گیا ہے اور اس کے لئے میں کیا بتاؤں، تمہارا جی چاہے جاؤ تمہارا جی چاہے نہ جاؤ، میں کچھ نہیں جانتا، اس کے بعد بکر نے شادی میں شرکت کی۔

اب زید کہتا ہے کہ بکر نے قسم مذکورہ کھائی تھی کہ ہم زید کے خلاف نہیں جائیں گے اور اس نے شادی میں شرکت کر کے خلاف ورزی کی، لہٰذا وہ قسم کا حانث ہوگا، اس لئے وہ کافر ہوگیا اور اس کا نکاح ختم ہوگیا، اب بکر کو لازم ہے کہ بعد تجدید ایمان اپنا نکاح دوبارہ کرلے۔ کیا مذکورہ باتوں پر بکر دائرۂ کفر میں داخل ہوگیا یا زید محض بے عزتی کر رہا ہے؟ اگر ایسی بے عزتی کر رہا ہے تو زید کے لئے از روئے شرع کیا سزا ہے؟

المستفتی حافظ شکیل احمد محلّہ بڑاپورہ قصبہ زید پور۔ بارہ بنکی۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

بکر نے شادی میں شرکت زید کے خلاف ہو کر نہیں کی، لہٰذا زید اور بکر کی منقولہ گفتگو کے ماتحت بکر پر کفارۂ قسم لازم نہیں ہوا اور نہ وہ دائرۂ ایمان سے خارج ہوا، نہ تجدید ایمان لازم ہے نہ تجدید نکاح ضروری ہے(۱)۔ آئندہ امت سے خارج ہونے اور اس قسم کے دیگر کلمات سے پرہیز کیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۸/ ۵/ ۸۸ھ۔

---

(۱) "وإذاقال: هويهودي أونصراني أومجوسي أوبريء من الإسلام وماأشبه ذلك، إن فعل كذا، على أمرٍ في المستقبل، فهويمين عند نا، والمسئلة معروفة، فإن أتى بالشرط وعنده أنه يكفر، كفر. وإن كان عنده أنه لايكفر متى أتى بالشرط، لايكفر متى أتى به". (شرح الفقه الأكبر للقاري، فصل في الكفر صريحاً وكناية، ص: ۱۹۱، قديمي)

(وكذافي فتاوى قاضي خان على هامش الفتاوىٰ العالمكرية، كتاب السير، باب مايكون كفراً من المسلم ومالايكون: ۳/۵۷۳، رشيديه)

(والتاتارخانية: كتاب أحكام المرتدين، فصل في المتفرقات مِن فصل فيمايقال في ذات الله تعالى وصفاته: ۵/۴۷۵، إدارة القرآن)

’’اگر میں نے فلاں کام کیا تو مرتے وقت کلمہ نصیب نہ ہو‘‘ کہنا

سوال[۶۲۸]: زید ایک مسجد میں امامت کرتا ہے وہ حافظِ قرآن بھی ہے، لیکن اس کی عادت یہ ہے کہ جب وہ کوئی غلط کام کرلے اور لوگ اس سے اس کی وجہ پوچھتے ہیں تو فوراً کہتا ہے کہ ’’حاشا وکلا‘‘، مجھے مرتے وقت کلمہ نصیب نہ ہو اگر میں نے ایسا کیا ہو‘‘۔ کیا ان الفاظ کے استعمال کرنے سے ایمان باقی رہتا ہے یا نہیں؟ ان الفاظ کے بارے میں ایک صاحب نے کہا کہ یہ شرک ہے، نیز ہم لوگ ان کے پیچھے نماز پڑھیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

ایسا کہنا تو شرک نہیں ہے، نہ ایسا کہنے سے آدمی مشرک ہوتا ہے، لیکن بات بات پر ایسا کہنا نہایت مذموم وقبیح فعل ہے، لوگ بھی ایسے آدمی کو جھوٹا سمجھتے ہیں، اگر خدانخواستہ وہ بات غلط ہو تو یہ مرتے وقت اپنے حق میں کلمہ نصیب نہ ہونے کی بددعا ہے، اگر قبول ہوجائے تو خاتمہ کتنا خطرناک ہے۔ امام صاحب کی خدمت میں درخواست کی جائے کہ ایسا نہ کیا کریں، بغیر اس کے بھی ان کی بات کا یقین کرلیا جائے گا، لیکن اگر ثابت ہوگیا کہ ان کی بات غلط ہے تو لوگوں کی نظر میں ان کی کیا عزت رہے گی، پھر کس طرح لوگ ان کو امام بنانے کے لئے راضی ہوں گے؟ اور واقعتاً بھی مسئلہ کی رو سے جھوٹ بولنے والا اور اپنی جھوٹی بات پر ایسی قسمیں کھانے والا امامت کا اہل نہیں ہوتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۸۹/۶/۲۷ھ۔

یہ دعویٰ کہ ’’میں جب چاہوں بارش کرادوں‘‘

سوال[۶۲۹]: ایک شخص نہایت زیادہ عبادت کرنے والا ہے اور وہ بارش کے بارے میں خدائی دعویٰ کرتا ہے یعنی وہ کہتا ہے کہ ’’میں جب چاہوں بارش کرادوں اور جب چاہوں بند کرادوں‘‘ اس شخص کے بارے میں علماء کیا خیال کرتے ہیں اور نماز اس شخص کے پیچھے کیسی ہے، جائز ہے یا ناجائز؟ فقط محمد عاشق۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ تو خدائی کا دعویٰ نہیں اگر وہ یہ دعویٰ کرتا ہے کہ ’’میں جب چاہوں بارش کردوں اور جب چاہوں بند کردوں، اس میں فقط میرا حکم چلتا ہے، خدا کا حکم نہیں چلتا‘‘ تو البتہ خدا کی خدائی کا اس خاص معاملے میں

انکار ہوتا اور اپنی طرف خدا کے اس فعل کی نسبت ہوتی (۱)۔

صورتِ مسئولہ میں تو وہ یہ کہتا ہے کہ "میں جب چاہوں بارش کرادوں اور جب چاہوں بند کرادوں" مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے میرا اتنا تعلق ہے کہ وہ میری دعاء قبول فرمالیتے ہیں، لہذا ایسے شخص کی تکفیر نہیں کی جاسکتی ہے (۲)، اگرچہ اس کو ایسا دعویٰ کرنا بھی ہرگز زیبا نہیں: لقوله عليه الصلاة والسلام: "ومن يتألىٰ على الله، يكذّبه" (۳)، اس کو مناسب طریقہ سے سمجھا دینا چاہیے۔ یہ تو الفاظ مذکورہ کہنے کا حکم ہے، اگر اس کے علاوہ کچھ اَور لفظ کہتا ہو تو اس کو علیحدہ دریافت کرلیا جائے اور یہ کلمہ لوگوں کو نفرت دلانے والا ضرور ہے جس میں تقلیلِ جماعت کا اندیشہ ہے، لہٰذا اگر اس سے بہتر امامت کا اہل مل جائے تو اس کو امام بنالیا جائے، ورنہ پھر یہی سہی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲/۲/۴ ۵۴ھ۔

صحیح: عبداللطیف عفا اللہ عنہ۔

---

(۱) اللہ تعالیٰ کی صفاتِ خاصہ کی نسبت غیر اللہ کی طرف کرنا اور ان کو حقیقتاً غیر اللہ کے لئے ثابت کرنا شرک فی الصفات ہے، فقہاء نے اس قسم کے مرتکب کی تکفیر کی ہے:

قال في الفتاوى العالمكيرية: "رجل قال لمن ينازعه: أفعلُ كل يوم عشرة أمثالك من الطين، أولم يقل من الطين، فإن عَنىٰ به من حيث الخِلقة، يكفر، وإن عنى به ضعفه، لايكفر. وقعت في زماننامن هذاالجنس واقعة: أن رستاقياً قال: قد خلقت هذه الشجرة، فاتفق أجوبة المفتيين أنه لايكفر؛ لأنه يراد بالخلق في هذاالمقام عادة الغرس، حتى لوعنى حقيقة الخلق، يكفر". (كتاب السير، موجبات الكفر أنواع، ومنهامايتعلق بتلقين الكفروالأمربالارتداد: ۲/۲۸۰، مكتبه رشيديه)

(وكذافي البحرالرائق، كتاب السير، باب أحكام المرتدين: ۵/۲۰۹، رشيديه)

(وكذافي المحيط البرهاني، كتاب السير، فصل في أحكام المرتدين، نوع اٰخر في المتفرقات: ۵/۵۸۰، غفاريه)

(۲) "الكفرشيء عظيم، فلاأجعل المؤمن كافراً، متى وجدت روايةً أنه لايكفر...... وفي الخلاصة وغيرها: إذاكان في المسئلة وجوه توجب التكفير، ووجه واحد يمنع التكفير، فعلى المفتي أن يميل إلى الوجه الذي يمنع التكفيرتحسيناً للظن بالمسلم". (البحرالرائق، كتاب السير، باب أحكام المرتدين: ۵/۲۱۰، رشيديه)

(۳) (دلائل النبوة للبيهقي، باب ذكر التاريخ غزوة تبوك، باب ما روى في خطبته صلى الله تعالىٰ عليه وسلم بتبوك: ۵/۲۴۲، دارالكتب العلمية بيروت)

''شریعت کا برادری کے معاملات سے کوئی تعلق نہیں'' کہنے والوں کا حکم

سوال[۶۳۰]: یہ کہ جولوگ علانیہ یہ کہتے ہیں کہ ''شریعت کا برادری کے معاملات سے کوئی تعلق نہیں ہے'' یا کچھ لوگوں کا یہ کہنا کہ ''ہم اس معاملے میں دین کو نہیں مانتے'' ایسے لوگوں کے لئے کیا حکم ہے؟ برائے کرم بحوالہ کتب جواب سے مطلع فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلياً:

ایسا کہنا نہایت خطرناک ہے، اس سے ایمان اور نکاح کا سلامت رہنا دشوار ہے، فوراً اس سے توبہ کریں اور احتیاطاً تجدید ایمان اور تجدید نکاح بھی کرلیں، آئندہ کبھی ایسا لفظ نہ کہیں۔

"إذاقال الرجل لغيره: حكم الشرع في هذه الحادثة كذا، فقال ذلك الغير: **من بر سم كارمى كنم نه بشرع**، يكفر عند بعض المشايخ". عالمگیری: ۲/۸۹۱(۱)۔

"ماكان في كونه كفراً اختلاف، فإن قائله يؤمر بتجديد النكاح وبالتوبة، والرجوع عن ذالك بطريق الاحتياط الخ". عالمگیری: ۲/۸۹۹(۲). **فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔**

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیوبند، ۱۲/۵/۹۱ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دار العلوم دیوبند، ۱۲/۵/۹۱ھ۔

---

(۱) (الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، موجبات الكفر أنواع: ومنها مايتعلق بالعلم والعلماء: ۲/۲۷۳، رشيديه)

(وكذافي البزازيه على هامش الهنديه، كتاب ألفاظ تكون إسلاماً أو كفراً، النوع الثامن في الاستخفاف بالعلم: ۶/۳۳۸، رشيديه)

(كذافي المحيط البرهاني، كتاب السير، فصل في مسائل المرتدين، نوع في العلم والعلماء: ۵/۵۷۰، المكتبة الغفاريه، كوئٹه)

(۲) (الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، قبيل الباب العاشر في البغاة: ۲/۲۸۳، رشيديه)

(وكذافي البزازيه، كتاب ألفاظ تكون إسلاماً أو كفراً، النوع الأول في المقدمة: ۶/۳۲۲، رشيديه)

(كذافي التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فصل في إجراء الكفر: ۵/۴۶۱، إدارة القرآن والعلوم الإسلاميه، كراچى)

استنجے کے لئے کلوخ لینا اور اس کو سینما فلم کہنا

سوال[۶۳۱]: اس طرح ایک شخص نے کہا کہ مثال کے طور پر کلوخ لینا حدیث کا حکم ہے، لیکن آدھا من، ایک من کا ڈھیلا مت لو، اس کو مقدار سے زیادہ مت لیجئے۔ عالم صاحب نے اس طرح بولا تھا، عرض یہ ہے کہ قرآن وحدیث کی طرف مائل کرنے کے لئے بولا، سامعین میں سے ایک سامع بولا کہ "سینما ہے کہ فلم ہے"۔ علماء کرام کو سینما فلم کہہ کر بولا۔ ایسے شخص کے لئے کیا فتویٰ ہے؟ فقط

الجواب حامداً ومصلیاً:

کلوخ کا مسئلہ اس طرح بیان کرنا درست ہے اور سینما فلم کہنا غلط ہے، اس سے پرہیز کرنا چاہئے، کہنے والے نے قرآن وحدیث کو سینما فلم نہیں کہا بلکہ کلوخ کے مسئلہ کا جو عنوان اختیار کیا گیا ہے اس کو کہا ہے، اس لئے اس کہنے والے پر کوئی ایسا سخت حکم نہیں ہوگا جو قرآن وحدیث کی توہین کرنے والے پر ہوتا ہے (۱)، البتہ اس کو ایسا کہنے سے بھی منع کیا جائے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۱/۹/۹۰ھ۔

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۱/۹/۹۰ھ۔

یہ کہنا کہ "ہم نہیں جانتے مسئلہ کیا ہے"؟

سوال[۶۳۲]: زید کے لڑکے کی بارات گئی عمر کے یہاں، جیسا کہ رواج ہے زیورات کپڑے لڑکی کے دکھانے کا، جب دکھانے کا وقت آیا تو ایک حافظ صاحب نے منع کیا کہ یہ شریعت کے خلاف ہے، اس کے بعد ایک شخص نے یوں کہا کہ "ارے! ہم نہیں جانتے کہ مسئلہ کیا ہے، ہمیں تو کپڑا دکھاؤ" اس پر کچھ لوگوں کو شبہ ہوا کہ مسئلہ کا انکار کرنے سے خارج از اسلام ہو جاتا ہے، لہذا اس کے متعلق کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

ایسا جملہ کہنا بہت سخت بات ہے، اگر خدانخواستہ یہ مطلب ہوا کہ ہم شرعی احکام پر ایمان ویقین نہیں

---

(۱) قرآن کریم وحدیث مبارکہ کی توہین کرنے والے پر فقہاء کرام نے کفر کا حکم عائد کیا ہے:

"ویکفر إذا أنکر آیةً من القرآن أوسخر بآیة منه". (البحر الرائق، کتاب السیر، باب أحکام المرتدین: ۲۰۵/۵، رشیدیه)

رکھتے تو ایمان کا سلامت رہنا دشوار ہے (۱)، اگر یہ مطلب نہ ہوتب بھی بڑی جہالت ہے، بہرحال ایسی بات کہنے والے کو توبہ استغفار لازم ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۹۴/۲/۷ھ۔

بت خانہ کی قسم کھانا

سوال [۲۳۳] : زیداور عمر میں کسی بات پر جھگڑا ہوگیا، جس کے فیصلے کے لئے دو چار ہندو بھائی اور کچھ مسلمان بھائی کسی مزار سے کچھ فاصلے پر بیٹھے، جب زید سے زبان بندی لی گئی تو زید کو جو کچھ کہنا تھا کہا اور عمر سے زبان بندی لی گئی تو اس نے اس بت خانے پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ ''میں جو کچھ کہتا ہوں بالکل ٹھیک ہے اس بت خانہ کی قسم''۔ التجا یہ ہے کہ عمر نے ایک مسلمان ہوتے ہوئے ایسی جو قسم کھائی ہے اس سے اس کے اسلام ایمان میں کوئی نقصان تو نہیں ہوا؟ یا ہوا تو کیا کرنا ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

ضرورت پیش آنے پر اگر قسم کھائی جائے تو اللہ تعالیٰ اور اس کی صفات کی قسم کھائی جائے، کسی غیر اللہ کی قسم کھانا اور وہ بھی بت خانہ کی قسم کھانا ہرگز جائز نہیں، سخت گناہ ہے، مذکورہ صورت میں زیادہ خطرہ ہے (۲) اس

---

(۱) ''إذاقال لخصمه : من باتو بحكم خدا كارميكنم، فقال خصمه : من حكمِ خدا ندانم، أوقال : اينجاحكم نرود ......فهذاكله كفر''. (الفتاوی العالمكيرية، كتاب السير، موجبات الكفر أنواع : ومنهامايتعلق بذات الله تعالى وصفاته : ۲/ ۲۵۸، رشيديه)

(وكذافي البزازيه على هامش الهنديه، كتاب ألفاظ تكون إسلاماً أوكفراً،النوع الحادي عشرفيمايكون خطأً : ۶/ ۳۴۵، رشيديه)

(والتاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فصل في المتفرقات مِن فصل فيمايتعلق بذات الله تعالىٰ: ۵/ ۴۶۷، ادارة القرآن)

(۲) ''وعن ابن عمر رضي الله تعالىٰ عنهما قال : سمعت رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يقول :''من حلف بغيرالله، فقد أشرك''. (مشكوة المصابيح، كتاب العتق، باب الأيمان والنذور، الفصل الثاني، ص: ۲۹۶، قديمى)

قال الملاعلى القارى تحت هذاالحديث :''وأماالحلف بحياة شريف، ومثله بحياة رأسك، وحياة رأس السلطان، فذلك إن اعتقد أن البرّواجب، يكفر، وفي تتمة الفتاوى : قال على الرازى : أخاف على من قال: =

لئے تجدیدایمان وتجدیدنکاح کرادیا جائے (۱)، ندامت کے ساتھ توبہ کرکے آئندہ پوری احتیاط واجتناب کا وعدہ کرنا چاہئے۔فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبدمحمودغفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۸/۱۲/۹۲ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۸/۱۲/۹۲ھ۔

نومسلم کوطعنہ دینا

سوال[۶۳۴]: ایک شخص اپنا مذہب چھوڑ کر جواسلام کے اندرداخل ہوااس کا کیا درجہ ہے؟اوروہ نومسلم حافظ عبداللہ مرحوم کے وقت سہارنپور سے تعلیم اسلام حاصل کی ہے، جوشخص اس شخص پرطعنہ زنی کرتا ہے اوروہی اعتراض اس پرکرتا ہے اور یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ ''تیرے پیچھے نمازنہیں ہوتی'' اور یہ بھی لفظ کہاجاتا ہے کہ ''تُو چمار ہے اورکہیں چمار کے پیچھے بھی نماز ہوتی ہے''۔ یہ بھی زبان سے کہہ گزرے ہیں کہ ''اگرسورکوپاک کرنا چاہیں تووہ پاک نہیں ہوسکتا، اس لئے تُو بھی پاک نہیں ہوا ہے''۔اوراس کے علاوہ اَوربھی چندجھوٹے الزام دیئے جاتے ہیں اور یہ شخص مع جوتیوں کے مسجد پر چڑھ جاتا ہے کہ مجھ کومیانجی منع کرے گااورہم اس کومارپیٹ کرکے نکال دیں گے۔

اب عرضِ خدمت یہ ہے کہ بمطابقِ قرآن اورحدیث کے اس کا فیصلہ کیا جاوے۔

فقط والسلام محمداسماعیل نمبرداربیگوان پورضلع انبالہ۔

= وحیاتی وحیاتک أنه یکفر''. (مرقاة المفاتیح، باب الأیمان والنذور من کتاب العتق، الفصل الثانی: ۶/۳۹۵، مکتبہ حقانیہ پشاور)

(وکذافی البزازیہ علی هامش الهندیة، کتاب ألفاظ تکون إسلاماًأوکفراً، الفصل الثانی، النوع الثانی فیمایتعلق باللہ تعالی: ۶/۳۲۷، رشیدیہ)

(وکذافی التاتارخانیة، کتاب أحکام المرتدین: ۵/۴۷۷، ادارة القرآن)

(۱) "ماکان فی کونه کفراً اختلاف، فإن قائله یؤمربتجدید النکاح وبالتوبة، والرجوع عن ذلک بطریق الاحتیاط .... وإن کانت نیته الوجه الذی یوجب التکفیر، لاتنفعه فتوی المفتی، ویؤمربالتوبة والرجوع عن ذلک، وبتجدید النکاح بینه وبین امراته.''(الفتاوی العالمکیریة، کتاب السیر، قبیل الباب العاشرفی البغاة: ۲/۲۸۳،رشیدیہ)

الجواب حامداً ومصلیاً:

جو شخص نومسلم کو طعنے دیتا ہے وہ کبیرہ گناہ کا مرتکب ہے، اس کو اس نومسلم سے معافی مانگنی چاہئے اور توبہ کرنا واجب ہے، اگر توبہ نہیں کرے گا اور معافی نہیں چاہے گا تو قیامت کو سخت عذاب میں گرفتار ہوگا۔

چمار ہو یا اَور کوئی جب وہ مسلمان ہو گیا تو اس کے پہلے گناہ شرک وغیرہ سب چیزیں معاف ہو جاتی ہیں (۱)، مسلم کو سور سے تشبیہ دینا حرام ہے۔ جب اس نے نماز سیکھی اور قرآن شریف سیکھ لیا تو اس کے پیچھے نماز جائز ہوگئی، مسجد کے اوپر جوتے لیکر چڑھنا منع ہے، ایسے شخص کو نرمی سے اولاً سمجھایا جائے اگر مان جائے اور اپنی حرکتوں سے باز آ جائے تو خیر ورنہ اس سے تعلق قطع کر دیا جائے تاکہ وہ تنگ آ کر توبہ کر لے اور نومسلم کو ستانا چھوڑ دے بلکہ برادری کے ذریعہ سے اس پر زور ڈالا جاوے۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۵/ ۸/ ۵۷ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبداللطیف، ۱۵/ شعبان/ ۵۷ھ۔

حضرت پیران پیر کے ایک مصرعہ کا مطلب

سوال [۶۳۵]: قصیدۂ غوثیہ شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ کا کلام مشہور ہے، اس میں ایک شعر کے معنی تقریباً یہ ہیں: ''کہ جو دنیا کے اوپر مہینے اور دن آتے ہیں وہ اول میرے پاس آتے ہیں اور اپنی برائی بھلائی سے مطلع کرتے ہیں'' اس کا کیا مطلب ہے، کیا قصیدہ واقعی حضرت کا کلام ہے؟ فقط۔ غوث محمد ادریس ازکالکا۔

---

(۱) ''وعن عمرو بن العاص رضی الله تعالیٰ عنه قال: أتیت النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فقلت: ابسط یمینک فلأبایعک، فبسط یمینه فقبضت یدی، فقال: ''مالک یاعمرو''؟ قلت: أردت أن أشترط، قال: ''تشترط ماذا''؟ قلت: أن یُغفَرلی، قال: ''أماعلمت یاعمرو أن الإسلام یهدم ماکان قبله، وأن الهجرة تهدم ماکان قبلها''. الحدیث. رواه مسلم]]. (مشکوة المصابیح، کتاب الإیمان، الفصل الأول، ص: ۱۴، قدیمی)

قال الملاعلی القاری تحته: ''وقال بعض علمائنا: یمحو الإسلام ماکان قبله من کفر وعصیان، ومایترتب علیهما من العقوبات التی هی حقوق الله تعالیٰ''. (مرقاة المفاتیح، کتاب الإیمان، الفصل الأول: ۱/ ۱۹۰، مکتبه رشیدیه)

2

الجواب حامداً ومصلیاً:

قصیدۂ غوثیہ میں یہ شعر ضرور موجود ہے، اگر اس قصیدہ کا انتساب شیخ کی طرف صحیح ہو تو بظاہر اس کا مطلب یہ ہے کہ اس میں شیخ اپنے کشف کو بیان فرمارہے ہیں کہ جس زمانہ میں خیر اور برکت ہے اللہ تعالیٰ اس کا علم مجھے کرادیتے ہیں اور جس زمانے میں شر اور فساد ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ بتادیتے ہیں، یعنی جب لوگ اعمالِ صالحہ کرتے ہیں تو اس کا علم بھی ہوتا ہے کیونکہ اس سے اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے اور جب لوگ معصیت زیادہ کرتے ہیں تو اس کا بھی علم ہوجاتا ہے، کیونکہ اس سے اللہ تعالیٰ کا غصہ ہوتا ہے اور یہ دونوں چیزیں بسا اوقات بزرگوں کو منکشف ہوجاتی ہیں (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور، ۱۰/۲۷/ ۵۷ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ۔

مرثیۂ شیخ الہند کے ایک شعر کا مفہوم

سوال [٦٣٦]: بانی اسلام رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں، مولانا اشرف علی تھانوی کے استاذ حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب رحمۃ اللہ نے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ کی وفات پر ایک مرثیہ لکھا تھا جو ''مرثیۂ رشید احمد گنگوہی'' کے نام سے مشہور ہے، اس کے ایک شعر میں موصوف نے اعتراف کیا ہے کہ بانی اسلام رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں، وہ شعر یہ ہے ؎

---

(۱) ''وکرامات الأولیاء حق .... وکرامته ظهور أمر خارق للعادة من قِبَله غیر مقارن لدعوی .... والدلیل علی حقیقة الکرامة ماتواتر من کثیر من الصحابة ومن بعدهم بحیث لایمکن إنکاره، فتظهر الکرامة علی طریق نقض العادة للولی من قطع المسافة البعیدة فی المدة القلیلة کإتیان صاحب سلیمان علیه السلام .... بعرش بلقیس .... ومثل رؤیة عمر رضی الله تعالیٰ عنه وهو علی المنبر فی المدینة جیشه حتی قال لأمیر جیشه: ''یاساریة! الجبل الجبل''، تحذیراً له من وراء الجبل لمکر العدوّ هناک. وسماع ساریة کلامه مع بُعد المسافة الخ''. (شرح العقائد، ص: ۱۰۵، ۱۰٦، المطبع الیوسفی لکنوء) (وکذا فی شرح الفقه الأکبر للقاری، ص: ۷۹، قدیمی)

زباں پر اہلِ ہوا کی ہے کیوں اُعل ہبل
شائد اٹھا عالم سے کوئی بانی اسلام کا ثانی

شعر کا مفہوم یہ ہے کہ ''رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات پر مشرکینِ عرب اپنے سب سے بڑے بت ہبل کو مخاطب کر کے "اعل ھبل" کا نعرہ لگاتے تھے، یعنی اے ہبل! اب تو سر بلند ہو جا۔ ٹھیک کوئی اسی طرح کا نعرہ مولانا گنگوہی کی وفات پر اہل باطل نے بھی لگایا تھا، اس سے پتہ چلتا ہے کہ بانی اسلام کا ثانی دنیا سے اٹھ گیا ہے''۔ اس شعر میں بانی اسلام سے خدا کی ذات مراد نہیں لی جاسکتی، کیونکہ خدا کی ذات حی وقیوم ہے، اس کے متعلق وفات پانے کا کوئی تصور نہیں کیا جاسکتا۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

اشعار میں بسا اوقات استعارات ہوتے ہیں، مجاز کا بھی استعمال بکثرت ہوتا ہے۔ جو شخص ہر شعر کو حقیقی معنی پر ہی حمل کرنے کی کوشش کرتا ہے وہ فنِ شعر سے ناآشنا ہے۔ ایک بادشاہ نے ایک قلعہ بنانے کا حکم دیا اپنے مخصوص معتمد کو اس کی تعمیر کا ذمہ دار بنایا، جس نے بادشاہ کی پوری ہدایت کے مطابق قلعہ تعمیر کرادیا، جو کچھ مصارف ہوئے وہ خزانہ شاہی سے اس کو ملے، تکمیل پر بہت کچھ اعزاز بھی عطا ہوا، اب اگر کوئی شخص یہ کہے کہ فلاں قلعہ فلاں بادشاہ نے تعمیر کیا تو یہ بھی صحیح ہے اس لئے کہ بادشاہ ہی کے حکم سے اور اس کی ہی ہدایت کے مطابق اس کے ہی مصارف سے تعمیر ہوا ہے، اصالتاً وہی بانی ہے۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ بادشاہ کے فلاں معتمد نے یہ قلعہ تعمیر ہی کیا ہے تو ایک معنی کے اعتبار سے اس کی بھی گنجائش ہے، کیونکہ اس کے انتظام اور جد وجہد سے اس کی تعمیر ہوئی ہے، اس حیثیت سے وہ بھی بانی ہے۔ اگر کوئی شخص یہ مراد لے کہ اسلام کی بنیاد محض اپنے ذہن سے بغیر وحی الٰہی اور بغیر حکمِ خداوندی کے سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود رکھی ہے تو یہ غلط ہے، اس معنی کے اعتبار سے بانی اسلام کہنا درست نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۸/۳/۱۳۹۹ھ۔

مثنوی کے چند اشعار

سوال[۷۲۳]: براہ لطف وکرم جواب باصواب سے مطلع فرمایا جائے یہ کہ مثنوی معنوی میں جو یہ اشعار لکھے ہیں، اس کا صحیح مطلب کیا ہے؟

چونکہ بے رنگی اسیر رنگ شد موسی بافرعون اسیر جنگ شد

چوں بہ بے رنگی رسی توداشتن موسی و فرعون کر نداشتن

تابہ بحرنورخود راجع شدیم از رہائی اصل مترصع شدیم

قرآن عظیم میں ﴿ونفخ فیه من روحه وجعل لکم السمع والأبصار والأفئدة﴾ (۱) کالفظ موجود ہے، حدیث پاک میں صراحۃً یہ عبارت موجود ہے کہ ’’جب بندہ زنا کا مرتکب ہوتا ہے تو روح اس کے جسم سے نکل کراس کے سر پر سایہ کرتی ہے‘‘ (۲) یعنی اس کے کبیرہ جرم سے بیزار ہوکراس آلائش سے بری ہوجاتی ہے اور ہمیشہ معمولی جرم ہو یا کبیرہ، فاعل کواس کے جرم سے متنبہ کرتی رہتی ہے۔ ’’گوشائین‘‘ مصنفہ رامائین نے ابشراسن جوانبیا سی سے روح کی تاویل کی ہے۔ مولانا نے

خاک شدصورت و لے معنی نہ شد ہر کہ گوید شہ تو گویش نے نہ شد

مطلب یہ کہ ان باتوں سے پتہ چلتا ہے کہ روح مرنے کے بعد عالمِ ارواح میں جہاں سے واپس آتی ہے وہیں واپس چلی جاتی ہے۔ ﴿ونفخ فیه من روحه﴾ کا ترجمہ مترجم نے یہ کیا ہے ’’ڈال دیا اس میں جان اپنی جان سے‘‘ یعنی اللہ برتر نے اس میں جان اپنی جان سے ڈال دی۔ سوال یہ ہے کہ جب روح خدا کا امر ہے اوراس پر نہ عقاب ہے نہ عتاب اوروہ اپنے اصلی مقام پرواپس جاتی ہے، عالمِ اروح میں پہنچنے کے ساتھ ہی ساتھ موسی وفرعون ایک ہوجاتے ہیں، خدا اپنی جان سے اس میں جان ڈالتا ہے۔ اس کا کیا مطلب ہے؟ اس عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ روح خدا کا انس ہے، اگر صحیح ہے تو وہ کون روح ہے جس پر جسم کے ساتھ عذاب ہوتا ہے؟ کیا یہی روح ہے؟ وہ روح کون ہے جو جسم سے بوقت زنا نکل جاتی ہے اور آدمی کا معمولی جرم ہو، یا کبیرہ ہو ہر دم ملامت کرتی رہتی ہے؟ یا کوئی مادی روح ہے جس پر عذاب ہوتا ہے؟ براہ کرم اس کی صاف تشریح سے مطلع فرمائیں۔ قبر میں نکیرین میت کومخاطب کر کے کہتے ہیں ’’وماتقول فی هذا الرجل؟‘‘ یہ کون روح

---

(۱) (السجدة: ۹)

(۲) ’’عن أبی هریرة قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: ’’لایزنی الزانی حین یزنی وهو مؤمن‘‘...... قال عکرمة: قلت لابن عباس: کیف ینزع الإیمان عنه؟ قال: ’’هکذا‘‘، وشبک بین أصابعه ثم أخرجها‘‘. الحدیث. (مشکوة المصابیح، کتاب الإیمان، باب الکبائر، الفصل الأول، ص: ۱۷، قدیمی)

ہے، صحیح جواب نہ ہونے پر سخت سزادی جاتی ہے اور قبر جہنم کا حصہ ہو جاتا ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

مثنوی مولانا روم رحمہ اللہ تعالیٰ کو کسی روشن ضمیر عارف سے حل کیا جائے، وہ بھی بذریعہ تحریر نہیں بلکہ خود حاضر ہوکر، اس عاجز کو اتنی طاقت نہیں کہ ان اشعار کو حل کر سکے۔ میں نے وہ حدیث نہیں دیکھی جس میں یہ مذکور ہو کہ ارتکاب زنا کے وقت روح جسم سے نکل کر سر پر سایہ کرتی ہو، آپ اس کے الفاظ مع حوالہ لکھئے۔ ایمان کے نکلنے کا ذکر تو احادیث میں موجود ہے۔ اس سوال کے بقیہ اجزاء اس حدیث کی تحقیق پر موقوف ہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفی عنہ۔

حضرت نانوتوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ایک شعر

سوال[۶۳۸]: ایک شعر پر اعتراض ہوا ہے، ایک میلاد میں یہ شعر پڑھا گیا:

جو چھو بھی دیوے سگ کوچہ تیرا اس کی نعش — تو پھر تو خلد میں ابلیس کا بنائیں مزار

اس پر اعتراض یہ کیا جارہا ہے کہ ابلیس کا کفر پر مرنا یقینی ہے، اور کفر پر مرنے والے کو کسی چیز کی شفاعت یا برکت جہنم سے نجات نہیں دے سکتی جیسے وہ منافق جسے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا پیراہن مبارک دیا، یہ چونکہ کفر پر مرا تھا اس لئے کچھ نفع نہ ہوا، پھر ابلیس کی نعش کو جبکہ اس کا کفر پر مرنا یقینی ہے سگِ مدینہ کا چھونا مفید نہ ہوگا۔ نیز جنت میں موت نہیں پھر اس کی قبر اور مزار جنت کیسے ہو سکتی ہے؟ اس کا کوئی جواب شعر پڑھنے والا نہ دے سکا۔

ایک نے کہا کہ یہاں بھی ''جو'' حرف شرط ہے۔ لیکن اس کا رد کر دیا گیا کہ شرط اور جزا میں تعلقِ شرط درست نہیں ہے، اَور جگہ ہوتا ہے کہ شرط کے پائے جانے کے بعد جزا کا پایا جانا لازم ہوتا ہے، یہاں ایسا نہیں، کافر ہو کر مرنے والے کو سگِ مدینہ کچھ نفع نہیں دے سکتا۔ یہ شعر کیسا ہے؟ اس کا کہنے والا اس کو صحیح سمجھنے والا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ شعر بہت بڑے قصیدہ کا شعر ہے، جس شاعر نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعت کہی ہے وہ سارا قصیدہ عشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ڈوبا ہوا ہے اور اس عشق کا نتیجہ ہے کہ آپ کے دار الہجرت مدینہ منورہ سے بھی بڑی محبت ہے اور مدینہ طیبہ کے جانوروں سے بھی محبت ہے، حتی کہ وہاں کے کتوں کے مناقب میں بیان کیا ہے کہ اگر ابلیس کو وہ چھودے یعنی ابلیس اس کی صحبت سے متاثر ہوجائے (ایمان لے آئے) مخلوق کے لئے زیارت گاہ بن جائے (کہ یہ ابلیس جس نے ہزاروں برس تک نافرمانی کی اور جنت سے ملعون ہوکر نکلا، سگِ مدینہ کی صحبت سے متاثر ہوکر کفر چھوڑ کر ایمان اختیار کر کے جنت میں پہنچ جائے)۔

ابلیس کا جہنمی ہونا اس کے کفر کی وجہ سے ہے لیکن اس کو ایمان کی توفیق دیدینا قدرتِ خداوندی سے خارج اور محال نہیں بلکہ تحت القدرت داخل ہے (۱)، اس کے بعد دخولِ جنت میں کوئی اشکال نہیں، مگر چونکہ اس کا جہنمی ہونا اور کفر پر مرنے اور ایمان قبول نہ کرنے کی تصریح آچکی ہے (۲) اس لئے اللہ پاک اس کے خلاف کرے گا نہیں (۳)، ایمان قبول کر کے جنت میں جانا یقینی ہے، لہٰذا شرط اور جزا میں علاقہ تو موجود ہے جو کہ قرآن پاک میں منصوص ہے (۴)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیوبند ۲۱/ ۸/ ۸۷ھ۔

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دار العلوم دیوبند ۲۱/ ۷/ ۸۷ھ۔

---

(۱) قال اللہ تعالیٰ: ﴿إن اللہ علی کل شيء قدیر﴾ (البقرة: ۲۰)

وقال تعالیٰ: ﴿تبارک الذی بیدہ الملک وھو علی کل شيء قدیر﴾. (الملک: ۱)

(۲) قال اللہ تعالیٰ: ﴿فسجد الملائکة کلھم أجمعون إلا إبلیس، استکبر وکان من الکافرین، قال یا إبلیس ما منعک أن تسجد لما خلقت بیديّ، أستکبرت أم کنت من العالین؟ قال أنا خیر منه خلقتني من نار وخلقته من طین. قال فاخرج منھا فإنک رجیم. وإن علیک لعنتي إلی یوم الدین.......... قال فالحق والحق أقول. لأملئن جھنم منک وممن تبعک منھم أجمعین﴾ (صٓ: ۷۳-۸۵)

(۳) قال تعالیٰ: ﴿إن اللہ لا یخلف المیعاد﴾ (آل عمران: ۹)

(۴) قال تعالیٰ: ﴿إن الذین آمنوا وعملوا الصالحات، أولئک ھم خیر البریة. جزاء ھم عند ربھم جنّٰت عدن تجري من تحتھا الأنھار، خالدین فیھا أبداً، رضي اللہ عنھم ورضوا عنه، ذالک لمن خشي ربه﴾ (البینة: ۷،۸) =

اقبال کے اشعار پر اعتراض اور اس کا جواب

سوال[۹ ۲۳]: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اشعار ذیل کے بارے میں اور شرعاً ایسے شخص کے بارے میں کیا حکم ہے جو درج ذیل ہے اور سوال نمبر:۲ کا جواب صحیح ہے یا نہیں؟ بینوا وتوجروا۔

شعر:

زمن برصوفی و ملّا سلامے — کہ پیغامِ خدا گفتند مارا
ولے تاویلِ شاں درحیرت انداخت — خدا و جبرئیل و مصطفیٰ را

(اقبال)

اشعار مذکورہ پر ایک شخص نے اعتراض کیا ہے کہ شاعر نے خدا پر جہل ثابت کیا ہے اور علمائے امت وصوفیائے عظام حتی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر طنز کیا ہے، تفصیل اس کی مندرجہ ذیل ہے:

اول تحقیقِ لفظی معلوم کیا جائے، قولہ ''صوفی'' معنی اہل اللہ، ولی اللہ، ''ملا'' عالم جید ومتبحر کو کہتے ہیں ''حیرت'' معنی تعجب خیز، اور حیرت اس چیز پر ہوتی ہے جس کا علم قبل از وجود اس چیز کے نہ ہو، مثلاً ''مارکونی'' نے ریڈیو ایجاد کر کے لوگوں کو حیرت میں ڈال دیا تھا، چونکہ قبل از وجود ایجاد اس کے لوگ بے خبر تھے اور اب ریڈیو کا علم لوگوں کو ہو گیا ہے، لہٰذا اب کسی کو بھی اس کا نام سن کر یا، اسے دیکھ کر حیرت نہیں ہوتی۔

قولہ: ''در حیرت انداخت مارا'' الخ۔ اور اللہ جل شانہ کی صفت علام الغیوب ہے، قرآن وحدیث شاہدِ بیّن ہیں، اس کا کل علم ازلی وابدی ہے، نہ کہ کسبی، جملہ اشیاء اگرچہ خردترین ہو اس کے علم محیط میں ہے، کما قال اللہ تعالی: ﴿إن تَكُ مثقال حبة من خردل﴾ (۱)، پس خدا کو حیرت میں ڈالنا چہ معنی دارد!

حاصلِ کلام: شاعر نے خدا پر جہل ثابت کیا ہے اور خدا کے علمِ ازلی وابدی کو کسبی ثابت کیا ہے، ورنہ ''در حیرت انداخت'' کوئی معنی نہیں رکھتا، جو اہل علم پر اظہر من الشمس ہے، جہلِ باری تعالی ممتنع بالذات ہے،

= ''يجب أن يعلم أنه إذا كان في المسئلة وجوه توجب التكفير، ووجه واحد يمنع التكفير، فعلى المفتي أن يميل إلى الوجه الذي يمنع التكفير تحسيناً للظن بالمسلم.'' (التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فصل في إجراء كلمة الكفر: ۴۵۸/۵، ادارة القرآن)

(۱) (اللقمان: ۱۶)

جہل عیب ہے اور خداوند قدوس جملہ عیوب سے منزہ ومبرا ہے، اس کی ذات بے چوں و چرا ہے اور عیبی خدا نہیں بن سکتا اور نہ اس کے لائق ہوسکتا ہے، پس وہ خدا خدا نہ رہا جس میں عیب ہو، وہ مشابہ مخلوق ہوگیا جو حادث اور ممکن ہے "وصفاته سبحان الله من كل عيوب" اور خدا پر جہل کا تھونپنا اسی کا نام دہریت ہے اور ایسا ہی دہریت کی بناء پر حضرت شیخ المشائخ مولانا عبدالحق صاحب محدث دہلوی نے سر سید احمد خان کے اقوال وعقائد وتحریرات کے خلاف ایک ضخیم کتاب لکھی ہے اور اس میں محققین علمائے ہند کی تصدیق شدہ فتوی بھی درج کردیا ہے۔"ان شئت فارجع إليه، وجدت كما كتبنا"۔ اگر کوئی کہے کہ شاعر نے اس زمانے کے صوفی وملا کو کہا ہے سو یہ غلط ہے۔

قولہ ''گفتند مارا'' اپنے مشائخ جن کے ذریعے پیغامِ خدا سنا تھا، ان پر طنز کیا ہے۔ کیا ان مشائخ نے پیغام خدا یعنی قرآن مجید میں کوئی ترمیم وتاویل کی ہے؟ کیا ان لوگوں نے نماز، روزہ حج، زکوۃ وغیرہ میں کوئی ردوبدل کیا ہے؟ حاشا وکلا، ہرگز نہیں کیا، اگر اسے بالفرض والمحال تسلیم کرلیا جائے تو قرآن کلام اللہ، کلام اللہ نہ رہا، بقول روافض کے ''بیاض عثمانی'' ہے اور خدا کا دعوی غلط ہوگیا، قولہ تعالی: ﴿إنا نحن نزلنا الذكر وإنا له لحافظون﴾ (۱) ''ہم نے قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم اس کے محافظ ہیں'' بیان القرآن۔

نہ رہے بانس نہ بجے بانسری، صوفی ملا ان کو موردِ الزام کیونکر گردانا جائے، ان حضرات نے تو بسلسلہ علمائے ثقہ ودیندار از صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اخذ کیا ہے بلا ترمیم وتنسیخ، اور اس کے مطابق خود عمل کرتے اور کراتے ہیں، مثلاً طلاقِ ثلاثہ بیک مجلس دینے سے وہ طلاقِ مغلظہ ہوجاتی ہے حالانکہ درزمانۂ خیر القرون صلی اللہ علیہ وسلم تا بدو سال اولِ خلافت حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک طلاق سمجھی جاتی تھی، بعد ازیں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کے اصرار پر اس تین طلاق بیک وقت کو طلاقِ مغلظہ قرار دیا (مسلم شریف) (۲)

---

(۱) (الحجر: ۹)

(۲) "عن ابن عباس رضي الله تعالىٰ عنهما قال: كان الطلاق على عهد رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم وأبي بكر، وسنتين من خلافة عمر طلاق الثلاث واحدةً، فقال عمر بن الخطاب: إن الناس قد استعجلوا في أمر كانت لهم فيه إناة، فلو أمضيناه عليهم، فأمضاه عليهم". (الصحيح لمسلم، كتاب الطلاق، باب طلاق الثلاث: ۱/۴۷۷، ۴۷۸، قديمي)

اور اسی قول عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تا ایں دم علمائے عظام ومفتیان کرام عمل کررہے ہیں، سو یہ الزام تاویل حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ہوا یا متبعین ومقلدین مؤخرین پر ہوا؟

۲......حدیث: ''ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چند صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو کسی مقام پر بھیجا تھا، چونکہ زمانہ پرخطر تھا، آپ نے فرمادیا تھا کہ: ''فلاں مقام پر جب پہنچو تو وہاں عصر کی نماز نہ پڑھنا تاکہ دن کے اندر مقامِ مقصود پر پہنچ جاؤ''، جب صحابہ اس مقام پر پہنچے، دن کافی باقی تھا، بعض صحابہ نے مقصدِ کلام سمجھ کر وہاں پر عصر کی نماز ادا کی اور بعضوں نے ظاہری الفاظ پر عمل کرتے ہوئے وہاں پر عصر کی نماز ادا نہیں کی۔ جب یہ حضرات واپس ہوئے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں واقعہ مذکورہ پیش کیا، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سکوت فرمایا''(۱)۔ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سکوت بھی دلیل اثبات ہے۔

۳......اذانِ ثانی بروز جمعہ قبل در زمانہ خیر القرون تا عہدِ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہیں تھی، یہ اذانِ ثانی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رائج کیا ہے(۲) وغیرہ وغیرہ کتب حدیث میں مرقوم ہے۔

حاصلِ کلام: موردالزام حضرات صحابہ کرام ہوئے نہ کہ ناقلین وعاملین، فافہم۔ اب صحابہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مناقب بیان کئے جاتے ہیں:

(باب مناقب الصحابه رضى الله تعالىٰ عنهم، الفصل الثالث، مشكوة شريف)

۱...... "عن عبد الله بن مغفل رضى الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "الله الله فى أصحابى، الله الله فى أصحابى، لاتتخذوهم غرضاً من بعد ى (چیلنج)، فمن أحبهم فبحبى أحبهم، ومن أبغضهم فببغضى أبغضهم، ومن آذاهم فقد آذانى، ومن آذانى فقد آذى الله، ومن آذى الله فيوشك أن يأخذه". (رواه الترمذ ى) (۳)۔

۲...... "عن ابن عمر رضى الله تعالىٰ عنهما قال: سمعت رسول الله صلى الله تعالىٰ

(۱)(صحيح البخارى، كتاب المغازى، باب مرجع النبى ﷺ من الأحزاب: ۲/ ۵۹۱، قديمى)

(۲) (صحيح البخارى، كتاب الجمعة، باب التأذين عندالخطبة: ۱/ ۱۲۵، قديمى)

(۳) (مشكوة المصابيح، باب مناقب الصحابةؓ، الفصل الثانى، ص: ۵۵۴، قديمى)

علیہ وسلم یقول :"إذارأیتم الذین یسبون أصحابی، فقولوا:لعنة اللّٰہ علی شرکم". (سنن ترمذی)(۱)۔

۳ ......"عن عمربن الخطاب رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ قال: سمعت رسول للّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول: "سألت ربی عن اختلاف أصحابی من بعدی، فأوحی اللّٰہ إلیّ یامحمد! (صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم): إن أصحابك عند ی بمنزلة النجوم فی السماء بعضھاأقوی من بعض، ولکلٍ نور، مَن أخذ بشیء مماھم علیہ من اختلافھم، فھوعند ی علی ھدیً"۔ وقال:قال رسول صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم: "أصحابی کالنجوم فبأیھم اقتدیتم اھتدیتم". (رواہ رزین)(۲)۔

دوسرا جواب: یا شاعر کا طنز ائمہ اربعہ پر ہے، ان کے مسلک میں اختلافِ کثیرہ پائے جاتے ہیں، ان حضرات نے بھی بسندِ صحیح از صحابہ نقل کیا ہے، سوان پر اعتراض کرنا صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر اعتراض کرنا ہے جیسا کہ اوپر بیان کیا جاچکا ہے۔الذی لایخفی علی أھل العلم۔ بینوافجز اکم اللّٰہ أجراًجز یلاً۔

الجواب بعون الملك الوھاب مبسملاًومحمّداً ومصلیاً ومسلماً:

شعراء عام طور پر حدودِ شرع کی رعایت نہیں کرتے بلکہ تجاوز کر جاتے ہیں، بسا اوقات ان کا کلام جھوٹ کا پلندہ ہوتا ہے، اس کے باوجود مستحقِ داد قرار دیئے جاتے ہیں۔ شعر:

در شعر مپیچ ودرفنِ او
چوں اکذبِ اوست احسنِ او

مبالغہ ان کے کلام میں حد غلو واغراق تک پہنچ جاتا ہے، استعاراتِ بعیدہ استعمال کرتے ہیں، حقیقت کم ہوتی ہے، مجاز زیادہ ہوتا ہے، تخیلات وتوہمات پر کلام کی بنا رکھتے ہیں، کسی کی تعریف کرتے ہیں تو آسمان سے اوپر تک پہنچا دیتے ہیں، ہجو کرتے ہیں تو تحت الثری لے جا کر ڈالتے ہیں، طعن وطنز تو ان کا شب وروز کا مشغلہ بلکہ سخن تکیہ ہوتا ہے، اس میں کسی بڑی سے بڑی ہستی پر پھبتیاں کسنے میں بھی باک نہیں ہوتا مخلوق سے گزر کر خالق

---

(۱) (مشکوۃ المصابیح، الفصل الثالث، ص: ۵۵۴،قدیمی)

(۲) (مشکوٰۃ المصابیح، المصدر المتقدم)

جل مجدہ کو بھی نشانہ ملامت بنالیتے ہیں۔

الغرض ﴿فی کل وَادٍ یھیمون﴾ (۱)، الا ماشاء اللہ کہ بعض کا کلام حقیقت، حکمت، معرفت ہوتا ہے۔

تغییر منکر (اگر چہ کلام میں ہو) لازم ہے (اگر چہ کلام سے ہو)، وقتِ ضرورت نکیر کے ساتھ تغییر بھی لازم ہوجاتی ہے (۲)، لیکن تکفیرِ مسلم سے مھما أمکن کفِ لسان وقلم ضروری ہے، ایک کلام میں اگر سو احتمالات ہوں جن میں ننانوے احتمالات کی بناپر کفر ثابت ہوتا ہو اور ایک احتمال کی بناپر اسلام ثابت ہوتو مفتی مامور ہے کہ اسلام باقی رکھنے والے احتمال کو اختیار کرے، کفر کا فتوی نہ دے (۳)، ہاں اگر قائل کا مقصود ہی کفر ہے تو پھر تاویل مفتی نافع نہ ہوگی (۴) اور جو شخص ضلالت وغوایت کا داعی ہو اس پر فتوی بھی سخت ہے اور اس کی تعزیر بھی شدید ہے، یہ امر بھی ملحوظ رہنا ضروری ہے کہ ایک چیز تو لزومِ کفر ہے اور دوسری چیز التزامِ کفر ہے، فتویٔ تکفیر دوسری چیز پر ہوگا، پہلی چیز پر نہیں۔

اللہ رب العزت نے اس دینِ اسلام کو کامل فرمانے کا اظہار واعلان قرآن مبین میں فرمایا: ﴿ألیوم

---

(۱) (الشعراء: ۲۲۵)

(۲) "عن أبی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال: "من رأی منکم منکراً، فلیغیرہ بیدہ، فإن لم یستطع فبلسانہ، فإن لم یستطع فبقلبہ، وذلک أضعف الإیمان".

(الصحیح لمسلم، کتاب الإیمان، باب بیان کون النھی عن المنکرمن الإیمان: ۱/ ۵۰، ۵۱، قدیمی)

قال القاری: "وخلاصة الکلام: من أبصرما أنکرہ الشرع، فلیغیرہ بیدہ". (مرقاة المفاتیح، کتاب الآداب، باب الأمربالمعروف، الفصل الأول: ۸/ ۸۶۱، مکتبہ حقانیة پشاور)

(۳) "وقد ذکروا أن المسئلة المتعلقه بالکفرإذاکان لھاتسع وتسعون احتمالاً للکفر، واحتمال واحد فی نفیہ، فالأولی للمفتی والقاضی أن یعمل بالاحتمال النافی؛ لأن الخطأ فی إبقاء ألف کافرٍ أھون ومن الخطاء فی إفناء مسلم واحد". (شرح الفقہ الأکبر للقاری، بحث التوبة، ص: ۱۶۲، قدیمی).

(۴) "فی البزازیہ: إلاإذاصرح بإرادة توجب الکفر، فلاینفعہ التأویل حینئذ". (البحرالرائق، کتاب السیر، باب أحکام المرتدین: ۵/ ۲۱۰، رشیدیہ)

(وکذافی الفتاوی العالمکیریة، کتاب السیر، قبیل باب العاشرفی البغاة: ۲/ ۲۸۳، رشیدیہ کوئٹہ)

أكملت لكم دينكم﴾ الآیہ(۱)۔ حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر اعتماد فرما کر دین ان کے حوالہ فرمادیا، ایک ایک چیز کی تبلیغ کردی، تفہیم کردی، پھر اس کو دوسروں تک پہنچانے کا ان کو ذمہ دار بنادیا:"ألا فليبلغ الشاهد منكم الغائب"۔ (الحدیث) (۲)۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بے اعتمادی کرنا، ان کی نقلِ دین اور فہم دین پر تخریبی تنقید کر کے ان سے بے نیاز ہوکر خود دین کی تشریح کرنا بڑے درجہ کی گمراہی ہے اور بد دینی ہے بلکہ حضرت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مقابلہ ہے کہ جن کے مقدس نفوس پر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اعتماد فرما کر ان کو دین کا امین قرار دیا ہے ان سے بے اعتمادی اور ان کی تخریب ہے، جس کا انجام دین سے محرومی ہے اور ایسے لوگ خدا اور رسول کے باغی ہیں۔ کسی مسلم سے سوءظن قائم کرنے کے لئے دلیل قوی درکار ہے، حسنِ ظن قائم کرنے کے لئے سوءظن کی دلیل نہ ہونا بھی کافی ہے، کسی مصنف کے مجمل کلام کے لئے بہترین تشریح وہ ہے جو اسی کے کلام سے کی جائے، ہوسکتا ہے کہ کسی دوسرے کلام میں خود اس کی طرف سے تشریح کی گئی ہو، اس کے مجمل کلام کو اس تشریح کے خلاف محمل پر حمل کرنا درست نہیں، مصنف کی زندگی کا عمل اس کے کلام کی شرح کے لئے عمدہ مشعل ہے جب کہ خود اس کے کلام سے شرح نہ کی جاسکے۔

یہ چند امور بطور تمہید کے ذہن نشین کرنے کے بعد اصل سوال کا جواب ملاحظہ کریں: قرآن کریم میں ایسے الفاظ بھی موجود ہیں جن کی نسبت حق تعالیٰ کی طرف کی گئی ہے حالانکہ وہ بظاہر صفاتِ انسانیہ میں سے ہیں جیسے نسیان وغیرہ:﴿ فاليوم ننساهم كما نسوا﴾ (۳) ﴿فذوقوا بما نسيتم لقاء يومكم هذا، إنا نسينكم﴾(٤)۔ ﴿إنهم يكيدون كيداً، وأكيد كيداً﴾(٥)۔ ﴿ومكروا ومكر الله، والله

(۱) (المائدة:۳)

(۲)(مسند الإمام أحمد :۵/۴۲۲،رقم :۱۹۵۳۳)

(والصحيح لمسلم، كتاب القسامة، باب تغليظ تحريم الدماء الخ : ۲/۶۰۔۶۱،قديمی)

(وصحيح البخاری، كتاب العلم، باب ليبلغ العلم الشاهد الغائب ۱/۲۱،قديمی)

(۳)(الأعراف : ۵۱)

(۴)(السجدة : ۱۴)

(۵) (الطارق : ۱۶)

خیر الماکرین﴾(۱)۔ ﴿إنمانحن مستهزون، الله يستهزیء بهم﴾(۲)۔ یہ بلاغتِ کلام کا ایک مقام ہے اورفنِ بدیع کی ایک صنعت ہے جس کو صنعتِ مشاکلت کہتے ہیں۔ ایسے مقام پر ان الفاظ کے ظاہری وعمومی متبادر ومتعارف معانی مراد نہیں ہوتے جیسا کہ آیاتِ مذکورہ کی تفسیر سے ظاہر ہے۔ ولا يخفى على أمثالكم۔

معترض صاحب نے ''حیرت'' کو تعجب کے معنی میں لیکر اعتراض واشکال کیا ہے کہ یہ خدائے پاک اورملائکہ کرام اورحضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان کے خلاف ہے حالانکہ عجب (ع،ج،ب) کی اسناد حدیث پاک میں اللہ جل شانہ کی طرف کی گئی ہے:"(عجب) ربك يساقون إلى الجنة في السلاسل: أي عظم عنده وكبُرلديه، أعلَم الله تعالى أنه إنمايتعجب الآدمي مماعظم عنده وخفي سببه عليه، فأخبرهم بمايعرفون ليعلمواموقعهاعنده، وقيل: معناه رضي وأثاب مجازاً۔ ومنه ح:(عجب) ربك مِن شابٍ ليست له صبوة"۔ وح: "(عجب) ربكم من إلّكم وقنوطكم"۔ مجمع بحار الأنوار، :۳/۵۲۰(۳)۔ اور بھی متعدد مواقع پر لفظ عجب کا تذکرہ آیا ہے جس کی تشریح شراحِ حدیث نے کی ہے، صاحب مجمع بحارالانوار نے بھی ایسے الفاظ ذکر کئے ہیں لہذا اس لفظ کی وجہ سے مسلمان کو ایمان سے خارج کرنے کی کوشش نہ کی جائے۔فقط والله الموفق لمايحب ويرضى۔

حررہ العبد محمود غفرلہ۔

غالب کا ایک شعر

سوال[۲۴۰]: زید نے ایک شادی کی تقریب میں اپنے دوست کو تاثرات پیش کئے جونثر میں اس نے لکھے تھے اوران تاثرات میں تمثیلی طور پر غالب کا یہ شعر

نکلنا خلد سے آدم کا سنتے آئے تھے لیکن
بڑے بے آبرو ہو کر تیرے کوچہ سے ہم نکلے

لکھ دیا ہے، بکر کو یہ اعتراض ہوا کہ اس شعر کو پڑھ کر نعوذ باللہ زید نے حضرت آدم علیہ السلام کی توہین کی ہے، یہ

(۱)(آل عمران : ۵۴)

(۲)(البقرة:۱۴،۱۵)

(۳) (مجمع بحار الأنوار: ۳/۵۳۰، دائرةالمعارف العثمانيه، حيدرآباد دكن)

بات بکر نے بھری محفل میں کہی، نتیجہ یہ ہوا کہ محفل کے بہت سے افراد زید کی طرف مشکوک ہو گئے، وہ بھی یہ سمجھنے لگے کہ زید نے نعوذ باللہ توہین کی ہے، جبکہ زید برابر ان سے کہہ رہا ہے کہ میرے خیال وگمان میں بھی ان کی توہین کرنا مقصود نہ تھی، یہ برسوں کا پٹا ہوا شعر ہے، صرف تمثیل کے طور پر لکھ دیا ہے۔ آپ مہربانی فرما کر شرعی پوزیشن سے آگاہ کریں کہ کیا اس شعر کے پڑھنے سے نعوذ باللہ آدم علیہ السلام کی توہین ہوتی ہے یا نہیں؟

کیا اس شعر غالب ؎

نکلنا خلد سے آدم کا سنتے آئے تھے لیکن
بڑے بے آبرو ہو کر تیرے کوچہ سے ہم نکلے

نعوذ باللہ ان کی توہین کے برابر ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنا خلیفہ اور ابوالبشر (تمام انسانوں کے باپ) بنایا اور جنت کی نعمتوں میں رکھا، پھر ایک واقعہ پیش آیا جس کی وجہ سے زمین پر ان کو بھیج دیا، بظاہر یہ واقعہ بہت ہی عبرت کا ہے۔ شاعر کا مقصد یہ ہے کہ ہم محبوب کے نزدیک خاص عزت کے مستحق تھے، جس طرح اللہ کے نزدیک حضرت آدم علیہ السلام خاص عزت کے مستحق تھے، مگر وہ عزت سے بے گانہ ہو کر (نعوذ باللہ) جنت سے نکلے، ہم اس سے زیادہ بے آبرو ہو کر تیرے کوچہ سے نکلے۔

یہ انتہائی گستاخی اور حضرت آدعلیہ السلام کی بے ادبی ہے (۱)۔ بسا اوقات شعراء اس قسم کی گستاخی کر جاتے ہیں، خدائے پاک ان کو ہدایت دے۔ ایسے شعر کو پڑھنا بھی بہت برا ہے، ہرگز نہیں پڑھنا چاہئے اگر چہ اپنا عقیدہ صاف ہو۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

---

(۱) "وقتل نبی والاستخفاف به.........قلت: ويظهر من هذا أن ما كان دليل الاستخفاف، يكفر به وإن لم يقصد الاستخفاف .... لأن قصد الاستخفاف مناف للتصديق." (ردالمحتار، كتاب الجهاد، باب المرتد: ۴/ ۲۲۲، سعید)

شیخ سعدی کے ایک شعر میں لفظ ''بنیاد'' اور ''نااھل'' کا مطلب

سوال[۱۴۴۱]: حضرت مولانا سعدی نے فرمایا ہے ۔

پرتو نیکاں نگیرد ہر کہ بنیادش بد ست
تربیت نااہل راچو گردگاں برگنبد ست

بنیاد سے کیا مراد ہے؟ اور نااہل کون ہے؟ ﴿وأما الذين شقوا، ففي النار﴾ (۱) اور حدیث میں ''شقی'' سے جو مراد ہے، کیا وہی نااہل ہے یا اور کچھ مطلب ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

حدیث شریف میں ہے کہ: "واضع العلم في غير أهله كمقلد الخنازير الجواهر واللوء لوء والذهب" (۲)، نااہل کو علم سکھانا ایسا ہے جیسا کہ خنزیر (سور) کو جواہر موتی سونے کا ہار پہنانا، اس کی شرح میں ملاعلی قاری نے لکھا کہ ''نااہل وہ ہے جو بات صحیح نہ سمجھے، یا دینی علم کو دنیا کمانے کے لئے حاصل کرے، یا کسی بھی ایسی غرض کے لئے پڑھے جو خوشنودیٔ خداوندی کے خلاف ہو'' (۳)۔ ''شقی'' کا مصداق بے ایمان اور دوزخی ہے (۴)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفی عنہ، دار العلوم دیوبند۔

الم کے شعر میں ''حریف'' کی تحقیق

سوال[۱۴۴۲]: مندرجہ ذیل شعر خلافِ شریعت ہے یا نہیں؟ جب کہ اس کے ظاہری ترجمہ سے قرآن وحدیث کی صریحاً مخالفت ثابت ہوتی ہے اور شعر کہنے والے کو شرعی اصطلاح میں کیا کہا جائے گا؟ چونکہ

---

(۱) (هود: ۱۰۶)

(۲) (أخرجه ابن ماجه في مقدمة سننه، باب فضل العلماء والحث على طلب العلم، ص: ۲۰، قديمي)

(۳) "(وواضع العلم عند غير أهله) بأن يحدثه من لا يفهمه، أومن يريد منه غرضاً دنيوياً، أومن لا يتعلمه لله." (المرقاة شرح المشكاة، كتاب العلم، الفصل الثاني: ۱/ ۴۷۷، رشيديه)

(۴) قال الله تعالى: ﴿فأما الذين شقوا ففي النار، لهم فيها زفير وشهيق، خالدين فيها مادامت السماوات والأرض إلا ماشاء ربك، إن ربك فعال لما يريد﴾ (هود: ۱۰۶، ۱۰۷)

مندرجہ ذیل شعر میں آلم مظفرنگری نے خودکوروح الامین کا حریف ظاہر کیا، وہ بھی نغمات میں، کیا روح الامین بھی ایسے ہی نغمے پڑھتے ہیں جیسے کہ آلم مظفرنگری فرماتے ہیں؟

تری شہرت آلم پہنچی ہوئی ہے بامِ سدرہ تک ترے نغمے حریفِ نفحۂ روح الامین نکلے

الجواب حامداً ومصلیاً:

ایک استاد کے دوشاگرد، ایک ساقی کے دو مےنوش، ایک افسر کے دو ماتحت یعنی شریک کار بھی حریف کہلاتے ہیں۔ جیسے ۔

چو با حبیب نشینی و بادہ پیمائی بیاد آر حریفان بادہ پیمارا

اور جیسے ۔

حریفاں بادہ ہا خوردند و رفتند تہی خم خانہا کردند و رفتند

اور جیسے ۔

صد شکر ہے کہ ان سے ملاقات تو ہوئی ہے یہ اَور بات ہے کہ حریفانہ ہوگئی

معنی اول کے اعتبار سے روح الامین کے سب حریف ہو سکتے ہیں جس کا حاصل یہ کہ روح الامین بھی اللہ جل جلالہ وعم نوالہ کے نفحۂ تسبیح میں رطب اللسان ہے اور الم بھی نفحہ تسبیح میں مصروف ومشغول ہے، ہر دو کی تسبیح کا فرق خدا کے علم میں ہے (۱)۔ بامِ سدرہ تک تسبیح کا پہنچنا کچھ مشکل نہیں۔ قال اللہ تعالی: ﴿إليه يصعد الكلم الطيب﴾ الآیہ (۲)۔

باقی شعراء کو ایسے کلام سے احتیاط کی ضرورت ہے جس سے دوسرے لوگ غلط فہمی میں مبتلا ہوں (۳)

(۱) "وفي اليتيمة: الأصل أن لايكفر أحد بلفظ محتمل؛ لأن الكفر نهاية في العقوبة، فيستد عی نهايةً في الجناية، ومع الاحتمال لانهاية". (التاتارخانيه، كتاب أحكام المرتدين، فصل في إجراء كلمة الكفر: ۵/۴۵۹، ادارة القرآن)

(وكذافي البحر الرائق، كتاب السير، باب أحكام المرتدين: ۵/۲۱۰، رشيديه كوئٹه).

(۲) (الفاطر: ۱۰)

(۳) "اعلم أن من أراد أن يكون مسلماً عند جميع طوائف الإسلام، فعليه أن يتوب من جميع الآثام: صغيرها وكبيرها، سواء مايتعلق بالأعمال الظاهرة أو الأخلاق الباطنة، ثم يجب عليه أن يحفظ نفسه في=

اور دوسرے لوگوں کو بھی کسی کے کلام پر سخت حکم لگانے میں جلدی نہیں کرنی چاہئے (۱)۔ فقط واللہ بمافی بطن الشاعر أعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

فاضل بریلوی سے متعلق چند اشعار

سوال [۶۴۳]: ۱...... بریلی کے اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب کے کسی مرید نے یہ لکھا۔

یہ دعا ہے یہ دعا ہے یہ دعا تیرا اور سب کا خدا احمد رضا
تیری نسلِ پاک سے پیدا کرے کوئی ہم رتبہ تیرا احمد رضا
جو مدد فرمائیں دین پاک کی جیسی تونے کی ہے اے احمد رضا

اس پر کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ شاعر مولانا کو خدا مان کر مشرک ہوگیا۔

بریلوی لوگ اس کا یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ ان اشعار میں ''تیرا'' کا مخاطب احمد رضا خان ہے اور پہلے شعر میں ''اے'' ہے، شعر کا وزن درست رکھنے کے لئے محذوف ہے جیسے روز مرہ کی بولی میں محذوف ہوتا ہے جیسے غالب نے کہا ہے۔

دلِ ناداں تجھے ہوا کیا ہے آخر اس درد کی دوا کیا ہے

اس شعر کا مطلب یہ ہے کہ مولانا احمد رضا خان ہماری یہ دعا ہے کہ تیرا اور سب کا خدا تیری نسل پاک سے بچہ پیدا کرے جو تیرے ہی دین پاک کی مدد کرے۔ ان دونوں میں کس کی بات صحیح ہے؟ کیا یہ شاعر اس شعر کی وجہ سے مشرک اور کافر ہے، یا بریلوی کا بیان کیا ہوا مطلب درست ہے؟

منکر ونکیر کے سوال کے جواب میں اعلیٰ حضرت کا حوالہ

[۶۴۴] ۲...... اسی طرح ایک اَور شعر پر جھگڑا ہو رہا ہے۔

= الأقوال والأفعال والأحوال من الوقوع في الارتداد الخ". (شرح الفقه الأكبر للقاري، ص: ۱۶۱، قديمي)

(۱) "ينبغي للعالم إذا رفع إليه هذا أن لايبادر بتكفير أهل الإسلام". (البحر الرائق، كتاب السير، باب أحكام المرتدين: ۵/۲۱۰، رشيديه)

(وكذافي التاتارخانيه، كتاب أحكام المترتدين، فصل في إجراء كلمة الكفر: ۵/۴۵۹، إدارة القرآن)

نکیرین آ کے مرقد میں جو پوچھیں گے تُو کس کا ہے
ادب سے سر جھکا کر لوں گا نام احمد رضاخان کا

اس پر اعتراض ہے کہ قبر میں تین سوال ہوں گے: ۱- تیرا پروردگار کون ہے؟ ۲- تیرا دین کیا ہے؟ ۳-اس مرد (حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارے میں کیا کہتا ہے؟

یہ جواب کہ ''احمد رضاخان کا ہوں''، بیچ والے سوال کا جواب ہو نہیں سکتا، لامحالہ پہلے یا تیسرے سوال کا جواب ہوگا، تو ضروری ہے کہ شاعر نے مولانا احمد رضاخان کو خدا یا رسول مانا اور یہ دونوں کفر ہیں۔ بریلوی لوگ اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ پہلے مصرع میں ''جو'' حرف شرط ہے، مطلب یہ ہوا کہ قبر میں نکیرین یہ پوچھیں گے کہ تو کس کا مرید ہے، تو میں کہدوں گا احمد رضاخان کا۔ ''کس کا ہے'' اس کے معنی بندہ یا امتی کے نہیں بلکہ یہ ہے کہ تو کس کا مرید ہے، تو میں کہدوں گا مولانا احمد رضاخان کا۔ ''کس کا ہے'' یہ جملہ شرطیہ ہے جس کے صحیح ہونے کے لئے جزا اور شرط کا واقع میں پایا جانا ضروری نہیں جیسے کہ قرآن کریم میں ہے: ﴿قل إن كان للرحمن ولد، فأنا أول العابدين﴾(۱) اور ﴿ولئن اتبعت أهواء هم من بعد ماجاء ك من العلم، إنك إذاً لمن الظالمين﴾(۲) جیسے حضرت عمر کے متعلق ہے کہ "لو كان بعدي نبيٌ لكان عمر"(۳)۔

یہ سب ارشادات حق ہیں حالانکہ ان تینوں میں شرط یا جزاء دونوں میں کسی کا وجود نہیں اور نہ ہو سکتا ہے، نہ قیامت تک ہوگا، اسی طرح قبر میں نہ یہ سوال ہوگا کہ تُو کس کا مرید ہے اور نہ یہ جواب ہوگا کہ میں فلاں کا مرید ہوں، مگر بر سبیلِ فرض اگر سوال ہوا کہ تو کس کا مرید ہے تو جواب میں احمد رضاخان کا نام لوں گا جیسے دونوں آیتوں اور حدیث میں بر سبیل فرض ہے، اسی طرح اس شعر میں، ان دونوں میں کس کی بات صحیح ہے؟

الجواب حامداً ومصلياً:

۱...... میرے پاس وہ اصل کتاب نہیں ہے جس میں یہ تینوں اشعار درج ہیں، نہ ہی یہ معلوم ہے کہ یہ

---

(۱) (الزخرف: ۸۱)

(۲) (البقرة: ۱۴۵)

(۳) (مشكوة المصابيح، كتاب الفتن، أبواب المناقب، باب مناقب عمر بن الخطاب رضى الله تعالىٰ عنه، ص: ۵۵۸، قديمى)

کس کے اشعار ہیں۔ کلام کا مطلب متکلم کے حالات کے خلاف مراد لینا اور اس پر حکم شرعی لگانا خاص کر شرک وکفر کا فتوی دیدینا منصب افتا کے لائق نہیں ہے، اس لئے بہت حزم واحتیاط کی ضرورت ہے (۱)، بعض لوگ بے احتیاطی سے کام لیتے ہیں۔

اگر ان اشعار ثلاثہ میں خدا سے دعاء کی ہے، اس نے مولانا احمد رضا خان صاحب کو خدا نہیں کہا تو محض اس دعاء سے وہ مشرک نہیں ہوا، اگر شاعر کے حالات ایسے ہوں کہ وہ واقعۃً مولانا احمد رضا خان صاحب کے ساتھ شرک کا معاملہ کرتا ہو، ان کو ''تصرف فی الکون'' تسلیم کرتا ہو، ان کی قبر کو سجدہ کرتا ہو، ان کی نذر مانتا ہو، ان سے رزق واولاد وغیرہ مانگتا ہو جیسا کہ بعض جاہل لوگ کرتے ہیں تو پھر معاملہ خطرناک ہے، کیونکہ جو آدمی اپنے عقائد واعمال کی وجہ سے مشرک ہوجائے، اس کو مفتی کا فتوی بچا نہیں سکتا (۲)۔ الحاصل ان اشعار کی وجہ سے اس شاعر پر کفر کا فتوی نہیں دیا جاسکتا۔

۲...... اس شعر کے قائل کا حال بھی مجھے کچھ معلوم نہیں، اگر کسی نے اس کو اس شعر کی وجہ سے کافر قرار دیا ہے تو بریلوی لوگوں نے شعر کا مطلب بیان کر کے اس کو کفر سے بچالیا ہے، یہ بہت اچھا کیا، واقعی جب تک مسلمان کے کلام کا مطلب صحیح بن سکے اس کو کفر سے بچانا چاہئے (۳)۔ البتہ شاعر کو بھی ضروری ہے کہ ایسے کلام سے پورا پرہیز کرے جس کی وجہ سے اس کے اوپر شرک وکفر کی بحث چھڑ جائے اور فتنہ پیدا ہو۔ لیکن

---

(۱) ''وینبغی للعالم إذا رفع إلیه هذا أن لایبادر بتکفیر أهل الاسلام ....وفی الفتاوی الصغری: الکفر شیئ عظیم، فلاأجعل المومن کافراً متی وجدت روایةً أنه لایکفر''. (البحر الرائق کتاب السیر، باب أحکام المرتدین: ۵/۲۱۰، رشیدیه).

(وکذافی التاتارخانیة، کتاب أحکام المرتدین، فصل فی إجراء کلمة الکفر: ۵/ ۴۵۹، ادارة القرآن)

(۲) ''فی البزازیة: إلا إذا صرح بإرادة توجب الکفر، فلاینفعه التأویل حینئذ''. (البحر الرائق، کتاب السیر، باب أحکام المرتدین: ۵/۲۱۰، رشیدیه)

(وکذافی الفتاوی العالمکیریة، کتاب السیر، قبیل الباب العاشر فی البغاة: ۲/۲۸۳، رشیدیه)

(۳) وفی الخلاصة: ''إذاکان فی المسئلة وجوه توجب التکفیر، ووجه واحد یمنع التکفیر، فعلی المفتی أن یمیل إلی الوجه الذی یمنع التکفیر تحسیناً للظن بالمسلم''. (البحر الرائق المصدر السابق)

(وکذافی الفتاوی العالمکیریة المصدر السابق)

اگرشاعر نے اس کو قبر میں پوچھے جانے والے دوسرے سوال کا جواب قرار دیا ہے تب بھی یہ جواب منطبق ہوسکتا ہے، وہ اس طرح کہ مولانا احمد رضاخان صاحب نے ''وصایا شریف'' میں اپنے صاحبزادوں کو حتی المقدور شریعت پرعمل کرنے کی تاکید کی ہے اور اپنے دین ،مذہب پرعمل کرنے کو ہر فرض سے زیادہ ضروری قرار دیا ہے اور اپنے دین ،مذہب کے متعلق یہ بھی واضح کردیا ہے کہ میرادین ومذہب میری کتاب سے ظاہر ہے۔

اب شعر کا حاصل یہ نکلے گا کہ قبر میں جب سوال ہوگا کہ ''توکس کا ہے''یعنی تیرادین کس کا دین ہے تو میں سر جھکا کر کہوں گا کہ میرا دین احمد رضاخان صاحب کا دین ہے۔اس صورت میں سوال وجواب کو فرض قرار دینے کی بھی ضرورت نہیں بلکہ سوال بھی واقعی ہے اور جواب بھی واقعی۔یہ بات ضروری ہے کہ جواب یہ دینا چاہئے تھا کہ میرادین اسلام ہے،اس جگہ یہ جواب دینا تجویز کررکھا ہے کہ میرا دین احمد رضاخان صاحب کا دین ہے اور یہ اس بنا پر کہ مولانا احمد رضاخان صاحب کے متعلق یہ عقیدہ جمارکھا ہے کہ ان کا دین،مذہب بالکل اسلام ہے،اب اگر مولانا احمد رضاخان صاحب کے مذہب میں کوئی بات اسلام کے خلاف ہوتو یہ شاعر زد میں آجائے گا،اگر مولانا موصوف یہ وضاحت فرمائیں کہ دین اسلام پر پورا پورا عمل کریں یا یہ فرمائیں کہ میرادین ومذہب قرآن وحدیث سے ظاہر ہے تو زیادہ الجھاؤ پیدا نہ ہوتا،مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا بلکہ شریعت پرعمل کرنے کی ''حتی المقدور'' کی قید لگائی اور اپنے دین ومذہب پرعمل کرنے کو ہر فرض سے زیادہ فرض قرار دیا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کا دین ومذہب شریعت سے الگ کوئی مستقل چیز ہے جو ان کی کتب سے ظاہر ہے۔

چنانچہ ''رضاخانی مذہب''میں ایسی چیزیں درج ہیں جو شریعت کے موافق نہیں اور دین اسلام کے خلاف ہیں۔اگر شاعر زندہ ہو تو اس کو اپنے اس شعر سے رجوع کرلینا چاہئے (۱)،اور جواب کی ایسی تصحیح جس کے بعد نجات مل جائے اور جنت کی طرف دروازہ کھولدیا جائے اور وہ جواب وہی ہے جو کہ حدیث پاک میں

---

(۱) گویا کہ اس شخص نے غیر شرعی اور غیر ثابت امور کو دین کے اندر داخل مانا ہے اور اس قسم کا فعل تحریف فی الدین ہے جو سلب ایمان کا ذریعہ ہے۔(أعاذنا اللہ منہ)

ہے وہ یہ کہ ''میرا دین اسلام ہے''(۱)، اور آئندہ ایسے کلام سے پوری احتیاط کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۱/ ۸/ ۸۷ھ۔

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند۔

شاعر امام کے بعض اشعار

سوال[۵۶۴۵]: ایسے شاعر امام کے بارے میں شرع وقرآن وحدیث کی طرف سے کیا فتویٰ عائد ہوتا ہے؟ شاعر امام کی پوری نظم درج ذیل ہیں:

کون آئے گا ثانی میرا میرے بعد — کون پہونچائے گا پیغامِ وفا میرے بعد
پھول کی طرح جس ایک شاخ پہ بیٹھا برسوں — کیوں نہ ترسے گی گلستاں کی فضا میرے بعد
ہرطرف ذکر میرا، یاد میری، بات میری — آج پھر زندہ ہوا نامِ وفا میرے بعد
ہائے وہ زینتِ محراب ومصلی نہ رہا — بند منبر سے ہوئی حق کی صدا میرے بعد
آپ کے بعد تو ایک بزم سجائی میں نے — آپ کی بزم میں پھر کیسے لگا میرے بعد
اہلِ دل اپنا مقام آپ بنالیتے ہیں — اہل دل ہے تو مقام اپنا بنا میرے بعد
میرا اندازِ خطابت تمہیں یاد ہے کہ نہیں — سچ کہو لطف تمہیں کچھ تو ملا میرے بعد
کوئی رہزن نہ کرے راہبری کا دعویٰ — قافلے والے ہوں ہوشیار ذرا میرے بعد
میری موجودگی سے وہ جو سدا جلتے ہیں — حال اب ان کا کچھ تو بتا میرے بعد
چہرۂ دوست ہے اترا ہوا ایک بات بھی ہے — کیوں پشیماں ہوئے اہلِ جفا میرے بعد
ان کی محفل سے بہت دور چلا آیا ہوں — پھر بھی ہوگا سنا میرا گلہ میرے بعد
میں تھا موجود تو چپ سادھ لیا تم نے — واہ واہ بن گئے اب شعلہ نوا میرے بعد

---

(۱) ''وعن البراء بن عازب رضي الله تعالیٰ عنه عن رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم قال: ''یأتیه ملکان فیجلسانه فیقولان له: من ربک؟ فیقول: ربي الله. فیقولان له: مادینک؟ فیقول دیني الإسلام''. الحدیث. رواه أحمد وأبوداود.'' (مشکوة المصابیح، کتاب الإیمان، باب إثبات عذاب القبر، الفصل الثاني، ص: ۲۵، قدیمی)

یادآجاؤں اگرمیں تودعایہ دینا ساتھ آپ کے اب جاؤ خدا میرے بعد
کوئی شیخی نہیں بس یہ ہے مقامِ شاعر
نہ ملے گا تمہیں پھر مثل مرا میرے بعد

الجواب حامداً ومصلیاً:

شاعری کا تقاضا یہی ہے کہ اپنی تعریف کی جائے، اس لئے صلحاء نے شاعری کو اختیار نہیں فرمایا، تاہم منقولہ اشعار میں کہیں نبوت کا دعویٰ نہیں، صرف زورِ شاعری ہے جو کہ مناسب نہیں لیکن اس پر کوئی سخت حکم (کفر وغیرہ کا) نہیں لگ سکتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۹۶/۳/۲۴ھ۔

ریاکاری کی نماز کو گالی دینا

سوال[۶۴۶]: دس سال کا عرصہ ہوا کہ مسماۃ ہندہ زوجہ زید اپنے خاوند کے ساتھ سخت بدگذران رہتی ہے، سخت بے فرمان ہوکر تمام اثاث البیت، زیورات، پارچہ جات سمیٹ کر میکے میں روٹھ بیٹھی۔ مسماۃ ہندہ کے ورثاء نے زید کو کہا کہ تم ہندہ کو طلاق کردو، زید نے جواب دیا کہ میرا مال واسباب زیورات وغیرہ مجھے واپس دو، ہندہ کے ورثاء نے کہا کہ تمہارا مال زیورات وغیرہ ہندہ کے نان نفقہ میں مجری ہوگیا ہے کہ سات سال کا عرصہ ہوا وہ کیا کھائے پیئے، زید نے کہا اگر عورت ناشزہ ہوتو نان نفقہ شریعت میں مرد کو دینا ضروری اور لازمی ہوتو مجری کرو، ورنہ مجھے واپس دو، فریقین میں کشمکش ہوتی رہی۔ اس کے بعد ہندہ کے متعلقین نے زید پر خیار البلوغ کا جھوٹا دعوی کردیا جو شرعاً ثابت نہ ہوسکا، اس کے بعد ہندہ اوراس کے متعلقین تین سال چپ رہے اس کے بعد فسخ نکاح کی بابت یہ دعویٰ کیا کہ زید نے نماز کو سب وشتم کی ہے جو کہ زید نے اپنی گفتگو میں کہا تھا کہ ''بعض لوگ دکھلاوے کی نماز پڑھتے ہیں اس میں مُوت (۱) کیا جاوے، آگ لگائی جائے، اف! میں نے ریا کی نماز کو، جو کہ نامقبول ونامنظور چیز ہے، برا کہہ دیا، الٰہی! میری توبہ، استغفر اللہ، نعوذ باللہ من ذلک'' اسی جگہ کھڑے کھڑے کہہ دیا۔ ہندہ کے متعلقین علاقہ کے ایک مشہور مولوی کے پاس گئے اور سارا قصہ زید کی

(۱) ''پیشاب'' (فیروز اللغات، ص: ۱۳۱۰)

گفتگو کا سنایا جس پر مولوی صاحب نے حکم دیا کہ نماز کو سب وشتم کرنے والا کافر ہے، اس کی عورت اس سے طلاق ہو جاتی ہے، نکاح فسخ ہو جاتا ہے، اس کے لئے تجدید نکاح لازمی ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ہندہ کے متعلقین زید کی آگاہی کے لئے اسی مولوی صاحب کو زید کے پاس لئے گئے درآنحالیکہ زید اپنی بستی کی مسجد میں نماز پڑھا رہا تھا، مولوی صاحب نے زید کے پیچھے نماز پڑھی اور نماز کے بعد لوگوں سے الگ کر کے حال پوچھا کہ تم نے نماز کو کس طرح سب وشتم کی ہے تو زید نے جواب دیا کہ ''میں نے یہ الفاظ کہے تھے کہ ''بعض لوگ دکھلاوے کی نماز پڑھتے ہیں اس میں مُوت کیا جاوے، آگ لگائی جاوے'' کہہ کر اسی جگہ کھڑے ہوئے نادم ہو کر استغفار پڑھا، نعوذ باللہ پڑھا اور خداوند تعالیٰ سے معافی کا طلبگار رہوا''۔

مولوی صاحب نے کہا تو نے نماز کو سب وشتم کیا، ریا کار کی نماز بھی تو نماز ہوا کرتی ہے، ان الفاظ کو نکلنے سے تمہاری بیوی کو طلاق بائن ہوگئی ہے، اب ہندہ کو تم سے طلاق ہو چکی ہے، طلاق بائن میں عورت کی مرضی پر منحصر ہوا کرتا ہے کہ وہ پہلے خاوند سے نکاح کرے یا دوسری جگہ نکاح کرے، حقِ مہر تم پر لازم نہیں کیونکہ جس عورت کا نکاح شرعاً فسخ ہو جائے وہ حق مہر کی مستحق نہیں رہتی مگر نکاح فسخ ہو جاتا ہے۔

کیا ہندہ کا نکاح زید کے ساتھ اس صورت مرقومہ میں فسخ ہو جاتا ہے اور وہ اپنا نکاح دوسری جگہ کر سکتی ہے؟ بینوا بالکتاب وتوجروا یوم الحساب۔ راقم: محمد دین قریشی۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

تنقیح: زید نے جو یہ الفاظ کہے ہیں یا نقل کئے پہلے آپ اس سے اس کی تحقیق دریافت کر لیجئے، تکفیر کا مسئلہ نہایت نازک ہے، باہمی مناقشات اور دنیوی اغراض کی بنا پر کسی کو کافر بنانے کی کوشش کرنا نہایت بُری بات ہے، اگر طلاق لینے کی ضرورت ہو تو اس سے طلاق حاصل کر لی جائے۔ فقط سعید احمد غفرلہ دارالافتاء مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور، ۱۵/محرم/ ۶۱ھ۔

سائل لکھتا ہے کہ استفتاء ہذا مدرسہ امینیہ دہلی بھیجا گیا جس کا جواب حسب ذیل آیا:

مولوی صاحب کا یہ جواب صحیح نہیں، زید اس کلام سے فاسق بھی نہیں ہوا، کافر ہو جانے کے حکم کی تو کوئی وجہ نہیں، ریاء کی نماز درحقیقت نماز ہی نہیں، اس کا کلام سعدی رحمہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کے حکم میں ہے ؎

کلیدِ درِ دوزخ است آں نماز — کہ در چشمِ مردم گزاری دراز

لہٰذا اس کلام کی وجہ سے فسخ کا حکم لگانا درست نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

اس کے بعد سائل نے مظاہر علوم کے اس ہی معاملہ کے متعلق ایک جواب وسوال نقل کیا ہے لیکن اس میں سوال کے الفاظ میں اختلاف ہے، اس لئے جواب بھی مختلف ہے۔ اس کے بعد سائل مفتی سعید احمد صاحب کی تنقیحات کا جواب لکھتا ہے:

جوابِ تنقیح:

زید نے نہ فرض نماز کے متعلق کہا ہے نہ نفل نماز کے، بلکہ اس نے ریائیہ نماز کے متعلق کہا ہے۔

خط کشیدہ الفاظ نمبر: ا مندرجہ استفتاء جس کا جواب سہارن پور دارالافتاء سے آیا ہے اور اسی مولوی علاقہ نے عمل کر کے ہندہ کا نکاح ثانی دوسرے شخص سے کر دیا ہے، زید اور مولوی کے درمیان کوئی شخص گواہ نہیں کیونکہ مولوی صاحب نے زید سے تنہائی میں سب وشتم کی بابت پوچھا تھا، زید نے کہا ہے کہ مولوی صاحب کے سامنے میں نے ریائیہ نماز بیان کی ہے، مگر مولوی صاحب نے کہا کہ کوئی شخص کسی کی بابت نہیں کہہ سکتا کہ یہ ریائیہ نماز ہے یا خدائی نماز، کیونکہ انسان دیکھنے والا فرق نہیں معلوم کر سکتا کہ کون سی نماز ہے، لہٰذا سب نمازیں ایک ہیں اور تمہارا سب وشتم نماز کو ہے تمہارا نکاح ہندہ سے فسخ ہے۔

۲......غلط آپ کو لکھا گیا کہ زید نے اپنی عورت سے تجدید نکاح کیا ہے کیونکہ اس نے دوسرے علماء سے پوچھ کر اپنی تسلی کر لی ہے کہ ریائیہ نماز کو سب وشتم کرنے سے تجدید نکاح لازم نہیں آیا۔

۳......بموجب استفتاء، خاوند اس کو قائل اور تسلیم نہیں کرتا۔

۴......(**نوٹ**) زید نے مفتی مولوی علاقہ کے سامنے ریائیہ نماز تسلیم کی مگر مفتی صاحب نے سب کو ایک نماز بنا کر زید سے تسلیم کرایا اور اس نے کہا کہ واقعی عرصہ تین سال کا گزر چکا ہے کہ میں نے یہ فلاں کی بابت کہا تھا کہ خراب آدمی نماز کو آڑ بنایا ہوا ہے اور برے لوگوں سے بھی زیادہ گناہ کرتا ہے اور دکھلاوے کو کہ لوگ مجھے اچھا سمجھیں، ریائیہ نمازیں پڑھتا ہے۔

(**نوٹ**) واقعاتِ مندرجہ بالا آپ کے سامنے رکھ دیئے ہیں آپ فتویٰ تحریر فرمائیں کہ ہندہ کا عقدِ ثانی دوسرے شخص سے جائز ہے اور زید کا نکاح فسخ ہے؟ بینوا وتوجروا۔ محمد دین۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

نماز وروزہ اسلام کے رکن ہیں (۱) ان کو گالی دینا، سب وشتم کرنا، استخفاف کرنا موجبِ کفر ہے (۲)، اس میں کوئی تأمل نہیں۔ استفتاء نمبر: ۱ ۳۰ میں سائل نے جس قسم کا سوال درج کیا تھا اس کے مطابق جواب میں حکم تحریر کردیا تھا، دہلی جو سوال بھیجا گیا اس میں خصوصیت سے ریائی نماز کو دریافت کیا گیا ہے، اس کا جواب درست ہے، کیونکہ ریائی نماز درحقیقت نماز ہی نہیں (۳) اس لئے وہ قابل مدح نہیں بلکہ قابل مذمت ہے:

قال اللّٰہ تبارک تعالیٰ: ﴿فویل للمصلین الذین هم عن صلاتهم ساهون، الذین هم

---

(۱) "عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنهما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم: "بنی الإسلام علی خمس: شهادة أن لاإله إلااللہ وأن محمداًرسول اللہ، وإقام الصلوة، وإیتآء الزکوة، والحج، وصوم رمضان". (صحیح البخاری، کتاب الإیمان، باب قول النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم: "بنی الإسلام علی خمس": ۱/۶، قدیمی)

(۲) "الإستهزاء بحکم من أحکام الشرع کفر". (شرح الفقه الأکبر، قبیل فصل فی الکفر صریحاً وکنایةً، ص: ۱۷۶، قدیمی)

(۳) قال الإمام الأعظم رحمه اللہ تعالیٰ فی الفقه الأکبر: "والریآء إذاوقع فی عمل من الأعمال، فإنه یبطل أجره". وقال الملاعلی القاری رحمه اللہ تعالیٰ تحته: "(فإنه یبطل أجره): أی أجر ذلک العمل، بل یثبت وزره بحیث ظلم نفسه بوضع الشیء فی غیر موضعه، قال اللہ تعالیٰ: ﴿فمن کان یرجو لقاء ربه، فلیعمل عملاً صالحاً ولایشرک بعبادة ربه أحداً﴾: أی لاشرکاً جلیاً ولاخفیاً. وفیه إیماء إلی أنه إذاقصد الریآء والسُّمعة وقصد الطاعة والعبادة معاً، یُوصف بالشرکة مطلقاً لغلبة أحدهما علی الآخر، أوالتسویة بینهما، فإنه یبطل أجره ویثبت وزره لعموم حدیث .... "لایقبل اللہ عملاً فیه مقدار ذرة من الریآء". (شرح الفقه الأکبر، ص: ۷۸، قدیمی)

(وکذا فی الفتاوی العالمکیریة، کتاب السیر، موجبات الکفر أنواع، ومنها مایتعلق بالصلوة والصوم والزکوة: ۲/۲۶۸، رشیدیه)

وفی المرقاة شرح المشکوة: "هو لفاعله: أی ترکت ذلک العمل وفاعلَه لاأقبله، ولاأجازی فاعله بذلک العمل؛ لأنه لم یعمله لی، انتهی .... إن العمل علی الإشراک حرام إجماعاً". (کتاب الرقاق، باب الریآء والسمعة، الفصل الأول: ۹/۱۷۶، رشیدیه)

یرآؤون﴾الآیة (۱)۔ "عن أبی هریرة رضی اللّٰه تعالیٰ عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم قال اللّٰه تعالیٰ : أناأغنی الشرکاء عن الشرک، من عمل عملاً أشرک فیه معی غیری، ترکته وشرکه"، وفی روایة": فأنامنه بریء، هوللذی عمله"(۲)۔

"عن شداد بن أوس رضی اللّٰه تعالیٰ عنه قال: سمعت رسول اللّٰه یقول : "من صلی یرائی فقد أشرک، ومن صام یرائی فقد أشرک، ومن تصدق یرائی فقد أشرک". رواہ أحمد (۳)۔ مشکوة شریف(٤)۔

جس شئ کی شریعت نے مذمت کی ہواس کی مذمت موجب کفرنہیں، نہ اس سے نکاح فسخ ہوتا ہے، نہ عورت بائنہ ہوتی ہے(۵)، ایسی صورت میں عورت کودوسری جگہ نکاح بھی درست نہیں ہوتا۔سوال کی تصحیح سائل کے ذمہ ہے، اگرغلط سوال قائم کرکے جواب حاصل کرلیاتواس سے اخروی مواخذہ سے نجات حاصل نہ ہوگی اورجوشئ دراصل حرام ہےوہ حلال نہیں ہوگی اورجوحلال ہےوہ حرام نہیں ہوگی۔واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبدمحمودگنگوہی عفااللہ عنہ،۵/۴/۶۱ھ۔

ایسے الفاظ کہنابراہےمگرچونکہ ان الفاظ میں احتمال ہےاسلئے ان سےتکفیرکرناجائزنہیں(۶)محمدنصر۔

صحیح:عبداللطیف،۱۰/ربیع الثانی/۶۴ھ۔

---

(۱) (الماعون: ۴،۵،۶)

(۲) (مشکوة المصابیح، کتاب الرقاق، باب الریآء والسمعة، الفصل الأول ، ص:۴۵۴، قدیمی)

(۳) (مسند الإمام أحمد بن حنبل :۱۰۸/۵ ، رقم :۱۶۶۹۰)

(۴)(المشکوة المصدرالسابق، الفصل الثالث:۴۵۵)

(۵) "ثم إن کانت نیة القائل الوجه الذی یمنع التکفیر، فهومسلم". (الفتاوی العالمکیریة، کتاب السیر، قبیل الباب العاشرفی البغاة: ۲/۲۸۳،رشیدیه)

(وکذافی التاتارخانیة، کتاب أحکام المرتدین، فصل فی إجرآء کلمة الکفر: ۴۵۸/۵، ادارة القرآن)

(والمحیط البرهانی، کتاب السیر، فصل فی مسائل المرتدین، النوع الأول فی إجرآء کلمة الکفر: ۵۵۰/۵، غفاریه کوئٹه)

(۶) "الأصل أن لایکفرأحد بلفظ محتمل؛ لأن الکفرنهایة فی العقوبة، فیستدعی نهایةً فی الجنایة، ومع =

دینی کتب کے مترجمین کو بُرا کہنا

سوال[۷۶۴]: بعض لوگ ان علماء کو دشنام اور برا کہتے ہیں جنھوں نے کتب فقہ، حدیث، تفسیر کا اردو ترجمہ اور شرح کی ہے اور کہتے ہیں کہ ہم ان اردو کتابوں کو نہیں مانتے، عربی زبان میں ہوتی تو ضرور مان لیتے۔ ایسے شخص کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلياً:

حقانی علماء کو محض اس وجہ سے برا کہنا اور دشنام دینا کہ انہوں نے دین کی خدمت کی اور اردو میں عربی کتابوں کے تراجم کئے ہیں، کبیرہ گناہ اور سخت خطرناک ہے(۱)۔ جو مسائل حق ہیں خواہ وہ اردو میں ہوں یا عربی وغیرہ میں ان کو ماننا لازم ہے، ایسے شخص کو توبہ لازم ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مظاہر علوم سہارنپور، ۲۶/۴/۵۵ھ۔

صحیح: سعید احمد غفرلہ۔

= الإحتمال لانهاية". (التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فصل في إجراء كلمة الكفر: ۵/۴۵۹، إدارة القرآن)

(وكذافي شرح الفقه الأكبر للقاري، ص: ۱۶۲، قديمي)

(والبحر الرائق، كتاب السير، باب أحكام المرتدين: ۵/۲۱۰، رشيديه)

(۱) اس جیسے الفاظ میں اکثر کفر کا قوی اندیشہ ہوتا ہے۔ قال الملاعلي القاري: "من قال لفقيه يذكر شيئاً من العلم: .... هذاليس بشيء، أو قال: لأيّ أمر يصلح هذاالكلام؟......... كفر". (شرح الفقه الأكبر، فصل في العلم والعلمآء، ص: ۱۷۵، قديمي)

(وكذافي الفتاوى العالمكيرية كتاب السير، موجبات الكفر أنواع ومنهامايتعلق بالعلم والعلمآء: ۲/۲۷۱، رشيديه)

اور عالم کو بغیر کسی سبب کے سب وشتم کرنے میں بھی اندیشۂ کفر ہے: في الفتاوى العالمكيرية: "ويخاف عليه الكفر إذاشتم عالماً أوفقيهاً من غير سبب". (الفتاوى العالمكيرية، المصدر السابق: ۲/۲۷۰)

(وكذافي البحر الرائق، كتاب السير، باب أحكام المرتدين: ۵/۲۰۷، رشيديه)

ڈاکٹر فضل الرحمٰن پاکستان کے اقتباسات ضلالت آمیز

سوال[۶۴۸] : ایک شخص اپنی تحریر میں اس قسم کے جملہ استعمال کرتا ہے:

۱......''معراج کا واقعہ ایک افسانہ ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھائے جانے کے مقابلہ میں گھڑا گیا ہے'' (۱)۔ (اسلام، ص:۱۴، مصنفہ ڈاکٹر فضل الرحمٰن، صدر ادارہ تحقیقات اسلامیہ اسلام آباد، پاکستان)۔

۲......''قرآن مجید میں انبیاء سابقین کے واقعات ماضیہ سے متعلق جتنے قصے اللہ تعالیٰ نے بیان کئے ہیں وہ بے بنیاد واقعات ہیں جو یہود و نصاریٰ کے مقابلہ میں گھڑے گئے ہیں''۔(ایضاً، ص:۱۶)۔

۳......''حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صرف انسان کے اخلاق کی اصلاح کرنے والے تھے''۔(ایضاً، ص:۱۷)۔

۴......''حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عرب قوموں کی تنظیم میں مصروف رہنے کی وجہ سے انہیں حکومت بنانے کے قوانین مرتب کرنے کی فرصت نہیں ملی''۔(ایضاً، ص:۲۸)۔

۵......''حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایامِ جاہلیت کی رسوم کے مطابق متعدد شادیاں کی تھیں، یہ کوئی شانِ نبوت نہیں ہے''۔(ایضاً، ص:۲۹)۔

۶......''نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس وحی آئی تھی، یہ بات یہود اور نصرانیوں کو قائل کرنے کے لئے ان کے عقائد کے مطابق بنائی گئی ہے''۔(ایضاً، ص:۳۱)۔

۷......''حضرت جبرئیل امین کی کسی جسمانی صورت کا کوئی ثبوت نہیں ہے''۔(ایضاً، ص:۳۱)۔

۸......''قرآن شریف اللہ تعالیٰ اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دونوں کے الفاظ سے عبارت ہے، اس میں صرف اللہ ہی کے الفاظ نہیں''۔(ایضاً، ص:۳۱)۔

۹......''وحی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دل کی آواز ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں''۔(ایضاً، ص:۳۳)۔

۱۰......''قرآن کریم میں صرف تین وقت کی نماز کا ذکر ہے، باقی دو وقت کی نمازیں بعد میں شامل کی گئی ہیں''۔ (ایضاً، ص:۳۲)۔

۱۱...... ''قرآن شریف کوئی قطعی دلیل نہیں''۔ (ایضاً، ص:۳۷)۔

۱۲...... ''زکوۃ عوام کے بہبود کے لئے ایک قسم کا ٹیکس ہے یہ کوئی عبادت نہیں اور حکومت وقت ضرورت کے مطابق اس میں کمی بیشی کرسکتی ہے''۔ (ایضاً، ص:۳۷)۔

۱۳...... ''قرآن شریف میں اجتہاد کی گنجائش ہے''۔ (ایضاً، ص:۳۹)۔

۱۴...... ''نامکمل اسلام کی تکمیل صرف مغربیت کی رہنمائی سے ہوسکتی ہے''۔ (ایضا، ص:۱۱۶)۔

(نقل مطابق اصل، از روزنامہ نوائے وقت، ۲۶/ اگست ۶۸ء، ص:۶)۔

۱۵...... ''جانور ذبح کرنے والے کا مسلمان ہونا اور تکبیر پڑھنا ضروری نہیں''۔ (ادارہ تحقیقات اسلامیہ کا فتوی)۔

مذکورہ بالا تحریریں آپ نے پڑھ لیں، اب آپ فرمائیں کہ جس شخص کی ایسی تحریریں ہوں وہ اس لائق ہے کہ اسے مسلمان سمجھا جائے اور کیا ایسا شخص تحقیقاتِ اسلامی جیسے ادارہ کا ڈائرکٹر ہوسکتا ہے؟ اور جو حکومت ایسے شخص کو اس عہدے پر مقرر کرے، کیا وہ حکومت بھی مجرم ہے یا نہیں؟ اور کیا ڈاکٹر فضل الرحمٰن جیسے شخص کی اسلام کے بارے میں نظر بالغ ہے یا نہیں؟ قرآن وسنت کے عین مطابق جواب دیکر عنداللہ ماجور ہوں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

ڈاکٹر فضل الرحمٰن کی مذکورہ کتاب اور نوائے وقت ہمارے پاس نہیں، کہیں سے حاصل کر کے بھی مطالعہ کا موقع نہیں ملا۔ جو اقتباسات آپ نے نقل کئے ہیں اگر ان کا یہی مطلب ہے، سیاق وسباق سے دوسرا مطلب نہیں ہوجاتا اور مصنف کی مراد بھی وہی ہے جو الفاظ سے ظاہر ہے، تو یہ نہایت گمراہ کن عبارات ہیں، اسلام کے مسلمہ ومتفقہ اصول کے خلاف ہیں، ان کا پڑھنا اور ان پر یقین رکھنا تصدیقِ اسلام کے منافی ہے۔ بعض عبارت پر یقین رکھنے سے بالکل ہی ایمان جاتا رہے گا اور بعض سے ایمان خراب ہوجائے گا۔ ایسی باتوں کا معتقد ہرگز اس لائق نہیں کہ اس کو اسلام کے بارے میں بالغِ نظر کہا جائے، اس کو تو دائرہ اسلام میں رکھنا بھی دشوار ہے، وہ تو ایسے باطل عقائد کی بنا پر اسلام سے خارج ہوگیا، تاویلات سے بھی روکنا آسان نہیں (۱)، اس کو کسی دینی ادارہ

---

(۱) نبحث هنا تحقيقاً على نمط التخريج عن بعض نكات السوال التى هى مشتملة على ألفاظ صريحة غير محتمله، و أماغير المصرحة المحتملة، فقد تركناها ضيقاً للمقام. و ذلك البعض: أى الألفاظ =

....

= المشتملة علی الکفر یلزم منه الکفر قطعاً إنکاراً للنصوص القطعیة من الکتاب والسنة:

فأماقوله الأول: ''معراج کا واقعہ'' الخ، فمخالف لنص القرآن القطعی، والأحادیث الصحیحة، أما الکتاب فقد قال الله تعالیٰ: ﴿سبحان الذی أسری بعبده لیلاً من المسجد الحرام إلی المسجد الأقصی الذی بارکنا حوله، لنریه من آیاتنا، إنه هو السمیع البصیر﴾ (الإسرآء: ۱)

وأما الحدیث فقد روی: "عن أنس بن مالک رضی الله تعالیٰ عنه قال: کان أبوذر رضی الله تعالیٰ عنه یحدّث عن رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم قال:" فرج عن سقف بیتی وأنا بمکة، فنزل جبرئیل علیه السلام، ففرج صدری، ثم غسله بمآء زمزم، ثم جآء بطست من ذهب ممتلیء حکمةً وإیماناً فأفرغه فی صدری، ثم أطبقه، ثم أخذ بیدی، فعرج بی إلی السمآء، فلما جئت إلی السماء الدنیا، قال جبرئیل علیه السلام لخازن السماء: إفتح، قال: من هذا؟ قال: هذا جبرئیل، قال: هل معک أحد؟ قال: نعم معی محمد، فقال: أأ رسل إلیه؟ قال: نعم، فلما فتح، علونا السمآء الدنیا". الحدیث. (صحیح البخاری، کتاب الصلوة، باب کیف فرضت الصلوة فی الإسرآء: ۱/۵۰، قدیمی)

وأما قوله الثانی: ''قرآن میں بیان شدہ قصے بے بنیاد ہیں'' فهذا کذب صریح علی الله تعالیٰ، لقوله تعالیٰ لیوسف علیه السلام: ﴿نحن نقص علیک أحسن القصص بما أوحینا إلیک هذا القرآن، وإن کنت من قبله لمن الغافلین﴾ (یوسف: ۳)

فلو کانت القصص المذکورة فی القرآن لا أصل لها، فکیف قال تعالی لها: "أحسن القصص" وهذه القصة من جملة القصص، وأیضاً ذکرت تلک القصص لحِکمٍ کثیرة، منها ماقاله العلامة الآلوسی: "وأقوی مایجاب به أن قصص الأنبیآء إنما کررت؛ لأن المقصود بها إفادة إهلاک من کذبوا رسلهم، والحاجة داعیة إلی ذلک کتکریر تکذیب الکفار للرسول صلی الله تعالیٰ علیه وسلم، فلما کذبوا، أنزلت قصة منذرة بحلول العذاب کماحلَّ بالمکذبین". (روح المعانی: ۱۲/۱۶۷، دار إحیاء التراث العربی)

وأما قوله السادس: ''حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس وحی آتی تھی'' الخ، فمفهومه أن الوحی کان مخترعاً من جهة النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم، وأنه لم یکن منزلاً من الله تعالیٰ علی زعم هذا القائل، وهو کذب واختراع وافترآء کماافترت الیهود والنصاری علی الله تعالیٰ ورسله، فصاروا مردودین من جناب الحق تعالیٰ، مخذولین بکید الشیاطین، وسماهم الله الکافرین الملحدین. ....=

کا رہنما، رہبر بنانا، اس ادارہ کو تباہ کرنا ہے۔ فقط واللہ یہدی من یشاء إلی صراط مستقیم ۔

حررہ العبد محمود عفی عنہ، دار العلوم دیوبند، ۱۳/ ۶/ ۸۸ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دار العلوم دیوبند۔

= قال اللہ تعالیٰ: ﴿إناأوحیناإلیک کماأوحیناإلی نوح والنبیین من بعدہ﴾ الآیة .وقال تعالیٰ: ﴿لکن اللہ یشھد بماأنزل إلیک أنزلہ بعلمہ والملائکة یشھدون، وکفی باللہ شھیداً﴾. (النسآء: ۱۶۳، ۱۶۶)

وقال تعالیٰ:﴿وقال الملأ من قومہ الذین کفرواوکذبوابلقآء الآخرة وأترفناھم فی الحیاة الدنیا ماھذاإلابشرمثلکم (إلی قولہ) إن ھوإلارجل افتری علی اللہ کذباً ومانحن لہ بمؤمنین﴾. (المؤمنون: ۳۳، ۳۸)

فمن کذّب ھذہ النصوص فھوکافر، ومن أصحاب النار، کماقال تعالیٰ: ﴿والذین کفروا وکذبواباٰیاتنا، أولئک أصحٰب الجحیم﴾ (المائدة: ۱۰)

وأماقولہ الثامن: ''دونوں کے الفاظ سے عبارت ہے'' فمعارض لنص الکتاب الصریح: قال اللہ تعالیٰ: ﴿ومایںطق عن الھوی، إن ھوإلاوحی یوحی﴾ (النجم: ۴) وقال تعالیٰ: ﴿قل اللہ شھید بینی وبینکم، وأوحی إلیّ ھذاالقرآن لأنذرکم بہ ومن بلغ﴾ الآیة (الأنعام: ۱۹)

وأماقولہ الحادی عشر: ''قرآن شریف کوئی قطعی دلیل نہیں'' فھذاإعراض عماقالہ تعالی فی شأن کتابہ العزیز: ﴿إن ھوإلاوحی یوحی، علمہ شدید القوی، ذومرة فاستوی، وھوبالأفق الأعلی﴾ (النجم: ۴،۵،۶،۷)

وقال تعالیٰ: ﴿إنہ لقول رسول کریم، ذی قوة عند ذی العرش مکین، مطاع ثَمّ أمین، وماصاحبکم بمجنون، ولقد رآہ بالأفق المبین، وماھوعلی الغیب بضنین، وماھوبقول شیطان رجیم﴾(التکویر: ۱۹، ۲۵)

وأماقولہ الرابع عشر: ''نامکمل اسلام'' ففیہ إنکارلقولہ تعالیٰ: ﴿ألیوم أکملت لکم دینکم وأتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الإسلام دیناً﴾ الآیة (المائدة: ۳).

لماثبت أن ھذہ النکاة المذکورة معارضة لنص الکتاب والسنة،وإنکارٌ و تمسخرٌبھما، فنقول: إن الفقھآء رحمھم اللہ تعالیٰ قطعواحکم الکفرعلی ھذامثل الزعیم، فقال فی التاتارخانیة: ''إذاأنکرآیةً من القرآن أوسخربآیة من القرآن، وفی الخزانة: أوعاب، فقد کفر''. (کتاب أحکام المرتدین، فصل فیمایتعلق بالقران: ۵/ ۴۹۰، إدارة القرآن)

وفی شرح الفقہ الأکبرللقاری: ''وکذا(أی یجب إکفار) من .... جحد وعداً أووعیداً مماذکرہ اللہ تعالیٰ فی القرآن، أوکذب شیئاً منہ: أی من أخبارہ،وھذاظاھرلامِریة فی أمرہ، ولامخالفة لحکمہ ...... أوأنکرآیةً من القرآن، أوعاب شیئاً من القرآن .... کفر''. (فصل فی القرآء ة والصلاة، ص: ۱۶۷، قدیمی) .... =

''مجھ کو جہنم کا سب سے نچلا طبقہ منظور ہے، اللہ تعالیٰ کی ایسی تیسی'' کہنا (نعوذ باللہ)

سوال [۹۴۹]: زید اور عمر دونوں حقیقی بھائی ہیں، زید بڑا ہے عمر چھوٹا ہے، دونوں میں ایک رات جھگڑا ہو رہا تھا تو بڑے بھائی کی بدعنوانیوں کی بنا پر چھوٹے بھائی نے کہا کہ تمہارے یہ اعمال، اللہ کے یہاں تمہارا کیا حشر ہوگا، تو بڑے بھائی نے کہا کہ ''مجھ کو جہنم کا سب سے نچلا طبقہ منظور ہے''، پھر دوسری رات میں بھی جھگڑا ہوا اور زیادہ خطرناک صورت ہوگئی، تو بیچ بچاؤ کرنے والوں نے بڑے بھائی زید سے کہا کہ خدا کے لئے چپ رہو، تو زید نے برملا کہا کہ ''اللہ تعالیٰ کی ایسی تیسی'' (نعوذ باللہ)۔ کیا زید کے یہ دونوں جملے کلمہ کفر ہیں؟ اگر ہیں تو ایسی صورت میں زید کے لئے کیا حکم ہے؟ اور کیا اس سے نکاح پر بھی اثر پڑے گا؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ کلمات نہایت سخت ہیں ان سے ایمان کا باقی رہنا دشوار ہے(۱)، مگر ایسے شخص کے واسطے فتویٰ

= (وكذافي الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، موجبات الكفر أنواع، ومنها مايتعلق بالقرآن: ۲/۲۶۶، رشيديه)

"من رد حديثاً، قال بعض مشايخنا: يكفر، وقال المتأخرون: إن كان متواتراً، كفر. أقول: هذا هو الصحيح، إلا إذا كان رد حديث الآحاد من الأخبار على وجه الإستخفاف والإستحقار والإنكار". (شرح الفقه الأكبر للقارى رحمه الله تعالىٰ، قبيل فصل فى القرآءة والصلوة، ص: ۱۶۶، قديمى)

(۱) "وفى العتابية: ثم الأصل أن جحود أمر الله تعالىٰ وأمر رسوله كفر، چنانچه گويد: .... اگرچه خداى مرا بهشت فرستند نروم". (التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فصل فى رد الأوامر الشرعية: ۵/۴۸۶، ادارة القرآن)

وفيها: "قيل له: لاتعص الله، فإن الله يدخلك النار، فقال: من از دوزخ نه انديشم"۔........... كفر فى هذا كله". (التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فصل فى رد الأوامر الشرعية: ۵/۴۸۶، ادارة القرآن)

"يكفر إذا وصف الله تعالىٰ بمالايليق به". (الفتاوى العالمكيرية كتاب السير، الباب التاسع، موجبات الكفر، أنواع، منها مايتعلق بذات الله تعالىٰ: ۲/۲۵۸، رشيديه)

(وكذافي التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فصل فيمايقال فى ذات الله تعالىٰ: ۵/۴۶۱، ادارة القرآن)

کیا کارآمد ہوگا، کسی عالم صالح بزرگ کے پاس اس کو لے جائیں، وہ نرمی اور شفقت سے اس کو سمجھادیں اور تجدید ایمان اور تجدید نکاح کرادیں (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۱۵/۱۱/۹۹ھ۔

نیند کو نماز سے بہتر کہنے پر کیا حکم ہے؟

سوال [۲۵۰]: بعد نماز عشاء ایک آدمی نے اپنی لیٹی ہوئی بیوی سے کہا نماز پڑھ لو، بیوی نے کہا مجھے نیند آرہی ہے، اس کے جواب میں مرد نے کہا کہ نیند یعنی سونا بہتر ہے یا نماز بہتر ہے؟ تو بیوی نے جواب دیا کہ نیند بہتر ہے، اس صورت میں عورت پر کفر لازم آتا ہے یا نہیں؟ نیند کو نماز سے اچھا بتانے والا آدمی کیسا ہے؟ اسلام میں داخل رہے گا یا خارج از اسلام ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

نیند کا نماز سے بہتر ہونا جو کہ بیوی نے جواب میں کہا ہے، وہ باعتبارِ تقاضۂ طبیعت کے ہے یعنی اس وقت سونے کو طبیعت چاہتی ہے، نیند کا غلبہ ہے، نیند ہی اچھی لگتی ہے، اس کا یہ مطلب نہیں کہ خدائے پاک کے نزدیک نیند کا مقام نماز عشاء سے بلند ہے کہ اگر کوئی عشاء کی نماز نہ پڑھے بلکہ سوجائے تو وہ خدائے تعالیٰ کے نزدیک پیارا ہے اس سے جو نماز پڑھے، اس لئے بیوی پر کوئی سخت حکم نہیں لگایا جائے گا (۲)۔ البتہ اس قسم کے

---

(۱) "ماکان فی کونه کفراً اختلاف، فإن قائله یؤمر بتجدید النکاح وبالتوبة، والرجوع عن ذلک بطریق الإحتیاط ...... ثم إن کانت نیة القائل .... الوجه الذی یوجب التکفیر، لاتنفعه فتوی المفتی ویؤمر بالتوبة والرجوع عن ذلک، وبتجدید النکاح بینه وبین امرأته". (الفتاوی العالمکیریة، کتاب السیر، قبیل الباب العاشر فی البغاة: ۲/۲۸۳، رشیدیه)

(وکذا فی التاتارخانیة، کتاب أحکام المرتدین، فصل فی إجرآء کلمة الکفر: ۵/۴۵۸، ادارة القرآن)

(وکذا فی المحیط البرهانی، کتاب السیر، فصل فی مسائل المرتدین، النوع الأول فی إجرآء کلمة الکفر: ۵/۵۵۰، غفاریه کوئٹه)

(۲) "إذاکان اللفظ محتملاً، فلایحکم بکونه کفراً، إلاإذاصرح بأنه نوی المعنی الأول فتأمل .... لاسیماً، وقد ذکروا أن المسئلة المتعلقة بالکفر إذاکان لهاتسع وتسعون احتمالاً للکفر، واحتمال واحد =

لفظ بولنے سے اس کو منع کیا جائے گا وہ توبہ کرے، آئندہ ایسا نہ کہے، نکاح بدستور قائم ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۱۳/۶/۹۶ھ۔

مناظرہ سکھانے کے لئے کفریات بولنا کیسا ہے؟

سوال[۱۵۱]: ہمارے یہاں ایک دینی مدرسہ میں تعلیماً طلبہ کو مناظرہ کی تمرین کرائی جاتی ہے، ایک طالب علم اپنے آپ کو کبھی کافر، کبھی بدعتی، کبھی مرزائی، کبھی مودودی ظاہر کرتا ہے، جب اپنے کو کافر ظاہر کرتا ہے تو خدا کا انکار اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت کا انکار کرتا ہے، دوسرا طالب علم اس کو کافر وغیرہ الفاظ سے مخاطب کر کے اس کا جواب دیتا ہے اور جب بدعتی ظاہر کرتا ہے تو علماء دیوبند کو گالیاں دیتا ہے اور ان کو کافر بتلاتا ہے، دوسرا طالب علم اس کو جواب دیتے ہوئے گمراہ خان وغیرہ کہتا ہے، یہی صورت تب بھی ہوتی ہے جب مرزائی یا مودودی اپنے کو ظاہر کرتا ہے۔

غرض جب کسی فرقہ کی وکالت کرتا ہے، تو فرقِ باطلہ کے عقائد تو نہیں رکھتا، لیکن ان کے وہ کلمات جو شرعاً ناجائز ہیں استعمال کرتا ہے۔ مذکورہ صورت کبھی کبھی مدرسہ کے جلسہ میں ہوتی ہے، اس میں بعض مرتبہ جلسہ کو دلچسپ بنانا بھی مقصد ہوتا ہے، اور ایسا کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ یہاں مدرسہ کے اساتذہ میں اختلاف ہے، کوئی درست کہتا ہے کوئی غلط۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر فرقہ باطلہ ہالکہ سے مناظرہ سکھایا جائے تو کسی طالب علم کا اپنے آپ کو ان فرقوں میں شمار کرنا اور اہل حق کی تضلیل وتکفیر کرنا ہرگز ہرگز جائز نہیں، سخت معصیت ہے بلکہ اپنے ایمان کا خطرہ ہے۔ اقرار کفر اور اجرائے کلمۂ کفر اگرچہ اعتقاداً نہ ہو، استہزاءً ہو تو اس کو بھی فقہاء نے موجبِ کفر لکھا ہے، جیسا کہ

= فی نفیه، فالأولی للمفتی والقاضی أن یعمل بالإحتمال النافی ؛ لأن الخطأ فی إبقاء ألف کافر أهون من الخطأ فی إفنآء مسلم واحد". (شرح الفقه الأکبر للقاری رحمه الله تعالیٰ، بحث التوبة، ص: ۱۶۲، قدیمی)

(وکذا فی الفتاوی العالمکیریة، کتاب السیر، قبیل الباب العاشر فی البغاة: ۲/۲۸۳، رشیدیه)

(وکذا فی التاتارخانیة، کتاب أحکام المرتدین، فصل فی إجرآء کلمة الکفر: ۵/۴۵۸، ادارة القرآن)

مجمع الانہر(۱) عالمگیری (۲) شامی (۳) شرح فقہ اکبر(۴) وغیرہ میں مذکور ہے۔ اس لئے مناظرہ کا طریق اختیار کرنے کی صورت یہ ہے کہ ان باطل فرقوں کی طرف سے ایک کہے کہ مثلاً اگر قادیانی یہ کہے تو آپ کے پاس کیا جواب ہے، اگر رضاخانی یہ کہے تو آپ کے پاس کیا جواب ہے، فلاں جماعت نے آپ کے اکابر پر اعتراض کیا ہے اس کا کیا جواب ہے؟

کفریات کو کبھی بھی اپنا مقولہ بنا کر پیش نہ کرے اگرچہ جعلی وکیل کی نیت سے ہو، ویسے بھی کلمۂ کفر کو زبان پر لانا موجب ظلمت ہے جب تک اس کی تردید نہ کی جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۱۴۰۰/۱۱/۷ھ۔

''آستین براوکشیدہ ہمچو مکار آمدی'' کا پڑھنا

سوال[۲۵۲]: شعر

آستین براوکشیدہ ہمچو مکار آمدی باخوری خود وتماشا سوئے بازار آمدی

اس طرح کے اشعار کا پڑھنا اور سننا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

جو شخص اس کا صحیح مطلب سمجھتا ہوا اس کو پڑھنا اور سننا درست ہے، ظاہری مطلب لے کر خدائے پاک کو خطاب کر کے پڑھنے کی اجازت نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند۔

---

(۱) ''وفي البحر: والحاصل: أن من تكلم بكلمة الكفر هازلاً أو لاعباً، كفر عند الكل، ولا إعتبار باعتقاده .... ومن تكلم بها عالماً عامداً، كفر عند الكل ...... لكن في الدرر: وإن لم يعتقد أو لم يعلم أنها لفظة الكفر، ولكن أتى بها عن إختيار، فقد كفر عند عامة العلماء، ولا يعذر بالجهل''. (مجمع الأنهر، كتاب السير والجهاد، آخر باب المرتد، قبيل ألفاظ الكفر: ۵۰۲/۲، غفاريه كوئٹه)

(۲) (الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، موجبات الكفر أنواع، الباب التاسع في أحكام المرتدين، موجبات الكفر ومنها مايتعلق بتلقين الكفر اهـ: ۲۷۶/۲، رشيديه)

(۳) (رد المحتار على الدرالمختار، كتاب الجهاد، باب المرتد: ۲۲۲/۴، سعيد)

(۴) (شرح الفقه الأكبر للقاري رحمه الله تعالىٰ، بحث التوبة، ص: ۱۶۲، قديمى)

عورت کا شوہر کو یہ جواب کہ ’’توبہ نہیں کروں گی‘‘ کیا تجدیدِ ایمان ضروری ہے؟

سوال[۲۵۳]: ایک شخص نے اپنی اہلیہ سے کسی گناہ پر تنبیہ کرتے ہوئے کہا کہ دیکھو جی توبہ کرلو، ویسے اس کی اہلیہ نیک ہے، مگر اس وقت مذاق سے کہہ دیا کہ ’’میں توبہ نہیں کروں گی‘‘، پھر کہتے ہی اسی وقت ندامت ہوگئی، اور توبہ کرلی۔ اس واقعہ کی وجہ سے اس کے ایمان میں کچھ خرابی آ کر نکاح میں کوئی فرق آ سکتا ہے یا نہیں؟ یا صرف گنہ گار ہوگی؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر شوہر نے کسی خاص گناہ سے متعلق کہا کہ اس گناہ سے توبہ کرلو اور وہ گناہ بیوی نے نہیں کیا تھا، بیوی نے کہا کہ میں توبہ نہیں کروں گی، تو اس کی وجہ سے اس کے ایمان میں خلل نہیں ہوگا اور اگر کسی خاص گناہ سے متعلق نہیں کہا بلکہ ویسے ہی کہا، جس کا مطلب یہ ہے کہ انسان کو توبہ کرتے ہی رہنا چاہئے، اس پر یہ جواب دیا کہ توبہ نہیں کروں گی تو یہ بہت خطرناک ہے کیونکہ قرآن کریم میں بھی اہل ایمان کو توبہ کرنے کا حکم ہے: ﴿یاأیھاالذین اٰمنواتوبوا إلی اللّٰہ توبةً نصوحاً﴾ (۱) اب اس صورت میں کلمہ پڑھ کر اپنی اس بات سے توبہ کرنا چاہئے اور دو آدمیوں کے سامنے تجدید نکاح بھی کرلیں (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲۵/۱۰/ ۱۳۹۹ھ۔

---

(۱) (سورة التحریم :۸)

قال العلامة الآلوسیؒ: ’’اتفقواعلی أن التوبة من جمیع المعاصی واجبة، وأنھاواجبة علی الفور، ولایجوز تأخیرھا، سواء کانت المعصیة صغیرةً أوکبیرةً‘‘. (روح المعانی :۲۸/۱۵۹، دارإحیاء التراث العربی بیروت)

(وکذافی شرح النووی علی صحیح مسلم، کتاب الإیمان، قبیل باب خصال المنافق :۲/۵۶، قدیمی)

(۲) ’’وماکان فی کونه کفراً اختلاف یؤمر قائله بتجدید النکاح وبالتوبة والرجوع عن ذلک احتیاطاً‘‘.

(مجمع الأنھر، باب المرتد :۱/۶۸۸، دارإحیاء التراث العربی)

(وکذاالفتاوی العالمکیریة، کتاب السیر، موجبات الکفر أنواع، الباب التاسع فی أحکام المرتدین، موجبات الکفر أنواع، ومنھامایتعلق بتلقین الکفر اھ :۲/۲۷۶، رشیدیه)

ما یتعلق بتکفیر المسلم

(تکفیر مسلم کا بیان)

علمائے دیوبند کو کافر کہنے والے کا حکم؟

سوال[۶۵۴]: جلال آباد میں جو کہ ایک پرانی بستی ہے، قدیم زمانے سے بستی کی جو سب سے بڑی جامع مسجد ہے اس میں ہمیشہ جمعہ ہوتا چلا آیا اور برابر ہورہا ہے، کچھ عرصہ سے جامع مسجد کے قریب ہی ایک چھوٹی سی محلّہ کی مسجد ہے اس میں دو چار آدمیوں نے جو بدعتی عقیدے کے ہیں اور اپنے اکابر کو کافر کہتے ہیں اور یہاں تک کہتے ہیں کہ علمائے دیوبند کو کافر نہ کہنے والا کافر یقینی ہے۔

ان کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ صرف ہم یہ عقیدہ رکھنے والے ہی مسلمان ہیں اور مسلمان کی نماز کافر کے پیچھے درست نہیں ہے، جس کی وجہ سے ان بدعتی عقیدے کے دو چار آدمیوں نے جمعہ کی نماز علیحدہ سے شروع کردی چونکہ جامع مسجد میں جمعہ ڈیڑھ بجے ہوتا ہے اور یہ لوگ چھوٹی مسجد میں ڈھائی بجے جمعہ کی نماز پڑھتے ہیں، اس لئے کثرت سے لوگ ان بدعتی حضرات کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں، یہاں تک کہ ہمارے پیش امام جو کہ دیندار صحیح العقیدہ متمول ہیں ان سے اگر کسی وجہ سے (جامع مسجد میں) جمعہ چھوٹ جاتا ہے تو وہ بھی چھوٹی مسجد میں ان کے پیچھے نماز جمعہ ادا کردیتے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ نیک صحیح العقیدہ شخص جس کا اتباع پوری بستی ہی نہیں مضافاتی بھی کرتے ہیں ان کو جمعہ کی نماز بدعتی کے پیچھے پڑھنا بہتر ہے یا ظہر کی نماز؟

رحمت اللہ قاسم العلوم جلال آباد بجنور۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

جو شخص علمائے دیوبند کو کافر کہتا ہو اور اپنے سوا کسی کو مسلمان نہیں سمجھتا تو وہ شخص خود ہی خطرناک حالت میں ہے اس لئے کہ حدیث پاک میں آیا ہے کہ: ’’اگر ایک آدمی کسی کو کافر کہے اور واقعۃً وہ شخص کافر نہ ہو تو وہ کفر

خود اس پر لوٹ کر آتا ہے" (۱)، پس ایسے شخص کو امام بنانا جائز نہیں، نہ اس کو کافر کہا جائے، نہ اس کا اقتدا کیا جائے، پھر وہ لوگ کسی دیوبندی عقیدے والے کے مسجد میں آجانے سے مسجد کو دھلوا کر پاک کراتے ہیں، دیوبندی کے سلام کا جواب دینے ہی سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے، دیوبندی کو سلام کرنا اتنا بڑا جرم ہے کہ ان کے نزدیک مرتد ہو جاتا ہے۔ العیاذ باللہ۔

جامع مسجد میں نماز کا اہتمام لازم ہے (۲) خاص کر امام صاحب کو، دوسرے لوگ بھی جامع مسجد میں سویرے جایا کریں تا کہ اس کی نوبت نہ آئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲۱/ ۵/ ۹۲ھ۔

دیوبندی علماء کو کافر کہنا

سوال [۶۵۵]: بریلوی عقائد کے لوگوں کا کہنا ہے کہ دیوبندی عقائد کے لوگوں کے ساتھ ملنا جلنا، اٹھنا بیٹھنا، کھانا پینا، سلام کرنا، کسی قسم کا رابطہ وتعلقات رکھنا ناجائز ہے، اور اگر دیوبندی (وہابی)

---

(۱) "عن أبی ذر رضی اللہ عنہ أنہ سمع النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول: "لا یرمی رجل رجلاً بالفسوق، ولا یرمیہ بالکفر، إلا ارتدت علیہ إن لم یکن صاحبہ کذلک". (صحیح البخاری، کتاب الأدب، باب ما ینہی عن السباب واللعن: ۲/ ۸۹۳، قدیمی)

(وکذا فی الصحیح لمسلم، کتاب الإیمان، باب بیان حال إیمان من قال لأخیہ المسلم یا کافر: ۱/ ۵۷، قدیمی)

قال الإمام النووی رحمہ اللہ تعالیٰ: "فی تأویل الحدیث أوجہ: أحدھا أنہ محمول علی المستحل لذلک، وھذا یکفر". (شرح النووی علی مسلم: ۱/ ۵۷، قدیمی)

(وکذا فی المرقاۃ شرح المشکوۃ، کتاب الآداب، باب حفظ اللسان الخ: ۸/ ۵۶۲، مکتبہ حقانیہ پشاور)

(وکذا فی التاتارخانیۃ، کتاب أحکام المرتدین: ۵/ ۵۱۴، إدارۃ القرآن)

(۲) "أفضل المساجد مسجد مکۃ، ثم المدینۃ، ثم القدس، ثم قباء، ثم الأقدم، ثم الأعظم". (الدر المختار)، وفی رد المحتار: "والحاصل: أن بعد القدس الجوامع: أی المساجد الکبیرۃ الجامعۃ للجماعۃ الکثیرۃ". (کتاب الصلوۃ، باب ما یفسد الصلوۃ وما یکرہ فیہا، مطلب فی أفضل المساجد: ۱/ ۶۵۸، ۶۵۹، سعید)

سلام کرے تو اس کا جواب دینا بھی ناجائز ہے اور دیوبندیوں کو کافر بھی کہتے ہیں، ایسی صورت میں ایک طبقہ ایسا ہے جس کے لئے یہ حالات پریشان کن ہیں۔ اس لئے اس مسئلہ میں شرعی حکم کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

علمائے دیوبند کا مسلک صحیح ہے، قرآن کریم، حدیث شریف، صحابۂ کرام، فقہاء، مجتہدین کے بالکل مطابق ہے، جو شخص اس کو غلط کہتا ہے وہ ان سب کی مخالفت کرتا ہے اور جو شخص ایسے دیوبندی علماء کو یا ان کے متعلقین کو کافر کہتا ہے وہ اہلِ ایمان کو اہلِ کفر سمجھتا ہے، اس کو ضروری ہے کہ اپنے ایمان کی خبر لے اور اصلاح کرائے، ورنہ وہ ہمیشہ ایمان سے ناآشنا رہے گا اور مقبولانِ بارگاہِ الٰہی واولیائے کاملین کو کافر کہنے کی وجہ سے خدائے تعالیٰ کی لعنت اور غضب کا مستحق رہے گا (۱)۔ اللہ تعالیٰ ہدایت دے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۴/ ۷/ ۹۵ھ۔

مسلمان کو کافر کہنے والے کا حکم

سوال[۲۵۶]: کسی نے فتویٰ دیا کہ یہ مسلمان کافر ہے تو حقیقت میں وہ کافر نہ ہو تو کہنے والے کا شرع کی رو سے کیا حکم ہے عندالحنفیہ؟

---

(۱) "عن ابن عمر رضی اللہ عنهما .... قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم: "أیما امری قال لأخیه: کافر، فقد باء بها أحدهما، إن کان کما قال، وإلا رجعت علیه" .... معناه أن ذلک یؤل به إلی الکفر، وذلک أن المعاصی کما قالوا "برید الکفر" ویخاف علی المکثر منها أن یکون عاقبة شؤ مها المصیر إلی الکفر، ویؤید هذا الوجه ماجاء فی روایة .... "فإن کان کما قال، وإلا فقد باء بالکفر". (الصحیح لمسلم مع شرحه للنووی، کتاب الإیمان، باب بیان حال إیمان من قال لأخیه المسلم: یا کافر: ۱/ ۵۷، قدیمی)

"وفی الخلاصة: من أبغض عالماً من غیر سبب ظاهر خیف علیه الکفر". (شرح الفقه الأکبر، فصل فی العلم والعلماء: ۱۷۳، قدیمی)

الجواب حامداً و مصلیاً :

کسی مسلم کو بلاوجہ کافر جاننا کفر ہے:"عن ابن عمر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنهما قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم :"أیمّا رجل قال لأخیه: کافر! فقد باء بها أحدهما". متفق علیه"(۱) ۔

"و عن أبی ذر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم:"لا یرمی رجل رجلاً بالفسوق، ولا یرمیه بالکفر، إلا ارتدت علیه إن لم یکن صاحبه کذلك". رواه البخاری" (۲) ۔

"وعنه قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم: "من دعا رجلاً بالکفر، أو قال: عدوّ اللّٰہ! و لیس کذلك إلا حار علیه". متفق علیه"(۳)۔ (مشکوۃ المصابیح: ص:۴۱۱)(۴)۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم ۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، ۶۱/۲/۷ھ ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۶۱/۲/۸ھ ۔

---

(۱) (صحیح البخاری، کتاب الأدب، باب من أکفر أخاه بغیر تأویل فهو کما قال: ۹۰۱/۲، قدیمی)
(الصحیح لمسلم، کتاب الإیمان، باب بیان حال إیمان من قال لأخیه المسلم یا کافر: ۵۷/۱، قدیمی)

(۲) (صحیح البخاری، کتاب الأدب، باب ما ینهی عن السباب واللعن: ۸۹۳/۲، قدیمی)

(۳)(الصحیح لمسلم، المصدر السابق)

(۴) (روی الأحادیث الثلاثة فی مشکوۃ المصابیح، کتاب الأدب، باب حفظ اللسان الخ، ص: ۴۱۱،قدیمی)

"والمختار للفتوی فی جنس هذه المسائل أن القائل بمثل هذه المقالات (أی: قوله: یا کافر، و یا یهودی وغیرهما) إن کان أراد الشتم، و لا یعتقده کافراً،لا یکفر، و إن کان یعتقده کافراً، فخاطبه بهذا بناءً علی اعتقاده أنه کافر، یکفر". (الفتاوی العالمکیریة، کتاب السیر، موجبات الکفر أنواع، و منها ما یتعلق بتلقین الکفر والأمر بالارتداد: ۲۷۸/۲، رشیدیه) .... =

مسلم کو مشرک کہنا

سوال[۶۵۷]: اگر کوئی آدمی کسی مسلمان کو مشرک کہے اور کہنے والا بھی مسلمان ہو تو کہنے والے پر کفر لازم ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً و مصلیاً :

کسی مسلم کو بلا وجہ شرعی مشرک کہنا سخت گناہ ہے بلکہ کفر ہے(۱)، اس سے اجتناب واجب ہے، اگر کوئی شرعی وجہ ہو تو اس کو دریافت کرلیا جائے۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم، ۲۱/ جمادی الثانیہ/ ۵۶ھ۔

کلمہ گو کو کافر کہنا

سوال[۶۵۸]: کسی کلمہ گو کو کافر کہنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

اسلام کے لئے صرف کلمہ گو ہونا کافی نہیں بلکہ دل سے تصدیق اور عقائد حقہ کا اختیار کرنا ضروری ہے(۲)، کیونکہ کلمہ بہت سے غیر مسلم بھی پڑھ لیتے ہیں اور وہ غیر مسلم ہونے کے مقر بھی ہیں، لیکن تصدیق قلبی اور

= (وكذا في الفتاوى البزازية، كتاب ألفاظ تكون إسلاماً أو كفراً، الفصل الثاني، النوع الخامس في الإقرار بالكفر : ۶/ ۳۳۱، رشيديه)

(وكذا في التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فصل في الرجل يقول لغيره : يا كافر : ۵/ ۵۱۴، إدارة القرآن)

(۱) (قد تقدم تخريجه تحت عنوان ''مسلمان کو کافر کہنے والے کا حکم'')

(۲) ''قال العلامة الآلوسي رحمه الله تعالىٰ تحت قوله تعالىٰ :﴿ الذين يؤمنون بالغيب﴾ الآية (البقرة :۳) ''(الإيمان) أما في الشرع، فهو التصديق بما علم مجيء النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم به ضرورةً، تفصيلاً فيما علم تفصيلاً و إجمالاً فيما علم إجمالاً'' .... وقال: ''لا شك أن المُقِرّ باللسان وحده يُسمّى مؤمناً لغةً، لقيام دليل الإيمان الذى هو التصديق القلبي فيه .... ويجرى عليه أحكام الإيمان=

عقائدِ حقہ پر دوسروں کو مطلع ہونا آسان نہیں، اسلئے اتنا ضروری ہے کہ تصدیق قلبی اور عقائد حقہ کے منافی کوئی چیز صادر نہ ہو(۱) مثلاً ایک شخص کلمہ گو بھی ہے اور بت کے سامنے سجدہ کرتا ہے (۲) یا ختم نبوت کا منکر ہے (۳) یا قرآن کریم کو خدا کی کتاب نہیں مانتا (۴) وغیرہ وغیرہ تو محض کلمہ پڑھنے کی وجہ سے اس کو مسلم ومومن نہیں کہا

= ظاهراً، ولا نزاع فی ذلک، و إنما النزاع فی کونه مؤمناً عند الله تعالیٰ والنبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم، و من بعده، کماکانوا یحکمون بإیمان من تکلم بالشهادتین کانوا یحکمون بکفر المنافق، فدل علی أنه لا یکفی فی الإیمان فعل اللسان". (روح المعانی : ۱/۱۱۳، دار إحیاء التراث العربی)

(و کذا فی الدر المختار، کتاب الجهاد، باب المرتد: ۴/۲۲۱، سعید)

(۱) "و فی جامع الفصولین : روی الطحاوی عن أصحابنا : لا یخرج الرجل من الإیمان إلا جحود ما أدخله فیه". (البحر الرائق، کتاب السیر، باب أحکام المرتدین : ۵/۲۰۹، رشیدیه)

(۲) "ثم لا نزاع فی أن المعاصی ماجعله الشارع أمارة التکذیب، وعلم کونه کذلک بالأدلة الشرعیة کالسجود للصنم .... و نحو ذلک مما ثبت بالأدلة أنه کفر". (شرح الفقه الأکبر، ص:۷۷،قدیمی)

(وکذا فی رد المحتار، کتاب الجهاد، باب المرتد : ۴/۲۲۲، سعید)

"وقال شمس الأئمة السرخسی رحمه الله تعالیٰ : السجود لغیر الله تعالیٰ علی وجه التعظیم کفر". (البحرالرائق، کتاب الکراهیة، قبیل فصل فی البیع : ۸/۳۶۴، رشیدیه)

(۳) قال العلامة الآلوسی رحمه الله تعالیٰ تحت قوله تعالیٰ :﴿ولکن رسول الله و خاتم النبیین﴾: "وکونه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم خاتم النبیین مما نطق به الکتاب و صدعت به السنة، و أجمعت علیه الأمة، فیکفر مدعی خلافه، و یقتل إن أصرّ". (روح المعانی : ۲۲/۴۱، دار إحیاء التراث العربی)

وفی شرح الفقه الأکبر: "ودعوی النبوة بعد نبینا صلی الله تعالیٰ علیه وسلم کفر بالإجماع". (ص: ۱۶۴، قدیمی)

(وکذا فی شرح العقیدة الطحاویة، مطلب فی کل من ادعی النبوة بعده صلی الله تعالیٰ علیه وسلم کاذب، ص:۹۴)

(۴) "ومن جحد القرآن : أی کلّه أو سورةً منه أو آیةً، قلت : وکذا کلمةً أو قرآءةً متواترةً .... کفر". (شرح الفقه الأکبر ، فصل فی القرآءة والصلوة ،ص: ۱۶۷، قدیمی)

جائے گا اور کسی مسلم کو بغیر دلیل کے کافر کہنا بھی نہایت خطرناک ہے (۱) اس کو بھی کھیل نہ بنالیا جائے، اس سے اپنا ایمان بھی مجروح ہوتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیوبند، ۸/۴/۹۳ھ۔

اپنے سوا سب کو کافر کہنا

سوال [۶۵۹]: مولوی حشمت علی صاحب نے بے شمار ایسی عورتوں کا نکاح پڑھوایا ہے جن کے چار چار چھ چھ لڑکے پیدا ہو چکے ہیں، یہ فتویٰ صادر کر دیا کہ ان عورتوں کا نکاح نہیں ہوا تھا، یہ لڑکے جو پیدا ہوئے ہیں حرامی ہیں، اگر نکاح ہوا تھا تو وہ ناجائز ہے وہ اب تک حرام کاری تھی، اب نکاح ہوا پہلے کا غلط تھا۔

سابقین اکابرینِ علماء کو گالیاں دیتے ہیں، میں نے بچشم خود دیکھا ہے تحریراً کہ ائمہ اربعہ تک ان کے حملہ سے محفوظ نہیں ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ مولانا حشمت علی صاحب کو کس طرح سے یاد کیا جائے؟ اور ان کے متبعین جو ان کے پیروکار ہیں ان کے متعلق کیا حکم ہے؟ مولوی حشمت علی صاحب کے نزدیک دنیا میں کوئی مسلمان نہیں ہے، نہ ناجی ہے۔

الجواب حامداً و مصلياً:

اس میں پوچھنے کی کیا بات ہے، جو شخص اپنے سوا کسی کو بھی مؤمن نہ سمجھے، اکابر اہل اللہ پر کفر کا فتویٰ لگادے اس کا ٹھکانہ معلوم، حشر معلوم (۲)۔ أعاذنا الله منه۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفی عنہ، دار العلوم دیوبند، ۹/۳/۸۸ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ۔

---

(۱) (قد تقدم تخريجه تحت عنوان ''مسلمان کو کافر کہنے والے کا حکم'')

(۲) یعنی اس کا ٹھکانہ اور حشر کفر ہی کا ہے، کیونکہ کسی مسلمان کو کافر کہنے سے کہنے والا خود کافر ہو جاتا ہے۔

''عن ابن عمر رضي الله تعالىٰ عنهما قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: ''أيما رجل قال لأخيه: كافر، فقد بآء بها أحدهما''. (صحيح البخاري، كتاب الأدب، باب من أكفر أخاه بغير تأويل فهو كماقال: ۲/۹۰۱، قديمي)

(و تقدم أيضاً تخريجه تحت عنوان ''علماء دیوبند کو کافر کہنے والے کا حکم'')

کسی متبع سنت عالم پر کفر کا فتویٰ لگانا

سوال[۶۶۰]: زید متقی و پرہیز گار عابد و زاہد ہے، صوم وصلوۃ کا سختی سے پابند ہے، حنفی اور قادری ہے، علماء دین کا احترام کرتا ہے، اسے حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ سے گہری عقیدت ہے، وہ ان کے اسم گرامی کو حکیم الامت کے لقب سے شروع کرتا ہے اور بعد میں رحمۃ اللہ علیہ کہتا ہے۔ایک مقامی مولوی صاحب جو اپنے نام کے ساتھ خود کو مفتی اعظم مدھیہ پردیش لکھتے ہیں وہ فرماتے ہیں:

''اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی رضوان اللہ تعالیٰ عنہ نے اشرف علی پر کفر کا فتویٰ صادر فرمایا ہے لہٰذا وہ کافر ہے اور اس کے نام کے ساتھ رحمۃ اللہ علیہ کہنے والا بھی کافر ہے، اس لئے کہ اشرف علی نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم مبارک کو پاگلوں اور جانوروں کے مثل کہا ہے۔'' انتہی بلفظہ۔

براہ کرم جواب سے مفصل تحریر فرمائیں۔

سائل: عظیم الدین سابق پرنسپل ہنومان، تال مسجد انور خاں، جبل پور (ایم پی) معرفت دارالافتاء جمعیۃ العلماء دفتر الجمعیۃ، گلی قاسم جان، دہلی نمبر:۶۔

الجواب حامداً و مصلیاً:

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ العزیز بہت بڑے عالم، متبع سنت، شیخ طریقت بزرگ تھے، انہوں نے ہرگز ہرگز حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم مبارک کو پاگلوں اور جانوروں کے مثل نہیں فرمایا ہے، چنانچہ اس کتاب میں جس پر بریلوی حضرات نے کفر کا فتویٰ دیا ہے یہ عبارت موجود ہے: ''نبوت کے لئے جو علوم لازم اور ضروری ہیں وہ آپ کو بتمامہا حاصل ہوگئے''۔غور کا مقام ہے کہ حضرت مولانا قدس سرہ نے سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے تمام علوم نبوت کو حاصل مانا اور صراحۃً تحریر فرما دیا، مگر یہ بریلوی حضرات ایسا بہتان تراش رہے ہیں، اس مسئلہ اور عبارت پر متعدد کتابیں تفصیل کے ساتھ لکھی گئیں ''بسط البنان''، ''توضیح البیان''، ''تکمیل العرفان'' وغیرہ۔

چونکہ بریلوی حضرات نے حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عالم الغیب تسلیم کیا اور لکھا ہے، ان کے مذہب پر دو شقیں پیدا ہوتی ہیں: ایک شق پر حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم اللہ تعالیٰ شانہ کے

علم کے برابر قرار پاتا تھا جو کہ شرک ہے (۱)، دوسری شق پر حضرت فخر عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم مبارک کی تنقیص وتوہین ہوتی تھی (۲)۔ اس لئے حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: ''عالم الغیب کا اطلاق اللہ تعالیٰ کے سوا کسی پر جائز نہیں کیونکہ نہ شرک کی گنجائش ہے، نہ حضرت رسول مقبول سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم مبارک کی توہین وتنقیص کی گنجائش ہے، یہ دونوں چیزیں اسلام کے خلاف ہیں، لہٰذا حضرت امام المرسلین سید الاولین والآخرین شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عالم الغیب کہنا درست نہیں ہے''۔ بریلوی حضرات علم اور دلائل کی روشنی میں اس کا رد نہیں کر سکے اور بات کو بگاڑ کر عوام کو مشتعل کرنے کے لئے یہ عنوان اختیار کیا اور کفر کا فتویٰ دیا ہے (۳)۔ هداهم الله تعالىٰ إلى صراط مستقيم۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیوبند، ۹۱/۱/۱۵ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دار العلوم دیوبند، ۹۱/۱/۱۵ھ۔

---

(۱) ''و بالجملة فالعلم بالغيب أمر تفرد به سبحانه، ولا سبيل للعباد إليه إلا بإعلام منه، و إلهام بطريق المعجزة أو الكرامة أو الإرشاد إلى الإستدلال بالأمارات فيما يمكن فيه ذلك .... ثم اعلم أن الأنبياء عليهم السلام لم يعلموا المغيبات من الأشياء إلا ما علّمهم الله تعالىٰ أحيانا، و ذكر الحنفية تصريحاً بالتكفير باعتقاده أن النبى عليه الصلوة والسلام يعلم الغيب لمعارضة قوله تعالىٰ: ﴿قل لا يعلم من فى السموات والأرض الغيب إلا الله﴾ كذا فى المسايرة''. (شرح الفقه الأكبر للقارى رحمه الله تعالىٰ، ص: ۱۵۱، قديمى)

(وكذا فى روح المعانى تحت قوله تعالىٰ: ﴿قل لا يعلم من فى السموات والارض الغيب إلا الله﴾ (النمل: ۶۵: ۱۱/۲۰، دارإحياء التراث العربى)

(۲) (سيأتى توجيهه تحت عنوان: ''حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ پر اعتراض کا جواب'')

(۳) کسی عالم یا غیر عالم مسلمان کو دلیل شرعی کے بغیر کافر سمجھنا شرعاً بر بنائے احادیث مبارکہ اور تصریحات فقہاء کفر ہے۔

''عن أبى ذر رضى الله تعالىٰ عنه أنه سمع النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يقول: ''لا يرمى رجل رجلاً بالفسوق، و لا يرميه بالكفر، إلا ارتدت عليه إن لم يكن صاحبه كذلك''. (صحيح البخارى، كتاب الأدب، باب ما ينهى عن السباب واللعن: ۸۹۳/۲، قديمى) .... =

کسی مسلمان کو کافر کہنا

سوال[۶۶۱]: زید اور عمر دو بھائی ہیں، آپس میں دونوں میں شدید اختلاف تھا، پنچایت ہوئی اور دونوں میں میل ملاپ کرادیا گیا، اس میں عمر نمازی ہے، مسجد میں امامت بھی کرتا ہے، ملاپ کے باوجود زید نے مسجد میں نماز پڑھنی چھوڑ دی اور عیدین دوسری جگہ پڑھی، اس پر عمر نے ایک فتوی نکالا کہ "زید وعدہ خلاف ہے اور میرے پیچھے نماز نہ پڑھنے کی وجہ سے کافر ہوگیا"، یہ یوم جمعہ میں سنایا گیا، پھر معاملہ ایسے ہی چلتا رہا، زید سے کہا گیا کہ چلو نماز پڑھو، اس پر زید نے کہا کہ "جب مجھے کافر کہا گیا تو میں کافر ہوں"، ویسے زید کا دل صاف

= "وعنه قال : قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم : " من دعا رجلاً بالكفر، أو قال : عدو الله!، و ليس كذلك إلا حار عليه". (الصحيح لمسلم، كتاب الإيمان، باب بيان حال إيمان من قال لأخيه المسلم : يا كافر: ۱/۵۷، قديمی)

"قال الطيبي: لأنه إذا قال القائل لصاحبه : ياكافر مثلاً، فإن صدق، رجع إليه كلمة الكفر الصادر منه بمقتضاها، وإن كذب واعتقد بطلان دين الإسلام، رجعت إليه هذه الكلمة .... و قال النووی : .... فی تأويل الحديث أوجه : أحدها: أنه محمول على المستحل لذلك، فعلى هذا معنى بآء بها : أی بكلمة الكفر: أی رجع عليه الكفر". (المرقاة شرح المشكوة، كتاب الأداب، باب حفظ اللسان الخ : ۸/۵۶۲، رشيديه)

"والمختار للفتوىٰ فی جنس هذه المسائل أن القائل بمثل هذه المقالات (أی قوله: يا كافر وغيره) إن كان أراد الشتم و لا يعتقده كافراً، لا يكفر، وإن كان يعتقده كافراً، فخاطبه بهذا بناءً على اعتقاده أنه كافر، يكفر". (الفتاوی العالمكيرية، كتاب السير، موجبات الكفر أنواع : و منها ما يتعلق بتلقين الكفر الخ : ۲/۲۷۸، رشيديه)

(وكذا فی البزازية ، كتاب ألفاظ تكون إسلاماً أو كفراً، الفصل الثانی، النوع الخامس فی الإقرار الخ : ۶/۳۳۱، رشيديه)

(وكذا فی التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فصل فی الرجل يقول لغيره : يا كافر : ۵/۵۱۴، إدارة القرآن)

(وكذا فی المحيط البرهانی، كتاب السير، فصل فی مسائل المرتدين، نوع فی الرجل يقول لغيره :" يا كافر" : ۵/۵۷۲، غفاريه)

ہے۔تو اب زید کا اس جملہ کے کہنے سے کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً :

عداوت اور وہ بھی دو بھائیوں میں شرعاً اخلاقاً عرفاً سخت مذموم اور منحوس چیز ہے، اس سے دین بھی تباہ ہوتا ہے اور دنیا بھی تباہ ہوتی ہے(۱)، زید نے غلطی کی جو جماعت ترک کی اور گھر پر تنہا نماز پڑھنے لگا اور بہت بڑی نعمت سے محروم ہوگیا (۲)، اس کو لازم ہے کہ مسجد میں جا کر جماعت کی نماز پڑھا کرے اور اپنی غلطی سے توبہ کرے۔

عمر نے اس سے بڑھ کر غلطی کی زید پر کفر کا حکم لگایا، مسلمان پر کفر کا حکم لگانا نہایت ہی خطرناک ہے، اس سے دین وایمان سلامت نہیں رہتا (۳)، عمر کے اس کہنے سے اور اعلان کرنے سے زید کافر نہیں ہوا، عمر کے

---

(۱) "عن أنس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ أن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال: "لا تباغضوا و لا تحاسدوا و لا تدابروا، و کونوا عباد اللہ إخواناً، ولا یحل لمسلم أن یهجر أخاه فوق ثلاث". (الصحیح لمسلم، کتاب البر والصلة، باب تحریم التحاسد والتباغض الخ : ۳۱۵/۲، قدیمی)

"عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنها قالت: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم : "الرحم معلّق بالعرش، تقول: من وصلنی وصله اللہ، و من قطعنی قطعه اللہ". (الصحیح لمسلم، کتاب البر والصلة، باب صلة الرحم و تحریم قطیعتها : ۳۱۵/۲،قدیمی)

(۲) " عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: لقد رأیتنا و ما یتخلف عن الصلوة إلا منافق قد عُلم نفاقه .... و فی روایة : قال : "من سره أن یلقی اللہ غداً مسلماً، فلیحافظ علی هذه الصلوات الخمس حیث ینادی بهن ...... و لو أنکم صلیتم فی بیوتکم کما یصلی هذا المتخلف فی بیته، لترکتم سنة نبیکم، ولو ترکتم سنة نبیکم لضللتم". الحدیث. (مشکوة المصابیح، کتاب الصلوة، باب الجماعة وفضلها ، ص: ۹۶، ۹۷، قدیمی)

(۳) "ویکفر ...... بقوله لمسلم : یا کافر عندالبعض ...... والمختار للفتوی أن یکفر إن اعتقده کافراً، لا إن أراد شتماً". (البحرالرائق، کتاب السیر، باب أحکام المرتدین : ۲۰۷/۵، رشیدیه)

(وکذا فی المرقاة شرح المشکوة ، کتاب الآداب، باب حفظ اللسان الخ، الفصل الأول : ۵۶۲/۸، ۵۶۳، رشیدیه)

(وکذا فی الفتاوی البزازیة ، کتاب ألفاظ تکون إسلاماً أو کفراً، الفصل الثانی، النوع الخامس فی =

ذمہ لازم ہے کہ اپنی غلطی کا علی الاعلان اقرار کرے اور زید سے سب کے سامنے معافی مانگے کہ اس نے یوم جمعہ میں اعلان کر کے زید کو ذلیل کرنے کی انتہائی مذموم کوشش کی یہ معمولی بات نہیں ہے، منصبِ امامت کے بھی خلاف ہے، اس کے اعلان کی وجہ سے زید کا اپنے آپ کو کافر کہنا ہی غلط ہے (۱)، دونوں اپنی اپنی غلطی کا احساس کر کے مکافات کریں، انشاء اللہ فتنہ ختم ہو جائے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفرلہ دار العلوم دیوبند، ۲۰/۱/۹۱ھ۔

مسلمان کو کافر کہنا

سوال[۲۶۲]: ۱...... بکر نے بلا سبب ایک شخص مسلمان کو اہانۃً وخسارۃً مرتد کہہ کر گالی دی کہ ''تو مرتد ہے، کافر ہے، بلا تجدید نکاح اپنی بیوی کو ساتھ نہیں رکھ سکتا''۔ اگر وہ شخص مرتد نہ ہوا اور اس کی بیوی کو طلاق نہ ہو تو بکر مرتد ہوا یا نہیں؟ اور اس کی عورت کو طلاق ہوئی یا نہیں؟

۲...... ایک عالم غیر مجتہد نے اپنے قیاس سے زید کو بھول کر ایک فتویٰ دیا جس پر عمل کرنے سے زید کو نقصان پہونچا، بعدہ زید نے ایک محقق عالم سے اس کی تحقیق آزمائش کی، معلوم ہوا کہ وہ غلط ہے، زید نے اس عالم غیر مجتہد کو گالی کے طور پر کہا ''بیہودہ کھانا کھا کر سور ہتے ہیں، کتاب کے ساتھ کوئی تعلق نہیں رکھتے ہیں، پھر مسئلہ جھوٹ بولتے ہیں، بیلوں کے مانند، ایسے بیلوں کو کیا کرنا چاہئے''؟

اس عالم نے زید سے کہا کہ تم نے عالم کو بیل کہہ کر گالی دی جس سے تمہاری بیوی کو طلاقِ بائنہ واقع ہوگئی: "من أبغض عالماً من غير سبب خيف عليه الكفر" یہ عبارت عالمگیری سے مخزن الفتاویٰ،

= الإقرار بالكفر الخ : ۶/ ۳۳۱، رشیدیه)

(۱) "إذا قالت المرأة لزوجها : ياكافر، يا يهودي، يامجوسي !، فقال الزوج : ہمچنیم از من بیرون آی ...... فقد كفر". (الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، موجبات الكفر أنواع : و منها ما يتعلق بتلقين الكفر والأمر بالارتداد : ۲/۲۷۷، رشیدیه)

(وكذا في التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فصل في الرجل يقول لغيره : يا كافر : ۵/۵۱۲، ۵۱۳ إدارة القرآن)

(وكذا في المحيط البرهاني، كتاب السير، فصل في مسائل المرتدين، نوع في الرجل يقول لغيره : يا كافر : ۵/۵۷۲، غفاريه)

ص:۱۰۴میں ہے(۱)۔اس صورت میں کیا حکم ہے؟ زید کی بیوی کو طلاق ہوگئی اور زید مرتد یا فاسق ہوا یا نہیں؟

الجواب حامداً و مصلیاً :

۱...... بلا وجہ شرعی کسی مسلم کو کافر ومرتد کہنا کفر ہے(۲) اس لئے بکر سے وجہ دریافت کی جائے کہ اس نے کس وجہ سے ایسا کہا ہے؟ جب تک اس کی تحقیق نہ ہوجائے کسی پر کفر کا حکم لگانا درست نہیں:

"لا یفتی بکفر مسلم مهما أمكن حمل كلامه على محمل حسن أو كان في كفره خلاف و لو رواية ضعيفة اهـ" تنویر:۳/۳۹۹ (۳)۔

۲......وہ فتوی سامنے ہوتو اس کو دیکھ کر رائے قائم کی جاسکتی ہے کہ وہ صحیح ہے یا غلط، نیز وہ فتویٰ بھی ساتھ ہونا چاہئے جس کے ذریعہ سے آزمائش کی گئی ہے۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۶/محرم/ ۶۷ھ۔

الجواب صحیح :سعید احمد غفرلہ، مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۸/محرم/ ۶۷ھ۔

شاگرد کو کافر کہنے والے کا حکم

سوال[۲۶۳] :اگر استاذ اپنے شاگرد کو کہے کہ یہ شاگرد استاد پر عاق ہے، استاد لوگوں سے کہتا ہے کہ یہ شاگرد کافر ہوگیا نماز اسکے پیچھے جائز نہیں، شاگرد توبہ نکالتا ہے کئی دفعہ توبہ نکالا ہے لیکن شاگرد پر کسی قسم کا ثبوت بے ادبی کا نہیں اور استاد لوگوں سے یہ کہتا ہے کہ یہ بالکل کافر ہے، شریعت ایسے استاذ پر کیا حکم کرتی ہے۔

المستفتی :مولوی اطہر جان ضلع کوہاٹ۔

---

(۱) (الفتاوی العالمكيرية، كتاب السير، موجبات الكفر أنواع، و منها ما يتعلق بالعلم والعلماء : ۲/۲۷۰، رشيديه)

(۲) "عن أبي ذر رضي الله تعالىٰ عنه أنه سمع النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يقول: "لا يرمي رجل رجلاً بالفسوق، ولا يرميه بالكفر إلا ارتدت عليه إن لم يكن صاحبه كذلك". (صحيح البخاري، كتاب الأدب، باب ما ينهى عن السباب واللعن : ۲/۸۹۳، قديمي)

(۳) (الدر المختار، كتاب الجهاد، باب المرتد : ۴/۲۲۹، ۲۳۰، سعيد)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب السير، باب أحكام المرتدين : ۵/۲۱۰، رشيديه)

الجواب حامداً و مصلیاً:

اولاً شاگرد کے کافر ہونے کی وجہ استاد سے دریافت کی جائے جو کچھ وجہ وہ بتائے اس پر شرعی حیثیت سے غور کیا جائے گا، بلا وجہ کسی مسلم کو کافر کہنا خود کفر کے درجہ کا گناہ ہے(۱) اور جب آدمی شریعت کے مطابق سچی توبہ کرتا ہے تو وہ مقبول ہوتی ہے:"ثم إذا تاب توبةً صحيحةً، صارت مقبولةً غير مردودة قطعاً من غير شك و شبهة بحكم الوعد بالنص اهـ". (شرح فقه اكبر، ص:۱۹۶) (۲)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۷/۴/۶۰ھ۔

صحیح: سعید احمد غفرلہ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۷/ ربیع الثانی/ ۶۰ھ۔

صحیح: عبد اللطیف، ۲۷/ ربیع الثانی/ ۶۰ھ۔

کسی مسلمان کو سردار جی کہنا

سوال[۲۶۴]: ایک شخص کبھی کبھی نماز کی پابندی کرتا ہے، وحدانیت اور رسالت کا اقرار بھی کرتا ہے، البتہ کبائر اور صغائر گناہ کے بارے میں اس کا رویہ تشفی بخش نہیں ہے، ایسی حالت میں اس کو ''سردار جی'' کے لقب سے یاد کرنا کیسا ہے جبکہ قرآن پاک میں صراحۃً: ﴿و لا تنابزوا بالألقاب﴾ (۳) وارد ہے، سردار جی کہنے والے کو کیا کیا جائے؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

مسلمان سخت گنہگار ہونے کے باوجود مسلمان ہے، صغائر و کبائر سے توبہ کرنا بھی لازم ہے، ہمارے عرف میں ''سردار جی'' سکھ کو بولتے ہیں، اگر وہاں بھی یہی عرف ہے اور عمر کی مراد بھی یہی ہے تو مسلمان کو

---

(۱) (تقدم تخريجه تحت عنوان "مسلمان کو کافر کہنے والے کا حکم")

(۲)(شرح الفقه الأكبر مطلب في التوبة و شرائطها، ص: ۱۶۰، قديمي)

(وكذا في روح المعاني تحت قوله تعالىٰ: ﴿توبوا إلى الله توبةً نصوحاً﴾ (التحريم : ۸): ۱۵۹/۲۸، دار إحياء التراث العربي بيروت)

(۳) (الحجرات : ۱۱)

''سردار جی'' کہنا جائز نہیں (۱)۔ عمر کو لازم ہے کہ ایسا کہنے سے توبہ کرے اور زید سے معافی مانگے ورنہ اس کے ذمہ گناہ باقی رہے گا، زید کو بھی چاہئے کہ اپنی وضع قطع روش سب اسلام کے مطابق رکھے۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیوبند، ۳/۱۲/ ۸۹ھ۔

کسی کو یہ کہنا کہ ''اس کے دل میں کفر بھرا ہوا ہے''

سوال [۶۶۵]: کوئی شخص ذاتی غضب کی بنا پر اگر کسی کو کہے کہ ''اس کے دل میں کفر بھرا ہوا ہے'' تو ایسے شخص کے بارے میں کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

کسی کے متعلق یہ کہنا کہ ''اس کے دل میں کفر بھرا ہوا ہے'' بہت سخت اور خطرناک بات ہے (۲)، ہرگز ایسا نہ کہا جائے، دل کا حال اللہ کے سوا کسی کو نہیں معلوم، حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر وحی آتی تھی، بعض کے متعلق بتایا جاتا تھا، اس لئے کبھی آپ اس کو ظاہر بھی فرما دیتے (۳)، اب کسی کو یہ حق نہیں، جو اعمال

---

(۱) ''اگر ''سردار جی'' کا سکھ کے لئے بولنے کا عرف ہو اور کہنے والا اس لفظ کے مخاطب کو سکھ اعتقاد کرے، تو یہ ''یا کافر، یا یہودی'' اور ''یا نصرانی'' وغیرہ کے حکم میں ہے: ''و لو قال: لمسلم أجنبي: يا كافر، أو لأجنبية: يا كافرة!، و لم يقل المخاطب شيئاً، كان الفقيه أبو بكر الأعمش يقول: يكفر هذا القائل، و قال غيره من مشايخ بلخ: لا يكفر .... و المختار للفتوى في جنس هذه المسائل أن القائل بمثل هذه المقالات إن كان أراد الشتم ولا يعتقده كافراً، لا يكفر، و إن كان يعتقده كافراً، فخاطبه بهذا بناءً على اعتقاده أنه كافر يكفر''. (التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فصل في الرجل يقول لغيره : يا كافر : ۵/۵۱۳، ۵۱۴، إدارة القرآن)

اور اگر عرف بھی اسی طرح نہ ہو یا عرف ہو لیکن مقصد اس کا تکفیر کرنا نہ ہو بلکہ محض سب وشتم مقصود ہو تو اس قائل کی تکفیر نہیں کی جائے گی۔ جیسے عبارت بالا سے ظاہر ہے۔

(۲) (تقدم تخريجه تحت عنوان ''مسلمان کو کافر کہنے والے کا حکم'')

(۳) ''حذيفه رضی الله تعالیٰ عنه أخبر عن النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم قال: قال النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: ''في أصحابي إثنا عشر منافقاً، فيهم ثمانية لا يدخلون الجنة حتى يلج الجمل في سم الخياط'' ثمانية منهم تكفيهم الدبيلة، و أربعة لم أحفظ ما قال شعبة فيهم''. (الصحيح لمسلم، كتاب صفات المنافقين وأحكامهم: ۲/۳۶۹، قديمي)

سرزد ہوتے ہیں ان کے متعلق جائز و ناجائز کا حکم بتایا جاسکتا ہے، اسلامی اور غیر اسلامی اخلاق کی تعیین کی جاسکتی ہے مگر یہ کہنا درست نہیں کہ ''فلاں شخص کے دل میں کفر ہے'' جب کہ وہ شخص مسلمان ہو، غیر اسلامی اخلاق واعمال سے بچنا سب کو ضروری اور لازم ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۸۹/۳/۲۰ھ۔

کسی بات کا یقین نہ کرنے والے کو کافر کہنا

سوال[۲۶۶]: چند آدمی جمع تھے ان میں سے ایک شخص حاجی نذیر احمد عرف چھوٹک زید کی شکایت و غیبت کررہے تھے، جن باتوں کا دین سے کوئی تعلق بھی نہیں، اس پر میں نے کہا کہ جب آپ کے اور زید کے درمیان کشمکش اور نزاع کے بعد مسلم صفائی ہوگئی تو اس کے خلاف غیبت اور پروپیگنڈہ کیا کرتے ہیں، یہ اچھی بات نہیں ہے، اس پر حاجی نذیر احمد صاحب نے کہا کیا میں جھوٹ بول رہا ہوں، میں نے کہا کہ میں جھوٹ سچ نہیں جانتا، یہاں جو سن رہا ہوں اس کی بنا پر کہہ رہا ہوں، اس پر حاجی نذیر احمد صاحب نے کہا کہ ''اگر تم میری بات پر یقین نہیں کرتے تو تم کافر ہو''۔ واضح رہے کہ ان کے اس جملے کو وہاں موجود پانچ لوگوں نے سنا، میں اس سخت جملے پر صبر کرکے خاموش ہوگیا اور علمائے دین سے معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ کیا کسی شخص کا یہ درجہ ہے کہ جو شخص اس کی بات کا یقین نہ کرے تو وہ کافر ہوجائے؟ ازروئے شرع ایسا کہنے والے کا کیا درجہ ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

اس مجلس کی یہ گفتگو نہایت خطرناک ہے، فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر کسی شخص نے کسی کا تذکرہ برائی کے ساتھ بطورِ غیبت کیا اس پر کسی نے منع کیا کہ غیبت نہیں کرنا چاہیئے، اس کے جواب میں اس برائی کرنے والے نے کہا کہ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں، وہ تو سچی بات ہے جھوٹ نہیں ہے، یعنی گویا کہ اس برائی کرنے کو وہ شخص جائز قرار دے رہا ہے کیونکہ سچی بات ہے جھوٹ نہیں ہے حالانکہ برائی کی جو سچی بات کہی جائے، اسی کا نام غیبت ہے، قرآن کریم میں اس کو منع فرمایا گیا ہے: ﴿و لا یغتب بعضکم بعضاً﴾ الآیۃ (۱) تو قرآن کریم میں جس چیز کو منع اور ناجائز قرار دیا گیا ہے اس کلام میں اس کا انکار ہے، یعنی کہنے والا اس کو جائز سمجھ کر کہہ رہا ہے(۲) اور

(۱) (الحجرات: ۱۲)

(۲) ''و منها: أن استحلال المعصية صغيرةً كانت أو كبيرةً كفرٌ إذا ثبت كونها معصيةً بدلالة قطعية، =

پھر یہ کہنا کہ ''اگر تم میری بات پر یقین نہیں کرتے تم کافر ہو'' یہ بھی نہایت سخت کلمہ ہے، مسلمان کے حق میں ایسی بات کہنے سے پورا پرہیز لازم ہے، حدیث پاک میں ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کو کافر کہے اور وہ واقعۃً ایسا نہ ہو تو یہ کلمہ اسی کافر کہنے والے کی طرف لوٹتا ہے(۱)۔ آپ نے صبر کیا اور خاموش رہے بہت اچھا کیا، اب آئندہ بھی خاموش رہیں اور صبر کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۱۶/ ۷/ ۱۳۹۹ھ۔



= وكذا الإستهانة بها كفر بأن يعدها هيّنةً سهلةً، و يرتكبها من غير مبالاة بها، ويجريها مجرى المباحات في ارتكابها". (شرح الفقه الأكبر للقاري رحمه الله تعالىٰ مطلب: في استحلال المعصية، ص: ۱۵۲، قديمي)

(۱) "عن أبي ذر رضي الله تعالىٰ عنه أنه سمع النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يقول: "لا يرمي رجل رجلاً بالفسوق، ولا يرميه بالكفر، إلا ارتدت عليه إن لم يكن صاحبه كذلك". (صحيح البخاري، كتاب الأدب، باب ما ينهى عن السباب واللعن: ۲/۸۹۳، قديمي)

ما یتعلق بالاستخفاف باللّٰہ تعالیٰ و شعائرہ

(اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی اور شعائر کی توہین)

اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی

سوال[۲۶۷]: ایک شخص کہتا ہے کہ "اللہ میاں بہت محتاج ہیں، نعوذ باللّٰہ، بڑے غریب ہیں، ان کے پاس کیا ہے، کچھ بھی نہیں"۔ جب اس کا مطلب پوچھا جاتا ہے تو کہتا ہے کہ مطلب یہ ہے کہ ان کے پاس نہ ہاتھ ہے، نہ پیر، نہ آنکھ ہے، نہ منہ ہے۔ تو ایسے شخص کے متعلق کیا حکم ہے؟ شرعاً اس قسم کے کلمات کہنے کیسے ہیں؟

المستفتی: محمد مصطفیٰ، متعلم مدرسہ عربیہ ہدایت المسلمین، کرہی ڈاکخانہ دوہارا، ضلع بستی۔

الجواب حامداً و مصلیاً:

ایسا کہنا بھی سخت گستاخی ہے(۱) ﴿ید اللّٰہ فوق أیدیھم﴾ (۲) وغیرہ نصوص کے مخالف ہے، لہٰذا اس کو بھی توبہ نیز تجدید ایمان اور تجدید نکاح کا حکم دیا جائے (۳)۔

---

(۱) "یکفر إذا وصف اللّٰہ تعالیٰ بما لا یلیق بہ أو سخر بإسم من أسمائہ .... أو نسبہ إلی الجھل أو العجز أو النقص". (البحر الرائق، کتاب السیر، باب أحکام المرتدین: ۵/۲۰۲، رشیدیہ)

(وکذا فی التاتارخانیۃ، کتاب أحکام المرتدین، فصل فیما یقال فی ذات اللّٰہ تعالیٰ: ۵/۴۶۳، ادارۃ القرآن)

(وکذا فی الفتاوی العالمکیریۃ، کتاب السیر، موجبات الکفر أنواع، منھا ما یتعلق بذات اللّٰہ تعالیٰ و صفاتہ: ۲/۲۵۸، رشیدیہ)

(۲) (الفتح: ۱۰)

(۳) "ثم إن کانت نیۃ القائل.......... الوجہ الذی یوجب التکفیر، لا تنفعہ فتوی المفتی، و یؤمر بالتوبۃ والرجوع عن ذلک، و بتجدید النکاح بینہ و بین امرأتہ". (الفتاوی العالمکیریۃ، کتاب السیر، موجبات الکفر أنواع، قبیل الباب العاشر فی البغاۃ: ۲/۲۸۳، رشیدیہ)

(وکذا فی التاتارخانیۃ، کتاب أحکام المرتدین، فصل فی إجرآء کلمۃ الکفر: ۵/۴۵۸، ادارۃ القرآن) =

﴿لقد كفر الذين قالوا إن الله فقير و نحن أغنياء﴾ الآية (۱)۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۹/۵/۵۶ھ۔

الجواب صحیح:سعید احمد غفرلہ، صحیح:عبد اللطیف، ۹/ جمادی الاولی/۵۶ھ۔

شان خداوندی میں گستاخی کرنے والے کے ساتھ سلوک

سوال[۶۶۸] : غیر مسلم اللہ کی شان میں گستاخیاں کرتا ہے، ظاہر ہے اگر اس کو اللہ تعالیٰ کی عظمت کا علم ہو جاتا تو ایسا نہ کرتا، علم رکھنے والے کے لئے ایسے موقع پر خاموشی اختیار کرنا کیسا ہے؟ سمجھانے پر نہ ماننے پر جسمانی تکلیف پہونچانے کا حق ہے یا نہیں جب کہ قدرت ہو؟

الجواب حامداً و مصلياً :

کیا جسمانی تکلیف پہونچانے سے اس کی اصلاح ہو جائے گی جب کہ وہ بے علم ہے؟ اصلاح کی صورت تو یہ ہے کہ اخلاق وشفقت سے اس کو اللہ تعالیٰ کی عظمت کا علم کرایا جائے (۲) اور عقیدہ درست کیا جائے۔فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیو بند، ۲۹/۱۲/۹۱ھ۔

اللہ تعالیٰ کو گالی دینا اور رمضان کے روزے کی توہین کرنا

سوال[۶۶۹] : موضع پنجو چک پٹھان کوٹ میں بروز جمعہ شریف مسلمان روزہ داروں کی ایک مجلس

= (وكذا في المحيط البرهاني ،كتاب السير ، فصل في مسائل المرتدين،النوع الأول في إجراء كلمة الكفر : ۶ /۵۵۰، غفاريه)

(۱) مذکورہ آیت ان الفاظ کے ساتھ شاید قرآن کریم میں نہیں، سہو کاتب ہوسکتا ہے اور شاید حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ جس آیت کو ذکر کرنا چاہتے تھے وہ سورۂ آل عمران کی یہ آیت ہے، قال الله عز و جل: ﴿لقد سمع الله قول الذين قالوا: إن الله فقير و نحن أغنيآء ، سنكتب ما قالوا و قتلهم الأنبيآء بغير حق، و نقول : ذوقوا عذاب الحريق﴾. (الآية: ۱۸۱)

(۲) قال الله تعالىٰ: ﴿أدع إلى سبيل ربك بالحكمة والموعظة الحسنة و جادلهم بالتي هي أحسن﴾. (الآية : النحل : ۱۲۵).

ہورہی تھی، یعنی جمعہ کی نماز وغیرہ نیک کاموں کے لئے جاتا تھا، دن کے پورے دو بجے کا ٹائم تھا کہ ایک صاحب داماد حسین بخش پورہ گوجر، بیڑی تمبا کو پیتا ہوا دھواں نکالتا ہے، حاضرین مجلس نے بلکہ خود فقیر نے کہا کہ دیکھو تم کو اول بروئے شرع مطہرہ روزہ رکھنا چاہئے تھا، کیونکہ تم وطنی ہو یعنی اپنے گھر میں مقیم ہو، اس بنا پر تم پر روزہ رمضان شریف رکھنا واجب العین ہے، تو داماد حسین بخش مسلمانوں کے سامنے وہ الفاظ بکتا ہے جو حسب ذیل تحریر ہیں:

۱-''اللہ کیا کرسکتا ہے، اللہ کے ہاتھ میں کیا ہے'' اور اللہ کو گالیاں دیں۔ نعوذ باللہ

۲- رمضان شریف اور روزہ کے نام پر ماں کا نام لے کر گالیاں دی، جب گالیاں دے کر رمضان شریف اور روزوں کے نام سرد ہوا تو کہنے لگا کہ ''ہم کو رمضان کا روزہ رکھ کر کیا ملے گا؟ یوں تو اپنا کام کاج کر کے اپنا گھر اور اہلیہ اور بچوں کا پیٹ پالوں گا، رمضان اور روزوں میں کیا رکھا ہے؟ یہ بے وقوفوں نے غلط ڈھانچہ بنا رکھا ہے''۔

اس لئے التجا ہے کہ ایسے شخص کے لئے شریعت مطہرہ میں کیا حکم ہے؟ دوم جو عورت اس شخص کے نکاح میں ہے وہ نکاح سے خارج ہے یا تجدید نکاح کرنا پڑے گا اور دوسرے مسلمانوں کو ایسے شخص مفسد اعتقاد والے کے ساتھ کیا سلوک برتنا چاہئے؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

شخص مذکور نے الفاظ بہت سخت کہے ہیں، ایسا کہنے سے ایمان سلامت نہیں رہتا، اس کو ضروری ہے کہ فوراً توبہ واستغفار کرے، تجدید ایمان کرے اور نکاح بھی دوبارہ کرے (۱)۔ اگر وہ اس کے لئے آمادہ نہ ہو تو

---

(۱) أما قوله: ''اللہ تعالیٰ کیا کرسکتا ہے الخ،'' فقد تقدم تخریجه تحت عنوان: ''اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی''

وأما قوله الثاني: ''رمضان شریف الخ'' فقال الملا علی القاری رحمه الله تعالیٰ في شرح الفقه الأكبر: ''وفي التتمة: من أهان الشريعة أو المسائل التي لا بد منها كفر''. (فصل في العلم والعلماء، ص: ۱۷۴، قديمي)

وأما قوله: ''رمضان کا روزہ رکھ کر کیا ملے گا'' فقال في الفتاوى العالمكيرية: ''لو قال: قرأت القرآن كثيراً فما رفعت الجناية عنا، يكفر''. (كتاب السير، موجبات الكفر أنواع، و منها ما يتعلق بالقرآن: ۲/۲۶۷، رشيديه)

(وكذا في خلاصة الفتاوى، الفصل الثاني، الجنس التاسع في القرآن: ۴/۳۸۹، رشيديه)

مسلمانوں کو چاہئے کہ اس سے تعلق قطع کردیں تا کہ اس کے خراب عقائد سے متأثر نہ ہوں اور وہ تنگ آکر اپنی اصلاح پرآمادہ ہوجائے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبدمحمودغفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۸/۱۰/۹۰ھ۔

اللہ پاک کو گالی دینا

سوال[۶۷۰] : ۱.....نادانستگی میں زید نے اللہ میاں کو چند ناشائستہ کلمات کہہ دیئے،اللہ پاک کو ماں بہن کی گالی دی، دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ عبادت وغیرہ سے کچھ نہیں ہوتا ہے،جتنی نماز پڑھو اور دعا مانگو اتنا ہی الٹا ہوتا ہے۔سفر میں بالوریت کا راستہ تھا،سائیکل بگڑ گئی تھی، پریشان تھے،اس وقت مندرجہ بالا الفاظ منہ سے نکلے تو اس کے بعد ایمان رہا یا کفر لازم ہوگیا؟

۲......اگر زید شادی شدہ ہے تو اس کا نکاح قائم رہا یا تجدید نکاح کی ضرورت ہے، یا حلالہ کے بعد طلاق دینے پر عدت گزارنے سے نکاح ضروری ہوگا، جب کہ اس کے بعد بھی زید دو تین سال بیوی کے ساتھ اسی طرح رہا اس کے بعد طلاق مغلظہ دیدی؟

الجواب حامداً و مصلیاً :

زید کو لازم ہے کہ تجدید ایمان کرے اس کا نکاح بھی ختم ہوگیا(۱)،اب دو تین سال بعد جب بیوی کو

---

(۱) قال علی القاری رحمه الله تعالیٰ فی شرح الفقه الأکبر : " ثم اعلم أنه إذا تکلم بکلمة الکفر عالماً بمعناها ، و لا یعتقد معناها ، لکن صدرت عنه من غیر إکراه، بل مع طواعیة فی تأدیته ، فإنه یحکم علیه بالکفر". (ص: ۲۶۴ ، قدیمی)

و فی البحر الرائق : "یکفر إذا وصف الله تعالیٰ بما لا یلیق به". (کتاب السیر ، باب أحکام المرتدین: ۲۰۲/۵ ، رشیدیه)

"و لو قال : قرأت القرآن کثیراً، فما رفعت الجنایة عنا، یکفر". (الفتاوی العالمکیریة ، کتاب السیر، موجبات الکفر أنواع ، و منها ما یتعلق بالقرآن : ۲۶۷/۲ ، رشیدیه)

(و کذا فی خلاصة الفتاوی، کتاب ألفاظ الکفر ، الفصل الثانی ، الجنس التاسع فی القرآن : ۳۸۹/۴، رشیدیه)

طلاق مغلظہ دیدی تو وہ بغیر حلالہ کے جائز نہیں رہی، قطعاً حرام ہوگئی تو اس سے تجدید نکاح کرنے کے لئے بغیر حلالہ کے اس مسئلہ کے دریافت کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی اور کلمات کفریہ کہنے کے بعد بغیر تجدید ایمان اور تجدید نکاح کے اس کے ساتھ رہا، اس کو دریافت کیوں نہیں کیا۔ کیا اس کو حرام کاری نہیں سمجھا، اگر اس نے کلمات کفریہ کہنے کے بعد بھی نکاح قائم رکھا اور اس کے ساتھ سب کچھ حلال کیا ہے، تو طلاق مغلظہ کے بعد بغیر حلالہ کے تجدید نکاح کا سوال بھی بے محل ہے(۱)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲۱/۱/۸۹ھ۔

= "ثم إن كانت نية القائل.......... الوجه الذي يوجب التكفير، لا تنفعه فتوى المفتي، ويؤمر بالتوبة والرجوع عن ذلك، و بتجديد النكاح بينه و بين امرأته". (الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، موجبات الكفر أنواع، قبيل الباب العاشر في البغاة: ۲/۲۸۳، رشيديه)

(وكذا في التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فصل في إجرآء كلمة الكفر: ۵/۴۵۸، إدارة القرآن)

(وكذا في المحيط البرهاني، كتاب السير، فصل في مسائل المرتدين، النوع الأول في إجراء كلمة الكفر: ۵/۵۵۰، غفاريه كوئٹه)

(۱) شاید حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی مراد یہ ہے کہ کلمۂ کفر کے بعد تجدید ایمان اور تجدید نکاح کی ہو، اس کے بعد طلاق مغلظہ دی ہو کیونکہ مرتد کی طلاق عدت کے دوران واقع ہوتی ہے، اور اگر عدت گزرنے کے بعد طلاق دے تو وہ واقع نہیں ہوگی۔

"واعلم أن تصرفات المرتد على أربعة أقسام، فينفذ منه اتفاقاً ما لا يعتمد تمام ولاية، وهي خمس: الاستيلاد والطلاق الخ". و في رد المحتار: "(قوله: و الطلاق): أي ما دامت في العدة؛ لأن الحرمة بالردة غير متأبدة لإرتفاعها بالإسلام، فيقع طلاقه عليها في العدة ...... و أورد أنه كيف يتصور طلاقه و قد بانت بردته؟ و أجيب بأنه لا يلزم من وقوع البينونة امتناع الطلاق، و قد سلف أن المبانة يلحقها الصريح في العدة: أي ولو كان الواقع بذلك الصريح بائناً كالطلاق الثلاث". (كتاب الجهاد، باب المرتد: ۴/۲۴۹، سعيد)

(وكذا في البحر الرائق: كتاب السير، باب أحكام المرتدين: ۵/۲۲۴، رشيديه)

(وكذافي فتح القدير، كتاب السير، باب المرتد: ۵/۸۲، مصطفى البابي الحلبي مصر)

(وكذا في التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فصل في تصرفات المرتد والمرتدة: ۵/۵۵۷، إدارة القرآن)

اللہ تعالیٰ کی شان میں بے ادبی

سوال[۶۷۱]: دوچار آدمی مسجد میں وضوکررہے تھے، زید غصہ میں کہنے لگا ''اللہ واللہ کچھ نہیں ہے'' ایسے جملہ سے زید کوروکا گیا تو زید کہنے لگا کہ میرے دل میں تو اللہ ہے۔ یہ جملہ کفریہ ہوا کہ نہیں اور نکاح باقی رہا یا ٹوٹ گیا؟

الجواب حامداً و مصلياً :

غصہ میں کہے ہوئے لفظ سے توبہ و استغفار کرلے(۱) بہتر یہ ہے کہ کلمہ پڑھ کر نکاح بھی دوبارہ پڑھوالے(۲) اورآئندہ زبان کوقابو میں رکھے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۹۲/۴/۲۳ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند، ۹۲/۴/۲۶ھ۔

خدااوررسول کے متعلق ایک امام کی گمراہ کن باتیں

سوال[۶۷۲]: ایک آدمی کہتا ہے جوکہ امامت بھی کرتا ہے وہ یہ کہتا ہے کہ میں نے حضرت مولانا محمد قاسم صاحب بانیٔ دارالعلوم دیوبند کوبچشم خود تقریر کرتے ہوئے دیکھا ہے اور حاضرین سے یوں کہتا ہے کہ ''تم نے اللہ کو دیکھا ہے''؟ میں نے کہا کہ حضرت! ہم نے تونہیں دیکھا ہے تو حضرت رومال اپنی جیب سے نکال کر اور بغیر بادل کے کڑک اورگرج شروع ہوئے کافی دیر کے بعد لوگوں کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا: ''دیکھو رومال میں خداوندقدوس کا بت اور پتلہ مع اعضائے بشریت موجود ہے''۔ نعوذ باللہ منہما۔ اور یوں کہتا ہے کہ ''میں نے بھی دیکھا ہے'' جب کہ اس شخص کی عمر ۵۵ سال کی ہے۔ نعوذ بالله منها۔

ایسے بزرگ کی شان میں اس قسم کے الفاظ کہنا، دوسرے سرورعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جب معراج ہوئی تو اس کے بارے میں نعوذ بالله یہ کہتا ہے کہ ''حضرت جبرئیل علیہ السلام سدرۃ المنتہی سے اوپر گئے ہیں اور

---

(۱) (تقدم تخريجه تحت عنوان ''اللہ پاک کوگالی دینا'')

(۲) ''ما كان في كونه كفراً إختلاف ، فإن قائله يؤمر بتجديد النكاح و بالتوبة، والرجوع عن ذلك بطريق الإحتياط .... ''ثم إن كانت نية القائل .... الوجه الذى يوجب التكفير، لا تنفعه فتوى المفتي، ويؤمر بالتوبة والرجوع عن ذلك، و بتجديد النكاح بينه و بين امرأته''. (الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير ، موجبات الكفر أنواع ، قبيل الباب العاشر في البغاة: ۲/۲۸۳، رشيديه)

اللہ کے قریب جا کر کہا کہ یا اللہ! تمہارے حبیب حاضر ہو گئے ہیں، اللہ نے کہا بہت اچھا، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جوتے اتارنے کا قصد کیا ہے، فوراً جواب صمدی آیا کہ آ ؤاور میرے سینہ پر چڑھ جاؤ- نعوذ باللہ- خدا کے سینہ پر حضور مع جوتے کے چڑھ گئے"۔ اور یوں کہے کہ "حدیث میں ہے"۔ یہ شخص حافظ ہے اور ایک مسجد کا امام ہے، کیا ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے اور اس کا نکاح قائم رہا یا کہ نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب حامداً و مصلیاً :

جو شخص اللہ تعالیٰ کا پتلہ مع اعضاء بشری رومال سے نکال کر حاضرین کو دکھلائے (نعوذ باللہ) وہ ہرگز اس قابل نہیں کہ اس کو امام بنایا جاوے، ایسے شخص کی صحبت سے دور رہیں، نہ جانے کیا کیا شعبدے دکھلا کر گمراہ کریگا جس سے ایمان بھی سلامت نہیں رہے گا۔ اللہ تعالیٰ ایسی چیز نہیں جس کو رومال میں بند کیا جاوے یا اس کے لئے پتلہ بنایا جا سکے یا اس کے اعضاء بشری موجود ہوں، خداوند تعالیٰ ایسی باتوں سے منزّہ اور پاک ہے(۱) اس کے لئے جسم اور اعضاء بشری رومال میں بند کرنا کفر ہے(۲)۔ ایسے آدمی کو واجب ہے کہ اس قسم کی خرافات اور کفریات سے توبہ کر کے تجدید ایمان اور تجدید نکاح کرے(۳)۔

---

(۱) "و هو (أی الله تعالیٰ) شیء لا کالأشیآء ، و معنی الشیء إثباته بلا جسم و لا جوهر و لا عرض .... و له ید ووجه ونفس، فما ذکره الله تعالیٰ فی القرآن من ذکر الوجه و الید والنفس ، فهو له صفات بلا کیف". (الفقه الأکبر للامام الأعظم رحمه الله تعالیٰ ، ص: ۳۶، قدیمی)

(وکذا فی شرح العقیدة الطحاویة ، مطلب فی کلام أبی حنیفة فی إثبات النفس والوجه والید له تعالیٰ بلا کیف، ص: ۱۵۳)

(۲) "و فی مجموع النوازل : إذا قال : "پائے خدا باید گرفتن درین حادث، ینظر: إن اعتقد أن لله تعالیٰ و تنزه رِجلاً و هی الجارحة ، یکفر". (التاتارخانیة ، کتاب أحکام المرتدین ، فصل فیما یقال فی ذات الله تعالیٰ: ۵/۴۶۳، إدارة القرآن والعلوم الإسلامیة کراچی)

(وکذا فی البحر الرائق ، کتاب السیر ، باب أحکام المرتدین : ۵/۲۰۲، رشیدیه)

(وکذا فی الفتاوی البزازیة، کتاب ألفاظ تکون إسلاماً أو کفراً ، الفصل الثانی، النوع الثانی فی ما یتعلق بالله تعالیٰ : ۶/۳۲۳، رشیدیه)

(۳) (تقدم تخریجه تحت عنوان : "اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کرنا")

حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمہ اللہ تعالیٰ بانیٔ دارالعلوم دیوبند کے انتقال کو۹۳/ برس گزر چکے ہیں، ۵۵/ سال کا آدمی ان کوخواب میں تو دیکھ سکتا ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ کسی کو کشف ہوجاوے یا تمثیل ہوجاوے مگر واقعاتی دنیا میں ان کواس وقت تقریر کرتے ہوئے دیکھنے کی کوئی صورت نہیں ہے۔

معراج کے متعلق جوتے پہنے ہوئے جا کر اللہ تعالیٰ کے سینہ پر چڑھنا نہ قرآن کریم میں ہے، نہ حدیث میں، بلکہ نہایت لغو اور کفر یہ شیطانی خیال ہے(۱)، حضرت مولانا قاسم صاحب یا کوئی بھی بزرگ ایسی بات نہیں فرما سکتے، ان کی طرف نسبت کرنا بے اصل ہے اور غلط ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۱۳/ ۵/ ۹۰ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین غفرلہ دارالعلوم دیوبند۔

حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کے الفاظ کہنا

سوال[۶۷۳]: جب کہ شریعت کا مسئلہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جس طرح چاہیں ارشاد فرمائیں لیکن امت کو یہ اجازت نہیں ہے کہ وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں ایسے الفاظ کہیں جس سے گستاخی ٹپکتی ہو، مثلاً: یہ لفظ استعمال کرے کہ ’’اللہ تعالیٰ نے –معاذ اللہ– رسول اکرم

---

(۱) ’’عن أبی هريرة رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول الله صلی الله تعالیٰ عليه وسلم: ’’من كذب علیّ متعمداً، فليتبوأ مقعده من النار‘‘. (الصحيح لمسلم، المقدمة، باب تغليظ الكفر على رسول الله صلی الله تعالیٰ عليه وسلم: ۱/۷، قديمی)

’’قال الإمام النووی رحمه الله تعالیٰ: ’’واعلم أن هذا الحديث يشتمل على فوائد و جمل من القواعد .... الثانية: تعظيم تحريم الكذب عليه صلی الله تعالیٰ عليه وسلم، وأنه فاحشة عظيمة و موبقة كبيرة، ولكن لا يكفر بهذا الكذب إلا أن يستحله .... والثالثة: أنه لا فرق في تحريم الكذب عليه صلی الله تعالیٰ عليه وسلم بين ما كان في الأحكام و ما لا حكم فيه .... فكله حرام، من أكبر الكبائر و أقبح القبائح بإجماع المسلمين الذين يعتدّ بهم فی الإجماع‘‘. (شرح النووی على مسلم: ۱/۸، قديمی)

’’يكفر إذا وصف الله تعالیٰ بما لا يليق به‘‘. (البحر الرائق، كتاب السير، باب أحكام المرتدين: ۵/۲۰۲، رشيديه)

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ڈانٹا'' یا یہ لفظ استعمال کرے کہ ''قیامت کے دن امت میں سے بعض لوگ نبیوں کو چھڑائیں گے یعنی اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے یا نبیوں کے درمیان -معاذ اللہ- منصف یا جج ہوں گے''، ایسے لوگوں کے بارے میں کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً :

یہ بات بالکل مسلّم ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں کسی بھی قسم کی گستاخی کرنے سے ایمان سلامت نہیں رہتا(۱)، البتہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کسی مصنف نے کوئی بات لکھی انتہائی احترام کوملحوظ رکھ کر، گستاخی اس کے حاشیہ ٔخیال میں بھی نہیں مگر اس کی تحریر پڑھنے والا کچھ تصورات اپنے ذہن میں لئے ہوئے ہے جس کی وجہ سے کبھی دانستہ کبھی نادانستہ ایسا مطلب تجویز کرتا ہے جس سے گستاخی ٹپکتی یا ٹپکائی جاسکتی ہے، پھر ایسی گستاخی کو مصنف کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اور اس پر حکم لگایا جاتا ہے کہ اس کی یہی مراد ہے، یہ طریقہ غلط ہے۔ جو فقرے آپ نے سوال میں نقل کئے ہیں اگر ان کا قائل یا مصنف زندہ ہو تو خود اس سے دریافت کیا جائے، بغیر دریافت کئے کوئی سخت حکم نہ لگایا جائے، اگر وہ زندہ نہیں اس کی کتاب میں یہ موجود ہے تو وہ کتاب روانہ کردی جائے، اس کو دیکھ کر بتایا جاسکتا ہے کہ کیا حکم ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۹۴/۶/۱۸ھ۔

ذات وصفاتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تنقید

سوال[۶۷۴]: آقائے دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات وصفات، علم اور شان میں ادنیٰ ترین

---

(۱) ''علامہ علم الہدی در بحر محیط گفتہ کہ: ہر ملعون کہ در جنابِ پاک سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دشنام دہد، یا اہانت کند، یا در امرے از امورِ دین او، یا صورت مبارکِ او، یا در وصفے از اوصافِ شریفۂ او عیب کند، خواہ مسلمان بود یا ذمی یا حربی اگر چہ از راہِ ہزل کردہ باشد، آں کافر است واجب القتل، توبۂ او مقبول نیست، واجماع امت برآن است کہ بے ادبی واستخفافِ ہر کس از انبیاء کفر است، خواہ فاعلِ او حلال دانستہ مرتکب شود یا حرام دانستہ''۔ (مالا بد منه ، باب كلمات الكفر : ۱۳۶ ، مكتبه شركت علميه)

(وكذا في خلاصة الفتاوى ، كتاب ألفاظ الكفر ، الفصل الثاني ، الجنس الثالث فيما يقال في الأنبياء عليهم الصلوة والسلام: ۳۸۶/۴، رشيديه)

نقص کے معتقد اور تنقیص کرنے اور کہنے والے کے لئے شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

آقائے دوعالم سید الاولین والآخرین امام المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذاتِ مقدسہ، صفاتِ مبارکہ علمِ اعلیٰ کے اعتبار سے خدائے پاک کے نزدیک ہر مخلوق سے بلند، محبوب، مقرب ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام اوران کے علاوہ سب آپ کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔

دستِ مبارک میں ''لواء الحمد'' ہوگا (۱)۔ لیلۃ المعراج میں مقام ''دنیٰ وقاب قوسین'' آپ کے ساتھ مخصوص ہے (۲)، شفاعتِ کبریٰ آپ کا حق ہے (۳) وغیرہ وغیرہ۔ فداہ أبي وأمي (صلی اللہ

---

(۱) ''والمعتقد المعتمد أن أفضل الخلق نبينا حبيب الحق، وقدا دعى بعضهم الإجماع على ذلك، فقد قال ابن عباس رضي الله عنهما: ''إن الله فضّل محمداً على أهل السماء وعلى الأنبياء''. وفي حديث مسلم والترمذي عن أنس رضي الله عنه: ''أنا سيد وُلد آدم يوم القيامة، ولافخر'' زاد أحمد و الترمذي وابن ماجة عن أبي سعيد رضي الله عنه: ''ووبيدي لواء الحمد ولا فخر، وما من نبي يؤمئذ آدم فمن سواه إلاتحت لوائي، وأنا أول من تنشق عنه الأرض ولافخر، وأنا أول شافع وأول مشفع ولا فخر''. وروى الترمذي عن أبي هريرة رضي الله تعالىٰ عنه ولفظه: ''أنا اوّل من تفشق عنه الأرض، فأكسى حلةً من حلل الجنة، ثم أقوم عن يمين العرش، وليس أحد من الخلائق يقوم ذلك المقام غيري''. (شرح الفقه الأكبر، تفضيل بعض الأنبياء على بعضهم، ص: ۱۱۴، قديمي)

(وكذا في شرح العقيدة الطحاوية، مسألة المفاضلة بين الأنبياء، ص: ۸۹، مكتبه الغرباء)

وقال النوويّ تحت حديث أبي هريرة رضي الله عنه: ''وهذا الحديث دليل لتفضيله صلى الله عليه وسلم على الخلق كلهم؛ لأن مذهب أهل السنة أن الآدميين أفضل من الملائكة، وهو صلى الله عليه وسلم أفضل الآدميين بهذا الحديث''. (شرح النووي على الصحيح لمسلم، كتاب الفضائل، باب تفضيل نبينا صلى الله عليه وسلم: ۲/۲۴۵، قديمي)

(۲) قال الله تعالىٰ: ﴿ثم دنا فتدلىٰ، فكان قاب قوسين أو أدنى﴾ .... هذه الآيات على رؤيته جبرئيل أصح .... كما ثبت ذلك في الصحيحين عن عائشة أم المؤمنين، وعن ابن مسعود، وكذلك هو في صحيح مسلم عن أبي هريرة ولايعرف لهم مخالف من الصحابة في تفسير هذه الآية بهذا''. (تفسير ابن كثير: ۷/۳، دارالسلام)

(۳) ''الشفاعة .... وهي العظمىٰ، الخاصة بنبيّنا صلى الله عليه وسلم من بين سائر إخوانه من =

علیه وسلم صلوٰةً دائمةً أبداً۔

ذات، صفات، علم، شان میں تنقیص کو ایمان برداشت نہیں کرسکتا (۱)۔ مسئلہ چونکہ ایمانیات سے متعلق ہے اس لئے کسی خاص شخص پر خاص بات کی وجہ سے حکم لگانا بھی آسان نہیں جب تک شرعی دلائل سے تنقیح تام نہ ہوجائے۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۹۲/۱۰/۲۰ھ۔

شانِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں گستاخی

سوال[۶۷۵]: ایک مسلمان جس کے ہوش وحواس صحیح ہیں، وہ یہ کہہ رہا ہے کہ "حضرت یوسف علیہ السلام نبی نہیں تھے اور "داستان یوسف" کتاب جھوٹی کتاب ہے اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں کہتا ہے کہ نعوذ باللہ حضور لگائی باز تھے (۲)، شہوت پرست تھے، ان کی گیارہ بیویاں تھیں"۔ تو یہ شخص مسلمان کہلائے گا یا کافر؟ اس کی بیوی پر طلاق واقع ہوگئی یا نہیں؟ یہ شخص اگر انتقال کرجائے تو اس کے

= الأنبياء والمرسلين، صلوات الله عليهم أجمعين، .... عن أبي هريرة رضى الله عنه قال: .... "اذهبوا إلى محمد صلى الله عليه وسلم فيأتوني، فيقولون: يامحمد! أنت رسول الله، وخاتم الأنبياء، غفرالله لک ماتقدم من ذنبک وماتأخر، فا شفع لنا إلى ربک .... فيقال: يا محمد! ارفع رأسک، سل تعطه، اشفع تشفّع". إلى آخر الحديث. (شرح العقيدة الطحاوية، الشفاعة حق: ۱۶۱، ۱۶۳، مكتبه الغرباء)

(والصحيح لمسلم مع شرحه للنووي، كتاب الفضائل، باب معجزات النبي صلى الله عليه وسلم: ۲/۲۴۵، قديمي)

(۱) "وقال أبو يوسف رحمه الله تعالىٰ: وأيمارجل مسلم سبّ رسول الله صلى الله عليه وسلم، أو كذبه، أو عابه، أو تنقصه، فقد كفر بالله تعالىٰ، وبانت منه امرأته، فإن تاب وإلا قتل، .... وفي النيابيع: "لوعاب النبي صلى الله عليه وسلم بشئ من العيوب يكفر". (تنبيه الولاة والحكام في ضمن رسائل ابن عابدين: ۱/۳۲۴، ۳۲۶، سهيل اكيڈمی لاهور)

(وكذا ايضاً في تنبيه الولاة والحكام: ۱/۳۵۷، سهيل اكيڈمی لاهور)

(۲) قوله: "لگائی باز" عورت پسند"۔ (فیروز اللغات، ص: ۱۱۶۱، فیروز سنز لاہور)

جنازہ کی نماز پڑھی جائے گی یا نہیں؟

الجواب حامداً و مصلیاً :

جس کے دل میں ایمان ہے وہ ایسی بات نہیں کہہ سکتا، اس لئے کہ اس سے ایمان جاتا رہتا ہے(۱)، نکاح ختم ہوجاتا ہے(۲)، اس کی تجہیز وتکفین بھی اسلامی طریقے پرنہیں کی جاتی، اس کی نماز جنازہ بھی نہیں پڑھی جاتی (۳)۔ جب تک پوری طرح یقین کے ساتھ کسی کا ایسا کہنا ثابت نہ ہوجائے کوئی سخت حکم لگانے میں پوری

---

(۱) أما قوله : ''حضرت یوسف علیہ السلام نبی نہیں تھے، و قوله : لگائی باز تھے، شہوت پرست تھے'' فقال فی التاتارخانية: " من لم يقر ببعض الأنبياء عليهم السلام أوعاب نبياً بشيء ، أو لم يرض بسنة من سنن المرسلين عليهم السلام ، فقد كفر". (كتاب أحكام المرتدين ، فصل فيما يعود إلى الأنبياء عليهم السلام : ۴۷۷/۵، إدارة القرآن)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب السير ، باب أحكام المرتدين : ۲۰۳/۵، رشيديه)

(و كذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير ، موجبات الكفر أنواع ،و منها ما يتعلق بالأنبياء عليهم السلام : ۲۶۳/۲، رشيديه)

(وكذا في فتاوىٰ قاضي خان، كتاب السير ، باب ما يكون كفراً من المسلم و ما لا يكون : ۵۷۴/۳،رشيديه)

(وكذا في المحيط البرهاني ، كتاب السير، فصل في مسائل المرتدين ، نوع فيما يعود إلى الأنبياء : ۵۵۸/۵، غفاريه كوئٹه)

(۲) " و منهاأن ردة أحد الزوجين يوجب البينونة بينهما في الحال بدون قضاء القاضي". (خلاصة الفتاوى ، كتاب ألفاظ الكفر، الفصل الثاني ، الجنس الأول في المقدمة : ۳۸۳/۴، رشيديه)

(وكذافي الدر المختار ، كتاب النكاح ، باب نكاح الكافر : ۱۹۳/۳ ، ۱۹۴ ،سعيد)

(وكذا في البحر الرائق ، كتاب النكاح، باب نكاح الكافر : ۳۷۳/۳، رشيديه)

(۳) "ويغسل المسلم و يكفن و يدفن .... أما المرتد ، فيلقى في حفرة كالكلب". (الدرالمختار) وفي رد المحتار: "(قوله: فيلقى في حفرة): أي و لا يغسل و لا يكفن و لا يدفع إلى من انتقل إلى دينهم". (كتاب الصلوة، باب صلوة الجنائز : ۲۳۰/۲، سعيد)

(وكذا في البحر الرائق ، كتاب الجنازة ، فصل: السلطان أحق بصلاته : ۳۳۴/۲، رشيديه)

2

احتیاط لازم ہے(۱) مبادا یہ حکم کہیں حکم لگانے والے پر نہ لوٹ جائے (۲)۔

اگر خدانخواستہ کسی مسلمان سے غلبۂ جہالت وضلالت کی بناء پر ایسی بات نکلے تو فوراً اس کوتجدید ایمان اورتجدید نکاح اورتوبہ کرادی جائے (۳)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۸/۲/۸۹ھ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دینے والے کا حکم

سوال[۶۷۶]: اگر کوئی مسلمان العیاذ باللہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت ناجائز

---

(۱) "و فی الفتاوی الصغری: الکفر شیء عظیم، فلا أجعل المؤمن کافراً متی وجدت روایةً أنه لا یکفر .... و فی الخلاصة وغیرها: إذا کان فی المسئلة وجوه توجب التکفیر، و وجه واحد یمنع التکفیر، فعلی المفتی أن یمیل إلی الوجه الذی یمنع التکفیر تحسیناً للظن بالمسلم". (البحر الرائق، کتاب السیر، باب أحکام المرتدین: ۵/۲۱۰، رشیدیه)

(وکذافی الفتاوی العالمکیریة، کتاب السیر، قبیل الباب العاشر فی البغاة: ۲/۲۸۳، رشیدیه)

(وکذا التاتارخانیة، کتاب أحکام المرتدین، فصل فی إجراء کلمة الکفر: ۵/۴۵۸، ادارة القرآن)

(وکذا فی الفتاوی البزازیة، کتاب ألفاظ تکون إسلاماً أو کفراً، الفصل الثانی، النوع الأول فی المقدمة: ۶/۳۲۲، رشیدیه)

(وکذا فی خلاصة الفتاوی، کتاب ألفاظ الکفر، الفصل الثانی، النوع الأول فی المقدمة: ۴/۳۸۲، رشیدیه)

(۲) "عن أبی ذر رضی الله تعالیٰ عنه أنه سمع النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یقول: "لا یرمی رجل رجلا بالفسوق، ولا یرمیه بالکفر، إلا ارتدت علیه إن لم یکن صاحبه کذلک". (صحیح البخاری، کتاب الأدب، باب ما ینهی عن السباب واللعن: ۲/۸۹۳، قدیمی)

(۳) "ما کان فی کونه کفراً اختلاف، فإن قائله یؤمر بتجدید النکاح، و بالتوبة والرجوع عن ذلک بطریق الإحتیاط، ثم إن کانت نیة القائل.......... الوجه الذی یوجب التکفیر، لا تنفعه فتوی المفتی و یؤمر بالتوبة والرجوع عن ذلک، و بتجدید النکاح بینه و بین امرأته". (الفتاوی العالمکیریة، کتاب السیر، موجبات الکفر أنواع، قبیل الباب العاشر فی البغاة: ۲/۲۸۳، رشیدیه)

دشنام (گالی) دیدے گا، بصورت شرع محمدی صلی اللہ تعالیٰ علی صاحبہا وسلم کے اس شخص کا اب کیا حکم ہے؟ لائق توبہ واستغفار ہے یا کہ لائق قتل ہے؟

الجواب حامداً و مصلياً:

جو شخص شان اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں (نعوذ باللہ) گالی بکے وہ مرتد اور خارج از اسلام ہے، اس کو توبہ اور تجدید ایمان وتجدید نکاح لازم ہے، اگر وہ توبہ نہ کرے تو واجب القتل ہے۔ درمختار:۳/۴۰۱، میں اس پر مفصل بحث مذکور ہے (۱) علامہ شامی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک رسالہ مستقل لکھا ہے، دیگر اکابر علماء کے بھی رسائل ہیں، الصارم المسلول فی شاتم الرسول، وغیرہ، لیکن اس حکم پر عمل کے لئے شرائط ہیں ان کا بھی لحاظ چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۹۰/۳/۱۹ھ۔

---

(۱) راجح قول کے مطابق سب النبی ﷺ کے مرتکب کی توبہ مقبول ہے لیکن اگر قبل از توبہ قتل کیا گیا تو گناہ نہیں۔

قال العلامة الحصكفيّ: "و كل مسلم ارتد فتوبته مقبولة إلا الكافر بسب نبي من الأنبياء، فإنه يقتل حداً و لا تقبل توبته مطلقاً .... و من شك في عذابه و كفره، كفر .... و من نقص مقام الرسالة بقوله بأن سبه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، أو بفعله بأن بغضه بقلبه، قتل حداً كما مر من التصريح به، لكن صرّح في آخر الشفاء بأن حكمه كالمرتد، و مفاده قبول التوبة كما لا يخفى". (الدر المختار)

و في رد المحتار: "وحاصله أنه نقل الإجماع على كفر الساب، ثم نقل عن مالك .... أنه لا تقبل توبته، فعلم أن المراد من نقل الإجماع على قتله قبل التوبة، ثم قال: و بمثله قال أبو حنيفة وأصحابه الخ: أي قال: إنه يقتل يعني قبل التوبة لا مطلقاً" .... إلى إخر ما بحث عنه. (كتاب الجهاد، باب المرتد، مطلب في حكم ساب الأنبيآء: ۴/۲۳۱، ۲۳۲، سعيد)

(و كذا في البحر الرائق، كتاب السير، باب أحكام المرتدين: ۵/۲۱۱، ۲۱۲، رشيديه)

(و كذا في الفتاوى البزازية، كتاب ألفاظ تكون إسلاماً أو كفراً، الفصل الثاني، النوع الأول في المقدمة: ۶/۳۲۱، رشيديه)

''اُمّی'' کا معنی جاہل، اَن پڑھ اور جاہلِ مطلق سے کرنے کا حکم

سوال[۲۷۷]: زید نے اپنی تقریر سیرتِ رسولِ مقدّس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دوران ''اُمّی'' کے معنی بیان کئے اور ''اَن پڑھ''، ''جاہل'' اور ''جاہلِ مطلق'' کہا، اور کہا کہ میں یہ دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں کہ ''اُمّی'' کے معنی جاہلِ مطلق کے ہیں۔ کیا ان معنوں سے توہینِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہیں ہے؟ اور اگر ہے تو زید کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

''اُمّی'' اُس شخص کو کہتے ہیں جس نے کسی سے لکھنا، پڑھنا نہ سیکھا ہو، نہ کسی مدرسہ میں داخل ہو، نہ کسی اتالیق کے پاس پڑھا ہو، حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دنیا میں کسی سے لکھنا پڑھنا نہیں سیکھا، یہاں کوئی آپ ﷺ کا استاذ نہیں (۱)، لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ نے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ

---

(۱) قال الله تعالیٰ: ﴿الذين يتبعون الرسول النبي الأمي الذي يجدونه مكتوباً عندهم في التوراة﴾ الآية (الأعراف :۱۵۷)

''أي : هؤلاء الذين تنالهم الرحمة هم الذين يتبعون محمداً صلى الله عليه وسلم والنبي العربي الأمي: أي الذي لايقرأ ولا يكتب''. (صفوة التفاسير للصابوني: ۱/۴۷۵، دارالقرآن الكريم ، بيروت)

''أي الذي لايكتب ولا يقرأ .... عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : ''إنا أمة أمية، لانكتب ولا نحسب '' .... فهو بالسنة إليه -بأبي وأمي - عليه الصلاة والسلام صفة مدح''. (روح المعاني: ۹/۷۹، دارإحياء التراث العربي، بيروت)

''وعن عبدالله بن عمرو رضي الله عنهما، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم مرّ بمجلسين في مسجده .... ''وإنما بعثت معلماً'': أي بتعليم الله لا بالتعلم من الخلق''. (مرقاة المفاتيح، شرح مشكاة المصابيح، كتاب العلم: ۱/۵۱۶، رشيديه)

وقال الله تعالیٰ: ﴿وما كنت تتلوا من قبله﴾: أي وما كنت من قبل إنزالنا إليك الكتاب تقدر على أن تتلو (من كتاب ولا تخطه) ولا تقدر على أن تخطه (بيمينك إذاً لا رتاب المبطلون): أي لو كنت ممن يقدر على التلاوة والخط أو ممن يعتا دهما لارتاب مشركومكة، =

وسلم کو اتنا علم عطا فرمایا کہ اولین وآخرین میں سے کسی کو اتنا نہیں ملا، نہ کوئی فرشتہ آپ کے برابر ہوسکتا ہے، نہ کوئی پیغمبر، شانِ نبوت کے لائق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا علمِ مبارک سارے عالَم کے علم سے بڑھا ہوا ہے(۱)۔

''اُمّی'' کی جو تشریح زید کی تقریر سے نقل کی گئی ہے اگر واقعۃً زید نے یہی تشریح کی ہے تو اس کو فوراً توبہ لازم ہے، اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے انتہائی ندامت کے ساتھ توبہ کرے، ظاہر یہ ہے کہ اس نے ناشائستہ الفاظ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں استعمال نہیں کئے ہوں گے کیونکہ اس کی جرأت کوئی مسلمان نہیں کرسکتا، اس لئے صرف لفظ ''اُمّی'' کی یہ تشریح کی ہے جو کہ بے شمار مخلوق پر صادق

= وقالوا: لعله التقطه من كتب الأوائل، وحيث لم تكن كذلك، لم يكن لا تيابهم وجه، وكأن احتمال التعلم مما لم يلتفت إليه لظهور أن مثله من الكتاب المفصل الطويل لا يتلقى ويتعلم إلا في زمان طويل بمدارسة لا يخفى مثلها''. (روح المعاني: ۲۱/۴، دارإحياء التراث العربي)

''وهكذا كان رسول الله صلى الله عليه وسلم دائماً إلى يوم الدين لايحسن الكتابة ويحط سطراً ولا حرفاً بيده، بل كان له كتاب يكتبون بين يديه الوحي والرسائل إلى الأقاليم''. (تفسير ابن كثير: ۵۵۳/۳، دار السلام)

(۱) وفي الخصائص الكبرى: ''باب اختصاصه صلى الله عليه وسلم بالنصر بالرعب مسيرة شهر أمامه وشهر خلفه، وإيتائه جوامع الكلم ومفاتيح خزائن الأرض وعلم كل شئ إلا الخمس، قيل: والخمس أيضاً، .... ''عن أبي هريرة رضي الله عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: '' فضلت على الأنبياء بست: أعطيت جوامع الكلم، ونصرت بالرعب، وأحلت لي الغنائم، وجعلت لي الأرض مسجداً وطهوراً، وأرسلت إلى الخلق كافةً، وختم بي النبيون'' .... ''عن أبي موسىٰ رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ''أعطيت فواتح الكلم وجوامعه وخواتمه'' .... ''عن ابن عمر رضي الله عنهما عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ''أوتيت مفاتيح كل شئ إلا الخمس: إن الله عنده علم الساعة الآية''.'' ذهب بعضهم إلى أنه صلى الله عليه وسلم أوتي علم الخمس أيضاً، وعلم وقت الساعة والروح، وأنه أمربكتم ذلك''. (الخصائص الكبرى، باب اختصاصه صلى الله عليه وسلم بالنصر بالرعب الخ: ۱۹۳/۲ - ۱۹۵، دار الكتب العلمية)

بھی آتی ہے اور شانِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میں اس کا وہم بھی نہیں ہوسکتا، اگر کوئی شخص سید الکونین امام المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایسے الفاظ استعمال کرے تو وہ ایمان سے خارج ہو جائے گا (۱)، اس پر تجدید ایمان وتجدیدِ نکاح لازم ہوگی (۲)، مگر ایسا حکم کرنے میں خود زید سے استفسار کی ضرورت ہوگی، اس لئے اس میں جلدی نہ کی جائے۔

جب تک زید سے دریافت نہ کرلیا جائے کہ اس نے جو تشریح لفظ ''اُمّی'' کی کی ہے، کیا وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ ایسا ہی سمجھتا ہے، اگر وہ کہے نہیں، میں نے لفظ ''اُمّی'' کے اصل معنیٰ بتائے ہیں، یہ نہیں کہا کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسے ہی تھے تو پھر تکفیر نہ کی جائے (۳)، ہاں سیرتِ پاک کے

---

(۱) ''وقال أبو يوسف رحمه الله : '' وأيمارجل مسلم سبّ رسول الله صلى الله عليه وسلم، أو كذبه أو عابه، أو تنقصه، فقد كفر بالله تعالىٰ، وبانت امرأته، فإن تاب وإلا قتل''، .... وفى الينابيع : ''لوعاب النبى صلى الله عليه وسلم بشئى من العيوب يكفر''. (تنبيه الولاة والحكام فى ضمن رسائل ابن عابدين: ۱/۳۲۴ - ۳۲۶، سهيل اكيڈمى لاهور)

(وكذا فى البحر الرائق، كتاب السير، باب أحكام المرتدين: ۵/۲۰۳، رشيديه)

(وكذا فى التاتار خانية ،كتاب أحكام المرتدين، فيما يعود إلى الأنبياء عليهم السلام: ۵/۴۷۷، إدارة القرآن)

(۲) '' ماكان فى كونه كفراً اختلاف، فإن قائله يؤمر بتجديد النكاح وبالتوبة، والرجوع عن ذلک بطريق الاحتياط''. (الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب السير ،الباب التاسع فى أحكام المرتدين قبيل الباب العاشر: ۲/۲۸۳، رشيديه)

(۳) ''يجب أن يعلم أنه إذا كان فى المسئلة وجوه توجب التكفير ووجه واحد يمنع التكفير فعلى المفتى أن يميل إلى الوجه الذى يمنع التكفير تحسيناً للظن بالمسلم، ثم إن كانت نية القائل الوجه الذى يمنع التكفير فهو مسلم ، وإن كانت نيته الوجه الذى يوجب التكفير ، لاتنفعه فتوىٰ المفتى، ويؤمر بالتوبة والرجوع عن ذلک وتجديد النكاح بينه وبين امرأته''. (التاتار خانيه، كتاب أحكام المرتدين، فصل فى إجراء كلمة الكفر الخ: ۵/۴۵۸، إدارة القرآن)

(وكذا فى الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب السير ، قبيل الباب العاشر فى البغاة: ۲/۲۸۳، رشيديه)

بیان میں صرف اس تشریح پر کفایت کرنے سے شبہات پیدا ہوتے ہیں، اس لئے توبہ کی ضرورت ہے(۱)۔
فقط واللہ سبحانہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۴/ ۹۲/۸ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، ۵/ ۹۲/۸ھ۔

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برا سمجھنے والے کا حکم

سوال[۲۷۸]: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برا سمجھنے والے کیسے ہیں، اہل سنت والجماعت کے علماء میں سے ہو یا عوام میں سے ہو؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ صحابی ہیں ان کا احترام واجب ہے(۲) ان کو برا کہنا ہرگز جائز نہیں، ان کو برا کہنے والا اور برا سمجھنے والا گنہ گار ہے(۳)، اس کو توبہ لازم ہے(۴)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی، عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۷/ ۱۱/ ۵۶ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ۔

صحیح: عبداللطیف، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۸/ ذی قعدہ/ ۵۶ھ۔

---

(۱) "وماكان خطأ من الألفاظ لايوجب الكفر، فقائله مؤمن على حاله، ولا يؤمر بتجديد النكاح، ولكن يؤمر بالاستغفار، والرجوع عن ذلك". (مجمع الأنهر، كتاب السير، باب المرتد: ۲/ ۵۰۱، مكتبه غفاريه كوئٹه)

(وكذا في التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فصل في إجراء كلمة الكفر الخ: ۵/ ۴۵۸، إدارة القرآن)

(۲) "وعن خالد بن معدان: كان (أي معاوية) طويلاً، أبيض، أجلح، وصحب النبي صلى الله عليه وسلم وكتب له، الخ". (الإصابة في تمييز الصحابة: ۶/ ۱۲۰، دارالكتب العلمية)

"وقال السعد التفتازاني: يجب تعظيم الصحابة والكف عن مطاعنهم الخ. وقال العلامة المرعشي في "نشر الطوابع": يجب تعظيم جميع أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم والكف عن مطاعنهم وحسن الظن بهم وترك التعصب والبغض .... وقد أحبهم النبي صلى الله عليي وسلم، =

....

= وأثنى عليهم ، وأوصى أمته بعدم سبهم وبغضهم و أذاهم ، الخ". (الإصابة في تميز الصحابة ، مقدمة التحقيق: ۱/۲۵، ۲۶، دار الكتب العلمية)

(۳) "عن أبي سعيد عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: " لا تسبوا أصحابي، فوالذي نفسي بيده! لو أن أحدكم أنفق مثل أحد ذهباً ماأدرك مد أحد هم ولا نصيفه " .... وقال عليه الصلاة والسلام : "الله الله في أصحابي، لا تتخذوهم غرضاً من بعدي .... ومن آذاهم، فقد آذاني! " الحديث . (الإصابة في تميز الصحابة: ۱/۱۹، ۲۰، دار الكتب العلمية)

"قال أبو زرعة الرازي : إذا رأيت الرجل ينتقص أحداً من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم ، فاعلم أنه زنديق، وذلك أن الرسول حق، والقرآن حق، وما جاء به حق، وإنما أدى ذلك كله إلينا الصحابة، الخ". (الإصابة في تمييز الصحابة : ۱/۲۲، دار الكتب العلمية)

"قال القاضي عياض في آخر فصل من "الشفاء": سبّ آل بيته وأزواجه وأصحابه عليه الصلاة والسلام حرام ، .... وقال أيضاً: من شتم أحداً من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم أبا بكر أو عمر أو عثمان أومعاوية .... فإن قال: كانوا في ضلال، قتل ، وإن شتمهم بغير هذا من شاتمة الناس، نكل نكالاً شديداً". (تنبيه الولاة والحكام في ضمن رسائل ابن عابدين: ۱/۳۵۷، ۳۵۸، سهيل اكيڈمی)

"وأما من سبّ أحداً من الصحابة، فهو فاسق ومبتدع بالإجماع". (تنبيه الولاة والحكام، المصدر السابق: ۱/۳۶۷)

"عن عبدالرحمٰن بن أبي عميرة رضي الله تعالىٰ عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم ، أنه قال لمعاوية: "اللّٰهم اجعله هادياً مهدياً واهدبه " .... وهوأحد الذين كتبوا لرسول الله صلى الله عليه وسلم .... تولىٰ الشام بعد أخيه يزيد في زمن عمر ، ولم يزل بها متولياً وحاكماً إلى أن مات، الخ". (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، كتاب المناقب، جامع المناقب، الفصل الثاني: ۱۰/۲۱۲، رشيديه)

(وكذا في الإصابة في تميز الصحابة: ۲/۱۲۱، دار الكتب العلمية)

"ولا يجوز اللعن على معاوية؛ لأنه خال المؤمنين وكاتب الوحي، وذوالسابقة والفتوح الكثيرة، وعامل الفاروق، وذي النورين، لكنه أخطأ في اجتهاده، فيتجاوز الله عنه ببركة صحبة سيدنا عليه الصلوٰة والسلام، ويكفّ اللسان عنه تعظيماً لمتبوعه وصاحبه عليه السلام ". (الفتاوىٰ البزازية، كتاب السير ، الحادي عشر فيما يكون خطاء: ۲/۳۴۳، رشيديه) .... =

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوسخت کلمہ کہنا

سوال[۶۷۹]: ایک جاہل شخص اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مثلاً: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر لعن کرتا ہے اوراس امر کو حلال اور ثواب سمجھتا ہے، کیاایسا اعتقاد والا مسلمان دائرۂ اسلام سے خارج ہوگیا ہے؟ مدلل بحوالہ کتب بمعہ صفحہ تحریر فرمائیں۔

الجواب حامداً و مصلياً :

جوشخص صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر لعن کو حلال اعتقاد کرے وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہے کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تعریف قرآن کریم میں متعدد جگہ وارد ہے(۱) اوران پر لعن کو حلال ثواب اعتقاد

= (وكذا ردالمحتار، باب المرتد : ۴/۲۳۷، سعيد)

(۴) سبِ صحابہ کاارتکابِ معیصت ہےاورمعاصی سےتوبہ واجب ہے۔

قال الله تعالىٰ: ﴿يأيهاالذين آمنوا توبوا إلى الله توبة نصوحاً﴾ وفي شرح المقاصد قالوا: إن كانت المعصية في خالص حق الله تعالىٰ .... وإن تعلقت بحقوق العباد لزم مع الندم والعزم إيصال حق العبد أو بدله إليه إن كان الذنب ظلماً .... والاعتذار إليه إن كان إيذاءً كما في الغيبة .... ولم يختلف أهل السنة وغيرهم في وجوب التوبة على أرباب الكبائر .... وعبارة المازري : اتفقوا على أن التوبة من جميع المعاصي واجبة ، وأنها واجبة على الفور ، ولا يجوز تأخير ها، سواء كانت المعصية صغيرةً أو كبيرةً". (تفسير روح المعاني للآلوسيؒ :۲۸/۱۵۷ – ۱۵۹ ، دارإحياء التراث العربي)

"وقد علم أن المرتد تقبل توبته كما نقله هنا عن النتف وغيره، فإذا كان هذا في سابّ الرسول صلى الله عليه وسلم، ففي سابّ الشخين أو أحدهما بالأولىٰ .... نعم لاشك في تكفير من قذف السيدة عائشة رضي الله تعالىٰ عنها .... ولكن لوتاب تقبل توبته ...... الخ". (ردالمحتار، باب المرتد: ۴/۲۳۴-۲۳۷، سعيد)

وتفصيله في :(تنبيه الولاة والحكام في ضمن رسائل ابن عابدين : ۱/۳۶۵، سهيل اكيڈمی لاهور)

(۱) قال الله تعالىٰ :﴿محمد رسول الله والذين معه أشدآء على الكفار رحمآء بينهم تراهم ركعاً سجداً يبتغون فضلاً من الله و رضواناً سيماهم في وجوههم من أثر السجود﴾. (الآية، الفتح : ۲۹)

وقال الله تعالىٰ : ﴿لقد رضي الله عن المؤمنين إذ يبايعونک تحت الشجرة فعلم ما في قلوبهم فأنزل السكينة عليهم و أثابهم فتحاً قريباً﴾. (الفتح : ۱۸)

کرنا آیاتِ قرآنیہ کا انکار کرنا ہے(۱)۔ ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر ص:۸۶ میں لکھا ہے: "نعم لو استحل السب أو اللعن، فهو كافر لا محالة اهـ". (۲)۔ اور بغیر حلال سمجھے جو شخص گالی دے اس پر لعنت وارد ہوئی ہے:

"من سب أصحابی، فعليه لعنة الله و الملائكة والناس أجمعين". رواه الطبرانی۔ (۳)

"لعن الله من سبّ أصحابی" رواه الطبرانی اهـ".(٤) نبراس، ص:٥٤٨(٥)۔

صاحبِ نبراس نے ایک مستقل رسالہ تحریر کیا ہے جس کا نام ہے:"الناهية عن ذم معاوية"۔

"وكان السلف يغضبون من سبه و طعنه، وقيل لابن عباس رضی الله تعالىٰ عنهما: إن معاوية رضی الله تعالىٰ عنه صلی الوتر ركعةً واحدةً، قال: دعه فإنه فقيهٌ صحب رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم". كما فی صحيح البخاری (٦)۔

"و سبه رجل عند خليفة الراشد عمر بن عبد العزيز، فجلده۔ وقيل للإمام الجليل عبد الله بن المبارك : أمعاوية أفضل أم عمر بن عبد العزيز؟ قال : غبار فرس معاوية إذا غزا مع

---

(۱) "ويكفر إذا أنكر آيةً من القرآن". (البحر الرائق، كتاب السير، باب أحكام المرتدين : ۲۱۰/۵، رشيديه)

(وكذا فی شرح الفقه الأكبر للقاری رحمه الله تعالىٰ، فصل فی القرآءة والصلوة، ص:۱۶۷، قديمی)

(وكذا فی الفتاوی العالمكيرية، كتاب السير، موجبات الكفر أنواع، ومنها ما يتعلق بالقرآن : ۲۶۶/۲، رشيديه)

(وكذا فی الفتاوی البزازية، كتاب ألفاظ تكون إسلاماً أو كفراً، الفصل الثانی، النوع التاسع فی ما يقال فی القرآن : ۳۴۲/۶، رشيديه)

(۲)(شرح الفقه الأكبر، تحت قوله : "لا نكفر مسلماً بذنب من الذنوب، ص: ۷۲، قديمی)

(۳) (أخرجه الطبرانی فی الكبير : ۱۲۷۰۹/۱۲)

(۴)(أخرجه الطبرانی فی الكبير : ۱۳۵۸۸/۱۲)

(۵) (النبراس، عند ذكر المناقب، ص: ۳۲۹، مكتبه امداديه ملتان)

(۶) (صحيح البخاری، كتاب المناقب، ذكر معاوية رضی الله تعالیٰ عنه: ۵۳۱/۱، قديمی)

رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم أفضل من عمر۔

قال القاضی عیاض المالکی فی الشفآء: قال مالك: مَن شتم أحداً من أصحاب رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم: أبا بکر أوعمر أو عثمان أو معاویة أو عمرو بن العاص، فإن قال: کانوا علی کفر و ضلال، قُتل، وإن شتمهم بغیرهذا من مشاتمة الناس، نُکِل نکالاً شدیداً اهـ". نبراس، ص: ۵۵۰ (۱)۔

قوله: "بغیر هذا" و لکن قصد به إیذاء النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم فقد کفر، فقتل و إلا نکل نکالاً شدیداً. قال فی الصواعق: و الضابطة: أن کل شتم قصد به أذی النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم کماوقع من عبد اللّٰہ بن أبی طالب کفر، و مالا فلا کما وقع من مسطح فی قصة الإفك اهـ". نبراس، ص: ۱۵۵ (۲)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۲/ ۸/ ۶۴ھ۔

عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۵/ شعبان/ ۶۴ھ، صحیح: سعید احمد غفرلہ۔

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توہین کے بعد توبہ

سوال[۶۸۰]: ۱......جو شخص اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر لعن کرنے والا ہو مثلاً: امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اہانت ان لفظوں کے ساتھ کرے کہ "معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی ایڑی کے برابر بھی نہیں سمجھتا"۔ تو کیا اہل سنت والجماعت اس کے ساتھ برتاؤ رکھ سکتے ہیں یا نہیں؟

۲......مندرجہ بالا عقیدہ والے کی کوئی صورت توبہ کی ہے یا نہیں؟ اگر کسی عالم کے سامنے اس عقیدہ سے

(۱) (النبراس، عند ذکر المناقب، ص: ۳۳۰، مکتبہ امدادیہ ملتان)

(۲) "هذه العبارة لیست فی النبراس، بل هی علی حواشیه من النسخة القدیمة التی هی من مطبوعات: ملک محمد عارف پرنٹر پبلشر لاہور، و تلك الحواشی للمولوی محمد الملتانی المعروف بمولوی برخور دار ملتانی، ص: ۱۵۵، رقم الحواشی: ۱)

(وکذا فی المرقاة شرح المشکوة، کتاب المناقب والفضائل، باب مناقب الصحابة رضی اللہ تعالیٰ عنهم، الفصل الأول: ۱۰/ ۳۵۲، حقانیه)

توبہ کرے تو اس کے ساتھ برتاؤ رکھ سکتے ہیں یا نہیں؟ مدلل بحوالہ کتب تحریر فرماویں۔ بینوا توجروا۔

الجواب حامداً و مصلیاً :

۱...... مسلمان پر لعن کرنا علی الاطلاق بڑا گناہ ہے: "سبـاب المسلم فسوق" رواہ مسلم (۱) اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو گالی دینا خود موجب لعنت ہے:

"عن ابن عمر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ: "إذا رأيتم الذين يسبون أصحابی، فقولوا : لعنة اللّٰہ علیٰ شرکم". ترمذی(۲) جمع الفوائد:۲/۱/۲۰۱۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گالی دینا اور ان کی توہین کرنا روافض کا شعار ہے، ایسا شخص دائرۂ اہلِ سنت والجماعت سے خارج ہے (۳)۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل میں علامہ ابن حجر مکی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مستقل ایک کتاب تصنیف کی ہے۔

۲...... کافر کا کفر بھی توبہ کے بعد معاف ہوجاتا ہے (۴)، لہٰذا اگر شخص مذکور سچی توبہ کرے اور اپنے

---

(۱) (الصحيح لمسلم، كتاب الإيمان، باب بيان قول النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ عليه وسلم : "سباب المسلم فسوق اهـ" : ۱/۵۸، قديمی)

(وصحيح البخاری، كتاب الإيمان، باب خوف المؤمن أن يحبط عمله : ۱/۱۲، و كتاب الأدب، باب ما ينهی عن السباب واللعن : ۲/۸۹۳، قديمی)

(۲) (جامع الترمذی، أبواب المناقب، باب فی من سب أصحاب النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ عليه وسلم : ۲/۲۲۵، سعيد)

(۳) "نعم لو استحل السب أو القتل، فهو كافر لا محالة". (شرح الفقه الأكبر للقاری رحمه اللّٰہ تعالیٰ ص: ۲۷، قديمی)

(۴) "التوبة عن الكفر .... يقبل قطعاً، عرفناه بإجماع الصحابة والسلف رضی اللّٰہ تعالیٰ عنهم، فإنهم يرغبون إلی اللّٰہ تعالیٰ فی قبول توبتهم عن الذنوب والمعاصی كما فی قبول صلاتهم و سائر أعمالهم، و يقطعون بقبول توبة الكافر، كذا ذكره القونوی". (شرح الفقه الأكبر للقاری رحمه اللّٰہ تعالیٰ، بحث التوبة، ص: ۱۵۵، قديمی)

عقیدہ فاسدہ سے ہمیشہ کے لئے باز آجائے اوراس سے نادم ہوتو حسب وعدہ: ﴿إنی لغفار لمن تاب﴾الآیۃ (۱) معافی ہوجائے گی (۲)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبدمحمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہرعلوم سہارنپور، ۱۴/ ۸/ ۶۴ھ۔

صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہرعلوم سہارنپور، ۱۵/ شعبان/ ۶۴ھ۔

الجواب صحیح: سعیداحمد غفرلہ، مفتی مدرسہ مظاہرعلوم سہارنپور، ۱۶/ شعبان/ ۶۴ھ۔

یزید بن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پرطعن

سوال [۲۸۱]: دوسرے یہ کہ یزید بن معاویہ کوکافر یاملعون کہنےوالا دائرہ اسلام سے خارج ہوجاتا ہے یانہیں؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

یزید کے متعلق امام اعظم ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ سکوت اورتوقف کرنا چاہئے، نہ اس کوکافر کہا جائے نہ اس پرلعنت کی جائے، بلکہ اس کے امرکوخداوندتعالیٰ کےحوالہ کردینا چاہئے۔ جن علماء کوتحقیق سے ثابت ہے کہ یزید بن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں کفریہ افعال موجود ہیں وہ لعنِ یزیداورتکفیرکوجائزقرار دیتے ہیں، پس حنفی کو اس بارے میں توقف کرنا چاہئے اورتکفیرمنع ہے۔

تاہم اگرلعنت اورتکفیرکریگا تب بھی دائرۂ اسلام سے خارج نہ ہوگا کیونکہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ اور علامہ کیاہراسی شافعی سےتکفیرمنقول ہے، لیکن امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ اوردوسرےعلماءشافعیہ اوراکثراحناف نےتصریح کی ہے کہ اس کی تکفیراوراس پرلعنت کرنامنع ہے (۳) پس سکوت چاہئے، واجب کسی نےنہیں کہا۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبدمحمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہرعلوم سہارنپور۔

الجواب صحیح: سعیداحمد غفرلہ، صحیح عبداللطیف مدرسہ مظاہرعلوم سہارنپور، ۱۲/ رجب/ ۵۷ھ۔

---

(۱) (طه: ۸۲)

(۲) "ثم إذا تاب توبةً صحيحةً، صارت مقبولةً غير مردودة قطعاً من غيرشک و شبهة بحكم الوعد بالنص: أي قوله تعالىٰ: ﴿و هو الذي يقبل التوبة عن عباده﴾ الآية. (شرح الفقه الأكبر، بحث التوبة، ص: ۱۶۰، قديمي)

(۳) "و إنما اختلفوا في يزيد بن معاوية حتى ذكر في الخلاصة وغيره أنه لا ينبغي اللعن عليه: أي ولا =

اخوانِ حضرت یوسف علیہ السلام پر طعن

سوال[۲۸۲]: حضرت یوسف علی نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام کے اخوان پر طعن زنی کیسی ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

ان کی توبہ نص قطعی سے ثابت ہے(۱) اور توبہ کے بعد خطائے سابق کی وجہ سے عار دلانا یا طعن کرنا جائز نہیں ہے(۲)، خاص کر جب کہ ایک جماعت ان کی نبوت کی بھی قائل ہے۔ والبسط فی مفاتیح

= علی الحجاج؛ لأن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نهی عن لعن المصلین و من کان من أهل القبلة .... وعلی الجملة ففی لعن الأشخاص خطر، فلیجتنب، و لا خطر فی السکوت عن لعن ابلیس فضلاً عن غیره انتهی". (شرح الفقه الأکبر، لملاعلی القاری رحمه اللہ تعالیٰ، ص: ۷۲، قدیمی)

(وکذا فی شرح العقائد، عند ذکر وجوب الکف عن الطعن فی الصحابة رضی اللہ تعالیٰ عنهم، ص: ۱۱۶، ۱۱۷، المطبع الیوسفی لکنؤ)

وفی النبراس تحته: "(وبعضهم أطلق اللعن علیه) منهم: ابن الجوزی المحدث، و صنف کتاباً سماه "الرد علی المتعصب العنید المانع عن ذم یزید"، و منهم: الإمام أحمد بن حنبل رحمه اللہ تعالیٰ .... و منهم القاضی أبو یعلی .... وأنکر ذلک بعض العلمآء، و منهم الإمام الغزالی". (ص: ۳۳۱، مکتبه امدادیه ملتان)

(وکذا فی الفتاوی البزازیة، کتاب ألفاظ تکون إسلاماً أو کفراً، الفصل الثانی، النوع الحادی عشر فیما یکون خطأً: ۶/۳۴۴، رشیدیه)

(۱) قال اللہ تعالیٰ: ﴿قالوا تاللہ لقد آثرک اللہ علینا و إن کنا لخاطئین، قال لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم وهو أرحم الراحمین﴾. (یوسف: ۹۱، ۹۲)

و قال تعالیٰ: ﴿قالوا یا أبانا استغفر لنا ذنوبنا إنا کنا خاطئین، قال سوف استغفر لکم ربی، إنه هو الغفور الرحیم﴾ (سورة یوسف: ۹۷، ۹۸)

(۲) "عن عبد اللہ (ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنه) قال: قال رسول صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم: "سباب المسلم فسوق". الحدیث (صحیح البخاری، کتاب الأدب، باب ما ینهی عن السباب واللعن: ۲/۸۹۳، قدیمی)

الغیب(للقرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ) (۱)۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۹/۱/۵۹ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۹/محرم الحرام/۵۹ھ۔

قرآن پاک کی شان میں گستاخی کرنے والے کا حکم

سوال[۲۸۳]: ایک شخص محمد خان نے امام صاحب کو ایک قرآن شریف کشمیری ترجمہ والا پڑھنے کے لئے دیا تھا، ایک سال گزرنے کے بعد مذکورہ محمد خان کو کسی خاص بات کے لئے قرآن شریف کی ضرورت پڑی، اس نے عبدالستار گنائی کو کہا کہ امام صاحب کے پاس میرا قرآن شریف ہے وہ مجھے لاکر دیدو، عبدالستار کو امام صاحب راستہ میں ملے اس نے امام صاحب سے قرآن شریف مانگا، امام صاحب نے پیر محمد یاسین سے کہا کہ ''محمد خان نے مجھے قرآن شریف بخش دیا ہے اگر وہ مانگتا ہے تو وہ قرآن شریف کو-نعوذ باللہ- اپنے میں بھر لے''، چند دن کے بعد جب امام صاحب سے اس بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے انکار کیا، اس کے چند مہینہ بعد امام صاحب نے اس بات کا اقرار کیا اور کہا کہ ہاں میں نے یہ بات کہی ہے۔حضرت والا! اس بارے میں مدلل تحریر فرمائیں۔

الجواب حامداً و مصلیاً:

قرآن کریم کی توہین کرنے سے ایمان سلامت نہیں رہتا، آدمی کافر ہو جاتا ہے، لیکن مسلمان پر کفر کا فتویٰ لگانے میں جلدی نہ کی جائے جب تک اس کا مقصد متعین نہ ہو جائے (۲)۔ یہاں امام صاحب کا مقصود قرآن پاک کی توہین کرنا نہیں بلکہ اس شخص کی توہین کرنا مقصود ہے، اگر زیور، سونا چاندی وغیرہ کوئی چیز ہوتی تو

---

(۱) ''قال العلامة القرطبی تحت قوله تعالیٰ: ﴿قال قائل منهم : لا تقتلوا یوسف﴾ '' الآیة (سورۃ یوسف : ۱۰) : ''فیه ثلاث عشرة مسئلةً : .... الثالثة : و فی هذا ما یدل أن إخوة یوسف ما کانوا أنبیآء لا أولاً و لا آخراً .... بل کانوا مسلمین ، فارتکبوا معصیةً، ثم تابوا. و قیل : کانوا أنبیآء ، و لا یستحیل فی العقل زلة نبیّ، فکانت هذه زلة منهم .... وقیل: ما کانوا فی ذلک الوقت أنبیاء، ثم نبّأهم الله تعالیٰ ، و هذا أشبه. والله تعالیٰ اعلم ''. (تفسیر القرطبی): ۸۹/۹ ، دار الکتب العلمیة بیروت)

(۲) ''و فی الفتاوی الصغری : الکفر شیء عظیم ، فلا أجعل المؤمن کافراً متی وجدت روایةً أنه لا یکفر'' (البحر الرائق ، باب أحکام المرتدین من السیر : ۲۱۰/۵ ، رشیدیه)

اس کے متعلق بھی یہی کہتا۔ ایسے موقع پر یہی مقصود ہوتا ہے کہ تم کوفلاں چیز کی حفاظت کے لئے کوئی جگہ نہیں تو اس کوفلاں جگہ محفوظ کرلو خواہ وہ چیز قابل تعظیم ہو یا نہ ہو، اس کی طرف التفات نہیں ہوتا (۱) مگر اس کے کلام میں توہین ضرور موجود ہے، اس لئے امام صاحب کو اپنی غلطی کا اعتراف کر کے توبہ کرنا ضروری ہے اور احتیاطاً تجدید ایمان اور تجدید نکاح بھی کرائے (۲)، ورنہ ایسا شخص امامت کے قابل نہیں۔ شرح فقہ اکبر (۳)، البحر الرائق (۴)، عالمگیری (۵) وغیرہ میں مسئلہ توہین کی تفصیل مذکور ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیوبند، ۳۰/۶/۹۶ھ۔

قرآن کی شان میں گستاخی

سوال [۲۸۴]: ایک شخص قرآن مجید کی تلاوت کرتے وقت ایک شخص سے جھگڑنے لگا اور گالیاں دینے لگا، ایک دوسرے شخص نے اس سے کہا کہ دیکھو قرآن شریف کو سامنے رکھ کر فحش باتیں زبان سے نہ نکالو،

---

(۱) بعض زبانوں میں بعض اس قسم کے محاورات روزمرہ کی زندگی میں استعمال کئے جاتے ہیں، لیکن کسی کو ان کے ظاہری معانی سے آگاہ کیا جائے تو کہے گا کہ کلا و حاشا میرا مقصود کبھی بھی یہ نہیں اور اس سے برآءت کا اظہار کرلیتا ہے، اسی لئے اسی طرح کے محاورات کو اپنے ظاہری معانی پر حمل نہیں کیا جاسکتا۔ (ابن القاضی)

(۲) "و ما كان في كونه كفراً اختلاف ، فإن قائله يؤمر بتجديد النكاح، و بالتوبة والرجوع عن ذلك بطريق الإحتياط". (التاتارخانية ، كتاب أحكام المرتدين، فصل في إجرآء كلمة الكفر: ۵/ ۴۶۱، إدارة القرآن)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير ، موجبات الكفر أنواع ، قبيل الباب العاشر في البغاة: ۲/ ۲۸۳، رشيديه)

(۳) "و من استخف بالقرآن أو بالمسجد أو بنحوه مما يعظم في الشرع، كفر، انتهى". (شرح الفقه الأكبر للقاري، فصل في القرآءة والصلوة ، ص: ۱۶۷، قديمي)

(۴) (البحر الرائق ، كتاب السير، باب أحكام المرتدين من السير : ۵/ ۲۰۵، رشيديه)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير ، موجبات الكفر أنواع ، ومنها ما يتعلق بالقرآن: ۲/ ۲۶۶، ۲۶۷ رشيديه)

(۵) (التاتارخانية ، كتاب أحكام المرتدين، فصل فيما يتعلق بالقرآن: ۵/ ۴۹۱، إدارة القرآن)

اس کے اندر قرآن کی بے حرمتی ہے، اس نے غصہ میں آکر یہ کہہ دیا کہ ''اس کے اندر تمہارا کیا بگڑتا ہے، ہم اس کی بے حرمتی کریں گے، جو چاہو کرلو'' لیکن کہنے والا یہ بالکل نہیں جانتا کہ یہ کلمہ گستاخی کا ہے۔ سوال یہ ہے کہ ایسے شخص کے متعلق شریعت کیا حکم دیتی ہے اور یہ کلمہ کیسا ہے؟

المستفتی محمد مصطفیٰ، متعلم مدرسہ عربیہ ہدایت المسلمین، کرہی ڈاکخانہ دوہارا، ضلع بستی۔

الجواب حامداً و مصلیاً :

قرآن شریف کے بے حرمتی کرنا کفر ہے (۱) اور ایسا کلمہ کہنا بھی گستاخی ہے (۲)، لہٰذا شخص مذکور کو توبہ لازم ہے اور احتیاطاً تجدید نکاح اور تجدید ایمان بھی کرلے (۳)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۹/۵/۵۶ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ۔ صحیح: عبداللطیف، ۹/ جمادی الأولیٰ/۵۶ھ۔

باہمی لڑائی میں قرآن پاک کو پیروں سے روندنا

سوال [۲۸۵]: ہمارے پڑوس میں ایک موضع مونڈھیرہ ہے جہاں پر ایک مکتب چل رہا ہے جو مسلم اکثریت سے بنا پڑوس کے ایک موضع دھورہرہ کے کچھ لوگوں میں مار پیٹ ہوئی جس میں دھورہرہ والوں نے

---

(۱) (تقدم تخریجه تحت عنوان : ''قرآن پاک کی شان میں گستاخی کرنے کا حکم'')

(۲) ''و من تکلم بها اختیاراً جاهلاً بأنها کفر، ففیه اختلاف، والذی تحرر لی أنه لا یفتی بتکفیر مسلم أمکن حمل کلامه علی محمل حسن، أو کان فی کفره إختلاف و لو روایةً ضعیفةً''. (البحر الرائق، کتاب السیر، باب أحکام المرتدین : ۵/۲۱۰، رشیدیه)

(وکذا فی الفتاوی البزازیة، کتاب ألفاظ تکون إسلاما أو کفراً، الفصلِ الأولٰ، النوع الثانی فی ما یکون کفراً من المسلم و مالا یکون : ۶/۳۲۱، رشیدیه)

(وکذا فی خلاصة الفتاوی، کتاب ألفاظ الکفر، الفصل الثانی، الجنس الأول فی المقدمة : ۳۸۲/۴، رشیدیه)

(۳) ''و ما کان فی کونه کفراً اختلاف، فإن قائله یؤمر بتجدید النکاح، و بالتوبة والرجوع عن ذلک بطریق الإحتیاط''. (الفتاوی العالمکیریة، کتاب السیر، موجبات الکفر أنواع، قبیل الباب العاشر فی البغاة: ۲/۲۸۳، رشیدیه)

منڈھیرہ والوں کو مارا اور مار کر چلے گئے۔ گاؤں کے کچھ لوگ اکٹھا ہو کر مدرسہ میں گھس گئے اور مارنا پیٹنا شروع کر دیا، ایک کلاس میں درس قرآن پاک چل رہا تھا، وہ ہجوم اس کلاس میں گھس گیا اور مدرس محمد یوسف کو مارنا شروع کر دیا، بچے بھاگ گئے، کلام پاک کو پیروں سے روند کر پھاڑ ڈالا گیا اور خون سے بھرے ہوئے نسخوں کو کنویں میں ڈالا گیا۔ تحریر فرمائیں کہ کلام پاک کی توہین کرنے والوں کو مسلمان سمجھا جائے یا نہیں؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

اولاً تو آپس کی لڑائی ہی نہایت مذموم ہے(۱)، پھر مکتب میں داخل ہو کر قرآن کریم کو پیروں سے روندنا اور پھاڑنا بالکل ہی وحشیانہ اور کافرانہ حرکت ہے(۲)، ایسے لوگوں کو توبہ اور تجدید ایمان، تجدید نکاح کرنا چاہئے(۳) ورنہ وہ لوگ تعلق رکھنے کے قابل نہیں۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۱۲/۱۰/۹۴ھ۔

---

(۱) "و عنه (أبي هريرة رضي الله تعالىٰ عنه) قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "يفتح أبواب الجنة يوم الإثنين و يوم الخميس، فيغفر لكل عبد لا يشرك بالله شيئاً إلا رجل كانت بينه و بين أخيه شحناء، فيقال: أنظروا هذين حتى يصطلحا". رواه مسلم".

"و عن أبي الدرداء رضي الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "ألا أخبركم بأفضل من درجة الصيام و الصدقة والصلوة"؟ قال: قلنا: بلىٰ!، قال: "إصلاح ذات البين، وفساد ذات البين هي الحالقة". رواه أبو داؤد و الترمذي". (مشكوة المصابيح، كتاب الأدب، باب ما ينهى من التهاجر الخ، ص: ۴۲۷، ۴۲۸، قديمي)

(۲) "يكفر بوضع الرجل على المصحف مستخفاً، و إلا فلا اهـ. و يظهر لي أن نفس الوضع بلا ضرورة يكون استخفافاً". (رد المحتار، كتاب الأيمان: ۳/۷۱۹، سعيد)

قال العلامة الرافعي رحمه الله تعالىٰ تحت قوله المذكور: "(قوله: و يظهر لي أن نفس الوضع بلا ضرورة الخ) خلاف الظاهر من كلامهم، والظاهر أنه لا بد في تحقق الإهانة و الإستخفاف من قصدها". (تقريرات الرافعي، كتاب الأيمان: ۳/۱۴، سعيد)

(وكذا في شرح الفقه الأكبر للقاري، فصل القرآءة والصلوة، ص: ۱۶۷، قديمي)

(وكذا في التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فصل فيما يتعلق بالقرآن: ۵/۴۹۱، إدارة القرآن)

(۳) (تقدم تخريجه في تحت عنوان "قرآن کی شان میں گستاخی")

کیا حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے پیر قرآن کریم پر رکھا تھا؟

سوال[۲۸۶]: ہمارے یہاں ایک مولوی صاحب تشریف لائے، دوران تقریر انہوں نے فرمایا کہ ''ایک مرتبہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھیلتے ہوئے قرآن پاک پر پاؤں رکھ دیا، صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ناگوار گزرا تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس میں کیا حرج ہے کہ ایک قرآن دوسرے قرآن پر رکھا گیا''۔ یعنی حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاؤں کو قرآن فرمایا۔ اس واقعہ کے کچھ روز بعد ایک اَور مولوی صاحب تشریف لائے انہوں نے پہلے مولوی صاحب کی بات کی تردید کی اور بتلایا کہ یہ صریح کفر ہے اور یہ بھی فرمایا کہ مقرر کا نکاح ٹوٹ گیا اور اسی طرح ان تمام حضرات کا بھی نکاح ٹوٹ گیا جنہوں نے اس بات کو یقین کے ساتھ سنا اور یقین کرلیا، ایسے تمام حضرات کو از سرنو نکاح کرنا ضروری ہے، ورنہ ازدواجی تعلقات فعلِ حرام ہوں گے۔ لہٰذا مولانا ثانی کے متبعین میں سے جنہوں نے سنا تھا دوبارہ اپنا نکاح کیا۔

اب دریافت طلب بات یہ ہے کہ پہلے مولانا کی بات کہ ایک قرآن دوسرے قرآن پر رکھا گیا ہے صحیح ہے یا نہیں؟ یہ واقعہ یا اس سے مشابہ کوئی دوسرا واقعہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زندگی میں پیش آیا ہے یا نہیں؟ اور نکاح کا مسئلہ کہ جن لوگوں نے سنا اور یقین کے ساتھ سنا کیا واقعی ان کا نکاح ٹوٹ گیا اور ان کو تجدید نکاح ضروری ہے ورنہ فعلِ حرام شمار ہوگا؟ مفصل تحریر فرمائیں۔ یہاں لوگوں میں ہمہ وقت یہی چرچا رہتا ہے۔

عتیق الرحمٰن قاسمی، گنج ڈونڈوارہ، ضلع ایٹہ۔

الجواب حامداً و مصلیاً:

یہ روایت کہ: ''حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرآن کریم پر پیر رکھ دیا جو کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو ناگوار گزرا، اس پر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ اس میں حرج کی کیا بات ہے، ایسا ہوا کہ ایک قرآن دوسرے قرآن پر رکھا گیا'' کسی حدیث کی کتاب میں نہیں دیکھا، درایۃً بھی صحیح نہیں، قرآن کریم لکھا ہوا یکجائی طور پر اس وقت کہیں موجود نہیں تھا، کوئی حصہ کسی کے پاس تھا، کوئی حصہ کسی کے پاس تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں سب کو جگہ جگہ تلاش کرا کے یکجا جمع فرمایا جیسا کہ صحیح

بخاری شریف وغیرہ میں موجود ہے (۱)۔

بلاتحقیق کسی بات کو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرنا درست نہیں (۲)۔ تاہم جن مولانا صاحب نے یہ روایت بیان کی ان پر کفر کا حکم لگانا اور جن ناواقفوں نے سن کر یقین کرلیا ان کے نکاح ٹوٹنے کا حکم لگا دینا بھی صحیح نہیں، یہ بھی حد سے تجاوز ہے، کسی چیز کا غلط اور گناہ ہونا اَور بات ہے اور ہر ایسی بات کی وجہ سے کفر یا فسخ نکاح کا حکم لگا دینا اَور بات ہے (۳)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۴/۳/۹۵ھ۔

---

(۱) "عن عبيد بن السباق أن زيد بن ثابت رضى الله تعالىٰ عنه قال: ......في حديث طويل : قال أبوبكر رضى الله تعالىٰ عنه إنك رجل شاب عاقل لا نتّهمك، و قد كنت تكتب الوحى لرسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ، فَتَتَبَّع القرآن فاجمعه، فوالله لو كلّفونى نقل جبل من الجبال، ما كان أثقل علىّ مما أمرنى به من جمع القرآن ، قلت : كيف تفعلون شيئاً لم يفعله رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ؟ قال: هو والله خير ، فلم يزل أبو بكر يراجعنى حتى شرح الله صدرى للذى شرح له صدر أبى بكر وعمر رضى الله عنهما ، فتتبعت القرآن أجمعه من العسب واللّخافِ وصدور الرجال، حتى وجدت آخر سورة التوبة مع أبى خزيمة الأنصارى لم أجدها مع أحد غيره: ﴿لقد جاء كم رسول من أنفسكم عزيز عليه ما عنتم﴾ حتى خاتمة برآءة ، فكانت الصحف عند أبى بكر حتى توفاه الله ، ثم عند عمر حياته، ثم عند حفصة بنت عمر". (صحيح البخارى ، كتاب فضائل القرآن ، باب جمع القرآن : ۲/۷۴۵، ۷۴۶، قديمى)

(۲) "عن عبد العزيز ، قال أنس : إنه ليمنعنى أن أحدثكم حديثاً كثيراً، إن النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم قال: "من تعمّد علىّ كذباً، فليتبوأ مقعده من النار". (صحيح البخارى ، كتاب العلم ، باب إثم من كذب على النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم : ۲۱/۱، قديمى)

(۳) یعنی مرتکب معصیت اگر صرف مبتلی ہی ہو تو اس پر اس معصیت کا صرف گناہ ہوتا ہے، کفر کا حکم نہیں، کفر کا حکم اس وقت ہوسکتا ہے جب کہ کسی دلیلِ قطعی سے ثابت شدہ معصیت کو حلال سمجھے۔ واللہ تعالیٰ أعلم۔

قال الملا على القارى فى شرح الفقه الأكبر : "إن إستحلال المعصية صغيرةً كانت أو كبيرةً كفرٌ، إذا ثبت كونها معصيةً بدلالة قطعية". (مطلب : إستحلال المعصية و لو صغيرةً كفر، ص: ۱۵۲، قديمى)

قرآن کریم میں مخلوق کا ذکر ہونے کے باوجود اس کا احترام

سوال[۶۸۷]: زید ایک مسجد کا امام ہے وہ کہتا ہے کہ "کلام اللہ میں مخلوق کی باتیں ہیں اس لئے وہ قابلِ احترام نہیں، جس طرح اللہ پاک قابلِ احترام ہیں اس کا احترام اللہ پاک کا احترام نہیں ہوسکتا"۔ بکر نے جواب دیا کہ قرآن کریم قابلِ تسلیم اور بزرگ شئ ہے، یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اس کا احترام اللہ پاک کا احترام ہے۔ دونوں میں کس کی بات صحیح ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

کلام اللہ شریف میں مخلوق کا تذکرہ بھی ہے بلکہ مخلوق میں بہت زیادہ ذلیل اور نجس العین چیزوں کا بھی ذکر ہے(۱)، اس کے باوجود وہ کلام اللہ ہے(۲)، اس کی تعظیم فرض ہے، اس کی اہانت کرنے سے ایمان سلامت نہیں رہے گا(۳)۔ امام کو ایسی باتوں سے توبہ لازم ہے ورنہ امامت کے قابل نہ ہوگا۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲۸/۵/۸۹ھ۔

مسجد کا مذاق اڑانا

سوال[۶۸۸]: ایک مسلمان مسجد کو بُرے الفاظ کہتا ہے اور ہندوؤں میں بیٹھ کر مذاق اڑاتا ہے، پارٹی باز آدمی ہے اور اپنے گھر کے کنبے وغیرہ کو اپنے ساتھ رکھتا ہے اور مسجد میں نماز پڑھنے نہیں آتا اس کے متعلق کیا حکم ہے؟

---

(۱) قد ذُكر لفظ: "الخنزير" في مواضع عديدة من القرآن الكريم، وهو أنجس الخلائق. منها ما قال الله تعالىٰ: ﴿إنما حرم عليكم الميتة والدم و لحم الخنزير و ما أهل به لغير الله﴾. الآية (البقرة: ۱۷۳)

(۲) قال الإمام الأعظم في الفقه الأكبر: "والقرآن كلام الله تعالىٰ في المصاحف مكتوب اهـ".

(ص: ۲۵، ۲۶، قديمى)

(وكذا في شرح العقائد النسفية، ص: ۴۶، سعيد)

(وكذا في شرح العقيدة الطحاوية، ص: ۱۰۸)

(۳)" و في تتمة الفتاوى: من استخف بالقرآن أو بالمسجد أو بنحوه مما يعظم في الشرع كفر".

(شرح الفقه الأكبر، فصل في القراءة والصلوة، ص: ۱۶۷، قديمى)

(وكذا في رد المحتار، كتاب الجهاد، باب المرتد: ۴/۲۲۲، سعيد)

الجواب حامداً و مصلیاً:

مسجد کی توہین کرنا، اس کو گالی دینا، اس کا مذاق اڑانا بہت خطرناک ہے اس سے ایمان سلامت نہیں رہتا(۱)، ایسے شخص کو توبہ لازم ہے(۲)، آئندہ ہرگز اس قسم کا کوئی لفظ نہ کہے جس سے مسجد کی توہین ہوتی ہو۔ وہ شخص بے علم ہے، اس کو نرمی سے سمجھایا جائے، سختی کا معاملہ کرنے سے ایسا نہ ہو کہ زیادہ بگڑ جائے، سزا دینے کی قوت نہیں اس لئے نرمی سے ہی سمجھایا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۱۸/۶/۹۱ھ۔

اذان پر ہنسنا

سوال[۲۹۰]: زید اذان کہہ رہا ہے اور ہنس رہا ہے اور عمر سن رہا ہے اور اس کا بھی یہی حال ہے تو کیا شرع میں اس کی جزا ہے یا نہیں؟ مشہور ہے کہ ایسے فعل سے طلاق واقع ہو جاتی ہے، کیا یہ امر فی الواقع صحیح ہے یا نہیں؟

عبدالرزاق جالندھری مقیم حجرہ نالہ۔

الجواب حامداً و مصلیاً:

اذان کہتے وقت اور سنتے وقت ہنسنا اذان کے آداب واحترام کے خلاف ہے، اذان کہتے وقت سلام کا جواب دینا اور بلاضرورت تنحنح بھی جائز نہیں (۳)، اگر ہنسی سے اذان کا استہزاء مقصود ہو تو فقہاء تکفیر کرتے ہیں

---

(۱) "من استخف بالقرآن أو المسجد أو بنحوه مما يعظم فی الشرع ، كفر". (شرح الفقه الأكبر، فصل فی القراءة والصلوة ص: ۱۶۷، قديمی)

(وكذا فی مجمع الأنهر ، كتاب السير، باب المرتد، ثم إن ألفاظ الكفر أنواع: النوع الثالث فی القرآن: ۱/۶۹۲، ۶۹۳، دار احياء التراث العربی)

(۲) "ماكان فی كونه كفراً إختلاف ، فإن قائله يؤمر بتجديد النكاح و بالتوبة والرجوع عن ذلك بطريق الإحتياط .... ثم إن كانت نيّة القائل.......... الوجه الذی يوجب التكفير، لا تنفعه فتوى المفتی، ويؤمر بالتوبة والرجوع عن ذلك، و بتجديد النكاح بينه و بين امرأته". (الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير ، موجبات الكفر أنواع ، قبيل الباب العاشر فی البغاة: ۲/۲۸۳، رشيديه)

(۳) "و لا يتكلم فيهما (أی الأذان والاقامة) أصلاً و لو رد سلام ، فإن تكلم استأنفه". (الدر المختار، كتاب الصلوة ، باب الأذان : ۱/۳۸۹، سعيد) .... =

"ویکفر بالاستهزاء بالأذان، لا بالمؤذن" بحر: ۵/۱۲۲(۱) اوراسی حالت میں تجدیدایمان کے ساتھ تجدیدنکاح بھی ضروری ہے۔اوراگراذان کا استہزاء مقصودنہیں بلکہ کسی اَوروجہ سے ہنستا ہے تواس سے نکاح نہیں ٹوٹتا۔فقط واللہ اعلم۔

نماز وغیرہ کا استہزا

سوال[۱۹۱]: ایک مسلمان شخص جوعلم شریعت سے بالکل ناواقف و بے بہرہ ہے، بھنگی، چرسی، افیمی بھی ہے، وہ اپنی ضداور جہالت کی وجہ سے اپنے آپ کو بزرگ گردانتا ہو، قرآن شریف وحدیث شریف کو مذاق اورمسخرہ کرنے کا عادی ہو، یہاں تک کہہ دیتا ہے کہ لوگ نمازادا کرتے ہیں خواہ مخواہ سرنیچا کرتے ہیں، قرآن میں نمازادا کرنے کا کوئی حکم نہیں۔کیاایسے شخص سے جواسلام سے اس قدر مذاقیہ پیش آوے تعاون کرنایا اَورکسی قسم کا برتاؤ کرنا جائز ہے یانہیں اوراسی کاایک دوست جس کا مکان مسجد سے بالکل پیوستہ ہے اپنی اذان ونماز علیحدہ اپنے گھرمیں اداکرتا ہےاور جماعت اپنی منکوحہ بیوی کے ساتھ کرلیتا ہے۔اس کے متعلق کیاحکم ہے؟

الجواب حامداً و مصلياً :

نمازفرض عین ہے،نص قطعی سے ثابت ہے،اس کا منکر کافر ہے۔نماز،قرآن شریف،حدیث شریف کا مذاق اڑانا،استہزاءکرنا کفر ہے،اگرقدرت ہوتوایسے شخص کومناسب تنبیہ کی جاوے ورنہ اس سے ترک تعلق کردیا جاوےاور جماعت سنت مؤکدہ واجب کے قریب ہے۔جوشخص بلاعذرِشرعی دواماً ترک کرے وہ گنہ گار ہے،اگر

=وفی الفتاوی العالمكيرية : "و يكره التنحنح في الأذان بغير عذر .... و يكره رد السلام في الأذان و الإقامة، ولا يجب الرد بعده على الأصح". (كتاب الصلوة، الباب الثاني في الأذان ، قبيل الفصل الثاني : ۱/۵۵، رشيديه)

(۱) (البحرالرائق، كتاب السير ، باب أحكام المرتدين: ۵/۲۰۲، رشيديه)

(وكذا في الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فصل فيما يتعلق بالأذكار : ۵/۵۰۰، إدارة القرآن)

وفي شرح الفقه الأكبر للقارى رحمه الله تعالىٰ : "والاستهزاء بحكم من أحكام الشرع كفر". (قبيل فصل في الكفر صريحاً و كنايةً، ص:۱۷۶، قديمي)

اسلامی حکومت ہوتو ایسے شخص کوسخت سزادی جاوے اورشرعاً اس کی شہادت مردود ہے،اگرکبھی اتفاق سے ترک ہوجائے تومعذوری ہے:

”هى فرض عين على كل مكلف ، و يكفر جاحدها لثبوتها بدليل قطعى، و تاركها عمداً مجانةً: أى تكاسلاً فاسق، يحبس حتى يصلي؛ لأنه يحبس لحق العبد، فحق الحق أحق، و قيل: يضرب حتى يسيل منه الدم اهـ“. در مختار: ۱/۳۶۳ (۱)۔

”والجماعة سنة مؤكدة للرجال ، وقيل: واجبة، وعليه العامة: أى عامة مشايخنا، وبه جزم فى التحفة وغيرها، قال فى البحر : و هو الراجح عند أهل المذهب اهـ“. درمختار(۲) ۔

”وقال فى شرح المنية: والأحكام تدل على الوجوب من أن تاركها بلاعذر يعزر، وترد شهادته، و يأثم الجيران بالسكوت عنه اهـ“. شامى: ۱/۵۷۶ (۳)۔

”إذا أنكر آيةً من القرآن أو استخف بالقرآن أو بالمسجد أو نحوه مما يعظم فى

---

(۱) (الدرالمختار، كتاب الصلوة : ۱/۳۵۱، ۳۵۲، سعيد)

(وكذا فى العناية فى شرح الهداية على هامش فتح القدير ، كتاب الصلوة : ۱/۲۱۷، مصطفى البابى الحلبى بمصر)

(وكذا فى مجمع الأنهر، كتاب الصلوة : ۱/۶۸، دار إحياء التراث العربى)

(۲) (الدرالمختار ، كتاب الصلوة، باب الامامة : ۱/۵۵۲، ۵۵۴، سعيد)

(۳) (رد المحتار: المصدر السابق آنفاً من الدر المختار)

(وكذا فى البحرالرائق ، كتاب الصلوة ، باب الإمامة : ۱/۶۰۲، ۶۰۳، رشيديه)

(وكذا فى بدائع الصنائع ، كتاب الصلوة، فصل فيمن تجب عليه الجماعة : ۱/۶۲۲، دارالكتب العلمية بيروت)

(وكذا فى فتح القدير، كتاب الصلوة ، باب الإمامة : ۱/۳۴۴، ۳۴۵، مصطفى البابى الحلبى بمصر)

(وكذا فى حاشية الطحطاوى على مراقى الفلاح، باب الإمامة، ص: ۲۸۶، قديمى)

الشرع، أو عاب شيئاً من القرآن أو خطئ أو سخر بآية منه اهـ". مجمع الأنهر: ۱/ ۷۰۰ (۱)۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۲/ ۶/ ۵۹ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ مفتی مدرسہ۔

الجواب صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم، ۲۴/ ۶/ ۵۹ھ۔

نماز کیلئے تحقیر کا لفظ بولنا

سوال [۶۹۲]: بکر نے خالد سے پوچھا کہ مسجد میں کیوں نہیں جاتے اور نماز نہیں پڑھتے؟ تو خالد جواب دیتا ہے کہ مجھ کو نماز چھک آتی ہے۔ یہ لفظ حقارت ہے۔ حفظ الرحمٰن مدرسہ ہدایت الاسلام نوادہ پھولپور اعظم گڑھ۔

الجواب حامداً و مصلياً:

نماز کی تحقیر نہایت خطرناک ہے (۲)، اس سے پورا پرہیز کیا جائے۔ جو لفظ سوال میں لکھا ہے "نماز چھک آتی ہے" اس کا مطلب صاف لکھئے کہ کیا مقصد ہے؟ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲۴/ ۶/ ۹۳ھ۔

نمازی کو گالی دینا

سوال [۶۹۳]: کوئی شخص یہ کہے کہ "زیادہ نماز پڑھنے والے ان کی ماؤں کو ایسا کروں، سب سالے بے ایمان ہوتے ہیں" یہ کلمہ کیسا ہے اور ایمان میں کوئی خرابی آتی ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً و مصلياً:

اس کا مقصود بظاہر یہ ہے کہ بے ایمانی سے ہر مسلمان کو بچنا چاہئے اور جو لوگ نماز پڑھتے ہیں ان کو

---

(۱) (مجمع الأنهر، كتاب السير، باب المرتد، ثم إن ألفاظ الكفر أنواع: النوع الثالث في القرآن الخ: ۱/ ۶۹۲، ۶۹۳، دار إحياء التراث العربي)

(وكذا في شرح الفقه الأكبر، فصل في القرآءة والصلوة، ص: ۱۶۷، قديمي)

(۲) "من قال: لا أصلي جحوداً أو استخفافاً، أو على أنه لم يؤمر أو ليس بواجب انتهى، فلا شك أنه كفر في الكل". (شرح الفقه الأكبر، فصل في القراءة والصلوة: ۱۷۰، قديمي)

خدا سے اوراس کے دین سے زیادہ تعلق ہے، اس کا تقاضا یہ ہے کہ وہ لوگ زیادہ پرہیز کریں، مگر افسوس کہ ایسا واقعہ نہیں بلکہ نماز پڑھنے والے بھی بے ایمانی کرتے ہیں۔ اس میں نماز کی عظمت کو بتانا چاہتا ہے کہ اس کی تاثیر یہ ہے کہ وہ بے حیائی کے کاموں سے اور گناہوں سے روک دیتی ہے(۱)، لیکن یہاں ان سنگدلوں پر اس کا بھی کوئی اثر نہیں ہوتا۔ بے علمی یا کم علمی کی وجہ سے وہ اس مقصود کو صاف طور پر ادا نہیں کرسکا اور غلبۂ جہالت کی وجہ سے گالی بھی دیدی، اس کو اپنی اصلاح کی فکر بھی لازم ہے۔ اگر خدانخواستہ اس کا مقصود نماز کی توہین کرنا ہے تو یہ نہایت خطرناک ہے، اس سے ایمان محفوظ نہیں رہتا (۲) ایسی حالت میں تجدیدِ ایمان، توبہ، تجدیدِ نکاح لازم ہے (۳)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، یکم/ شعبان/ ۹۰ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین غفرلہ، ۲/ ۸/ ۹۰ھ۔

---

(۱) قال اللہ تعالیٰ: ﴿إن الصلوة تنهى عن الفحشاء والمنكر﴾ الآية. (العنكبوت : ۴۵)

(۲)" قال أبو حفص : إذا قيل لمريض : صل ، فقال : والله لا أصلى أبداً ، فلم يصل حتى مات لو جآء ونى به، لقلت: أرموه و لا تصلوا عليه؛ لأنه مات كافراً. قال صاحب الجامع الأصغر : وجه ذلك أنه قال ذلك على وجه التهاون والاستخفاف ، و من فعل ذلك، يصير كافراً". (التاتارخانية ، كتاب أحكام المرتدين ، فصل فيما يتعلق بالصلوة والزكوة الخ : ۵/ ۴۹۳، إدارة القرآن)

وفى البزازية على هامش الفتاوى العالمكيرية: "دلت المسئلة أن تهاون الصلوة والترك مستخفاً كفرٌ، وإن مجانةً و فسقاً، لا ". (كتاب ألفاظ تكون إسلاماً أو كفراً ، الفصل الثانى ، النوع التاسع فيمايقال فى القرآن والصلوة الخ : ۶/ ۳۴۱، رشيديه)

(وكذا فى شرح الفقه الأكبر ، فصل فى القراءة والصلوة : ۱۷۰ ، قديمى)

(۳) "ماكان فى كونه كفراً إختلاف ، فإن قائله يؤمر بتجديد النكاح و بالتوبة والرجوع عن ذلك بطريق الإحتياط". (التاتارخانية ، كتاب أحكام المرتدين، فصل فى إجرآء كلمة الكفر: ۵/ ۴۶۱، إدارة القرآن)

" ثم إن كانت نية القائل الوجه الذى يوجب التكفير، لا تنفعه فتوى المفتى، و يؤمر بالتوبة والرجوع عن ذلك، و بتجديد النكاح بينه و بين امرأته". (التاتارخانية ، كتاب أحكام المرتدين، فصل فى إجرآء كلمة الكفر: ۵/ ۴۵۸، إدارة القرآن) .... =

ماں کوگالی دینا اور اس کی قبر پر پیشاب

سوال[۲۹۴]: ا...... مسمی ایوب نے اپنی ماں اور بہن کوگالیاں دیں اور کہا کہ ''میں نہیں مانتا، وہ تو میرا جوتا ہے'' اور قرآن پاک اٹھا کر پھینک دیا۔ برائے مہربانی شرعاً اس کا کوئی جرمانہ ہوتو مطلع فرمائیں۔

۲...... مسمیٰ ایوب نے اپنی والدہ کی قبر پر جا کر پیشاب کیا، گالیاں دیں اور کہا کہ ''تو یہاں سے بھی بہت دور چلی جا''۔ ایسے شخص کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

ا...... یہ واقعہ اگر اسی طرح ہے تو نہایت افسوس کی بات ہے اس سے ایمان سلامت نہیں رہا(۱)، شخص مذکور کو تجدید ایمان اور علی الاعلان توبہ واستغفار کے ساتھ تجدید نکاح بھی لازم ہے(۲) ورنہ اس کے ساتھ سب لوگ سلام وکلام، بیاہ شادی کا تعلق ختم کر کے اس کی اصلاح کردیں۔

۲...... یہ نہایت ہی کمینہ حرکت ہے، والدہ کی شان میں کوئی شریف النسب آدمی ایسا نہیں کہہ سکتا، والدہ کے انتقال کے بعد قبر پر جا کر اس طرح کہنے سے تو معلوم ہوتا ہے کہ دماغی توازن بھی صحیح نہیں اور غصہ سے

= (وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، موجبات الكفر أنواع، قبيل الباب العاشر في البغاة: ۲/۲۸۳، رشيديه)

(وكذا في المحيط البرهاني، كتاب السير، فصل في مسائل المرتدين، النوع الأول في إجراء كلمة الكفر: ۵/۵۵۰، غفاريه كوئٹه)

(۱) "و في تتمة الفتاوى: من استخف بالقرآن أو بالمسجد أو بنحوه مما يعظّم في الشرع، كفر".

(شرح الفقه الأكبر، فصل في القراءة والصلوة، ص:۱۶۷، قديمى)

(وكذا في مجمع الأنهر، كتاب السير، باب المرتد، ثم إن الفاظ الكفر أنواع: النوع الثالث في القرآن: ۱/۶۹۲، ۶۹۳، دار إحياء التراث العربي)

(وكذا في رد المحتار، كتاب الجهاد، باب المرتد: ۴/۲۲۲، سعيد)

(۲) (تقدم تخريجه في مواضع عديدة منها تحت عنوان ''نمازی کوگالی دینا'')

عقل مغلوب ہو چکی ہے تاہم اس کے غصہ کے فرو ہونے پر سمجھا یا جائے کہ یہ کبیرہ گناہ ہے (۱)، ایمان والا ایسا نہیں کرتا ہے، اس سے عاقبت برباد ہوتی ہے، دنیا میں بھی تباہی آتی ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۱۴/۱۱/۸۹ھ۔

علم دین کا مقام، علمائے دین کی توہین

سوال[۲۹۵]: میرے پاس فتویٰ بوسیدہ حالت میں ہے، ابتدائی حصہ نہیں ہے۔ اس میں تحریر ہے کہ جو شخص کسی عالم کی ادنیٰ توہین یا تحقیر کرے وہ کافر ہے اور حوالہ میں فقہ اکبر کی یہ عبارت نقل کی ہے:

"و من قال للعالم: عويلم: أى بصيغة التصغير للتحقير كماقيده بقوله: قاصداً به الإستخفاف، كفر"(۲)۔

اس کو دیکھ کر تعجب میں ہوں اور اس پر مختلف علماء کے دستخط ہیں۔

الجواب حامداً و مصلياً:

اگر کسی عالم دین کی کوئی شخص اہانت کرتا ہے بلا کسی سبب ظاہری اور عداوتِ دنیوی سے تو یہ درحقیقت علم دین کی اہانت ہے، جس کو کفر قرار دیا گیا ہے، اگر اس لئے اہانت کرتا ہے کہ اس کا عمل خلاف شرع ہے یا وہ علم کا

---

(۱) "حدثنا عبد الرحمن بن أبى بكرة عن أبيه رضى الله تعالىٰ عنهما قال: كنا عند رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فقال: "ألا أنبئكم بأكبر الكبائر"؟ ثلاثاً، "الإشراك بالله، و عقوق الوالدين، و شهادة الزور" أو "قول الزور"، وكان رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم متكئاً فجلس، فما زال يكررها حتى قلنا: ليته سكت".

"عن عبد الله بن عمرو بن العاص رضى الله تعالىٰ عنه أن رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم قال: "من الكبائر شتم الرجل والديه". قالوا: يا رسول الله! و هل يشتم الرجل والديه؟ قال: "نعم، يسب أبا الرجل فيسب أباه، و يسب أمه فيسب أمه". (الصحيح لمسلم رحمه الله تعالىٰ، كتاب الإيمان، باب الكبائر وأكبرها: ۱/۶۴، قديمى)

"إنها (أى الكبائر) تسعة ......و عقوق الوالدين المسلمين". (شرح العقائد، ص: ۸۲ سعيد)

(۲) (شرح الفقه الأكبر للقارى، فصل فى العلم والعلماء، ص: ۱۷۴، قديمى)

(وكذا فى التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فصل فى العلم والعلمآء الخ: ۵/۵۰۸، ادارة القرآن)

مطلب غلط بتا کر گمراہ کرتا ہے یا اس پر کوئی حق واجب الاداء ہے، جس کو وہ ادا نہیں کرتا بلکہ ظلم کرتا ہے وہ علم دین کی اہانت نہیں اس لئے کفر نہیں:

"و فی البزازیة الإستخفاف بالعلماء لکونهم علماء إستخفاف بالعلم، و العلم صفة الله تعالیٰ منحه فضلاً علی خیار عباده لیدلّوا خَلقه علی شریعته نیابةً عن رسله، فإستخفافه بهذا یعلم أنه إلی من یعود. و من أبغض عالماً من غیر سبب ظاهر خیف علیه الکفر اهـ"۔ مجمع الأنهر: ۱/۷۰۳ (۱) بزازیه علی العالمگیریة: ۶/۳۳۶ (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیوبند، ۸/۶/۸۷ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دار العلوم دیوبند۔

اہانت علماء

سوال [۲۹۶]: کوئی شخص علماء کی شان میں گستاخی کرے اور علماء سے بدعقیدہ ہو تو عند الشرع ایسے شخص کا کیا حکم ہے؟ فقط عبدالرحمٰن، پیش امام محلہ بیوپاریان، قصبہ اہل ضلع متھرا۔

الجواب حامداً و مصلیاً:

علم دین کی وجہ سے اگر علماء کی توہین وتذلیل کرتا ہے تو یہ کفر ہے، تجدید ایمان وتجدید نکاح لازم ہے ورنہ فسق ہے، توبہ ضروری ہے۔ فی الشامی: "إهانة أهل العلم کفر علی المختار" فتاویٰ بدیعیة" (۳)۔

---

(۱) (مجمع الأنهر، کتاب السیر، باب المرتد، ثم إن الفاظ الکفر أنواع، النوع الرابع فی الاستخفاف بالعلم: ۱/۶۹۵، دار إحیاء التراث العربی)

(۲) (البزازیه، کتاب ألفاظ تکون إسلاماً أو کفراً، الفصل الثانی، النوع الثامن فی الإستخفاف بالعلم: ۶/۳۳۶، رشیدیه)

(وکذا فی شرح الفقه الأکبر للقاری رحمه الله تعالیٰ، فصل فی العلم والعلمآء، ص: ۱۷۳، قدیمی)

وفی رد المحتار: "إهانة أهل العلم کفر علی المختار". (کتاب الحدود، باب التعزیر: ۴/۷۲، سعید)

(۳) (رد المحتار، کتاب الحدود، باب التعزیر: ۴/۷۲، سعید)

(وکذا فی البزازیة، کتاب ألفاظ تکون إسلاماً أو کفراً، الفصل الثانی، النوع الثامن فی الإستخفاف بالعلم: ۶/۳۳۶، رشیدیه) .... =

"سباب المسلم فسوق". الحدیث(۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود حسن گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۶/صفر/۵۳ھ۔

الجواب صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۶/صفر/۵۳ھ۔

کیا استاذ کی توہین کفر ہے؟

سوال[۶۹۷]: اگر کسی نے امام یا والدین یا استاذ کی توہین کی تو کیا اس پر تجدید نکاح کا حکم عالم یا قاضی کو لگانا چاہئے جیسا کہ "فصول عمادی" میں ہے یا کہ نہیں؟ المستفتی: سراج الدین۔

الجواب حامداً و مصلیاً:

والدین یا استاد کی بلا وجہ شرعی توہین کرنا گناہ ہے مگر کفر نہیں، نہ اس سے ایمان جاتا ہے نہ نکاح ٹوٹتا ہے، لہذا تجدید نکاح بھی واجب نہیں، البتہ اگر کوئی شخص حرام لعینہ کو جس کی حرمت قطعی ہو حلال اعتقاد کرے تو یہ کفر ہے، اس سے ایمان سلب ہو جاتا ہے اور نکاح بھی ٹوٹ جاتا ہے:

"و لا نکفر مسلماً بذنبٍ من الذنوب وإن کانت کبیرةً إذا لم یستحلها، و لا نزیل عنه إسم الإیمان و نسمیه مؤمناً حقیقةً، و یجوز أن یکون مؤمناً فاسقاً غیر کافر، أما من استحل معصیةً و قد ثبتت بدلیل قطعی، فهو کافر بالله تعالیٰ؛ لأن استحلالها تکذیب بالله ورسوله اهـ". شرح فقه اکبر (۲)۔

"یخاف علیه الکفر إذا قال لفقیه: **أی دانشمندک**، أو قال لعلوی: **أی علویک**، لا

= (و کذا فی شرح الفقه الأکبر للقاری رحمه الله تعالیٰ، فصل فی العلم والعلمآء، ص: ۱۷۳، قدیمی)

(و کذا فی مجمع الأنهر، کتاب السیر، باب المرتد، ثم إن الفاظ الکفر أنواع: النوع الرابع فی الإستخفاف بالعلم: ۱/ ۶۹۵، دار إحیاء التراث العربی)

(۱)(صحیح البخاری، کتاب الأدب، باب ماینهی عن السباب واللعن: ۲/۸۹۳، قدیمی)

(والصحیح لمسلم، کتاب الإیمان، باب بیان قول النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: " سباب المسلم فسوق الخ". ۱/۵۸، قدیمی)

(۲) (الفقه الأکبر للإمام الأعظم أبی حنیفة رحمه الله تعالیٰ، ص: ۷۱، ۷۳، ۷۴، قدیمی)

یکفر ما لم یکن قصد الاستخفاف بالدین اھ". عالم گیری:۲/ ۲۷۱ (۱)۔

لہٰذا بلاتفصیل حکم نہیں لگایا جاسکتا۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۸/ ربیع الاول/ ۶۳ھ۔

الجواب صحیح:سعید احمد غفرلہ۔

صحیح:عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۸/ ربیع الاول/ ۶۳ھ۔

استاذ کی گستاخی اور توہین

سوال[۶۹۸] :اپنے استاذ کو ایک شخص نے کہا کہ استاذ کافر ہے مسلمان نہیں،ان کی قرآن خوانی اور نماز کی ادائیگی کا کوئی اعتبار نہیں،دشنام طرازی کے علاوہ مار پیٹ بھی کی۔یہ شخص اس کے خاندان کا سات پشتوں سے استاذ رہا ہے،خود یہ شخص تارک صلوۃ ہے،ایسے شخص کے لئے شرعاً کیا حکم ہے؟ اور ایسے شخص کے لئے شرعاً کیا تعزیر ہے؟ فقط۔

الجواب حامداً و مصلیاً :

استاذ کا بہت بڑا حق ہے،اس کا احترام لازم ہے،اس کے ساتھ گستاخی کرنا منع ہے، بلا وجہ شرعی کسی

---

(۱) (الفتاوی العالمکیریة، کتاب السیر ، موجبات الکفر أنواع ، منها ما یتعلق بالعلم والعلماء: ۲/ ۲۷۱، رشیدیه)

(وکذا فی البزازیة، کتاب ألفاظ تکون إسلاماً أو کفراً ، الفصل الثانی، النوع الثامن فی الإستخفاف بالعلم : ۶/ ۳۳۶، رشیدیه)

(وکذا فی خلاصة الفتاوی ، کتاب ألفاظ الکفر الفصل الثانی ، الجنس الثامن فی استخفاف العلم : ۴/ ۳۸۸، رشیدیه)

(وکذا فی شرح الفقه الأکبر للقاری رحمه الله تعالیٰ، فصل فی العلم والعلمآء ، ص: ۱۷۴ ، قدیمی)

(وکذا فی التاتارخانیة ، کتاب أحکام المرتدین ، فصل فی العلم والعلمآء الخ : ۵/ ۵۰۸، إدارة القرآن)

(وکذا فی المحیط البرهانی ،کتاب السیر، فصل فی مسائل المرتدین،نوع فی العلم والعلماء : ۵/ ۵۶۹، غفاریه کوئٹه)

مسلمان کوکافر کہنے سے اس کہنے والے کا ایمان سلامت نہیں رہتا(۱)۔ بغیر عذر کے جان کرفرض نماز کوترک کرنا جب کہ قضا پڑھنے کی بھی نیت نہ ہواوراس پرخوفِ عقاب بھی نہ ہو،نہایت خطرناک ہے،حدیث وفقہ میں اس کوکفر سے تعبیر کیا گیا ہے(۲)۔ ایسے شخص کوتوبہ کرنا لازم اوراستاذ سے معافی مانگنا ضروری ہے، احتیاطاً تجدیدایمان وتجدید نکاح بھی کرلی جائے(۳)۔ جہاں اسلامی طریقہ پرحدود وقصاص کی تنفیذ نہ ہوسکتی ہووہاں شرعی سزانہیں

---

(۱) "عن أبی هريرة رضی الله تعالىٰ عنه أن رسول الله صلی الله تعالىٰ عليه وسلم قال: "إذا قال الرجل لأخيه: يا كافر!، فقد باء به أحدهما". (صحيح البخاری، كتاب الأدب، باب من أكفر أخاه بغير تاويل فهو كما قال: ۹۰۱/۲، قديمی)

قال الملا علی القاریؒ: "و قال الطيبی: لأنه إذا قال القائل لصاحبه: يا كافر مثلاً، فإن صدق رجع إليه كلمة الكفر الصادر منه مقتضاها، و إن كذب واعتقد بطلان دين الإسلام، رجعت إليه هذه الكلمة. و قال النووی: فی تأويل الحديث أوجه: أحدها أنه محمول علی المستحل لذلک، فعلی هذا معنی: "باء بها": أی بكلمة الكفر: أی رجع عليه الكفر". (مرقاة المفاتيح، كتاب الآداب، باب حفظ اللسان، الفصل الأول: ۵۶۲/۸، رقم الحديث: ۴۸۱۵، رشيديه)

(۲) "عن جابر بن عبد الله رضی الله تعالىٰ عنه يقول: سمعت رسول الله صلی الله تعالىٰ عليه وسلم يقول: "بين الرجل و بين الشرک و الكفر ترک الصلوة". (الصحيح لمسلم، كتاب الإيمان، باب إطلاق إسم الكفر اهـ: ۶۱/۱، قديمی)

"و فی شرح السنة: اختلف فی تكفير تارک الصلوة الفرض عمداً .... قلت: و نعم الرأی رأی أبی حنيفة، إذ الأقوال باقيها ضعيفة، ثم من التأويلات أن يكون مستحلاً لتركها، أو تركها يؤدی إلی الكفر اهـ". (المرقاة، كتاب الصلوة، قبيل الفصل الثانی: ۲۷۲/۲، رقم الحديث: ۵۶۹، رشيديه)

"و يكفر .... بترک الصلوة متعمداً، غير ناوٍ للقضاء و غير خائفٍ من العقاب".
(البحر الرائق، كتاب السير، باب أحكام المرتدين: ۲۰۶/۵، رشيديه)

(۳) "ما كان فی كونه كفراً اختلاف، فإن قائله يؤمر بتجديد النكاح، و بالتوبة والرجوع عن ذلک بطريق الإحتياط". (الفتاوی العالمكيرية، كتاب السير، موجبات الكفر أنواع، قبيل الباب العاشر فی البغاة: ۲۸۳/۲، رشيديه)

(و كذا فی التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فصل فی إجرآء كلمة الكفر: ۴۵۸/۵، إدارة القرآن)

دی جاسکتی، شرعی سزا کے لئے مسلم بادشاہ اورقوتِ قاہرہ شرط ہے(۱)، البتہ اولاً ایسے آدمی کونرمی سے سمجھایا جائے،اس سے کام نہ چلے اورترک تعلق مفید ہوتو ترک تعلق کردیا جائے (۲)۔

تنبیہ: بغیر ثبوت شرعی کسی کی طرف کسی جرم کی نسبت کرنا سخت معصیت ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ،۶/۳/۸۸ھ۔

امام اوراستاذ کوخنزیرومنافق کہنا

سوال[۶۹۹]: ایک شخص نے ایک عالم فاضل کوامام مسجد رکھااوراس کے پیچھے چندسال تک نماز پڑھی ہے، نماز کے علاوہ کچھ اوروظائف کی تعلیم بھی اس سے حاصل کرتا ہے، اس شخص نے اپنے استاذ کوایک معمولی بات پرخنزیرومنافق وغیرہ کہہ ڈالا اورامامت سے برطرف کردیا، پس ایسے شخص کے بارے میں جو اپنے استاذ کوذلیل کرتا ہے شرعاً کیا حکم ہے،اور باقی مسلمانوں کواس کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہئے؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

مسلمان کوگالی دینا فسق ہے(۳) اورمنافق وغیرہ کہنا ہرگز جائز نہیں، خاص کر اپنے امام اوراستاذ کو

---

(۱) "فيشترط الإمام لإستيفاء الحدود". (رد المحتار ، كتاب الجنايات ، مبحث شريف اهـ: ۶/۵۴۹،سعيد)

(وكذا في فتح القدير، كتاب الحدود ، فصل في كيفية الحد و إقامته : ۵/۲۳۵، ۲۳۶، مصطفى البابي الحلبي)

(وكذا في بدائع الصنائع ، كتاب الحدود ، فصل في شرائط جواز إقامتها : ۹/۲۵۰، دار الكتب العلمية)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية ، كتاب الحدود ، الباب الأول في تفسيره شرعاً و ركنه اهـ : ۲/۱۴۳ ،رشيديه)

(وكذا في النهر الفائق ، كتاب الحدود : ۳/۱۳۳ ، مكتبه امداديه ملتان)

(۲) "قال الخطابي: رخص للمسلم أن يغضب على أخيه ثلاث ليال لقلته ، و لا يجوز فوقها ، إلا إذا كان الهجران في حق من حقوق الله تعالىٰ ، فيجوز فوق ذلك". (مرقاة المفاتيح، كتاب الآداب ، باب ما ينهى عنه من التهاجر و التقاطع اهـ ، الفصل الأول : ۸/۷۵۸، رشيديه)

(۳) "عن عبد الله رضي الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم : "سباب المسلم فسوق". الحدیث. (صحيح البخاري ، كتاب الأدب ، باب ما ينهى عن السباب واللعن : ۲/۸۹۳، قديمي)

2

ایسے الفاظ کہنا حد درجہ بے غیرتی اور محرومی کی دلیل ہے، اس لئے واجب ہے کہ امام سے ان الفاظ کی معافی طلب کرے اور آئندہ توبہ کرے اور عہد کرے کہ کبھی ایسے الفاظ نہیں کہے گا، خاص کر اپنے استاذ کی شان میں اور سب کو چاہئے کہ اسے سمجھا دیں کہ تم اپنے استاد سے معافی مانگ لو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ جامع العلوم کانپور۔

استخفافِ علماء

سوال [۷۰۰]: علمائے دین سے استہزاء کرنے اور تحقیر کرنے سے کیا حکم شرعی لازم آتا ہے اور مستہزی حدِ تکفیر تک پہونچ جائے گا یا فاسق ہوگا؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

علمائے دین سے استہزا و تحقیر اگر ان کے علم دین کی وجہ سے ہے تو کفر ہے اور اگر کسی اَور وجہ سے بغیر حقِ شرعی ہے تو سخت گناہ اور فسق ہے اور ایسی صورت میں تعزیر شرعی لازم ہوتی ہے:

"و لو قال للفقیه: دانشمندک، إن لم یکن قصده الإستخفاف بالدین لا یکفر، وإن کان، یکفر". خلاصة الفتاوی: ٣٨٨/٤ (١)۔ "سباب المسلم فسوق" رواه مسلم: ٥٨/١ (٢)۔

"وکل من ارتکب منکراً أو أذی مسلماً بغیر حق بقول أو فعل أو إشارة یلزمه التعزیر" کذا فی الشامی: ٢٥٥/٣ (٣) ۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

---

(١) (خلاصة الفتاوی، کتاب ألفاظ الکفر، الفصل الثانی، الجنس الثامن فی استخفاف العلم والعلماء: ٣٨٨/٤، رشیدیه)

(تقدم تخریجه تحت عنوان: "کیا استاذ کی توہین کفر ہے")

(٢) (الصحیح لمسلم، کتاب الایمان، باب بیان قول النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: "سباب المسلم فسوق الخ": ٥٨/١، قدیمی)

(وصحیح البخاری، کتاب الأدب، باب ما ینهی عن السباب واللعن: ٨٩٣/٢، قدیمی)

(٣) (کتاب الحدود، باب التعزیر: ٦٢/٤، سعید)

(وکذا فی البحر الرائق، کتاب الحدود، فصل فی التعزیر: ٧١/٥، رشیدیه)

(وکذا فی الفتاوی العالمکیرية، کتاب السیر، فصل فی التعزیر: ١٦٨/٢، رشیدیه)

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

سعید احمد غفرلہ مدرس مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔ صحیح: بندہ عبدالرحمٰن غفرلہ۔

صحیح: عبداللطیف ناظم مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۰/ جمادی الثانیہ/ ۵۲ھ۔

علمائے دین کو گالی دینا

سوال[۷۰۱]: اگر کوئی مسلمان کسی عالم شریعت کو گالی دے یا دشمنی کے طور پر تمام علمائے دین کو گالی دے جیسے کہ کہے ''علماء دین کے اندر بہت شر ہے'' یا یہ کہے کہ ''علماء بہت بدمعاش ہیں''۔ تو ایسے آدمی کو شریعت کیا حکم دیتی ہے، آیا کافر یا فاسق یا منافق؟ کوئی آدمی اگر کسی امام کو ناجائز طور پر گالی دے تو اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

گالی دینا معمولی مسلم کو بھی درست نہیں بلکہ فسق ہے: ''سباب المسلم فسوق'' الحدیث (۱)۔ علمائے حق کو اگر کسی ذاتی مخاصمت وغیرہ کی وجہ سے گالی نہیں دیتا، بلکہ علمائے حق ہونے کی وجہ سے گالی دیتا ہے تو ایمان کا سلامت رہنا دشوار ہے (۲)۔ سوء خاتمہ کا قوی خطرہ ہے اس کو توبہ لازم ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲۰/ ۱۰/ ۹۲ھ۔

عالم سے بغض رکھنا

سوال[۷۰۲]: اگر کسی شخص نے بسبب عداوت دینی یا دنیاوی کسی عالم متدین کو اہانۃً وحقارۃً گالی دی اور خوب نالائق کہا تو گالی دینے والے پر کفر لازم آئے گا یا نہیں؟ اور اس کی زوجہ مطلقہ بائنہ ہوگی یا نہیں؟ چونکہ فتوی نورالہدی، ص: ۱۴۵ میں لکھا ہے:

''من شنع لعلماء الحنفية أو لأهل العلم أو لطلبته أو أطلق فيه كلمة كناية من شنع و الإحتقار صار كافراً۔ و أيضاً فيه: من رفع صوته على صوت العالم أو طالب العلم بوجه

---

(۱) (صحيح البخاری، كتاب الإيمان، باب خوف المؤمن أن يحبط عمله: ۱/ ۱۲، قديمی)

(والصحيح لمسلم، كتاب الإيمان، باب بيان قول النبی صلی الله تعالىٰ عليه وسلم: "سباب المسلم فسوق الخ": ۱/ ۵۸، قديمی)

(۲) (تقدم تخريجه تحت عنوان: ''کیا استاذ کی توہین کفر ہے؟'')

الإحتقار والإستخفاف طلقت إمرأته بائناً". تو اس کا کیا حکم ہے؟فبینوا بالتفصیل عند علماء الحنفیة۔

الجواب حامداً و مصلیاً :

کسی عالم کو اگر گالی دی ہے تو وہ یا تو کسی ذاتی مخاصمت کی بنا پر دی ہے یا علمِ دین سے عداوت کی بنا پر۔ اول صورت میں گالی دینا فسق ہے، حدیث شریف میں آتا ہے:

"عن عبد اللّٰه بن مسعود رضی اللّٰه تعالیٰ عنه قال : قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم : "سباب المسلم فسوق و قتاله کفر". متفق علیه" (۱) مشکوۃ شریف، ص: ۴۱۱ (۲)۔

یعنی مسلمان کو گالی دینا فسق ہے، جب عام مسلمانوں کو گالی دینا فسق ہے تو علماء کو گالی دینا کچھ اس سے زیادہ ہی ہوگا۔ایک دوسری حدیث میں گالی دینا نفاق کی علامت بتلایا ہے:

"عن عبد اللّٰه بن عمرو رضی اللّٰه تعالیٰ عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم : "أربع من کن فیه کان منافقاً خالصاً، ومن کانت فیه خصلة منهن کانت فیه خصلة من النفاق حتی یدعها : إذا اؤ تمن خان، و إذاحدث کذب، و إذا عاهد غدر، و إذا خاصم فجر" متفق علیه". (۳) مشکوۃ شریف، ص:۱۷ (۴)۔

اگر علم دین سے عداوت کی بنا پر گالی دی ہے تو یہ نہایت خطرناک ہے اس سے ایمان جاتا رہتا ہے، اس

---

(۱) (صحیح البخاری ، کتاب الأدب ، باب ما ینهی عن السباب واللعن : ۸۹۳/۲، قدیمی)

(والصحیح لمسلم ، کتاب الإیمان ، باب بیان قول النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم : "سباب المسلم فسوق الخ" : ۵۸/۱، قدیمی)

(۲)(مشکوۃ المصابیح ، کتاب الآداب ، باب حفظ اللسان والغیبة اھـ ، الفصل الأول، ص: ۴۱۱،قدیمی)

(۳) (صحیح البخاری ، کتاب الإیمان ، باب علامة المنافق : ۱۰/۱، قدیمی)

(والصحیح لمسلم ، کتاب الإیمان ، باب خصال المنافق : ۵۶/۱، قدیمی)

(۴) (مشکوۃ المصابیح ، کتاب الإیمان ، باب الکبائر وعلامات النفاق، ص:۱۷، قدیمی)

لئے کہ علم اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم الشان صفت ہے، جب علم سے عداوت ہوئی تو خدا تعالیٰ کی اس صفت سے عداوت ہوئی۔

''و فی البزازیة :۲/۲۷۰(۱): "فالاستخفاف بالعلمآء لکونهم علماء إستخفاف بالعلم، والعلم صفة اللّٰه تعالیٰ منحه فضلاً علی خیار عباده، لیدلوا خَلقه علی شریعته نیابةً عن رسله، فإستخفافه بهذا یعلم أنه إلیٰ من یعود". مجمع الأنهر:۱/۷۰۳ (۲)۔

اگر بلا وجہ گالی دیتا ہے اور عالم سے بغض رکھتا ہے تو اس میں خوف کفر ہے:

"من أبغض عالماً من غیر سبب ظاهر خیف علیه الکفر، و یخاف علیه الکفر إذا شتم عالماً أو فقیهاً من غیر سبب اهـ". عالم گیری:۲/۲۷۰ (۳)۔

اگر عالم سے بلا وجہ اذیت پہونچی ہے تو اس عالم کے ذمہ معافی چاہنا واجب ہے اور اگر اس عالم میں کچھ اوصافِ قبیحہ ہیں ان کی وجہ سے بغض ہے تو ایسی حالت میں ان اوصاف سے بغض رکھنا چاہئے اور جو شخص ان اوصاف کے ساتھ متصف ہے اس کو خیر خواہی سے نصیحت کی جائے اور دعاء کی جائے کہ اللہ پاک اس کی اصلاح کرے اور کوئی مسلمان خواہ کتنا ہی گنہگار کیوں نہ ہو اس کو حقارت کی نظر سے دیکھنا اور ذلیل سمجھنا جائز نہیں، البتہ معاصی سے بغض رکھنا اور پرہیز کرنا واجب ہے۔ جب کوئی شخص کسی وجہ سے کافر ہو جائے تو اس کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے اور اس کی عورت بائنہ ہو جاتی ہے، (قال الزیلعی رحمه اللّٰه تعالیٰ) : "وارتداد أحدهما (أی الزوجین) فسخ فی

---

(۱) (وکذا فی البزازیة کتاب ألفاظ تکون إسلاماً أو کفراً ، الفصل الثانی، النوع الثامن فی الإستخفاف بالعلم اهـ : ۶/۳۳۶، رشیدیه)

(۲) مجمع الأنهر ، کتاب السیر، باب المرتد، ثم إن الفاظ الکفر أنواع: النوع الرابع فی الإستخفاف بالعلم : ۱/۶۹۵، دار إحیاء التراث العربی)

(و فی رد المحتار : "إهانة أهل العلم کفر علی المختار". (کتاب الحدود، باب التعزیر : ۴/۷۲،سعید)

(وکذا فی شرح الفقه الأکبر للقاری رحمه الله تعالیٰ، فصل فی العلم والعلمآء ، ص:۱۷۳، قدیمی)

(۳) (الفتاوی العالمکیریة، کتاب السیر، الباب التاسع فی أحکام المرتدین ، و منها ما یتعلق بالعلم والعلماء : ۲/۲۷۰، رشیدیه)

الحال اھ". زیلعی: ۲/۱۷۸ (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیو بند۔

علماء کو برا کہنا

سوال[۷۰۳]: علماء کرام کو برا بھلا کہنا، ان کی شان میں گستاخیاں کرنا، ان کی تضحیک وتذلیل کرنا از روئے شرع کیسا ہے؟ شریعت اللہ، بہار شریف۔

الجواب حامداً و مصلیاً:

عالم دین ہونے کی وجہ سے ان کو برا کہنا، گستاخی کرنا نہایت خطرناک ہے، سخت قسم کا جرم ہے(۲)۔ اگر کوئی بد معاملگی ہوئی یا ذاتی نفسانی دشمنی سے یا کسی عالم دین کو گمراہی اور فسق وفجور میں مبتلا دیکھا اس کی وجہ سے اس کو برا کہتا ہے تو اس کا یہ حکم نہیں اگر چہ برا کہنا کسی کو بھی نہیں چاہئے، سخت سے سخت گنہ گار کو بھی برا کہنے سے کیا فائدہ؟ اس کی اصلاح نصیحت، خیر خواہی سے کی جائے تو فائدہ بھی ہو۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیو بند۔

مقرر عالم کی توہین

سوال[۷۰۴]: ایک مولانا صاحب ایک جلسہ میں تقریر فرمارہے تھے کہ آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نور ہیں، اس جملہ کو زید نے سن کر برجستہ کہا کہ "نور، نور، نور کہتے ہو، نور نہیں موئے زیر ناف ہیں"۔ معلوم ہوا کہ زید کا یہ جملہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جانب نہیں بلکہ طنزاً مقرر کی جانب ہے جب کہ زید عالم دین بھی ہے۔

الجواب حامداً و مصلیاً:

اگر حضرت رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں ایسا نہیں کہا بلکہ تقریر کرنے والے

---

(۱) (تبيين الحقائق للزيلعي، كتاب النكاح، باب نكاح الكافر: ۲/۲۲۲، دار الكتب العلمية بيروت)

(وكذا في الدر المختار، كتاب النكاح، باب نكاح الكافر: ۳/۱۹۳، سعيد)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب النكاح، باب نكاح الكافر: ۳/۳۷۳، رشيديه)

(۲) (تقدم تخريجه تحت عنوان: "کیا استاذ کی توہین کفر ہے")

مولانا صاحب کو بطور تشبیہ ایسا کہا ہے تب بھی یہ سخت بات ہے(۱)، کسی بھی اشرف المخلوقات کی ایسی چیز سے تشبیہ دینا درست نہیں ہے جو کہ عوام کے نزدیک نہایت حقیر چیز ہواور خاص کر مجمع عام میں کثرت عوام کی ہوتی ہے اور پھر مولانا صاحب جو کہ مزید واجب الاحترام ہیں اور تشبیہ دینا بھی ایسے موقع پر جب کہ وہ تقریر کررہے ہیں اور تقریر میں بھی ذات مقدسہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر مبارک ہے، جس سے سننے والوں کو شبہ ہوتا ہے کہ شاید تشبیہ کا رخ دوسری طرف ہواوراس کا ایہام ہرایک کو ہوتا ہے، اس لئے زید کو معذرت کرنا چاہئے اوراپنی مراد واضح کر کے ایہام وشبہ دورکردینا چاہئے اورآئندہ پورے طور سے محتاط رہنا چاہئے۔

جب کہ زید کی تشبیہ کا رخ وہ بھی نہیں ہے جس کا ایہام ہوتا ہے تو دوسرے لوگوں کو بھی اس پر اصرار نہیں کرنا چاہئے، زید معذرت کردے دوسرے لوگ خاموشی اختیار کریں، بات کو زیادہ نہ بڑھایا جائے کہ اس میں فتنہ شدید ہے، خدا جانے کہاں تک نوبت پہونچے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۹۱/۲/۱۵ھ۔

امام کو برا کہہ کر نکال دینا

سوال[۷۰۵]: یہاں پرایک چھوٹی سی بستی ہے کل ۲۴ گھر ہیں جس میں سے سات گھر بہت خلاف ہیں، یہاں پر ایک چھوٹی بستی کے حساب سے ایک پرانے وقتوں کی مسجد ہے جس کے پندرہ گھر تو خوب دل و جان سے اس کی حفاظت کرتے ہیں اور جو بھی پیش امام لاکر رکھتے ہیں دوسرے لوگ اس کو برا بھلا کہہ کر نکال دیتے ہیں۔ یہ سات گھر نہ تو امام رہنے دیتے ہیں نہ اس کی تنخواہ دیتے ہیں، اب اس وقت امام کی تنخواہ تین ماہ کی چڑھ رہی ہے اور ملا ان سے کہتا ہے کہ جمعہ کی نماز تو کم ازکم پڑھ لیا کرو تو کہتے ہیں کہ کوئی پابندی ہم پر نہیں ایسا لکھا نہیں کہ نماز پڑھو ہماری مرضی ہے پڑھیں یا نہ پڑھیں اور شرک وکفر تو ان کے لئے بہت اچھا لگتا ہے، بھجن گانا، دیوی ماتا کو پوجنا، ہولی پر ڈھب بجانا، میلہ میں جانا، ایسی باتوں کو ملا روکتا ہے تو ملا کی تنخواہ میں رکاوٹ کر کے، آپس میں پھوٹ ڈال کر، آدمیوں کو بہکا کر کے ملا کو پیسے نہیں ملیں گے تو بھاگ جائیگا، اس طرح یہاں سے چار پانچ ملا چلے گئے۔

ہم پندرہ گھر ہی ان کو پیسے دیکر رکھا کرتے ہیں تا کہ رمضان شریف میں تراویح اور عید کی نماز ہوجائے،

---

(۱)(تقدم تخریجه تحت عنوان ''کیا استاد کی توہین کفر ہے؟'')

ہم نے دو چار لوگوں سے ان کے بارے میں بات چیت کی، ایسے لوگوں کا حکم کیا ہے، انہوں نے ہم سے کہا کہ ان لوگوں کا حوالہ اور نام لکھوا کر دیوبند بھیجو ان کے نام فتویٰ بھیج دیں گے شریعت کے مطابق، ہم ان کو سنا دیں گے تو شاید ان لوگوں کی آنکھیں کھل جائیں اور خدا کو پہچانیں اور ایمان لے آویں تو اچھا ہے ورنہ ان لوگوں کا حقہ پانی بند کر دیں گے۔

نہ ان کے یہاں درود و فاتحہ ہوتی ہے سب کام ہندوؤں کے کرتے ہیں۔ دو آدمی سب سے زیادہ خراب ہیں، ایک فہد، ایک سفیرا، یہ دو آدمی ایسے ہیں کہ انہوں نے ۹ ملا بھگا دیئے، یہ دو آدمی پانچ گھر تیلی کے ہیں، ان کو بہکا کر اپنی طرف مائل کر کے ملا کی تنخواہ رکوا کر پھوٹ کرتے ہیں، مسجد کو ویران کر دیتے ہیں۔ ہم ۱۰ آدمیوں کے بس کی بات تو ہے نہیں جو ملا کو رکھ سکیں، چھوٹی سی بستی ہے، ہمارے لئے ایسے آدمیوں کے لئے موافق شرع فتویٰ دیدیں آپ کی بڑی مہربانی ہوگی، ہماری مسجد میں چراغ بتی وعید وتراویح رمضان ہو جاوے گی، یہ اسلام کی بات ہے، آپ کی تعریف سن کر آپ کا سہارا لیا ہے۔

ہم جاہلوں کو راستہ بتانا آدھا کام عمل کرنا ہمارا کام ہے۔ یہ سات گھر کے آدمی ہیں فہد، سفیرا، جھوٹیا، مداری، سبحان، بنور پیا، کڑوے آدمی ہیں، ۵ گھر تیلیوں کے ہیں، ایک لوہار کا، ایک شیخ کا، ہم ان پانچوں آدمیوں کے لئے آپ سے فتویٰ چاہتے ہیں، ان کی آنکھیں کھولدیں، آپ کے لئے ہم اللہ سے دعا مانگتے رہیں گے۔ ہماری مسجد آباد رہے گی تو خدا ہم کو بھی آباد رکھے گا، یہاں پر عید کی نماز ہو جاوے گی، یہ سات گھر بہت جاہل ہیں، ایک کتاب دیدیں تو مہربانی ہوگی۔ فقط

الجواب حامداً و مصلیاً :

جو لوگ امام کو برا بھلا کہتے ہیں تا کہ وہ تنگ آ کر چلا جائے اور مسجد ویران ہو جائے وہ بڑے ظالم گناہ گار ہیں (۱)، ان کو توبہ کرنا امام سے معافی مانگنا ضروری ہے اور دیوی ماتا کے پوجنے سے تو ایمان ہی جاتا

---

(۱) قال اللہ تعالیٰ : ﴿ و من أظلم ممن منع مساجد اللہ أن یذکر فیھا اسمه، و سعی فی خرابھا، أولئک ماکان لھم أن یدخلوھا إلا خائفین، لھم فی الدنیا خزی و لھم فی الآخرة عذاب عظیم﴾ (البقرة: ۱۱۴)

قال العلامة الآلوسی رحمه اللہ تعالیٰ تحتھا : " و ظاھر الآیة العموم فی کل مانع و فی کل مسجد، و خصوص السبب (سبب النزول) لا یمنعه .... (وسعی فی خرابھا) بتکدیرھا بالتعصبات =

رہتا ہے(۱)، ان کو کلمہ پڑھ کر نئے سرے سے مسلمان کیا جائے اور ان کے نکاح بھی دوبارہ پڑھائے جائیں (۲)، ورنہ یہاں بھی وبال ہے اوران کے لئے آخرت میں بھی جہنم ہے، بہتر یہ ہے کہ کسی عالم دین کے ذریعہ سے ان کو سمجھایا جائے، اگر نہ مانیں اوراپنی ضد پر قائم رہیں تو ان سے ترک تعلق کردیا جائے، بول چال بندکردی جائے تا کہ وہ اپنی اصلاح کرلیں۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبدمحمودغفرلہ دارالعلوم دیوبند،۱۷/۹/۹۰ھ۔

طالب علم کوگالی دینا

سوال[۷۰۶] : اگرکوئی شخص کسی طالب علم کوگالی دےاور بےعزت کرےاس کے لئے ازروئے شرع کیاحکم ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً :

اگرکوئی علم دین حاصل کرنے والے طالب علم کوگالی دےاوراہانت کرے بغیرکسی قصور کے محض علم دین

= و غلبة الهوى، و منع أهلها بتهيج الفتن اللازمة لتجاذب قوى النفس، و دواعى الشيطان والوهم ....(لهم فى الدنيا خزى) و افتضاح و ذلة بظهور بطلان ما هم عليه (ولهم فى الآخرة عذاب عظيم) و احتجابهم عن الحق سبحانه". (روح المعانى : ۱/۳۶۳، ۳۶۵، دار إحياء التراث العربى)

(۱) "و عن أبى هريرة رضى الله تعالىٰ عنه قال :قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم :"لو كنت آمر أحداً أن يسجد لأحد، لأمرت المرأة أن تسجد لزوجها". رواه الترمذى". (مشكوة المصابيح، كتاب النكاح، باب عشرة النساء الخ، ص: ۲۸۱، قديمى)

قال العلامة الآلوسى رحمه الله تعالىٰ تحت آية البقرة رقمها : ۳۴: "إن السجود الشرعى عبادة، و عبادة غيره سبحانه وتعالىٰ شرك محرّم فى جميع الأديان والأزمان، و لا أراها حلت فى عصر من الأعصار ". (روح المعانى : ۱/۲۲۸، دار إحياء التراث العربى)

و فى شرح الفقه الأكبر للقارى رحمه الله تعالىٰ: "و فى الخلاصة : و من سجد لهم إن أراد به التعظيم كتعظيم الله سبحانه و تعالىٰ، كفر". (أواخر فصل فى الكفر صريحاً و كنايةً، ص:۱۹۳، قديمى)

(و كذا فى البحر الرائق، كتاب الكراهية، قبيل فصل فى البيع : ۸/۳۶۴، رشيديه)

(۲) (تقدم تخريجه فى مواضع عديدة منها عنوان "تجدیدایمان اورتجدیدنکاح کی کب ضرورت ہوتی ہے")

کا طالب علم ہونے کی بنا پر تو نہایت خطرناک ہے اس سے ایمان سلامت رہنا دشوار ہے، کیونکہ یہ علم دین کی تحقیر وتذلیل ہے۔

اگر اس طالب علم میں کچھ اخلاق واعمال خلاف شرع ہیں اور ان کو ناگواری کی بنا پر گالی دے تو اس کا یہ حکم نہیں (۱) اس سے ایمان برباد نہیں ہوگا لیکن گالی دینا اس وقت بھی درست نہیں، ہاں اصلاح ضروری ہے اور اس کا طریقہ گالی دینا نہیں، بلکہ نرمی وشفقت سے نصیحت کرنا ہے یا اس کے اکابر تک اس کی بداخلاقی اور بداعمالی کو پہونچا دینا ہے تا کہ وہ مناسب طریق پر اصلاح کرے اور طالب علم کو علم دین کے احترام کی خاطر ہر قسم کی بداخلاقی اور بداعمالی سے بچانا نسبۃً زیادہ ضروری ہے کہ اس سے نہ علم دین آتا ہے اور نہ دنیا وآخرت میں عزت حاصل ہوتی ہے، بلکہ طبقۂ علماء پر بدنامی آتی ہے اور لوگ علم دین سے بدظن ہوتے ہیں اور اپنی اولاد کو علم دین سے محروم رکھتے ہیں جس کا سبب طالب علم کی بداخلاقی اور بداعمالی بنتی ہے، حق تعالیٰ اخلاق فاضلہ واعمال صالحہ سے مزین فرمائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۱۹/۱۱/۸۵ھ۔

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند۔

تعویذ کی توہین

سوال[۷۰۷]: زید نے اپنے بچے کے واسطے ایک چاندی کا تعویذ بنوایا ہے جس پر تسمیہ اور چند دعائیہ

---

(۱) "و من أبغض ، وفي الذخيرة: و من شتم عالماً، أو فقيهاً من غير سبب، خيف عليه الكفر".
(التاتارخانية ، كتاب ألفاظ الكفر، فصل في العلم والعلمآء : ۵/۵۰۸، إدارة القرآن)
(وكذا في الفتاوى العالمكيرية ، كتاب السير ، الباب التاسع في أحكام المرتدين ، مطلب : موجبات الكفر، ومنها ما يتعلق بالعلم والعلمآء : ۲/۲۷۰، رشيديه)

"قال حدثني عبد الله رضى الله تعالىٰ عنه أن النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم قال: "سباب المسلم فسوق". الحديث (صحيح البخاري ، كتاب الإيمان ، باب خوف المؤمن اهـ : ۱/۱۲ ،قديمي)

قال الملا على القارى رحمه الله تعالىٰ : "فسوق " لأن شتمه بغير حق حرام". (مرقاة المفاتيح، كتاب الآداب ، باب حفظ اللسان ، الفصل الأول : ۸/۵۶۱، رقم الحديث : ۴۸۱۴، رشيديه)

کلمات تھے، بکر نے زید سے تعویذ کے بارے میں کہا کہ یہ سب فضول ہے، اس پر زید نے برجستہ کہا کہ ''میں تو اس کو موئے زیرناف کے برابر بھی نہیں سمجھتا ہوں''۔ان کا جواب قرآن وحدیث کی روشنی میں عنایت فرمائیں۔

الجواب حامداً و مصلیاً :

سوال واضح نہیں ہے، زید خود ہی تعویذ بنواتا ہے خود ہی اس کو ایسی چیز سے تشبیہ دیتا ہے، اگر واقعی وہ ایسا ہی سمجھتا ہے تو پھر کس لئے بنواتا ہے، اس تضاد کی تشریح زید سے طلب کی جائے تو کچھ مطلب نکلے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۹۱/۲/۱۵ھ۔

مسئلہ شرعیہ کی توہین

سوال[۷۰۸] : بعض لوگوں نے کہا ہے کہ تقریباً بارہ برس ہوئے کہ زید ولد بکر امام مسجد نے کہا کہ میرے باپ میرے اوپر اس وجہ سے ناراض ہوگئے کہ میں نے اپنی بیوی کو پردہ شرعی دیا تھا اور یہ کہا کہ ''تیرے شرع پر بول کرتا ہوں'' مگر بکر کہتا ہے کہ یہ محض بہتان ہے، میں نے ہرگز ایسا کلمہ بیہودہ نہیں بکا اور ایسے ہی اس کا لڑکا زید بھی کہتا ہے میں نے ہرگز کسی سے یہ بیان نہیں کیا اور نہ ہی میرے باپ نے یہ کہا ہے، محض بہتان ہے اور ہمارا اب بھی پردہ ہے اور پھر لوگوں کے شور برپا ہونے کی وجہ سے وہ بیچارہ بکر امام مسجد کہتا ہے کہ بھائی میں نے ہر چند یہ بکواس کہا تو نہیں مگر اگر بفرض محال میں نے یہ کہا ہو تو میری توبہ ہے۔

اب عرض ہے کہ ایک مفتی صاحب کہتے ہیں کہ اس کی توبہ قبول نہیں اور اس کے پیچھے ہرگز نماز درست نہیں، جس نے اس کے پیچھے نماز پڑھی وہ بھی کافر ہے، نکاح اس کا ٹوٹ گیا اور بکر کے خاندان میں سے کسی کی توبہ قبول نہیں، سب مجرم ہیں۔ آیا ایسی شہادت معتبر ہے اور بکر واقعی کافر ہوگیا اور اس کی توبہ واقعی قبول نہیں ہوسکتی اور ایسے ہی اس کے خاندان کی بھی اور اس کے پیچھے نماز پڑھنے والے واقعی کافر ہوگئے یا نہیں؟ اور ایسے مفتی صاحب کا کیا حکم ہے؟ ہمارے گاؤں میں بڑا شور ہے، جلدی جواب دیجئے۔ بینوا وتوجروا۔

الجواب حامداً و مصلیاً :

اگر امام مسجد نے یہ کلمہ نہیں کہا اور نہ اس کے بیٹے نے نقل کیا تو ہر دو پر بہتان ہے جو کہ سخت گناہ ہے،

بہتان لگانے والوں کے ذمہ لازم ہے کہ اس سے توبہ کریں اور امام اور اس کے بیٹے سے معافی چاہیں۔ اگر واقعۃً یہ کلمہ کہا ہے تو خود امام کے ذمہ توبہ لازم ہے(۱) اور توبہ کے ساتھ تجدید ایمان اور تجدید نکاح بھی کریں، جو شخص یہ کہتا ہے کہ اس کی توبہ قبول نہیں وہ غلط کہتا ہے۔ قرآن کریم میں موجود ہے:

﴿و من يعمل سوءًا أو يظلم نفسه ثم يستغفر الله يجد الله غفوراً رحيماً﴾(۲)۔

﴿وهو الذى يقبل التوبة عن عباده و يعفو عن السيئات﴾(۳)۔

اور یہ کہنا کہ اس کے خاندان میں سے کسی کی توبہ قبول نہیں، سخت ترین جہالت اور حماقت ہے، ایسے کلمات سے توبہ ضروری ہے اور آئندہ ایسے مفتی کو مسئلہ نہیں بتانا چاہئے تاوقتیکہ اہل حق علماء سے اس کی پوری تحقیق نہ کرلی ہو۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۶۱/۲/۵ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ مفتی مدرسہ مظاہر علوم، 　　صحیح: عبداللطیف۔

فتوی کی توہین

سوال[۷۰۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں، اگر کوئی کہے کہ میں فتوی پر پیشاب کرتا ہوں اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً و مصلياً:

کہنے والا ناسمجھ بچہ ہے یا مجنون ہے یا بیہوش ومفقود العقل ہے تو ان الفاظ کے کہنے سے وہ ایمان سے

---

(۱) چونکہ مسائلِ شرعیہ ضروریہ کی توہین پر فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے کفر کا حکم تجویز کیا ہے اس لئے اس کے مرتکب پر تجدید ایمان اور تجدید نکاح لازم ہے۔

"و فى التتمة : من أهان الشريعة أو المسائل التى لا بد منها، كفر". (شرح الفقه الأكبر ، فصل فى العلم والعلمآء، ص: ۱۷۴، قديمى)

(وكذا فى رد المحتار ، كتاب الجهاد ، باب المرتد : ۲۲۲/۴، ۲۲۳، سعيد)

(۲)(سورة النسآء : ۱۱۰)

(۳) (سورة الشورى : ۲۵)

خارج نہیں ہوا۔فتاوی عالم گیری:۴/ ۸۷۶ میں ہے:

”و شرائط صحتها (أی الردة) العقل فلا یصح ردة المجنون، ولا الصبی الذی لا یعقل، و کذا لا یصح ردة السکران الذاهب العقل“(۱)۔

ایسے ہی اگر فتوی میں خلاف شرع حکم ہے مثلاً: تحریم حلال ہے یا تحلیل حرام ہے تب بھی اس لفظ کے کہنے سے کوئی ایمان سے خارج نہیں ہوا، اگر کہنے والا سمجھدار ہے اور فتویٰ موافق شرع ہے تو اس لفظ کے کہنے والے کوتجدید ایمان وتجدید نکاح کی ضرورت ہے، کیونکہ اس لفظ کا کہنے والا شرعاً کافر ہوجاتا ہے:

”رجل رجع من مجلس العلم، فقال له رجل آخر:”**از کنشت آمدهٔ**“ یکفر، و کذالو قال: **مرا با مجلس علم چه کار**“أو قال : من یقدر علی أداء ما یقولون، أوألقی الفتویٰ علی الأرض و قال :”**چه شرع است این**“أو ”**چه بار نامه فتوی آوردی**“یکفر“۔خلاصة الفتاویٰ (۲)۔

---

(۱) (الفتاوی العالمکیریة، کتاب السیر ،الباب التاسع فی أحکام المرتدین : ۲/۲۵۳، رشیدیه)

(وکذا البحر الرائق، کتاب السیر، قبیل باب البغاة : ۵/۲۳۳، ۲۳۴ رشیدیه)

(وکذا فی التاتارخانیة ، کتاب أحکام المرتدین، فصل ارتداد الصبی والسکران الخ: ۵/۵۵۵، ۵۵۶، إدارة القرآن)

(وکذا فی تبیین الحقائق ، کتاب السیر، باب المرتدین : ۴/۱۹۱، دار الکتب العلمیة بیروت)

(وکذا فی رد المحتار ، کتاب الجهاد ، باب المرتد : ۴/۲۲۴، سعید کراچی)

(وکذا فی المحیط البرهانی ،کتاب السیر، فصل فی مسائل المرتدین،نوع آخر قبل نوع فی تصرفات المرتد والمرتدة : ۵/۵۹۰، غفاریه کوئٹه)

(۲) (خلاصة الفتاویٰ، کتاب ألفاظ الکفر ، الفصل الثانی، الجنس الثامن فی استخفاف العلم والعلمآء : ۴/۳۸۸،رشیدیه)

(وکذا فی البزازیة علی هامش الفتاوی العالمکیریة،کتاب ألفاظ تکون إسلاماً أو کفراً ، الفصل الثانی، النوع الثامن فی الإستخفاف بالعلم : ۶/۳۳۷، رشیدیه)

(والتاتارخانیة ، کتاب ألفاظ الکفر، فصل فی العلم والعلمآء : ۵/۵۰۷،۵۰۹، إدارةالقرآن)

(وکذا فی الفتاوی العالمکیریة ، کتاب السیر ، الباب التاسع فی أحکام المرتدین ، مطلب : موجبات الکفر، و منها ما یتعلق بالعلم والعلمآء : ۲/۲۷۰،۲۷۲ رشیدیه) .... =

"وارتداد أحدهما: أى الزوجين فسخ عاجل". در مختار هامش شامی (۱)۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفی عنہ۔

صحیح: بندہ عبدالرحمٰن عفی عنہ، عبداللطیف، ۱۷/محرم الحرام/۵۱ھ۔

داڑھی کی توہین

سوال[۷۱۰]: داڑھی منڈانا اور داڑھی والوں کی توہین کرنا مثلاً: "گالوں پر کوڑا ہے، جنگل ہے"، ایسے الفاظ کہنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

داڑھی کا منڈوانا ناجائز اور اس کا مذاق اڑانا سخت خطرناک امر ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت کا مذاق ہے، اگر اس نیت سے مذاق اڑایا جاتا ہے تو کفر ہے:

"رجل قال لآخر: إحلق رأسك و قلّم أظفارك، فإن هذه سنة، فقال: لا أفعل و إن كان سنةً، فهذا كفر؛ لأنه قال على سبيل الإنكار و الرد، وكذا فى سائر السنن خصوصاً فى سنة هى معروفة و ثبوتها بالتواتر اهـ". مجمع الأنهر: ۱/۷۰۰ (۲)۔

= (وكذا فى المحيط البرهانى ،كتاب السير، فصل فى مسائل المرتدين ، نوع فى العلم والعلمآء: ۵/۵۶۹، ۵۷۰، غفاريه كوئٹه)

(۱) (الدر المختار ، كتاب النكاح ، باب نكاح الكافر : ۳/۱۹۳ ، سعيد)

(و كذا فى تبيين الحقائق للزيلعى ، كتاب النكاح، باب نكاح الكافر: ۲/۶۶۲ ، دار الكتب العلمية، بيروت)

(وكذا فى البحر الرائق ، كتاب النكاح ، باب نكاح الكافر : ۳/۳۷۳، رشيديه)

(وكذا فى الفتاوى العالمكيرية ، كتاب النكاح ، الباب العاشر فى نكاح الكفار : ۱/۳۳۹، رشيديه)

(۲) (مجمع الأنهر، كتاب السير ، باب المرتد ، ثم ان الفاظ الكفر أنواع ، الثانى فى الأنبياء عليهم السلام : ۱/۶۹۲، دار احياء التراث العربى)

(وكذا فى البزازية على هامش الفتاوى العالمكيرية،كتاب ألفاظ تكون اسلاماً أو كفراً ، الفصل الثانى، =

"یحرم علی الرجل قطع لحیته اهـ" در مختار (۱)۔

"و قص اللحية من صنيع الأعاجم و هو اليوم شعار كثير من أهل الشرك و عبدة الأوثان كالأفرنج والهنود و من لا خلاق لهم فی الدين من الفرقة المسوّمة بالقلندرية فی زمننا اهـ". مرقاة المفاتيح (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۹/۲/۵۹ھ۔

صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبداللطیف، ۹/صفر/۵۹ھ۔

"داڑھی کے بال اکھاڑ کر پیشاب کروں گی" کہنے والی عورت کا حکم اور سزا

سوال[۱۱۷]: عبدالغفار کی چچی اہلیہ نظر محمد نے عبدالغفار سے کہا کہ "تمہاری داڑھی کے بال اکھاڑ کر میں پیشاب کروں گی"۔ ایک مرتبہ اہلیہ عبدالغفار کو کہا کہ خواجہ غریب نواز سے ایسا ویسا کروا کر آغوش بھروانے گئی تھی، ایسی عورت کس جرم کی مرتکب ہے اور کیا سزا ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

جو الفاظ درج سوال ہیں وہ شرعاً نہایت سخت ہیں (۳)، ان پر سزا دینے کی قوت نہیں، شوہر خود ایسی

= النوع الثالث فی الأنبياء عليهم السلام: ۲/۳۲۸، رشيديه)

(وكذا فی التاتارخانية ، كتاب ألفاظ الكفر ، فصل فيما يعود إلى الأنبياء عليهم السلام : ۵/۴۸۲، إدارة القرآن)

(وكذا فی المحيط البرهانی ،كتاب السير ، فصل فی مسائل المرتدين ، نوع فيما يعود إلى الأنبياء عليهم السلام: ۵/۱۲۱ غفاريه كوئٹه)

و فی مالابد منه :"اگر کسے گفت: ناخن تراشیدن سنت است، ودیگرے گفت: اگر سنت باشد، نمی کنم، کافر شود، و اگر گوید: سنت چہ کار آید، کافر شود". (باب كلمات الكفر، ص: ۱۲۶، مكتبه شركة علميه ملتان)

(۱)(الدر المختار ، كتاب الحظر والإباحة ، فصل فی البيع : ۶/۴۰۷، سعيد كراچی)

(۲) (مرقاة المفاتيح فی شرح المشكوة ، كتاب الطهارة ، باب السواك، الفصل الأول: ۲/۹۱ ، مكتبه رشيديه)

(۳) "و فی التتمة : من أهان الشريعة أو المسائل التی لا بد منها ، كفر". (شرح الفقه الأكبر ، فصل فی =

عورت سے تعلق کم کردے، اس کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا نہ کھائے، اس کے ساتھ سلام کلام بند کردے، ساتھ رہنا سہنا ترک کردے یہاں تک کہ جس کو یہ کہا ہے اس سے معافی مانگے، توبہ کرے (۱)۔ پس اتنی ہی سزا اصلاح کے لئے کافی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲۴/۶/۹۶ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند۔

پگڑی کی اہانت

سوال[۷۱۲]: ایک مولوی صاحب سر پر پگڑی باندھنے سے ایک بڑے سور کی طرح لگتے ہیں، اس کے جواب میں، میں بول اٹھا ''پگڑی کی اہانت کرنا بہت بری بات ہے، اس لئے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک پسندیدہ چیز ہے، آپ اسے استعمال کرتے تھے، ہر مسلمان کو استعمال کرنا چاہئے، تم اسے استعمال کرنے سے نہیں روک سکتے ہو، لیکن اہانت نہ کرو، اس مولوی صاحب کے ساتھ اگر تمہیں شخصی عداوت ہے تو

= العلم والعلمآء، ص: ۱۷۴، قدیمی)

و فيه في فصل في القرأة والصلوة: "من استخف بالقرآن أو بالمسجد او بنحوه مما يعظم في الشرع، كفر". (ص: ۱۶۷)

و في مجمع الأنهر: "من استخف بسنة أ و حديث من أحاديثه عليه السلام .... كفر".

(كتاب السير، باب المرتد، ثم إن ألفاظ الكفر أنواع، الثاني في الأنبياء عليهم السلام: ۱/۶۹۲، دار إحياء التراث العربي)

(وكذا في البزازية على هامش الفتاوى العالمكيرية، كتاب ألفاظ تكون إسلاماً أو كفراً، الفصل الثاني، النوع الرابع في الايمان دارالاسلام: ۶/۳۲۸، رشيديه)

(۱) قال الله تعالىٰ: ﴿والتي تخافون نشوزهن فعظوهن واهجروهن في المضاجع واضربوهن، فإن أطعنكم فلا تبغوا عليهن سبيلاً، إن الله كان علياً كبيراً﴾. (النسآء: ۳۴)

قال العلامة الآلوسي رحمه الله تعالىٰ: "وقيل: المراد: اهجروهن في الفراش بأن تولوهن ظهوركم فيه، و لا تلتفتوا إليهن، و روى ذلك عن أبي جعفر رضي الله تعالىٰ عنه، ولعله كناية أيضاً عن ترك الجماع". (روح المعاني: ۲۵/۵، دار إحياء التراث العربي بيروت)

اسے گالی دے سکتے ہو، مار سکتے ہو، پگڑی کی طرف دیکھ کر اہانت مت کرو، گالی مت دو''۔اس کے جواب میں اور ایک شخص بول اٹھا'' پگڑی استعمال نہ کرنے سے ویسا کچھ نفع ضروری نہیں، یہاں تک کہ تم کیا جانتے ہو، مولانا ابوبکر صاحب کی طرح پیر بزرگ شخص چاہنے سے''۔اس کہنے کے بعد میں نے لا حول و لا قوۃ کہا اور پھر کہا کہ تمہارا کلمہ یعنی نکاح دوہرانا ہوگا۔

واضح رہے کہ یہ شخص بے زوجہ ہیں، عمر۳۲/ سال سے کم نہیں، انجام کار گفتگو طول کھینچ رہی ہے، دیکھ کر میں نے کہا آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ بغیر عمامہ امامت کرنا بھی مکروہ ہے۔مسجد کے وہ مولوی صاحب اس وقت تک ایک قسم چپ رہے، میرے اس جملہ بولنے کے بعد از حد غصہ ہوگئے، اسلئے کہ وہ مسجد کے امام صاحب ہیں اور مجھ سے فتویٰ طلب کیا، بار بار تاکید کر کے مجھ سے بولا کہ آپ کو اس کا فتوی دینا ہوگا، میں نے کہا دونگا اور کہا طلب کیا ہے۔اب گزارش خدمت میں یہ ہے کہ از روئے بندہ نوازی کہ مخاطبت مذکورہ کے ہر مہتم بالشان یعنی اجزاء مخطط کا بحیثیتِ شرع شریف کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً :

اگر سور کے ساتھ تشبیہ دینے سے مقصود عمامہ مسنونہ کا استخفاف ہے تو یہ موجب کفر ہے:

"قد كفّر الحنفية منْ التقبيح بسنيته كمن استقبح من إنسان آخر جعل بعض العمامة تحت حلقه أو استقبح منه إحفاء شاربه اهـ". شامی: ۱/۱۴٦(۱)۔

اور اگر ان مولوی صاحب کی تذلیل مولوی اور عالم دین ہونے کی وجہ سے ہے تو یہ بھی کفر کی بات ہے:

"والاستخفاف بالعلماء لكونهم علماء استخفاف بالعلم، والعلم صفة الله تعالىٰ منحه فضلاً على خيار عباده ليدلّوا خلقه على شريعته نيابةً عن رسله، فاستخفافه بهذا يعلم أنه إلى من يعود اهـ". فتاوی بزازیہ: ۳/۳۳٦ (۲)۔

---

(۱) (رد المحتار، كتاب الجهاد، باب المرتد: ۴/۲۲۲، سعيد)

(و كذا في البحر الرائق، كتاب السير، باب أحكام المرتدين: ۵/۲۰۲، رشيديه)

(۲) (البزازية على هامش الفتاوى العالمكيرية، كتاب ألفاظ الكفر، الفصل الثاني، النوع الثامن في استخفاف العلم والعلمآء: ٦/۳۳٦، رشيديه)

2

وإذا قال لرجل ملصح :"دیدارِوے نزدِمن چنانست کہ دیدارخوک"(۱) یخاف علیہ الکفراھ، کذا فی الخلاصة اھـ". عالم گیری: ۲/ ۲۷۰ (۲)۔

اگر نہ سنت کی تذلیل مقصود، نہ ان مولوی صاحب کی مولوی ہونے کی وجہ سے تذلیل مقصود ہے، بلکہ کسی ذاتی عداوت اوردشمنی کی وجہ سے ایسا کہاتو یہ موجب کفرنہیں:"و شتم العالم أو العلوی لأمر غیر صالح فی ذاته و عداوته لخلافه الشرع، لایکون کفراً و خطأً اھـ". بزازیة:۳/ ۳۳۷(۳)۔

یہ تفصیل تو پہلے خط کشیدہ عبارت کے متعلق ہے، تیسری عبارت یعنی بغیر عمامہ کراہت امامت میں کوئی شے کفر کی نہیں، عمامہ باندھ کرنماز پڑھنااور پڑھانا افضل ومستحب ہے،اور بلاعمامہ بھی مکروہ نہیں بلاکراہت درست ہے، البتہ جس جگہ عمامہ کارواج اس قدر ہو کہ بغیر عمامہ کسی معزز مجلس میں نہ جاتے ہوں تو وہاں بلاعمامہ نماز پڑھنا بھی مکروہ ہےاوراس میں امام اور مقتدی سب کاایک حکم ہے۔ کذا فی نفع المفتی والسائل(٤)۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبدمحمودگنگوہی عفااللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہرعلوم سہارنپور۔

الجواب صحیح :سعیداحمدغفرلہ مفتی مدرسہ مظاہرعلوم سہارنپور۔

صحیح :عبداللطیف مدرسہ مظاہرعلوم سہارنپور، یکم/ ذیقعدہ/ ۵۹ھ۔

---

(۱) "خوک" بمعنی خنزیر، کمافی هامش الفتاوی العالمکیریة: ۲/ ۲۷۰،رشیدیه)

(۲)(الفتاوی العالمکیریة ، کتاب السیر، موجبات الکفر : و منها ما یتعلق بالعلم : ۲/ ۲۷۰، رشییدیه)

(و کذا فی الخلاصة، کتاب ألفاظ الکفر، الفصل الثانی، الجنس الثامن فی استخفاف العلم: ۳۸۸/۴، رشیدیه)

(و کذا فی التاتارخانیة ، کتاب ألفاظ الکفر، فصل فی العلم والعلمآء : ۵/ ۵۱۰، إدارة القرآن)

(و کذا فی المحیط البرهانی ،کتاب السیر، فصل فی مسائل المرتدین،نوع فی العلم: ۵/ ۵۷۰، غفاریه)

(۳) (الفتاوی البزازیة، کتاب ألفاظ تکون إسلاماً أو کفراً ، الفصل الثانی، النوع الثامن: ۶/ ۳۳۷، رشیدیه)

(۴) "وقد سئلت غیر مرة عن الصلاة بغیر عمامة، هل تکره کما هو المشهور بین العوام؟ فتجسسته فی کتب الفقه، فلم أجد سوی قولهم: "المستحب أن یصلی فی ثلاثة أثواب : إزار ، وقمیص، وعمامة، وهو لایدل علی کراهة الصحة بدونها، کما حرره بعض علماء عصرنا، ظاناً أن ترک المستحب مکروه؛ وذلک لأنه قد صرح فی البحر الرائق وغیره: أن ترک المستحب لاتلزم منه الکراهة مالم یقسم دلیل خارجی علیه". (فتاویٰ اللکنوی المسماة بنفع المفتی والسائل، کتاب الصلاة المکروهات المتفرقة، ص: ۲۹۸، دارابن حزم، بیروت)

ما یتعلق بأحکام المرتدین

(مرتد کے اُحکام کا بیان)

مرتد کے احکام

سوال[۷۱۳]: ایک مسلمان اپنے کو کھلم کھلا کافر، مرتد کہتا ہے، اب اس کے ساتھ اسلامی معاملہ کرنا حلال ہے یا حرام؟ کھانا، نکاح کرنا یا سلام کرنا حرام ہے یا حلال؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

اگر وہ دینِ اسلام کو ترک کر کے کفر کے اختیار کرنے کا مقر ہے یا اس پر شرعی ثبوت موجود ہے تو وہ منافق نہیں بلکہ مرتد ہے، اس کا نکاح کسی سے بھی جائز نہیں، اس کا ذبیحہ بھی حرام اور مردار ہے:

"و منها ما هو باطل بالاتفاق نحوالنكاح، فلا يجوز له أن يتزوج امرأةً مسلمةً ولا مرتدةً و لا ذمية و لا حرة و لا مملوكةً، و تحرم ذبيحته و صيده بالكلب البازى والرمى"۔ كذا فى الفتاوى الهندية: ۲/۲۳۳(۱)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفی عنہ دار العلوم دیوبند، ۸/۶/۸۸ھ۔

مرتد کس طرح تجدید ایمان کرے؟

سوال[۷۱۴]: اگر کوئی مسلمان ایسے الفاظ استعمال کرے جس سے کفر عائد ہو جائے تو اسے دوبارہ مسلمان کرنے کے لئے کس طرح کیا جاوے؟

---

(۱) (الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب السير، الباب التاسع فى أحكام المرتدين: ۲/۲۵۳، رشيديه)

(و كذافى البحر الرائق، باب أحكام المرتدين من كتاب السير: ۵/۲۲۴، رشيديه)

الجواب حامداً و مصلیاً:

دوبارہ ازسرنوکلمہ پڑھے اور جملہ عقائد پر ایمان لاوے(۱)، تجدیدِ نکاح کرے(۲)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۸۸/۳/۲۹ھ۔

مرتد سے موالات

سوال[۷۱۵]: جولوگ شرعاً شریعت کے مجرم ہوں، تبدیلیٔ مذہب پر، ان پر حد نافذ ہوگئی ہو بروئے فتویٰ شرعی، اور ان سے ترک موالات کا حکم ہو اور جولوگ ان سے ترک موالات کرتے ہوں اور دوسرے لوگ ان کے ساتھ موالات کرتے ہوں اور ان کے اس فعل کو اچھا سمجھتے ہوں اور اپنی ہوشیاری سے ان کے اس فعل کو غلط یا جائز بتاتے ہوں ایسے لوگوں کے لئے شرعاً کیا (حکم) ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

جوشخص مذہب اسلام چھوڑ کر کوئی دوسرا مذہب اختیار کرلے وہ مرتد ہے (۳) اس سے موالات

---

(۱) "و إسلامه أن يتبرّأ عن الأديان كلها أو عما انتقل إليه : أي إسلام المرتد بذلك ، و مراده أن يتبرأ عن الأديان كلها سوى دين الإسلام .... و صرّح في العناية بأن التبرأ بعد الإتيان بالشهادتين . و في شرح الطحاوي : سئل أبويوسف كيف يسلم ؟ فقال: أن يقول : أشهد أن لا إله إلا الله ، و أن محمداً رسول الله ، و يقر بماجآء من عند الله ، و يتبرأ من الذي انتحله، و قال: لم أدخل في هذا الدين قط، و أنا بريء منه". (البحر الرائق ،كتاب السير ، أحكام المرتدين: ۲۱۶/۵ ، رشيديه)

(۲) "إن كانت نية القائل .... الوجه الذي يوجب التكفير، لا تنفعه فتوى المفتي، و يؤمر بالتوبة والرجوع عن ذلك، و تجديد النكاح بينه و بين امرأته". (التاتارخانية ، كتاب أحكام المرتدين ، فصل في إجرآء كلمة الكفر اهـ : ۴۵۸/۵، ادارة القرآن)

(وكذافي الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير ، قبيل الباب العاشر في البغاة : ۲۸۳/۲ ، رشيديه)

(۳) "(المرتد) هو لغةً الراجع مطلقاً، و شرعاً الراجع عن دين الإسلام ".(الدر المختار ، كتاب الجهاد، باب المرتد : ۲۲۱/۴ ، سعيد)

حرام ہے(۱) جو اس سے موالات کرے وہ گنہگار ہے اس کو اپنے اس فعل سے توبہ لازم ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۶/۱۰/۵۹ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ مفتی مدرسہ ہذا

مرتد سے سمجھوتہ

سوال[۷۱۶]: اگر کوئی مسلمان کسی مرزائی یا دوسرے مرتد کی پرورش یا حمایت کرے یا کسی قسم کا سمجھوتہ کرے یا پھر وہ مسلمان شخص مرتد کو کافر نہ کہتا ہو، جب کہ وہ شخص یہ بھی جانتا ہے کہ مرتد کو کافر نہ کہنے والا خود کافر ہو جاتا ہے اور پھر سمجھانے کے باوجود باز نہ آئے اور مرتد کو کافر نہ کہتا ہو اور وہ کسی قسم کا سمجھوتہ کرے خواہ وہ کسی سطح کا ہو یا حمایت کرے اس کو آپ کیا سمجھتے ہیں؟ کیا اس شخص کو دوبارہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہونا پڑے گا اور کیا اس کا سوشل بائیکاٹ بھی کرنا پڑے گا؟ واضح رہے کہ اسلام میں کسی مرتد کو کافر نہ کہنے والا خود کافر ہو جاتا ہے اور نہ اسلام کسی مرتد سے دوستی کی اجازت دیتا ہے۔ اور سمجھوتہ اسی وقت ہوتا ہے جب دوستی پیدا ہو اور دوستی بھی اسی وقت ہوتی ہے جب مرتد کو کافر نہ کہا جائے۔

الجواب حامداً و مصلیاً:

آپ سوال بھی کر رہے ہیں اور خود جواب بھی بتا رہے ہیں۔ جب آپ کو جواب معلوم ہے تو دریافت کرنے کیا ضرورت ہے؟

تنبیہ: ہر سمجھوتہ کے لئے دوستی کہاں ضروری ہے، صلح حدیبیہ میں اہلِ مکہ سے سمجھوتہ کیا گیا تھا حالانکہ وہ اس وقت بھی دشمن تھے، رسول کے بھی دشمن تھے، اسلام کے بھی دشمن تھے، مسلمانوں کے بھی دشمن تھے، اسی سمجھوتہ کا تذکرہ قرآن کریم میں ہے اور اس کو فتح فرمایا گیا(۲)۔ آپ کے یہاں کس طرح اور کن شرائط پر سمجھوتہ

---

(۱) "إن هجرة أهل الأهواء والبدع واجبة على مرّ الأوقات ما لم يظهر منه التوبة و الرجوع إلى الحق، فإنه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم لماخاف على كعب بن مالك و أصحابه النفاق حين تخلفوا عن غزوة تبوك، أمر بهجرانهم خمسين يوماً". (مرقاة المفاتيح ، كتاب الآداب ، باب ما ينهى من التهاجر والتقاطع اهـ ، الفصل الأول : ۸/۵۹۷، رشيديه)

(۲) (أنظر سورة الفتح رقم الآية: ۱، ۲، ۱۰، ۱۸)

کیا ہے، مجھے اس کا علم نہیں، بہتر یہ ہے کہ اس کے متعلق وہیں کے باخبر حضرات سے استصواب رائے کریں۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲۰/۹/۹۰ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۲۰/۹/۹۰ھ

کلمات کفریہ سے نکاح ختم

سوال[۷۱۷]: کفریہ کلمہ بولنے سے نکاح بھی ٹوٹ جائے گا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

جس بات یا کام کی وجہ سے ایک آدمی کا ایمان ختم ہوجاتا ہے اس کی وجہ سے اس کا نکاح بھی ختم ہوجاتا ہے(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۶/۹/۹۴ھ۔

کلمات کفریہ سے نکاح کا حکم

سوال[۷۱۸]: مسماۃ ہندہ عرصہ دراز سے بوجہ ناراضگی خاوندش کے اپنے میکہ میں رہتی تھی، مسماۃ مذکورہ جوش میں آکر کسی کو گالی گلوچ دینے لگی۔ تفصیل یہ ہے کہ بکر نے کہا کہ ''نماز، روزہ پر میں پیشاب کرتا ہوں'' (نعوذ باللہ) اور اس کے کہنے کے بعد پشیمان ہوکر خود رَا بُرا سمجھتے ہوئے استفتاء کی، وخاوندش مذکورہ مسماۃ ہندہ سے اور دوسری عورت کے ساتھ نکاح کیا تھا جو کہ آباد ہے۔ خاوندش مذکور نے از سرِ نو تجدید نکاح کی، مسماۃ ہندہ جو کہ میکہ کے گھر میں رہتی تھی کیا اس کے ساتھ تجدید نکاح نہیں ہوگا؟ مسماۃ ہندہ تفسیخ نکاح کی ڈگری بھی عدالت

---

(۱) ''وإن كانت نيته الوجه الذي يوجب التكفير، لاتنفعه فتوى المفتي، ويؤمر بالتوبة والرجوع عن ذالك، وبتجديد النكاح بينه وبين امرأته.'' (التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فصل في إجراء كلمة الكفر: ۴۵۸/۵، ادارة القرآن)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، قبيل الباب العاشر في البغاة: ۲۸۳/۲، مكتبه رشيديه كوئٹه)

(وكذا في المحيط البرهاني، كتاب السير، فصل في مسائل المرتدين، النوع الأول في إجراء كلمة الكفر: ۵۵۰/۵، المكتبة الغفاريه، كوئٹه)

میں ہندو مجسٹریٹ سے لے چکی ہے، خاوندش سے جو الفاظ مندرجہ بالا نکلے ہیں جس سے اہانتِ شرعی ہو چکی ہے، کیا اب اس سے اس عورت ہندہ مذکورہ کا فسخ نکاح ہو چکا ہے یا کیونکر؟ بینوا توجروا۔

نوٹ: اس بات کو (یعنی جس سے اہانتِ شرعی مسلّمہ طور پر ثابت ہے اور خاوندش مذکورہ قاضی مفتی علاقہ کے آگے تسلیم کر چکا ہے کہ میں نے یہ کلمات کفریہ کہے تھے) عرصہ تین سال کا گذر چکا ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

ان الفاظ کے موجبِ کفر ہونے میں شبہ نہیں، الفاظ کفریہ کہنے سے نکاح فسخ ہو کر عورت بائنہ ہو جاتی ہے لیکن کسی غیر مسلم سے فسخِ نکاح کی ڈگری حاصل کرنا شرعاً معتبر نہیں، نہ اس کی ضرورت (۱)۔

لہٰذا جب خاوند تجدید نکاح اور توبہ کر چکا تو ہندہ کو بھی اگر رکھنا چاہے تو تجدیدِ نکاح کر کے رکھ سکتا ہے، بغیر تجدید نکاح کے نہیں رکھ سکتا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبداللطیف، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

کلمۂ کفر کی وجہ سے تجدید نکاح

سوال [۱۹۷]: جس کی زبان سے کلمۂ کفر ادا ہوا ہو، کیا اس کا نکاح ٹوٹ گیا؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اس کو تجدیدِ ایمان کر کے نکاح بھی دوبارہ پڑھوانا چاہئے (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۹۳/۶/۱۶ھ۔

---

(۱) "(وارتداد أحدهما) : أى الزوجين (فسخ) فلا ينقص عدداً (عاجل) بلا قضاء". قال الشامي: "أى بلا توقف على قضاء القاضي، وكذا بلا توقف على مضى عدة فى المدخول بها". (ردالمحتار على الدر المختار: ۱۹۳/۳، ۱۹۴، كتاب النكاح، باب نكاح الكافر، سعيد)

(وكذا فى الهدايه على صدر فتح القدير: ۴۲۸/۳، باب نكاح أهل الشرك)

(وكذا فى الفتاوىٰ العالمكيرية: ۳۳۹/۱، الباب العاشر فى نكاح الكفار، رشيديه)

(۲) (تقدم تخريجه تحت عنوان: ''کلماتِ کفریہ سے نکاح ختم'')

کفریہ کلمات کی ادائیگی کے بعد تجدید ایمان ونکاح کا حکم

سوال[۷۲۰]: زید نے بکر سے ایک چیز مانگی اور قرآن کی قسم کھا کر یقین دلایا کہ وہ چیز تم کو لوٹا دوں گا، بکر نے وہ چیز دیدی، کچھ عرصہ بعد مانگنے پر زید نے انکار کردیا، بکر نے حلف یاد دلایا، اس پر زید نے کہا: ''میں قرآن سے منکر ہوں''، اس کے بعد دوسرے کلمات کہے: ''مجھے خدا سے انصاف کی امید نہیں، جو کچھ سزا ملے گی اس دنیا میں ملے گی، آخرت میں کوئی چیز نہیں، میں تو بددین کافر ہوں'' وغیرہ وغیرہ۔ لیکن جب زید کا غصہ ختم ہوگیا تو بکر نے زید سے توبہ کرائی، کلمۂ شہادت کلمۂ طیبہ پڑھوایا، پھر پوچھا مندرجہ بالا کلمات کی ادائیگی کے وقت آپ کا ارادہ اور نیت کیا تھی، کیا واقعی ایمان سے ہاتھ دھونے کا ارادہ تھا؟ زید نے جواب دیا کہ میری نیت اس وقت اللہ تعالیٰ سے بغاوت اور اسلام سے پھر جانے کی نہیں تھی، بلکہ دل دل میں اللہ تعالیٰ سے توبہ کر رہا تھا۔ مندرجہ بالا صورت حال کے متعلق درج ذیل سوالات کے جوابات سے مدلل طور پر نوازیں۔

۱...... مذکورہ بالا صورت میں زید کا نکاح فسخ ہوگیا یا نہیں؟

۲...... اگر فسخ ہوگیا تو زید کے نکاح کی کیا صورت ہے؟ تجدید نکاح میں گواہ اور اعلانِ عام، نئے مہر کا تعین، خطبۂ نکاح، زوجین کی اجازت، جو لوازمات نکاح میں سے ہے، یہ سب کئے جائیں گے یا نہیں؟

۳...... اگر نکاح فسخ ہوگیا تو بیوی پر عدت لازم ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو کتنی مدت کی؟ نیز نکاح عدت کے بعد ہوگا یا عدت کی ضرورت نہیں ہے؟

۴...... زید کی بیوی اگر زید سے نکاح نہ کرنا چاہے بلکہ کسی دوسرے شخص سے نکاح کرنا چاہے تو کرسکتی ہے یا نہیں؟ اس کے لئے کیا شرائط ہیں یعنی عدت واجب ہوگی یا نہیں؟ یا زید کا طلاق دینا ضروری ہے؟ مذکورہ بالا کفریہ کلمات کہنے سے تجدید ایمان وتجدید نکاح لازم ہے یا نہیں؟ اور جب تک تجدیدِ ایمان ونکاح نہ کرے دوسرے مسلمان اس سے کیسا تعلق رکھیں؟ نیز زید کا یہ کہنا کہ یہ الفاظ زبان سے کہہ رہا تھا دل سے ان کا انکار کر رہا تھا یا غصہ میں نکل گئے، اس کے لئے تجدید ایمان ونکاح کی ضرورت ختم کردے گا یا نہیں؟

الجواب حامداً و مصلیاً :

۱،۲،۳...... زید کے ذمہ تجدیدِ ایمان توبہ واستغفار کے ساتھ (۱) تجدید نکاح کا بھی حکم ہے (۲)۔

---

(۱) قد كفر هذا القائل بكل واحد من أقواله المذكورة : إما قوله : "میں قرآن کا منکر ہوں" فلأنه قال القاريؒ: "ومن جحد القرآن : أى كله أو سورةً منه أو آيةً ، قلت: و كذا كلمةً أوقرأةً متواترةً ، أوزعم أنها ليست من كلام الله تعالىٰ، كفر يعنى إذا كان كونه من القرآن مجمعاً عليه، مثل البسملة فى سورة النمل". (شرح الفقه الأكبر ، فصل فى القرآة والصلوة ، ص:١٦٧ ، قديمى)

(و بمعناه فى التاتارخانية ، كتاب أحكام المرتدين ، فصل فيمايتعلق بالقرآن : ٥/٤٩٠، ادارة القرآن كراچى)

(وكذا فى الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير ، الباب التاسع فى أحكام المرتدين ، مطلب: موجبات الكفر أنواع، و منها ما يتعلق القرآن اهـ : ٢/٢٦٦، رشيديه)

وأما قوله : "مجھے خدا سے انصاف کی امید...... الخ" فقد قال فى التاتارخانية: "رجل قال: از ہر امیدے کہ بخدا دارم، نومیدم، يكفر". (كتاب أحكام المرتدين ، قبيل فصل فيما يعود إلى الغيب : ٥/٤٧٦، ادارة القرآن)

"و أما قوله : "آخرت میں کوئی چیز نہیں ہے" فلِمَا فى التاتارخانية، وهو: "من أنكر القيامة أو الجنة أو النار أو الميزان أوالحساب أو الصراط أو الصحائف المكتوبة فيها أعمالُ العباد، يكفر. و فى مصباح الدين : أو جحد أحدّ و عداً أو وعيداً ذكره الله تعالىٰ فى القرآن عندالفزع فى القبر،و فى القيامة ، يكفر". (كتاب أحكام المرتدين ، فصل فيما يتعلق بأمور الآخرة : ٥/٥٠٠، ادارة القرآن)

(وكذا فى الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، الباب التاسع فى أحكام المرتدين ، مطلب: موجبات الكفر أنواع ، و منها ما يتعلق بيوم القيامة اهـ : ٢/٢٧٤، رشيديه)

(وكذا فى البحر الرائق ، كتاب السير، باب أحكام المرتدين : ٥/٢٠٦، رشيديه)

وأما قوله:"میں تو بددین کافر ہوں" فهو أيضاً كفر لماقاله الفقهاء الكرام ، قال فى شرح الفقه الأكبر : "من قال: أنا ملحد، كفر: أى لأن الملحد أقبح أنواع الكَفَرة، وفى المحيط والحاوى : لأن الملحد كافر". (فصل فى الكفر صريحاً وكنايةً ، ص:١٨٣ ، قديمى)

(٢)" ثم إن كانت نية القائل .... الوجه الذى يوجب التكفير ، لا تنفعه فتوى المفتى، و يؤمر بالتوبة =

دو گواہوں کے سامنے مہر جدید سے دوبارہ ایجاب وقبول کرلیا جائے (۱)، خطبۂ نکاح اور اعلان فرض نہیں، سنت ہے(۲)، تجدید نکاح کے لئے عدت لازم نہیں۔

۴......زید چونکہ کہتا ہے کہ میرے دل میں ایمان موجود ہے، میں نے اسے ترک کا بالکل ارادہ نہیں کیا، بلکہ جو الفاظ زبان سے کہہ رہا تھا دل میں توبہ بھی کر رہا تھا، اس لئے زید کی بیوی کو دوسری جگہ نکاح کا اختیار نہیں بلکہ زید ہی کے ساتھ تجدید نکاح کے بعد رہے، البتہ اگر زید طلاق دیدے تو وہ واقع ہوجائے گی اور بعد عدت نکاح ثانی کا اس کو اختیار ہوگا، بغیر تجدید نکاح زید کو اپنے اوپر قابو نہ دے، تجدید ایمان اور تجدید نکاح بہر حال ضروری ہے، بغیر اس کے بیوی اس کو اپنے پاس نہ آنے دے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۱/۶/۹۵ھ۔

کفریہ افعال سے کیا نکاح ختم ہوجاتا ہے؟

سوال[۱۷۲۱]: زید کا نکاح ایک سال قبل ہندہ سے ہوا مگر زید آٹھ نو ماہ سے غیر مسلم عورتوں کے ہمراہ رہ رہا ہے اور ان سے زنا بھی کرتا ہے انہیں کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا کھاتا ہے، شراب بھی پیتا ہے، جھٹکے(۳) کا گوشت کھاتا ہے، پوشاک بھی غیر مسلموں جیسی پہنتا ہے، ارکان اسلام بھی ادا نہیں کرتا، ہندہ اپنے میکہ میں رہ رہی ہے، زید ہندہ کو نان ونفقہ نہیں دے رہا ہے، زید کے کنبہ والوں نے کوشش کی کہ اس فعل شنیع سے توبہ کرلے، مگر زید نے ایک نہ سنی بلکہ اپنے والد کو مارنے پیٹنے پر آمادہ ہوا۔ ایک مرتبہ تو زید کو دس پندرہ آدمیوں نے مل کر ایک مکان میں بند کردیا اور کہا اس فعل سے توبہ کر اور کلمہ پڑھ، زید نے کہا کہ توبہ وکلمہ ہر دو کام نہ کروں گا۔ ہندہ بالغہ ہے، دوسرا نکاح کرنا چاہتی ہے، کیا زید کو مرتد سمجھتے ہوئے ہندہ دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے؟

= والرجوع عن ذلک، و بتجدید النکاح بینه و بین امرأته". (الفتاوی العالمکیریة، کتاب السیر، قبیل الباب العاشر فی البغاة: ۲/۲۸۳، رشیدیه)

(و کذافی التاتارخانیة، کتاب أحکام المرتدین، فصل فی إجراء کلمة الکفر: ۵/۴۵۸، ادارة القرآن)

(۱) (سیأتی تخریجه تحت عنوان: "غیر مسلم کے ساتھ چلے جانے پر نکاح کا حکم")

(۲) "و یندب إعلانه (أی النکاح) و تقدیم خطبته اھ". (الدر المختار، کتاب النکاح: ۳/۸، سعید)

(۳) "تلوار مار کر جانور کی گردن کاٹنا جو مسلمانوں کے نزدیک حرام ہے"۔ (فیروز اللغات، ص:۴۹۲، فیروز سنز لاہور)

الجواب حامداً و مصلیاً:

زید کا یہ طریقہ غیر اسلامی ہے اس کے باوجود ابھی اس کو مرتد قرار نہیں دیا جائے گا، ارتداد کے قریب ضرور پہونچ چکا ہے(۱)۔ اللہ پاک اس کو سیدھے راستہ کی توفیق دے۔ بہتر یہ ہے کہ مہر کے عوض بیوی اس سے طلاق حاصل کرلے (۲)، اس کے بعد عدت تین حیض گزار کر دوسری جگہ نکاح کی اجازت ہوگی (۳)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۸۷/۱۱/۲۵ھ۔

تجدیدِ ایمان وتجدید نکاح کی ضرورت کب ہوتی ہے؟

سوال[۷۲۲]: اس بارے میں حکم شرع سے مطلع فرمائیں، جس کا حوالہ نمبر:۹۲۱، مورخہ ۸۸/۹/۱۷ھ ہے، اس میں مزید یہ پوچھنا ہے کہ جن صاحب اور جماعت نے عمداً یہ نکاح کیا اور کرایا ان کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟ وہ صرف توبہ واستغفار کے مستحق ہیں یا تجدید نکاح بھی کرنا ہے؟ علانیہ توبہ واستغفار کے علاوہ تجدید نکاح کا بھی حکم دیا جائے، اس کے بارے میں تفصیل سے جواب عنایت فرمائیں۔

---

(۱) ممکن ہے، زید کا قصد ان افعال میں تشبہ بالکفار نہ ہو، اور اس صورت میں کسی کی تکفیر نہیں کی جاسکتی۔

"من تفلنس بقلنسوة المجوس : أی لبسها و تشبه بهم فیها، .... کفر .... و إلا، فلا یکفر". (شرح الفقه الأکبر ، فصل فی الکفر صریحاً و کنایةً ، ص:۱۸۵ ، قدیمی)

(۲)" إذا تشاق الزوجان و خافا أن لا یقیما حدود الله فلا، بأس بأن تفتدی نفسها منه بمال یخلعها به، فإذا فعلا ذلک، وقعت تطلیقة بائنة و لزمها المال". (الفتاوی العالمکیریة، کتاب الطلاق ، الباب الثامن فی الخلع ، الفصل الأول : ۴۸۸/۱، رشیدیه)

(و کذا فی الهدایة ، کتاب الطلاق ، باب الخلع : ۴۰۴/۲، مکتبه شرکة علمیة ملتان))

(۳) قال الله تعالیٰ: ﴿والمطلقات یتربصن بأنفسهن ثلاثة قروء﴾ (البقرة: ۲۲۸)

وقال تعالیٰ :﴿ولا تعزموا عقدة النکاح حتی یبلغ الکتاب أجله﴾. (البقرة: ۲۳۵)

"و تحل للأزواج بمجرد انقطاع العدة؛ لأن انقضاء ها بانقضاء الحیضة الثالثة، وقد انقضت بیقین". (البدائع ، کتاب الطلاق ، فصل فی شرائط جواز الرجعة : ۳۹۶/۴، دار الکتب العلمیة بیروت)

الجواب حامداً و مصلیاً:

کسی کی عدت میں نکاح ثانی جائز نہیں ہے: " لا یجوز للرجل أن یتزوج زوجة غیرہ، وکذلك المعتدة، کذا فی السراج الوهاج". (فتاوی عالمگیری) (۱) لہذا جونکاح اس طرح کردیا گیا وہ شرعاً معتبر نہیں ہوا بلکہ گناہ ہوا، مرد وعورت میں علیحدگی کرادی جائے، عدت ختم ہونے پر دوبارہ نکاح کیا جائے۔ جن لوگوں نے یہ نکاح کرایا ہے وہ گنہگار ہوئے ان کو توبہ واستغفار لازم ہے اوراس بات کو پورے طور پر ظاہر کردیا جائے کہ یہ نکاح غلط ہوا، اس کے باوجود ان لوگوں پر اپنے نکاح کی تجدید لازم نہیں۔ گناہ اگر چہ کبیرہ ہو اس سے تجدید نکاح لازم نہیں ہوتی، البتہ اگر خدانخواستہ کفر کا صدور ہوجاوے تو ایمان کے ساتھ نکاح بھی ختم ہوجاتا ہے پھر تجدید ایمان وتجدید نکاح لازم ہوتی ہے (۲)۔

جس مسئلہ میں اختلاف ہو کہ اس سے کفر ہوا یا نہیں ہوا، وہاں احتیاطاً تجدید ایمان وتجدید نکاح کا امر کیا جاتا ہے: " ماکان فی کونه کفراً اختلاف، یؤمر بتجدید الإیمان و تجدید النکاح الخ"(۳)۔

کبیرہ گناہ کی وجہ سے اہل سنت والجماعت کے نزدیک نہ کفر ہوتا ہے، نہ ایمان سے خارج ہوتا ہے، کذا فی شرح الفقه الأکبر (۴)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند، ۸/۱۱/۸۸ھ۔

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند، ۹/۱۱/۸۸ھ۔

---

(۱) (کتاب النکاح من الفتاوی العالمکیرية، الباب الثالث فی بیان المحرمات، القسم السادس: المحرمات التی یتعلق بها حق الغیر: ۱/۲۸۰، رشیدیه)

(۲) "وإن کانت نیته (أی نیة القائل بکلمة الکفر) الوجه الذی یوجب التکفیر، لا تنفعه فتوی المفتی، و یؤمر بالتوبة والرجوع عن ذلک، و بتجدید النکاح بینه و بین امرأته، کذا فی المحیط". (الفتاوی العالمکیرية، کتاب السیر، قبیل الباب العاشر فی البغاة: ۲/۲۸۳، رشیدیه)

(۳) (الفتاوی العالمکیرية، المصدر السابق آنفاً)

(وکذا فی البحر الرائق، کتاب السیر، باب أحکام المرتدین: ۵/۲۱۰، رشیدیه)

(۴) "و لا نکفر مسلماً بذنب من الذنوب: أی بارتکاب معصیة وإن کانت کبیرةً: أی کما یکفر الخوارج مرتکب الکبیرة، إذا لم یستحلها: أی لکن إذا لم یعتقد حلها؛ لأن من استحل معصیةً قد ثبتت =

ارتدادشوہر سے فسخ نکاح

سوال[۷۲۳]: مسماۃ نگینہ کا بعمر دس سال مسمی ادریس سے بعمر چودہ سال نکاح ہوا جس کو تین سال ہو چکے ہیں، بعد نکاح رخصتی کردی گئی اور ایک رات شوہر کے گھر رہی، دو چار دن بعد لڑکا فرار ہو گیا اور جا کر مذہب بدل دیا، ہندو ہو گیا، لڑکی والوں کو جب علم ہوا تو وہ اس کے پاس گئے اور کہا کہ عورت گھر پر ہے اور تم نے مذہب بدل دیا، تم گھر چلو مگر چلنے سے انکار کردیا، متعدد مرتبہ سمجھایا، لیکن سمجھ میں نہیں آیا، مجبوراً واپس ہو گئے۔ اب چند ماہ سے اس کا پتہ نہیں، اس کی والدہ سے کہا گیا کہ ایسی صورت میں لڑکی کو دوسری جگہ بٹھلا دیں، جواب دیا کہ جو سمجھ میں آئے کرو، والدنہ لڑکی کا ہے اور نہ لڑکے کا ہے۔ ان حالات میں بغیر طلاق کے نکاح ہو سکتا ہے کہ نہیں؟

الجواب حامداً و مصلیاً :

اگر عقیدہ بدل کر ہندو ہو جانا ثابت ہے تو اس کے ہندو ہونے کی وجہ سے اس کا نکاح بلا طلاق خود ہی فسخ ہو گیا، اس لئے عدت گزارنے کے بعد اس کا نکاح دوسری جگہ جائز ہے، جس وقت سے لڑکا ہندو ہوا ہے اس وقت سے عدت کا شمار ہوگا، مدت تین ماہواری ہے اور بصورت امید وضع حمل ہے:

"و إرتداد واحد منهما فسخ عاجل بلا قضاء". (در مختار). "و أما وجوب العدة سواء ارتد أو ارتدت بالحيض أو بالأشهر لو صغيرةً أو آئسةً أو بوضع الحمل كما في البحر". شامي: ٥٣٩/٤ (١)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفی عنہ۔

ارتداد کے بعد تجدید نکاح

سوال[۷۲۴]: ایک مولوی صاحب نے فتوی دیا ہے کہ: "جو شخص یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ اولیاء کرام کے

= حرمتها بدليل قطعي فهو كافر، و لا نزيل عنه اسم الإيمان الخ". (شرح الفقه الأكبر لملا علي القاري، ص: ١٧، قديمي)

(١) (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب النكاح، باب نكاح الكافر: ١٩٣/٣، ١٩٤، سعيد)

(و كذا في التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فصل إذا ارتد أحد الزوجين: ٥٤٢/٥، إدارة القرآن)

(و كذا في البحر الرائق، كتاب النكاح، باب نكاح الكافر: ٣٧٣/٣، رشيديه)

وسیلہ سے مدد مانگنا جائز ہے اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم ما کان و ما یکون الی یوم القیامۃ کا دیا گیا ہے اور یا رسول اللہ پکارنا جائز ہے اور قبور اولیاء اللہ پر بوسہ دینا جائز ہے اور نذر، نیاز اولیاء کرام کا ماننا جائز ہے، اس کا نکاح درست نہیں اور نہ وہ شخص مسلمان ہے بلکہ مشرک ہے، لہٰذا اگر وہ اپنی بیوی کو تین طلاق دیدے تو اس پر طلاق واقع نہ ہوگی کیونکہ بموجبِ مندرجہ بالاعقیدہ وہ مسلمان نہیں تھا'' اور مندرجہ بالاعقیدہ سے توبہ کرا کر بلا حلالہ وغیرہ صرف تجدید نکاح کر دیتا ہے، بلکہ کوئی مطلقہ تین طلاق ہو جائے تو وہ مولوی یہ کہہ کر کہ اس کا اول نکاح درست نہ تھا کہ عقیدہ بالا کے ساتھ منعقد کردہ ہے اور ایسے شخصوں کے نکاح پڑھانے سے نکاح بھی ناجائز ہے، یہ صرف تجدید کرا دیتا ہے۔

اسی طرح اس مولوی نے دوکانداری بنالی ہے، اسی طرح روپیہ فیس لیکر اوروں سے یہی الفاظ لکھا کر تجدید نکاح کرا دیتا ہے، لوگ فاسق و فاجر عورتوں کو اغواء کر کے تبدیل مذہب عیسائی کراتے ہیں اور اس طرح نکاح فسخ کراتے ہیں۔ اس مولوی نے یہ آرڈر عجیبہ لوگوں کے ہاتھ دی ہے اور اِدہر اُدہر جو عورتیں سابقہ خاوند سے ناراض ہوتی ہیں اس مولوی کے پاس آ کر یہی آرڈر لیکر سابقہ نکاح فسخ کرا کر حسب منشاء جس سے چاہیں نکاح کرلیتی ہیں، کئی مغلظہ تین طلاق والی وغیرہ اس آرڈر میں آ کر تجدید نکاح کرا رہی ہیں۔ جو حکم صحیح شرعی ہو تحریر فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

الجواب حامداً و مصلیاً :

یہ شخص ضال اور مضل ہے، اس سے فتوی دریافت کرنا ناجائز ہے، اگر کوئی مرتد ہوجائے تو اس کا نکاح فسخ ہوکر بیوی بائنہ ہوجاتی ہے: ''إرتداد أحدهما فسخ عاجل '' (زیلعی) (۱) اور کسی کو مشرکانہ عقیدہ کی تلقین کرنا کفر ہے (۲)۔

---

(۱) (تبيين الحقائق للزيلعي ، كتاب النكاح، باب نكاح الكافر : ۲/۲۲۲ ، دار الكتب العلمية)
(وكذا في البحر الرائق، كتاب النكاح ، باب نكاح الكافر : ۳/۳۷۳، رشيديه)
(وكذا في التاتارخانية ، كتاب أحكام المرتدين، فصل إذا ارتد أحد الزوجين اهـ: ۵/۵۴۶، ادارة القرآن)
(۲) "و يكفر بتلقين كلمة الكفر ليتكلم بها ولو على وجه اللعب". (البحر الرائق ، كتاب السير ، باب أحكام المرتدين : ۵/۲۰۸ ، رشيديه)
(وكذا في شرح الفقه الأكبر للقاريؒ ، فصل في الكفر صريحاً و كناية، ص: ۱۸۲ ، ۱۸۳ ، قديمى) =

اگر بلا وجہ شرعی نکاح فسخ کرایا ہے تو وہ معتبر نہیں اور جو شخص نا جائز نکاح پڑھائے اس کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے(۱)۔

جو مسلمان عورت کلمۂ کفر کہہ کر یا مشرکانہ عقیدہ بنا کر مرتد ہو جائے، مفتی بہ قول پر اس کا نکاح فسخ نہیں ہوگا، عورتوں کا یہ طریقہ اختیار کرنا مطلقاً غلط ہے اور ان کو دوسری جگہ نکاح کرنا جائز نہیں، اگر شوہر نے تین طلاق دی ہوں تو بغیر حلالہ کے تجدید نکاح کافی نہیں (۲)۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

جو شخص قادیانی ہو جائے اس کا نکاح برقرار نہیں رہتا

سوال[۵۷۲۵] : زید حنفی، سنی، صحیح العقیدہ آدمی تھا، خدا جانے کن اثرات کے ماتحت وہ قادیانی بن گیا اور اپنا قدیم مسلک ترک کر دیا، سوال یہ ہے کہ اس حالت میں اس کی بیوی اس کے نکاح میں باقی رہی؟ اور اس کے ذمہ شوہری حقوق کو ادا کرنا لازم رہا یا نکاح ختم ہو کر تعلق زوجیت ختم ہو گیا، اور بیوی اپنے شوہر پر حرام ہو گئی؟

الجواب حامداً و مصلیاً :

قادیانی نے ختم نبوت (۳) اور بہت سی بنیادی عقائد اسلام کے خلاف کا ارتکاب کیا اور بار بار متنبہ

= (و کذا فی الفتاوی العالمکیریة، کتاب السیر ، الباب التاسع فی أحکام المرتدین ، مطلب : موجبات الکفر أنواع ، و منها ما یتعلق بتلقین الکفر اھ : ۲/۲۷۵، رشیدیه)

(۱) یہ شخص اپنے اس فعل کی وجہ سے فاسق ہے اور فاسق کی امامت کو فقہاء نے مکروہ لکھا ہے: "و یکره تنزیهاً إمامة عبد .... وفاسق و أعمی". (الدر المختار). و قال فی رد المحتار تحته : " و أما الفاسق، فقد عللوا کراهة تقدیمه بأنه لایهتم لأمر دینه، و بأن فی تقدیمه للإمامة تعظیمه، و قد وجب علیهم إهانته شرعاً، و لا یخفی أنه إذا کان أعلم من غیره لا تزول العلة .... بل مشی فی شرح المنیة علی أن کراهة تقدیمه کراهة تحریم لما ذکرنا ، قال : و لذا لم تجز الصلوة خلفه أصلاً عند مالک و روایةً عن أحمد". (کتاب الصلوة ، باب الإمامة : ۱/۵۶۰، سعید)

(۲) "لا ینکح مطلقةً من نکاح صحیح نافذ .... بها : أی بالثلاث لو حرةً، و ثنتین لو أمةً و لو قبل الدخول .... حتی یطأها غیره و لو الغیر مراهقاً یجامع مثله". (الدر المختار ، کتاب الطلاق ، باب الرجعة : ۳/۴۰۹، ۴۱۰، سعید)

(۳) "و دعوی النبوة بعد نبینا صلی الله تعالیٰ علیه وسلم کفر بالإجماع". (شرح الفقه الأکبر للقاری . =

کرنے پر اپنی بات سے رجوع نہیں کیا، اس لئے علمائے اسلام کے فتویٰ کی رو سے وہ اسلام سے خارج اور مرتد ہے، جو شخص اس کے مسلک کو قبول کرتا ہے اور اس کے عقائد کو اختیار کرتا ہے اس کا حکم بھی وہی ہے (۱) کہ شوہر کے مرتد ہو جانے کی وجہ سے مسلمان بیوی نکاح سے خارج ہوگئی (۲) اب اس کے ساتھ رہنا سہنا اور شوہر بیوی جیسا معاملہ کرنا ہرگز جائز نہیں رہا بلکہ پورا پردہ لازم ہے (۳)۔ قادیانی سے متعلق بہت تفصیل سے کتابیں موجود ہیں (۴)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیوبند ۱۰/۴/۹۰ھ

شوہر کے قادیانی ہونے سے فسخ نکاح

سوال [۷۲۶]: زید کہتا ہے کہ میری لڑکی کی عمر پانچ سال کی تھی اور جب اس کی شادی کی تو لڑکے کی عمر بھی پانچ سال کی تھی، چونکہ اب دونوں بالغ ہوگئے ہیں، جن کی عمر تقریباً اٹھارہ سال ہے، میں نے ہر چند

= أواخر بحث التوبة، ص: ۱۶۴، قدیمی)

(۱) "لكن صرح في كتابه المسايرة بالاتفاق على تكفير المخالف فيما كان من أصول الدين و ضرورياته". (رد المحتار، باب المرتد، مطلب لاعبرة بغير الفقهاء، يعني المجتهدين: ۲۶۳/۴، سعيد)

(۲) "ارتد أحد الزوجين عن الإسلام وقعت الفرقة بغير طلاق في الحال". (الفتاوى العالمكيرية، الباب العاشر في نكاح الكفار: ۳۳۹/۱، رشيديه)

"وارتداد أحد الزوجين: أي تبدل اعتقاد الإسلام بالكفر حقيقةً على أحدهما كما إذا تمجس أو تنصر، أو حكماً، كما إذا قال بالاختيار ما هو كفر بالاتفاق فسخ: أي رفع لعقد النكاح في الحال".

(مجمع الأنهر، باب نكاح الكافر: ۳۷۲/۱، دار إحياء التراث العربي بيروت)

(هكذا في البحر الرائق، باب نكاح الكافر: ۳۷۳/۳، رشيديه)

(۳) مرتد ہونے کی وجہ سے نکاح ختم ہوگیا اور شوہر اجنبی بننے کی وجہ سے بیوی کو اس سے پردہ ضروری ہے: قال الله تعالىٰ: ﴿يأيها النبي قل لأزواجك و بناتك و نساء المؤمنين يدنين عليهم من جلابيبهن﴾. (سورة الأحزاب: پ: ۲۲، آیت: ۵۹)

(۴) جیسے (شمس الهداية، سيف چشتيائی پير مهر علی شاه، إكفار الملحدين في ضروريات الدين مولانا انور شاه كشميری)

لڑکے والے کو کہا کہ لڑکی بالغ ہے، لہٰذا اپنے گھر لے جاؤ مگر وہ ٹال مٹول سے کام لیتے رہے۔ چونکہ میں بالغ لڑکی کو گھر رکھنا نہیں چاہتا، لہٰذا ہم نے چند لوگوں میں بھی پنچایت کر کے ان کو کہا کہ لڑکی لے جاؤ، مگر وہ انکار کر گئے، لڑکے والوں کا خاندان مع لڑکے کے مرزائی ہوگئے ہیں۔ چونکہ لڑکی بالغہ ہے، لڑکی کہتی ہے کہ میں مرزائی خاوند کے گھر نہیں جاؤنگی، نہ لڑکی نے لڑکا دیکھا اور نہ لڑکے نے لڑکی دیکھی۔ اب لڑکی کہتی ہے کہ شریعت کے حکم کے مطابق میرا کوئی نہ کوئی فیصلہ کیا جائے، دوسری جگہ لڑکی کا رشتہ ہونے پر مرزائی خاوند سے طلاق لینے کی ضرورت ہے یا نہیں، لڑکی کا نکاح دوسری جگہ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً و مصلیاً :

مرزا غلام احمد قادیانی نصوصِ قطعیہ کے انکار اور خلاف شرع عقائد کی وجہ سے کافر اور مرتد ہے(۱) اور جو شخص اس کے عقائد کو اختیار کرے وہ بھی کافر اور مرتد ہے۔ شوہر کے مرتد ہونے سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے، طلاق کی ضرورت نہیں رہتی (۲) اور بغیر خلوتِ صحیحہ کے جب شوہر کا ارتداد وغیرہ کی وجہ سے نکاح فسخ ہو جائے تو عدت واجب نہیں ہوتی اور صورت مسئولہ میں چونکہ مرتد ہوا ہے، لہٰذا نصف مہر ہی واجب ہوگا:

"ثم إن كان الزوج هو المرتد، فلها كل المهر إن دخل بها، و نصفها إن لم يدخل بهااھ"۔ فتاوی عالمگیری : ۱/۳۳۹(۳)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۲/۶/۶۲ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۲/۶/۶۲ھ۔

صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۲/۶/۶۲ھ۔

---

(۱) "لا خلاف بين المسلمين أن الرجل لو أظهر إنكار الواجبات الظاهرة المتواترة، والمحرمات الظاهرة المتواترة، فإنه يستتاب، فإن تاب فبها، و إلا قتل كافراً مرتداً". (شرح الفقه الأكبر للقاري، بحث التوبة، ص: ۱۶۳، قديمی)

(۲) (تقدم تخريجه تحت عنوان "شوہر مرتد ہوگیا")

(۳) (الفتاوى العالمكيرية، كتاب النكاح، الباب العاشر في نكاح الكفار: ۱/۳۳۹، رشيديه)

2

جومسلمان عیسائی ہوجائے اس کا نکاح

سوال[۷۲۷۷]: جولوگ مسلمان کہلاتے ہیں اور مرتدین عیسائیوں سے رشتہ مناکحت قائم کرتے ہیں ان کا کیا حکم ہے؟ کیا یہ مرتد لوگ بھی اہل کتاب ہیں اور ان مرتدین سے تعلقات رکھنا مسلمانوں کو جائز ہے یا نہیں؟ جوامام مسجد ایسے لوگوں کے ساتھ موالات رکھے، ان کا کھانا کھائے، اس کا کیا حکم ہے؟ جوشخص مسلمان تھا پھر مرتد ہوگیا (العیاذ باللہ) تو کیا ان کی لڑکیوں کا رشتہ لینا جائز ہے؟ آیاتِ قرآنیہ سے اس کوواضح فرمایا جائے۔

الجواب حامداً و مصلیاً :

جوشخص پہلے مسلمان تھا پھر مذہب عیسائی اختیار کرلیا (العیاذ باللہ) تو یہ شخص مرتد ہے، ایسے شخص کا نکاح کسی مسلم، کافرہ، مرتدہ سے جائز نہیں اور جوعورت ارتداد اختیار کرے اس کا بھی نکاح کسی سے درست نہیں۔ مرتد عیسائی کی لڑکی بھی اگر مرتدہ ہوتو اس سے بھی نکاح ناجائز ہے:"و لایجوز للمرتد أن یتزوج مرتدةً و لا مسلمةً و لا کافرةً أصلیةً، و کذالك لا یجوز نکاح المرتدة مع أحد، کذا فی المبسوط اهـ". عالمگیری : ۱/۲۸۲ (۱) مرتد سے موالات حرام ہے (۲) اِلّا یہ کہ نرمی سے اس کے اسلام کی توقع ہوتو حسن تدبیر سے اس کوتبلیغ کی جائے اور محاسن اسلام پرمتوجہ کیا جائے (۳)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبدمحمودگنگوہی عفااللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہرعلوم سہارنپور۔

الجواب صحیح: سعیداحمد غفرلہ مفتی مدرسہ مظاہرعلوم سہارنپور، ۱۰/۶/۶۴ھ۔

---

(۱) (الفتاوی العالمکیریة، فصل: القسم السابع المحرمات بالشرک : ۱/۲۸۲، رشدیه)

(و کذا فی رد المحتار مع الدر المختار، باب نکاح الکافر: ۳/۲۰۰، سعید)

(و کذا فی البحر الرائق ، باب نکاح الکافر : ۳/۳۶۴، رشیدیه)

(و کذافی بدائع الصنائع ، کتاب النکاح ، فصل فی شرط أن یکون للزوجین ملة یقران علیها: ۳/۴۵۸، دار الکتب العلمیة بیروت)

(۲) (تقدم تخریجه تحت عنوان : "مرتد سے موالات")

(۳) " یعرض الإسلام علی المرتد ....و تکشف شبهته ، بیان لفائدة العَرض: أی فإن کان له شبهة أبداها ، کشفت عنه ؛ لأنه عساه اعترضت له شبهة ، فتزاح عنه". (البحر الرائق ، کتاب السیر ، باب أحکام المرتدین : ۵/۲۱۰، رشیدیه)

نکاح اور بچہ پیدا ہونے کے بعد شوہر نے کہا ”میں تو عیسائی ہوں“

سوال[۷۲۸]: ایک شخص نے جو اندرونی عیسائی تھا، لیکن ظاہر میں اپنے آپ کو مسلمان بنا کر ایک مسلمان لڑکی سے نکاح کر لیا، عرصہ تقریباً گیارہ بارہ مہینے کے بعد جب کہ اس کا ایک لڑکا بھی پیدا ہو چکا تھا، اب وہ شخص ناکح مندرجہ بالا اپنے آپ کو عیسائی بتاتا ہے اور مذہب اسلام کو جھوٹا کہتا ہے۔

۱......کیا عند الشرع وہ نکاح فاسد ہو گیا یا نہیں؟

۲......اب وہ لڑکا کس کو ملنا چاہئے والد کو یا والدہ کو؟

۳......حق مہر وہ لڑکی لے سکتی ہے یا نہیں؟ جواب ہر سہ نمبرات کا باسند رہے۔

غلام ربانی قریشی

الجواب حامداً و مصلیاً:

۱......صورتِ مسئولہ میں نکاح فسخ ہو گیا، عدت گزار کر عورت کو دوسری جگہ نکاح کرنا درست ہے:

”وارتداد أحدهما) أي الزوجين فسخ، فلا ينقص عدداً (عاجل) بلا قضاء: أي بلا توقف على قضاء القاضي“. در مختار وشامي: ۲/۶۰۶(۱)۔

۲......وہ بچہ مسلمان ہے اور والدہ کی پرورش میں رہے گا، والد اس کو والدہ سے جدا کر کے اپنے پاس نہیں رکھ سکتا: ”أحق الناس بحضانة الصغير حال قيام النكاح و بعد الفرقة الأم“. عالم گیری: ۲/۵۵۶(۲)۔

---

(۱) (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب النكاح، باب نكاح الكافر: ۱۹۳/۳، ۱۹۴، سعيد)

(و كذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب النكاح، الباب العاشر في نكاح الكافر: ۱/۳۳۹، رشيديه)

(و كذا في التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فصل إذا ارتد أحد الزوجين: ۵/۵۴۶، إدارة القرآن)

(و كذا في مجمع الأنهر، باب نكاح الكافر: ۱/۳۷۲، دار إحياء التراث العربي بيروت)

(و كذا في البحر الرائق، كتاب النكاح، باب نكاح الكافر: ۳۷۳/۳، رشيديه)

(۲) (الفتاوى العالمكيرية، كتاب الطلاق، الباب السادس عشر في الحضانة: ۱/۵۴۱، رشيديه)

(و كذا في رد المحتار على الدر المختار، كتاب الطلاق، باب الحضانة: ۵۵۵/۳، ۵۵۶، سعيد)

۳...... پورا مہر واجب ہے اورلڑکی کو اس کے لینے کا حق حاصل ہے:" المهر يتأكد بأحد معان ثلثة: الدخول، والخلوة الصحيحة، و موت أحد الزوجين سواء كان مسمى أومهر المثل"۔ هنديه: ۲/ ۳۱٤ (۱)۔فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۷/۱۲/ ۵۷ھ۔

الجواب صحیح :سعید احمد غفرلہ۔صحیح :عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم، ۱۷/ ذی الحجہ/ ۵۷ھ۔

شوہر شیعہ ہو جائے تو اس کے نکاح کا حکم

سوال[۷۲۹]: ایک سنی عورت کا نکاح ایک سنی مرد سے ہوا اور عرصہ تقریباً آٹھ نو سال آباد رہی، مگر شامتِ اعمال سے وہ مرد سنی مذہب کو ترک کر کے مذہبِ شیعہ تبرائی میں داخل ہو گیا اور حضرات خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے حق میں بیباکانہ ظالم، غاصب الفاظ تک العیاذ باللہ استعمال کرنے لگا۔ چونکہ عورت اپنے مذہب اہل سنت والجماعت پر قائم تھی اس لئے اس سے متنفر ہوگئی اور دونوں میں باہمی مذہبی اختلاف اور ناچاقی شروع ہوگئی، آخر نوبت بایں جا رسید کہ شیعہ مرد نے تنگ آکر عورت کو طلاق مغلظہ دیدی اور عورت میکے چلی گئی، لیکن گواہانِ طلاق اہل تشیع ہیں جو مذہبی پاسداری کے سبب سے قاضی کے روبرو گواہی دینے سے انحراف کرتے ہیں اور یہی کہتے ہیں کہ ہمارے شیعہ مذہب میں طلاقِ مغلظہ واقع نہیں ہوتی۔

بعد ازاں مرد شیعہ نے ایک عورت شیعہ سے نکاح کر لیا اور عرصہ تک وہ بھی اس کے ساتھ آباد رہی، آخر اس کو بھی بوجہ کسی نا اتفاقی کے اس مرد نے گھر سے نکال دیا، اب پھر وہ شیعہ مرد اس پہلی عورت سنی کو اپنے گھر آباد کرنے کے لئے لیجانا چاہتا ہے۔ کیا ایسا شخص جس کا مذکورہ بالا حال ہے وہ اس سنی عورت کو آبادی کے واسطے اپنے گھر شرعاً لے جاسکتا ہے اور ایسے تبرائی کا نکاح سنیہ عورت حنفیہ سے رہ سکتا ہے یا باطل ہو جاتا ہے

---

(۱) (الفتاوى العالمكيرية، كتاب النكاح، الباب السابع، الفصل الثانى فيما يتأكد به المهر والمتعة: ۱/ ۳۰۳، رشيديه)

(وكذا فى بدائع الصنائع، كتاب النكاح، فصل فى بيان ما يتأكد به المهر: ۳/ ۵۲۰، دار الكتب العلمية بيروت)

(وكذا فى الدر المختار، كتاب النكاح، باب المهر: ۳/ ۱۰۲، سعيد)

اور اس میں قضاء قاضی کی بھی شرط ہے یا نہیں؟ مہربانی فرما کر مفصل جواب بحوالہ کتب تحریر فرما کر عنداللہ وعندالرسول ماجور ہوں۔

خاکسار محمد حسین، خطیب جامع مسجد ضلع کٹک، ۲۴/شعبان/۱۳۴۵ھ۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

مسلمان کو کافر کہنا کفر ہے(۱) اور خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے اسلام وایمان پر اجماع ہے، ان کو کافر کہنا بالیقین کفر ہوگا اور ان حضرات کی خلافت بھی اجماعی ہے، لہٰذا ان حضرات کے حق میں ظالم اور غاصب وغیرہ الفاظ کا استعمال بھی خلافِ اجماع ہے، لہٰذا کفر ہے:

"وفی الفتح عن الخلاصة: إن أنكر خلافة الصديق رضى الله تعالىٰ عنه أوعمر رضى الله تعالىٰ عنه، فهو كافر اهـ. ولعل المراد إنكار استحقاقهماالخلافة، فهو مخالف لإجماع الصحابة، لا (المراد) إنكارُ وجودها لهما، بحر". رد المحتار، ص: ٥٧٦ (٢).

اور شوہر کے مرتد ہونے سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے، قضاء قاضی کی شرط نہیں، مدخولہ پر عدت واجب ہوتی ہے اور پورا مہر اس کو دلایا جاتا ہے اور غیر مدخولہ پر عدت واجب نہیں ہوتی اور نصف مہر اس کو دلایا جاتا ہے:

"وارتداد احدهما: أى الزوجين فسخ، فلا ينقص عدداً عاجلٌ بلا قضاء، فللمو طوئة ولو حكماً كل مهرها لتأكده به، ولغيرها نصفه". (درمختار). قال الشامی فی قوله: (بلا قضاء): أى بلا توقف علىٰ قضاء القاضى، وكذا بلا توقف علىٰ معنى عدة فى المدخول بها، كما فى البحر". شامى: ٢/٦٠٦ (٣).

---

(۱) "عن أبی ذر رضی الله عنه أنه سمع النبی صلی الله علیه وسلم یقول: "لایرمی رجل رجلاً بالفسوق، ولا یرمیه بالكفر، إلا ارتدت علیه إن لم یكن صاحبه كذلک". (صحیح البخاری، كتاب الأدب، باب ماینهی عن السباب واللعن: ۲/۸۹۳، قدیمی)

(۲) (ردالمحتار: ۱/۵۶۱، باب الإمامة، مطلب البدعة خمسة أقسام، سعید)

(وكذا فی البحر الرائق: ۵/۲۰۴، كتاب السیر، باب أحكام المرتدین، رشیدیه)

(وكذا فی الفتاویٰ التاتار خانیة: ۵/۴۸۵، كتاب أحكام المرتدین، إدارة القرآن)

(۳) (ردالمحتار علی الدر المختار: ۳/۱۹۳، باب نكاح الكافر، سعید)............ =

لہٰذا عدت گزر چکی ہے تو اس عورت کو دوسرے سے نکاح کرنا درست ہے، اس شیعہ کے یہاں کسی طرح جانا جائز نہیں۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، یکم/ رمضان/ ۱۳۵۴ھ۔

صحیح: عبد اللطیف، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، ۲/ رمضان۔

ایضاً

سوال[۷۳۰]: ایک شخص اہل سنت کا نکاح عرصہ ۱۴/ ماہ و سال کا ہوا ہوگا، آج تک لڑکی کے والدین نے شوہر کے پاس نہیں بھیجا، اکثر اوقات یہ کہتا ہے کہ مجھ کو بدلا دو، کچھ رقم دو۔ اب عرصہ دو سال سے یہ ظاہر کیا کہ لڑکا شیعہ ہوگیا ہے جس کی بابت دیوبند کے علماء صاحبان سے دریافت کیا تو یہ بتلایا گیا ہے کہ لڑکا شیعہ ہوگیا ہے تو اس کا نکاح جائز نہیں رہا، حرام ہوگیا۔ یہ تحریر برادری میں پیش کی، جو گواہان کے دستخط ہیں وہ بتلاتے ہیں کہ لڑکے کو ہم نے شیعہ ہوتے نہیں دیکھا، بلکہ ان ہی لوگوں کی زبانی سنا ہے۔ اگر واقعی نکاح حرام ہوگیا تو کس صورت سے اس کے متعلق جو فتویٰ ہو تحریر ہو جائے؟

محمد حنیف رنگ ساز، قصبہ گنگوہ، ضلع سہارنپور۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر لڑکے نے شیعہ کے وہ عقائد اختیار کر لئے ہیں جن سے کفر لازم آتا ہے تو نکاح فسخ ہوگیا (۱)، اگر عقائد کفریہ اختیار نہیں کئے تو نکاح فسخ نہیں ہوا، تاہم بہتر یہ ہے کہ اس شخص کے عقائد سمجھا کر درست کر دیئے

= (وكذافي الفتاوىٰ العالمكيرية: ۱۹۳/۳، باب نكاح الكافر، رشيديه)

(وكذا في الهداية: ۳۴۸/۲، باب نكاح أهل الشرك، شركت علميه)

(۱) "(وارتداد احدهما): أى الزوجين (فسخ) فلا ينقص عدداً (عاجل) بلا قضاء". قال الشامي: "أى بلا توقف على قضاء القاضي، وكذا بلا توقف على مضى عدة في المدخول بها". (ردالمحتار على الدر المختار: ۱۹۳/۳، ۱۹۴، باب نكاح الكافر، سعيد)

(وكذا في الهداية على صدر فتح القدير: ۴۲۸/۳، باب نكاح أهل الشرك)

جائیں کیونکہ رفتہ رفتہ زیادہ خراب ہونے کا اندیشہ ہے، جس کا اثر عورت پر بھی پڑے گا۔

شیعہ کے عقائد کفریہ ہیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگانا، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں اللہ تعالیٰ کے حلول کا عقیدہ رکھنا، یا ان کو نبی آخر الزماں ماننا اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کے متعلق عقیدہ رکھنا کہ انہوں نے وحی پہنچانے میں غلطی کی، قرآن شریف کو محرف ماننا وغیرہ وغیرہ (۱)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۵/ ۱۱/ ۵۳ھ۔

صحیح: عبد اللطیف عفا اللہ عنہ، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۶/ ذی قعدہ/ ۵۳ھ۔

جس عورت کا شوہر شیعہ ہو جائے اس کا حکم

سوال [۱۷۳۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید اپنی منکوحہ کے نان ونفقہ سے عرصہ آٹھ سال سے دست بردار ہے، کیا اس کی منکوحہ کو دوسری جگہ نکاح کرنے کی بروئے شریعت اجازت ہے اور زید مذہباً شیعہ ہو گیا ہے، اور مفقود الخبر بھی نہیں ہے۔

بینوا بالبرهان و توجروا من الرب الرحمان.

الجواب حامداً و مصلیاً:

روافض کے فرقے مختلف ہیں جن میں سے اکثر کافر ہیں اور بعض مومن، مگر فاسق ہیں۔ جو فرقے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر زنا کی تہمت لگاتے ہیں، یا حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مصاحب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہونے کا انکار کرتے ہیں، یا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے افضل مانتے ہیں، یا اس بات کے قائل ہیں کہ آئندہ کوئی نبی پیدا ہو کر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دین کو منسوخ کرے گا وغیرہ وغیرہ من الکفر الصریح یہ سب فرقے کافر ہیں اور شرعاً مرتد کے حکم میں ہیں:

"نعم لا شك في تكفير من قذف السيدة عائشة رضى الله تعالىٰ عنها، أو أنكر صحبة

---

(۱) "وبهذا ظهر أن الرافضي إن كان مما يعتقد الألوهية في علي أو أن جبريل غلط في الوحي، أو كان ينكر صحبة الصديق، أو يقذف السيدة الصديقة، فهو كافر لمخالفته القواطع المعلومة من الدين بالضرورة". (ردالمحتار: ۴۶/۳، كتاب النكاح، فصل في المحرمات، سعيد)

(وكذا في الفتاوىٰ العالمكيرية: ۲۶۴/۲، الباب التاسع في أحكام المرتدين، رشيديه)

الصديق، أواعتقد الألوهية في عليّ، أو أن جبريل غلط في الوحي، أو نحو ذلك من الكفر الصريح المخالف للقرآن". رد المحتار: ٣/٤٥٣ (١)۔

عالم گیری: ٢/٨٨٥ میں ہے "أحكامهم أحكام المرتدين، كذا في الظهيرية" (٢)۔
لہذا اگر کوئی شخص بدکاران فرقوں میں سے کسی فرقے میں شامل ہوجاوے تو مرتد ہے اورارتداد کی وجہ سے نکاح فسخ ہوجاوے گا۔تنویر:١/٢٢٠ میں ہے: "وارتداد أحدهما فسخ عاجل" (٣)۔

اور جوفرقے شیعہ کے ضروریاتِ دین کا انکارنہیں کرتے البتہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کوشیخین پر فضیلت دیتے ہیں وہ کافرنہیں، بلکہ مومن ہیں لیکن فاسق ہیں، اگر زیدان میں داخل ہوا ہے تواس سے ان کا نکاح فسخ نہیں ہوااورنفقہ نہ دینے کی وجہ سے اندریں صورت اس کی عورت کے لئے جائزنہیں کہ دوسری جگہ اپنا نکاح کرے: "ولا يفرق بينهما بعجزه عنها". شامی: ٢/٦٥٦ (٤) کیونکہ وہ زید کے نکاح سے خارج نہیں

---

(١) (رد المحتار، كتاب الجهاد، باب المرتد، مطلب مهم في حكم سب الشيخين: ٤/٢٣٧، سعيد)
(وكذا في شرح الفقه الأكبر للقاريؒ، ص: ٧٠، ٧٢، و أيضاً في بحث التوبة منه، ص: ١٦٢، قديمي)
(وكذا في التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، أواخر فصل فيما يعود إلى الأنبياء عليهم السلام: ٥/٤٨٥، ادارة القرآن)
(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، الباب التاسع في أحكام المرتدين، مطلب: موجبات الكفر أنواع، و منها ما يتعلق بالأنبياء عليهم السلام: ٢/٢٦٤، رشيديه)
(٢) (الفتاوى العالمكيرية، المصدر السابق)
(٣) (الدر المختار، كتاب النكاح، باب نكاح الكافر: ٣/١٩٣، سعيد)
(وكذا في خلاصة الفتاوى، كتاب ألفاظ الكفر، الفصل الثاني، الجنس الأول في المقدمة: ٤/٣٨٣، رشيديه)
(وكذا في التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فصل إذا ارتد أحد الزوجين: ٥/٥٤٦، ادارة القرآن)
(وكذا في الفتاوى العالمكيرية: ١/٣٣٩، و مجمع الأنهر: ١/٣٧٢، والبحر الرائق: ٣/٣٧٣، و تبيين الحقائق: ٢/٢٢٢، كلهم في كتاب النكاح، باب نكاح الكافر)
(٤) (رد المحتار، كتاب الطلاق، باب النفقة، مطلب في الأمر بالاستدانة على الزوج: ٣/٥٩١، سعيد)

ہوئی، البتہ عورت کو حق ہے کہ شوہر پر نفقہ کے مطالبہ کا دعوی کرے، اگر شوہر کے پاس نفقہ دینے کی گنجائش نہیں بلکہ وہ تنگدست ہے تو حاکم عورت کو اجازت دیدے گا کہ وہ قرض لے کر اپنا نفقہ پورا کرے اور اس قرض کی ادائیگی شوہر پر ہوگی: "و من أعسر بنفقة المرأة، لم يفرق بينهما، و يقال لها: استديني عليه". ہدایہ:۲/۴۱۹(۱)۔

اور اگر زوج کے پاس نفقہ دینے کی گنجائش ہے تو حاکم اس کے اوپر جبر کرے گا اور اس کے مال سے نفقہ دے گا: "و لو امتنع عن الإنفاق عليها مع اليسر، لم يفرق، و يبيع الحاكم عليه ماله و يصرفه في نفقتها، فإن لم يجد ماله يحبسه حتى ينفق عليها و لا يفسخ". فتح القدير: ۳۲۹/۳ (۲)۔

حررہ العبد محمود عفی عنہ۔

صحیح: بندہ عبدالرحمٰن، صحیح: عبداللطیف، ۶/محرم الحرام/۵۲ھ۔

کیا بت کی پوجا سے نکاح ختم ہو جاتا ہے؟

سوال[۲۳۲]: میری شادی ایک دیہات میں ہوئی ہے، میرا شوہر ماتا کو دھوک دیتا ہے اور اس کی پوجا کرتا ہے حالانکہ مسلمان ہے، سوال یہ ہے کہ پوجا کرنے سے مسلمان رہا یا نہیں اور میرا نکاح باقی رہا یا نہیں؟ یہ مجھ کو بھی مجبور کرتا ہے کہ میں بھی اس کے ساتھ پوجا کروں، اب میرے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

اگر شوہر نے بت کی پوجا کی جس طرح کہ ہندو کرتے ہیں تو اس سے نکاح بھی ٹوٹ گیا اور اس کا ایمان بھی جاتا رہا(۳)، جب تک کہ وہ تجدید ایمان اور تجدید نکاح نہ کرے اس سے علیحدہ رہیں اور اس بات میں اس کا

---

(۱) (الهداية، كتاب الطلاق، باب النفقة: ۴۳۹/۲، مكتبه شركة علميه)

(۲) (فتح القدير، كتاب الطلاق، باب النفقة: ۳۹۰/۴، مصطفى البابى بمصر)

(۳) "و كما لو سجد لصنم أو وضع مصحفاً في قاذورة، فإنه يكفر و إن كان مصدقاً". (رد المحتار، كتاب الجهاد باب المرتد: ۲۲۲/۴، سعيد)

"وارتداد أحد الزوجين: أى تبدل اعتقاد الإسلام بالكفر حقيقةً على أحدهما كما إذا تمجس أوتنصر، أو حكماً، كماإذا قال بالإختيار ما هو كفر بالإتفاق فسخ: أى رفع لعقد النكاح في الحال". =

حکم ہرگز نہ مانیں (۱)۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفی عنہ مدرسہ دارالعلوم دیوبند، ۶/۱۱/۸۵ھ۔

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند۔

مُرتد کا نکاح فسخ ہوگیا

سوال[۷۳۳] : ایک مسلمان لڑکا فرقہ قادیانی میں جا کر مل گیا ہے، اس لڑکے کی پہلی شادی مسلمان لڑکی سے ہوئی تھی اور اب اس نے دوسری شادی قادیانی لڑکی سے کرلی اور لڑکا اکثر گھر سے باہر رہتا ہے، جب کبھی گھر آتا ہے تو گھر والوں سے کہتا ہے کہ میں قادیانی ہوگیا ہوں، اب آپ لوگ میرے ہاتھ کا کھانا نہیں کھا سکتے اور آپ لوگ میرا جنازہ تک نہیں پڑھ سکتے۔اب اس صورت میں اس کا پہلا نکاح فسخ ہوگیا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلياً:

مرزا غلام احمد قادیانی حکمِ شرعی کے اعتبار سے کافر ہے اور جو شخص اس کے مذہب کو اختیار کرے وہ بھی مرتد ہے (۲) جس کی وجہ سے اس کا نکاح فسخ ہوگیا (۳)۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۳/۱۱/۱۴۰۰ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۳/۱۱/۱۴۰۰ھ۔

= (مجمع الأنهر ، باب نكاح الكافر : ۱/۳۷۲، دار احياء التراث العربی بيروت)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، الباب العاشر فی نكاح الكافر : ۱/۳۳۹، رشيديه)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب النكاح ، باب نكاح الكافر : ۳/۳۷۳، رشيديه)

(۱) قال النبی صلى الله عليه وسلم :"لا طاعة لمخلوق فی معصية الخالق". (فيض القدير ، رقم الحديث: ۹۹۰۳ : ۱۲/۶۲۸۶، نزار مصطفى الباز مكة المكرمة)

(ومسند الإمام أحمد بن حنبل ، رقم الحديث ، ۲۰۱۳۰، ۶/۵۹، دار إحياء التراث العربی بيروت)

(وكذا في مشكوة المصابيح ، كتاب الامارة والقضاء ، الفصل الثانی : ۲/۳۲۱، قديمی)

(۲) "لاخلاف في كفر المخالف فی ضروريات الإسلام وإن كان من أهل القبلة، المواظب طول عمره على الطاعات". (مجموعه رسائل كشميری، إكفار الملحدين: ۳/۱۷)

(۳) "وارتداد أحد الزوجين: أی تبدل اعتقاد الإسلام بالكفر حقيقةً على أحدهما، كما إذا تمجس أوتنصر، أو حكماً، كماإذا قال بالإختيار ما هو كفر بالإتفاق فسخ: أی رفع لعقد النكاح فی الحال".

(مجمع الأنهر ، باب نكاح الكافر : ۱/۳۷۲، دار إحياء التراث العربی بيروت)............ =

نکاح مرتدہ

سوال[۷۳۴]: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں، سماۃ غفوراً مرتدہ ہوکر عیسائی ہوگئی اور عرصہ تک عیسائی مشن میں رہی، بدقتِ تمام اس کو وہاں سے نکالا گیا اور پھر مسلمان کر کے مسمی عبداللہ مساۃ کے سوتیلے باپ کے برادرزادہ سے اس کا نکاح کیا گیا۔ عورت مذکور کے متعلق مندرجہ ذیل سوالات ہیں:

۱......بحالتِ ارتداد مساۃ غفوراً کا نکاح شوہر سابق سے باقی رہا یا نہیں؟

۲......اگر نکاح سابق مرتد ہونے سے فسخ ہوگیا تو عقد ثانی جو عبداللہ سے ہوا تو صحیح ہوگا، لہذا ابصحت عقد ثانی شوہر سابق کا شوہر ثانی عبداللہ سے مساۃ کے مہر کا معاوضہ کا مطالبہ کرنا درست ہے یا نہیں؟

۳......اگر سابق نکاح بدستور قائم رہا تو عقد ثانی جو مسمی عبداللہ سے ہوا اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً :

۱......صورتِ مسئولہ میں مساۃ مذکور کے لئے جائز نہیں کہ علاوہ شوہر سابق کے کسی اَور سے نکاح کریں، بلکہ اگر شوہر اول اپنے نکاح میں رکھنا چاہتا ہے تو شرعاً عورت پر جبر کیا جاوے گا، شوہر اول سے نکاحِ اول کی تجدید کرلے۔

"و لیس للمرتدة التزوج بغیر زوجها، و به یفتی". در مختار (۱). وقال الطحطاوی: "وقوله: تجبر علی تجدید النکاح مع الزوج، فلكل قاض أن یجدد النکاح بمهر یسیر و لو بدینار، رضیت أم لا، و تمنع من التزوج بغیره بعد إسلامها، قال فی البحر: ولا یخفی أنه محله إذا طلب الأول ذلك، أما إذا رضی بتزوجها من غیره فهو صحیح؛ لأن الحق له، و كذلك لو لم یطلب تجدید النکاح، واستمر ساكتاً لا یجدده القاضی حیث أخرجها من بیته" (۲) ۔

= (و كذا فی الفتاوی العالمكیریة، الباب العاشر فی نكاح الكافر : ۱/۳۳۹، رشیدیه)

(و كذا فی البحر الرائق، كتاب النكاح ، باب نكاح الكافر : ۳/۳۷۳، رشیدیه)

(۱) (الدر المختار، كتاب الجهاد ، باب المرتد : ۳/۲۵۳، سعید)

(۲) (حاشیة الطحطاوی علی الدر المختار ، باب نكاح الكافر : ۲/۸۴، ۸۵، دار المعرفة بیروت)

(و كذا فی رد المحتار، باب نكاح الكافر : ۳/۱۹۴، سعید) .... =

۲......شوہرسابق کوشرعاً حق حاصل ہے کہ مسماۃ مذکورہ کا عبداللہ سے مطالبہ کرے، اگراس کے نکاح سے راضی نہیں ہے، اگراس کے نکاح سے راضی ہےاورخود تعلق زوجیت کوختم کر چکا تو مطالبہ کا فی نہیں۔

۳......شوہرسابق اگر راضی نہیں عورت کے اس نکاح ثانی سے تو یہ نکاح صحیح نہیں ہوا، لیکن اگر شوہر سابق عورت کے اس نکاح ثانی سے راضی ہے، تو یہ صحیح ہے(۱)۔ واللہ اعلم۔

العبدمحمودعفی عنہ۔

عبداللطیف، ۳۰/ ذی الحجہ/ ۵۱ھ۔

ارتدادِزوجہ سے فسخ نکاح

سوال[۵۳۷۵]: ایک عورت عیسائی مذہب اختیار کر لیتی ہے پھر مسلمان ہوجاتی ہے آیا اس کا نکاح باقی ہے سابق خاوند سے یا نہیں؟ بالتفصیل تحریر فرمائیں کہ عیسائی مذہب اختیار کرنے کے بعد خواہ کتنی ہی مدت کے بعد مسلمان ہو اور مسلمان ہونے کے بعد اگر سابق خاوند کے علاوہ سے نکاح کرے تو کیا حکم ہے آیا فسخ ہوجائے گا یا نکاح درست ہوجائے گا؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

صورتِ مسئولہ میں احناف کی کئی روایتیں ہیں، اس زمانہ میں جومفتی بہ ہے وہ یہ ہے کہ عورت کا نکاح اس حرکت سے فسخ نہیں ہوا بلکہ وہ بدستور شوہر سابق کے نکاح میں باقی ہے، چاہے کتنا ہی زمانہ گزر جائے اس کا دوسری جگہ نکاح کرنا جائز نہیں۔

البتہ شوہر کو اس سے استمتاع ہی منع ہے، جب وہ تجدیدِ اسلام کر لے تو احتیاطاً تجدید نکاح بھی کر لے، اس کے بعد استمتاع جائز ہوجائے گا، اگر سابق شوہر اس کو نہ رکھنا چاہے، بلکہ آزاد کر دے تو اس کو دوسری جگہ نکاح کرنا درست ہوگا اور جب تک سابق شوہر آزاد نہ کر دے تو اگر دوسری جگہ نکاح بھی کر دیا تو درست نہیں،

= (وكذا في البحر الرائق، باب نكاح الكافر: ۳/ ۳۷۴، رشيديه)

(وكذا في مجمع الأنهر، باب نكاح الكافر: ۱/ ۳۷۲، دار إحياء التراث العربي بيروت)

(۱) شامی میں بحوالہ البحرالرائق اورالنہر الفائق لکھا ہے کہ اگر شوہراول نے نکاح ثانی کی اجازت دی تو نکاح ثانی صحیح رہے گا کیونکہ شوہر اپنے حق کو خود ساقط کر رہا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں، ص:۵۶۶، حاشیہ نمبر:۲۔

بلکہ غیر معتبر اور کالعدم ہے(۱)، حیلۂ ناجزہ میں اس کی تفصیل موجود ہے (۲)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم

صحیح: سعید احمد غفرلہ، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

صحیح: عبد اللطیف، ۱۶/محرم/۱۳۶۰ھ۔

عورت کے مرتد ہونے سے نکاح فسخ نہیں ہوتا

سوال[۲۷۳۶]: ایک عورت اپنے شوہر کے یہاں رہنے کے لئے تیار نہیں، بلکہ اپنے خاص دوست کے یہاں جانا چاہتی ہے، جو شادی سے پہلے کے دوست بنے ہوئے ہیں، اور شوہر طلاق بھی نہیں دیتا تو ایک آدمی نے خلاصی کا یہ طریقہ بتلا دیا کہ ارتداد کا اعلان کردے تو نکاح خود بخود ٹوٹ جائے گا، پھر دوست سے نکاح کرسکتی ہے، چنانچہ اس عورت نے ارتداد کا اعلان کردیا، لہذا اس طرح دوست سے نکاح ہوسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

اس صورت میں دوست سے نکاح کی ہرگز اجازت نہیں دی جائے گی، سابق نکاح بدستور باقی ہے، (مختار قول پر) ارتداد سے فرقت نہیں ہوئی، اول خاوند کے پاس ہی رہنا ہوگا اور جس شخص نے ارتداد کرا کے خلاصی کا طریقہ بتایا ہے، وہ خود اس سے مرتد ہوگیا (۳)، جلد سے جلد تائب ہوکر تجدید ایمان کرنا چاہئے ورنہ "خسر الدنیا والاٰخرۃ" کا مصداق ہوگا، کمافی الدر المختار علی ہامش رد المحتار۔

"و لا تتزوج بغیرہ و بہ یفتیٰ. الملتقط": ۳/۲۶۳ (۴)۔ "وأفتیٰ مشایخ بلخ بعدم

---

(۱) (تقدم تخریجہ تحت عنوان: "نکاح مرتدہ"، رقم الحاشیۃ ۱، ۲)

(۲) (الحیلۃ الناجزۃ، حکم ارتداد زوجہ، ص: ۱۸۱ – ۱۸۵، دار الاشاعت)

(۳) "من أمر امرأةً حتی ترتدّ عن الإسلام لتبین من زوجها، فهو کافر". (الفتاوىٰ التاتارخانیة، کتاب أحکام المرتدین، فصل فی تعلیم الکفر و تلقینه اهـ: ۵/۵۲۶، إدارة القرآن کراچی)

(وکذا فی البحر الرائق، کتاب السیر، باب أحکام المرتدین: ۵/۲۰۸، رشیدیه)

(وکذا فی الفتاوی العالمکیریة، کتاب السیر، الباب التاسع فی أحکام المرتدین، مطلب: موجبات الکفر أنواع، و منها ما یتعلق بتلقین الکفر اهـ: ۲/۲۷۶، رشیدیه)

(۴) (الدر المختار، کتاب الجهاد، باب المرتد: ۴/۲۵۲، سعید)

الفرقة بردتها زجراً وتيسيراً لا سيماً التي وقع في المكفر ثم تنكر". و هكذا في فتاوى عالمگيری: ۲/۲٤٦ (۱)۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ دار العلوم دیوبند۔

غیر مسلم کے ساتھ چلے جانے پر نکاح کا حکم

سوال[۷۳۷]: ایک مسلمان عورت ایک خاکروب کے گھر میں تیرہ روز رہی اور اس نے اس خاکروب کے گھر سے کھانا بھی کھایا اور زنا بھی کیا اور اس خاکروب کے گھر میں خنزیر بھی ہیں، یہ بھی سنا جاتا ہے کہ اس عورت کے تعلقات ناشائستہ خاکروب سے پہلے بھی تھے جس کی چشم دید شہادت کوئی نہیں، بعد تیرہ روز معرفت پولیس وہ عورت گرفتار کرائی گئی، اس وقت وہ عورت خاکروب کے رخ پر تھی، بعد میں تھانہ دار کے جبر کرنے پر اس عورت نے اپنے خاوند کا رخ کیا اور پھر اس عورت نے یہ بھی کہا کہ میں تو چوہڑی (۲) ہوگئی۔اب وہ عورت خاوند کے گھر میں ہے کھانا پینا علیحدہ ہے اور اب وہ عورت اسلام ہی میں رہنا چاہتی ہے شرعی حکم کیا ہے؟

چھچھرولی ڈاک خانہ ریاست کلہ،ضلع انبالہ،عبدالوہاب عرائض نویس۔

ان الفاظ سے عورت کا یہ منشاء نہ تھا کہ میں نے مذہب اسلام چھوڑ دیا اور چوہڑوں کا مذہب اختیار کرلیا ہے بلکہ یہ منشاء ہے کہ میں خاکروب کے ساتھ مخلوط ہوئی ہوں اس لئے چوہڑی ہوگئی ہوں۔

الجواب حامداً و مصلياً:

اگر عورت نے مذہب اسلام چھوڑ کر اس ہندو خاکروب کا مذہب اختیار کرلیا تھا تو اس کا نکاح ٹوٹ گیا

---

(۱) (لم أطلع على العبارة المذكورة في الفتاوى العالمكيرية، ولكن وجدتها باللفظ المذكور في الدر المختار، كتاب النكاح، باب نكاح الكافر : ۳/۱۹۴، سعيد)

إلا أن مضمونها موجود في الفتاوى العالمكيرية : "ولكل قاض أن يجدد النكاح بأدنى شيء و لو بدينار سخطت أو رضيت، و ليس لها أن تتزوج إلا بزوجها، قال الهندواني : آخذ بهذا، قال أبو الليث: و به نأخذ، وكذا في التمرتاشي". (الفتاوى العالمكيرية: ۱/۳۳۹، كتاب النكاح، الباب العاشر في نكاح الكافر ، رشيديه)

(وكذا في البحر الرائق ، كتاب النكاح باب نكاح الكافر : ۳/۳۷۳، رشيديه)

(۲) "چوہڑی (چُوہ۔ڑِی) خاکروبن، بھنگن، بھنگی کی بیوی"۔(فیروز اللغات، ص:۵۴۶، فیروزسنز لاہور)

تھااوروہ مرتد ہوگئی تھی،اب تجدید ایمان اورتجدید نکاح شرعاً ضروری ہے،اگرخاونداس کورکھنا چاہتا ہےتو عورت کو کسی دوسرے سے نکاح کرنا جائزنہیں بلکہ اسی خاوند سے تھوڑے سے مہر پرنکاح جبراًدوبارہ کردیا جائے،عورت اس پرراضی ہو یا نہ ہو،اگرخاونداس کورکھنانہیں چاہتاتو پھردوسرے کسی مسلمان سے نکاح کرنا بھی جائز ہے(۱)۔ لیکن اس ہندوخاکروب سے یا کسی اَور ہندوغیرمسلم سے اس کا نکاح ہرگز جائزنہیں۔

اوراگراس عورت نے مذہب اسلام نہیں چھوڑا تھا بلکہ خواہش نفسانی کی وجہ سےاس خاکروب کے گھر بھاگ گئی تو اس کا نکاح نہیں ٹوٹا، بدستور خاوند کے ساتھ قائم ہے(۲)،البتہ اپنی ناشائستہ حرکت سے سچے دل سے توبہ کرنا نہایت ضروری ہے۔سوال کے بعض الفاظ مبہم ہیں،اس لئے تجدید ایمان ونکاح احتیاطاً کرہی لینا بہتراورمناسب ہے۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبدمحمودگنگوہی عفااللہ عنہ معین المفتی مدرسہ مظاہرعلوم سہارنپور،۲۸/۱۰/۵۲ھ۔

صحیح:عبداللطیف عفااللہ عنہ مدرسہ مظاہرعلوم سہارنپور،۲۸/شوال/۵۲ھ۔

غیرمسلم کے ساتھ بھاگ جانے سے نکاح پراثر

سوال[۷۳۸]: ہندہ شادی کے بعد چھ ماہ وہ اپنے شوہر کے پاس رہی، پھرایک روزرات کو بھاگ

---

(۱) ''وارتداد أحدهما فسخ في الحال .... و بعض مشايخ بلخ و مشايخ سمرقند أفتوا بعدم الفرقة بردتها حسماً لباب المعصية والحيلة للخلاص منه . و عامة مشايخ بخارى أفتوا بالفرقة، لكنها تجبر على الإسلام والنكاح مع زوجها الأول ؛ لأن الحسم يحصل بهذا الجبر .... قالوا: ولكل قاض أن يجدد النكاح بمهر يسير و لو بدينارٍ رضيت أو لا .... وصحّح في المحيط والخزانة ظاهر الرواية من وقوع الفرقة والجبر على تجديد النكاح من الأول و عدم تزوجها بغيره بعد إسلامها . وقال الولوالجي : وعليه الفتوى. ولا يخفى أن محله ما إذا طلب الأول ذلك، أما إذا رضي بتزوجها من غيره، فهو صحيح ؛ لأن الحق له''. (البحر الرائق، كتاب النكاح، باب نكاح الكافر : ۳/۳۷۳، ۳۷۴، رشيديه)

(۲) ''و ما كان خطأً من الألفاظ و لا يوجب الكفر ، فقائله مؤمن على حاله ، و لايؤمر بتجديد النكاح والرجوع عن ذلك ، كذا في المحيط''. (الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير ، قبيل الباب العاشر في البغاة: ۲/۲۸۳، رشيديه)

گئی، بہت تلاش کیا مگر ایک ہندولڑکے کے یہاں سے ملی، پھراس کو لے کرآ گئے اوراس کے باپ کے حوالے کردی تواس کا اسلام قائم رہا یانہیں وہ لڑکی رکھنے کے قابل ہے یانہیں؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

اگراس نے شرک وکفرنہیں کیا تو وہ اس کمینہ حرکت کے باوجود اسلام سے خارج نہیں ہوئی (۱) شوہر رکھنا چاہے تو رکھ سکتا ہے (۲)۔آئندہ ایسی حرکت سے پختہ توبہ کرلے۔فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند۔

کیا تعزیہ بنانے سے نکاح فسخ ہوجاتا ہے؟

سوال [۷۳۹]: شریعتِ مطہرہ کا حکمِ منع سن کر اگر مسلمان نہ مانیں، پھراسی مسجد میں تعزیہ بناویں یا رکھیں. یا مسجد کے پاس نماز وجماعت کے وقت شوروغل مچاویں توان کا نکاح باطل ہوجائے گا یانہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

صرف عمل نہ کر لینے سے نکاح باطل نہ ہوگا اگرچہ گناہ ہوگا، کسی حکمِ شرعی کا استخفاف واستہزاء کفر ہے (۳)

---

(۱) "ثم إن كانت نية القائل الوجه الذى يمنع التكفير فهو مسلم". (التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، الفصل الأول: ۴۵۸/۵، إدارة القرآن كراچى)

(وكذا فى الفتاوىٰ العالمكيرية، باب احكام المرتدين، منها ما يتعلق بتلقين الكفر: ۲۸۳/۲، رشيديه)

(۲) "له امرأة فاسقة لا تنزجر بالزجر، لا يجب تطليقها، كذا فى القنية". (الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب الكراهية، الباب الثلاثون فى المتفرقات: ۳۷۲/۵، رشيديه)

(وكذا فى حاشية الطحطاوى على الدر المختار، كتاب الحظر والإباحة فصل فى البيع: ۲۱۱/۴، دار المعرفة)

(۳) "من قال: لا أصلى جحوداً أو استخفافاً، أو على أنه لم يؤمر أو ليس بواجب انتهى، فلا شك أنه كفر فى الكل". (شرح الفقه الأكبر، فصل فى القراءة والصلوة: ۱۷۰، قديمى)

"إذا أنكر آيةً من القرآن أو استخف بالقرآن أو بالمسجد أو نحوه مما يعظم فى الشرع، أو عاب شيئاً من القرآن أو خطئ أو سخر بآية منه اهـ". (مجمع الأنهر، كتاب الصلوة: ۶۸/۱، دار إحياء التراث العربى)

اوراس سے نکاح فسخ ہوجاتا ہے(۱)۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم، ۵۲/۲/۱۹ھ۔

لاپتہ شوہر کی بیوی مرتد ہوگئی

بخدمت شریف جناب مولانا مفتی صاحب مظاہر العلوم اسلامیہ اسکول سہارن پور۔

جناب عالی!

[۷۴۰] نہایت ادب سے گزارش کرتا ہوں کہ ایک معاملہ آنجناب کی خدمت میں پیش کرتا ہوں، امید کرتا ہوں کہ آنجناب بہت جلدی جوابات سے مشکور فرمائیں گے۔

معاملہ:

مسماۃ جنت بی بی دختر سکنہ ریاست بٹیالہ کی ہے، اس وقت اسی کے بارے میں فتویٰ مطلوب ہے، اس کا واقعہ اس طرح ہے کہ اس کی شادی مسمی فضل الدین سے تھی، وہ کچھ واقعہ کر کے اس کو چھوڑ کر کے کسی جگہ چلا گیا اور لاپتہ ہوگیا، کچھ مدت گزرتی رہی بعد میں عورت نے ۸۴/۴/۱۰ کو مقام فیروز پور شدھی یعنی اہل ہنود مذہب اختیار کرلیا اور سرٹیفکیٹ بھی موجود ہے، بعد میں ۸۴/۴/۲۶ کو مذہب اسلام پھر قبول کرلیا بمقام فیروز پور مولوی عبدالعزیز صاحب کی خدمت میں حاضر ہوکر، ان ایام میں آوارہ گردی رہی ہے، مذہب اسلام کے بعد عورت کا دین محمد سے ۸۴/۹/۴، کو نکاح پڑھ لیا گیا۔ ان ایام میں جب کہ مسماۃ مذکورہ اہل ہنود ہی اور بعد میں پھر اسلام قبول کرلیا کسی قسم کا اعترض پیدا نہیں ہوا، اب نکاح پڑھنے پر یہ اعتراض کیا کہ آپ کا خاوند زندہ ہے اور طلاق نامہ نہیں ہوا اور نکاح جائز نہیں ہوا ہے، خواہ مخواہ اعتراض پیدا کر کے حیران کرتے ہیں، ان کا نکاح ہو چکا ہے اور کوئی وارث یا والدین کا کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اس کے بارے میں فتویٰ طلب کرتا ہوں، آیا یہ مسماۃ کا

---

(۱) "وارتداد أحد الزوجين: أی تبدل اعتقاد الإسلام بالكفر حقيقةً على أحدهما، كما إذا تمجس أوتنصر، أو حكماً، كماإذا قال بالإختيار ما هو كفر بالإتفاق فسخٌ: أی رفع لعقد النكاح فی الحال".

(مجمع الأنهر ، باب نكاح الكافر : ۱/۳۷۲، دار إحياء التراث العربی بيروت)

(وكذا فی الفتاوی العالمكيرية، الباب العاشر فی نكاح الكافر : ۱/۳۳۹، رشيديه)

(وكذا فی البحر الرائق، كتاب النكاح ، باب نكاح الكافر : ۳/۳۷۳، رشيديه)

2

معاملہ جائز ہے یا ناجائز؟

خادم احقر محمد لقمان، ازکوٹ چھورہ خاص ۱۴/۹/۸۴ ۔

الجواب حامداً و مصلیاً :

شدھی ہونے پر یا اَور کوئی مذہب تبدیل کرنے پر مفتی بہ قول کی بناء پر مسلمہ عورت کا نکاح فسخ نہیں ہوتا، خواہ اس عورت نے نکاح فسخ کرنے اور اپنے شوہر سے علیحدہ ہونے کے لئے ہی کیوں نہ مذہب اختیار کیا ہو، تب بھی نکاح فسخ نہیں ہوتا۔ پس صورتِ مسئولہ میں عورت کے شدھی ہونے سے نکاح نہیں ٹوٹا بلکہ مسمی فضل الدین کے نکاح میں بدستور باقی ہے اور دوسرے شخص سے نکاح جائز نہیں ہوا(۱)، عورت کو لازم ہے کہ دوسرے شخص سے بالکل علیحدہ رہے، اس کو صحبت وغیرہ کا ہرگز ہرگز موقع نہ دے، کیونکہ یہ زنا ہے جو کہ حرام ہے۔ ماں باپ یا دوسرے رشتہ داروں کے خاموش رہنے پر بلکہ اگر وہ خوش ہوکر نکاح ثانی کردیں تو اس سے بھی کچھ نہیں ہوتا۔

اگر مسمی فضل الدین کہیں مارا گیا اور اس کا کوئی پتہ معلوم نہیں، نہ اس کی موت وحیات کی خبر ہے اور عورت صبر وضبط نہیں کرسکتی تو اس کو چاہئے کہ حاکم مسلم کی عدالت میں مقدمہ پیش کرے اور بیان دے کہ مسمی فضل الدین سے میرا نکاح ہوا ہے، اس پر گواہ باقاعدہ پیش کرے کہ نہ تو نان ونفقہ دے کر گیا ہے اور نہ کسی کو کفیل بنا کر گیا ہے، اور نہ وہاں سے بھیجتا ہے، مجھے نکاحِ ثانی کی سخت ضرورت ہے، نیز میں عصمت پر قادر نہیں، زنا میں مبتلا ہونے کا قوی اندیشہ ہے اور سب بیان حلفیہ دے۔ حاکم مسلم باقاعدہ واقعات کی تحقیق کرے اور مسمی فضل الدین کو تلاش کرے، جب اس کے ملنے سے مایوس ہوجائے تو عورت کو چار سال تک کے انتظار کا حکم دے، اگر وہ اس مدت میں آ گیا تب تو خیر، ورنہ عورت کے مطالبہ پر مسمی فضل الدین پر موت کا حکم لگادے۔ اس کے بعد عورت عدتِ وفات گزار کر دوسرا نکاح کرسکتی ہے، اگر حاکم مسلم چاہے تو چار سال سے کم بھی مدت متعین کرسکتا ہے۔

اگر کسی جگہ حاکم مسلم نہ ہو یا وہ شریعت کے موافق فیصلہ نہ کرے تو چند مسلمان دینداروں کی ایک جماعت بھی یہ سب کام کرسکتی ہے، اس جماعت میں کم از کم ایک معتبر عالم معاملہ شناس ہونا بھی ضروری ہے

(۱)(قد تقدم تخریجه تحت عنوان ''نکاح مرتدہ'')

اور جب تک اس طریقہ سے فسخ کرا کے عدت نہ گزاری جائے تو نکاح ثانی جائز نہ ہوگا، رسالہ ''حیلۂ ناجزہ'' کا دیکھنا بھی ضروری ہے اس میں اس مسئلہ کو خوب تفصیل سے لکھا ہے(۱)۔فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۲/ رجب/ ۵۷ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ۔ صحیح: عبد اللطیف، ۲۲/ رجب/ ۵۷ھ۔

مرتد کی تجدید نکاح میں مہر جدید وغیرہ ضروری ہے

سوال[۱۴۷۱]: زید نے بکر سے ایک چیز مانگی اور قرآن کی قسم کھا کر یقین دلایا کہ وہ چیز تم کو لوٹا دوں گا، بکر نے وہ چیز دیدی، کچھ عرصہ بعد مانگنے پر زید نے انکار کر دیا، بکر نے حلف یاد دلایا، اس پر زید نے کہا میں قرآن سے منکر ہوں، اس کے بعد دوسرے کلمات کہے، مجھے خدا سے انصاف کی امید نہیں، جو کچھ سزا ملے گی اس دنیا میں ملے گی، آخرت میں کوئی چیز نہیں، میں تو بددین کافر ہوں وغیرہ وغیرہ، لیکن جب زید کا غصہ ختم ہو گیا تو بکر نے زید سے توبہ کرائی، کلمۂ شہادت کلمۂ طیبہ پڑھوایا، پھر پوچھا مندرجہ بالا کلمات کی ادائیگی کے وقت آپ کا ارادہ اور نیت کیا تھی؟ کیا واقعی ایمان سے ہاتھ دھونے کا ارادہ تھا؟ زید نے جواب دیا کہ میری نیت اس وقت اللہ تعالیٰ سے بغاوت اور اسلام سے پھر جانے کی نہیں تھی، بلکہ دل دل میں اللہ تعالیٰ سے توبہ کر رہا تھا۔ مندرجہ بالا صورت حال کے متعلق درج ذیل سوالات کے جوابات مدلل طور پر نوازیں۔

۱......مذکورہ بالا صورت میں زید کا نکاح فسخ ہو گیا یا نہیں؟

۲......اگر فسخ ہو گیا تو زید کے نکاح کی کیا صورت ہے؟ تجدید نکاح میں گواہ اور اعلان عام، نئے مہر کا تعین، خطبۂ نکاح، زوجین کی اجازت، جو لوازمات نکاح میں سے ہے، یہ سب کئے جائیں گے یا نہیں؟

۳......اگر نکاح فسخ ہو گیا تو بیوی پر عدت لازم ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو کتنی مدت کی؟ نیز نکاح عدت کے بعد ہوگا یا عدت کی ضرورت نہیں ہے؟

۴......زید کی بیوی اگر زید سے نکاح نہ کرنا چاہے بلکہ کسی دوسرے شخص سے نکاح کرنا چاہے تو کر سکتی ہے یا نہیں؟ اس کے لئے کیا شرائط ہیں یعنی عدت واجب ہوگی یا نہیں؟ یا زید کا طلاق دینا ضروری ہے؟ مذکورہ بالا کفریہ کلمات کہنے سے تجدید ایمان وتجدید نکاح لازم ہے یا نہیں؟ اور جب تک تجدید ایمان و نکاح نہ کرے

---

(۱) (الحیلة الناجرہ، لحکیم الأمة التھانوی رحمه الله تعالیٰ)

دوسرے مسلمان اس سے کیسا تعلق رکھیں؟ نیز زید کا یہ کہنا کہ یہ الفاظ زبان سے کہہ رہا تھا دل سے ان کا انکار کر رہا تھا یا غصہ میں نکل گئے، اس کے لئے تجدید ایمان ونکاح کی ضرورت ختم کردے گا یا نہیں؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

۱،۲،۳..... زید کے ذمہ تجدیدِ ایمان توبہ واستغفار کے ساتھ (۱) تجدید نکاح کا بھی حکم ہے (۲)۔

---

(۱) قد كفر هذا القائل بكل واحد من أقواله المذكورة : إما لقوله : ''میں قرآن کا منکر ہوں''لأنه قال القاری: ''و من جحد القرآن : أی كله أو سورةً منه أو آيةً ، قلت: و كذا كلمةً أوقرأةً متواترةً ، أوزعم أنها ليست من كلام الله تعالیٰ، كفر يعنی إذا كان كونه من القرآن مجمعاً عليه، مثل البسملة فی سورة النمل''.(شرح الفقه الاكبر ، فصل فی القرآة والصلوة :ص:١٦٧، قديمی)

(و بمعناه فی التاتارخانية ، كتاب أحكام المرتدين ، فصل فيمايتعلق بالقرآن : ٥/٤٩٠، ادارة القرآن)

(وكذا فی الفتاوی العالمكيرية، كتاب السير ، الباب التاسع فی أحكام المرتدين ، مطلب موجبات الكفر أنواع ، و منها ما يتعلق القرآن اهـ : ٢/٢٦٦، رشيديه)

وأما لقوله : ''مجھے خدا سے انصاف کی امید ہاں'' فقد قال فی التاتارخانية: ''رجل قال: از ہرامیدے کہ بخدا دارم،نومیدم، يكفر''. (كتاب أحكام المرتدين ، قبيل فصل فيما يعود إلى الغيب : ٥/٤٧٦، إدارة القرآن)

''و أما لقوله : ''آخرت میں کوئی چیز نہیں ہے'' فلِمَا فی التاتارخانية، وهو: من أنكر القيامة أو الجنة أو النار أو الميزان أوالحساب أو الصراط أو الصحائف المكتوبة فی أعمال العباد، يكفر ،و فی مصباح الدين : أو جحد أحد و عداً أو ويداً ذكر الله تعالیٰ فی القرآن عندالفزع فی القبر،و فی القيامة ، يكفر''.

(كتاب أحكام المرتدين ، فصل فيما يتعلق بأمور الآخرة : ٥/٥٠٠، إدارة القرآن)

(وكذا فی الفتاوی العالمكيرية، كتاب السير، الباب التاسع فی أحكام المرتدين ، مطلب موجبات الكفر أنواع ، و منها ما يتعلق بيوم القيامة اهـ : ٢/٢٧٤، رشيديه)

(وكذا فی البحر الرائق ، كتاب السير، باب أحكام المرتدين : ٥/٢٠٦، رشيديه)

وأما لقوله:''میں تو بددین کافر ہوں'' فهو أيضا كفر لماقاله الفقهاء الكرام ، قال فی شرح الفقه الأكبر : ''من قال: أنا ملحد، كفر : أی لأن الملحد أقبح أنواع الكفرة، وفی المحيط والحاوی : لأن الملحد كافر''.(فصل فی الكفر صريحاً وكناية ،ص:١٨٣، قديمی)

(٢)'' ثم إن كانت نية القائل .... الوجه الذی يوجب التكفير ، لا تنفعه فتوی المفتی ''و يؤمر بالتوبة =

دو گواہوں کے سامنے مہر جدید سے دوبارہ ایجاب وقبول کرلیا جائے (۱) خطبۂ نکاح اور اعلان فرض نہیں سنت ہے (۲) تجدید نکاح کے لئے عدت لازم نہیں۔

۴......زید چونکہ کہتا ہے کہ میرے دل میں ایمان موجود ہے میں نے اسے ترک کا بالکل ارادہ نہیں کیا، بلکہ جو الفاظ زبان سے کہہ رہا تھا دل میں توبہ بھی کر رہا تھا، اس لئے زید کی بیوی کو دوسری جگہ نکاح کا اختیار نہیں بلکہ زید ہی کے ساتھ تجدید نکاح کے بعد رہے، البتہ اگر زید طلاق دیدے تو وہ واقع ہوجائے گی، اور بعد عدت نکاح ثانی کا اس کو اختیار ہوگا۔ بغیر تجدید نکاح زید کو اپنے اوپر قابو نہ دے، تجدید ایمان اور تجدید نکاح بہر حال ضروری ہے بغیر اس کے بیوی اس کو اپنے پاس نہ آنے دے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیوبند ۱/۶/۹۵ھ۔

عورت کے مرتد ہونے سے مہر ساقط نہیں ہوتا

سوال [۷۴۲]: ایک عورت شادی کے بہت دن بعد مرتد ہوگئی، اب شوہر سے مہر کا مطالبہ کرتی ہے، کیا اس عورت کو مہر ملے گا یا نہیں؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

ردت اختیار کرنے سے فرقت واقع نہیں ہوئی، سابق نکاح بدستور باقی ہے (مختار قول پر)۔ دوسرے شخص سے نکاح کی ہرگز اجازت نہیں اور عورت کو پورا مہر ملے گا، کیونکہ شادی کے بعد شوہر کے وطی کرنے کی وجہ سے مہر مؤکد ہوچکا، کما فی الدر المختار علی هامش رد المحتار: ۲/۵٤٠: "وأفتى مشايخ بلخ بعدم الفرقة بردتها زجراً و تيسيراً و لا تتزوج لغيره، به يفتي ،ملتقط": ۳/۲٦۳ (۳) " فللموطوءة

= والرجوع عن ذلک، و بتجديد النكاح بينه و بين امرأته". (الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير ، قبيل الباب العاشر في البغاة: ۲/۲۸۳، رشيديه)

(وكذافي التاتارخانية ، كتاب أحكام المرتدين ، فصل في إجراء كلمة الكفر : ۵/۴۵۸، ادارة القرآن)

(۱) (قد تقدم تخريجه تحت عنوان: "غیر مسلم کے ساتھ چلے جانے پر نکاح کا حکم" حاشية رقم : ۱)

(۲) "و يندب إعلانه (أي النكاح) و تقديم خطبته اهـ". (الدر المختار ، كتاب النكاح : ۳/۸، سعيد)

(۳) (الدر المختار، كتاب النكاح ، باب نكاح الكافر : ۳/۱۹۴، سعيد)

(وكذا في البحر الرائق ، باب نكاح الكافر : ۳/۳۷۳، رشيديه)

ولو حكماً كل مهرها لتأكده به". قال الشامي : (قوله: كل مهرها) أطلقه فشمل ارتداده و ارتدادها، بحر: ۲ ۳۹۲ ۵ "(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۸۸/۳/۱۵ھ۔

کیا ارتداد سے اعمال حبط ہوجاتے ہیں؟

سوال[۷۴۳]: ایت نمبر ۱: ﴿ومن يرتدد منكم عن دينه، فيمت وهو كافر، فأولئك حبطت أعمالهم في الدنيا والأخره﴾ الخ (۲)۔

ترجمہ: جوتم میں سے پھر جائے گا اور کفر کی حالت میں ہوجائے گا تو ایسے لوگوں کے عمل ضائع ہوجائیں گے۔

ایت نمبر ۲: ﴿ومن يكفر بالإيمان، فقد حبط عمله﴾ (۳)۔

ترجمہ: جوکوئی ایمان سے پھر گیا تو اس کے عمل ضائع ہوگئے۔

امام شافعی رحمہ اللہ کا استدلال: آیت نمبر:۱، سے امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے استدلال کیا ہے کہ جو شخص مرتد ہوجائے اور جب تک وہ کفر کی حالت پر نہ مرے اس کے عمل ضائع نہیں ہوتے، کیونکہ مثلاً جیسے ظہر کی نماز پڑھی اور پھر مرتد ہوگیا اور ابھی نماز کا وقت باقی تھا کہ وہ پھر مسلمان ہوگیا تو اب اس کو ظہر کی نماز مکرر پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے، نماز اس کی ضائع نہیں ہوئی۔ اسی طرح کوئی شخص حج کرکے مرتد ہوجائے اور وہ پھر مسلمان ہوجائے تو اس پر دوبارہ حج کرنا واجب نہیں ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا استدلال: آیت نمبر:۲، سے امام صاحب نے استدلال کیا ہے کہ جوکوئی ایمان سے پھر جائے اس کے عمل ضائع ہوگئے۔ اس آیت کو دلیل بناکر وہ فرماتے ہیں کہ جو بھی ایمان سے پھر جائے اس کے عمل ضائع ہوجائیں گے، مثلاً: اگر وہ مسلمان ہوجائے اور نماز کا وقت باقی ہے تو اس کو دوبارہ نماز پڑھنی ہوگی کیونکہ بوجہ ارتداد کے اس کی پہلی نماز ضائع ہوگئی، اسی طرح اگر اس نے حج کیا ہے تو اس کا وہ حج

---

(۱) (رد المحتار على الدر المختار، كتاب النكاح، باب نكاح الكافر: ۱۹۴/۳، سعيد)

(۲) (البقرة: ۲۱۷)

(۳) (المائدہ: ۵)

ضائع ہوگیا اس کو دوبارہ حج کرنا پڑے گا۔

گزارش ہے کہ اگر امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے آیت نمبر :ا، کو عمل نہ ضائع ہونے کی دلیل بنایا ہے تو آیت نمبر :۲ کا مطلب ان کے پاس کیا ہے۔ اور اگر امام صاحب نے آیت نمبر :۲، سے عمل ضائع ہونے کا مطلب لیا ہے تو آیت نمبر :ا، کا ان کے پاس کیا مطلب ہے؟ وضاحت کے ساتھ ایماء فرمائیں تو باعثِ شکریہ ہے اور یہ بھی ایماء فرمائیں کہ کافر اگر مسلمان ہو جائے تو بزمانۂ کفر جو اس نے نیکیاں کی ہیں جس کو اسلام بھی نیکیاں مانتا ہے بحال رہیں گی یا نہیں، کیونکہ روایت میں آتا ہے کہ اگر بیوی اور خاوند دونوں ایک وقت میں مسلمان ہو جائیں تو زمانۂ کفر کا نکاح بحال رہے گا، ان کو جدید نکاح کی ضرورت نہ رہے گی۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ اختلاف ایک اصولی اختلاف پر مبنی ہے وہ یہ ہے کہ مفہومِ صفت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک حجت ہے اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک حجت نہیں جیسے کہ: ﴿ومن لم يستطع منكم طولاً أن ينكح المحصنات المؤمنات، فمما ملكت أيمانكم من فتياتكم المؤمنات﴾(۱). اصولیین نے اس کو مثال میں پیش کیا ہے، كما في إرشاد الفحول وحصول المأمول، والتحرير وغيرها(۲).

---

(۱) (النساء : ۲۵)

(۲) "قال الشافعيؒ: إن الحكم متى علق بشرط أو أضيف إلى مسمى بوصف خاص أوجب نفي الحكم عند عدم الشرط أو الوصف، ولهذا لم يجز نكاح الأمَة عند فوات الشرط أو الوصف المذكورين في قوله تعالىٰ: (ومن لم يستطع منكم طولاً أن ينكح المحصنٰت المؤمنات، فمن ماملكت أيمانكم من فتياتكم المؤمنت) الخ". (الحسامي : ۱/۵۴، ۵۵، كتب خانه مجيديه، ملتان)

(وكذا في أصول الشاشي، الأصل الرابع، ص: ۹۵، قديمي)

(وكذا في المختصر في أصول الفقه على مذهب الإمام أحمد بن حنبل : ۱۳۳، دارإحياء التراث العربي)

"مفهوم الصفة : هو دلالة اللفظ المقيد لصفة على نفي الحكم عن الموصوف عند انتفاء تلك الصفة كقوله تعالىٰ: ﴿ومن لم يستطع منكم طولاً﴾ الآية ...... وأثبت الجمهور من الشافعية والحنابلة حجية مفهوم الصفة ...... ونفاه أبو حنيفة ومالك، الخ". (أصول الفقه الإسلامي، للزحيلي : ۱/۳۶۲، رشيديه) =

تفسیر مظہری میں ہے:

"(ومن يرتدد منكم عن دينه، فيمت وهو كافر، فأولئك حبطت أعمالهم) استدل الشافعي رحمه الله تعالىٰ بهٰذه الأية على أن المرتد لايحبط عمله مالم يمت على الكفر، فإن صلى الظهر مثلاً، ثم ارتد– نعوذ بالله منها– ثم آمن والوقت باق، لايجب عليه إعادة الصلوٰة، وكذا من حج ثم ارتد ثم أسلم، لا يجب عليه الحج، وهو احتجاج مفهوم الصفة، وهو غير معتبر عند أبى حنيفه رحمه الله تعالىٰ. قال أبوحنيفه رحمه الله تعالىٰ: يجب عليه إعادة الصلوٰة إن أسلم والوقت باقٍ، وكذا يجب عليه الحج، لنا قوله تعالىٰ: ﴿ومن يكفر بالإيمان، فقد حبط عمله﴾ وهٰذا مطلق والمطلق لايحمل على المقيد عندنا". والله تعالىٰ اعلم(۱).

جن نیکیوں کے لئے ایمان شرط نہیں وہ ایسے نومسلم کی باقی رہیں گی (۲)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۸۸/۱۰/۲۳ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۸۸/۱۰/۲۳ھ۔

= (وكذا فى كشف الأسرار مع نور الأنوار على المنار: ۱/۲۰۶، قديمى)

(وكذا فى إرشاد الفحول، الباب الثامن فى المنطوق والمفهوم، النوع الأول، مفهوم الصفة: ۳۰۶، مصطفىٰ أحمد الباز)

"المفهوم ينقسم، .... وإلى مفهوم مخالفة .... وهو أقسام مفهوم الصفة .... والحنفية ينفونه". الخ. (التقرير والتحبير شرح التحرير اللإمام الكمال بن الهمام، مفهوم المخالفة: ۱/۱۱۵، ۱۱۷، دارالكتب العلمية، بيروت)

(۱) (التفسير المظهرى: ۱/۲۶۳، ۲۶۴، حافظ كتب خانه كوئٹه)

(وكذا فى روح المعانى للآلوسى: ۲/۱۶۷، دارالكفر)

(وكذا فى التفسير المنير: ۲/۲۶۶، دارالكفر)

(۲) "عن ابن شهاب قال: أخبرنى عروة بن الزبير أن حكيم بن حزام أخبره أنه قال لرسول الله صلى الله عليه وسلم: أرأيت أموراً كنت أتحنّث بها فى الجاهلية، هل لى فيها من شئى؟ فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم: =

مرتد ہونے سے کفارہ ساقط نہیں ہوتا

سوال[۷۴۴]: زید نے کہا کہ میں رات میں قرآن شریف کے ایک صفحہ کو حفظ کروں گا ورنہ جتنی دفعہ جتنا کھانا کھاؤں گا سب میرے لئے حرام ہے، اب زید نے حفظ قرآن شریف پڑھنا چھوڑ دیا اور چند دن کے بعد اس نے یہ خیال کر کے کہ میں نے جو قسم کھائی ہے اس کا شاید کفارہ نہیں ہوسکتا ہے، یہ گمان کر کے العیاذ باللہ مرتد ہوگیا، پھر ایک گھنٹہ کے بعد اسلام لایا۔ اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ زید اسلام لانے کے بعد وہ قسم کے کفارہ سے سبکدوش ہوگیا یا نہیں، اگر نہیں ہوا تو کیا کرنا چاہئے؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

حالتِ اسلام میں جو کفارہ لازم ہے، ارتداد سے اس کے سقوط میں اختلاف ہے، محققین کے نزدیک ساقط نہیں ہوتا، پس تجدید اسلام کے بعد کفارہ کی ادائیگی لازم ہے۔

"و يقضى ما ترك من عبادة في الإسلام ؛لأن ترك الصلوة والصيام معصية، والمعصية تبقى بعد الردة"(۱). "قال أبوالسعود نقلاً عن القهستاني: وفيه إشارة إلى أنه لا يسقط بالردة ما هو من حقوق العباد، و كذا حقوقه التي يطالب بها الكفار كالحدود سوى الشرب، كما في شرح الطحاوي. وكذا مالا يطالبون به مثل الصلوة والصوم و الزكوة والنذر والكفارة، فيقضى إذأسلم على ما قاله شمس الأئمة؛ لأن تركها معصية، والمعصية بالردة لا ترتفع، كمافي قاضي

= "أسلمت على ما أسلفت من خير" والتحنث (التعبد) .... وذهب ابن بطال وغيره من المحققين إلى أن الحديث على ظاهره، وأنه إذا أسلم الكافر ومات على الإسلام، يثاب على مافعله من الخير في حال الكفر، واستدلوا بحديث أبي سعيد الخدري رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "إذ أسلم الكافر فحَسُن إسلامه، كتب الله تعالىٰ له كل حسنة كان زلفها، ومحى عنه كل سئية كان زلفها، وكان عمله بعد الحسنة بعشر أمثالها إلى سبع مائة ضعف، والسيئة بمثلها إلا أن يتجاوزه الله تعالى". (الصحيح لمسلم مع شرحه للنووي، كتاب الإيمان، باب بيان حكم عمل الكافر إذا أسلم بعده: ۱/۷۶، ۷۷،قديمي)

(۱) (الدر المختار على هامش الطحطاوي، كتاب الجهاد، باب المرتد: ۴۸۸/۲، دارالمعرفه)

خان وغیرہ اھ". طحطاوی: ۴۸۸/۲ (۱)۔ علامہ شامی نے بھی ردالمحتار میں اسی کو اختیار کیا ہے (۲)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم، ۲۶/۱۲/۵۶ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبد اللطیف، ۱۰/محرم/۵۷ھ۔

جنازۂ مرتد پر نماز اور مسلم قبرستان میں دفن

سوال [۵۴۵]: جنازۂ مرتد کی نماز جنازہ پڑھنا پڑھانا اور مسلم قبرستان میں دفن کرنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

مرتد کے جنازہ کی نماز درست نہیں، اس کو مسلمانوں کی طرح غسل وکفن دے کر مسلم قبرستان میں دفن نہ کیا جائے (۳)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲۴/۷/۹۲ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند، ۲۵/۷/۹۲ھ۔

کیا ارتداد سے یمین ساقط ہوجاتی ہے؟

سوال [۵۴۶]: اگر زید نے اسلام کی حالت میں قسم کھالی کلما کے ساتھ یعنی "جب بھی میرا نکاح

---

(۱) (حاشیة الطحطاوی علی الدر المختار، کتاب الجهاد، باب المرتد: ۴۸۸/۲، دار المعرفة بیروت)

(۲) (رد المحتار، کتاب الجهاد، باب المرتد، مطلب: المعصیة تبقی بعد الردة: ۲۵۱/۴، سعید)

(۳) "أما المرتد، فیلقی فی حفرة کالکلب". (الدر المختار) و فی رد المحتار: (قوله: فیلقی فی حفرة): أی و لا یغسل، و لا یکفن، و لا یدفع إلی من انتقل إلی دینهم، بحر عن الفتح". (کتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة، قبیل مطلب فی حمل المیت: ۲۳۰/۲، کراچی)

(وکذا فی البحر الرائق، کتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلوته: ۳۳۴/۲، رشیدیه)

(وکذا فی فتح القدیر، باب الجنائز، قبیل فصل فی حمل الجنازة: ۱۳۲/۲، مصطفیٰ البابی الحلبی مصر)

ہوتو طلاق ہو"۔ اور پھر اس کے بعد میں زید نعوذ باللہ من ذالک مرتد ہوجائے اور پھر اسلام لے آئے تو اس قسم کا اعادہ نہیں ہوگا؟ برائے کرم مکمل ومدلل مع احادیث وفقہ تحریر فرمائیں۔فقط۔

والسلام محمد نفیس خان لکھیم پوری، متعلم دارالعلوم دیوبند،۲/ ذیقعدہ/۱۴۰۰ھ۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

اس نیت سے مرتد ہونا کہ تعلیق باطل ہوجائے نہایت خطرناک ہے، نہیں معلوم کہ ارتداد کے بعد اسلام قبول کرنے کی مہلت ملتی ہے یا نہیں، اس سے پہلے ہی وقت موعود آجاتا ہے۔ نیز پھر اسلام سے محبت رہے یا نفرت پیدا ہوجائے۔فقہاء نے یہ بھی لکھا ہے کہ جو شخص یہ نیت کرے کہ کل کو مرتد ہوجائے گا تو وہ ابھی سے کافر ہوجاتا ہے(۱)۔

تصرفات مرتد کے ذیل میں شامی، بحر وغیرہ میں تعلیق کے ذیل بطلان وبقاء یمین کے متعلق امام اعظم وصاحبین رحمہم اللہ کا اختلاف نقل کیا ہے۔کوئی شخص مرتد ہوکر دارالحرب میں چلا جائے اور قاضی اسلام اس کے لحاق کا حکم کردے پھر وہ مسلمان ہوکر دارالاسلام میں لوٹ آئے تو اس کی تعلیق بھی عود کرآئے گی جیسے کہ اس کی املاک باقیہ عود کرآئے گی، یہ مسلک صاحبین رحمہما اللہ کا۔اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حکم لحاق بمنزلۂ موت کے ہے جس کی بناء پر تعلیق ساقط ہوچکی ہے، اب اس کے عود الی الاسلام سے تعلیق عود نہیں کرے گی:"وکذا یبطل بلحاقه مرتداً ابدار الحرب خلافاً لهما اه". درمختار۔ (قوله: وكذايبطل): أى التعليق (قوله: خلافالهما): أى للصاحبين. فعند هما لايبطل التعليق؛ لأن زوال الملك لايبطله، وله أن بقاء تعليقه باعتبارقيام أهليته وبالإرتداد ارتفعت العصمة فلم يبق تعليقه لفوات الأهلية، فإذا عاد إلى الإسلام لم يعيد ذالك التعليق الذى حكم

(۱)" ولوقال: مأمرنى فلان أى من المشائخ أو العلماء والأمراء أفعل ولوبكفر، أوقال: ولوكان كلمة كفر، كفر: أى لأنه نوى الكفرفى الاستقبال فيكفرفى الحال". (شرح الفقه الأكبر، ص: ۱۸۴، فصل فى الكفرصريحاوكنايه، قديمى)

(وكذا فى مجمع الأنهر: ۵۰۲/۲، كتاب السيروالجهاد باب المرتد، مكتبه غفاريه كوئٹه)

(وكذا فى البزازيه على هامش الفتاوىٰ العالمكيرية: ۳۲۱/۶، كتاب السير، الباب الرابع فى المرتد الثانى فيمايكون كفرامن المسلم ومالايكون، رشيديه)

بسقوطه". بحرعن شرح المجمع للمصنف". شامی: ۲/ ۴۹۷(۱)۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۱۰/۱۱/۱۴۰۰ھ۔

ردت کے بعد کلما کی قسم کا حال

سوال[۷۴۷]: کسی شخص نے کلما کے لفظ سے قسم کھالی اور یہ گمان وخیال کیا کہ دنیا میں اس کا کفارہ کسی چیز وصورت میں نہیں ہوسکتا، لہٰذا وہ شخص مرتد ہوگیا، (العیاذ باللہ تعالیٰ عنہ) پھر وہ شخص آدھ گھنٹہ کے بعد اسلام لایا۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس ارتداد سے اس کے اعمال باطل ہوں گے یا نہیں اور کفارہ ساقط ہوگا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ غلط ہے کہ کلما کی قسم کھالینے کے بعد کوئی صورت جواز کی ممکن نہیں۔ مرتد ہونے سے تمام اعمال برباد ہوجاتے ہیں حتی کہ اگر حج کرچکا تھا اس کا اعادہ لازم ہوتا ہے، موت کا وقت معلوم نہیں کیا خبر ہے کہ آدھ گھنٹہ گزرنے سے پہلے ہی موت آجائے اور پھر نہ ختم ہونے والی زندگی دردناک عذاب کی حالت میں جہنم میں گذرے۔

مرتد ہوجانے سے صاحبین کے نزدیک تعلیق باطل نہیں ہوتی، پس اگر اسلام لانے کے بعد شرط پائی جاوے گی تو اس پر جزا کا ترتب لازم ہوگا، ہاں امام اعظم کے نزدیک البتہ مرتد ہونے کی وجہ سے بشرطیکہ دارالحرب میں جاکر لاحق ہوجائے تعلیق باطل ہوجاتی ہے اور اس صورت میں جبکہ دارالحراب میں جاکر کوئی لاحق ہوجائے تو اس پر مرتد کے جمیع احکام جاری ہوں گے۔

"ثم اعلم أن ممايبطل التعليق ارتداد الزوج ولحاقه بدار الحرب عند ه خلافاً لهما ، ا هـ. بحر : ۲/ ۲۰۔ وقد بقى لها أحكام كثيرة: منها حبط العمل عند نابنفس الردة: أى إبطال العبادات. وفى الخلاصة: من ارتداد ثم أسلم وهو قد حج مرةً، فعليه أن يحج ثانياً، وليس

---

(۱)" رد المحتارعلى الد رالمختار: ۳/ ۳۴۹، باب التعليق، سعيد)

(وكذا فى البحر الرائق: ۴/ ۳۵، كتاب الطلاق، باب التعليق، مكتبه رشيد يه)

(وكذا فى فتح القد ير: ۴/ ۱۲۵ ، كتاب الطلاق، باب الإيمان فى الطلاق، مصطفى البابى الحلبى)

علیه إعادة الصلوة والزکوٰة والصیامات؛ لأن بالردة کأنه لم یزل کافراً، فإذا أسلم وهو غنی فعلیه الحج، ولیس علیه قضاء لسائر العبادات اهـ. من ارتدّ ومات، فإنه یواخذ بعقوبة الکفر الأول والثانی، الخ". بحر: ۵/ ۱۲۷ (۱)۔

کلما کی قسم کھاکر جواز (حانث ہونے سے بچنے) کی صورت یہ ہے: فلو قال: کلماتزوجت امرأةً فهی طالق، تطلق بکل تزوج ولو بعد زوج اٰخر؛ لأن صحة هذا الیمین باعتبار مایحدث من الملك وهو غیر متناه، وعن أبی یوسف ؒ أنه لو دخل علی المنکر فهو بمنزلة کل. وتمام فی المطولات۔ والحیلة منه عقد الفضولی أو فسخ القاضی الشافعی، وکیفیة عقد الفضولی: أن یزوجه فضولی، فأجاز بالفعل بأن ساق المهر ر ونحوه لابالقول، فلاتطلق، بخلاف ماإذاوکل به لانتقال العبارة إلیه. وکیفیة الفسخ أن یزوج الحالف امرأةً فیرفعان الأمر إلی القاضی فیدعی أنه زوجها قد تمردت علیه وزعمت أنها بالحلف صارت مطلقةً، فیلتمس من القاضی فسخ الیمین، فیقول: فسخت هذه الیمین وأبطلتها وجوزت النکاح، فإن أمضاه قاضی حنفی بعد ذلك کان أجود، وعقد الفضولی أولی فی زمانا من الفسخ، لکن فی الجواهر أن الفسخ أولی لکونه متفقاً علیه إلافی روایة عن أبی یوسف رحمه الله تعالیٰ، ثم إن کان الحالف شاباً فإقدامه علیه أفضل من العزوبة، وإن کان شیخاً، فلعزوبة أولی، کما فی القهستانی والفتح وغیره. اهـ". مجمع الأنهر: ۱/ ۴۱۹ (۲)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہانپور، ۱/۲/۵۹ھ۔
صحیح: عبداللطیف، الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ۔

---

(۱) (البحر الرائق: ۵/ ۲۱۳، باب أحکام المرتدین، رشیدیه)

"ومأأدی منها فیه یبطل ولایقضی من العبادات إلاالحج". (الدرالمختار: ۴/ ۲۵۱، سعید)

(مجمع الأنهر، ۲/ ۵۰۱، باب المرتد، مکتبه غفاریه)

"وکذایبطل بلحاقه مرتد أبدارالحرب خلافاً لهما". وفی ردالمحتار: فعندهما لایبطل التعلیق؛ لأن زوال الملک لایبطله". (ردالمحتار: ۳/ ۳۴۹، سعید)

(۲) (مجمع الأنهر: ۲/ ۶۰، باب التعلیق، مکتبه غفاریه).. =

مرتد کی تجہیز وتکفین

سوال[۷۴۸]: عنایت خان نے دھوری بائی نومسلم سے اسلام قبول کرا کے نکاح کیا جن کے نطفے سے لڑکا غلام محمد نامی ہے، دو بہن ہیں۔ دھوری بائی نے اب ظاہر کیا ہے کہ میں اب ہندو مذہب میں واپس رہوں گی، اسلام سے تعلق نہیں ہے، قاسم خان جو دوسرا شوہر تھا اس کو بھی دھوری بائی نے جلوادیا۔ اب دھوری بائی سے تعلق رکھیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلياً:

دھوری بائی نے اسلام چھوڑ کر جو ہندو مذہب اختیار کیا ہے اس سے اس کے زمانۂ اسلام کے سب اعمال برباد ہوگئے، اگر وہ توبہ کر کے دوبارہ اسلام قبول نہ کرے تو ہمیشہ کیلئے جہنم کی مستحق ہے، اس سے کسی قسم کا تعلق ومحبت جائز نہیں (۱) اگر وہ مرجائے تو اس کی نعش کو سنت کے موافق تجہیز وتکفین نہ کی جائے اور اس میں شرکت نہ کی جائے (۲)۔ ہندو لوگ جو چاہیں کریں، غلام محمد بالکل الگ رہے، قاسم خان کو انتقال کے بعد جلوا

= (وكذا في الاشباه والنظائر، الفن الخامس: ۳/۱ ۳۰، الفصل السادس في النكاح)

(وكذا في في الدر المختار، ۳/۸۴۶، سعيد)

(۱) قال الله تعالىٰ: ﴿و من يرتدد منكم عن دينه، فيمت وهو كافر، فأولئک حبطت أعمالهم في الدنيا والآخرة، وأولئک أصحاب النار هم فيها خلدون﴾. (سورة البقرة: ۲۱۷)

وقوله: "(فيمت و هو كافر) .... فيمت قبل أن يتوب من كفره فهم الذين حبطت أعمالهم .... بطلت و ذهبت وبُطُولُها ذهاب ثوابها و بطول الأجر عليها أو الجزاء في دار الدنيا والآخرة. وقوله: (وأولئک أصحاب النار هم فيها خلدون) .... وإنما جعلهم أهلها؛ لأنهم لا يخرجون منها، فهم سكانها المقيمون فيها الخ". (جامع البيان في تفسير القرآن لابن جرير: ۲/۲۰۷، دار المعرفة)

قال الله تعالىٰ: ﴿و من يكفر بالإيمان، فقد حبط عمله، و هو في الآخرة من الخاسرين﴾. (سورة المائدة: ۵)

(۲) وفي الدر المختار: "(ويغسل المسلم ويكفن ويدفن قريبه) كخاله (الكافر الأصلي)، أما المرتد فيلقى في حفرة كالكلب (عند الاحتياج) .... من غير مراعاة السنة". (كتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز: ۲/۲۳۰، سعيد) .... =

دینا جائز نہیں تھا، یہ سخت گناہ ہوا توبہ لازم ہے (۱) مسلمانوں کو چاہیے کہ کفن دفن کرتے اور نماز جنازہ ادا کرتے، اب اس کے لئے استغفار کریں، قرآن پاک پڑھ کر نوافل پڑھ کر صدقہ دے کر اس کو ثواب پہنچائیں (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیوبند۔

جواب درست ہے: سید مہدی حسن غفرلہ۔

منکر نماز کا جنازہ

سوال [۷۴۹]: ایک شخص نے اپنی تمام زندگی سرنگوں نہیں کیا یعنی لڑکپن سے لے کر حالت پیری تک نماز نہیں پڑھی، اس کی موت آنے کے ایک سال قبل کسی شخص نے اس کو برائے نماز تلقین کی، اس کے جواب میں شخص مذکور نے یہ کہا تھا کہ "ہمیں نماز کے لئے ہدایت کرنے کی کوئی ضرورت نہیں، کیونکہ ہم نہیں پڑھتے اور نماز

= وفی البحر الرائق: "و یغسل ولی مسلم الکافر ویکفنه و یدفنه .... و إنما یغسل غسل الثوب النجس من غیر وضوء و لا بداءة بالمیامن و لا یکون الغسل طهارةً له .... و یحفر له حفیرةً من غیر مراعاة سنة اللحد". (کتاب الجنائز، فصل السلطان أحق بصلاته: ۲/۳۳۴، رشیدیه)

(وکذا فی الحلبی الکبیر، کتاب الصلاة، فصل فی الجنائز، الثامن فی المتفرقات، ص: ۲۰۳، سهیل اکیڈمی)

(۱) قال الله تعالیٰ: ﴿یا أیها الذین آمنوا توبوا إلی الله توبةً نصوحاً﴾. (سورة التحریم: پ ۲۸)

"عن أبی هریرة -رضی الله تعالیٰ عنه- : قال: قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: "أشد فرحاً بتوبة أحدکم من أحدکم بضالته إذا وجدها اهـ".

"واتفقوا علی أن التوبة من جمیع المعاصی واجبة، وأنها واجبة علی الفور لا یجوز تأخیرها، سواء کانت المعصیة صغیرةً أو کبیرةً". (الصحیح لمسلم مع شرحه للنووی، کتاب التوبة: ۲/۳۵۴، قدیمی)

(۲) وفی رد المحتار: "صرح علماء نا فی باب الحج عن الغیر بأن للإنسان أن یجعل ثواب عمله لغیره صلاةً أو صوماً أصدقةً أو غیرها الخ". (کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب فی القرأة للمیت الخ: ۲/۲۴۳، سعید)

(وکذا فی البحر الرائق، کتاب الحج، باب الحج عن الغیر: ۳/۱۰۵، رشیدیه)

(عیاذاً باللہ) کوئی چیز نہیں ہے"۔ تو آیا یہ کفر حکمی ہے یا حقیقی؟ اگر اس کی کفریت کی بنا پر کسی نے نماز جنازہ نہیں پڑھائی تو آیا اس کے اوپر شریعت کیا کہتی ہے؟ اگر یہ کفر حکمی ہے تو "من ترك الصلوة متعمداً، فجزاء ہ جهنم"۔ "ومن ترك الصلوة متعمداً، فقد كفر" (۱) ان دونوں حدیثوں کی کیا مراد ہے؟ اور تیسری حدیث "الصلوة عماد الدين الخ" (۲) اس کی کیا مراد ہے؟

وہی شخص ایک سال پورا ہونے پر انتقال کر گیا مگر نہ اس نے توبہ کی اور نہ نماز پڑھی تو اس قسم کے آدمی کو مسلمان کہلوانا کیسا ہے اور اگر کسی نے ضداً اس کی نماز جنازہ پڑھا دی تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟ مرض وغیرہ کوئی نہیں، صحیح سالم بالکل تندرست تھا، عمر تقریباً سو سال کی ہوئی تھی اور کوئی وجہ نہیں۔

محمد حسین چاٹگامی، امام جامع مسجد موضع بہاراپور، بھوزی ڈاکخانہ پیران کلیر، تحصیل روڑکی، ضلع سہارنپور۔

الجواب حامداً و مصلیاً:

نماز فرض عین ہے، جو شخص اس کی فرضیت کا انکار کرے وہ کافر ہے اور تارک فاسق ہے۔ اگر کوئی مقتدا شخصِ مذکور کی نماز جنازہ نہ پڑھے تا کہ دوسروں کو عبرت ہو تو شرعاً وہ قابل ملامت نہیں، لیکن تکفیر مسلم میں جلدی نہیں کرنا چاہئے جب تک اس کے کلام کے لئے صحیح محمل نکل سکے، جانب کفر کو اختیار نہیں کرنا چاہئے:

"هي فرض عين على كل مكلف، و يكفر جاحدها لثبوتها بدليل قطعي، و تاركها عمداً مجانةً: أي تكاسلاً فاسق اهـ". در مختار (۳)۔ "لو قال لمريض: صل فقال: والله لاأصلي أبداً، ولم يصل حتى مات يكفر۔ و قول الرجل: لا أصلي يحتمل أربعة أوجه: أحدها لاأصلي؛ لأني صليت. والثاني: لاأصلي بأمرك، فقد أمرني بها من هو خير منك۔ والثالث: لا أصلي فسقاً مجانةً،

(۱) (فيض القدير: ۱۱/۵۷۳۸، رقم الحديث: ۸۵۸۷، نزار مصطفیٰ الباز)

(وتلخيص الحبير: ۲/۷۱۹، باب ترک الصلوٰة، نزار مصطفیٰ الباز)

(۲) (فيض القدير: ۷/۳۸۲۵، رقم الحديث: ۵۱۸۵، نزار مصطفیٰ الباز)

(والموضوعات الكبرى للقاری رحمه الله تعالیٰ، ص: ۱۵۰، رقم الحديث: ۵۷۸، قديمی)

(ومرقاة المفاتيح: ۸/۵۶۱، رشيديه)

(ومجموعة رسائل اللكنوى: ۲/۳۵۲، رساله: ردالإخوان عن محدثات آخر جمعة رمضان، إدارة القرآ

(۳) (الدر المختار، كتاب الصلوة: ۱/۳۵۱، ۳۵۲، سعيد)

فهذه الثلاثة ليست بكفر. والرابع :لا أصلي؛ إذ ليس يجب عليّ الصلوة، و لم أومر بها، يكفر. و لو أطلق وقال: لا أصلي لا يكفر، لإحتمال هذه الوجوه اهـ". عالمگیری(۱)۔

"إذا كان في المسئلة وجوه توجب الكفر ووجه واحد يمنع، فعلى المفتي أن يميل إلى ذلك الوجه، كذا في الخلاصة (۲)۔ و في البزازية: إلا إذا صرح بإرداة توجب الكفر، فلا ينفع التأويل حينئذ كذا في البحر الرائق (۳)۔ ثم إن كانت نية القائل الوجه الذي يمنع التكفير فهو مسلم، وإن كانت نيته الوجه الذي يوجب التكفير ، لا تنفعه فتوى المفتي، ويؤمر بالتوبة والرجوع عن ذلك، و بتجديد النكاح بينه و بين امرأته، كذا في المحيط اهـ"۔(۴) ہندیہ (۵)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۳/ ربیع الثانی/ ۶۷ھ۔

---

(۱) (**الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير ، الباب التاسع في أحكام المرتدين ، مطلب: موجبات الكفر أنواع ، منها ما يتعلق بالصلوة والصوم الخ: ۲/۲۶۸، رشيديه)**

(وكذا في الفتاوى البزازية، كتاب ألفاظ تكون إسلاما أو كفراً ، الفصل الثاني ، النوع التاسع فيما يقال في القرآن الخ: ۲/۳۴۰، ۳۴۱، رشيديه)

(وكذا في التاتارخانية ، كتاب أحكام المرتدين، فصل فيما يتعلق بالصلوة والزكوة الخ: ۵/۴۹۳، ۴۹۴، ادارة القرآن)

(وكذا في المحيط البرهاني ،كتاب السير، فصل في مسائل المرتدين،نوع فيمايتعلق بالصلوة: ۵/۵۶۳، ۵۶۴، غفاريه كوئٹه)

(۲) (خلاصة الفتاوى ، كتاب ألفاظ الكفر ، الفصل الثاني، الجنس الأول في المقدمة : ۴/۳۸۲،رشيديه)

(۳) (البحر الرائق ، كتاب السير ، باب أحكام المرتدين : ۵/۲۱۰، رشيديه)

(۴) (المحيط البرهاني ،كتاب السير، فصل في مسائل المرتدين،النوع الأول في إجراء كلمة الكفر : ۵/۵۵۰، ۵۵۱، غفاريه كوئٹه)

(۵) (العبارة بأسرها من الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير ، موجبات الكفر أنواع ، قبيل الباب العاشر ۲/۲۸۳، رشيديه)

(وكذا ...ية ، كتاب أحكام المرتدين، فصل في إجرآء كلمة الكفر: ۵/۴۵۸، ۴۶۱، ادارة القرآن)

متفرقات الکفر

بے عمل لوگوں کا یہ کہنا کہ ''فلاں فلاں کہیں گے تو عمل کریں گے''

سوال[۷۵۰]: اگر کوئی بستی یا گاؤں ایسا ہو کہ وہاں پر مسلمانوں کے ۴۰،۵۰/ گھر ہوں اور وہاں پر نہ کوئی مسجد ہو اور نہ کوئی عالم ہو تو کیا وہ بستی والے گنہگار رہوں گے، یا اگر کسی بستی یا گاؤں میں مسجد ہو اور ایسی بستی کے اندر ۱۵۰/ یا ۲۰۰/ مسلمانوں کے گھروں کی آبادی ہو اور وہاں پر سب جانتے ہیں کہ نماز فرض ہے اور روزہ بھی فرض ہے اور زکوۃ، حج بھی فرض ہے اور مثال کے طور پر ۲۰۰/ کی بستی ہے، اس میں ۱۰۰/ مسلمان مرد وعورت کو نمازوں وغیرہ کا درست طریقہ معلوم ہے اور کچھ زیادہ احکام سے بھی واقف ہیں، لیکن اس میں سے ایک بھی نماز نہیں پڑھتا اور مسجد میں اذان بھی نہیں ہوتی تو کیا اس بستی میں بسنے والے اور احکام کے جاننے والے اور نہ جاننے والے سب گناہگار رہوں گے؟ یا اگر اسی مذکورہ مقدار کی بستی یا گاؤں ہو جس میں ایک شخص ہو یا تین چار آدمی ایسے ہوں کہ وہ دین کے مطابق عمل کرنے لگیں، یا اگر دو تین گاؤں کے لوگ کہہ دیں کہ یہ کام ناجائز اور حرام ہے اور شرک ہے اس کو مت کرو یا اسی طرح تم عمل کرو یا ساری بستی کے لوگ اس کے کہنے یا کرنے کی بناپر ۲۰۰/ یا ۵۰۰/ آدمی شرک و بدعت اور کبیرہ گناہوں سے بچ جاویں اور شریعت کے مطابق زندگی بسر کرتے ہوں اور دین اور شریعت کے کام انہیں دو یا تین پر موقوف ہو اور لوگ شرک و بدعت و کفر میں مبتلا ہوتے ہوں اور وہ دو یا تین آدمی ایسے ناجائز امور سے نہ روکیں اور شریعت کے مطابق عمل نہ کریں اور لوگ یہ کہتے ہوں کہ فلاں فلاں اگر ہمیں کہیں یا عمل کرنے لگ جاویں تو ہم کریں اور ان چیزوں کو چھوڑ دیں تو اگر یہ تین حضرات خود بھی جاننے کے باوجود اور دوسروں کو سمجھانے کے باوجود خود بھی عمل نہ کریں اور دوسروں کو بھی شریعت کے مطابق عمل کرنے کی تاکید نہ کریں تو کیا ان تین پر پوری بستی اور گاؤں کی بدعملی اور بددینی کا بوجھ پڑے گا یا عنداللہ شریعت کی رو سے ان دو یا تین کی بھی پکڑ ہوگی؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

جس بستی میں مسلمان موجود ہوں ان کو چاہئے کہ حیثیت کے مطابق وہاں مسجد کا انتظام کریں(۱) اور نماز باجماعت ادا کرلیا کریں، قدرت کے باوجود ایسا نہ کرنے سے وہ گناہگار ہوں گے۔ ہر بستی میں جہاں مسلمان کافی تعداد میں ہوں عالم کا ہونا بھی ضروری ہے جو شرعی احکام بتایا کرے۔ بچوں کی تعلیم کا انتظام بھی ضروری ہے(۲)۔ اگر کسی بستی میں ۲/۴ عالم باا ثر ہیں مگر وہ نہ خود عمل کرتے ہیں نہ عوام کو تاکید کرتے ہیں، حالانکہ عوام ان کے کہنے سے بے عملی چھوڑ کر دین پر عمل کرنے کے لئے تیار ہیں تو ان دو چار کی ذمہ داری بہت بڑھ جاتی ہے، عوام کی بے عملی کی وجہ سے ان کا گناہ المضاعف ہوجاتا ہے، لیکن عوام کا گناہ بھی کم نہیں ہوتا، دین پر عمل کرنے کے لئے عوام اس کے منتظر رہتے ہیں کہ فلاں فلاں کہیں گے تو ہم عمل کریں گے ورنہ نہیں کریں گے

---

(۱) "عن عائشة رضی الله تعالیٰ عنها قالت: أمر رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ببناء المسجد فی الدور". الحدیث، رواه أبو داود والترمذی وابن ماجة". (مشکوة المصابیح، کتاب الصلوة، باب المساجد الخ، ص: ۶۹، قدیمی)

قال القاریؒ: "والمراد المحلات، فإنهم کانوا یسمون المحلة التی اجتمعت فیها قبیلة داراً.......... هو المعوّل و علیه العمل، ثم رأیت ابن حجر ذکر أنه المراد به ههنا المحلات و القبائل، و حکمة أمره لأهل کل محلة ببنآء مسجد فیهاأنه قد یتعذر أو یشق علی أهل محلة الذهاب للأخری، فیحرمون أجر المسجد وفضل إقامة المساجد فیه، فأمروا بذلک لیتیسر لأهل کل محلة العبادة فی مسجدهم من غیر مشقة تلحقهم. وقال البغوی: قال عطاء: لما فتح الله تعالیٰ علی عمر رضی الله تعالیٰ عنه الأمصار، أمر المسلمین ببناء المساجد". (المرقاة شرح المشکوة، کتاب الصلوة، باب المساجد الخ: الفصل الثانی: ۲/۴۲۰، مکتبه حقانیه پشاور)

(۲) "من فرائض الإسلام تعلم ما یحتاج إلیه العبد فی إقامة دینه و إخلاص عمله لله تعالیٰ و معاشرة عباده. وفرض علی کل مکلف و مکلفة بعد تعلمه علم الدین والهدایة علم الوضوء والغسل والصلوة والصوم، وعلم الزکوة لمن له نصاب، والحج لمن وجب علیه الخ". (رد المحتار، المقدمة: ۱/۴۲، سعید)

نہایت غلط ہے خدائے پاک کے یہاں یہ عذر قابل قبول نہیں ہوگا، دین پر عمل کرنا تو خدائے پاک کا حکم ہے(۱) نہ کہ فلاں اور فلاں کا، اس لئے عوام اپنے اس طرز کو چھوڑیں ورنہ خیر نہیں، قیامت کے دن فلاں اور فلاں بچانے کے لئے نہیں آئیں گے وہ خود ہی اسی گرفت میں ہوں گے کہ چھوٹنا مشکل ہوگا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند۔

اپنی بیوی کو بغیر پردہ کے نچوانا کیا کفر ہے؟

سوال[۱۵۷۱]: ایک مجلس میں دو عالم نے وعظ کہا، پہلے عالم صاحب پردہ کے متعلق وعظ فرما کر چلے آئے، اس کے پیچھے دو شخصوں نے ان عالم صاحب کو برا بھلا کہا اور یہ بھی کہا کہ وہی پڑھ کر آیا ہے اور کوئی عالم نہیں، ہم اپنی بیوی لوگوں کے سامنے بغیر کپڑے کے نچوائیں گے، اس بات کو دوسرے عالم صاحب نے سن کر قرآن وحدیث پڑھ کر بہت سمجھایا لیکن وہ نہیں مانے، اس پر اس عالم صاحب نے کفر کا حکم فرمایا۔ یہ حکم صحیح ہے یا نہیں؟ اگر صحیح نہ ہو تو کہنے والے پر کیا حکم ہونا چاہئے؟ مدلل فرمائیں۔

الجواب حامداً و مصلیاً:

شریعت کا حکم معلوم ہونے پر اس طرح اس کا انکار کرنا یہ شریعت کا مقابلہ کرنا ہے جو کہ مسلمان کا کام نہیں، کافروں جیسا کام ہے، اس لئے اس معنی کر اس کو کفر بھی کہنا درست ہے، کیوں کہ اس کا انجام عامۃً یہ ہوتا ہے کہ آدمی قرآن وحدیث کی بھی بے ادبی اور گستاخی کر بیٹھتا ہے، اس لئے تجدیدِ ایمان اور توبہ کرالی جائے۔ بحر(۲)،

---

(۱) قال الله تعالىٰ: ﴿وأقيموا الصلوة وآتوا الزكوة واركعوا مع الراكعين﴾. (البقرة: ۴۳)

وقال تعالىٰ: ﴿شرع لكم من الدين ما وصى به نوحاً والذى أوحينا إليك و ما وصينا به إبراهيم و موسى وعيسى أن أقيموا الدين و لا تتفرقوا فيه﴾. الاية (الشورى: ۱۳)

(۲) "و يكفر إذا أنكر آيةً من القرآن أو سخر بآية منه". (البحرالرائق، كتاب السير، باب أحكام المرتدين: ۲۰۵/۵، رشيديه)

(وكذا فى شرح الفقه الأكبر للقارى، فصل فى القرآة، قديمى)

عالم گیری (۱) خانیہ (۲) باب المرتد میں ایسا ہی مذکور ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیوبند، ۲۹/۸/۹۱ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دار العلوم دیوبند، ۲۹/۸/۹۱ھ۔

بے دین فقیروں کا حال اور دعویٰ

سوال [۷۵۲]: حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب شب معراج میں دیدار خداوند عالم سے مشرف ہوئے تو اس وقت خدائے عزوجل نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کتنے کلام کئے تھے اور ان میں سے کتنے ظاہر میں ہیں اور کتنے باطن میں اور اس کی کوئی مقدار متعین اور ظاہری و باطنی میں تقسیم ہونا کسی

---

(۱) (الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، الباب التاسع في أحكام المرتدين، مطلب: موجبات الكفر أنواع، منها ما يتعلق بالقرآن: ۲/۲۶۶، رشيديه)

(وكذا في الفتاوى البزازية، كتاب ألفاظ تكون إسلاما أو كفراً، الفصل الثاني، النوع التاسع في ما يقال في القرآن الخ: ۶/۳۴۲، رشيديه)

(۲) (كذا في التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فصل في ما يتعلق بالقرآن: ۵/۴۶۰، ادارة القرآن)

(وكذا في شرح الفقه الأكبر للقاري، فصل في القرآءة والصلوة، ص: ۱۶۷، قديمي)

وفي شرح الفقه الأكبر أيضاً: "و في تتمة الفتاوى: من استخف بالقرآن أو بالمسجد أو بنحوه مما يعظم في الشرع، كفر". (المصدر السابق)

قال في الفتاوى العالمكيرية: "ما كان في كونه كفراً اختلاف، فإن قائله يؤمر بتجديد النكاح، و بالتوبة والرجوع عن ذلك بطريق الاحتياط .... ثم إن كانت نية القائل...... الوجه الذي يوجب التكفير، لا تنفعه فتوى المفتي، و يؤمر بالتوبة والرجوع عن ذلك، وبتجديد النكاح بينه و بين امرأته". (الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، موجبات الكفر أنواع، قبيل الباب العاشر في البغاة: ۲/۲۸۳، رشيديه)

(وكذا في التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فصل في إجرآء كلمة الكفر: ۵/۴۵۸، ۴۶۱، ادارة القرآن)

(وكذا في الفتاوى البزازية، كتاب ألفاظ تكون إسلامًا أو كفراً، الفصل الثاني، النوع الأول في المقدمة: ۶/۳۲۲، رشيديه)

حدیث یا مرشدِ کامل یا کتبِ تصوف سے ثابت ہے یا نہیں؟

چونکہ ہمارے اس دیار میں بعض لوگ اپنے کوفقیر کہلاتے ہیں اوران کا دعوی ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں خداوند عالم سے ملاقات کی اس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے نوے ہزار کلام کئے، منجملہ تیس ہزار ظاہری یعنی شریعت میں اور ساٹھ ہزار باطن میں جس کو معرفت کہتے ہیں، بناء علیہ وہ ظاہری یعنی شریعت کو چھوڑ کر باطنی کی طرف راغب ہیں اور کہتے ہیں کہ ''یہ قرآن شریف کوئی چیز نہیں، دلی قرآن اصل ہے اور ظاہری قرآن محض کاغذ ہے''۔ نیز: ''علمائے دین کو اندھا کہتے ہیں، نماز کوئی چیز نہیں، وہ کچھ ضروری نہیں'' اور حدیث، تفسیر کو نہیں مانتے۔ یہ سب بکواس کرتے پھرتے ہیں اور گانجا افیون، بھنگ، حقہ نوشی اور ایک دوسرے کی بیوی سے خدمت لینا خلوت میں اور عورتوں کو مرید بنا کر رات میں خلوت میں فیض رسانی کرنا وغیرہ وغیرہ بے غیرتی ان کا طریقہ ہے اور چشتیہ کے نام سے شب وروز سماع، قوالی، بھنگ نوشی میں مشغول رہتے ہیں، ایسے لوگوں کے بارے میں کلام اللہ وکلام الرسول میں کیا حکم ہے؟ اور یہ بھی گزارش ہے کہ کسی طریقہ میں یعنی چشتیہ وغیرہ میں اس کا جائز ہونا ثابت ہے یا نہیں؟ فقط۔

کتبہ: ابوسعید محمد دانش علی غفرلہ، ضلع گوالپاڑہ، آسام۔

الجواب حامداً و مصلياً:

ایسے فقیروں سے گفتگو اور بحث بے سود بلکہ مضر ہے، دین میں ایسے لوگوں کا کوئی حصہ نہیں، اسلامی حکومت ہوتو ایسے لوگوں کو سخت ترین سزادی جائے۔ جو قرآن کریم (۱) حدیث شریف (۲) تفسیر کو نہیں مانتا (۳) وہ اسلام سے خارج اور مستحق نار ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۲/ ربیع الثانی/ ۶۷ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۲/ ربیع الثانی/ ۶۷ھ۔

---

(۱) ''و فی جواهر الفقه: من أنكر آيةً من كتاب الله .... كفر''. ...... و فيه: ''من جحد القرآن: أى كله أو سورةً منه أو آيةً، قلت: و كذا كلمةً أو قرآءةً متواترةً، أو زعم أنها ليست من كلام الله تعالىٰ كفر: أى إذا كان كونه من القرآن مجمعاً عليه''. (شرح الفقه الأكبر للقارى، فصل فى القرآءة والصلوة ص: ۱۶۷، قديمى) .... =

....

= (وكذا في البحر الرائق ، كتاب السير ، باب أحكام المرتدين : ۵/۲۰۵، رشيديه)

(وكذا في الفتاوى البزازية، كتاب ألفاظ تكون إسلاماً أو كفراً ، الفصل الثاني ، النوع التاسع في القرآن...... : ۳۴۲/۶، رشيديه)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية ، كتاب السير ، موجبات الكفر أنواع، منها ما يتعلق بالقرآن : ۲۶۶/۲ ،رشيديه)

(وكذا في التاتارخانية ، كتاب أحكام المرتدين ، فصل في ما يتعلق بالقرآن : ۴۹۰/۵، ادارة القرآن)

(۲) " من أنكر الأخبار المتواترة في الشريعة، كفر ....ثم اعلم أنه أراد بالتواتر ها هنا التواتر المعنوي لا اللفظي .... وفي الخلاصة : من رد حديثاً ، قال بعض مشايخنا : يكفر، وقال المتأخرون: إن كان متواتراً، كفر، أقول: هذا هو الصحيح إلا إذا كان ردّ حديث الآحاد من الأخبار على وجه الاستخفاف والاستحقار والإنكار". (شرح الفقه الأكبر للقاري، فصل في القرآءة والصلوة، ص: ۱۶۵، ۱۶۶، قديمي)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية ، كتاب السير ، موجبات الكفر أنواع، منها ما يتعلق بالأنبياء عليهم الصلاة السلام : ۲۶۵/۲ ، رشيديه)

(وكذا في خلاصة الفتاوى ، كتاب ألفاظ الكفر ، الفصل الثاني، الجنس الثالث فيمايقال في الأنبياء عليهم الصلاة السلام : ۳۸۶/۴، رشيديه)

(وكذا في التاتارخانية ، كتاب أحكام المرتدين ، فصل في ما يعود إلى الأنبياء عليهم السلام : ۴۸۱/۵، ادارة القرآن كراچی)

(۳) "إذا كان الفقيه يذكر شيئاً من العلم أو يروى حديثاً صحيحاً ، فقال آخر : این ہیچ نیست وررده .... فهذا كفر". (الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، موجبات الكفر أنواع ، منها ما يتعلق بالعلم والعلمآء : ۲۷۱/۲ ، رشيديه)

(وكذا في المحيط البرهاني ،كتاب السير ، فصل في أحكام المرتدين،نوع في العلم والعلماء : ۵۲۹/۵ ، مكتبه غفاريه كوئٹه)

باب التقلید

(تقلید کا بیان)

تقلید کی شرعی حیثیت

سوال[۷۵۳]: تقلید کی شرعی حیثیت کیا ہے، نیز اگر تقلید ضروری ہے تو شخصی تقلید کیوں ضروری سمجھی جاتی ہے؟ اگر کسی مسئلہ میں کسی امام کی تقلید کی جائے، کسی میں کسی یعنی غیر معین امام کی تقلید کی جائے تو اس میں کیا حرج ہے، علماء اسے کیوں منع کرتے ہیں کہ چاروں ائمہ کا مسلک درست تسلیم کیا جاتا ہے؟

الجواب: نحمده ونصلی علی رسوله الکریم،

أما بعد! اصالۃً ہدایت کا سرچشمہ قرآن پاک ہے ﴿هدی للناس﴾ (۱) لیکن اس میں عموماً بنیادی اصول اور مسائل بطورِ ضابطہ کلیہ بیان کئے گئے ہیں، تفصیلات اور فروع کا بیان کرنا حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سپرد ہے: ﴿لتبین للناس ما نُزّل إلیهم﴾ (۲) تاکہ جو مضامین لوگوں کے پاس بھیجے گئے ہیں ان کو آپ ان سے ظاہر کردیں (بیان القرآن)۔

مثال نمبر ۱:

قرآن پاک میں ہے: ﴿وأقیموا الصلوة﴾ (۳) نماز قائم کرو۔ اس کی پوری تفصیل کہ کس نماز میں

---

(۱) (البقرة: ۱۸۵)

(۲) (النحل: ۴۴)

"قال الحافظ ابن کثیر تحت الآیة المذکورة: ﴿لتبیین للناس مانزل إلیهم﴾: أی من ربهم لعلمک بمعنی ماأنزل الله، وحرصک علیه واتباعک له، ولعلمنا أنک أفضل الخلائق وسیدوُلدآدم، فتفصّل لهم ماأجمل وتبین لهم ماأشکل." (تفسیر ابن کثیر: ۲/۷۵۴، جمعیة إحیاء التراث الاسلامی)

(وکذافی روح المعانی: ۱۴/۱۵۰، دار إحیاء التراث العربی)

(۳) (البقرة: ۴۳)

کتنی رکعت ہیں، کس رکعت کے بعد قعدہ ہے، کون سی رکعت میں صرف الحمد پڑھی جاتی ہے، کون سی میں سورت بھی ملائی جاتی ہے، کس نماز میں قرأت آواز سے پڑھی جاتی ہے، کس میں آہستہ؟ وغیرہ وغیرہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہے، قرآن شریف سے براہ راست اس کا سمجھنا دشوار ہے۔

مثال نمبر ۲:

﴿وآتوا الزکوٰۃ﴾ (۱) زکوٰۃ ادا کرو۔ اس کی تفصیل کہ چاندی کی زکوٰۃ کس حساب سے ہے، سونے کی کس حساب سے، بکری، گائے، اونٹ کی کس حساب سے؟ احادیث سے معلوم ہوئی جس کا قرآن شریف میں کوئی ذکر نہیں۔

مثال نمبر ۳:

﴿ولله على الناس حج البيت﴾ (۲) لوگوں کے ذمہ اللہ کے گھر کا حج لازم ہے۔ اس کی تفصیل کہ طواف کا کیا طریقہ ہے، کتنے چکر ہیں؟ عرفات، منیٰ، مزدلفہ، رمی جمار وغیرہ کے مسائل کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیان فرمایا، قرآن پاک کو سمجھنے کے لئے حدیث شریف کی روشنی کو حاصل کرنا ضروری ہے۔ حدیث سے بے نیاز ہو کر قرآن شریف کو سمجھنا ناممکن ہے۔ امت کو حکم ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بیان فرمودہ تفصیلات کے ماتحت قرآن شریف سے ہدایت حاصل کرے، اس سلسلہ میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت اللہ پاک ہی کی اطاعت ہے: ﴿من يطع الرسول فقد أطاع الله﴾ (۳)، اس لئے حدیث میں

---

(۱) (البقرۃ: ۴۳)

(۲) (آل عمران: ۹۷)

(۳) (النساء: ۸۰)

قال الحافظ ابن كثير رحمه الله تعالىٰ: "يُخبِر تعالىٰ عن عبده ورسوله محمد صلى الله تعالىٰ عليه وسلم بأن من أطاعه فقد أطاع الله، ومن عصاه فقد عصى الله، وما ذاك إلا لأنه ﴿ما ينطق عن الهوى إن هو إلا وحي يوحى﴾ قال ابن أبي حاتم: حدثنا أحمد بن سنان ...... عن أبي هريرة رضي الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "من أطاعني فقد أطاع الله، ومن عصاني فقد عصى الله." الحديث ...... قال: "وهذا الحديث ثابت في الصحيحين". (ابن كثير: ۱/۷۰۳، مكتبه دار السلام رياض)

ارشاد ہے: ''صلوا کمارأیتمونی أصلی''. (بخاری شریف: ۲/۱۰۷۶) (۱) جس طرح تم نے مجھ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے تم بھی اسی طرح پڑھو، یہ نہیں فرمایا کہ جس طرح قرآن شریف سے تمہاری سمجھ میں آئے اس طرح پڑھو۔

حدیث کی قسمیں:

بعض چیزیں خود زبان مبارک سے ارشاد فرمائی ہیں ان کو حدیث قولی کہتے ہیں، بعض چیزیں عملاً کی ہیں ان کو حدیث فعلی کہتے ہیں، بعض چیزیں ایسی بھی ہیں کہ آپ کے سامنے کی گئی ہیں یا آپ کے علم میں لائی گئی ہیں اوران پر آپ نے تردیدی انکار نہیں فرمایا بلکہ خاموشی اختیار فرمائی ہے جو کہ تائید وتصدیق کے حکم میں ہے اس کو تقریر کہتے ہیں (۲)، یہ تینوں قسم کی حدیثیں امت کے لئے ذریعۂ ہدایت ہیں۔

قیاس:

بعض چیزیں ایسی بھی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کی گئیں اور آپ نے اس کا جواب دیا اور سائل سے خود بھی ایک مسئلہ دریافت فرمالیا جس کا حکم ظاہر اور سائل کو معلوم تھا جب سائل نے بتادیا تو آپ نے فرمایا کہ جو چیز تم نے دریافت کی ہے اس کا حکم بھی اسی کے موافق ہے۔

---

(۱) (کتاب أخبار الآحاد، باب ماجاء فی إجازة خبر الواحد الصدوق: ۲/۱۰۷۶، قدیمی)

(۲) قال الشیخ عبدالحق المحدث الدهلوی رحمه الله تعالیٰ: "اعلم أن الحدیث فی اصطلاح جمهورالمحدثین یطلق علی قول النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم وفعله وتقریره، ومعنی التقریر: أنه فَعَلَ أحدٌأوقال شیئاً فی حضرته صلی الله تعالیٰ علیه وسلم، ولم ینکره ولم ینهه عن ذلک، بل سکت وقرر، وکذلک یطلق علی قول الصحابی......فماانتهی إلی النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یقال له: المرفوع، وماانتهی إلی الصحابی یقال له: الموقوف ......والرفع قد یکون صریحاً وقد یکون حکماً، أماصریحاً، ففی القولی یقول کذا......وفی الفعلی کقول الصحابی: رأیت رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فعل کذا......وفی التقریری أن یقول الصحابی أوغیره: فعل فلان أوأحدبحضرة النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم کذا، ولایذکر إنکاره." (لمعات التنقیح شرح المشکوة، مقدمة فی بیان بعض مصطلحات الحدیث: ۱/۲۲، ۲۳، مکتبه المعارف العلمیة لاهور)

(وبمعناه فی نخبة الفکر لابن حجر رحمه الله تعالیٰ ص: ۹۳، فاروقی کتب خانه ملتان)

مثال:

کسی نے دریافت کیا کہ ''میری والدہ کے ذمہ حج ہے اس کو اس کی طرف سے ادا کرلوں تو ادا ہو جائے گا؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں، ادا ہو جائے گا، اگر اس کے ذمہ قرض ہو اور تم ادا کردو تو ادا ہو جائے گا''؟ اس نے کہا ہاں ادا ہو جائے گا۔ آپ نے فرمایا: ''اللہ کا قرض بطورِ اولیٰ ادا ہو جائے گا''۔ (بخاری شریف: ۲/ ۱۰۸۸)۔ جیسا کہ بخاری شریف: ۲/ ۱۰۸۸، میں یہ حدیث مذکور ہے:

''عن ابن عباس رضى الله تعالىٰ عنهما أن امرأةً جاء ت إلى النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: إن أمى نذرت أن تحج، فماتت قبل أن تحج، أفأحج عنها؟ قال: "نعم حجى عنها، أرأيت لوكان علىٰ أمك دين أكنت قاضيةً"؟ قالت: نعم، قال: "اقضواالذى له، فإن الله أحق بالوفاء"(۱)۔

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک عورت حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئی (اور عرض کیا) میری اماں نے حج کرنے کی نذر مانی تھی اور حج کرنے سے قبل مرگئی، تو کیا میں اس کی طرف سے حج کردوں؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''ہاں اس کی طرف سے حج کردیں، بتا اگر تیری ماں پر قرض ہوتا تو کیا تو ادا کرتی''؟ اس نے کہا، ہاں، ارشاد فرمایا: ''جو اس کے لئے ہے اسے ادا کرو، بے شک اللہ کا حق پورا کرنے کے زیادہ لائق ہے''۔

---

(۱) (صحيح البخارى، كتاب الاعتصام، باب من شبّه أصلاً معلوماً بأصل مبين: ۲/ ۱۰۸۸، قديمى كتب خانه)

قال الحافظ ابن حجر رحمه الله تعالىٰ تحت هذاالحديث: "وقداحتج المزنى بهذين الحديثين (أى الحديث المذكوروالذى قبله فى الباب) على من أنكر القياس ....فقد قاس الصحابة فمن بعدهم من التابعين وفقهآء الأمصار وبالله التوفيق......وقال الكرمانى: عقد هذاالباب، ومافيه يدل على صحة القياس، وأنه ليس مذموماً......وقال ابن العربى وغيره: القرآن هوالأصل، فإن كانت دلالته خفيةً، نظر فى السنة، فإن بينته وإلا فالجلى من السنة، و إن كانت الدلالة منهما خفيةً نظر فى ما اتفق عليه الصحابة، فإن اختلفوا رجح، فإن لم يوجد عُمل بما يشبه نص الكتاب، ثم السنة، ثم الاتفاق، ثم الراجح."

(فتح البارى، كتاب الاعتصام، باب من شبه أصلاً معلوماً: ۱۳/ ۳۶۷، ۳۶۸، قديمى)

اس کو شریعت میں قیاس، اجتہاد، استنباط، اعتبار کہتے ہیں (۱)، اس کی تعلیم بھی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت ہے، اس کے شرائط اور تفصیلات کتبِ اصول میں مذکور ہیں (۲)، اس کی ضرورت اس وقت ہوتی ہے کہ قرآن وحدیث سے مسئلہ صاف صاف سمجھ میں نہ آتا ہو (۳)۔

---

(۱) "قال الله تعالیٰ: ﴿فاعتبروا یاأولی الأبصار﴾ [الحشر: ۲]، قال العلامة الآلوسی رحمه الله تعالیٰ تحتها: "واشتهر الاستدلال بالآیة علی مشروعیة العمل بالقیاس الشرعی، قالوا: إنه تعالیٰ أمر فیها بالأعتبار، وهو العبور والانتقال من الشئ إلی غیره، وذلک متحقق فی القیاس؛ إذ فیه نقل الحکم من الأصل إلی الفرع، ولذا قال ابن عباس فی الأسنان: "أعتبر حکمها بالأصابع فی أن دیتها متساویة". والأصل فی الإطلاق الحقیقة. وإذا ثبت الأمر، وهو ظاهر فی الطلب الغیر الخارج عن اقتضاء الوجوب أو الندب. ثبتت مشروعیة العمل بالقیاس.......... وقال الخفاجی فی وجه الاستدلال: قالوا: إنا أمرنا فی هذه الآیة بالاعتبار، وهو رد الشئ إلی نظیره بأن یحکم علیه بحکمه، وهذا یشمل الاتعاظ والقیاس العقلی والشرعی، وسوق الآیة للاتعاظ، فتدل علیه عبارةً وعلی القیاس إشارةً، وتمام الکلام علی ذلک فی الکتب الأصولیة." (روح المعانی: ۲۸/ ۴۱، ۴۲، دار إحیاء التراث)

وقال الخبازی رحمه الله تعالیٰ: "والفقهآء إذا أخذوا حکم الفرع من الأصل، سمّوا ذلک قیاساً لتقدیرهم الفرع بالأصل فی الحکم والعلة، وهو الاعتبار المأمور به فی قوله تعالیٰ: ﴿فاعتبروا یاأولی الأبصار﴾. (المغنی فی أصول الفقه، باب القیاس، ص: ۲۸۵، جامعة أم القری مکة المکرمة)

(۲) "وأما شرطه (أی القیاس) فأن لایکون أصل مخصوصاً بحکمه بنص آخر، کرسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم خصَّ بحل تسع نسوة إکراماً.......... والثانی: أن لایکون الأصل معدولاً به عن القیاس، کجواز التوضی بنبیذ التمر.......... والثالث: أن یتعد الحکم الشرعی الثابت بالنص بعینه إلی فرع هو نظیره ولانص فیه.......... أن یبقی حکم النص بعد التعلیل علی ما کان قبله، کقولهم فی طعام الکفارة: یشترط التملیک فیه کالکسوة." مختصراً. (المغنی فی أصول الفقه، باب القیاس، ص: ۲۸۹، ۲۹۱، ۲۹۴، ۲۹۶، جامعه أم القری مکة المکرمة)

(وکذا فی نور الأنوار، مبحث شرط القیاس، ص: ۲۲۸، ۲۳۱، سعید)

(۳) "قال ابن العربی: القرآن هو الأصل، فإن کانت دلالته خفیةً، نظر فی السنة، فإن بینته وإلا فالجلی من السنة، وإن کانت الدلالة منها خفیةً، نظر فیما اتفق علیه الصحابة، فإن اختلفوا، رجّح". (فتح الباری، کتاب الاعتصام، باب من شبه أصلاً معلوماً بأصل مبین: ۱۳/ ۳۶۸، قدیمی)

حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قاضی بنا کر یمن بھیجا تو بہت سی ہدایتیں دیں اور دور تک رخصت کرنے کے لئے تشریف لے گئے، یہ بھی دریافت فرمایا کہ ”تم کس قانون کے ماتحت فیصلے کروگے“؟ توانہوں نے عرض کیا: قرآن پاک کے ماتحت، ارشاد فرمایا کہ: ”اگر اس میں تم کو نہ ملے“؟ عرض کیا کہ سنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مطابق فیصلے کروں گا، فرمایا کہ: ”اگر تمہیں اس میں بھی نہ ملے تو“، عرض کیا کہ: اجتہاد کروں گا، اس پر مسرت کا اظہار کر کے پوری تائید فرمائی اور اس انتخاب پر خداوند تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ ابوداؤد شریف: ۲/ ۱۴۹ میں یہ واقعہ مذکور ہے۔

”إن رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم لماأرادأن يبعث معاذاً إلى اليمن قال: ”كيف تقضى إذاعرض لك قضاء“؟قال: أقضى بكتاب الله، قال: ”فإن لم تجد فى كتاب الله“؟ قال: فبسنة رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، قال: ”فإن لم تجد فى سنة رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، ولافى كتاب الله؟“قال: أجتهدبرأيي ولاآلو، فضرب رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم صدره، فقال: ”الحمدلله الذى وفق رسول رسول الله لمايرضىٰ رسول الله“(۱)۔

اجتہاد:

جو مسئلہ قرآن وحدیث میں صاف صاف نہ ملتا ہو اس کا حکم نظائر ودلائل میں غور کر کے نکالنا اجتہاد ہے، اس کو قیاس بھی کہتے ہیں جیسا کہ اوپر معلوم ہوا، اگر اس پر اتفاق ہو جائے تو وہ اجماع کہلاتا ہے (۲) اسی لئے

---

(۱)(سنن أبی داؤد، كتاب الأقضية،باب اجتهادالرأى فى القضآء: ۲/ ۱۴۹، مكتبه امداديه ملتان)

(۲) قال الملاجيون رحمه الله تعالىٰ:”باب الإجماع: وهولغةً الاتفاق،وفى الشريعة:اتفاق مجتهدين صالحين من أمة محمد(عليه الصلوة والسلام) فى عصرواحدعلى أمرقولى أوفعلى“. (نورالأنوار)،وفى قمرالأقمار:”(قوله:على امرقولى أوفعلى)شرعى أوعقلى أوعرفى غيرثابت بالكتاب والسنة قطعاً.“ (ص: ۲۱۹،ایچ.ایم. سعید کمپنی)

(وكذافى بداية المجتهدونهاية المقتصدلابن رشد القرطبى رحمه الله تعالىٰ، الإجماع وأثره فى الخلاف: ۱/ ۲۲۴، دارالكتب العلمية)

علمائے اصول نے لکھا ہے کہ قیاس حکم کو ثابت نہیں کرتا بلکہ ظاہر کرتا ہے (۱)۔ جو حکم قرآن یا حدیث میں موجود تو تھا لیکن مخفی تھا، عامۃً لوگ اس کو سمجھ نہیں سکتے تھے، مجتہد نے اس کو اس کے نظائر پر قیاس کرکے یا دلالت، اشارۃ، اقتضاء وغیرہ سے استنباط کرکے ظاہر کردیا۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے مستقل باب منعقد کیا ہے (۲)۔

تقلید:

جس شخص میں اجتہاد کی قوت نہ ہو اس کو مجتہد کا اتباع لازم ہے اس کا نام تقلید ہے، حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اسی لئے قاضی بنا کر بھیجا تھا کہ ان کے بتائے ہوئے مسائل واحکام پر عمل کیا جائے، جن کے ماخذ تین ہیں: قرآن پاک، حدیث شریف، اجتہاد (۳) اور تینوں کو تسلیم کرنا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کی اطاعت ہے۔

"عن أبي هريرة رضي الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: "من أطاعني فقد أطاع الله، ومن عصاني فقد عصى الله، ومن يطع الأمير فقد أطاعني، ومن

---

(۱) "وهو (أي القياس) إبانة مثل حكم أحد المذكورين بمثل علته في الآخر، فاختير لفظ الإبانة؛ لأن القياس مظهر لا مثبت." (نور الأنوار، باب القياس، ص: ۲۲۴، ایچ. ایم. سعید کمپنی)

(۲) (صحيح البخاري، كتاب الاعتصام، باب ماجاء في اجتهاد القضاء بما أنزل الله تعالیٰ، لقوله تعالیٰ: ﴿ومن لم يحكم بما أنزل الله، فأولٓئك هم الظالمون﴾. "ومدح النبي صلى الله تعالیٰ عليه وسلم صاحب الحكمة حين يقضي بها ويعلّمها، لايتكلف من قِبله، ومشاورة الخلفآء وسؤالهم أهل العلم". (۱۰۸۸/۲، قدیمی)

و قال الحافظ ابن حجر رحمه الله تعالیٰ: "وقد علم الجميع بأن النصوص لم تحط بجميع الحوادث، فعرفنا أن الله قد أبان حكمها بغير طريق النص وهو القياس، ويؤيد ذلك قوله تعالیٰ: ﴿لعلمه الذين يستنبطونه منه﴾؛ لأن الاستنباط هو الاستخراج وهو بالقياس؛ لأن النص ظاهر." (فتح الباري، كتاب الاعتصام، باب ماجاء في اجتهاد القضاء: ۳۷۰/۱۳، قدیمی)

(۳) (راجع، ص: ۲۰۰، رقم الحاشیه: ۱)

يعص الأمير فقد عصاني". الحديث متفق عليه". (مشكوة شريف ص: ۳۱۰)(۱)۔

ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:''جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی، اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی، اور جس نے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی''۔

مسائل کی قسمیں:

مسائل دو قسم کے ہیں: ایک وہ جن کا تذکرہ نص (قرآن یا حدیث) میں موجود ہے، دوسرے وہ جن کا تذکرہ قرآن یا حدیث میں موجود نہیں۔

قسم اول: (جن کا تذکرہ نص میں موجود ہے) کی دو صورتیں ہیں: اول یہ کہ نص ایک ہی طرح کی ہے جس سے ایک ہی طرح کا مثبت یا منفی حکم صاف صاف معلوم ہوتا ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ نص دو طرح کی ہے: کسی سے مثبت حکم معلوم ہوتا ہے کسی سے منفی، مثلاً: کسی سے آمین بالجہر معلوم ہوتا ہے کسی سے آمین بالسر، کسی سے رفع یدین معلوم ہوتا ہے کسی سے ترک رفع۔ پھر ایسے مسائل میں بھی دو صورتیں ہیں: ایک یہ کہ تاریخی شواہد یا دیگر قرائن سے نص کا مقدم ومؤخر ہونا معلوم ہو کہ فلاں نص مقدم ہے اور فلاں مؤخر۔ دوسری صورت یہ ہے کہ نص کا مقدم ومؤخر ہونا معلوم نہ ہو، یہ پتہ نہ چلے کہ کونسی نص پہلے کی ہے کونسی بعد کی؟ یہ کل چار قسمیں ہوئیں۔

پہلی قسم:

وہ مسائل جن میں نص ایک ہی طرح کی ہے، ایسے مسائل میں قیاس واجتہاد نہیں کیا جاتا، نہ کسی کی تقلید کی جاتی ہے بلکہ نص پر عمل کیا جاتا ہے۔

دوسری قسم:

وہ مسائل جن میں نص دو طرح کی ہے اور مقدم ومؤخر کا بھی علم ہے، ایسے مسائل میں عموماً مقدم کو

---

(۱)(مشكوة المصابيح، كتاب الإمارة والقضاء، الفصل الأول، ص: ۳۱۸، قديمى)

منسوخ مان کر مؤخر پر عمل کیا جاتا ہے، ان میں بھی نہ قیاس واجتہاد کی حاجت ہے نہ تقلید کی۔

تیسری قسم:

وہ مسائل جن میں نص دوطرح کی ہے اور مقدم ومؤخر کا علم نہیں۔

چوتھی قسم:

وہ مسائل جن میں نص موجود نہیں۔

ان اخیر کی دونوں قسم کے مسائل دوحال سے خالی نہیں: آدمی کچھ عمل کرتا ہے یا نہیں، اگر عمل نہیں کرتا اورآزاد پھرتا ہے تو اس کی اجازت نہیں: ﴿أیحسب الإنسا ن أن یترك سدیً﴾ (۱) ''کیا انسان سمجھتا ہے کہ آزاد چھوڑ دیا جائے گا''؟ ﴿أفحسبتم أنما خلقنا کم عبثاً﴾ (۲) ''کیا تمہارا گمان ہے کہ ہم نے تم کو بے کار پیدا کیا'' یعنی ایسا نہیں بلکہ تمہیں ہر موقعہ پر ہمارے حکم کی تعمیل کرنی ہے۔ اور اگر کچھ عمل کرنا ہے تو کیا عمل کرے۔

تیسری قسم کے مسائل میں کونسی نص کو اختیار کرے؟ ایک نص کو اختیار کرنے سے دوسری نص چھوٹتی ہے اپنی طرف سے عمل کے لئے کسی نص کی تعیین کرنہیں سکتا، تقدیم وتاخیر کا علم نہیں کہ ایک کو ناسخ دوسری کو منسوخ قرار دے کر ناسخ پر عمل کرلے، اور چوتھی قسم کے مسائل میں نص موجود ہی نہیں تو بلاعلم کے عمل کس چیز پر کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ولا تقف مالیس لك به علم﴾ (۳) اس کا حاصل یہ ہے کہ بلاتحقیق وعلم کے کسی بات پر عمل مت کرو، تو لامحالہ ان دونوں قسم کے مسائل میں اجتہاد کی ضرورت ہوگی۔ تیسری قسم میں تو اس لئے کہ علم

---

(۱) (القیامة: ۳۶)

(۲) (المؤمنون: ۱۱۵)

(۳) (بنی اسرائیل(الاسراء): ۳۶)

قال العلامة السید محمود الآلوسی رحمه الله تعالیٰ: "أی لاتتبع مالاعلم لک به من قول أوفعل، وحاصله یرجع إلی النهی عن الحکم بمالایکون معلوماً...... واختار الإمام العموم، قال: إن اللفظ عام یتناول الکل فلامعنی للتقیید." (روح المعانی: ۱۵/ ۷۳، دار إحیاء التراث العربی)

(وکذافی تفسیر ابن کثیر: ۳/ ۵۷، جمعیة إحیاء التراث الاسلامی ریاض)

کے واسطے نص کو متعین کیا جائے، چوتھی قسم میں اس لئے کہ حکم معلوم کیا جائے اور یہ ظاہر ہے کہ ہر شخص میں اجتہاد واستنباط کی قوت واہلیت نہیں ہوتی، یہ آیت بھی اسی بات کو واضح کررہی ہے: ﴿ولو ردوه إلى الرسول وإلى أولي الأمر منهم، لعلمه الذين يستنبطونه منهم﴾ (۱) یوں تو ہر شخص کوئی نہ کوئی صحیح یا غلط رائے قائم کرنے کا دعوی کر ہی سکتا ہے لیکن جس کا استنباط شرعاً معتبر ہو اس کو مستنبط اور مجتہد کہتے ہیں (۲)، جس کا معتبر نہ ہو اس کو مقلد کہتے ہیں۔

پس ان دونوں قسم کے مسائل میں مجتہد کو اجتہاد ضروری ہے اور مقلد کو اس کی تقلید ضروری ہے، اجتہاد میں اگر خطا ہو جائے تب بھی مجتہد اجر سے محروم نہیں، اگر اجتہاد صحیح ہو تو دوہرے اجر کا مستحق ہے جیسا کہ بخاری شریف: ۱۰۹۲/۲ میں ہے (۳)۔

ایک شبہ:

اب یہاں یہ شبہ باقی رہ جاتا ہے کہ مجتہد تو بہت سے ہوئے: صحابہ میں بھی، تابعین میں بھی، تبع تابعین میں بھی، پھر ائمہ اربعہ: امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد رحمہم اللہ تعالیٰ، ہی کی تقلید کیوں کی جاتی ہے؟ کسی اَور کی تقلید میں کیا مضائقہ ہے؟ خاص کر وہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین جن کے فضائل احادیث

---

(۱) (النساء: ۸۳)

(۲) کسی شخص کو اس وقت تک استنباط واجتہاد کی شرعاً اجازت ہی نہیں جب تک اس کے اندر اس کے شرائط موجود نہ ہوں: "وقد ذكر الشافعي شرط من له أن يقيس فقال: يشترط أن يكون عالماً بالأحكام من كتاب الله تعالىٰ، وبناسخه ومنسوخه، وعامه وخاصه، ويستدل على ما احتمل التاويل بالسنة والإجماع، فإن لم يكن فبالقياس على مافي الكتاب، فإن لم يكن فبالقياس على ما في السنة، فإن لم يكن فبالقياس على مااتفق عليه السلف وإجماع الناس...... ولا يكون لأحد أن يقيس حتى يكون عالماً بمامضى قبله من السنن وأقاويل السلف رحمهم الله تعالىٰ وإجماع الناس اه". (فتح الباري لابن حجرؒ، كتاب الاعتصام، باب من شبه أصلاً معلوماً بأصل مبين: ۱۳/۳۶۷، ۳۶۸، قديمی)

(۳) "عن عمرو بن عاص رضي الله تعالىٰ عنه أنه سمع رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يقول: "إذا حكم الحاكم، فاجتهد فأصاب، فله أجران، وإذا حكم فاجتهد ثم أخطأ، فله أجر". (صحيح البخاري، كتاب الاعتصام، باب أجر الحاكم إذا اجتهد فأصاب أو أخطأ: ۱۰۹۲/۲، قديمی)

2

میں کثرت سے آئے ہیں ان کی تقلید کیوں نہ کرلی جائے؟

جواب:

اس کا جواب یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم یقیناً ائمہ اربعہ سے بدرجہا افضل ہیں، ائمہ اربعہ کی تقلید کی وجہ یہ نہیں کہ ان کو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے افضل تصور کیا جاتا ہے بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ تقلید کے لئے ان مسائل کا معلوم ہونا ضروری ہے جن میں تقلید کی جاتی ہے اور آج جس قدر تفصیل کے ساتھ ہر باب اور ہر فصل کے مسائل ائمہ اربعہ کے مذاہب میں مدون اور مجتمع ہیں، یہاں تک کہ کتاب الطہارت سے لے کر کتاب الفرائض تک عبادات، معاملات، مزاجر غرض ہر شعبہ کے ایک ایک مسئلہ کو جمع کر دیا گیا ہے، اس طرح تفصیل کے ساتھ نہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے کسی کا مذہب مدون ملتا ہے، نہ تابعین سے، نہ تبع تابعین وغیرہ سے، پھر ائمہ اربعہ کو چھوڑ کر کسی اَور کی تقلید کی جائے تو کس طرح کی جائے؟ اس لئے ائمہ اربعہ ہی کی تقلید کو اختیار کیا گیا ہے۔

اللہ پاک نے ان چاروں کو قرآن وحدیث کا تفصیلی علم اور درایت واستنباط کی مہارت تامہ عطا فرمائی تھی حتی کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جس قدر احادیث صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ذریعہ عالم میں پھیلی ہیں وہ سب ان چاروں کے پاس موجود ہیں، یہ تو ہوسکتا ہے کہ کوئی ایک روایت ان میں سے ایک کے علم میں ہو اور دوسرے کے علم میں نہ ہو، مگر ایسا نہیں کہ کوئی روایت ان میں سے کسی کے پاس نہ ہو۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے شرح مؤطا ص:۶ میں احادیث کے نشر واشاعت اور مدینہ طیبہ کی علمی مرکزیت کا حال تحریر فرماتے ہوئے لکھا ہے۔

”بالجملہ این چہار امامانند کہ عالم راایشاں احاطہ کردہ است امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ، امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ، امام شافعی رحمہ اللہ تعالی و امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ الخ“(۱)۔

یہ چار امام ایسے ہیں کہ ان کا علم سارے عالم کو گھیرے ہوئے ہے اور وہ چار امام امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد (رحمہم اللہ) ہیں۔

---

(۱)(مقدمة مصفّی شرح المؤطاللامام مالک رحمه الله تعالیٰ، ص: ۶، کتب خانه رحیمیه دهلی)

ایک سوال:

یہ کیوں ضروری ہے کہ ایک ہی امام کی تقلید کی جائے، اس میں کیا حرج ہے کہ کوئی مسئلہ کسی امام کا لے لیا جائے کوئی کسی کا، جیسا کہ دورِ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم وتابعین میں یہی طریق رائج تھا، کسی ایک پر سارے مذہب کا انحصار نہیں تھا؟

جواب:

قرونِ اولیٰ میں خیر کا غلبہ تھا، نفسانی خواہشوں کا عامۃً دین میں دخل نہیں تھا، اس لئے جو شخص بھی اپنے جس بڑے سے مسئلہ دریافت کرتا نیک نیتی سے دریافت کرتا اور اس پر عمل کر لیتا تھا، چاہے نفس کے موافق ہو یا خلاف ہو، مگر بعد کے دور میں یہ بات نہیں رہی بلکہ لوگوں میں ایسا داعیہ پیدا ہونے لگا کہ ایک مسئلہ ایک عالم سے معلوم کیا اس میں نفس کو تنگی محسوس ہوئی تو دوسرے سے اسی پر قناعت نہیں کی گئی جس میں سہولت معلوم ہوئی تو بس اسی کو اختیار کر لیا، پھر اسی پر قناعت نہیں کی گئی بلکہ ہر مسئلہ میں اس کی فکر لگی (کہ) کہاں سے سہولت کا جواب ملتا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ طلبِ حق کا داعیہ نہیں۔

اس میں بعض دفعہ بڑی خرابی پیدا ہو جاتی ہے، مثلاً: کسی باوضو آدمی نے بیوی کو ہاتھ لگایا اس سے کسی شافعی المذہب نے کہا کہ وضو دوبارہ کرو کیونکہ یہ ناقض وضو ہے تو یہ شخص جواب میں کہتا ہے کہ میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی تقلید کرتا ہوں، ان کے نزدیک ناقض وضو نہیں، بلکہ اس وضو سے نماز درست ہے، پھر اس نے قے کی اس پر ایک حنفی المذہب نے کہا کہ وضو دوبارہ کرو کیونکہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک قے ناقضِ وضو ہے، اس نے جواب دیا کہ میں امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مذہب کی تقلید کرتا ہوں، ان کے نزدیک ناقض وضو نہیں ہے، بلکہ اس وضو سے نماز درست ہے(۱)۔ اب یہ شخص اگر اسی وضو سے نماز پڑھے گا تو اس کی نماز نہ

---

(۱) "قال فی شرح المهذب: إن العامی هل يلزمه أن يتمذهب بمذهب معين يأخذ بعزائمه؟ فيه وجهان حكاهما ابن برهان: أحدهما: لا يلزمه كما لم يلزم فی العصر الأول أن يخص بتلقيده عالماً بعينه، والثانی: يلزمه .... وهو جار فی كل من لم يبلغ رتبه الاجتهاد من الفقهاء وأصحاب سائر العلوم، ووجهه أنه لو جاز اتباع أیّ مذهب شاء، لأفضى إلى أن يلتقط رخص المذاهب متبعاً هواه، =

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک درست ہوگی، نہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک درست ہوگی، اسی کا نام تلفیق ہے جو کہ بالاجماع باطل اور ناجائز ہے۔

درحقیقت یہ طریقہ اختیار کرنا امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تقلید ہے نہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی تقلید ہے، بلکہ یہ تو خواہش نفسانی کا اتباع ہے جو کہ شرعاً ممنوع ہے (۱) اس کا نتیجہ خدا کے راستہ سے ہٹنا اور بھٹکنا ہے: ﴿ولا تتبع الهوى فيضلك عن سبيل الله﴾ (۲) اس لئے ضروری ہوا کہ ایک ہی امام کی تقلید کی جائے۔ چونکہ قرآن پاک نے اتباع کو انابت کے ساتھ مربوط کیا ہے: ﴿واتبع سبيل من أناب إلى﴾ (۳) اس بناء پر مجموعی حالات سے کسی کو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے متعلق ظن غالب حاصل ہوا کہ منیب ومصیب ہیں یعنی ان کا اجتہاد قرآن وحدیث کے زیادہ موافق ہے، اس لئے ان کی تقلید اختیار کی۔ کسی کو امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ، امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ، امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ میں سے کسی کے متعلق یہ ظن حاصل ہوا

= ويتخير بين التحليل والتحريم، والوجوب والجواز، وذلك يؤدي إلى الخلال ربقة التكليف، بخلاف العصر الأول، فإنه لم تكن المذاهب الوافية بأحكام الحوادث مهذّبةً. فعلى هذا يلزمه أن يجتهد في اختيار مذهب يقلده على التعيين .... وليس له أن يتمذهب بمذهب أحد من أئمة الصحابة رضي الله تعالىٰ عنهم وغيرهم من الأولين وإن كانوا أعلم وأعلى درجةً ممن بعد هم؛ لأنهم لم يتفرغوا للتدوين وضبط أصوله وفروعه، فليس لأحد منهم مذهب مهذب محرر مقرر، وإنما قام بذلك من جآء بعد هم من الأئمة الناحلين لمذاهب الصحابة رضي الله تعالىٰ عنهم والتابعين، القائمين بتمهيد الأحكام والوقائع قبل وقوعها".

(مقدمة إعلاء السنن، الفائدة الحادية عشر، تحقيق في الالتزام بمذهب اهـ: ۲/۲۲۳، ادارة القرآن)

(۱) "ولو شاعت المذاهب كلها في بلد من البلاد واشتهرت، وفيه من العلماء بكل مذهب عدد كثير، جاز للعامي تقليد أيّ مذهب من المذاهب شاء، وكلها في حقه سواء، وله أن لا يتمذهب بمذهب معين، ويستفتي من شاء من علماء المذاهب هذا مرةً وذلك أخرى، كما كان عليه السلف الصالح رضي الله تعالىٰ عنهم بشرط أن لا يُلفّق بين مذهبين في عمل واحد، ولا يتتبع الرخص متبعاً هواه؛ لأن ذلك من التلهي، وهو حرام بالنصوص والإجماع". (مقدمة إعلاء السنن الفائدة الحادية عشر في مسائل شتى: ۲/۲۲۴)

(۲) (ص: ۲٦)

(۳) (لقمان: ۱۵)

اس نے ان کی تقلید کی۔ اب یہ درست نہیں کہ اپنے امام کو چھوڑ کر جب دل چاہا کسی دوسرے کے مذہب پر عمل کرلیا کیونکہ بغیر اجازتِ شرعیہ کے اس میں تلفیق بھی ہوجاتی ہے اور خواہش نفسانی کا اتباع ہے جس کا نتیجہ حق سے بُعد اور گمراہی ہے۔

چنانچہ مولانا محمد حسین صاحب نے زمانہ دراز تک تقلید کی مخالفت کرتے رہنے کے بعد تقلید نہ کرنے کے تلخ تجربات سے متأثر ہوکر اپنے رسالہ (اشاعۃ السنۃ جلد:۱۱، عدد:۲، ص:۵۳) میں لکھا ہے:

''پچیس برس کے تجربہ سے ہم کو یہ بات معلوم ہوئی کہ جو لوگ بے علمی کے ساتھ مجتہدِ مطلق اور مطلقِ تقلید کے تارک بن جاتے ہیں وہ آخر اسلام کو سلام کر بیٹھتے ہیں، ان میں بعض عیسائی ہوجاتے ہیں اور بعض لامذہب جو کسی دین و مذہب کے پابند نہیں رہتے اور احکام شریعت سے فسق و خروج تو اس آزادی کا ادنی نتیجہ ہے اھ''۔

(سبیل الرشاد ص:۱۲)(۱)۔

اسی وجہ سے صدیوں سے بڑے بڑے بے شمار متبحر علماء جن کو قرآن پاک میں گہری بصیرت ہے اور علم حدیث و آثار صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا بے شمار خزانہ جن کی نظروں کے سامنے اور خشیت و تقوی سے جن کے قلوب مالا مال ہیں اور جو اپنی زندگی کا ہر گوشہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت کے چراغ سے روشن کرتے ہیں وہ ان سب فضائل و کمالات کے باوجود تقلید ہی کو اختیار کرتے آئے ہیں، بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے ان حضرات کو یہ کمالات اپنے رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اتباع اور اپنے دین کے خدام، اولیائے کرام، مجتہدینِ عظام کی تقلید و احترام کے طفیل میں عطا فرمائے تو غالباً مبالغہ نہ ہوگا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

تقلید کا ثبوت حدیث سے

سوال [۷۵۴]: رسالہ ''اہل حدیث'' دہلی سے شائع ہوتا ہے، اس رسالہ میں ۲۱/ جون ۱۹۷۳ء کو مولانا آزاد رحمانی نے تقلید کے بارے میں دو حدیث اور ایک آیتِ قرآنی درج کی ہے اور مذہبِ احناف پر طعن کیا ہے۔ آیت یہ ہے: ﴿أن هذا صراطی مستقیماً﴾ (۲) اور آیت کا ترجمہ یہ کیا ہے کہ بلاشبہ دین میں

---

(۱) (سبیل الرشاد، از تالیفات رشیدیہ، ص:۵۰۷، ادارۂ اسلامیات لاھور)

(۲) (الأنعام: ۱۵۳)

سیدھا راستہ ہے تو اسی کا اتباع کرو اور دوسرے راستوں پر مت چلو کیونکہ وہ تم کو اللہ کی راہ سے جدا کر دیں گے۔

احمد، نسائی، دارمی سے مشکوۃ نے بحوالہ اس آیت کے متعلق ایک حدیث نقل کی ہے:

"عن عبدالله بن مسعود رضی الله تعالیٰ عنه قال: خطّ لنا رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم خطاً، قال: "هذا سبیل الله" ثم خطّ خطوطاً عن یمینه وعن شماله، قال: "هذه السبل، وعلی کل منها شیطان یدعوا إلیه وقرأ: ﴿أن هذا صراطی مستقیماً فاتبعوه﴾ (۱)۔

ترجمہ یہ کیا ہے کہ "عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک لکیر کھینچی پھر فرمایا کہ "یہ اللہ کا راستہ ہے" پھر اس کے دائیں اور بائیں لکیر کھینچی پھر فرمایا: "یہ وہ راستہ ہے جن میں سے ہر راستہ پر شیطان ہے جو لوگوں کو انہیں راستوں کی طرف بلاتا ہے، پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مذکورہ بالا آیت تلاوت فرمائی: ﴿أن هذا صراطی مستقیماً فاتبعوه﴾ (۲)۔ غور فرمائیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے راستہ کو صراط مستقیم فرمایا ہے اور اس کے دائیں اور بائیں راستوں یعنی بلند پایہ فقہائے احناف وغیرہ کے راستوں کو مردود شیطان کا راستہ قرار دیا ہے اور کہہ دیا کہ یہ شیطان سیدھے راستہ سے لوگوں کو منحرف کرنے کی کوشش کرتا ہے"۔ اس سے بہتر تمثیل باطل کی نشاندہی کے لئے اَور کیا ہوسکتی ہے، اگر کسی کو یہ شک ہو کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ تمثیل چاروں تقلیدی مذاہب پر کس طرح فٹ ہوسکتی ہے جبکہ اس حدیث میں صرف خطوط کا ذکر ہے اور چار کا ذکر نہیں ہے تو اس شخص کو "درمنثور" کی یہ روایت ملاحظہ کرنی چاہئے:

"عن جابر بن عبدالله قال: کنا جلوساً عندالنبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم، فخطّ خطاً هکذا أمامه، فقال: "هذا سبیل الله "وخطین عن یمینه وخطین عن شماله، وقال: "هذا سبیل

---

(۱) (مسند أحمد بن حنبل رحمه الله تعالیٰ: مسند ابن مسعود رضی الله تعالیٰ عنه: ۲/۵، رقم الحدیث: ۴۱۳۱، دار احیاء التراث العربی بیروت)

(ومشکوة المصابیح، کتاب الإیمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنة، الفصل الثانی، ص: ۳۰، قدیمی)

(۲) (الأنعام: ۱۵۳)

الشیطٰن"، ثم وضع یده فی الخط الأوسط وتلا: ﴿أن هذا صراطی مستقیماً فاتبعوه﴾: ٣/ ٥١(١)
(أیضاً ابوداؤد شریف)

ترجمہ: "حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے، آپ نے اس طرح ایک خط اپنے سامنے کھینچا اور فرمایا: "یہ اللہ کا راستہ ہے" اور دو خط اس کے داہنے اور خط اس کے بائیں کھینچے یعنی چار خط، اور فرمایا: "یہ شیطان کا راستہ ہے" اور پھر اپنا دست مبارک بیچ کے خط پر رکھا اور یہ آیت تلاوت فرمائی کہ "بلاشبہ میرا راستہ سیدھا ہے، پس اس کی اتباع کرو"۔

اوپر کی حدیث اور آیت کے بارے میں علمائے کرام کیا فرماتے ہیں؟ اور یہ ترجمہ ومطلب درست ہے یانہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

چاروں امام بھی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کے صراط مستقیم پر ہیں، کوئی غلط راستہ پر نہیں، گمراہ نہیں، جیسے آمین بالجہر کہنا بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا راستہ ہے (٢) اور آمین بالسر کہنا بھی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا راستہ ہے (٣)۔ محدثین نے دونوں قسم کی حدیثیں اپنی کتابوں میں سند کے ساتھ لکھی ہیں۔

---

(١)(الدر المنثور للسیوطی رحمه الله تعالیٰ: ٣/ ٥٦، طبع مؤسسة الرسالة)

(٢)"عن أبی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه أن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: "إذا قال الإمام: ﴿غیر المغضوب علیهم ولا الضالین﴾ فقولوا: آمین، فإنه من وافق قوله قول الملائكة، غُفر له ماتقدم من ذنبه." (صحیح البخاری، کتاب الأذان، باب جهر المأموم بالتامین: ١/ ١٠٨، قدیمی)

(٣)"عن علقمة بن وائل عن أبیه رضی الله عنه: أنه صلی مع رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم، فلما بلغ "غیر المغضوب علیهم ولا الضالین"، قال: "آمین" وأخفی بها صوته." رواه أحمد، وأبو داؤد الطیالسی، وأبو یعلی الموصلی فی "مسانیدهم" والدارقطنی فی: "سننه" والحاکم فی "المستدرک"...... وقال: حدیث صحیح الإسناد ولم یخرجاه". (إعلاء السنن، کتاب الصلاة، باب ماجاء فی سنیة التأمین والاخفاء بها: ٢/ ٢١٦، ادارة القرآن)

(ومسند أحمد بن حنبل رحمه الله تعالیٰ: ٥/ ٤١٣، رقم الحدیث: ١٨٣٧٥، دار إحیاء التراث العربی)

اسی طرح رفع یدین (۱) اور ترک رفع یدین کا حال ہے (۲)۔

صحیح بخاری شریف میں ہے کہ ''حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک صحابی کو نماز میں قرآن پڑھتے ہوئے سنا اس طریقہ پر جس طریقہ پر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نہیں سنا تھا تو غصہ آیا، لیکن ان کی نماز کے ختم ہونے کا انتظار کیا، پھر ان کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گئے اور شکایت کی، جس پر ارشاد فرمایا کہ ''ان کو چھوڑ دو اور ان سے سنا کہ کس طرح پڑھتے ہو''، جب انہوں نے اس طرح سنایا جس طرح وہ پڑھتے تھے تو ارشاد فرمایا کہ ''اسی طرح نازل ہوا ہے'' پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا انہوں نے اس طرح پڑھا جس طرح پڑھتے تھے تو ارشاد فرمایا کہ ''اسی طرح نازل ہوا ہے'' (۳)، حالانکہ دونوں کے پڑھنے میں

---

(۱) "عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنهما قال: رأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم إذا قام فی الصلوة، رفع یدیه حتی تکونا حذو منکبیه، وکان یفعل ذلک حین یکبر للرکوع، ویفعل ذلک إذا رفع رأسه من الرکوع." الحدیث. (صحیح البخاری، کتاب الأذان، باب رفع الیدین إذ اکبر وإذا رکع: ۱/۱۰۲، قدیمی)

(۲) "عن جابر بن سمرة -رضی اللہ تعالیٰ عنه- قال: خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم فقال: "مالی أراکم رافعی أیدیکم کأنها أذناب خیل شمس، اسکنوا فی الصلوة." (الصحیح لمسلم رحمه اللہ تعالیٰ، کتاب الصلوة، باب الأمر بالسکون فی الصلوة: ۱/۱۸۱، قدیمی)

(۳) "عروة بن الزبیر أن المسور بن مخرمة وعبدالرحمٰن بن عبدالقاری حدثاه أنهما سمعا عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنه یقول: سمعت هشام بن حکیم یقرأ سورة القرآن فی حیاة رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم، فاستمعت لقرآءته، فإذا هو یقرأ علی حروف کثیرة لم یقرئنیها رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم، فکدت أساوره فی الصلوة، فتصبرت حتی سلّم، فلببته بردائه فقلت: من أقرأک هذه السورة التی سمعتک تقرأ؟ قال: أقرأنیها رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم. فقلت: کذبت، فإن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم قد أقرأنیها علی غیر ما قرأت، فانطلقت به أقوده إلی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم فقلت: إنی سمعت هذا یقرأ بسورة الفرقان علی حروف لم تقرئنیها، فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم: " أرسله، اقرأ یا هشام!" فقرأ علیه القرآءة التی سمعته یقرأ، فقال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم : "کذلک أنزلت"، ثم قال: "اقرأ یا عمر!" فقرأت القرآءة التی أقرأنی، فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم: "کذلک أنزلت". "الحدیث. (صحیح البخاری، کتاب فضائل القرآن، باب أنزل القرآن علی سبعة أحرف: ۲/۷۴۷، قدیمی)

اختلاف تھا،مگراس اختلاف کے باوجودکسی کوغلط اورگمراہ قرارنہیں دیا۔

جوحدیث خط کھینچنے کی آپ نےنقل کی ہےوہ صحیح ہےمعتبر ہے،داہنےاور بائیں کےخطوط یقیناً گمراہی ہیں اوروہ وہ ہیں جوقرآن وحدیث کےخلاف ہیں، چاروں امام قرآن وحدیث کےخلاف نہیں بلکہ عینِ موافق ہیں۔ جوشخص ان چارکامصداق چاروں اماموں کوقراردیتاہےوہ شیطان کی تقلیدمیں ایسا کہتاہےکہ اس کوایسی تقلیدسےتوبہ لازم ہے۔امام احمدرحمہ اللہ تعالیٰ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کےاستاذہیں،امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ امام احمدرحمہ اللہ تعالیٰ کےاستاذہیں،امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کےاستاذہیں(۱)،امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کےشاگردمکی بن ابراہیم ہیں جن سے''بخاری شریف''میں ثلاثیات مروی ہیں(۲)،امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ جگہ جگہ امام مالک وامام شافعی وامام احمدکانام لےکران کےمذہب بڑےاحترام کےساتھ نقل کرتےہیں،کیامعاذاللہ وہ شیطان کےراستہ کی تائیدواحترام کرتےہیں۔

اہلِ حدیث کےاس کلام نےتومحدثین کوہی گمراہ قراردیاہےاوریہ جرأت بجز شیطان کی تقلیدکے اَورکون کرسکتاہے۔مسئلۂ تقلیدپربہت سےرسالےموجودہیں:''الاقتصاد،سبیل الرشاد، عقدالجید، التقلید،ان میں تفصیل سےتقلیدکاثبوت دیاگیاہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبدمحمودغفرلہ دارالعلوم دیوبند۔

---

(۱)''وأبی عبدالله بن محمدبن حنبل الشیبانی رحمه الله تعالیٰ''. (المشكوة). قال القاری رحمه الله تعالیٰ تحته: ''كان إماماًفی الفقه والحدیث والزهدوالورع والعبادة ......نشأببغداد......ثم رحل إلی مكة والكوفة والبصرة والمدینة ....وسمع من یزیدبن هارون..........ومحمدبن إدریس الشافعی رحمه الله تعالیٰ.''(مقدمة المرقاة،ترجمة الإمام أحمدبن حنبل رحمه الله تعالیٰ: ۱/۲۶،رشیدیه)

(۲)''وحكی الموفق عن مكی ابن إبراهیم البلخی إمام بلخ وشیخ البخاری أنه دخل الكوفة،ولزم أباحنیفةرحمه الله تعالیٰ،وسمع منه الحدیث والفقه،وأكثرعنه الروایة،ویحبه حباًشدیداًحتی قال إسماعیل بن بشیر: كنافی مجلس المكی، فقال:حدّثناأبوحنیفة، فصاح رجل غریب: حدّثنا عن ابن جریج، و لا تحدّثنا عن أبی حنیفة،فقال المكی:إنالانحدث السفهاء،حرجت علیک أن تكتب عنی، قم من مجلسی،فلم یحدث حتی أقیم الرجل من مجلس،ثم قال:حدثناأبوحنیفةرحمه الله تعالیٰ، ومرّبه.''(مقدمة أوجزالمسالک،الباب الرابع،الفائدة الرابعة: ۱/۵۹، ۶۰،المكتبة الیحیویة سهارنپور)

باسمہ تعالیٰ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسئلوں میں:

تقلید شخصی کا ثبوت:

[۷۵۵] ۱......تقلید شخصی واجب ہے یا فرض؟ نیز تقلید کرنے کے لئے اقوال نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں یا نہیں؟

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ مجتہد تھے؟

[۷۵۶] ۲......امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ مجتہد تھے یا مقلد؟

۳......امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کسی کی تقلید کرتے تھے یا نہیں؟

جوابات مع اقوال نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سند،نص، عبارات پوری معہ ز بروزیر علمی عنایت فرمادیں، بینوا وتوجروا۔

المستفتی: بندہ ابوذر گور یہارمی،مظفر پوری، بہاری۔

الجواب حامداومصلیاً:

۱......تقلیدِ شخصی واجب ہے، کیونکہ احکامِ شرعیہ دوقسم پر ہیں: اول منصوص، دوم غیر منصوص۔ پھر منصوص دونوع پر ہیں: اول متعارض، دوم غیر متعارض۔ پھر غیر متعارض کی دوصورتیں ہیں: اول معلوم التقدیم والتاخیر، دوم غیر معلوم التقدیم والتاخیر۔

پس احکام منصوصہ غیر متعارضہ اور متعارضہ معلوم التقدیم والتاخیر میں تو کوئی اشکال نہیں اور نہ ہی ان میں تقلید کی ضرورت،لیکن احکام غیر منصوصہ اور منصوصہ متعارضہ غیر معلوم التقدیم والتاخیر میں تقلید کی ضرورت ہے اور بجز تقلید کوئی چارۂ کار نہیں، کیونکہ یہ دو حال سے خالی نہیں: یا ان پر کچھ عمل نہ کرے گا یا کچھ کرے گا۔ اگر کچھ نہ کیا تو نص:﴿أیحسب الإنسان أن یترك سدیً﴾(۱) اور:﴿أفحسبتم أنما خلقناکم عبثاً﴾(۲) کی

---

(۱)(القیامة:۳۶)

(۲)(المؤمنون:۱۱۵)

مخالفت لازم آئے گی۔ اگر کچھ عمل کیا تو احکام غیر منصوصہ میں بلاعلم اور منصوصہ متعارضہ غیر معلوم التقدیم والتاخیر میں بلاتعیین کسی جانب کے ممکن نہیں، پس علم تعیین حکم نص تو ہو نہیں سکتا، کیونکہ غیر منصوصہ میں نص موجود نہیں اور منصوصہ متعارضہ غیر معلوم التقدیم والتاخیر میں تعارض ہوا، اور تقدیم و تاخیر کا علم نہیں، تعیین ہو تو کیسے ہو؟ لہٰذا ان دونوں میں قیاس کی ضرورت پیش آئی۔ اول: یعنی غیر منصوص میں نفس علم کے لئے۔ اور ثانی: یعنی منصوصہ متعارضہ غیر معلوم التقدیم والتاخیر میں تعیّن کے لئے۔

پس قیاس یا ہر شخص کا شرعاً معتبر ہو کہ جو کچھ کسی کی سمجھ میں آئے، یا بعض کا معتبر ہو بعض کا نہیں، کل کا تو معتبر ہو نہیں سکتا لقولہ تعالیٰ: ﴿ولو ردوه إلى الرسول وإلى أولي الأمر منهم لعلمه الذين يستنبطونه منهم﴾ (١) لہٰذا بعض کا معتبر ہوگا۔ جس کا قیاس شرعاً معتبر ہے اس کو مجتہد و مستنبط کہتے ہیں اور جس کا قیاس شرعاً معتبر نہیں اس کو مقلد کہتے ہیں اور مقلد پر مجتہد کی تقلید واجب ہے، لقولہ تعالیٰ: ﴿واتبع سبيل من أناب إليّ﴾ (٢) اب جاننا چاہیئے، ائمہ اربعہ کے تاریخی حالات سے بالیقین معلوم ہوا کہ وہ " من أناب إلي " کے عموم میں داخل ہیں پس ان کا اتباع بھی ضروری ہوا۔

رہی یہ بات کہ مجتہد تو بہت سے گذرے ہیں کسی دوسرے کی تقلید کیوں نہ کی جائے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اتباع کے لئے علم سبیل ضروری ہے اور یہ ظاہر ہے کہ ائمہ اربعہ کے سوا کسی مجتہد کا سبیل بہ تفصیل جزئیات وفروع معلوم نہیں کیونکہ کسی کا مذہب اس طرح مدون موجود نہیں (٣) کسی کا اتباع کیونکر ممکن ہے؟ لہٰذا ائمہ اربعہ میں سے ہی اتباع کرنا ہوگا۔

ایک بات اَور باقی رہی وہ یہ کہ ائمہ اربعہ میں سے ایک ہی کی تقلید کیوں ضروری ہے یعنی تقلید شخصی کیوں واجب ہے، بلاتعیین ائمہ اربعہ کے مذہب کا اتباع کیوں کافی نہیں؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ مسائل دو قسم کے ہیں: اول مختلف فیہا دوم متفق علیہا، متفق علیہا میں تو سب کا اتباع ہوگا اور مختلف فیہا میں تو سب کا اتباع نہیں ہوسکتا، بعض کا ہوگا، بعض کا نہ ہوگا۔ لہٰذا ضروری ہے کہ کوئی وجہ ترجیح ہو، سو اللہ نے اتباع کو انابت الی اللہ پر معلق

---

(١) (النسآء: ٨٣)

(٢) (اللقمان: ١٥)

(٣) (سیأتي تحت عنوان: ''قول امام کے خلاف اگر حدیث ہو تو مقلد کیا کرے؟'')

فرمایا، جس امام کی انابت الی اللہ زائد معلوم ہوگی اس کا اتباع کیا جائے گا۔ اب تحقیق زیادہ انابت کی بالتفصیل کی جائے گی یا اجمالاً: تفصیلاً یہ کہ ہر فرع وجزئی مختلف فیہ میں دیکھا جائے کہ حق کس کی جانب ہے، اجمالاً یہ کہ ہر امام کے مجموعۂ حالات وکیفیات پر نظر کی جاوے کہ غالباً کوئی حق پر ہوگا اور کس کی انابت زائد ہے۔ صورتِ اولیٰ میں حرج اور تکلیف مالایطاق کے باوجود مقلد مقلد نہ ہوا بلکہ اپنی تحقیق کا متبع ہوا نہ دوسرے کے سبیل کا، وہو خلاف المفروض، پس صورتِ ثانیہ متعین ہوگئی۔ کسی کو امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ پر ان کے مجموعہ حالات سے یہ ظن غالب واعتقاد راجح ہوا کہ یہ منیب ومصیب ہیں، کسی کو امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ پر، کسی امام مالک پر، کسی کو امام احمد ابن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ پر، اس لئے ہر ایک نے اسی کا اتباع اختیار کیا اور جب ایک کے اتباع بوجہ علم بالانابۃ اجمالاً کے التزام کیا گیا تو اب بعض جزئیات کا بلا کسی وجہ قوی یا ضرورتِ شدیدہ کے اس کی مخالفت سے شقِ اول عود کرے گی وقد ثبت بطلانہ۔ پس اس تقریر سے چند مسائل ثابت ہوئے:

١- وجوبِ تقلید مطلقاً۔ ٢- تقلیدِ ائمۂ اربعہ، خصوصاً انحصار فی المذاہب الاربعہ۔ ٣- وجوب تقلید شخصی۔ ٤- مقلد اپنے امام کے اقوال کی تقلید کرے گا۔ ٥- اور ان مسائل پر عمل کرے گا جو اس کے امام نے قرآن کریم اور احادیث سے استنباط کئے ہیں۔ ٦- اور مقلد کو یہ حق نہیں کہ اقوالِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے خود مسائل کا استنباط کرے کیونکہ اس میں استنباط کی قوت نہیں، جیسا کہ مقلد کی تعریف سے معلوم ہو چکا، البتہ مسائلِ منصوصہ ظاہر الدلالہ، غیر متعارضہ، معلومۃ التقدیم والتاخیر میں نص کے موافق عمل کرے گا کما مر سابقاً۔

٢.....حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ بہت بڑے درجہ کے مجتہد تھے اور بہت بڑے محدث بھی تھے۔ مجتہد کے لئے قرآن، حدیث، آثار، تاریخ، لغت، قیاس میں ماہر ہونا ضروری ہے۔

"الإمام (أبوحنيفه رحمه الله تعالىٰ) مجتهدٌ إجماعاً، بل من أكابر المجتهدين، لم ينكر أحد سلفاً ولاخلفاً، والرجل لايكون مجتهداً إلا بعدأن يكون ماهراً بالقرآن والحديث والآثاروالتاريخ والقياس كماصرح به أئمة الأصول". مقدمه أوجز، ص: ٦٠ (١)۔

(١) (مقدمة أوجزالمسالک لشيخ الحديث زكريارحمه الله تعالىٰ، الباب الرابع فى ذكر الإمام الأعظم أبى حنيفة رضى الله تعالىٰ عنه، الفائدة الرابعة فى علو مرتبته فى الحديث: ١/٥٨، المكتبة اليحيوية بسهارنپور)

ابن حجر نے لکھا کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے چار ہزار مشائخ وتابعین وغیرہم سے علم حاصل کیا ہے، علامہ ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کو محدثین کے طبقاتِ حفاظ میں شمار کیا ہے(۱)۔

۳.....خود مجتہد مطلق تھے، قرآن وحدیث کو سامنے رکھ کر خود ان سے مسائل استنباط کرتے تھے، کسی کے مقلد نہ تھے، (کذافی النافع الکبیر ص:۹۷) (۲)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی معین المفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۴/۱۲/۵۴ھ۔

صحیح: عبداللطیف عفی عنہ مدرسہ مظاہر علوم، ۱۵/ ذی الحجہ/۵۴ھ۔

بعض مسائل میں دوسرے امام کے مذہب پر عمل کرنا، شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ کیا مقلد تھے؟

سوال[۷۵۷]: جو شخص حنفی کہلا کر بعض مسائلِ اختلافیہ میں مسائل شافعیہ وحنابلہ پر اپنی تحقیق کی بناء پر عمل کرے تو وہ حنفیت سے نکل جائے گا یا نہیں؟ حالانکہ امام ولی اللہ صاحب انفاس العارفین، ص: ۷۰ میں لکھتے ہیں:

''مخفی نماند کہ حضرتِ ایشان: ای عبدالرحیم صاحب دہلوی در اکثر امور موافق مذہب حنفی عمل می کردند إلّا بعض چیز ہا کہ بحسبِ حدیث یا وجدان بمذہبِ دیگر ترجیح می یافتند، ازاں جملہ آنست کہ در اقتداء سورۂ فاتحہ می خواندند، ودر جنازہ نیز''(۳).

(دیکھو کتاب ''حزبِ امام ولی اللہ صاحب دہلوی کی اجمالی تاریخ کا مقدمہ''، ص: ۱۶۰) (۴)

---

(۱)''قال ابن حجر رحمه الله تعالىٰ: مرّ أنه أخذ عن أربعة آلاف شيخ من أئمة التابعين وغيرهم، ومن ثمة ذكره الذهبي وغيره في طبقات الحفاظ من المحدثين.''(مقدمة الأوجز، المصدر السابق، الفائدة الخامسة: ۱/۶۰)

(وكذا في مقدمة إعلاء السنن، أبو حنيفة وأصحابه المحدثون، الفصل الثالث في درجة الإمام في علم الحديث: ۲۱/۱۵، ۱۵، إدارة القرآن)

(۲) (النافع الكبير مع الجامع الصغير، الفصل الأول، ص: ۱۰، إدارة القرآن كراچی)

(۳) (أنفاس العارفين لشاه ولي الله محدث دهلوی، ص: ۱۵۷، المعارف گنج بخش روڈ لاہور)

(۴) (حزب ولی اللہ دہلوی کی اجمالی تاریخ کا مقدمہ، ص: ۹۲، سندھ ساگر اکادمی لاہور)

مؤلفہ مولانا مولوی عبیداللہ صاحب سندھی حنفی دیوبندی۔

نیز مکتوبات شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کے ص: ۵ میں لکھا ہے:

''گفتم: بقدرِ امکان جمع می کنم درمذہبِ مشہورہ، مثلاً صوم و صلوٰۃ ووضو وغسل وحج بوضعے کہ واقعے می شود کہ ہم اہلِ مذاہب صحیح دانند وعند تعذرِ الجمع باقویٰ مذاہب ازروئے دلیل وموافقتِ صریح حدیث عمل می نمایم''(۱).

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ شاہ عبدالرحیم صاحب دہلوی وحضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی اپنے مسلک مذکورہ کی بناء پر مقلد تھے یا غیر مقلد؟ اوران کو باوجودِ حنفی مذہب کے ایسا کرنا درست تھا یانہیں؟ غورفرما کراس مسئلہ پر لکھیں۔

الجواب حامداً ومصلياً:

اگرکوئی حنفی اپنی وسعتِ نظر، جودتِ فہم، صفائی باطن یاکسی اَورداعیۂ قویہ کی بناء پرکسی دوسرے امام کی دلیل کوقوی سمجھ کراس پرعمل کرے تو وہ شخص حنفیت سے خارج نہیں ہوگا (۲) اورقوتِ داعیہ کے موافق

---

(۱) (لم أظفر عليه)

(۲) ''والحاصل أن ماخالف فيه الأصحاب إما مهم الأعظم لايخرج عن مذهبه إذا رجّحه المشايخ المعتبرون، وكذا مابناه المشايخ على العرف الحادث لتغير الزمان أوللضرورة، ونحو ذلك لايخرج عن مذهبه أيضاً؛ لأن مارجحوه لترجح دليله عندهم مأذون به من جهة الإمام الخ''. (شرح عقود رسم المفتي، ص: ۲۸، مير محمد كتب خانه)

''ونظير هذا ما نقله العلامة بيرى فى أول شرحه على الأشباه عن شرح الهداية لابن الشحنة، ونصه: إذا صح الحديث وكان على خلاف المذهب عمل بالحديث، ويكون ذلك مذهبه، ولايخرج مقلده عن كونه حنفياً بالعمل به، .... ولا يخفى أن ذلك لمن كان أهلاً للنظر فى النصوص ومعرفة محكمها من منسوخها، .... ولذا ردّالمحقق ابن الهمام على بعض المشايخ حيث أفتوا بقول الإمامين بأنه لايعدل عن قول الإمام إلا لضعف دليله''. (ردالمحتار، المقدمه، مطلب: صح عن الإمام أنه قال: إذا صح الحديث فهو مذهبى: ۱/۶۷، ۶۸، سعيد) =

وہ شخص معذور ہوگا اور دوسروں کو اس کا اتباع جائز نہیں ہوگا (۱) اور اس کی نظیریں مذاہبِ اربعہ میں موجود ہیں۔ شیخ ابن ہمام رحمہ اللہ تعالیٰ کی ابحاث کو ان کے تلمیذِ خاص قاسم بن قطلو بغا نے نا قابلِ اعتناء قرار دیا ہے، كذا في رسم المفتي (۲)، ابن حجر مکی شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فتاویٰ کبریٰ میں لکھا ہے کہ فقہ شافعی میں زکوٰۃ کے متعلق تین مسائل ایسے ہیں جن میں فقہ حنفی کے موافق فتویٰ دیا جاتا ہے: نقل الزكوٰة، ودفع الزكوٰة إلى واحد، ودفعها إلى أحد الأصناف اهـ (۳)۔

امام غزالیؒ نے احیاء العلوم میں امام مالک رحمہ اللہ کے مذہب کو طہارتِ ماء کے متعلق پسند کیا ہے (۴)،

= "ولو أنّ رجلاً برئ من مذهبه باجتهادٍ وضح له كان محموداً مأجوراً، أما انتقال غيره من غير دليل .... فهو المذموم الآثم". الخ. (ردالمحتار، باب التعزير: ۴/۸۰، سعيد)

(۱) "ان المفتي المجتهد ليس له العدول عما اتفق عليه أبو حنيفة وأصحابه، فليس له الإفتاء به وإن كان مجتهدا متقناً .... قلت: ذلك في حق من يفتي غيره .... وأما في حق العمل به لنفسه فالظاهر جوازه له، يدل عليه قول خزانة الروايات: يجوزله أن يعمل عليها وإن كان مخالفاً لمذهبه: أي لأن المجتهد يلزمه اتباع ماأدى إليه اجتهاده". (شرح عقود رسم الفمتي: ۱۰۲، ۱۰۳، مير محمد كتب خانه كراچي)

(۲) "قال العلامة قاسم في حق شيخه خاتمة المحققين الكمال ابن الهمام: "لايعمل بأبحاث شيخنا التي تخالف المذهب". (شرح عقود رسم المفتي، ص: ۶۸، مير محمد كتب خانه كراچي)

(وكذا في، ص: ۶۷، من شرح عقودرسم المفتي، مير محمد كتب خانه كراچي)

(۳) "جازله أن ينقل ماكان أخذه إلى بلده .... فله إعطاء بعض آحاد الصنف أقل متمول، فإن أعطى اثنين من صنف دون الثالث .... أو واحد فقط .... أما إذا لم يوجد الثالث فيعطى الكل للإثنين إن احتاجاه، ولا ينقل باقي أسهم إلى غيرهما، فإن لم يحتاجوه ردعلى الباقين إن احتاجوه وإلا نقل إلى غيرهم؛ إذ حصة من فقد من الأصناف أو من أحاد الصنف بمحل الزكاة .... الخ". (الفتاویٰ الكبرى لابن حجر المكي، كتاب الزكاة: ۱/۳۲، ۳۸، المكتبة الإسلامية)

(۴) "هذا هو مذهب الشافعي رضي الله عنه، وكنت أودّ أن يكون مذهبه كمذهب مالك رضي الله عنه في أن الماء وإن قلّ لا ينجس إلا بالتغير؛ إذ الحاجة ماسة إليه". (إحياء العلوم للغزالي، كتاب أسرار الطهارة: ۱/۱۸۴، رشيديه)

فقہائے احناف نے مسئلہ مفقود میں امام مالکؒ کا مسلک اختیار کیا ہے(۱) وغیرہ وغیرہ۔

شاہ عبدالرحیم صاحبؒ حنفی تھے (۲)، چنانچہ فتاویٰ عالمگیری کی تدوین میں وہ بھی شریک تھے اور جگہ جگہ اصلاحات بھی فرمائی ہیں۔ شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ بھی مقلد اور حنفی تھے (۳)، بعض حضرات کو ان کی مختلف عبارات سے اس کے خلاف کا ایہام ہوتا ہے مگر اسی کتاب، ص: ۴۸، ۶۲، ۱۰۵ میں حنفی مذہب کو ترجیح دی ہے، اصل یہ ہے کہ وہ کسی کی تقلید نہیں کرنا چاہتے تھے اور یہ طبعی چیز تھی، لیکن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کسی مشاہدہ میں ان کو اس پر مجبور کیا گیا جیسا کہ اور بھی بعض اشیاء پر

---

(۱) (راجع إلی ''حیلۂ ناجزۃ'' لحکیم الأمت أشرف علی التهانویؒ، ص: ۶۲، دارالإشاعت، کراچی)

(۲) دیکھئے مولانا حافظ عبدالحق خان بشیر نقشبندی کی مؤلف '' مولانا عبیداللہ سندھی رحمہ اللہ تعالیٰ اور تنظیم فکر ولی اللّٰھی''، ص: ۵۴، مطبع حق چاریار اکیڈمی گجرات)

'' شاہ صاحب انفاس العارفین میں اپنے والد ماجد شاہ عبدالرحیم دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے متعلق فرماتے ہیں:
'' یہ بات مخفی نہ رہے کہ حضرت اکثر امور میں حنفی مذہب کے مطابق عمل فرماتے تھے سوائے چند ایک چیزوں کے''۔
(کتاب: '' مولانا عبیداللہ سندھی اور تنظیم فکر ولی اللّٰھی، المصدر السابق)

(وکذا فی أنفاس العارفین، مترجم سید محمد فاورق قادری، ص: ۱۵۷، المعارف گنج بخش لاهور)

(۳) اس سلسلہ میں حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے الفاظ ملاحظہ ہوں: '' کتبه بیده الفقیر إلی رحمة الله الکریم الودود، ولی الله بن عبدالرحیم .... الصوفی طریقةً، والحنفی عملاً، والحنفی والشافعی درساً'' یہ الفاظ حضرتؒ نے اس صحیح بخاری پر تحریر فرمائے ہیں جو شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے درس میں استعمال ہوا ہے۔ (مولانا عبیدالله سندهیؒ اور تنظیم فکر ولی اللّٰهی، ص: ۵۳، حق چار بار اکیڈمی گجرات)

وفی حزب امام ولی الله محدث دهلوی هکذا: '' شاہ ولی اللہ حنفی تھے: .... '' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حنفی مذہب کا ایک ایسا عمدہ طریقہ بتایا جو ان حدیثوں سے جن کو بخاری اور ان کے ساتھیوں نے جمع کیا اور ان کی جانچ پڑتال کی، زیادہ قریب اور موافق ہے اور یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ، امام یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ، امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ، ان تینوں کے اقوال میں سے وہ قول قبول کیا جائے جو حدیث سے زیادہ قریب ہو .... الخ''۔
(حزب ولی اللہ دہلوی کی اجمالی تاریخ کا مقدمہ، ص: ۹۲، سندھ ساگر اکادمی، لاہور)

خلافِ طبع مجبور کیا گیا، چنانچہ فرماتے ہیں:

"وجبلتي تأبى التقليد وتأنف منه رأساً، ولكن شئي طلب مني التعبدبه بخلاف نفسي اه"۔ فيوض الحرمين، ص: ٦٤(١)۔

اس میں مذاہبِ اربعہ میں سے کسی کی تخصیص نہیں کی گئی بلکہ دائر رکھا گیا ہے، لیکن، ص: ۴۸، ۶۲، ۱۰۵ میں ترجیح موجود ہے۔

جن مسائل میں دیگر مذاہب کی رعایت موجود ہو اس میں خروج عن الخلاف کو فقہاء نے مستحب لکھا ہے (۲)، شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا عام طریقہ یہی ہے، إلّا في بعض المسائل، فإنه عمل بتحقيقه.

ایک کتاب پر اپنے دستخط کے ساتھ انہوں نے حنفی خود بھی تحریر فرمایا ہے (۳) جس پر بادشاہِ وقت کے بھی دستخط ہیں اور وہ کتاب الٰہی بخش لائبریری پٹنہ بہار میں محفوظ ہے۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۰/۱۱/۶۴ھ۔

صحیح: عبد اللطیف، مظاہر علوم سہارنپور، ۲۵/ ذی قعدہ/۶۴ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۳/ ذی قعدہ/۶۴ھ۔

کیا حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی مقلد تھے؟

سوال [۷۵۸]: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ مقلد تھے یا غیر مقلد، اگر مقلد تھے تو ان کا مسلک کیا تھا؟ یہاں بعض حضرات کہتے ہیں کہ وہ غیر مقلد

---

(۱) تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: (مولانا عبید اللہ سندھی رحمہ اللہ تعالیٰ اور تنظیم فکر ولی اللّٰھی، ص: ۵۵، (بحوالہ فيوض الحرمين: ١٦٥) حق چار یار اکیڈمی گجرات)

(فيوض الحرمين، مشاهد أخرى بالإجمال، ص: ٦٥، کتب خانہ رحیمیہ دیوبند)

(۲) "الإحتياط في الدين مطلوب، ومراعاة الخلاف أمر محبوب سواء كان قولاً ضعيفاً في المذهب، أو كان مذهب الغير كيف، الخ". (الفوائد المخصصة بأحكام كيّ الحمصة، في ضمن رسائل ابن عابدين: ١/ ٦١، سہیل اکیڈمی لاہور)

(۳) (راجع، ص: ٦١٩، رقم الحاشية: ٣)

2
تھے۔حوالہ کتب معتبرہ سے مدلل بیان فرمائیں۔

الجواب حامداً و مصلیاً:

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ علوم واسعہ، افکار عمیقہ، اخلاق فاضلہ، اعمال صالحہ، تزکیۂ نفس، طہارت باطن، نسبت قویہ، مکاشفہ صحیحہ کی دولت سے مالا مال تھے۔ جہاں کسی چیز میں کوئی اشکال ہوا فوراً روحانیتِ نبویہ سے حل کرلیا، آثار صحابہ گویا سب کے سب نظروں کے سامنے تھے، ان کے مذاہب سے واقفیت حاصل تھی، ائمہ مجتہدین کے اصولِ استنباط اور ماخذِ مسائل پر پورا عبور تھا، تطبیق بین الروایات میں ملکۂ تامہ تھا، ناسخ ومنسوخ کے حافظ تھے، وغیرہ وغیرہ ان اسباب کی بناء پر آپ تقلید کی ضرورت محسوس نہیں فرماتے تھے، طبیعت کو اس سے انکار تھا لیکن حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تقلید پر مجبور فرمایا، تقلید کے علاوہ اور بھی بعض چیزیں ایسی ہیں کہ تقاضائے طبعی کے خلاف ان پر مامور کئے گئے چنانچہ لکھتے ہیں:

"و ثانيهما: الوصاة بالتقليد بهذه المذاهب الأربعة، لا أخرج منها، والتوفيق ما استطعت، و جبلتي تأبى، و تأنف منه رأساً، و لكن شئ طلب منى التعبد منه بخلاف نفسى اهـ". (فيوض الحرمين ص:٦٥)(١)۔ اس سے مطلق تقلید کے ساتھ مقید ہونا معلوم ہوا، نیز وہ تقلید مذاہب اربعہ میں محصور ہے۔

مذہب حنفی کی ترجیح کے سلسلہ میں فرماتے ہیں:

"عرّفني رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم أن في المذهب الحنفي طريقة أنيقة، وهي أوفق الطرق بالسنة المعروفة التي جمعت و نقحت في زمان البخاري و أصحابه، و ذلك أن يؤخذ من أقوال الثلاثة قول أقربهم بهافي المسئلة، ثم بعد ذلك يتبع اختيار الفقهاء الحنفيين الذين من علماء الحديث، فربّ شيء سكت عنه الثلاثة(أبو حنيفة وصاحباه) في الأصول، و ما تعرضوا لنفيه، ودلت الأحاديث عليه، فليس بدّ من أصحابه، والكل مذهب حنفي اهـ". (فيوض الحرمين ص:٤٨)(٢)۔

۱۱۷۶ھ میں وفات ہے، اسی ۱۱۷۶ھ میں اخیر مرتبہ "بخاری شریف" پڑھائی ہے اور مولوی چراغ

---

(۱) (فیوض الحرمین (مترجم) تینتیسواں مشاہدہ، ص:۲۲۷، دارالاشاعت)

(۲) (فیوض الحرمین (مترجم) انتیسواں مشاہدہ، ص:۱۷۵، دارالاشاعت)

صاحب کے لئے سند اپنے قلم سے لکھی ہے جو کہ بخاری شریف کے ساتھ خدا بخش لائبریری پٹنہ میں موجود ہے، اس میں اپنے نام کے ساتھ حنفی لکھا ہے اور حضرت شاہ رفیع الدین صاحب کی تصدیق ہے کہ یہ میرے والد کی تحریر فرمودہ ہے، نیز شاہ عالم کی مہر بھی اس تصدیق پر موجود ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اخیر تک حنفی رہے، کسی کو یہ کہنے کی مجال نہیں کہ بعد میں غیر مقلد ہوگئے تھے۔نعوذ باللہ منہ۔ البتہ حسبِ وسعت جمع فرماتے تھے، ادلہ کی قوت وضعف سے بھی بحث فرمایا کرتے تھے جس سے بعض کو شبہ ہوجایا کرتا تھا۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

امام کے قول کے خلاف اگر حدیث موجود ہو تو مقلد کیا کرے؟

سوال[۷۵۹]: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مثلاً اپنی رائے اور قول کی موافقت ناجائز ہو یعنی کوئی بھی مسئلہ ہو یعنی امام صاحب کے قول کے مقابل میں حدیث صحیح ہو، راوی حدیث بیان کرنے والے تقریباً چار سے زائد ہوں اور راوی ثقہ ہیں، راویوں کی بالکل ایک ہی دلیل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے صحیح حدیث بیان کرتے ہیں اور صحیح حدیث بخاری کی موجود ہے تو ایک شخص امام کا قول ترک کرکے احادیث پر عمل کرتا ہے۔اب آپ سے فتویٰ چاہتا ہے برائے مہربانی فتویٰ ارسال فرماویں۔

۲۷/ جون ۱۹۷۱ء، ڈاکخانہ ہون، علاقہ نوبجوہ، تحصیل کشتواڑ، ضلع ڈوڈہ،
ریاست جموں وکشمیر، مولوی احمد اللہ۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ بات تو ممکن ہے کہ امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ نے جو مسئلہ بیان فرمایا ہے "بخاری شریف" کی کوئی حدیث اس کے خلاف ہو لیکن یہ نہیں ہوسکتا کہ امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کا مسئلہ بلا دلیل ہو۔اتنا تو غور کیجئے کہ صحیح حدیث جب کسی مسئلہ میں موجود ہو تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک رائے (قیاس) جائز نہیں (۱) پھر یہ

---

(۱) "و قد روى الشيخ محي الدين في: "الفتوحات المكية" بسنده إلى الإمام أبي حنيفة أنه كان يقول: "إياكم والقول في دين الله تعالىٰ بالرأي، وعليكم بإتباع السنة، فمن خرج عنها ضل" .... و كان يقول: "عليكم بآثار مَنْ سَلَفَ، و إياكم و آراء الرجال اهـ". .... و كان يقول: "لم تزل الناس في صلاح مادام فيهم من يطلب الحديث، فإذا طلبوا العلم بلا حديث فسدوا". .... و قال أيضاً (أي في =

کہنا کہ ان کا قول (رائے) یعنی قیاس محض رائے اور قیاس ہے جو کہ حدیث کے خلاف ہے غلط اور امام صاحب کے اصول کے خلاف ہے جو کہ تہمت ہے۔

رائے کا حاصل تو یہ ہے کہ جو مسئلہ نص (آیت یا حدیث) میں موجود ہوا امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ اس کے لئے علّت تلاش کرتے ہیں تا کہ جن مسائل سے نص ساکت ہے اور ان میں وہ علت موجود ہے تو حکم نص کو وہاں متعدی کر دیا جائے، اس کا فائدہ یہ ہے کہ حکم نص زیادہ سے زیادہ عام ہو جائے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی اس کو اپنی صحیح میں ثابت کیا ہے(۱) لہٰذا جس مسئلہ میں خود نص موجود ہوگی وہاں امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ رائے اور قیاس کو دخل ہی نہیں دیں گے بلکہ نص پر عمل کریں گے۔

بعض کوتاہ نظر کسی ایک حدیث کو دیکھ کر کہنے لگتے ہیں کہ امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کا فلاں قول مطلقاً حدیث کے خلاف اور محض رائے پر مبنی ہے یہ ان کی کوتاہ نظری ہے یا عناد ہے۔ صحیح بخاری شریف مجموعی حیثیت سے اعلیٰ کتاب ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ ان کی ہر ہر حدیث دیگر کتب کی ہر ہر حدیث سے اعلیٰ ہو، بلکہ ہوسکتا ہے کہ دوسری کتاب کی حدیث مثلاً جس پر امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول مبنی ہے وہ بخاری شریف کی حدیث سے اعلیٰ ہو، شیخ ابن ہمام رحمہ اللہ تعالیٰ نے فتح القدیر میں اس پر بحث کی ہے (۲)، نیز عمدة

= الفتوحات): وقد تتبعت بحمد الله أقواله و أقوال أصحابه لما ألفت كتاب: "أدلة المذاهب" فلم أجد قولاً من أقواله و أقوال أتباع إلا وهو مستند إلى آية، أو حديث، أو أثر، أو إلى مفهوم ذلك، أو حديث ضعيف كثرت طرقه، أو إلى قياس صحيح على أصل صحيح". (ص: ۵۲)". (إعلاء السنن، المقدمة، أبو حنيفة و أصحابه المحدثون: ۴۹/۳، ادارة القرآن كراچى)

(۱) (تقدم تخريجه تحت عنوان: "تقلید کی شرعی حیثیت")

(۲) قال ابن الهمام: "وكون معارضه في البخاري لا يستلزم تقديمه بعد اشتراكهما في الصحة، بل يطلب الترجيح من خارج. و قول من قال: أصح الأحاديث ما في الصحيحين، ثم ما انفرد به البخاري، ثم ما انفرد به مسلم، ثم ما اشتمل على شرطهما من غيرهما، ثم ما اشتمل على شرط أحدهما تحكّمٌ لا يجوز التقليد فيه؛ إذ الأصحيّة ليس إلا لإشتمال رواتهما على الشروط التي اعتبراها، فإذا فرض وجود تلك الشروط في رواة حديث في غير الكتابين أفلا يكون الحكم بأصحية ما في الكتابين عين التحكّم؟ و قد أخرج مسلم عن كثير في كتابه ممن لم يسلم من غوائل الجرح، و كذا في البخاري جماعة تكلم =

القاری شرح بخاری:۸/۵۱، میں ہے:"و دعوى الحكم بتصحيح جميع ما أورده البخاری فی كتابه غير موجهة؛ لأن دعوى الكلية تحتاج إلى دليل قاطع اهـ"(۱)۔

لہٰذا یہ دعویٰ کرنا کہ امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول حدیث کے خلاف اور محض رائے پر مبنی ہے، یہ خود دعویٰ بلا دلیل ہے بلکہ خلاف دلیل ہے جو اپنے علم ناقص یا عناد سے ناشی ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۹/۵/۹۱ھ۔

عالم محقق کیلئے تقلید اور ایک مذہب سے دوسرے مذہب کی طرف انتقال

سوال[۷۶۰]: ۱۔۔۔۔۔ فقہاء کی اصطلاح میں تقلید کے کیا معنی ہیں؟

۲۔۔۔۔۔ کیا حقیقۃً یہ امر علماء کے یہاں مسلم ہے کہ جو شخص بجائے خود مجتہد ہو اس کے لئے جائز نہیں کہ وہ دوسرے کی تقلید کرے، بایں معنیٰ کہ التقليد العمل بقول من لا يعرف دليله۔

۳۔۔۔۔۔ کوئی شخص اگر خود اجتہاد کے مرتبہ پر فائز نہ ہو، مگر عالم بالکتاب والسنۃ ہو اور نہ صرف عالم ہو بلکہ سنن نبویہ میں نظر بالغ رکھتا ہو، اس کے ساتھ وہ مختلف مذاہب فقہیہ کے فروعی مسائل میں تحقیق اور ترجیح کی بھی قابلیت رکھتا ہو ایسے عالم کے لئے ائمہ مذاہب کی تقلید کی کیا صورت ہوگی؟ آیا وہ لازمی طور پر ہر حالت میں کسی معین مذہب کے ساتھ وابستہ رہے گا اور کسی حالت میں بھی اس کے لئے دوسرے مذہب کی پیروی جائز نہ ہوگی اگرچہ وہ ایک ہی مسئلہ میں ہو، یا اس کے لئے یہ بھی جائز ہے کہ مختلف مذاہب کے فروعیات پر تحقیقی نظر ڈال کر سب کا علمی جائزہ لے، پھر ان مختلف فروعیات میں بھی جو مسئلہ اس کو اوفق بالکتاب والسنۃ معلوم ہو اس پر عمل کرے؟

۴۔۔۔۔۔ بالفرض اگر وہ پہلے سے کسی معین مذہب کا التزام کر چکا ہو تو آیا وہ التزام کے بعد دوسرے

= فيهم، فدار الأمر فی الرواة على اجتهاد العلماء فيهم الخ". (فتح القدير، كتاب الصلاة، باب النوافل: ۱/۴۴۵، مصطفى البابی الحلبی بمصر)

(كذا فی مقدمة فتح الملهم، أحاديث الصحيحين هل تفيد القطع؟: ۱/۳۰۰، مكتبه دار العلوم، كراچی)

(۱) (عمدة القاری، كتاب مناقب الأنصار، باب القسامة فی الجاهلية، تحت حديث عمرو بن ميمون قال: رأيت فی الجاهلية قردةً الخ: ۱۶/۴۱۲، رقم الحديث: ۳۸۴۹، دارالكتب العلمية)

مذہب فقہی میں کلی یا جزوی طور پر انتقال کرسکتا ہے یا نہیں یا ہمیشہ کے لئے اس مذہب سے وابستہ رہے گا جس کا اس نے پہلے التزام کیا ہے؟

۵......پھر جو شخص عالم بالکتاب والسنۃ نہ ہو بلکہ عامی ہو، ایسے عامی شخص کیلئے تقلید اور ایک مذہب فقہی سے دوسرے مذہب فقہی میں انتقال کرنے کا کیا حکم ہے؟ عبدالرؤف قاسمی بستوی۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

۱......جس شخص پر اعتماد ہو کہ دلیل کے موافق حکم بتائے گا اس کے قول کو تسلیم کر لینا اور اس سے دلیل کا مطالبہ نہ کرنا تقلید ہے، کذافی عقد الجید (۱)۔

۲......راجح قول یہی ہے کہ مجتہد کو دوسرے مجتہد کی تقلید کا حق حاصل ہے، اس لئے کہ اجتہاد متجزی ہے کما صرح به الشامی (۲)۔

۳......جب اس کا دامن اجتہاد سے خالی ہے تو اس کو وسعت نظر وعلم کے باوجود تقلید شخصی لازم ہے، محض اپنی ذاتی تحقیق کی بناء پر دوسرے مذہب کی پیروی کا حق نہیں، تلفیق بالاجماع باطل ہے کذافی الدر المختار (۳)۔ اس کا اجتہاد سے محروم ہونے کے باوجود کسی مسئلہ کو اوفق بالکتاب والسنۃ قرار دینا اپنے منصب سے بڑھ کر بات ہے۔

۴......جس اعتماد کی بناء پر ایک امام کی تقلید کی تھی اگر وہ اعتماد وسعت نظر وعلم کی بناء پر وہاں سے ختم ہو کر دوسرے امام کے ساتھ قائم ہو گیا ہے تو کلیتۃً انتقال مذہب کی اجازت ہے، جزوی انتقال میں تلفیق کا مفسدہ

---

(۱) "وأمارة هذا التقليد أن يكون عمله بقول المجتهد كالمشروط بكونه موافقاً للسنة". (عقد الجيد، فصل سوم، مسئله پنجم، ص: ۱۲۱، ۱۲۲، قرآن محل مقابل مولوی مسافر خانه کراچی)

(۲) "قال في التحرير: مسئلة: غير المجتهد المطلق يلزمه التقليد وإن كان مجتهداً في بعض مسائل الفقه، أو بعض العلوم كالفرائض، على القول بتجزى الإجتهاد، وهو الحق، فيقلد غيره فيما لا يقدر عليه". (شرح عقود رسم المفتي، مطلب في معنى قول الأئمة: لا يحل لأحد أن يفتي بقولنا حتى يعلم من أين قلنا؟ ص: ۴۷، مير محمد كتب خانه)

(۳) "و أن الحكم الملفّق باطل بالإجماع". (الدر المختار، المقدمة: ۱/۷۵، سعيد)

ہے کذافی الحموی (۱)۔

۵...... اس کی اجازت نہیں۔ یہ اتباع ھوا اور تلعّب ہے، عقدالجید (۲)،انصاف (۳) سبیل الرشاد (۴) الاقتصاد (۵) انتصارالحق (۶) تیسیر (۷) التقریروالتحبیر (۸) میں تفصیلی دلائل مذکور ہیں۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حنفی کوکسی اَور کےقول پرعمل کرنا کیا تقلید کے خلاف ہے؟

سوال[۱۷۶۱]: تقلید کی تعریف کیا ہے؟اگرامام ابویوسف رحمہ اللہ تعالیٰ وزفررحمہ اللہ تعالیٰ کےقول پرعمل کرےتو کیااس صورت میں بھی حنفی رہیگا؟بوقتِ ضرورت شوافع ومالکیہ کےقول پر (مثلاً مسئلہ مفقود)عمل کرنے سے حنفی رہےگا یانہیں جب کہ وہ دوسرے امام کےقول پرعمل کررہا ہے؟سائل محمد بشیر رنگونی ۵/صفر ۵۳ھ

---

(۱) لم أجده في الحموي على الأشباه: و قال في مقدمة إعلاء السنن: "قال صاحب جامع الفتاوى من الحنفية: يجوز للحنفي أن ينتقل إلى مذهب الشافعي و بالعكس لكن بالكلية، أما في مسئلة واحدة فلا يمكن". (ذكر الشروط الثلاثة لجواز الإنتقال: ۲/۲۲۷، إدارة القرآن كراچى)

و في رد المحتار: "ولو أن رجلاً برئ من مذهبه باجتهاد وضح له، كان محموداً مأجوراً".

(كتاب الشهادات، باب التعزير، مطلب فيما إذا إرتحل إلى غير مذهبه: ۴/۸۰، سعيد)

(۲) (عقد الجيد (مترجم اردو) تاكيد ألاخذ بهذه المذاهب الأربعة: ۵۳، ۷۳، ۱۳۳، ۱۱۴، قرآن محل كراچى)

(۳) (الإنصاف في بيان أسباب الاختلاف، التقليد في المذاهب الأربعة، ص:۹۷، ۱۱۱، دار النفائس)

(۴) (سبيل الرشاد، قول ششم ص:۵۱۷، ۵۳۲، اداره اسلاميات لاهور)

(۵) (الاقتصاد في التقليد والاجتهاد، مقصد چهارم ص: ۳۰–۵۵، اداره اسلاميات لاهور)

(۶) (انتصار الحق، إثبات تقليد امام معین کے دلائل، ص: ۱۴۰، ۱۹۲، مطبع صديقى، بريلى)

(۷) (تيسير التحرير، مسئله: لا يرجع المقلد فيما قلد فيه، الجزء الرابع، ص: ۲۵۳، ۲۵۵، مصطفى البابى)

(۸) (التقرير والتحبير، مسئله: غير المجتهد المطلق يلزمه التقليد: ۳/۳۴۴، ۳۴۵، و مسئله: لا يرجع المقلد فيما قلد فيه: ۳/۳۵۰، ۳۵۵، عباس احمد الباز مكة المكرمة)

الجوب حا مدً اومصلیاً:

غیر مجتہد کا قول مجتہد کو اختیار کرنا اس اعتماد پر کہ اس کے پاس اس کی دلیل ہے اور اس سے دلیل طلب نہ کرنا یہی تقلید ہے (۱)۔امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے اصول جن کو ان کے تلامذہ نے مفصلاً بیان کیا اور ان پر مسائل متفرع ہوئے،خواہ وہ مسائل امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ سے بالتصریح منقول ہوں یا نہ ہوں ان کو ماننے والا اور ان پر عمل کرنے والا حنفی ہے۔امام صاحب کے تلامذہ کے اقوال بھی امام صاحب ہی کے اقوال ہیں،خواہ وہ صراحتہً ہوں خواہ التزاماً،لہٰذا مواقع مخصوصہ میں ان پر عمل کرنے سے حنفیت سے خروج نہ ہوگا۔

بعض دفعہ واقعات اور حوادث کے تغیر سے حکم بدل جاتا ہے جیسے متاخرین نے دیکھا کہ اگر آج امام صاحب ہوتے تو فلاں مسئلہ میں یہ حکم دیتے لہٰذا متاخرین نے وہی حکم دیا،خواہ وہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہو یا کسی دوسرے کا۔اس قسم کا تغیر جنفل وصدقہ کی افضیلت وغیرہ کا خود امام صاحب کے زمانہ میں بھی ہوا ہے، لہٰذا اس سے حنفیت میں فرق نہیں آتا۔والبسط فی عقود رسم المفتی لابن عابدین (۲)۔

حررہ العبد محمود گنگوہی،۸/۲/۵۳ھ۔

الجواب صحیح:سعید احمد۔ صحیح:عبداللطیف عفا اللہ عنہ،۵/صفر/۵۳ھ۔

---

(۱)(تحفۃ العلماء،باب چہارم،تقلید کا بیان:۲/۲۸۴،ادارہ تألیفات اشرفیہ)

(۲) ”و فی الولوالجية من كتاب الجنايات: قال أبو يوسف: ما قلت قولاً خالفت فيه أباحنيفة إلا قولاً قد كان قاله، و روى أنه قال: ما خالفت أبا حنيفة فی شیء إلا قد قاله ثم رجع عنه، فهذا إشارة إلى أنهم ما سلكوا طريق الخلاف، بل قالوا ما قالوا عن اجتهاد و رأى إتباعاً لما قاله استاذهم أبو حنيفة، انتهى .... قالوا: ما قلنا فی مسئلة قولاً إلا وهو روايتنا عن أبی حنيفة، و أقسموا عليه أيماناً غلاظاً، فلم يتحقق إذن فی الفقه جواب و لا مذهب إلا له كيف ما كان، و ما نسب إلى غيره إلا بطريق المجاز للموافقة .... (و قال بعد صفحتين): والحاصل: أن ما خالف فيه الأصحاب إمامهم الأعظم لا يخرج عن مذهبه إذا رجحه المشايخ المعتبرون، و كذا ما بناه المشايخ على العرف لتغير الزمان أو للضرورة و نحو ذلک لا يخرج عن مذهبه أيضاً .... بإعتبار أنه لو كان حياً لقال بما قالوه، إنما هو مبنى على قواعده أيضاً“. (شرح عقود رسم المفتی، مطلب: أقوال أصحاب الإمام فی الحقيقة أقواله، ص:۲۵-۲۸، میر محمد کتب خانه)

مذاہبِ اربعہ کا ماخذ

سوال[۷۶۲]: کیا اہل سنت والجماعت میں شامل ہونے کے لئے حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی ان چار مذہبوں میں سے کسی ایک مذہب کی اتباع ضروری ہے یا نہیں؟ اگر ضروری ہے تو کتاب وسنت سے ثابت کیا جائے کہ ائمہ مجتہدین میں سے کس کا اتباع کرے؟ اسلام میں ان چاروں مذاہب کے لئے کیا دلیل ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے "ما أنا علیه وأصحابی" (۱) کے طریق کو صحیح وثواب فرمایا ہے، یہ تو حکم اجمالی ہے، پھر جو مذاہب تفصیل سے مدوّن ہوئے ان میں ائمہ اربعہ کے مذاہب "ما أنا علیه وأصحابی" کے ساتھ اوفق (۲)۔ یہ استقراءِ مسائل اور تتبع دلائل سے ثابت ہے، ان چاروں میں سے جس محقق عالم نے تفتیش کر کے جس کے مذہب کو اقرب واوفق پایا اس کا اتباع کرلیا (۳)۔ اس مسئلہ پر مستقل رسائل عربی، فارسی، اردو میں موجود ہیں جن میں تفصیل سے بحث کی گئی ہے، الاقتصاد (۴)، سبیل

---

(۱) (مشکوٰة المصابیح، کتاب الإیمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنة، الفصل الثانی: ۱/۳۰، قدیمی)

(۲) "فعلیکم معاشرَ المؤمنین باتباع الفرقة الناجیة المسماة بأهل السنة والجماعة، فإن نصرة الله وحفظه وتوفیقه فی موافقتهم، وخذلانه وسخطه ومقته فی مخالفتهم، وهذه الطائفة الناجیة قد اجتمعت الیوم فی المذاهب الأربعة وهم: الحنفیون والمالکیون والشافعیون والحنبلیون رحمهم الله تعالیٰ، ومن کان خارجاً عن هذه الأربعة فی هذا الزمان فهو من أهل البدعة والنار".
(حاشیة الطحطاوی علی الدر المختار، کتاب الذبائح: ۴/۱۵۳، دار المعرفة، بیروت)
(وکذا فی مرقاة المفاتیح، کتاب الإیمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنة، الفصل الثانی: ۱/۴۱۹، رشیدیه)

(۳) "وأخرج الخطیب .... قال: یاأمیر المومنین! إن اختلاف العلماء رحمة الله من الله تعالیٰ علی هذه الأمة، کل یتبع ماصح عنده، وکلهم علی هدی، وکل یرید الله تعالیٰ". (رد المحتار علی الدر المختار، مطلب فی حدیث "اختلاف أمتی رحمة": ۱/۶۸، سعید)

(۴) (الاقتصاد فی التقلید والاجتهاد (اردو) للعلامة اشرف علی التهانویؒ، إداره اسلامیات لاهور)

الرشاد (۱)، عقد الجید (۲)، خیر التنقید (۳) وغیرہ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۸/۱/۹۲ھ۔

عامل بالحدیث کا حکم

سوال [۷۶۳]: ۱...... عامل بالحدیث حق پر ہیں یا نہیں؟

اہل حدیث کا حکم

سوال [۷۶۴]: ۲...... اہل حدیث کی جماعت کب سے نکلی؟ انجمن اشاعت تبلیغ الاسلام امرتسر۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

۱...... جو شخص اہلیت اجتہاد کی رکھتا ہے اس کو تمام احادیث سامنے رکھ کر ان سے مسائل استنباط کرنے کا حق حاصل ہے (۴) مگر اس زمانہ میں اتنی اہلیت تمام عالم سے مفقود ہے جیسا کہ صدیوں سے تجربہ ہو رہا ہے، لہذا

---

(۱) (سبيل الرشاد (اردو) للعلامة رشيد احمد الكنكوهي، رحمٰن برادرس، شارع لياقت پاكستان چوك كراچی)

(۲) ''عقد الجید'' میں حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: '' اعلم أن في الأخذ بهذه المذاهب الأربعة مصلحة عظيمه، وفي الإعراض عنها كلها مفسدة كبيرة، ونحن نبيّن ذلك لوجوه: أحدها أن الأمة أجمعت على أن يعتمدوا على السلف في معرفة الشريعة، فالتابعون اعتمدوا في ذلك على الصحابة، وتبع التابعين اعتمدوا على التابعين، وهكذا في كل طبقة اعتمدالعلماء على من قبلهم .... وثانياً: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ''اتبعوا السواد الأعظم''، ولما اندرست المذاهب الحقة إلا هذه الأربعة، كان اتباعها اتباعاً للسواد الأعظم، والخروج عنها خروجاً عن السواد الأعظم ''. (عقد الجيد، باب تاكيد الأخذ بهذه المذاهب الأربعة والتشديد في تركها والخروج عنها، ص: ۵۳، ۵۶، سعيد)

(۳) (خير التنقيد في سير التقليد (اردو) مولانا خير محمد جالندهرى رحمه الله تعالىٰ، كتب خانه انصاريه جالندهر شهر بازار شيخان)

(۴) ''وإن وظيفة المجتهد العمل باجتهاده دون اجتهاد غيره''. (مقدمة عمدة الرعاية، الدراسة الثانية، ص: ۸، سعيد)

بجز تقلید چارہ نہیں، جو شخص تقلید چھوڑ کر اجتہاد کا دعویٰ کرتا ہے اور مسائل استنباط کرنے کا مدعی ہے وہ جھوٹا ہے، معمولی مسائل کے دلائل سے اس کی تکذیب کی جاسکتی ہے، نیز اگر ائمۂ دین مجتہدین کو سب وشتم بھی کوئی شخص کرے تو وہ فاسق بالیقین اور فقہاء کی بڑی جماعت ایسے شخص کی تکفیر بھی کرتی ہے(۱) اور یہ مرض عام غیر مقلدین میں پھیلا ہوا ہے الا ماشاء اللہ، پھر ایسی جماعت کو کیسے کہا جاسکتا ہے کہ وہ حق پر ہے؟ رہا نفسِ عمل بالحدیث یہ کوئی مذموم چیز نہیں بلکہ عینِ مطلوب ہے، لقوله تبارك وتعالىٰ: ﴿ماآتاكم الرسول فخذوه وما نهاكم عنه فانتهوا﴾الآية (۲)۔

ہر شخص کو اتنی اہلیت نہیں کہ مقدم ومؤخر، ناسخ ومنسوخ وغیرہ کو معلوم کر سکے اس لئے تقلید کا حکم دیا جاتا ہے۔

۲...... عمل بالحدیث تمام عمر سے تھا، جب سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی تمام ائمہ کا عمل حدیث پر رہا ہے اور ائمۂ مجتہدین کے مسائل قرآن وحدیث ہی سے ماخوذ ہیں (۳)، لیکن وہ حضرات مجتہد ہونے کی وجہ سے ناسخ ومنسوخ سے واقف تھے۔ اور چند صدیوں سے ایک فرقہ پیدا ہوا ہے جو کہ خود علم نہیں رکھتا کہ مسائل کا استنباط کر سکے اور تقلید کو شرک کہتا ہے، درحقیقت یہ فرقہ گمراہ ہے جو اپنے کو عامل بالحدیث بتاتا ہے۔

---

(۱) "من شتم عالماً أو فقيهاً من غير سبب، خيف عليه الكفر". (التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فصل في العلم والعلماء: ۵/۵۰۸، ادارة القرآن كراچی)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، الباب التاسع في أحكام المرتدين من السير، مطلب: موجبات الكفر أنواع: ومنها: ما يتعلق بالعلم والعلمآء: ۲/۲۷۰، رشيديه)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب السير، باب أحكام المرتدين: ۵/۲۰۷، رشيديه)

(۲) (الحشر: ۷)

قال العلامة الآلوسي رحمه الله تعالىٰ تحتها: "و في الكشاف: الأجود أن تكون (أي الآية) عامةً في كل ما أمر به صلى الله تعالىٰ عليه وسلم و نهى عنه". (روح المعاني: ۲۸/۵۰، دار إحياء التراث العربي بيروت)

(۳) (تقدم تخريجه من مقدمة إعلاء السنن العلامه العثمانیؒ، تحت عنوان: "قول امام کے خلاف اگر حدیث موجود ہو، تو مقلد کیا کرے")

وجوبِ تقلید کے متعلق بہت سی کتابیں لکھی گئیں۔ ''الاقتصاد، سبیل الرشاد'' وغیرہ رسائل بھی اسی مضمون کی تفصیل میں ہیں۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۱/۷/۵۳ھ۔

صحیح: عبداللطیف عفا اللہ عنہ، ۱۶/ ذیقعدہ/۵۳ھ۔

مسائلِ اختلافیہ پر غور وفکر کرنے کے لئے چند اصولِ موضوعہ

[۷۶۵] ایک صاحب نے حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم کی خدمت میں چند سوالات ارسال کئے تھے اور لکھا تھا کہ ثبوتِ مدعا کے لئے صرف صحاحِ ستہ ہی کی حدیث پیش کی جائیں۔ حضرت مفتی صاحب مدظلہ نے ان کے سوالات کے تفصیلی جوابات تو دیئے نہیں اس لئے کہ وہ مسائل ایسے معرکۃ الاراء اور مختلف فیہ تھے کہ دونوں طرف کے علماء نے اس مضمون پر مستقل کتابیں تصنیف کی تھیں، اس پر مزید کچھ لکھنا وقت کی بربادی کے سوا اَور کوئی خاص افادیت نہیں رکھتا۔ ایسے اصول تحریر فرمادیئے کہ جو کسی بھی مسئلہ کے سمجھنے کے لئے کلید کی حیثیت رکھتے ہیں۔ امید کہ علماءِ کرام اس مضمون سے خاص طور پر محظوظ ہوں گے۔ (ادارہ)

مکرم ومحترم، زادکم اللہ علماً نافعاً! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط ملا، چند اصولِ موضوعہ تحریر ہیں، ان کو بغور دیکھیں اور مستحضر رکھیں پھر اپنے سوال پر غور کریں:

۱- اصول فقہ چار ہیں (۱)۔

۲- سائل کو حق نہیں ہے کہ کسی فرع کی دلیل کو کسی ایک اصل میں منحصر مان کر اس کا مطالبہ کرے۔

۳- مجیب ذمہ دار نہیں کہ سائل کے حصر کردہ اصل کا پابند رہے۔

۴- حدیثِ صحیح کتب صحاح میں منحصر نہیں، لہٰذا غیرِ صحاح ستہ کی ہر حدیث کو غیر صحیح نہیں کہا جاسکتا (۲)۔

---

(۱) قال العلامہ النسفی: "اعلم أن أصول الشرع ثلاثة: الكتاب والسنة وإجماع الأمة، والأصل الرابع: القياس". (المنار مع شرحه نور الأنوار، ص: ۵، تقسيم أصول الشرع، سعيد)

(وكذا في مجموعة الفتاوى لشيخ الإسلام ابن تيميه: ۱۰/۲۲۰، الجزء العشرون، مكتبة العُبَيكان)

(والمغني في أصول الفقه، ص: ۱۸۳، باب الحجج الشرعية، جامعة أم القرىٰ، مكة المكرمة)

(۲) "وقول من قال: أصح الأحاديث ما في الصحيحين، ثم ما انفرد به البخاري، ثم ما انفرد به مسلم، ثم =

۵-صحاح ستہ کی ہر حدیث اصطلاحِ محدثین میں صحیح نہیں، بلکہ ان میں حسن غریب وغیرہ بھی ہیں (۱)۔

۶-صحاح ستہ کی ہر حدیث کو غیر صحاحِ ستہ کی ہر حدیث پر ترجیح نہیں (۲)۔

= ماشتمل على شرطهما من غيرهما، ثم ما اشتمل على شرط أحدهما تحكّمٌ لا يجوز التقليد فيه ؛ إذِ الأصحية ليس إلا اشتمال رواتهما على الشروط التي اعتبراها، فإذا فرض وجود تلك الشروط في روا ة حديث في غير الكتابين، أفلا يكون الحكم بأصحية ما في الكتابين عين التحكّم؟ ثم حكمهما أو أحدهما بأن الراوي المعين مجتمع تلك الشروط ليس مما يقطع فيه مطابقة الواقع، فيجوز كون الواقع خلافه". (فتح القدير : ۱/۴۴۵، باب النوافل ، مصطفى البابي الحلبي)

(وكذا في السعاية شرح شرح الوقاية : ۲/۳۰، مطلب في أن الأصحيّة منوطة بوجود شرائط الصحة الخ، باب الأذان ، سهيل اكيڈمی لاهور)

(وكذا في تيسير مصطلح الحديث ، ص: ۳۹، مكتبة دار التراث الكويت)

(۱) "فصل : الكتب الستة المشهورة المقررة في الإسلام التي يقال لها: الصحاح الست : هي صحيح البخاري، وصحيح مسلم، والجامع للترمذي، والسنن لأبي داؤد، والنسائي، و سنن ابن ماجه، و عند البعض المؤطا بدل ابن ماجة، و صاحب جامع الأصول اختار المؤطا و في هذه الكتب الأربعة أقسام من الأحاديث من الصحاح والحسان والضعاف، و تسميتها بالصحاح الست بطريق التغليب ". (مقدمة مشكوة المصابيح، للشيخ عبد الحق الدهلوي ،ص:۷، قديمي)

(۲) "وكون معارضه في البخاري لا يستلزم تقديمه بعد اشتراكهما في الصحة، بل يطلب الترجيح من خارج ". (السعاية في كشف ما في شرح الوقاية : ۲/۳۰، باب الأذان ، مطلب في أن الأصحية منوطة بوجود شرائط الصحة الخ ، سهيل اكيڈمی لاهور)

"على أن دعوى أصحية ما في الكتابين أو أصحية البخاري على صحيح مسلم وغيره إنماباعتبار الإجمال، و من حيث المجموع دون التفصيل باعتبار حديث و حديث، صرح به في التدريب حيث قال : قد يعرض للمفوّق ما يجعله فائقاً، كأن يتفقا على إخراج حديث غريب، و يخرج مسلم أو غيره حديثاً مشهوراً، أو مما وصفت ترجمته بكونها أصح الأسانيد،و لا يقدح ذلك فيما تقدم؛ لأن ذلك باعتبار الإجمال ، قال الزركشي : و من هنا يعلم أن ترجيح كتاب البخاري على مسلم وغيره إنما المراد به ترجيح الجملة على الجملة لا كل فرد من أحاديثه على كل فرد من أحاديث الآخر". (مقدمه إعلاء السنن : ۱/۴۲، قواعد في علوم الحديث، الفصل الثاني في بيان ما يتعلق بالتصحيح والتحسين من قواعد مهمة و أصول ، إدارة القرآن كراچی)

۷-استدلال کے لئے حدیث کا صحیح ہونا لازم نہیں بلکہ حسن وغیرہ سے بھی استدلال درست ہے(۱)۔

۸-تعارضِ حدیث کے وقت لازماً نسخ ہی متعین نہیں بلکہ ترجیح، تطبیق، رجوع الی الآثار، اجتہاد متعدد طرق ہیں(۲)۔

۹- سنتِ خلفائے راشدین کی حیثیت مستقل دلیل کی ہے(۳)۔

---

(۱) "الحسن كالصحيح في الاحتجاج به و إن كان دونه في القوة، و لهذا أدرجته طائفة في نوع الصحيح، كالحاكم و ابن حبان و ابن خزيمة مع قولهم بأنه دون الصحيح المبين أولاً، و قال الحافظ في شرح النخبة: و هذا القسم من الحسن مشارك للصحيح في الاحتجاج به و إن كان دونه". (مقدمه إعلاء السنن: ۱/ ۴۹، قواعد في علوم الحديث، الفصل الثاني، إدارة القرآن كراچی)

(۲) قال العلامة البنوري: "و إذا تعارض الخبران في باب واحد فعند الشافعية يقدم التطبيق، ثم الترجيح، ثم النسخ، ثم التساقط والعمل بالأصول. و عند الحنفية: يعمل أولاً بالترجيح، ثم بالتطبيق، ثم بالنسخ، ثم بالتساقط، والمراد بالنسخ الاجتهادي أما المعلوم زمانه فهو المقدم على الكل عند الكل، و قيل: التطبيق مقدم على الترجيح عند الحنفية أيضاً، و ذلك أن في الترجيح عملاً بالعلم، و في التطبيق عملاً بعدمه، والأول مقدم على ما يقتضيه العقل والذوق". (معارف السنن: ۱/ ۱۰۲، ۱۰۳، فائدة في تعامل أهل المذاهب عند تعارض النصوص، سعيد)

(و كذا في إعلاء السنن: ۱/ ۱۶۷، الفصل الثامن في أصول التعارض الخ، قواعد في علوم الحديث، إدارة القرآن)

(۳) "و عنه (أي عن العرباض بن سارية رضي الله تعالىٰ عنه) قال: صلى بنا رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات يوم، ثم أقبل علينا بوجهه، فوعظنا موعظةً بليغةً .... فقال: "أوصيكم بتقوى الله والسمع والطاعة و إن كان عبداً حبشياً، فإنه من يعش منكم بعدي، فسيرىٰ اختلافاً كثيراً، فعليكم بسنتي و سنة الخلفاء الراشدين المهديين، تمسكوا بها، و عضوا عليها بالنواجذ". الحديث. (مشكوة المصابيح: ۱/ ۲۹، ۳۰، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الثاني، قديمي)

(و سنن أبي داود: ۲/ ۲۸۷، كتاب السنة، قبيل باب من دعا إلى السنة، مكتبه امداديه ملتان)

(و سنن الترمذي: ۲/ ۹۶، أبواب العلم، باب الأخذ بالسنة والاجتناب عن البدعة، سعيد كراچی)

(و مسند أحمد بن حنبل: ۴/ ۱۲۶، ۱۲۷، رقم الحديث: ۱۶۶۹۴، ۱۶۶۹۵، دار إحياء التراث العربي)

١٠-اجرائے مصالحِ مرسلہ کا مقام تحت التشریع فوق الاجتہاد ہے(١)۔

١١-مقلد کو مسئلہ معلوم ہونے کے بعد عمل کو ماخذ معلوم ہونے پر موقوف کرنا منصبِ تقلید کے خلاف ہے۔

١٢-مجیب کے ذمہ ماخذ بیان کرنا ضروری نہیں، اگر بیان کردے تو اس کا تبرع ہے، البتہ تصحیحِ نقل ضروری ہے۔

١٣-ہٹ دھرم کی ہٹ دھرمی کو دور کرنے کے لئے مسائل یا دلائل دریافت کرنا بے سود ہے۔

١٤-جو مسائل مستقلاً معرکۃ الافکار اور مطرح الانظار رہ چکے ہوں، ان پر مناظرے ہوئے ہوں، رسائل لکھے گئے ہوں، ان کے لئے براہِ راست رسائل کا مطالعہ کیا جائے، فتوی کے ذریعہ ان کے مباحثِ طویلہ عریضہ کو حل کرنا بے محل ہے، کوئی خاص پہلو مخفی ہو اس کو دریافت کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ جامع العلوم کانپور۔

اختلافی مسائل میں کیا مقلد کو ترجیح کا حق ہے؟

سوال[٧٦٦]: مسائلِ فقہیہ پر ادلۂ اربعہ کی بناء پر متاخرین علماء کو تنقید وترجیح کا حق ہے یا نہیں؟ حالانکہ مولانا مولوی معین الدین صاحب حنفی اجمیری صدر مدرس معینیہ عثمانیہ اپنی کتاب ''القول الأظهر فيما يتعلق بالأذان عند المنبر'' کے ص:١٥ پر لکھتے ہیں کہ ''حدیث سے استنباط کرنا مجتہد کا کام ہے، مقلد کی یہ شان نہیں کہ کسی حدیث سے تمسک کرکے کوئی حکم مستنبط کرے''۔ پھر آپ اسی کتاب کے ص: ٢١ پر لکھتے ہیں: ''اگر کوئی مقلد استنباط کے درپے ہو جائے تو پھر فرمایئے کہ اس میں اور غیر مقلد میں کیا فرق ہے''؟ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ مولانا موصوف کا یہ فرمانا صحیح ہے یا نہیں؟

---

(١) "إن الخلفاء الراشدين مجازون في إجراء المصالح المرسلة، و هي مرتبة فوق مراتب الاجتهاد و دون مرتبة التشريع". (معارف السنن: ٣٩٩/٤، باب ماجاء في آذان الجمعة، بيان منصب الخلفاء الراشدين في إجراء المصالح المرسلة، سعيد)

الجواب حامداً ومصلیاً:

مسائلِ فقہیہ کی بہت کافی تنقیح ہوچکی، ادلہ قائم کردی گئیں، راجح مرجوح کو بیان کردیا گیا، اب براہِ راست استدلال واستنباط کی ضرورت نہیں رہی، صرف تتبع کرکے راجح اور مفتی بہ کو نقل کرنا مقلد کا منصب ہے، خواہ وہ راجح قولِ امام ہو خواہ قولِ صاحبین وغیرہ:

"إن المشائخ اطلعوا علیٰ دلیل الإمام، وعرفوا من أین قال، واطلعوا علی دلیل أصحابه، فیرجحون دلیل أصحابه علی دلیله، فیفتون به ولا یظن بهم أنهم عدلواعن قوله لجهلهم بدلیله، فإنا نراهم قد شحنوا کتبهم بنصب الأدلة، ثم یقولون: الفتویٰ علیٰ قول أبی یوسفؒ مثلاً، وحیث لم نکن أهلاً للنظر فی الدلیل، و لم نَصِل إلیٰ رتبتهم فی حصول شرائط التفریع والتأصیل، فعلینا حکایة مایقولونه؛ لأنهم هم أتباع المذهب الذین نصبوا أنفسهم لتقریره وتحریره باجتهادهم، وانظر إلی ماقد مناه من قول العلامة قاسم: إن المجتهدین لم یفقدوا حتی نظروا فی المختلف، ورجّحوا وصحّحوا (إلی أن قال) فعلینا اتباع الراجح والعمل به، کما لو أفتوا فی حیاتهم اه". رسم المفتی، ص: ۲۹(۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ۔

اختلافِ ائمہ

[۷۶۷] ا...... جب چاروں امام صحیح ہیں تو اختلاف کیوں ہے؟

---

(۱) (شرح عقود المفتی، ص: ۷۳، میر محمد کتب خانه، کراچی)

"لیس له (المفتی المجتهد) العدول عما اتفق علیه أبو حنیفة وأصحابه، فلیس له الإفتاء به وإن کان مجتهداً متقناً؛ لأنهم عرفوا الأدلة ومیّزوابین ماصح وثبت وبین غیره، ولا یبلغ اجتهاده اجتهادهم". (شرح عقود رسم المفتی، ص: ۱۵۲، میر محمد کتب خانه کراچی)

"قال العلامة ابن نجیم فی الفوائد الزینیة: لایحل الإفتاء من القواعد والضوابط، وإنما علی المفتی حکایة النقل الصریح کما صرحوابه، انتهی". (شرح عقود رسم المفتی، ص: ۷۹، میر محمد کتب خانه کراچی)

تقلیدِ شخصی سے ہٹ کر مختلف ائمہ کی تقلید

[۶۷۸]: ۲......ایک امام پر قائم نہ رہ کر سبھی اماموں کی پیروی یکے بعد دیگرے درست ہے یا نہیں؟

باسمہ تعالیٰ

الجواب حامداً ومصلیاً:

۱...... یہ اختلاف استنباط کے اعتبار سے ہے جو کہ امت کے لئے رحمت ہے(۱)۔

۲...... یہ طریقہ غلط ہے اس میں بڑے مفاسد ہیں (۲)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہ دارالعلوم دیوبند۔

دیوبندی کس امام کے پیرو ہیں؟

سوال[۶۷۹]: ۱......ایک شخص امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا پیرو ہے وہ سنی ہے یا نہیں؟

---

(۱) قال العلامة العثمانی ناقلاً عن حجة الله رئيس المحدثين الشاه الدهلوی رحمه الله تعالیٰ: "اعلم أن الله تعالیٰ أنشأ بعد عصر التابعين نشأ (جماعة) من حَمَلة العلم إنجازاً لماوعده رسول الله حيث قال: "يحمل هذاالعلم من كل خلف عدوله". فأخذواعمن اجتمعوامعه منهم صفة الوضوء، والغسل، والصلوة، والحج، والنكاح، والبيوع، وسائرمايكثروقوعه ......وحاصل صنيعهم أن يتمسك بالمسندمن حديث رسول الله صلی الله تعالیٰ عليه وسلم والمرسل جميعاً، ويستدل بأقوال الصحابة والتابعين علماً منهم أنهاإماأحاديث منقولة عن رسول الله صلی الله تعالیٰ عليه وسلم، فجعلوهاموقوفةً، أويكون استنباطاً منهم من المنصوص، أواجتهاداً منهم بآرائهم، وهم أحسن صنيعاً فی كل ذلک ممن يجئ بعدهم ......وإذااختلفت مذاهب الصحابة والتابعين فی مسئلة، فالمختارعندكل عالم مذهب أهل بلده وشيوخه اهـ." (مقدمة إعلاء السنن للعلامة العثمانی، فائدة فی أسباب الاختلاف بين المجتهدين: ۳/ ۵۹، ادارة القرآن)

(والتفصيل فی حجة الله البالغة، باب أسباب اختلاف مذاهب الفقهآء: ۱/ ۱۴۴، ۱۴۵، مير محمد كتب خانه)

(۲) (تقدم تخريجه تحت عنوان. "تقلید کی شرعی حیثیت")

۲......سنی ہونے کے لئے چار اماموں میں سے کسی امام کا پیرو ہوسکتا ہے یا نہیں؟ یا ان میں سے کسی خاص امام کی پیروی کرنا لازم ہے؟

۳......علمائے دیوبندان چاروں ائمہ میں سے کس کی پیروی کرتے ہیں، یا کسی کی بھی نہیں کرتے، یا کس کے مسلک پر چلتے ہیں؟ کتاب کا نام، مصنف کا نام مع پتہ کے اور کہاں سے مل سکتی ہے؟

الجواب حامداً ومصلياً:

۱......وہ بھی سنی ہے۔

۲......چاروں اماموں کے پیرو سنی ہیں۔ کذا فی الدر المختار للعلامة محمد بن عابدين شامي (۱)۔

۳......علمائے دیوبند حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے پیرو ہیں اور ان کی نصرت کے سلسلہ میں ان کی کتابیں موجود ہیں: اوثق العری (۲)، سبیل الرشاد (۳)، الرای الصحیح (۴)، القطوف الدانیہ (۵)، ہدایۃ المعتدی (۶)،

---

(۱) "فإن اختلاف أئمة الهدى توسعة للناس، كما في أول التاتار خانية، وهذا يشير إلى الحديث المشهور على ألسنة الناس وهو: "اختلاف أمتي رحمة" .... وأخرج الخطيب أن هارون الرشيد قال لمالك بن أنس : يا أباعبدالله! نكتب هذه الكتب يعني مؤلفات الإمام مالك ونفرّقها في آفاق الإسلام لنحمل عليها الأمة، قال: يا أمير المؤمنين! إن اختلاف العلماء رحمة من الله تعالىٰ على هذه الأمة، كلٌّ يتبع ماصح عنده، وكلهم على هدى، وكل يريد الله تعالىٰ". (ردالمحتار على الدر المختار، مطلب في حديث: "اختلاف أمتي رحمة" : ۱/۶۸، سعيد)

وفي غنية الطالبين : "فعلى المؤمن اتباع السنة والجماعة ، فالسنة ماسنه رسول الله صلى الله عليه وسلم ، والجماعة ما اتفق عليه أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم في خلافة الأئمة الأربعة: الخلفاء الراشدين المهديين اهـ " . (غنية الطالبين، ص: ۱۹۵، لاهور)

(۲) (أوثق العرى في تحقيق الجمعة في القرىٰ (اردو) حضرت مولانا رشيد احمد گنگوهی ، اداره اسلاميات، لاهور)

(۳) (سبيل الرشاد (اردو) مولانا رشيد احمد گنگوهی، رحمٰن برادرس، كراچی)

(۴) (لم أطلع على هذه الرسالة) ....

مصنفہ حضرت مولانا رشید احمد صاحب، محدث گنگوہی، نیز حضرت مولانا محمد قاسم صاحب، وحضرت مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندی، حضرت علامہ انور شاہ کشمیری اور حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہم اللہ کی بہت سی کتابیں عربی، فارسی اور اردو میں شائع شدہ ہیں جن میں حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مسلک کی تائید وتقویت کی گئی ہے۔ دیوبند کے کسی کتب خانہ سے فہرست طلب کریں تو اس میں کتابیں تفصیل سے ملیں گی۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیوبند۔

دیوبند اور جلال آباد کے علماء کا مسلک

سوال[۷۷۰]: دیوبند وجلال آباد میں مسلک کے اعتبار سے کیا فرق ہے؟ یہ دونوں ایک ہی ہیں یا جداگانہ، جیسے بریلوی وغیرہ؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

علمائے جلال آباد اور علمائے دیوبند کے عقائد ومسلک میں کوئی فرق نہیں ہے، یہ سب امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مقلد ہیں، ایک دوسرے کا احترام کرتے ہیں اور ایک دوسرے کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں، ایک دوسرے کے مدرسہ کی اعانت کرتے ہیں، یہاں کے طلبہ وہاں، اور وہاں کے طلبہ یہاں بکثرت پڑھنے کے لئے آتے جاتے رہتے ہیں۔ بریلوی علماء کا معاملہ اس سے جداگانہ ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیوبند، ۱۳/۱/۹۳ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دار العلوم دیوبند۔

غیر مقلد کی کیا حیثیت ہے؟ اور اس کے ساتھ شادی بیاہ

سوال[۷۷۱]: ہمارا ایک بھائی اہلِ حدیث کہلاتا ہے، سورہ فاتحہ خلف الامام پڑھتا ہے، آمین بالجہر کہتا ہے، رفع یدین کرتا ہے۔ کیا وہ مسلمان ہے؟ اہل سنت والجماعت میں داخل ہے اور حق پر ہے اور ان کے ساتھ بیاہ شادی جائز ہے، یہ لوگ اہلِ حدیث گمراہ ہیں یا نہیں؟ میرا بھائی کسی کی توہین نہیں کرتا۔

= (۵) (القطوف الدانیة فی تحقیق الجماعة الثانیة، اصل کتاب فارسی زبان میں ہے، مولانا محمد رضی عثمانی صاحب نے اس کا اردو ترجمہ کیا ہے، طباعت دار الاشاعت، کراچی)

(۶) (هدایة المعتدی فی قراءة المقتدی (اردو)، بلا لے ساڑھواں)

الجواب حامداً ومصلیاً:

اہلِ حدیث کے بعض مسائل میں حنفیہ کا اختلاف معمولی ہے(۱) اور بعض میں شدید (حلت و حرمت کا) اور بعض مسائل میں ائمہ اربعہ کا اختلاف اور وہ بہت شدید ہے (۲)، ایسے مسائل میں یہ لوگ قرآنِ کریم کے بھی خلاف کرتے ہیں، ان سب کے خلاف کرنے کی وجہ سے وہ لوگ حق پر نہیں ہیں۔ رہا نفس عمل بالحدیث تو یہ کوئی مذموم چیز نہیں بلکہ عینِ مطلوب ہے، مگر ہر شخص میں یہ اہلیت نہیں ہوتی کہ مقدم ومؤخر، ناسخ ومنسوخ وغیرہ کو معلوم کر سکے، اس لئے تقلید کا حکم دیا جاتا ہے (۳)۔

---

(۱) جیسا کہ رفع یدین میں اختلاف ہے

"وإنما بقي الكلام في الأفضلية، وصرح أبو بكر الجصاص في أحكام القرآن من مسائل رؤية الهلال بذلک، وإنه من الاختلاف المباح". (معارف السنن للعلامة البنوریؒ، کتاب الصلوٰة، الاختلاف في الرفع وعدمه في الاختلاف المباح: ۲/۴۵۹، سعید)

(۲) جیسا دفعۃً تین طلاقیں دینے سے تین طلاقوں کے وقوع اور عدمِ وقوع میں اختلاف ہے۔ اس مسئلہ میں غیر مقلدین کا ائمہ اربعہ کے ساتھ اختلاف کی شدت اور قرآن وسنت سے صریح عدول کے متعلق علامہ عینیؒ رقم طراز ہے "ومذهب جماهير العلماء من التابعين ومن بعدهم، منهم: الأوزاعي والنخعي والثوري وأبو حنيفة وأصحابه ومالک وأصحابه وأحمد وأصحابه، وشافعي وأصحابه، واسحاق وأبو عبيد وآخرون كثيرون على أن من طلّق امرأته ثلاثاً، وقعن، ولكنه يأثم، وقالوا: من خالف فيه فهو شاذ مخالف لأهل السنة، وإنما تعلق به أهل البدع ومن لا يُلتفت إليه لشذوذه عن الجماعة التي لايجوز عليهم التواطؤ على تحريف الكتاب والسنة". (عمدة القاري، كتاب الطلاق، باب من أجاز طلاق الثلاث الخ: ۲۰/۳۳۱، دار الكتب العلمية)

وقال الحافظ ابن حجر: "فالراجح في الموضعين تحريم المتعة وإيقاع الثلاث للإجماع الذي انعقد في عهد عمر على ذلک، ولا يحفظ أن أحداً في عهد عمر خالفه في واحدة منهما، وقد دلّ إجماعهم على وجود ناسخ، وإن كان خفي عن بعضهم، حتى ظهر لجميعهم في عهد عمر، فالمخالف بعد هذا الإجماع مُنابذٌ له، والجمهور على عدم اعتبار من أحدث الاختلاف بعد الاتفاق". (فتح الباري، كتاب الطلاق، باب من أجاز الطلاق الثلاث: ۹/۳۶۵، دار المعرفة)

(۳) "قال ابن القيم أيضاً في كتابه (إعلام الموقعين): قال الشافعي فيما رواه عنه الخطيب في كتاب =

ان سے شادی بیاہ کرنے میں ایسے مسائل سے بھی واسطہ پڑنے کا امکان ہے، مثلاً اگر شوہر اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاق دے دے تو قرآنِ کریم اور احادیثِ مشہورہ، ائمہ مجتہدین، سلفِ صالحین کی تصریحات کے پیشِ نظر بیوی پر حرمتِ مغلظہ ثابت ہوجاتی ہے (۱) اور پھر بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح بھی جائز نہیں ہوتا (۲)،

= "الفقيه والمتفقه" له : لا يحل لأحد أن يفتي في دين الله إلا رجلاً عارفاً بكتاب الله بنا سخه ومنسوخه ومحكمه ومتشابهه وتأويله وتنزيله ومكيه ومدنيه وما أريدبه، ويكون بعد ذلك بصيراً بحديث الرسول الله صلى الله عليه وسلم .... وهذا يرد على هولاء الذين تسمّوا بأهل الحديث أبلغ رد، ويكذبهم فيها أقبح تكذيب .... وأما غير أهل الاجتهاد، فليس له إلا تقليد أهل العلم". (مقدمة إعلاء السنن، الدين القيم، رسالة في الاجتهاد والتقليد: ۲/۴، إدارة القرآن ، كراچی)

(۱) قال الله تعالىٰ: ﴿الطلاق مرتان فإمساك بمعروف أو تسريح بإحسان .... فإن طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجاً غيره﴾ (سورة البقرة : ۲۲۹، ۲۳۰)

قال ابن كثير: "أي أنه إذا طلق الرجل امرأته طلقةً ثالثةً بعد ما أرسل عليها الطلاق مرتين، فإنها تحرم عليه (حتى تنكح زوجاً غيره): أي حتى يطأها زوج آخر في نكاح صحيح، فلو وطئها واطئ في غير نكاح ولو في ملك اليمين، لم تحل للأول". (تفسير ابن كثير، (سورة البقرة): ۱/۳۷۳، دارالفيحاء)

(وكذا في روح المعاني: ۲/۱۴۱، (سورة البقرة : ۲۳۰)، دارإحياء التراث العربي)

"وعن ابن شهاب قال: أخبرني عروة بن الزبير أن عائشة رضي الله عنها أخبرته "أن امرأة رفاعة القرظيّ جاء ت إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالت : يارسول الله ! إن رفاعة طلقني ، فبتّ طلاقي، وإني نكحت بعده عبدالرحمٰن الزبير القرظيّ، وإنما معه مثل الهدبة، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : "لعلك تريدين أن ترجعي إلى رفاعة، لا حتى يذوق عسيلتك وتذوقي عسيلته".

"وعن عائشة رضي الله عنها أن رجلاً طلق امرأته ثلاثاً، فتزوجت، فطلق، فسئل النبي صلى الله عليه وسلم أتحل للأول؟ قال: "لا، حتى يذوق عسيلتها كما ذاق الأول". (صحيح البخاري، كتاب الطلاق، باب من أجاز طلاق الثلاث : ۲/۷۹۱، قديمي)

"وذهب جمهور الصحابة والتابعين ومن بعدهم من أئمة المسلمين إلى أنه يقع ثلاث".

(ردالمحتار على الدر المختار، كتاب الطلاق: ۳/۲۳۳، سعيد)

(۲) (راجع الحاشية رقم : ۱)

مگر یہ لوگ ایسی تین طلاق کو ایک ہی طلاق اور وہ بھی رجعی طلاق قرار دے کر حقِ رجعت دیتے ہیں (۱)، یا بہت سے بہت دوبارہ نکاح کر لینے کے لئے کہہ دیتے ہیں، حالانکہ یہ نکاح شرعی نکاح نہیں ہوتا، بلکہ نکاح کے نام پر بہت غلط اور فحش کام ہوتا ہے، اسی طرح یہ رجعت شرعی رجعت نہیں ہوتی بلکہ ناجائز چیز ہوتی ہے۔ ایسے مسائل پر مستقل کتابیں اور رسائل موجود ہیں جن میں پورے دلائل پیش کئے گئے ہیں۔ ان سے بیاہ شادی کرنے میں مفسدۂ عظیمہ ہے اس سے پورا پرہیز لازم ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۹۰/۵/۲۲ھ۔

---

(۱) حالانکہ تین طلاق دینے کے بعد زوجِ اول کو رجوع کا کوئی حق نہیں، ص: ۶۱۹، حاشیہ: ۱، میں ذکر کردہ آیات اور احادیث اس پر دال ہیں۔ حافظ ابن کثیر اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں: " هذه الآية الكريمة رافعة لما كان عليه الأمر في ابتداء الإسلام من أن الرجل كان أحق برجعة امرأته، وإن طلقها مائة مرة ما دامت في العدة ، فلما كان هذا فيه ضرر على الزوجات، قصرهم الله إلى ثلاث طلقاتٍ، وأباح الرجعة في المرة والثنتين، وأبانها بالكلية في الثالثه، فقال: ﴿الطلاق مرتان فإمساك بمعروف أوتسريح بإحسان﴾. (تفسير ابن كثير: ۱/۳۶۶، (سورة البقرة : ۲۲۹)، دارالفيحاء)

"وذهب بعضهم إلى أن مثل ذلك مالو طلق في مجلس واحدٍ ثلاث مرات، فإنه لا يقع إلا واحد ة، أيضاً لِما أخرج البيهقي عن ابن عباس رضي الله عنهما، قال : " طلق ركانة امرأته ثلاثاً في مجلس واحدٍ، فسأله رسول الله صلى الله عليه وسلم .... قال: "فإنما تلك واحدة، فارجعها إن شئت، فراجَعَها". والذي عليه أهل الحق اليوم خلاف ذلك كله .... ثم قال: والأحسن عندي أن يجاب بأن عمر رضي الله عنه لمّا استشار الناس، علم فيه ناسخاً لما وقع قبل ، فعمل بقضيته ، وذلك الناسخ إما خبر بلغه أو إجماع ، وهو لا يكون إلا عن نص، ومن ثم أطبَقَ علماء الأمة عليه اهـ". (روح المعاني: ۲/۱۳۷، (سورة البقرة: ۲۲۹، ۲۳۰)، دارإحياء التراث العربي)

"وعن ابن عباس رضي الله عنهما: ﴿والمطلقات يتربصن بالنفسهن ثلثة قروء ، ولا يحل لهن أن يكتمن ماخلق الله في أرحامهن﴾ (الآية) وذلك أن الرجل كان إذا طلق امرأته فهو أحق برجعتها وإن طلق ثلاثاً، فنسخ ذلك ، فقال : ﴿ الطلاق مرتان ﴾ الآية . (سنن أبي داود، كتاب الطلاق، باب في نسخ المراجعة بعد التطليقات الثلث: ۱/۳۰۴، امداديه ملتان)

کیا کسی دیوبندی کو حق ہے کہ وہ اپنی اہلِ حدیث بیوی کو تبدیلِ عقیدہ پر مجبور کرے؟

سوال[۷۷۲]: اگر کسی اہل حدیث لڑکی کا نکاح کسی حنفی دیوبندی لڑکے سے کردیا جائے تو لڑکی کو اپنے عقیدہ ومذہب پر قائم اور اس کے مطابق عمل کرنے کا حق باقی رہتا ہے کہ نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

۱،۲...... حنفی دیوبندی اور اہل حدیث کے درمیان رفع یدین، آمین بالجہر، تورک، قنوت، تعداد وتر، تعداد تراویح، جمعہ فی القری، قرأۃ خلف الامام وغیرہ فروعی مسائل میں اختلاف ہے۔ دونوں کے پاس دلائل ہیں۔ بحث دلائل کی قوت وضعف میں ہے، ترجیح ونسخ میں ہے۔ ان میں سے بعض میں تو اَولیٰ اور غیر اَولیٰ کا اختلاف ہے، بعض میں واجب وغیر واجب کا اختلاف ہے، بایں ہمہ عقیدہ ایمانیہ جو کہ حدیثِ جبرائیل میں مفصل مذکور ہے اس پر سب ہی متفق ہیں، پھر عقیدہ تبدیل کرنے کا کیا سوال ہے؟ اگر اختلافِ عقیدہ کی کوئی چیز ہے، مثلاً لڑکی کا عقیدہ یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی تقلید شرک ہے اور حنفی دیوبندی مشرک ہیں، تو پہلے اس کی تحقیق کی جائے کہ ایسی اہل حدیث لڑکی کا حنفی دیوبندی سے نکاح بھی صحیح ہوا یا نہیں، تبدیلِ عقیدہ کا سوال بعد کا ہے۔ جیٹھ دیور وغیرہ نامحرم ہیں، ان سے شرعی پردہ لازم ہے(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۱۴/ ۷/ ۱۳۹۹ھ۔



(۱) "عن عقبة بن عامر قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "إياكم والدخول على النساء"، فقال رجل: يا رسول الله! أرأيت الحمو؟ قال: "الحمو الموت". (مشكوة المصابيح، كتاب النكاح، باب النظر الى المخطوبة و بيان العورات الفصل الأول: ۲/۲۶۸، قديمى)

قال الله تعالىٰ: ﴿ولا يبدين زينتهن إلا لبعولتهن أو آبائهن أو آباء بعولتهن .... أو إخونهن أو بني إخوانهن أو بني إخوانهن أو بني أخواتهن﴾. (النور: ۳۱)